

# فہرست کتاب ارشادیہ

## معروف

# چودہوین رات کا چاند

## مجموعہ مواعظ

مقام لکھنو محلہ فراشخانہ وزیر گنج مین اہتمام سے کمترین دعاگو
مومنین سید عابد علی رضوی کے چھپا۔ تاریخ پندرہوین
ماہ جماد الثانی سنہ ۱۲۹۹ ہجری و سنہ ۱۰۴۳ مہدوسے
روز پنجشنبہ مطابق چوتھی ماہ
مئی سنہ ۱۸۸۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست مواعظ


**پہلا** بیان مین تفسیر یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کے شروع صفحہ ۲

**موعظہ دوسرا** تحقیق مین حبس شیاطین کے ماہ رمضان مین موافق تحقیق خود واعظ دس وجہون سے شروع صفحہ ۱۹

**موعظہ تیسرا** تفسیر باقی آیات اور احکام صوم کے اور بحث لطیف خلافت و تفضیل وغیرہ مین شروع صفحہ ۳۰

**موعظہ چوتھا** بیانمین بحث مذہب ... ہشام شامی کا برملکی سے اور مناظرہ ابو ... حکایت اور ہشام کی بحث عمرو بن عبید اور اثبات امامت بطرز جدید عبرانی توریت سے اور مناظرہ خصال ابوحنیفہ اور حکایت لطیف مجوزہ کوفہ اور مباحثہ مومن طاق اور کچھ مناظرہ لطیف جناب رضوانمآب کے ... مع لطیف مناظرہ نیز خود واعظ کے

لون سے شروع صفحہ ۵۵

موعظہ پانچوان معرفت جناب باریتعالی اور اشعار واعظ ... شرح شروع صفحہ ۹۷

موعظہ چھٹا بیان مین حدیث معرفت و صفات ثبوتیہ و سلبیہ وغیرہ ورد فرقہ صوفیہ وحکایات مطربہ کے شروع صفحہ ۱۱۵

موعظہ ساتوان بیانمین استحالہ دیدار خدا کے اور کچھہ لطیف حکایتین ترید مجسمہ کی اور بیانمین عصمت کے اور کچھہ ذکر حضرت یوسف علیہ السلام و زلیخا اور حضرت یونس کا شروع صفحہ ۱۳۵

موعظہ آٹھوان مناظرہ یہودی حضرت امیر علیہ السلام سے فضائل حضرت رسالتمآب کے اور افضلیت حضرت کی حضرت آدم و نوح و صالح پر اور ذکر مسئلہ وجوب شکر اور استحباب درود وغیرہ مین شروع صفحہ ۱۷۱

موعظہ نوان بیان حال حضرت ابراہیم مین اور ترجیح پیمبر خدا کی جناب سے اور ذکر مسئلہ معراج اور چند لطیف حکایتین مطائبہ ... کی شروع صفحہ ۱۸۹

موعظہ دسوان بیان فضائل حضرت موسیٰ و ترجیح جناب رسالتمآب اور اسکے بیانمین کہ حضرت کے سایہ نہ تھا اور بشارات شلیہ کا بیان اور جواب لطیف اوسکا جسنے حضرت امیر کے بارہ مین عامیانہ طور پر کہا تھا کہ وہ تین مین نہ تیرہ مین اور وجہ تسمیہ شیعہ بعنوان ... و اظہار ... اسکی کہ کسیکو شیعہ غالی کہین و ...

متعلق بحث امامت شروع صفحہ ۲۱۳

**موعظہ گیارھوان** ذکر حضرت داؤد و سلیمان و حضرت یحییٰ ع
و حضرت عیسیٰ ع مین اور بیان ترجیح جناب رسالتمآب ص مین ان سب
حضرات پر اور ذکر معراج و شب معراج کے راز و نیاز کی باتین اور
مشتقین اگلی لوگون کی اور تخفیف امت حضرت کی اور ذکر چند جنون کی
قبیلون کا اور نامون کا ذیل مین ذکر حضرت سلیمان کے شروع صفحہ ۲۴۴

**موعظہ بارھوان** شرح قصیدہ فاضل معتزلی بیان
فتح مکہ مین اور تحقیق شعر پڑھنے کی روزوں مین اور بیان صفا رای
نہایت مقفی و مسجع حملہ حیدری کے پرواز پر پھر فتح مکہ و بت شکنی حضرت
امیر ع پر بشارت عبرانی خانہ کعبہ کی حجی نبی کی کتاب سے مع ترجمہ
و تائید اور بحث دلالت مین بشارت علی کی شروع صفحہ ۲۷۵

**موعظہ تیرھوان** مناظرہ لطیف پر اہل سنت سے بت شکنی کے
متعلق اور اشعار ابدار فریقین کی مبارک باد مین حضرت امیر ع کی
شانہ نبی پر جا کے بت شکنی فرمانیکی پھر اشعار قصیدہ معتزلی جنگ
حنین کے بیان مین اور ابو جرول پہلوان کی لڑائی حضرت امیر ع سے
اور خلیفہ اول کی بھگدر کا حال پھر کچھ مطاعن خلیفہ اول اور
انکی پیشنماز ہونیکی کہانی اور ولید کی لونڈی کے نماز پڑھانیکا لطیف
قصہ اور خلیفہ جی کا انحراف اسامہ کے لشکر سے اور مختصر قصہ نزول
سورہ ہل اتی کا اور رد شمس کا اور ابر سے آفتاب نکل آنیکا
مظفر مرفوعی کے وعظ مین اور حسن اتفاق سے ابر کھلجانا جونپور مین

وعظ کے دن اور خاتمہ مدح حضرت امیرؑ پر شروع صفحہ ۲۹۷

## موعظ چودھوان
شرح خطبہ شقشقیہ اور ذکر فضائل حضرت امیر علیہ السلام اور شرح خطبہ عقیلیہ اوسی ذیل مین اور بیان حضرت عقیل کے مطائبون کا معاویہ عاویہ سے اور مطاعن خلفای ثلاثہ اور حکایت لطیف نعمان ومخرمہ شروع صفحہ ۳۲۳

## موعظ پندرھوان
حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام اور حال متضمن حالات حضرت امام حسن علیہ السلام اور معاویہ اور حکایت لطیفہ طرماح وغیرہ کے ہے شروع صفحہ ۳۵۳

## موعظ سولھوان
حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت و پابندی امور شرع پر اوس اضطراب کیوقت ثبوت قطعی ہونا اسلام کے حق ہونیکا عقلی طور پر اور قصور حضرت حُر کا استعظام کہ وہ ترک اولی حضرت داوٗد سے بہت بڑھکے تھا اور قصہ لطیف فیروز زوجہ فیروز و اشعار آبدار زوجہ فیروز اور رمز مین اسکا قصہ بادشاہ وقاضی کے سامنے پیش ہونا اور رمز ہی مین بادشاہ کا اوسی فیصلہ کرنا اور سبکا اوسمین متحیر رہنا اور یہہ بیان کہ قصور حضرت حر بہلول تائب کے گناہ سے بھی بڑھکے تھا اور روایت گریہ خیز بہلول تائب پر بیان معاف ہونیکا قصور حضرت حر کے اور عالی ظرفی کا امام مظلوم کے کہ ایک کلمہ بھی شکایت کا زبان پر نہ لایے اور موافق قاعدہ شرع توبہ حضرت حر فوراً قبول کی اور اونھین بشارت حور و قصور کی دی اور فرزندون کیطرح اونکی لاش پاش پاش میدان نبرد سے اوٹھا لاسے اور نتیجہ سبکا اثبات حقیت اسلام اعتداً مرا ...

مرزا فصیح مغفور مدح حضرت مین اور اشتباہ زیارت کربلای معلی مین صفحہ ۳۹۰

سترھوان موعظہ شرح حدیث من مات ولم یعرف الحدیث اور مناظرۂ لطیف اہل سنت سے اس حدیث کے مضمون میز اور دلائل مختصر غیبت حضرت کے اور کلام شیخ محی الدین عربی تائید اس مطلب کے اور اشعار آبدار ابن ابی الحدید معتزلی اور فوائد غیبت اور مناظرہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ اس بارہ مین اور مناظرہ شاہ عبد العزیز دہلوی سے مسئلہ تفضیل حضرت ائمہ مین اگلے پیغمبرون پر اور اشعار حملہ حیدری اشتیاق ظہور حضرت مین پھر اشعار اردو مثنوی بنیاد اعتقاد کی صفحہ ۳۷۰

موعظہ اٹھارھوان تفسیر سورۂ عم یتساءلون و بیان تفصیلی ادلہ معاد روحانی و جسمانی و کیفیت حشر و نشر اور کنی و جہ تسمیہ ابو تراب عنوان لطیف سے اور مناظرۂ لطیف ملا محسن کاشانے عالم نصرانی سے فضیلت خاک شفا مین اور چند حکایتین بہت مختصر و با مذاق مناظرہ مین شروع صفحہ ۳۹۴

موعظہ اونیسوان شان نزول سورۂ ہل اتے اور روایت گریہ خیز اوس اعرابی کی جو پوشش خانہ کعبہ تھامے دعا مانگتا تھا اور سخاوت جناب امیر پھر حال شب ضربت اور اشارہ مصائب کربلای معلے ۔ شروع صفحہ ۴۲۳

موعظہ بیسوان تفسیر سورۂ والشمس اور اثبات نبوت عنوان جدید سے اور قصہ حضرت صالح نبی اور حال قدار عذار اور تشبیہ ابن ملجم کی اوس سے اور تشبیہ حضرت امیر علیہ السلام ناقۂ صالح سے

ار وجہ شبہہ کا اور ذکر مصائب و فضائل اوسکے ذیل مین عنوان مجیب
ے اور شہادت حضرت محسن ع و حضرت علی اصغر ع شروع صفحہ ۴۷۹
عظہ اکیسوان حال مین ولادت حضرت امیر علیہ السلام
خانہ کعبہ مین اور عربی فقرات نثر و عظ بیان حال شہادت جناب
لیہ السلام مین اور روایت مشہور ضعیفہ سے مشک لینے کی
قادمی وعظ کے بیان مین چند فائدون کے کہ جو متعلق
روایت سے ہین اور تحقیق واعظ اس مسئلہ مین کہ پیمبرون
اماموں کو علم غیب ہوتا ہے یا نہین اور بیان معنی صحیح بے
تاویل حدیث نزلونا عن الربوبیۃ کی اور روایت
و غیرہ اور خاتمہ مصائب کربلا اور اسیری اہلبیت ع پر شروع صفحہ ۵۱۱
عظہ بائیسوان تفسیر مین سورہ انا انزلناہ کے اور
مین شب قدر و اعمال ضروری شب قدر کے اور بیان
زوجہ و تدبیر مسئلہ ہذا شروع صفحہ ۵۲۸
اور ... تئیسوان نماز حماد رضی اللہ عنہ اور نماز ابو حنیفہ
بیان اشعار مرزا فصیح صاحب مرحوم کے بیان مین شروع صفحہ ۵۶۱
عظہ چوبیسوان توبہ کے باب مین شروع صفحہ ۵۷۹
عظہ پچیسوان دم و آیین کی حالمین شروع صفحہ ۶۰۱
عظہ چھبیسوان شرح خطبہ برزخیہ احوال
و غیرہ سیدہ شہرت خیز موعظہ ہے شروع صفحہ ۶۲۹
عظہ ستائیسوان خطبہ مشہور کی شرح اور

ر د لطیف مین فرقۂ نیچریہ پر شروع صفحہ ۶۵۵
موعظہ اٹھائیسوان شریح کے مکان کا
عجیب وغریب قبالہ شروع صفحہ ۶۷۴
موعظہ اونتیسوان احکام مین زکوۃ فطرہ وغیرہ کی شروع صفحہ ۶۸۸
موعظہ تیسوان شرح مین فقرات دعای وداع
اور بحث روح اللہ کی معنون مین اور قصۂ نزول مائدہ کا اور
کچھہ احکام نماز عید کے اور وداع ماہ رمضان عنوان لطیف
اور یہہ موعظہ ازبسکہ اوس روز پڑہا گیا کہ جس روز جناب عالم
عامل مولوی شاہ ارشاد حسین صاحب قبلہ یادش بخیر نے
بانتراب سفر کربلای معلی کا کیا تو اسمین ایک لطیف اشارہ اونکی
ترخیص کا بھی ہے شروع صفحہ ۷۰۱

## التماس ضروری بخدمت شریف حضرات شیعہ اثنا عشری

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن

بحمد اللہ والمنہ کہ جلد اول کتاب مستطاب مواعظ جونپوری معروف چودہوین رات کے چاند سی کہ جو مجموعہ اکثر مواعظ اُردو کا جناب قدسی القاب مجتہد العصر والزمان قبلہ و کعبہ جناب سید علی محمد صاحب دام اللہ ایام افاداتہ کے ہین مواعظ مین جناب شیخ باقر حسین صاحب کہ جو منجملہ روسا و دیندار جونپور کے ہین جمع کیا

**تقریظ** واقعی یہ مواعظ شفیقہ اور نصائح انیقہ ہمنے شہر دلپذیر نظیر جابلسا و جابلقا یعنی شہر جونپور حرسہ عن الشرور مین پڑھے اور یہ سب معتبر ہین اور عمل انپر باعث اجر و ثواب ہی

سید علی محمد

مطبع اثنا عشری مین باہتمام خادم المومنین زین العابدین علی بیگ کے مکرر چھپا ہے

# موعظہ پہلا بیچ تفسیر آیات صیام کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی محمد و عترتہ اجمعین
اما بعد کہتا ہی بندۂ ہیچمدان قاصر اوّل ثقلین شیخ باقر حسین ابن شیخ جعفر علی نیشاپوری مرحوم
متوطن بلدۂ پرنور جونپور محلہ چتر ساری کہ عالیجناب معلی القاب علم الاعلام
حجۃ الاسلام عالم ربّانی بحر العلوم ثانی بدر انور عقل حادی عشر مجتہد العصر
والزّمان جناب قبلہ و کعبہ مولوی سیّد علی محمّد صاحب خلف الصّدق جناب
رضوانمآب سلطان العلما طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ نے بمساعی جمیلہ عالم عامل
فاضل کامل وحید اوحد مجید امجد شیفتۂ ولاء ائمہ طاہرین مشیّد دین مبین قوت
بازو شرع متین معین سادات و مومنین عالم موتمن عالم ربّانی جناب مولوی
شاہ ارشاد حسین صاحب جونپوری جب جونپور میں سنہ ۱۳۰۹ ہجری نزول اجلال فرمایا
اور حسب اصرار مومنین موقنین اقامۃ جمعہ و جماعت فرمائی تو تخفیف کی خیال میں

پہلا

...ن لوگ زاہدین خشک ... ل فیضیاب مضامین حق آگین مواعظ و نصائح سے ہوتے ہین اور
...ے بہا جنس خاص پیرا ... مددن مین نایاب ہو جائینگی پس مقتضی حقوق اخوت ایمانیہ کا یہ ہے
...ور مومنین جو ... کہ جا ... وجہ بعد مکانی کے شریک نہین ہوسکتے اور اس نعمت عظمی ہے
...ی سے محروم ... فیضیاں ... تے ہین وہ بھی کامیاب ان مضامین حق آگین سے ہون اور نفع
علی الدوام ... نہین جا ... ہر اور ایک عمدہ یادگار ہم لوگون کا صفحہ دہر پر باقی رہے فلہذا زیر
...ر بیٹھے بیٹھے ... غیب صوم مین متفرق کاغذات پر ہر روز کا موعظہ جدا جدا او سیوقت
...لیا ... تے ہین ... ن بلاغت ترجمان سے صادر ہوا پھر ان اوراق پریشان کو
کر کے ... عبارت ... دست بابرکت مین باتید نظر ثانی پیش کیا جناب قبلہ نے بہت
...شی سے ... بوز مین ملاحظہ کر کے موسوم بمواعظ جونپوری تاریخی نام سے کیا اور
...سکہ زبان ... کار و عام فہم مین موعظ فرماتے تھے تاکہ مضامین حق آگین عوام پر
...قصود اصلی ... و عظ سے جنکی تعلیم و تفہیم ہی بخوبی ظاہر و روشن ہو
...ر و لطیفہ گوئی ... باعث مزید مقبولیت کا خواطر عوام مین ہوا ان سے
...ت قصے ... مضامین حقہ کیطرف ہوا اور ظاہر ہے کہ بیان وعظ مذموم ہو سکتا
... ہر اور الناس مع اللباس مشہور و معیر ... کلام مین ہے
... ن رات کا چاند رکھا کہ اسم با مسمی صاحب محدث دہلوی کی
... کی تو اوسمین تامل کیا اور شاید ... گ مشتاق و عظ ہو کے
...ص تبدیلی ... م ہو تو تغیر مستحسن بطریق اولی کرنا ... اور جناب واعظ شیرین زبان
...م فہم ... اور اہل زبان اوس سے خط نہ اوٹھا ئینگے خواہ ایک فقرہ پر ہنسا دینا
...ین دیکھتے ... ین اور صحبتون مین کم ہوتے ہین زیادہ ... کیا ذکر بیان منبر نویسی
... ہوتے ہین حق و باطل مین

جناب رسالتماب وائمہ اطیاب کی خصوصًا خطب نہج البلاغہ کو و
محاورہ مین ڈوبے ہوئے ہین اور خود خدا ہی قران مین فرماتا
ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ اور نہین بہیجا ہمنے
کی قوم کی زبان مین اور جناب رسالتماب بہی فرماتے ہین کہ کلم
قدر عقولھم کلام کرو لوگون سے بقدر اونکی فہم وادراک کی
پس یہہ بہی امر اہم ورنہ نہین دیکہئی نہج البلاغہ وغیرہ مین کیسا کلا
کیسے شستہ محاورن اور کن کن استعارون اور کنایون اور تشبیہو
ادا فرماتے ہین روضۃ الواعظین مین کہ قدیم کتاب وعظ کی ندہ
ہی التزام کیا ہی کہ ہر موعظہ کی بعد اشعار فصیح وبلیغ درج کرتے
عبارت آرائیان نظم ونثر مین طشت از بام افتادہ ہین جنا
[illegible] ت بی بی تیز زبان وحلوا کی بخوبی ظاہر ہوتا ہے
[illegible] قبلہ کی من وسلوا کی بعض بعض مقامات سی
[illegible] دل لطفلی خور وسالی دادہ ام [illegible] وصیا
[illegible] زبان عام فہم کی بنیاد [illegible]
[illegible] نہو حالانکہ خدانے زبان اسی
[illegible] سمجہائے پس جب مخاطبین کی سمجہ
[illegible] اسامعین تو سب اوگتا رہی ہین
[illegible] عظ صاحب اپنی زہد خشک سی اپنی وضع
[illegible] ن کا ایکایک لفظ اوگل رہی ہین کس
[illegible] ل الحاصل از بسکہ مفاسد عقلی و

...ن لوگ زاہدین خشک کی ... [illegible]

...خاص پیدا اون لوگون ... [illegible]

ورمومنین جو ... کہ جا ... [illegible]

...سے محروم ... بیان کہین ... [illegible]

علی الدوام ... نہین جانوران کو ... دت کو عبارت ... [illegible]

...رہنے بیٹھے ... ماتے ہین محاورہ فہم لطیف واکیا ... تنگ نہین کہ وہ

...بیا جیسا زبان ... عبارت ... تھے اور یہہ جناب مکمل ہین بلکہ انصاف

کرکے ...

## حکایہ

...ہی اپنے جد امجد اور استاد روحانی

...ستی سے اونہ ... ابون سے ثابت ہوتا ہے جو خصوصیت رکھتے ہین اور دلدادہ

اسکو زبان ... کان دولت کو صد بار ... ہین اونہین کا متبع ازراہ

مقصود اصلی ... مجلس بادشاہ سے ایک لمحہ کو ... وہ مذاق لطیف ...

لطیفہ گوئی ... سے ہزارون روپیہ پیدا کرلئے ... جو امور اونہون نے

...ت وتوجہ ... اوت سی کوس یکسن الملکی اپنے ذمہ اختیار کرنا کیونکر مذموم ہوسکتا ہے

...نزلہ ... الی اولاد امجاد کے کلام مین نہو تو پہر کسکے کلام مین ہو

...کا چودھوین ... مدار کرتے ہین کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی

...علمی اسم ... کا یہہ حال تہا کہ کوسون سے مسافر لوگ مشتاق وعظ ہوکے

...شیعون کو مقام فخر ہے کہ اس زمانہ مین ہمارے جناب واعظ شیرین زبان

...ہندوستان کی خوش بیانی کا یہہ حال ہے کہ ایک فقرہ پر ہنسا دینا

...فقرہ پر رلا دینا گویا امر اختیاری ہے کوسون کا کیا ذکر یہان منزلون

...اعظم گڈہ وغیرہ سے آکے فیضیاب ہوتے ہین حق وباطل مین

چار اونگل فرق ہے ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ ۔ اسوقت اگر شاہ صاحب
موجود ہوتے تو معلوم ہوتا اور جب یہہ تمہید ختم ہوئی تو اب ہم بعینہ کلام شریف
جناب ممدوح ذکر کرتے ہین ہین واللہ الموفق والمعین ؏

## پہلا موعظہ

بسم [illegible] اللہ [illegible] الرحمن [illegible]

جناب باری قران مجید مین فرما[illegible] الذ[illegible]
علیکم الصیام ای مومنو [illegible]
کئے گئے تم پر اس آیہ مین [illegible] ہے یا
[illegible] بندون تمہید روزہ [illegible] نے ذمہ
ندا ہوئی اس لئے کہ وہ [illegible] ے ندا کی او
اور ناچیز بندون کو خدائی [illegible] ے واجب ہوتے
درمیان مین فاصلہ ہے ع چہ نسبت [illegible] اور وہ قریب مین ندا
وغیرہ جو کلمہ ندائے بعید کے لئے مقرر ہین [illegible] اور وہ توانا سے
شائبہ خاطر شکنی تہا علاوہ یہہ کہ قدرت اوسکی بہت قریب
کہ وہ رگ جان سے بہی زیادہ قریب ہی لہذا حرف یا کو کہ مشتر[illegible]
بعید مین ہی اختیار فرمایا اور اس مصلحت سے بہی کہ یہہ حکم عام
نیک و بد کے ہو سیاتنک کہ مذہب اصح یہہ ہے کہ کافرون کو بہی مومنون کی
طرح تکلیف فروع ہی اور اونکی ترک سے بہی مثل ترک اصول عذاب

ہوتے ہین غایت الامر یہہ کہ حالت کفر مین اونسے عبادات وطاعات مقبول
نہین اور بعد اسلام شرف اسلام سے وہ معاف ہو جاتے ہین کہ زمانہ کفر کے
نماز وروزہ کی قضا نہین کرنا پڑتی جمیع اصناف کفار کو بجزم تمرد فطرہی کے اور
جیساکہ مومن بارگاہ عزت سے قریب ہین اوسیطرح کافر ومنافق بعید ہین
پس تدابیر عام مناسب ہوئی کہ تماثل نیک وبد ہوا اور اتیاز ذکر نہین
امید ترتب اثر امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے ہے

## حکایت

بعض تاریخ کی کتابون سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سابق مین ایک شخص نے
ایک بادشاہ کے ارکان دولت کو صد ہا روپیے دیئے فقط اتنی بات پر
کہ دربار عام مین سر مجلس بادشاہ سے ایک لحظہ کی سرگوشی کرکے چلا آئی
اور اسی حکمت سے اوسنے ہزارون روپیے پیدا کرلئیے اور ہمچشمون مین بڑا وقار
حاصل کیا کبر ونخوت سے کوس لمن الملکی اپنے زعم ناقص مین بجایا کیا حالانکہ وہ بادشاہ
کیا تہا اور اوسکی ثروت کیا خاک تہی مگر وہ جو دنیا کا کتا تہا تو اسی بہت کچھہ سمجہا
سے فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ انصاف سے جو دیکھتا تو ساری دنیا کو
ایک حباب ٭ یا سراب ٭ یا نقش برآب ٭ پاتا بہرطور مطلب یہہ ہے کہ اہل دنیا
امیرون کے دربار مین باریاب ہونا اور اونکا بات پر التفات کرنا بہت کچھہ غنیمت
جانتے ہین چہ جائیکہ کسیکو ٹوک کے از خود خود اونکا بات کرنا کہ یہہ تو گویا اونکی
سفتا وپشت کیلئے فخر ہوجاتا ہی حالانکہ حالی بے ثباتی دنیا کسی صغیر وکبیر پر پوشیدہ
ہین اب غور کا مقام ہے کہ آپ لوگون کا کیا رتبہ ہے کہ ایسا حاکم

حقیقی کہ جس صفت اوسکی یہ کہ بادشاہ ہین جسکا محتاج تمام ہین وہ از خود آپ لوگون کو پکار کے
ہمکلام ہوتے ہین لہذا بس اگر شخص اسی نکتہ پر غور کرے کہ اسی عنایت خدا کا شکر ہرگز
میسر نہ ہوگا اور حضرت نوح کے برابر عمر پائے تو بھی اوسکے عہدۂ شکر سے
باہر نہ ہوسکے گا چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین لَذَّةُ النِّدَاءِ
اَزَالَ تَعَبَ الْعِبَادَةِ وَالْعَنَاءِ یعنی اہل دل کو دل سے اپنے مالک کی ندا سے
جو لذت و راحت پائی اوسکے سامنے ساری مشقت روزہ کی ہیچ ہوگئی وعجی
کیا بدبخت ہین وہ لوگ کہ جو اس شرف سے محروم رہتے ہین اور غور نہین کرتے
کہ ایسا محسن مالک حقیقی اونسے ایسی امر ادنی کی درخواست فرمائے اور یہ اوسمین
پس و پیش کرین آخر وہ بھی تو وفادار لوگ گذرے ہین کہ اپنے مجازی محسنونکے
لیے آگ مین کود پڑے اور جہان اونکا پسینا بہتے دیکھا وہان اپنے خون کی ندیان
بہائین اور آیہ شریف مین صیام جمع صوم ہے اور لغت مین صوم کے
یہہ معنی ہین کہ جو چیزین نفس کو مرغوب ہین اونکو ترک کرے اور شرع مین
ایک زمانہ خاص مین چند خاص چیزون سے کہ کمال درجہ وہ مرغوب طبع
ہین بطرز خاص پرہیز کرنیکو روزہ کہتے ہین کہ جنکا عنقریب بیان ہوتا ہی
اور روزۂ ماہ صیام وغیرہ کا واجب ہونا اجماعی ہے کہ جسمین کسیطرحکا شک
و شبہہ نہین بلکہ وجوب صوم ماہ صیام ضروریات اسلام سے ہے کہ جو حلال
جانکے اوسے ترک کرے تو شرعًا اوسپر کفر و نجاست و قتل کا حکم ہوگا بلکہ حق
یہہ ہے کہ پابند توریت و انجیل بھی فی الجملہ روزے کی واجب ہونے سے
انکار نہین کرسکتے ہان زمان سابق مین پادری فندر صاحب جو ہندوستان مین
وارد ہوئے تو وہ منکر وجوب صوم تہے اور خلاصہ اونکے خیال خام کا

یہہ تہا کہ حکم خدا عام و تام ہونا چاہیئے حالانکہ روزہ ایسا نہین کہ بلاد
ارض تسعین جہان چہہ مہینے کی رات اور چہہ مہینے کا دن ہوتا ہی اوسے
رکہہ سکین حالانکہ یہہ نہ سمجہی کہ یہہ اعتراض اونکی فقط اہل اسلام پر نہ تہے بلکہ
در پردہ توریت و زبور و انجیل سب پر معترض تہے اسلئے کہ روزہ خاص
اسلام سے نہین بلکہ توریت و زبور و انجیل سب مین فی الجملہ اوسکی تصدیق ہو
ہی اور شاید کہ منشا اس اعتراض کا بطور المعنی فی بطن الشاعر یہہ ہو کہ
گمان مین شریعت جسمانی قبل عیسی ختم ہوگئی اسلئے کہ وہ تمہید و ترطیہ ظہور عیسی
کی تہی پس اب صوم و صلوۃ سب ساقط ہے اور یہہ بنا فاسد علی الفاسد ہے کہ
حضرت عیسی نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ تصدیق شریعت موسویہ کے لئے
آئے ہین نہ رفع و نسخ کے لئے پس تصدیق شریعت جسمانی بہی لازم ہوئی
اور معہذا موید اوسکے التزام عیسائیون کا ہے نماز یکشنبہ پر اگر فقط عبادت
روحانی کافی تہی تو اتوار کو گرجون مین نماز پڑہنے سے کیا حاصل اور انجیل
متی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ صدیقیون اور فریسیون نے جب حضرت
عیسی سے کہا کہ تمہاری جماعت روزہ کیون نہین رکہتی تو اونہون نے
جواب دیا کہ ابہی براتیون مین دولہہ موجود ہے پس اونہین فاقہ کی کیا حاجت
ہان جب مین اوٹہہ جاؤنگا تو میری امت روزے رکہیگی اور اس کلام سے
صاف ظاہر ہے کہ جو عیسائی روزہ نہین رکہتے بعد حضرت عیسی کے آسمان پر
جانیکے تو وہ نفس الامر مین اونکی امت سے نہین پس اب روزہ اونپر بہی
لازم ہوا اور جو وہ جواب دینگے عرض تسعین مین روزہ رکہنے کا وہی ہمارا بعینہ
جواب سمجہین اور اسیطرح توریت سے ثابت ہوتا ہی کہ گوشت مردار وغیرہ جو شخص

تناول کرے تو وہ مردار خوار تمام روز نجس رہیگا اور اسیطرح جو عورت خون نفاس دیکھے وہ سات دن تک نجس ہر پاک چیزون کو نہ چھوے اور بیت المقدس مین نہ جائے اور انجیل متی وغیرہ مین مکرر بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ ناسخ توریت نہ تھے بلکہ مصدق و مکمل تہے اور یہہ بھی بہ نسبت توریت مندرج لکھا ہے کہ آسمان و زمین بدلجائے لیکن ایک شوشہ یا ایک نقطہ بہی توریت کا بدل نہین سکتا پس مضمون مذکور کا بھی اقرار کرنا پڑا پس جسطرح وہ لوگ مردار خوار کا دن اور زن حیض وار وغیرہ کے دنون کا ارض تسعین مین شمار کرینگے ہم بھی ہماری طرف سے پادری فندر صاحب کا جواب ہے اور یہہ سب تقریرین جواب الزامی کی ہین اور تحقیقی جواب یہہ ہے کہ اکثر احکام اکثریہ ہین اور شارع مقدس کو زیادہ تر خیال معظم معمورہ کا کہ جن ملکونمین بڑی آبادی ہے تہا اور شاذ و نادر پر اعتنا کچھہ ضرور نہ تھی فَاِنَّ النَّادِرَ کَالْمَعْدُوْمِ پس اگر بالفرض ایسا کوئی مقام ہو تو وہان وہ نہین کہ روزہ ساقط ہو اسلیئے کہ قرآن مجید مین ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا خدا تکلیف نہین دیتا کسی نفس کو مگر بقدر اوسکی طاقت و لیاقت و استطاعت کے اور بعض احادیث معتبرہ سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے مقام پر مرد مومن سفر کرکے نہ جائے اور اگر یہہ فرض کیا جائے کہ وہ مضطر ہو ایسے مقام کے سفر پر تو احوط یہہ ہے کہ وہ گمان غالب پر عمل کرکے گھڑی وغیرہ سے اطمینان بہم پہونچا کے آباد شہرونکی حساب پر بہ نیت قربت روزہ رکھے اور پہر جب وہان سے مخلصی ہو تو قضا کرے اور یہی حکم نماز وغیرہ کا ہے واللہ اعلم اور تفصیل اجمال مع ادلہ قویہ رسالہ شریف ارض تسعین مین رشک سید ہاشم خارکش و مغبوط مقدس اردبیلی اعنی جناب عمدۃ العلماء

سید ہادی صاحب مغفور مرحوم نے تحریر فرمائی ہے وَھُوَ الھَادِیُ اِلیٰ سَوَاءِ السَّبِیْل
کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ جیسا کہ لکھے گئے وہی روزے
اون لوگون پر کہ جو تمسے سابق مین گذری شاید تم پرہیز گاری کرو بسبب روزہ کے
اسلئے کہ وہ خواہشون کو شکستہ کر دیتی ہین اور ظاہر ہے کہ باعث معصیت
یہی نفسانی خواہشین ہوتی ہین اور اگلے لوگون سے پیغمبر روزے واجب
ہوئے سب پیغمبر اور اونکے امتین مراد ہو سکتی ہین جیسا کہ بیضاوی مین ہی
یا اگلون سے مراد خاص نبی ہی ہون جیسا کہ تفسیر صافی مین ہی اور اوسی کتاب
مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اول ونمین سے حضرت
آدم تھے اور مقصود حضرت یہہ ہے کہ کوئی زمانہ خالی اس سے نہ تھا جب سے
آدمیون کی خلقت ہوئی اور حضرت آدم ابو البشر روی زمین پر آئے اوسی
عہد سے روزے معین ہوئے اور اس بیان سے مقصود تسلی وتسکین امت
حضرت سید المرسلین ہی کہ تم لوگ روزون سے تب سے نہ گھبراو کچھہ تمہین کو روزون
کی تکلیف نہین دی گئی بلکہ اگلی وقت کے لوگ بہی روزے رکھتے تھے بلکہ بعض
روایتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اصل روزہ ہی کی باعث حضرت آدم
صفی اللہ ہین چنانچہ حضرت امام حسن ع سے منقول ہی اِنَّهُ جَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَهُودِ
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہُ اَعْلَمُهُمْ عَنْ مَسَائِل
فَکَانَ فِيْمَا سَاَلَہُ اَنَّہُ قَالَ لِاَیِّ شَیْءٍ فَرَضَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمَ عَلٰی
اُمَّتِكَ بِالنَّهَارِ ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا وَفَرَضَ عَلَی الْاُمَمِ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ کہ کچھہ لوگ
قوم یہود سے خدمت بابرکت جناب رسالتماب مین آئے اور اون سب مین
جو زیادہ علم وکمال رکھتا تھا اوسنے حضرت سے چند سوال کئے منجملہ اونکے یہہ تھا

...دا اسکا کیا باعث کہ خدا نے آپ کی امت پر تیس روزے واجب کئے اور اگلی امتون پر اس سے زیادہ فرض کئے فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّ اٰدَمَ لَمَّا اَکَلَ مِنَ الشَّجَرَۃِ بَقِیَ فِیْ بَطْنِہٖ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا فَفَرَضَ عَلٰی ذُرِّیَّتِہٖ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا الْجُوْعَ وَالْعَطَشَ وَالَّذِیْ یَاْکُلُوْنَہٗ بِاللَّیْلِ تَفَضُّلٌ مِّنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْہِمْ وَکَانَ عَلٰی اٰدَمَ فَفَرَضَ ذٰلِکَ عَلٰی اُمَّتِیْ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ الاٰیۃ پس حضرت سے فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے جب درخت گندم سے تناول فرمایا تو اثر گندم اونکی شکم شریف مین تیس شبانہ روز باقی رہا پس تیس دن تک خدا نے اونکی اولاد پر بھوک اور پیاس لازم فرمائی اور شبکو جو اجازت ملی تو یہہ محض مہربانی تھی اور یہی حکم تھا حضرت آدم کو پس اوسیقدر روزے خدا نے میری امت پر واجب کئے **خلاصہ** یہہ کہ خلیفہ خدا حضرت آدم کی خلف الصدق حضرت نبی کی امت تھی کہ قدم بقدم حضرت آدم کے انہین روزہ رکھنے پڑے کچھ یہہ ناخلف نہ تھے کہ خلاف اپنی جد اعلی کے کرتے پھر حضرت نے تمام وکمال وہی آیت پڑھی کہ جسکی تفسیر مین ہم مصروف ہین قَالَ الْیَہُوْدُ صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ فَمَا جَزَاءُ مَنْ صَامَہَا اوس یہودی نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا یا حضرت اب آپ بیان فرمائین کہ کیا جزا ہے اوسکی کہ جو ان دنون مین روزہ رکھے فَقَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یَصُوْمُ شَہْرَ رَمَضَانَ اِحْتِسَابًا اِلَّا اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی سَبْعَ خِصَالٍ پس حضرت سے فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہین کہ ماہ صیام مین بقصد ثواب روزہ رکھے مگر یہہ کہ خدا سات خصلتین اوسے عطا فرمائے اَوَّلُہَا یَذُوْبُ الْحَرَامُ فِیْ جَسَدِہٖ پہلی یہہ کہ تمام حرام

اوسکو بدن سے پگہل کے بہجائیگا وَالثَّانِیَۃُ یَتَقَرَّبُ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ
دوسرے یہہ کہ روزہ دار رحمت خدا سے قریب ہوگا وَالثَّالِثَۃُ یَکُوْنُ قَدْ
کَفَّرَ خَطِیْئَۃَ اٰدَمَ تیسرے یہہ کہ وہ شخص کفارہ دیگا ترک اولی کا اپنے پدر
آدم کی وَالرَّابِعَۃُ یُھَوِّنُ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ چوتہے یہہ کہ خدا
آسان کرے گا اوسپر سکرات موت وَالْخَامِسَۃُ اَمَانٌ مِنَ الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ پانچوین روزہ باعث امان ہے قیامت کی بہوک اور پیاس سے
وَالسَّادِسَۃُ یُعْطِیْہِ اللّٰہُ بَرَاءَۃً مِنَ النَّارِ چہٹے خدا اوسے عطا
کریگا برارت آتش جہنم سے وَالسَّابِعَۃُ یُطْعِمُہُ اللّٰہُ مِنْ طَیِّبَاتِ الْجَنَّۃِ
قَالَ صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ ساتوین یہہ کہ خدا اوسے بہشت کی پاک و پاکیزہ لذیذ
اور غذائین عطا فرمائیگا پس یہودی نے کہا کہ سچا ارشاد کیا آپ نے پوشیدہ
نرہی کہ یہہ علت وجوب صوم جو اس حدیث سی مستفاد ہوئی تو وہ علت تامہ
نہین بلکہ علت ناقصہ ہے اور منافی اسکی نہین کہ کوئی اور بہی مصلحت اوسکو ساتہہ
ضم ہو چنانچہ خود آیہ شریف سے مستفاد ہوا تہا کہ مقصود صوم سے کمزور کردینا
نفسانی خواہشون کا تہا اور مؤید اوسکے وہ روایت ہی کہ جو ہشام بن حکم سے منقول
ہی کہ اونہون نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ سبب روزون کا کیا ہے
فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّمَا فَرَضَ اللّٰہُ الصِّیَامَ لِیَسْتَوِیَ بِہِ الْغَنِیُّ وَالْفَقِیْرُ
پس حضرت نے فرمایا کہ نہین واجب کیا خدا نے روزون کو مگر تاکہ امیر و فقیر
سب برابر ہو جائین اور یہہ اس باعث سی ہوا کہ امیر کو بہوک پیاس کا تعب نہوتا
تہا جس چیز کو جی چاہتا وہ فوراً ایک اشارہ مین موجود ہوگئی پس خدا نے چاہا کہ
چندی وہ بہی بہوک کا مزہ چکہین اور بہوکون پر رحم کہائین وَکَتَبَ اَبُو الْحَسَنِ

عَلِی بْنِ مُوْسَی الرِّضَا اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ فِیْمَا کَتَبَ مِنْ جَوَابِ مَسَائِلِہٖ
اور لکہا حضرت امام رضا علیہ السلام نے محمّد بن سنان کو اونکے مسئلون کے
جواب مین عِلَّۃُ الصَّوْمِ عِرْفَانُ مَسِّ الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ لِیَکُوْنَ ذَلِیْلًا مُسْتَکِیْنًا
مَاجُوْرًا مُحْتَسِبًا صَابِرًا سبب روزون کا پہچاننا بہوک و پیاس کی تعب کا ہی
تاکہ روزہ دار ذلیل و مسکین و منکسر النفس و ماجور ہو یعنی ثواب پائی اور نیکیون کا ذخیرہ
اپنی لئے مہیا کیا کرے اور بہوک و پیاس پر صبر کرے وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ دَلِیْلًا
عَلٰی شَدَائِدِ الْاٰخِرَۃِ مَعَ مَا فِیْہِ مِنَ الْاِنْکِسَارِ لَہٗ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَاعِظًا
لَهُ فِي الْعَاجِلِ دَلِيْلًا عَلَى الْاٰجِلِ ؛ اور تاکہ یہہ شدت بہوک اور پیاس کی
دلیل و نمونہ ہو شدائد آخرت کا باوجود اسکے کہ شکستہ ہوجاتے ہین خواہشیں اور
روزہ بمنزلہ نصیحت و پند کے ہوتا ہی دنیا مین اور علامت و نمونہ ہوتا ہی آخرت کا
لِيَعْلَمَ شِدَّةَ مَبْلَغِ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ الْفَقْرِ وَالْمَسْكَنَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
تاکہ امیرونکو معلوم ہو شدت تعب بہوک اور پیاس کی فقیرون پر دنیا و آخرت
مین وَرُوِیَ حَمْزَۃُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
لِمَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّوْمَ فَوَرَدَ فِی الْجَوَابِ لِیَجِدَ الْغَنِیُّ مَسَّ الْجُوْعِ وَالْفَقْرِ
اور منقول ہی حمزہ بن محمّد سے کہ اونہون نے خدمت بابرکت حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام مین تحریر کیا کہ کیون واجب کیا خدا نے روزہ پس جواب آیا
تاکہ غنی امیر گرسنگی و فقر و فاقے کا مزا چکہے **خلاصہ** یہہ کہ امیر جب کہانا نہ
کہا ئینگے تو فقیر پر رحم کہا ئینگے بہوک مین بہوکون کی قدر کرینگے مثل مشہور ہے کہ
پیٹ بہرا ہوے کی کیا قدر جانے **واعظ کہتا ہے** کہ بہت سی حدیثون
مین وارد ہی کہ ماہ مبارک رمضان مین شیطان مقید و محبوس ہوجاتی ہین

چنانچہ خطبہ مشہور مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماثور ہے
وَالشَّيَاطِيْنُ مَغْلُوْلَةٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّكُمْ اَنْ لَّا يُسَلِّطَهَا عَلَيْكُمْ يعنی شیاطین
اس مہینے مین مغلول ہین پس خدا سے دعا کرو کہ اونہین تمپر کبھی مسلط نفرما سے
اس مین اکثر لوگ شبہہ کرتے ہین کہ پہر اس مہینے مین گناہون کے صرزد ہونیکا
کیا وجہ بلکہ چاہیئے کہ ماہ رمضان کا چاند دیکھتے ہی سب کافر و فاسق اپنے
کفر و فسق و فجور سے باز رہین حالانکہ ہم بچشم خود دیکھتے ہین کہ اسوقت تو
بہی بت پرستی پر بت پرست پروانون کیطرح لوٹے پڑتے ہین شراب
خانون مین اور بہٹیون پر سالق کیطرح ہجوم رندون کا رہتا ہے محتلمون کو
برابر احتلام ہوتا ہے بلکہ خود روزہ دار بہی جمد ظاہری گناہون مین مرتکب
رہا کرتے ہین پس اگر شیطان ہی قید ہوجاتا تو پہر کیا وقت تہی سب نیک پارسا
بن جاتے جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کتاب اقبال مین فرماتے ہین
وَقَدْ سَأَلَنِيْ بَعْضُ اَهْلِ الدِّيْنِ فَقَالَ اِنِّيْ مَا يَظْهَرُ لِيْ زِيَادَةُ انْتِفَاعٍ بِمَنْعِ
الشَّيَاطِيْنِ لِاَنِّيْ اَرٰى الْحَالَ الَّتِيْ كُنْتُ عَلَيْهَا مِنَ الْغَفْلَةِ قَبْلَ شَهْرِ
رَمَضَانَ كَاَنَّهَا عَلٰى حَالِهَا مَا نَقَصَتْ بِمَنْعِ اَعْوَانِ الشَّيَاطِيْنِ
اور سوال کیا مجہسے بعض دیندارون نے کہ ہمین تو شیطانون کے محبوس
ہوجانے سے اس مہینے مین کچہہ زیادہ فائدہ نہین معلوم ہوتا اس لیئے کہ
جو حال ہماری غفلت و معصیت کا قبل ماہ صیام تہا وہی بحال خود باقی
رہتا ہی اور شیطان کے اعوان و انصار کے گرفتار ہونے سے کم نہین ہوتا
فَقُلْتُ لَهٗ يَحْتَمِلُ اِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَوْ تُرِكُوْا عَلٰى حَالِهِمْ فِيْ اِطْلَاقِ الْعِنَانِ
كَانُوْا يَحْسُدُوْنَكُمْ عَلٰى هٰذَا شَهْرِ الصِّيَامِ فَيَجْتَهِدُوْنَ فِيْ

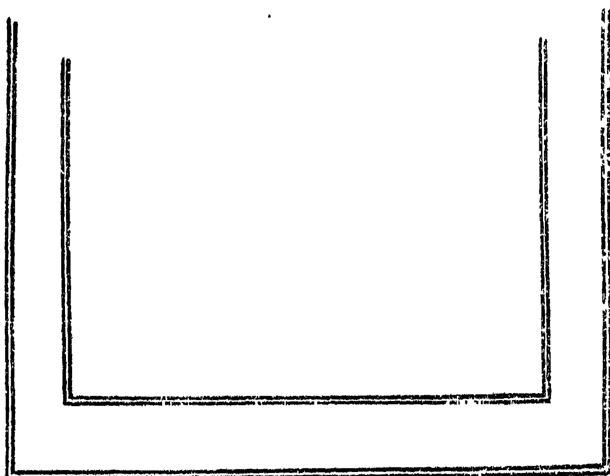
ھلا بکم مع اللہ جل جلالہ او فی الدنیا بغایۃ الانکار فیکون
الانتفاع بمنعھم من زیادات الاذیات والمضرات ودفعھم
مما یحجز الانسان علیہ من المحظورات پس مینے اوسنے کہا کہ احتمال
ہی کہ اگر شیاطین مطلق العنان ہوجاتے اور مخلی بالطبع اپنی حالپر واگذاشت
کئی جاتے تو ایسے متبرک مہینہ پر زیادہ تر حسد کرتے اور سعی بلیغ کرکے تمہین
ایسا مبتلا نافرمانی مین خدا کی کردیتے کہ بالکل تمہارا انجام خراب ہوجاتا یا یہ
حسد کے ماری دنیا مین تمہین وہ ہلاک کر ڈالتے پس اونکی محبوس کرنیسے
یہ کیا کم فائدہ ہوا کہ وہ زیادہ تمہین نہین ستا سکتے جسقدر اونکا جی چاہتا
ویحتمل ان یکون لکل شھر شیاطین یختصون بہ دون سائر
الشھور فیکون منع الشیاطین فی شھر رمضان یراد بہ
شیاطین ھذا الشھر المذکور وغیرھم من الشیاطین علی
حالھم مطلقین فیما یریدونہ بالانسان من الامور
فلذلک ما یظھر للانسان سلامۃ من وسوسۃ الصدور
اور احتمال ہی کہ ہر مہینہ کی شیطان جدا ہون پس مراد یہ ہی کہ خاص
اس ماہ مبارک کے شیطان بسبب اوسکی برکت کی قید ہوجاتے ہین اور اور
مہینون سے شیطان گمراہ کرنے کو کفایت کرتے ہین اور اسی وجہ سے
لوگون سے گناہ اور خیالات فاسد صادر و ظاہر ہوتے ہین ویحتمل
ان یکون منع الشیاطین عن قوم مخصوص بحسب ما
یقتضیہ مصلحتھم ورحمۃ رب العالمین والاٰفات الکفار
وغیرھم لا یغل عنھم الشیاطین فی شھر رمضان

وَلَا فِی غَیْرِہٖ مِنَ الْاَزْمَانِ اور ایک احتمال یہہ ہے کہ کچہہ خاص لوگون سے حسب مقتضی حال و مصلحت و حکمت پروردگار شیطان حبس و قید ہوتے ہون یعنی اونہین کو ورغلانے سے وگرنہ ظاہر ہے کہ کافرون سے تو کبہی شیطان باز نہین رہتے نہ اس مہینے مین نہ اور مہینون مین وَمِنَ الْجَوَابِ اَنَّہٗ یُحْتَمَلُ اَنَّ الْعَبْدَ مَعَہٗ اِبْلِیْسُ وَالشَّیَاطِیْنُ فَاِذَا غُلَّتِ الشَّیَاطِیْنُ کَفَاہُ اِبْلِیْسُ فِیْ غَوَایَۃِ الْمُکَلَّفِیْنَ اور ایک جواب یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ ہر بندہ کے ساتہ ابلیس مع چند شیطانون کے ہو اور جب سب شیطان محبوس ہوجاتے ہون تو فقط اونکا باپ ابلیس ہی تلبیس کو کافی ہو کر مغرور کرتا ہو اور باعث گناہون کا ہوتا ہو وَمِنَ الْجَوَابِ اَنَّہٗ یُحْتَمَلُ اَنَّ الْعَبْدَ مَعَہٗ نَفْسُہٗ وَطَبْعُہٗ قُرَنَاءُ السُّوْءِ وَاِذَا غُلَّتِ الشَّیَاطِیْنُ فَیَکْفِیْہِ ھٰؤُلَاءِ فِیْ غُرُوْرِھِمْ وَعَدَاوَتِھِمْ لِلْمُکَلَّفِ الْمِسْکِیْنِ اور ایک جواب یہہ ہے کہ علاوہ شیاطین نفس امّارہ وطینت بد انسان کی یہہ خود بُری رفیق آدمی کے ہین اور وہ خود بغل مین دبائے ہوئے اپنا دشمن لاثانی یعنی دل کہ جو بمنزلہ مار آستین ہی کے لئے پہرتا ہے پس جب شیطان محبوس ہوجاتے ہون تو یہی اوسی ورغلانے کو ہون وَمِنَ الْجَوَابِ اَنَّ الْعَبْدَ لَہٗ قَبْلَ شَھْرِ رَمَضَانَ ذُنُوْبٌ قَدْ سَوَّدَتْ قَلْبَہٗ وَعَقْلَہٗ وَصَارَتْ حِجَابًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ جَلَّ جَلَالُہٗ فَلَا یُسْتَبْعَدُ مِنْہُ اَنْ یَکُوْنَ ذُنُوْبُہُ السَّابِقَۃُ کَافِیَۃً لَہٗ فِیْ اِسْتِمْرَارِ غَفْلَتِہٖ فَلَا یُؤَثِّرُ مَنْعُ الشَّیَاطِیْنِ عِنْدَ الْاِنْسَانِ لِعَظِیْمِ مَعْصِیَتِہٖ وَیُمْکِنُ غَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الْجَوَابِ وَفِیْ ھٰذَا کِفَایَۃٌ لِاُولِی الْاَلْبَابِ اور ایک جواب یہہ ہے کہ قبل ماہ صیام جو گناہ کسی بندہ سے صادر ہوئے اور اونہون نے اوسکے عقل و دل کو سیاہ کر دیا اور پردہ

کیطرح پروردگار اور اوسکے درمیان مین حائل ہوگئے ہون
وہی باعث استمرار غفلت و صدور معصیت جدیدکے ہون اور
ابلیس پرتلبیس کا محبوس ہوجانا مفید نہو
اور انکے سوا اور بہی جواب ممکن
لیکن عاقل کی تسکین کے
لئے یہہ کیا کم
ہاین

# موعظہ دوسرا ۲

## تحقیق مین حبس شیاطین کے ماہ رمضان مین
## موافق تحقیق خود واعظ دس وجہون سے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعظ کہتا ہے کہ سید کی مویدا ور چند وجہین ہین کہ اونمین سے وس مصداق
تلک عشرۃ کاملۃ نوک ریزِ قلم دقت رقم ہوتے ہین پہلی یہہ کہ مراد حبس شیطان
سے منع کرنا اوسی تسلط کرنے سے ہی خاص اونہین مومنین پر کہ جو مستحق ہین
مزید توفیق و تائید و تسدید کے اور قابل قبول ہدایت اور ہوشیار ہونیکے
ہین بعد غفلت کے نہ یہہ کہ کسیطرح کا تسلط نہین رہتا بلکہ مثل اوس تسلط
کے کہ جو غیر ماہ رمضان مین ہوتا ہی **خلاصہ** یہہ ہے کہ غیر ماہ رمضان مین
جسطرح سے شیطان گمراہ کیا کرتا ہے اور باعث صدور معاصی ہوتا ہی
اوس درجے کے شیطنت کرنے سے ماہ رمضان مین بے بس ہوجاتا ہے
اور قید ہونا کنایہ اسی بے بسی سے ہے اور بچشم خود ہم دیکھتے ہین کہ ماہ
رمضان مین توفیق ربانی بہت بڑہ جاتی ہے اکثر گناہ گارون کو اس مہینے مین

روزہ نماز کیطرف رغبت پائی جاتی ہی بہت لوگ توبہ و استغفار کرتے ہین اکثر
گناہ گار اپنی اگلے گناہون کو سوچکے ٹھنڈی سانسین بہرتے ہین نیکیو نمین گرم
رہتی ہین بدی سے بہاگتے ہین عبادت مین اکثر تمام تمام شب جاگتے
ہین کبہی صحیفہ کی دعائین پڑہتے ہین کبہی تلاوت قرآن ہے کسی وقت
دعائی سحر ورد زبان ہے جمعہ و جماعت کی فکر ہے وعظ سننے مین تساہل
کرین اسکا کیا ذکر ہے یہانتک کہ عوام النّاس مین بہی ضرب المثل ہی کہ رمضان
کے نمازی تو ہم نہو کہ حدیث مین عموماً شیطان کے قید ہو جانیکا
ذکر ہے نہ یہہ کہ خاص زمانہ مین خاص لوگون سے خاص طرحپر محبوس و رہا
ہو جائیگا اس لئے کہ محاورات عرب مین اکثر عمومات کی تخصیص ہوتی ہے
چنانچہ اونمین مثل مشہور ہے کہ مَا مِنۡ عَامٍّ اِلَّا وَقَدۡ خُصَّ یعنی کوئی ایسا
حکم عام نہین کہ جو بعض چیزین اوس سے مستثنیٰ نہون یہانتک کہ خود اسی
مثل عام کی تخصیص خود اسی سے لازم آتی ہے اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ یہہ
مثل متضمن حکم عام ہر جگہہ پر تمام نہین ہوتی جیسا کہ اس آیتمین ہے اِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ تحقیق کہ خدا ہر شی پر قادر ہے اس لئے کہ کوئی چیز ایسی
نہ نکلی کی کہ احاطہ قدرت قادر علی الاطلاق سے خارج ہو پس اوس مثل کی کب
اصل رہی اگرچہ بعضون نے عموم تعلق قدرت مین بہی تامل کیا ہے محال کی
خیال سے مگر محال کی شان سے تعلق قدرت نہین اور استثنا سے مراد یہہ ہے
کہ جن چیزون کی شایان ایک حکم عام مین مندرج ہونا ہو اونمین سے کوئی
چیز اوس حکم عام سے جدا کر لیجائے اور مؤید اوسکے یہہ حدیث ہے
قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنۡ قَالَ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

دَخَلَ الجَنَّۃَ بِغَیرِ حِسَابٍ یعنی فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ جس شخص نے کہا لاالہ الا اللہ وہ داخل جنت ہوا بحسابؔ
دکتاب کے پس کتاب عیون اخبار الرضا مین اسحاق بن راہو
سے منقول ہے کہ جس روز حضرت امام رضاعؑ نے چاہا کہ نیشاپور سے
ماموں ملعون کے پاس جائین تو حضرت کے ترخیص کے لیے سب
محدثین جمع ہوئے کہ منجملہ اونکے مین بھی تھا پس سب نے عرض کی کہ ای
فرزند رسول آپ یہان سے تشریف لئے جاتے ہین اور دولت
دیدار سے اپنی ہمین محروم کئے جاتے ہین کوئی ایسی حدیث تو ہمین
بتائے جائیے کہ ہم اوس سے مستفید و مستفیض ہون اور وہ
آپکی یادگار ہم مین باقی رہی اور حضرت کجاوہ مین سوار ہو چکے تھے پس سر
مبارک عماری و کجاوہ سے مثل ماہ شب چاردہ کے ظاہر و طالع کیا
وَقَالَ سَمِعْتُ اَبِی مُوسَی بْنَ جَعْفَرٍؑ یَقُولُ سَمِعْتُ اَبِی جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ
یَقُولُ سَمِعْتُ اَبِی مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ یَقُولُ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ یَقُولُ
سَمِعْتُ اَبِی اَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ سَمِعْتُ جَبْرَئِیلَ یَقُولُ سَمِعْتُ اللہَ جَلَّ جَلَالُہٗ
یَقُولُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ حِصْنِی فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی اَمِنَ مِنْ عَذَابِی
اور کہا حضرت نے کہ سنا مینے اپنے والد موسی بن جعفرؑ سے کہ وہ کہتے
تھے کہ سنا مینے اپنے والد جعفر صادقؑ سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مینے
اپنے والد حضرت امام محمد باقرؑ سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مینے اپنے والد حضرت
امام حسین علیہ السلام سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مینے اپنے والد حضرت امیر

علیہ السلام سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مینے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مینے حضرت جبرئیل سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مینے
خود خدا سے کہ وہ فرماتا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا حصن حصین و قلعہ مستحکم و مضبوط
ہی جو اوس قلعہ مین داخل ہوکے اوسکی پناہ مین آیا اوسنی میرے عذاب سے
امن پایا قَالَ فَلَمَّا مَرَّتِ الرَّاحِلَۃُ نَادَیْنَا بِشُرُوطِھَا وَقَالَ اَنَا مِنْ شُرُوطِھَا
راوی کہتا ہی کہ جب حضرت کی سواری باد بہاری کیطرح چل کہڑی ہوئی تو
چند قدم طی کرکے حضرت نے باآواز بلند فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بشرطھا و
شروطھا قلعہ مستحکم خدا ہے کہ جسکی شرطون مین سے ایک شرط میری ولایت و
اطاعت بہی ہی **دوسری** یہہ وجہ ہے کہ گناہون کی دو قسمین ہین ایک یہہ
کہ انسان اپنی شرارت سے خود دوڑا جاے اور شیطان کے پاس پہونچکے
اپنی تئین اوسکے پہندے مین پہنسائے دوسرے یہہ کہ شیطان انسان
کے گہر چڑہ کے ورغلانیکو آئے پس اگر قید ہونا نافع بہی ہے تو قسم ثانی
سے نہ قسم اول سے اور یہہ جواب بہی مثل اکثر اجوبہ کتاب اقبال کی ضعف
سے خالی نہین اور احادیث سے کوئی شاہد اپنا نہین رکہتا اور ماہ رمضان
مین احتلام اور بدخوابی او رمناہی اور بلاہی بلکہ کفر و شرک و قتل امیر المومنین
علیہ السلام سی بالکل خلاف ان خیالات کے ظاہر ہوتا ہی اور موید اوسکے
بہت عمومات قرآنیہ اور اطلاقات اخبار معصومیہ ہین مثل اون دلائل کے
جو دلالت کرتے ہین استعاذہ و استغفار پر اور تلاوت معوذتین پر اور شرکت
شیطان پر اموال و اولاد مین اور اس بات پر کہ بخوبی اوسکی جانب سے
ہی اور یہہ کہ وہ معادات بنی آدم سے کرتا ہی باوجود معتضد ہونے اس دلیل کی

ساتھہ عقل قطعی اور تواتر یا استفاضہ سند اور محکمیت دلالت کی پس ایسی علیل تعلیلین کب مقابل مین ایسی صحیح دلیلون کی چل سکتی ہین اور کون کہہ سکتا ہی کہ سونیوالا سوتے سوتے شیطان کے پاس اوٹھہ دوڑتا ہی اور شیطان مغلول و محبوس باعث احتلام وغیرہ ہوتا ہے **تیسرے** یہہ کہ تخصیص زمانہ کی کیجائے تفصیل اجمال یہہ ہے کہ حدیث مغلولیت سی اگرچہ یہہ پایا گیا کہ ماہ صیام مین ابلیس محبوس ہو جاتا ہی لیکن یہہ نہین ہے کہ غرہ ماہ صیام سے سلخ ماہ تک محبوس رہتا ہو پس تصدیق مفاد خبر کے لئے اور اثبات فضیلت ماہ رمضان کے لئے براے نام حبس و قید کافی الجملہ متحقق ہو جانا کفایت کرتا ہے اگرچہ ایک ہی شبانہ روز یا کم و زیادہ مین ہوا اور کچھہ محال نہین کہ کسی روز معین اور زمانہ غیر معہود مین اور ایسے وقت نامعلوم مین کہ سوا خدا کے سب سی پوشیدہ ہو برکت ماہ صیام سی سب شیطان محبوس ہو جاتے ہون اسطرحپر کہ بعض کفار سو جاتے ہون بعضونکو غش آجاتا ہو بعضی مسلمان و مومن خوش اعتقاد ہو جاتے ہون اور مومنین سرگرم عبادت و طاعت ہو جاتے ہون اور ایک ساعت کی ساعت قدرت خدا کے سبب ابلیس کے ورغلانے سی اور اوسکی لشکر کے فریب دینے سے باز رہجاتے ہون تاکہ فضیلت اس مہینہ کی متحقق ہو اور بے بسی شیطان کی اس سے ثابت ہو جائے اور یہہ وجہ اگرچہ امکان عقلی رکھتی ہے لیکن خالی بعد سی بھی نہین اور موید کسی حدیث سے بھی نہین ہے **چوتھے** یہہ کہ مراد قید ہونے سی بے بسی ہے کہ جو قیدی کو لازم ہوتی ہے اور مراد بے بسی سی یہہ ہے کہ کسی امر عظیم اور مراد خاص سی بے بسی ہو بطور قصر اضافی یا جعلی ادعائی کے

خلاصہ یہہ کہ محبوسیت سے مراد مجبوری اکثر مقاصد اور اعظم مطالب واہم مآرب سے ہے اور ظاہر ہے کہ بڑا اہم شیطان کا چند امر مین ہے مثل مال وزن وغیرہ کے اور یہہ سب امر مضمحل ہوجاتے ہین روزہ سے بسبب مضمحل ہوجانے قوای شہوانیہ وبہیمیہ کی بسبب ترک اکل وشرب اور ملازمت مسجد وعبادت کی اور تلاوت دعا وآیت کے **پانچوین** یہ کہ ماہ مبارک رمضان مین بہ نسبت اور مہینون کے کچھ امر مابہ الاشتراک ہین اور کچھ امر مابہ الامتیاز مین مثلاً ماہیت ماہ سب مہینون کی یکسان ہے جیسے تیس یا اونتیس شبانہ روز اسمین ہین ویسی ہی اور مہینونمین ہین رات دن جیسے اسمین ہوتے ہین ویسی سب مین ہوتے ہین اور ظاہر ہی کہ ماہیت ماہ رمضان یا اوس زمان محدود وغیرہ کو کوئی مداخلت حبس شیطان مین نہین ہی ورگرنہ چاہیئے تہا کہ سب مہینونمین حبس ہوتے اسلئے کہ علت حبس مابہ الاشتراک کو فرض کیا ہے اور لیکن مابہ الامتیاز مثل نزول کتب آسمانی یا تقرر عبادات وطاعات کثیرہ کے ساعات لیل ونہار مین کثرت سے پس معلوم ہوا کہ ضرور یہی مابہ الامتیاز موثر حبس ابلیس مین ہوگا پس نیکیان اس مہینہ کی علت حبس بالنسبہ ہین کیونکہ منافی مرضی موجب بے بسی کا اوسکی ہی نہ یہہ کہ حبس اونکا علت ان نیکیون کی ہی پس جسمین کہ مابہ الامتیاز اس مہینہ کا نپایا جائے اور اوسکا روزہ روزہ مثل روز افطار ہو اگر اوس سے شیطان نہ مقید ومحبوس ہو تو بجا ہے کیونکہ علت حبس بہ نسبت اوسکی متحقق نہین **چھٹے** یہہ کہ مراد حبس شیطان سے باز رکھنا اوسکا اعظم مقاصد سے اوسکے ہو یعنی کبر سے اسلئے کہ کبر اعظم حبائل شیطان سے ہے **قال امیر المومنین**

علیہ السلام فی خطبۃ القاصعۃ ما لفظہ الحمد للہ الذی لبس العزّ والکبریاء واختارہما لنفسہ دون خلقہ وجعلہما حمی و حرما علی غیرہ واصطفاہما لجلالہ وجعل اللعنۃ علی من نازعہ فیہما من عبادہ ثم اختبر بذلک ملائکتہ المقربین لیمیز المتواضعین منہم من المستکبرین فقال سبحانہ وہو العالم بمضمرات القلوب و محجوبات الغیوب انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فسجد الملائکۃ کلہم اجمعین الا ابلیس اعترضتہ الحمیۃ فافتخر علی آدم بخلقہ و تعصب علیہ لاصلہ فعدو اللہ امام المتعصبین و سلف المستکبرین الذی وضع اساس العصبیۃ و نازع اللہ رداء الجبریۃ وادرع لباس التعزز و خلع قناع التذلل الا ترون کیف صغرہ اللہ بتکبرہ و وضعہ بترفعہ فجعلہ فی الدنیا مدحورا واعد لہ فی الآخرۃ سعیرا الی ان قال فاللہ اللہ فی عاجل البغی و آجل وخامۃ الظلم و سوء عاقبۃ الکبر فانہا مصیدۃ ابلیس العظمی و مکیدتہ الکبری التی تساور قلوب الرجال مساورۃ السموم القاتلۃ فما تکدی ابدا و لا تشوی احدا لا عالما بعلمہ و لا مقلا فی طمرہ فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے خطبہ قاصعہ میں کہ جمیع حمد ثابت اوس خدا کے لئے ہیں کہ جسنے تکبر اور بزرگی کا جامہ پہن لیا اور دونوں صفتوں کو خاص اپنے لئے چن لیا اسلئے کہ وہ کامل الذات ہے نہ اور مخلوقات کہ سب ناقص و عاجز ہیں اور اون دونو صفتونکو ایک حصن حصین اور قلعہ مستحکم خاص اپنے لئے بنایا ہے کہ سواے

اوسکا اور کوئی اوس احاطے کے اندر قدم نہین رکھہ سکتا اور اپنی لعنت گردانی ہی
اوس شخص پر جو ہمسری خدا سے چاہے ان صفتون کے حاصل کرنین ہیر
امتحان لیا ملائکہ مقربین کا کہ تمیز حاصل ہوجائے فروتنو نمین اور متکبرونمین پر
فرمایا اوس خدائے پاک نے حالانکہ وہ جانتا تہا دلون کے پوشیدہ رازون کو
اور اون باریک باتونکو جو پردۂ غیب مین چہپی ہوئے ہین کہ مین پیدا کرنیوالا
ہون ایک بشر گل سے پس جب درست کردون اوسکے قالب کو اور پہونک
دون اوسمین روح اپنی بنائی ہوئی توجہک پڑنا تم سب اوسکے سجدیکو پس شتابی ہوئی
سجدہ کیا مگر ابلیس پر تلبیس بسبب حسد کے باز رہا اور افتخار کرنے لگا حضرت
آدم علیہ السلام پر بخیال اپنی خلقت بی اصل کے اور ہہ خیال سی کہ مین تو
آگ سے بنا ہون پہر اوسے کہ جو خاک ناپاک سے بنا ہے کیون سجدہ کرون پس
وہی دشمن خدا تو پیشوا سب متعصبون کا ہی اور بزرگ سب متکبرون کا ہے اور
اوسی نے تو بنیاد تعصب ڈالی اور ردائے کبریائی و عظمت مین خدا سے ہمسری
چاہی اور بہ تکلف پہن لیا جامۂ عزت و تکبر اور اوتار کے پہینکدی پوشش بندگی
و ذلت آیا نہین دیکہتے تم کہ کیونکر صغیر و حقیر کردیا اوسے خدا نے بسبب اوسکے
تکبر کے اور پست کردیا اوسی بسبب اوسکی بلند پروازی کے پس دنیا مین تو
خدا نے اوسی محروم و مدحور اور اپنی رحمت سی دور گردانا اور آخرت مین اوسکے
لئے آتش برافروختہ مہیا و افروختہ فرمائی پس خدا خدا کرو اور بہت ڈرو اے
بندگان خدا ظلم و ستم سی اس دار فانی مین بالفعل اور بدی عاقبت ظلم سی اور
انجام بد کبر و نخوت سے کہ جو معین کیا گیا ہے عالم جاودانی مین اسلئے کہ کبر و
نخوت بڑا جال ہی ابلیس صیاد کا کہ جو اوسنے بچھا دیا ہے اور پہیلا دیا ہے

تمہارے شکار کرنے کو اور بڑا کید و مکر ہے شیطان کا اور اسطرح سے لوگون کے دلومین سرایت کرتا ہے کہ جسطرح سم قاتل اور زہر ہلاہل بدن مین دفعۃً سرایت کرتا ہے پس علاج نہین ہوتا اور کسیکا پیچھا نہین چھوڑتا نہ عالم اپنے علم کے زور سے اوس سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی فقیر اپنے لباس بوسیدہ مین خلاصہ یہہ کہ تکبر سے کوئی خالی نہین عالم اپنے علم ہی پر غرہ رکھتے ہین اور فقیر اپنی کملی ہی مین بقول شخصے مثل رہی جھوپڑی مین خواب دیکھے محل کا پس غور کرنے سے اس عبارت کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کبر اعظم مکائد شیطان سے ہے اور روزہ ایسی عبادت ہے کہ اوس سے بالکل بیخ و بنیاد تکبر اور تبختر کی محو ہوجاتی ہے پس روزہ بلاشبہ سبب قوی ہوگا بیبسی شیطان کا اور یہی مطلب ہے اوسکے مغلول و محبوس ہونے سے اور دلیل اسپر کہ روزہ باعث کبر شکنی ہے کلام معجز نظام حضرت امیر علیہ السلام ہے خطبہ مذکورہ مین وَمِنْ ذٰلِكَ مَاحَرَسَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَمُجَاهَدَةِ الْقِيَامِ فِى الْاَيَّامِ الْمَفْرُوْضَاتِ تَسْكِيْنًا لِاَطْرَافِهِمْ وَتَخْشِيْعًا لِاَبْصَارِهِمْ وَتَذْلِيْلًا لِنُفُوْسِهِمْ وَتَخْضِيْعًا لِقُلُوْبِهِمْ وَاِذْهَابًا لِلْخُيَلَاءِ عَنْهُمْ وَلِمَا فِىْ ذٰلِكَ مِنْ تَعْفِيْرِ عِتَاقِ الْوُجُوْهِ بِالتُّرَابِ تَوَاضُعًا وَالْصَاقِ كَرَائِمِ الْجَوَارِحِ بِالْاَرْضِ تَصَاغُرًا وَلُحُوْقِ الْبُطُوْنِ بِالْمُتُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلًا مَعَ مَا فِى الزَّكٰوةِ مِنْ صَرْفِ ثَمَرَاتِ الْاَرْضِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ اِلٰى اَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ اُنْظُرُوْا اِلٰى مَا فِىْ هٰذِهِ الْاَفْعَالِ مِنْ قَمْعِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ وَقَدْعِ طَوَالِعِ الْكِبْرِ اور اسی کبر و نخوت سے بچایا خدا نے اپنی بندگان خوش اعتقاد کو بسبب نماز و نکی اور زکوتکے اور بسبب

جہاد کرینگے روزہ رکھکے چند معین دنونمین یعنی ماہ صیام مین تاکہ سکونت دی
یعنی متحرک نہونے دے اونکی دست و پا کو گناہونکے جانب اور خشوع ناک و فروتن
کردی اونکی آنکھونکو تاکہ بسبب خوفِ خدا نامحرم کیجانب رغبت نکرین واعظ
سے جسنی ہو خوف و بیم روزِ محشر ❊ وہ دیکھے آنکھہ نامحرم کو کیونکر ❊ کبھی کر نہجانا
نیند آنئے ❊ ہماری آنکھہ اوسنے نیند پائی ❊ اور تاکہ اونکے نفسون کو خدا رام
فرمائے اور منکسر و فروتن گردانے اونکے دلون کو اور تکبر و تبختر اوسسے دور
کروے اور اس راہ سے کہ ان امور مذکورہ مین کئی فائدہ ہوتے ہین ایک یہہ کہ
وہ مونہہ کہ جنکی پیشانیون سے آزادی و سرفرازی روشن ہوتی ہے وہ مونہہ
اور رخسارے گرد و خاکمین اٹ جاتی ہین اور اپنی تئین حقیر و ادنا سمجہکے پاک و
پاکیزہ اعضا و جوارح اپنی زمین سے ملانا اور خاک پر رکھنا پڑتے ہین اور از راہ
خاکساری روزونمین شدت فاقہ کی سبب پیٹ اور پیٹھہ ایک ہوجاتی ہے
علاوہ یہہ کہ زکوۃ مین میوے اور پہل زمین کے اور مال و زر فقیرون اور مسکینونکو
دینا ہوتا ہے غور سے تو دیکھو کہ ان باتونمین فخر ظاہر کیسا مقہور و مغلوب ہوجاتا
ہے اور نخوت نمایان و بلند بالکل رفع و دفع ہوجاتی ہے ساتوین اسمین کچہہ
شک و شبہہ نہین کہ ابلیس پر تلبیس اور اوسکی جماعت و رعیت کو اصل پہنچانا
حضرت آدم و حوا سے تہی پہر بسبب اوسی عداوت قدیم کے اولاد آدم سے
بھی اوسنے عداوت بہم پہونچائی پس اہتمام تمام اوسی ضلال آدم مین تہا کہ اونہیں
و رعلان کے مبتلای ترک اولی کیا اور باعث ہوا اونکے جنت سے باہر لانیکا
اور مصائب دنیا مین مبتلا کرنیکا اور درجہ اخروی کی گہٹا دینے کا چنانچہ اہتمام
تمام سے دہوکا دیکے اژدہے کے مونہہ مین بیٹھہ کے حضرت آدم و حوا کو

ورغلایا جیساکہ تمام کتب آسمانی مین اوسکا ذکر آیا ہے از بسکہ قرآن مجید مین مختصر طور پر تہا تو اوسن پر اکتفا مناسب ہوی قصص لتنزیل وَاِذْ قُلْنَا یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور جبکہ کہا ہمنے کہ ای آدم سکونت کر تو اور زوجہ تیری جنت مین اور کہاؤ نعمتین اوسکی کامل طور سے اور قریب نجانا اس درخت کے یعنے درخت گندم کے پس تم ظالمو سنے ہوسگے فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا پس بہٹکا دیا اونہین شیطان نے کہ وہ ثابت قدم نرہسکے اور اسطرحسے بہٹکایا اونہین وَقَالَ مَا نَهٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَۃِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ وَقَاسَمَهُمَا اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ اور کہاکہ نہین منع کیا تمہارے مربی نے اس درخت سے مگر اسلیے کہ تم اسکے کہانے سے فرشتے ہوجاؤگے یا ہمیشہ بہشت مین رہنے والے ہوگے اور بحلف بیان کیا کہ از راہ نصیحت مین تمہین یہہ بتاتا ہون اور از بسکہ آدم و حوا کو قطعی یہہ ثابت نہ ہوا کہ شیطان ہی بلکہ یہہ احتمال رہا کہ شاید سانپ نصیحت سے کہتا ہو اور کبہی انہون نے کسی کسی کو خدا کے جہوٹی قسم ہی کہاتے نہ دیکہا تہا اور صاف صاف ممانعت گیہون کہانے سے بہی نہوئی تہی اور ممانعت صراحۃً بطور تحریم کے بہی نہ تہی تو ان وجوہ سے اونہون نے ترک اولی پر جرأت کی چنانچہ قرآن مجید مین ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ قُلْنَا اهْبِطُوْا

مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ پس لغزش دیدی شیطان نے اونہین اوس سے پس
خارج کردیا اونہین اوس حالت سے اور فرمایا اونسے کہ ہبوط کرجاؤ یعنے اوتر
جاؤ تم زمین پر بعض تم مین سے بعض کا دشمن ہوگا یعنے شیطان و بشر کے
درمیان ہمیشہ شر و فساد رہے گا اور واسطے تمہارے ہے زمین مین قرارگاہ اور
بود و باش ہوگی ایک زمانہ قلیل و محدود تک پس پائی حضرت آدم نے جانب
جناب باری سے چند کلمے یعنی اسمای متبرکہ پنجتن پس ذریعہ سے اونکی توبہ آدم
کی قبول فرمائی بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور نہایت کریم و رحیم ہے کہا ہم نے
کہ نکل جاؤ اوسی جنت سے تم سب پس میری جانب سے اگر ہدایت تم تک پہونچے
یعنی نبی ہادی یا کتاب ہادی پس کسیطرحکا خوف و رنج اوسکے لئے نہین اور
جب یہہ معلوم ہوچکا تو تصدیق کلام ظاہر ہوا اس لئے کہ مقصود ابلیس اضرار
حضرت آدم اور اخراج اونکا بہشت عنبر سرشت سے تہا اور اضرار ہمارا بالعرض
پس بذریعہ گندم تناول کرنا حضرت آدم کا اور انحطاط مراتب حاصل ہونا بسبب
اوسکی کمال درجہ باعث خنکی چشم لعین کا ہوگا اور جسقدر کسی مزیل کی استعمال
اور معالجہ کرنے سے زوال انحطاط مذکور ہوگا وہ زیادہ تر باعث حبس و بے بسی
ابلیس پر تلبیس ہوگا او احادیث سابقہ سے ظاہر ہے کہ ماہ مبارک رمضان کے
روزے کفارہ خطا یعنے ترک اولی آدم قرار پائی ہین قندکر آٹھوین یہہ کہ جو
سانپ اس مہینہ مین پیدا ہون وہ کسی کو نہ ڈنسین اور اگر ڈنسین تو اونکا زہر
نہ چڑھے ہی خلاصہ یہہ کہ کسیکو اونسے گزند نہ پہونچے اور یہہ وجہ ظاہر ہے لیکن دریافت
کرنا اسکے مدرک کا محول ذہن ثاقب پر ہے نوین یہہ ظاہر ہے کہ حصر حدود

معصیت تحقیق البیس پر تلبیس مین نہین ورنہ خود ابلیس کی تحقیق کو کون دوسرا ابلیس آیا بلکہ بعض معاصی بحیثیت طینت بھی واقع ہوتے ہین ورنہ احادیث مستفیضہ طینت عبث و بلا معنی ہو جائین حالانکہ اکثر علما نے اونپر اعتماد کیا ہے اور حق یہہ ہے کہ تحقیق شیطانی اور بدطینتی اور خواہش نفسانی فی الجملہ مرجح وقوع معصیت ہین نہ علت تام اور سبب کافی سوا اختیار اپنا ہے کہ نور عقلی کو منطفی و منتفی کر کے خبث طبیعت ہیولانی اور طینت نفسانی یا تحقیق شیطانی کو اوسپر غالب کر پس انتفا احد المرجحین مضر نہین بلکہ مرجح ثانی کافی وقوع معصیت کے لئے ہین و سوین بیان سابق سے ظاہر ہے کہ اس مہینے کی نیکیون کے بغیر اور کوئی سبب قید شیاطین کا نہین ہو سکتا پس مقصود شارع یہہ ہے کہ لم حبس شیاطین نیکیان اس مہینے کی ہین نہ بالعکس تاکہ دور غیر مندفع لازم آئے

وہو العالم

# موعظہ تیسرا

## تفسیر باقی آیات اور احکام صوم کے
## اور بحث لطیف خلافت و تفضیل وغیرہ مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّامٍ اُخَرَ پس جو شخص کہ بیمار ہو یا سفر مین ہو پس اوسپر بقدار بعین مذکور واجب ہے اور دنون جنمین یہہ عذر نہو **پوشیدہ نرہے** کہ جب ایسا مرض ہو کہ اوسمین روزہ مضر ہو تو ترک صوم لازم ہوگا اگرچہ روزہ فقط متعسر ہو اور درجہ تعذر پر نہ پہونچا ہو اور مراد تعسر سی تعسر معتدبہ ہے نہ غیر معتدبہ کہ جو ناشی تخیلات سوداویہ سے ہو اسلئے کہ خدانے شریعت کو سہل و آسان فرمایا ہی نہ یہہ کہ دشوار گردانا ہو چنانچہ فرماتا ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ یعنے خدا ارادہ کرتا ہے تمھارے ساتھہ آسانی وسہولت کا اور تنگی و سختی تمپر اوسے مقصود نہین اور کوئی حد اس مرض کی مقرر نہین بلکہ مدار اسکا نفس روزہ دار پر ہے اسلئے کہ تعرض باطن سے شرع مین نہین اور قرآن مجید مین ہے اَلْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ یعنے انسان خود ہی خوب اپنی باطن کا حال جانتا ہے ظاہر مین اگرچہ وہ عذر کرے اور حیلہ جوئی چاہے بصیرۃ مین تے تانیث کی نہین

بلکہ مبالغہ کی ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ عرفا اوسپر اطلاق مرض معتد بہ ہو اور
اہل خبرت اوس روزہ کو مضر حفظ جانین اور یہی حکم ہے اگر بالفعل مرض موجود نہو
مگر گمان غالب قریب یقین ہو کہ روزے سے مرض معتد بہ عارض ہوجائیگا
اور آیا شک موجب ترک صوم ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے اور اول اظہر ہے
اور احوط یہہ ہے کہ دو ایک روز رکھکے دیکھے اگر مضر نہون تو پورے روزے
رکھے ورنہ ترک کرے اور بعد طلوع ان روزون کی پہر قضا بہی بہ نیت قربت
کرے کہ جو قبل ظہور ضرر یا عدم ضرر احتیاطا رکھے تھے اور اوہام سوداویہ پر
یقیناً بنا رکہنا جائز نہین اور یہی حال ہے اگر سفر مین ہو بشرطیکہ آٹھ فرسخ جانا
ہو یا جانے آنے مین ملکر آٹھ فرسخ ہو جائین مثلاً متصل چار فرسخ جانا اور پہر
اولٹے پاؤن پہر آنا مقصود ہو اور سفر معصیت نہو نا شرط ترک صوم ہے یعنی
مقصود اوس سفر سے کوئی امر حرام مثل اعانت ظالم یا تجارت ناجائز وغیرہ
نہو اور وہ سفر از راہ لہو و لعب بہی نہو مثل سیر و شکار کے کہ پہر اوسمین بہی قصر نہوگا
اور مسافر کثیر السفر بہی نہو یعنی اقامت عشرہ کی اوسے نوبت نہ پہونچے مثل ملاح
یا مکاری کے جیسے شتربان یا گاڑی بان یا بنجاری ہوتے ہین کہ اونکا سفر اونکی
حضر سے غالب ہے اور جب حد ترخص کو پہونچے تو پہر افطار واجب ہوتا ہی
اور قبل اوسکے جائز نہین اور حد ترخص اوسی مقام سے مراد ہے کہ آواز اذان
شہر کی نہ پہونچے یا دیوارین مکانات شہر کی یا شہر پناہ پوشیدہ ہوجاوے اور
بلاد وسیعہ مین اور بڑے شہرون مین محلہ کا پوشیدہ ہوجانا معتبر ہے
اور احوط یہہ ہے کہ جب تک آواز اذان شہر و دیوار شہر دونو سنائی و دکھائی دین
تحقیقی یا تقدیری طور پر جب قصر کرے اور جب کہین دونون مین سے ایک نہ پایا جائے مثلاً کسی

شہر مین اذان نہوتی ہو جیسے بعض دیہات نیپال یا ملک جرمن وغیرہ سے
تو وہان مسافر تقدیر واندازہ کرے کہ اگر اذان ہوتی ہوتی تو یہان آواز پہونچتی
یا نہین بر تقدیر اول افطار نہ کرے اور بر تقدیر ثانی افطار کرے اور اگر دونو
باتین ہون اور ایک پوشیدہ ہو بخلاف دوسرے کے تو احوط یہ ہے کہ
جمع کرے قصر واتمام مین نیت قربت سے یہانتک کہ وہ دونو علامتین موقوف
ہون پس قصر کرے اور تفسیر صافی مین ہے وَاَمَّا حَدُّ السَّفَرِ الَّذِیْ
یُفْطَرُ فِیْهِ فَقَصْدُ ثَمَانِیَةِ فَرَاسِخَ فَصَاعِدًا ذَهَابًا اَوْ مَعَ الْاِیَابِ
مَا لَمْ یَنْقَطِعْ سَفَرُهٗ دُوْنَهَا بِعَزْمِ اِقَامَةِ عَشَرَةِ اَیَّامٍ اَوْ مُضِیِّ ثَلٰثِیْنَ
یَوْمًا عَلَیْهِ مُتَرَدِّدًا فِیْ بَلَدٍ اَوْ بِالْوُصُوْلِ اِلٰی بَلَدٍ یَکُوْنُ لَهٗ فِیْهِ
مَنْزِلٌ یُقِیْمُ فِیْهِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَانْقَطَعَ بِاَحَدِهَا فَقَدْ صَارَ
سَفَرَیْنِ بَیْنَهُمَا حَضُوْرٌ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ السَّفَرُ عَمَلًا لَهٗ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّیْرُ
وَشَقَّ عَلَیْهِ مَشَقَّةً شَدِیْدَةً وَاَنْ یَکُوْنَ السَّفَرُ جَائِزًا لَهٗ وَاَنْ یَتَوَارٰی
جُدْرَانُ الْبَلَدِ اَوْ یَخْفٰی عَلَیْهِ اَذَانُهٗ هٰذَا مَا اسْتَفَدْنَاهُ مِنْ اَخْبَارِ
اَئِمَّتِنَا فِیْ شَرَائِطِ السَّفَرِ الْمُوْجِبِ لِلْاِفْطَارِ فِی الصِّیَامِ وَالتَّقْصِیْرِ
فِی الصَّلٰوةِ وَبَیَّنَّاهُ فِیْ کِتَابِنَا الْمُسَمّٰی بِالْوَافِیْ مَنْ اَرَادَ الْاِطِّلَاعَ عَلَیْهِ
فَلْیَرْجِعْ اِلَیْهِ لیکن حد سفر کی ایسی کہ جسمین افطار کریگا روزہ کو پس ارادہ
کرنا ہے آٹھ فرسخ کا یا زیادہ کا فقط جانے مین یا آنا بھی ملا کر جبتک کہ قطع
ہوا وسکا سفر اس سے کم مین بسبب عزم کرنے اقامت عشرہ کے یا گذر جانے
تیس دن کے کسی شہر مین حالت تردد مین یا بسبب پہونچنے کے ایسے
شہر مین کہ جسمین ایسا مکان ہو کہ چھہ مہینے اوسمین بود و باش کر چکا ہو پس

جب سفر اوسکا منتہی اور منقطع ہوگا ان تین امروں مین سے کسی امر پر تو ہوجائیگا
شرط دوم سفر میں نہ کرنا ہے کے درمیان مین خلل انداز ہوا ہو سفر اور یہہ بہی شرط
ہے کہ سفر اوسکا امر ممنوع کیا ہو تیسرا مشقت شاقہ حاصل ہوا وسی سفر سے اور
یہہ بہی شرط ہے کہ سفر اوسکا مباح ہوا اور پوشیدہ ہوجاسے شہر کی دیوار اوسسے
یا پوشیدہ ہوا وسپر اذان شہر کی یہہ مقدار ہوا ہے حق اخبار ائمہ طاہرین علیہم السلام
سی شرائط سفر مو سب احتیاط ہین اور باعث تقصیر نماز ہین اسکی تفصیل اور بیان بہت
وافی ہین جسکا جی چاہے اوسکی طرف رجوع کرے واعظ کہتا ہے
کہ یہہ اکثر باتین موافق ہمارے فتوی کے ہین کہ جسے ہم بیان عام فہم سے رسالہ
ارشاد الصائمین مین لکہہ چکے ہین جسکا جی چاہے وہ اوسکی طرف رجوع کرے
کہ وہ کتاب انشاء اللہ کافی و وافی ہے اور مزید تفصیل شرح زبدہ مین ہے
اور اب اس مقام پر اہم امر و محض بیان مقدار فراسخ موافق رواج اس زمانہ کی
ہے تاکہ مومنین کو صعوبت نہویں پوشیدہ نرہی کہ مسافت سفر جو مستلزم
قصر صلوۃ و افطار ہے وہ آٹھہ فرسخ ہین اور ہر فرسخ تین میل شرعی کا ہوتا ہے
اور ہر میل شرعی چار ہزار متوسط ہاتہہ کا ہوتا ہے اور میل انگریزی تین ہزار
پانسے بیس ہاتہہ کا ہوتا ہے اسلئے کہ ۵۲۸۰ فٹ انگریزی کا ایک میل ہوتا ہی
اور ڈیڑہ فٹ انگریزی کا ایک ہاتہہ ہوتا ہے پس اس حساب سے ۲۷ ۳/۱۱ میل
انگریزی مسافت سفر ہے اور دو میل انگریزی کا ایک کوس ہندوستانی ہوتا
ہی اکثر بلاد پورب مین قریب قریب لکھنؤ کے پس ہندوستانی کوسون کے حساب سے
۱۳ ۷/۱۱ کوس قلیل سی کسر کم مسافت سفر ہوئی رہا قصر کرنا حالت سفر مین روزہ کا
پس باجماع علمای امامیہ کوئی شبہ اوس روزہ کے باطل ہونے مین نہین

جو سفر مین واقع ہوا اور اگر کوی شخص سفر مین اتفاقا روزہ رکھے تو اوسپر سے قضا اوس روزہ کی ساقط نہو گی بوجہ اوسکی فی نفسہ باطل و فاسد ہونے کی اسلئے کہ نہی عبادات مین دلالت کرتی ہے فساد پر جیسا کہ علم اصول مین ثابت ہوا ہے اور فی اور یہ اور سبب مین ہے اَلصَّائِمُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ کَالْمُفْطِرِ فِیْهِ فِی الْحَضَرِ یعنی روزہ دار رمضان مین حال سفر مین مثل روزہ خور کے ہے حالت حضر مین پس جیسا کہ اسپر قضا روزہ واجب ہے ویسا ہی اوسپر ہونی چاہئیے وَعَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ مَنْ صَامَ فِی السَّفَرِ اَوِ الْمَرَضِ فَعَلَیْهِ الْقَضَاءُ لِاَنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ اور زہری نے حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہی کہ جو شخص روزہ رکھے حال سفر یا بیماری مین پس لازم ہے اوسکے ذمہ پر قضا کرنا اون روزون کی جو اون دونو حالتون مین رکھے اسلئے کہ جناب باری قرآن شریف مین فرماتا ہے پس جو شخص کہ ہو تم مین سے بیمار یا سفر مین پس ایک مقدار ہی اور دنون سے یعنی وہ اون روزون کے بدلے اور بقدر اونکے اور دنون مین قضا کرے اور یہہ عام ہے اس سے کہ اون حالتون مین اوسنے بالکل روزے ترک کیے ہون یا بروجہ ناجائز روزی کہ درحقیقت فاقے ہین رکھے ہون اسلئے کہ ترک استفصال دلیل عموم ہے عن ... قوم سمّی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم قوما صاموا حین افطر وقصر عصاة قال وهم العصاة الی یوم القیامة وانا لنعرف ابناءهم وابناء ابنائهم الی یومنا هذا اور حضرت امام محمد باقرؑ سے ہے کہ نام رکھا جناب رسالتماب صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے اون لوگون کا کہ جنہون نے روزہ رکہا تہا جبکہ حضرت نے افطار وتقصیر فرمائی تہی گنہگار معصوم علیہ السّلام نے فرمایا کہ اور وہ لوگ نافرمان ہین قیام قیامت تک یعنی کچہہ عہد کرامت مہد جناب رسالتمابؐ کی خصوصیت نہین بلکہ اون لوگون کا اب بہی شیوہ ہے اور قیامت تک رہیگا کہ وہ سفر مین برخلاف حکم خدا ورسول روزہ رکہینگے فرمایا کہ خوب پہچانتے ہین ہم اونکی اولاد اور اولاد اولاد کو اندتو نہین بہی حضرات مراد حضرت عصاۃ سے اہلسنت ہین وَعَنِ الصَّادِقِؑ اَنَّهُ سُئِلَ عَمَّنْ صَامَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِذَا كَانَ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ بَلَغَهُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اوس جناب سے سوال کیا گیا حال سے اوس مسافر کے کہ جو سفر مین روزہ رکہے پس فرمایا کہ اگر اوسے اطلاع ہوئی ہو کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور دیدہ ودانستہ اوسنے سفر مین روزہ رکہا ہو تو اوسپر قضا کرنا اوس روزے کے لازم ہے اور اگر اوسے یہہ خبر نہ ملی ہو اور وہ جاہل مسئلہ ہو تو کچہہ الزام اوسپر نہین اور قضا اوسپر عائد نہوگی خلاصہ یہہ کہ جاہل مسئلہ اس مقام پر معذور ہے وَفِي اُخْرٰى وَاِنْ صَامَ بِجَهَالَةٍ لَمْ يَقْضِ اور ایک اور روایت مین ہے کہ اگر روزہ رکہے از راہ جہالت و نادانی کے تو قضا سے روزہ نکریگا وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ سُئِلَ مَا حَدُّ الْمَرَضِ الَّذِي يُفْطِرُ فِيهِ الرَّجُلُ وَيَدَعُ الصَّلٰوةَ مِنْ قِيَامٍ قَالَ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهِ بَصِيْرَةٌ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يُطِيْقُهُ اور اوسی جناب سے منقول ہے کہ پوچہا گیا اونسے کیا حد ہے

اوس بیماری کی کہ جسمین انسان افطار کرے کا روزہ کو اور ایسا ہی نماز پڑھنا ترک کریگا حضرت نے فرمایا کہ نہین بلکہ آدمی اپنے حال سے واقف تر ہے اور وہ خوب جانتا ہی اوس چیز کو کہ جسکی طاقت رکھتا ہے اور فی نسخہ عنہ ھُوَ مُؤتَمَن عَلَیہِ مُفَوَّضٌ اِلَیہِ فَاِن وَجَدَ ضُعفًا فَلیُفطِر وَاِن وَجَدَ قُوَّۃً فَلیَصُم کَانَ المَرَضُ عَلیٰ مَا کَانَ اور فی مین اوسی جناب سے ہے کہ بیمار خود امین ہے اور شناخت پر اوسیکے محول ہے پس اگر اپنی مزاج مین ضعف پائے تو روزہ افطار کرے اور اگر قوت دیکھے تو روزہ رکھے مرض کسی طور کا ہو وَفِیہِ اَنَّہُ سُئِلَ عَن حَدِّ المَرَضِ الَّذِی یَترُکُ مِنہُ الصَّومَ قَالَ اِذَا لَم یَستَطِع اَن یَتَسَحَّرَ اور اوسی کتاب مین اوسی جناب سے ہے کہ پوچھی گئی حضرت سے حد اوس بیماری کی کہ جسمین روزہ ترک ہونا چاہیئے فرمایا کہ جب قدرت سحر کہانے پر نرکھتا ہو تو اوسے افطار چاہیئے وَفِی یَہٖ عَنہُ اَلصَّائِمُ اِذَا خَافَ عَلیٰ عَینَیہِ مِنَ الرَّمَدِ اَفطَرَ اور فقیہ مین ہے کہ روزہ دار ڈرے آنکھونکے دکھنے سے تو افطار کریگا وَعَنہُ کُلَّمَا اَضَرَّ بِہِ الصَّومُ فَالاِفطَارُ لَہُ وَاجِبٌ اور اونہین حضرت سے ہے کہ جب ضرر کرے روزہ تو افطار کرنا واجب ہے اور اسیطرح کی اور بہت حدیثین ہین وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَہُ فِدیَۃٌ طَعَامُ مِسکِینٍ اور اون لوگونپر کہ جو طاقت روزہ کی رکھتے ہین اور پھر باوجود اسکے روزہ نرکھین فدیہ دینا لازم ہے بقدر کہانے ایک مسکین کے بنابر قرارت مشہور کے یا کہانا دینی کئی مسکینون کے بنا بر ایک قرارت کے کہ بطور شاذ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے بہر طور اسمین بحث ہی کہ اس آیہ کے اصلی معنی کیا ہین اور مراد

اس سے کون شخص ہے ایک قول یہہ ہے کہ ابتداے اسلام مین روزہ واجب
واجب تخییری تھا ہر مکلف کو اختیار تھا کہ چاہے روزہ رکہے اور چاہے بلا عذر
اوسے ترک کرے اور اوسکے بدلے فدیہ دے ہر روزہ کے بدلے نصف صاع
یعنی دو مد یا چو تہائی صاع کی یعنے ایک مد اور مد بحساب سیر شاہی قریب سوا پاؤ
کے ہوتا ہے پہر یہہ حکم منسوخ ہوگیا جب یہہ آیہ آیا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ یعنے پس جو شخص کہ تم مین سے اس مہینے مین پس چاہیے کہ روزہ
رکہے دوسرا قول یہہ ہے کہ یہہ آیہ نازل ہوا ہے اوس زن حامل کے باب
مین جسکی وضع حمل کا زمانہ قریب ہوا ہو اور اوس مرضعہ کے بارہ مین کہ جسکے
دودہ کم ہوا ور پیر و پیر زال اور مستسقی کے باب مین ہی پس یہہ حکم خاص نہین
لوگونکا ہے کہ باوجود طاقت باندیشۂ ضرر اکتفا فدیہ مذکور پر کرین نہ ہر شخص
علی العموم تیسرا احتمال یہہ ہے کہ یہہ تتمۂ آیات سابقہ ہوا ور مطلب یہہ ہو کہ
بیماروں مین سے جسے طاقت ولیاقت روزہ رکہنے کی ہو اور اوس درجہ کا
مرض نہو کہ جسمین ترک صوم واجب یا لازم ہے مگر عسر و حرج و دقت بڑی
ہو روزہ رکہنے مین تو وہ اوسکے بدلے فدیہ دیسکتے ہین اور اس بنا پر فقرہ
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ کلام مستانف ہوگا اور جملہ معترضہ کہ اوسے
کچہہ تعلق اوسکے پیشتر کے آیہ سے نہو اور مراد اوس سے یہہ ہوگی کہ روزہ
تمھارا خیر عظیم اور بڑی نیک بات ہے تمھارے لئے اور قرینہ سابق موید
اسی احتمال کے ہے اور ممکن ہے کہ ذکر صوم بنا بر بدلیت کے ہو
اور مراد یہہ ہو کہ جو بیمار طاقت روزہ رکہنے کی رکہتا ہو مگر کسیقدر عسر و حرج
معتد بہ اوسے ہو تو وہ مخیر ہے چاہے روزہ رکہے اور چاہے فدیہ دے

اور روزہ بہتر یعنے افضل فدیہ سے ہے اور اگر نظم قرانی عثمانی نہو تی اور تفسیر
بالرای نہوتی تو شاید یہہ وجہ اولی او روجہ نسے تہی اور عیاشی نے حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے تفسیر مین اَلَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ
کی قَالَ الشَّیْخُ الْکَبِیْرُ وَالَّذِیْ یَاخُذُہُ الْعِطَاشُ فرمایا کہ مراد اوس سے
بہت بڈہا آدمی ہے اور مستسقی وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْمَرْاَۃُ تَخَافُ عَلٰی وَلَدِھَا
وَالشَّیْخُ الْکَبِیْرُ اور ایک روایت مین ہے کہ مراد اوس سے وہ عورت ہے
کہ ڈرے اپنے لڑکے کے لئے اور بہت بوڑہا آدمی وَفِیْ فِ عَنِ الصَّادِقِ ع
فِیْ رَجُلٍ کَبِیْرٍ ضَعِیْفٍ عَنْ صَوْمِ شَھْرِ رَمَضَانَ قَالَ یَتَصَدَّقُ عَنْ کُلِّ
یَوْمٍ بِمَا یُجْزِیْ مِنْ طَعَامِ مِسْکِیْنٍ اور فی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے ہے اوس بوڑہے کے باب مین کہ جو ضعف بہم پہونچائے ماہ صیام
مین روزہ رکہنے سے فرمایا کہ وہ تصدق دیگا ہر روزے کے بدلے اوسقدر
کہ جو کافی ہو مسکین محتاج کی کہانے بہر کو وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِکُلِّ یَوْمٍ مُدٌّ
اور ایک روایت مین ہے کہ ہر روزے کے بدلے ایک مد دے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا
فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ اور جو شخص تبرعًا دے مال محبوب تو وہ بہتر ہوگا اوسکے لئے
یعنے اگر ثواب کی نیت سے فدیہ مین کچہہ زیادتی ہو تو اور زیادہ بہتر ہوگا
اوسکے حق مین وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور اگر
روزہ رکہو تم کہ [illegible] زحمت نفس گوارا کرکے تو وہ بہتر ہوگا تمہارے لئے
فدیہ دینے سے اور تبرعًا نیکی کرنے سے اگر تم جانتے ہوتے یعنے بسبب نادانی
تمہین معلوم نہین ورنہ روزہ رکہنا اون دونو باتونسے بہتر ہے تمہارے
حق مین اور مناسب مقام یہہ ہے کہ چند فقہی مسئلو نکیطرف اشارہ

کیا جائے بنا بر مذہب منصور کے باوجود مراعات احتیاط کے **ا** شخص جو طاقت روزہ رکہتا ہو وہ بلا عذر اوسکے بدلے فدیہ دیکے برات ذمہ حاصل کرسکتا ہے باین معنی کہ مخیر ہو روزہ مین اور فدیہ دینے مین اور روزہ اکمل فردین ہی مثل جمعہ اور ظہر کے علی الاظہر یا نہین ظاہر آیت مذکور تخییر مذبور ہے لیکن لابد ہے کہ اوسکی تاویل کرین یا منسوخ قرار دین بسبب معارضہ اجماع قطعی اور روایات مستفیضہ مخصصہ کے اور اظہر یہہ ہے کہ ایسے مقامات مین خاص مقدم ہے عام پر اور اسیطرح یہہ امر کہ خبر واحد تخصیص قرآن کر سکتے ہے جیساکہ بعضے حاشیہ زبدۃ الاصول وغیرہ مین اختیار کیا ہے **ب** مرد و زن سن رسیدہ اور مستسقی جب عاجز آجائین روزہ سے اور مستسقی مایوس ہو صحت سے تو اوسپے روزہ ساقط ہے اور فدیہ دینا اونپر لازم ہے **ج** فدیہ مین ایک ہی مد پر اکتفا کرنا ظاہرا جائز ہے اور دلیل دومد کی یعنے روایت محمد بن مسلم مسلم نہین کہ وجوب پر دلالت کرے بلکہ وہ محمول استحباب پر ہے **د** ذو العطاش جبکہ مایوس اپنی صحت سے نہو بلکہ مرض اوسکا مرجو الزوال ہو یعنے امید زوال رکہتا ہو پس آیا وہ روزہ نرکہیگا اور محض فدیہ پر اکتفا کریگا یا نہین اول اظہر ہے اور ثانی احوط ہے اور برتقدیر اول محض فدیہ کافی ہوگا یا بعد صحت اوسے قضای روزہ بہی کرنی پڑیگی اول اظہر ہے اور ثانی احوط ہے خصوصا جبکہ پیشتر سے امید صحت رکہتا ہو **ہ** حامل قریب الوضع اور مرضعہ قلیل اللبن افطار کرینگی جب وہ نہین روزہ مضر ہو اور ہر روزہ کے بدلے ایک مد فدیہ دینگے اور بعد برطرف ہونے مانع کے قضا کرینگے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ

وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ مہینہ رمضان کا ایسا مہینہ ہے کہ نازل
کیا گیا اوسمین قرآن حالانکہ وہ قرآن ہدایت مجسم وسرتاپا ہدایت ہی واسطے
لوگون کے اور ہدایت کے واضح علامتون کے بمنزلے ہے اور فرقان ہے
یعنے فارق حق وباطل ہی اس آیہ مین لفظ شہر واقع ہے جسکا ترجمہ مہینہ ہے
اور تبادر مہینے سے وہ زمانہ ہے کہ جو ایک چاند سے دوسرے چاند تک رہے
اور وہ عام ہے تیس روز یا انتیس روز سے اور مشاہدہ اوحس اور اجماع
محصّل ور روایات معتبر خصوصًا دعائی ہلال صحیفہ کاملہ موید ظاہر قرآن ہے
پس وہ شاذ روایتین کہ جنسے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ماہ رمضان تیس دن سے
کم نہین ہوتا قابل التفات نہین اگر صحیح السند بہی فرض کیجائین اسلئے کہ
دلیل قطعی اور ظنی مین تعارض نہین جیسا کہ فن تعادل وتراجیح مین مقرر ہوا
بلکہ دلیل ظنی مقابل برہان قطعی واجب الطرح یا تاویل ہے اسلئے کہ یقین
کبھی زائل نہین ہوسکتا مگر اوس یقین سے کہ مثل اوسکے ہو جیسا کہ حضرت
امیر علیہ السلام سے ہے اور صدوق علیہ الرحمہ از بسکہ معلوم النسب ہین مقابل
اجماع قول اونکا قابل اعتنا نہین البتہ وہ نہین کہ مراد ان حدیثون سے تیس
روز از راہ ثواب ہون باین معنی کہ اگرچہ انتیس دن واقع مین ہون مگر ثواب
تیس روزونکا ہمیشہ حاصل ہوگا فتامل اور لفظ رمضان مین الف ونون
زائد ہے اور یہہ مشتق رمض سے ہے بتحریک اور لغت مین معنی رمض
ریتیل پر تیز دہوپ پڑنے کے ہی اور معمول عرب یہہ تہا کہ جو مہینہ جس فصل مین
پڑا اوسکی مناسبت اونہون نے اوسکا نام رکہا اور یہہ مہینہ اتفاق سے
کڑاکے کی گرمی مین پڑا تہا اسلئے اوسکا نام رمضان رکہا اور رمضان

نام ہے خدا کے ناموں مین سے اور یہی سبب ہے کہ شرع مین ممانعت کی گئی ہے کہ یہہ کہو کہ رمضان آیا یا گیا اسلیئے کہ خدا جسم نہیں رکھتا اور آتا جاتا پہرتا چلتا نہیں بلکہ یہہ کہو کہ شہر رمضان یعنے خدا کا مہینہ آیا یا گیا اور یہہ منع محمول کراہت پر ہے نہ تحریم پر جیسا کہ تحفۃ الواعظین مین ہمنے مفصل لکھا ہے وَعَنِ الصَّادِقِ ؑ فَرَضَ اللّٰہُ صِیَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ دُوْنَ الْاُمَمِ فَفَضَّلَ بِهَا اللّٰہُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ وَجَعَلَ صِیَامَهُ فَرْضًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اُمَّتِهٖ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ ماہ رمضان کی روزے خدا نے واجب کئے تھے فقط اگلے نبیون پر نہ اونکی امتون پر پس فضیلت دی بسبب ماہ رمضان کے اوسنے اس امت کو اور روزے اوسکے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی سب امت پر فرض کئے انزل کے معنے دفعۃً نازل کئے جانیکے سوا محاورہ عرب ٹہرتے ہین اور علم اسکے اور تفصیل حال نزول قرآن مین انشاء اللہ بشرط حیات بائیسوین تاریخ ذیل بیان شب قدر مین مذکور ہوگی فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پس جو شخص کہ حاضر ہو تم مین سے اوس مہینے مین اور مشاہدہ اوسکی چاند کا حالت حضر مین کرے پس چاہیے کہ اوس مہینے کے روزے رکھے اور ف اور یہ اور یب مین ہے عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا اَبْیَنَهُ فَمَنْ شَهِدَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ سَافَرَ فَلَا یَصُمْهُ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ کسقدر ظاہر و آشکار ہے یہہ آیہ کہ جو حاضر ہو وہ روزہ رکھے اور جو مسافر ہو وہ نہ رکھے واعظ کہتا ہے کہ یہہ آیت ساتھہ اس روایت کے کسقدر ظاہر و آشکار

حیثیت مفہوم شرط مین ہے اور یہہ اظہر ہے اور ریب مین اوسی جناب سے منقول ہے جبکہ واخل ہو ماہ مبارک رمضان پس خدا کی اوسمین ایک شرط ہے چنانچہ اوسنے فرمایا پس جو کہ حاضر ہو مہینے مین تو اوسی روزہ رکھنا چاہیئے پس سزاوار نہین آدمی کے لئے سفر ماہ رمضان مین مگر یہہ کہ حج کے لیئے جائے یا عمرہ کے لئے یا اوس مال کے لئے جسکے تلف کا ڈر ہو یا جانیکے یا اوس بہائی کہ جسکی ہلاکت کا ڈر ہو اور نہین چاہیئے کہ بہائی کا مال تلف کرنیکے لئے جائے پہر جب تئیسوین شب گذر جائے تو پہر جہان جی چاہے وہان جائے واعظ کہتا ہے کہ یہہ حدیث محمول کراہت پر ہے یا اوس سفر پر کہ جو ذریعہ وسیلہ گناہ ہو وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور جو مریض ہو یا سفر مین ہو پس ایک مقدار ہی اور دنون سے جیسا کہ اوپر گذرا اور محض تاکید کے لئے مکرر کہا گیا يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ چاہتا ہے خدا تمہارے ساتہہ سہولت و آسانی اور نہین چاہتا تمپر تنگی و سختی و مشقت چنانچہ کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقَ عَلَى مَرْضَى أُمَّتِي وَمُسَافِرِيهَا بِالتَّقْصِيرِ وَالْإِفْطَارِ أَيَسُرُّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ أَنْ تُرَدَّ عَلَيْهِ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ دیا خدا نے بیمارون اور مسافرون پر میری امت کے ساتہہ تقصیر و افطار کی آیا مسرور کریگا کسیکو تم مین سے جبکہ صدقہ دے یہہ کہ اوسکا صدقہ پہر دیا جائے وَفِي الْخِصَالِ عَنِ النَّبِيِّ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَهْدَى إِلَيَّ وَإِلَى أُمَّتِي هَدِيَّةً

لم يهدها الى احد من الامم كرامة من الله لنا قالوا وما ذلك يا رسول الله
قال الافطار في السفر والتقصير في الصلوة فمن لم يفعل ذلك فقد
رد على الله هديته اور کتاب خصال مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے منقول ہے کہ ایسا عمدہ ہدیہ اور تحفہ بہیجا ہی اور میری امت کو
خدا نے کہ کبہی کسی کی امت کو ویسا نہین بہیجا تہا بوجہ بزرگی ہم لوگون کے نزدیک
خدا کے لوگون نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے ای پیغمبر خدا فرمایا کہ افطار کرنا سفر
مین اور تقصیر کرنا نماز مین اوسی حال مین پس جو شخص ایسا نکرے پس بیشبہہ
اوسنے رد کیا خدا کے ہدیہ کو ولتكملوا العدة اور چاہیے کہ کامل کرو تم مقدار
کو باین طور کہ روزہ رکہو تم رویت ہلال ماہ رمضان سے رویت ہلال شوال
تک نہ یہہ کہ ہمیشہ تیس ہی روزے رکہین نہ اونتیس جیسا کہ ظاہر ہے
بعض اخبار شاذہ کے ثابت ہوتا ہے اور سابق مین مختصر طور پر بحث اوسکی
گذر چکی ولتكبروا الله على ما هداكم ولعلكم تشكرون اور چاہیے کہ اظہار
بزرگی خدا کرو اوسکے احسان پر کہ اوسنے بتائی تمہین راہ راست یعنے
مذہب اسلام وشاید کہ شکر کرو تم خدا کا اوسکی کامل نعمتون پر اور سہل کردینے
پر عبادت کے وفيه عن الرضا وانما جعل التكبير في صلوة العيد
اكثر منه في غيرها من الصلوة لان التكبير انما هو تعظيم الله وتمجيد
على ما هدى وعافى كما قال عز وعلا ولتكبروا الله على ما
هداكم ولعلكم تشكرون اور کتاب فقیہ مین حضرت امام رضا علیہ السلام
سے ماثور ہے اور نہین مقرر ہوی تکبیر نماز عید مین زیادہ اور نمازون سے
مگر اسلئے کہ نہین ہے تکبیر مگر تعظیم وتوقیر خدا اوسکی ہدایت کرنے پر اور

معاف فرماتے پر جیسا کہ اوسنے خود فرمایا اور چاہیئے کہ تعظیم و توقیر خدا کیجیو اسل عمر پر کہ اوسنے ہدایت کیا تمہین اور چاہیئے کہ تم شکر کرو ۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔ اور جبکہ سوال کرین تمسے بندہ ہمارے ہمارے حال سے جیسا کہ ایک اعرابی نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا اَقَرِيْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيْهِ اَمْ بَعِيْدٌ فَنُنَادِيْهِ آیا خدا ہمارا ایسے قریب ہے کہ ہم مناجات یعنی آہستہ دعا کرین اوسی یا دور ہے پس پکار پکار کے دعا مانگین اوس سے تو کہو اے حبیب ہمارے کہ ہم بہت قریب ہین اور مین مستجاب کرتا ہون دعا دعا کرنیوالے کی جبکہ دعا مانگے مجھسے پس چاہیئے کہ طلب کرین مجھسے قبول کرنا دعاؤن کا اور چاہیئے کہ ایمان لائین میرا شاید کہ وہ صلاح و رشد پائین اس آیہ مین مراد قرب الٰہی سے قرب اوسکی قدرت کا ہے باعتبار پائے جانے آثار قرب کے مثل قبول فرمانے مناجات مخفی کے نہ قرب حقیقی کے کہ جو عبارت اتصال مقام و مکان سے ہے اسلئے کہ وہ حقتعالے کے حقمین محال ہے اسلئے کہ وہ جسم و مکان نہین رکھتا ورنہ ضرور محتاج جسم و اجزائے جسم و مکان کا ہوتا حالانکہ محتاج ہونا خدا کا محال ہے اسلئے کہ وہ واجب الوجود ہے اور واجب الوجود کی شان سے افتقار و احتیاج نہین چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز حضرت موسی علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ مشرق سے آیا حضرت نے فرمایا کہ تم کہانسے آتے ہو اوسنے عرض کیا کہ خدا کے پاس سے پھر دوسرا مغرب سے آیا اوس سے اونہون نے وہی پوچھا اوسنے کہا

کہ خدا کے پاس سے پھر ایک اور آیا اوسنے عندالاستفسار کہا کہ مین ساتوین آسمان پر سے خدا کے پاس سے آتا ہون اور چوتھے نے یہہ ظاہر کیا کہ مین ساتوین طبقے مین سے زمین کے خدا کے پاس سے آتا ہون پس حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ پاک جانتا ہون مین اوس خدا کو کہ جسکی قدرت سے کوئی مقام خالی نہین اور ایک ہی سی نسبت اوسے سب مکانون اور مقامونسے ہی یہہ نہین کہ کہین سے بہت قریب ہو اور کہین سے بہت دور اور ایک روایت مین وارد ہی کہ ہامون رشید نا رشید نے ایک روز مذاہب مختلف کے عالمون کو جمع کیا مناظرہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے لئے اس خیال سے کہ کوئی تو انمین سے اوس جناب کو الزام دیگا اور حضرت بنفس نفیس تشریف لیگئے اور سب سے مناظرہ فرماکے اونپر غالب آئے اور منجملہ اون مناظرات کے علماے اہلسنت کے مناظرہ مین اسکی بھی نوبت پہونچی کہ اونھون نے فضیلت خلیفہ اول پر یہہ حدیث پیش کی کہ خدا نے وحی نازل کی جناب رسالت مآب پر سَلْ اَبَابَكْرٍ هَلْ هُوَ مِنِّيْ رَاضٍ فَاِنِّيْ عَنْهُ رَاضٍ ای نبی ہمارے پوچھو تم ابوبکر سے کہ آیا وہ مجھہ سے راضی ہے یا نہین اسلئے کہ مین تو اوس سے راضی ہون حضرت نے تقیہ فرمایا کہ ہر چند مین منکر فضیلت نہین مگر یہہ حدیث خلاف نص قران ہے اور جو حدیث خلاف قرآن ہو وہ مردود ہے خود قرآن مین خدا فرماتا ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور ہم قریب تر ہین آدمی سے رگ جان سے بھی زیادہ پھر کیونکر باوجود این ہمہ پوشیدہ رہی خدا پر مرضی ابوبکر کی یہانتک کہ اوسنے بواسطہ ملک و نبی کے دریافت کر بھیجا حال خلیفہ صاحب کا مومنین واقعی حضرت امیر کے فضائل واقعی اسلئے

کثرت سے ہین کہ مخالفین کو کچھہ بن نہین پڑتا جب مناقب مرتضوی دیکھتے ہین
تو مونہہ مین پانی بھر آتا ہے چاہتے ہین کہ ایسی ہی مناقب ومحامد شیخین وغیرہ
مین ہون جب واقع مین کچھہ اثر نہین پاتے تو مجبور ہو کے بناتے ہین پس وہ آئندہ
اور یہہ آور دچسپی نہیںت رہتی آخر الزام اوٹہاتے ہین بہلا جھوٹ کی بہی کہین
پاؤن ہوئے ہین مگر بہر بے بنائے کچھہ چارہ نہین اگر نبناینگی تو پہر کیا بناینگی
اسیطرح ثانی اول کے بارہ مین چند در چند باتین بنائین کہتے ہین پیغمبر نے
فرمایا کہ شیطان ہمسایہ وسایہ عمر سے بہاگتا تہا یہہ نہین سمجہتے کہ اگر یہہ ایسے ہی
ہوتے تو خلیفہ اول کیون اِنَّ لِی شَیْطَانًا یَعْتَرِینِی فرماتے جب وہ منبر پہلا
چڑہا اور انسے بہاگا تو وہ کیون نہ بہاگا انکا اونسے بہی زیادہ مرتبہ بڑہا پہر اوسپر
طرہ یہہ ہے کہ اپنی کتابون مین لکہتے ہین کہ کچھہ حبشی گاتے بجاتے جلاتے تہے
پیمبر نے صدیقہ کو کندہے پر چڑہا کے اونکا ناچ دکہایا دفعتہً خلیفہ ثانی
جو آگئے تو وہ سب بہاگ گئے جب پیغمبر نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کے
سایہ سے شیطان بہاگتا ہے سبحان اللہ شیطان نہ مخبر صادق سے بہاگا
نہ صدیق سے نہ صدیقہ سے پس یہہ ایسی کہان سے آئے تہے کہ انسے
بہاگتا اور خلاف اجماع کرتا جو منعقد افضلیت خلیفہ اول پر ہے بہ نسبت
خلیفہ ثانی کے مان مگر یہہ فرار اور حیثیت سے ہو بقول شاعر ـــــ

روزی بعمر رسید شیطان در راہ
شیطان بگریخت تا نگردد گمراہ
او از عقبش دوید و شیطان بگفت
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

پہر روضۃ الفردوس مین دیلمی سے ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت مین ایک شخص اوسکا نظیر ہوتا ہے پس ابوبکر
نظیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عمر نظیر حضرت موسیٰ اور عثمان نظیر حضرت
عیسیٰ اور علی نظیر میرے ہین حالانکہ کئی وجہ سے یہہ مخدوش ہے پہلے
یہہ کہ یہہ اونہین کی کتابون مین سے ہے ع باطلست انچہ مدعی گوید دوسرے
یہہ کہ جناب رسالتمآب بالاتفاق حضرت عیسیٰ اور موسیٰ و ابراہیم سے
افضل اور سید المرسلین تھے پس چاہئے کہ انکا نظیر اونکی نظیرون سے افضل ہو
پس افضلیت جناب ولایت مآب ثلاثہ پر لازم آئی تیسرے یہہ کہ یہہ
دلیل تفضیلت نہین بلکہ دلیل کفر ہے اسلئے کہ حدیث مین تو یہہ ہے کہ ہر نبی
کی امت مین اوسکا نظیر ہوتا ہے پس اگر یہہ لوگ نظیر اگلی نبیونکے تھے تو اونہین
کی امت مین محسوب ہونگے اور یہود و نصاریٰ کے ساتھہ محشور ہونگے
نہ یہہ کہ ہماری حضرت کی امت مین داخل ہون یہہ اور لینے کے دینے پڑے جی تو
یہہ چاہتا تہا کہ تفضیلت ثابت ہو وہان اور منقصت لازم آگئی ؎

ذَهَبَ الْحِمَارُ يَسْتَفِيدُ لِنَفْسِهِ ۞ قَرْنًا فَآبَ وَمَالَهُ اُذُنَانِ ۞
بیچارہ خر آرزوی دم کرد ۞ نایافتہ دم دو گوش گم کرد ۞

اور فوائد آداب دعا اور اسباب تاخیر و عدم استجابت دعا ازبسکہ ہم تحفۃ الدعوات
مین لکھہ چکے ہین تو از قبیل تحصیل حاصل سمجھکر اوسے واگذاشت کیا اُحِلَّ
لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ
لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا
عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ یعنی حلال و مباح

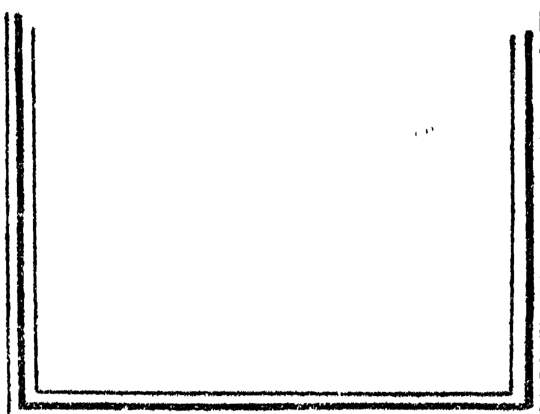
کیا گیا تمہارے لئے ای روزہ دارون روزہ کی راتو نمین اول شب سے
آخر شب تک مگر بقدر غسل کے رفث یعنی مباشرت طرف اپنی عورتون کے
یعنی زوجات کے وہ عورت کہ جو بمنزلہ تمہاری پوشاک کے ہین اور تم بمنزلہ
اونکی پوشاک کے ہو یعنے باہم نہایت چسپان او مثل جزء لاینفک اور باعث
عزت وآبرو ہو مگر معلوم ہے خدا کو کہ خیانت کرتے ہو تم اپنی نفسونسے عورتونکی
باب مین پس توبہ قبول کی تمہاری اور معاف کیا تمہارا قصور اور اگلے حکم کو
منسوخ کر کے اب از سر نو اجازت دی تمہین ماہ صیام مین اونکے ساتھ شب باش
ہونیکی پس اب مباشرت کرو اونسے مباشرت کے یہہ معنی ہین کہ باہم بشرہ
یعنی جلد بدن کو ملاوو اور مراد اوس سے جماع ہے بطور دلالت التزامی کے
اور طالب ہو اور رغبت کرو اوس چیز کیطرف کہ لکھی خدانے تمہارے لئے
یعنی مباشرت جو اونکے لئے لکھی گئی اور مقرر ہوے بعد ممانعت کہ اسلئے کہ خدا
جیسا چاہتا ہے ترک منہیات کو اوسیطرح خواہش کرتا ہے بجالانیکو اون چیزونکی
کہ جسکی رخصت دی ہے اونسے یا اولاد کے کہ جو لکھی گئی ہے لوح محفوظ پر
یعنی مباشرت اونسے محض لذت کے لئے او حیوانات کیطرح نہ کرو کہ تمہاری
نظر مصروف فقط داخل کرنیسے تو آلگاہ کے بول گاہ مین ہو بلکہ نظر رکھو توالد وتناسل
وکثرت اولاد پر یا ثواب بحساب اور اجر جزیل کہ جو مقرر کیا ہے خدا نے اس عمل
نیک یعنی مباشرت زوجہ حلیلہ مین وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ اور کہاؤ پیو یہان تک کہ ظاہر ہو جاے
تمہارے لئے سفید ڈورا صبح کا سیاہ ڈورے سے رات کے یعنے صبح کی پو پھٹنے نہ کہ
رنگ مین ڈورن کے تمیز حاصل ہو جیسا کہ بعض صحابہ سے منقول ہے کہ

اوسنے ایک ڈورا ایکی آدہا سیاہی سے رنگا اور آدہا و ہاگا اوسیطرح سفید رکہا اور
صبحکو وہ اوس دوڑیکو دیکہتا تہا اگر اسقدر صبح روشن ہو جاتی تہی کہ سیاہ وسفید
مین فرق حاصل ہو تو ترک آب وطعام کرتا تہا اور نہین تو برابر کہاتا تہا اور یہہ بالکل
بے فہمی اوسکی تہی چنانچہ کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے
منقول ہے کہ وہ سفیدہ دن کا رات کی تاریکی سے ہے اور ایک روایت مین ہے
کہ وہ فجر ہے کہ جسمین کسیطرح کا شک وشبہ باقی نہ ہے اور اوسی جناب سے
کتاب تہذیب الاحکام مین ہے کہ کسینے پوچہا کہ جبتک شک نہو جب تک کہایا کرون
فرمایا کہ جبتک شک نہو یعنی بلکہ جبتک یقین طلوع ہو اور شک کا اعتبار نہین اسلئے
کہ تبیّن وظہور پر مدار ہے اور استصحاب بیل مؤیّد اوسکی ہے اور کتاب کافی مین اوسی
جناب سے منقول ہے اون دو شخصون کے باب مین کہ اوٹہکر اُفق کیطرف دیکہنے
لگے ایک نے کہا کہ صبح ہو گئی اور دوسرا کہتا تہا نہین فرمایا کہ جسے یقین صبح ہوا اپنے
زعم مین وہ ترک کرے اور جسے یقین نہین ہوا وہ کہائے پئے اسلئے کہ خدا فرماتا
ہے کہ وقت تبیین وظہور تک کہاؤ پیو اور مؤیّد اسکے بہت سی روایتین ہین کہ بقصد
اختصار ترک کی گئین اور اسمقام پر کئی مسئلہ ہین ۱ باتفاق علما عادی چیز کا کہانا
عادی طور سے مثلاً روٹی وغیرہ مونہہ سے کہانا مفطر صوم ہے ۲ مونہہ سے کہانا
غیر معتاد چیز کا مثل خاک یا پتہر کے یا چپٹ نگلنا اخراج بلغم کے لئے یا غبار کا کہانا
یا دہوان کینچنا مونہہ سے یا جذب بخارات کرنا یا ہر جسم محسوس کا پہونچانا منتہائے
حلق یعنی مخرج خائے معجمہ تک علی الاحوط بلکہ علی الاظہر مفطر صوم ہے ۳ غیر وہن سے
عادی چیز کا حلق تک پہونچانا مثلاً پانی ناک یا کان سے پہونچانا مفطر ہے علی الاحوط
۴ اشیای غیر عادیہ کا غیر جہتہ حلق سے شکم تک پہونچانا مثل مالہ یعنی عمل طبیر کے

۵ غیر معتاد کا موضع غیر موضع معتاد سے حلق یا شکم تک پہونچانا مثل سرمہ کے آنکھ سے یا ناس یا غبار یا دہوین کے ناک سے یا اوس روغن کا شکم پر ملنا کہ جس کا حال تجربہ سے معلوم ہے کہ شکم کے اندر پہونچیگا ۶ حقنہ بجامد یعنی شیاف مکروہ ہے ۷ غوطہ لگانا مکروہ ہے ۸ عورت کا نصف بدن تک پانی مین جانا ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ پہر پورا کرو روزے کو شب تک باینطور کہ قریب صبح نیت روزہ کرو اور منافی اوسکی یا اور کوئی قصد نکرو شام تک اور ترک مفطرات کرو اور ایک جز شب کا جیسا ہے مین باب المقدمہ داخل کرلو اول شب تک بلکہ احتیاطاً ایک جز شب بہی اوسمین محسوب کرلو وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ اور اون عورتوں سے مباشرت مکرو خواہ آگے ہو یا پیچھے اور انزال بہی ہو یا نہو بلکہ محض ملاقات دونو ختنہ گاہونکی ہو اور اسیطرح وطی مرد بلکہ اسوات علی الاظہر بلکہ علی الاحوط وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ حالانکہ تم اعتکاف کرنیوالے ہو مسجدونمین یعنی خاص اون مسجدونمین جنمین معصوم کا گذر ہوا ہی یا ہر مسجد جامع مین بلا تخصیص دخول معصوم اور ظاہر ایہہ ہو تہ احتمال اخیر ہی لیکن اول اظہر و اشہر ہے جیسا کہ احادیث کثیرہ و اجماعات مستفیضہ سی ثابت ہوتا ہی اور معارض از بسکہ سنداً یا دلالۃً یا معارضۃً تاب مقاومت ان ادلہ کی نہیں لاسکتا تو قابل اعتنا نہیں حالانکہ وہ موافق مخالفین ہے حالانکہ رشد اونکی خلاف مین ہی واللہ اعلم وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ یہہ حدین مقرر کی ہوئین خدا کی ہین پس خبردار اونکے قریب نجانا اسی طرح پر بیان کرتا ہے خدا آیتین اور اوامر و نواہی اپنے لوگونسے شاید کہ وہ ڈرین خدا سے ۱۲

# موعظہ چوتھا

بیان مین اسکی کہ بحث مذہبی باعث ثواب و ممدوح ہے
اور مذمت کی حدیثین ماوّل ہین اور بیان مین مناظرہ بجا اور
کج بحثی بیجا کے اور کچھہ حکایتین مناظرات ائمہ اور اصحاب ائمہ
کے غیر مذہب والون سے مثل مناظرہ ہشام شامی سے اور
مناظرہ ہشام کا برمکی سے اور مناظرہ ابوالحسن میثم اور رہیلی
والی حکایت اور ہشام کی بحث عمرو ابن عبید اور اثبات
امامت بطرز جدید عبرانی تورات سے اور مناظرہ خصال ابو حنیفہ
سے اور حکایت لطیفہ عجوزہ کوفہ اور کچھہ مباحثہ مومن طاق کی
اور کچھہ مناظرہ لطیف جناب رضوانمآب کی غیر مذہب عالمونسے اور
خاتمہ چند لطیف مناظرہ نیز خود واعظ کی غیر مذہب عالمونسے فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ عَزَّ مَنْ قَائِلٌ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ جناب باری فرماتا
ہی کہ مجادلہ کرا ونسے ساتہہ اوس طریقے کے کہ جو ممدوح و مستحسن ہی خلاف
ہیہ کہ مکابرہ اور توہین مین کسی سی مناسب نہین جس سے ضرورت شرعی
گفتگو کی ہو اوس سے عنوان خوب و اسلوب مرغوب سے مناظرہ کرنا چاہیے
پوشیدہ نرہے کہ مناظرہ کرنا امر مذہبی مین قدیم طریقہ اور رواب اوسکی نیک
بندون کا ہی اور برابر انبیائی سلف اور جناب رسالتمآب اور ائمہ اطیاب اور
اصحاب کبار و علمائی اخیار بحث مذہبی کرتے چلے آئے اور قرآن و حدیث
مین صدہا مقام پر بزرگی و عمدگی اوسکی منصوص ہوئی اور اجماع محقق اور
سیرت قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے وہ ثابت و متیقن ہے اور کسیکو اوسکے
انکار کی مجال نہین البتہ بعض اخبار احادین مذمت علم کلام وارد ہے چنانچہ
ایک حدیث مین ہی هَلَكَ الْمُتَكَلِّمُوْنَ وَنَجَى الْمُسْلِمُوْنَ یعنی ہلاک ہوئے

متکلم اور چنین دہیان کرنیوالے اور نجات پاوے مان لینے والون سے لینے سے پای استدلالیان جو ۔۔۔۔ پای جو بہن سخت بی تمکین ہو ۔۔۔
وعن الصادق علیہ السلام انہ کان ینھی عن الکلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ جناب ممانعت فرماتے تھے بحث و کلام سے فقیل انا نحتاج الیہ لالزام الخصوم پس لوگون نے یہہ عذر پیش کیا کہ الزام اعدا ے دین بیچ مین ہمین سخت حاجت ہوتی ہے بحث و کلام کی فقال خاصموھم بما بلغکم من علومنا پس حضرت نے فرمایا کہ اونسے بحث ۔۔۔ کی جو کہ جو تم تک پہونچے ہمارے علمون مین سے
اور صدوق ۔۔۔ محمد بن عیسی سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے کہا کہ پڑہا ۔۔۔ علی بن ہلال ہین طرف امام ہمام حضرت عالم کی کہ ہمارے رفیقون نے آپ کے اصحاب انجاب اور اونہون نے آپ کے آبا و اجداد اطیاب سے روایت کی ہی کہ اونہون نے بحث و کلام سے امور مذہبی مین ممانعت فرمائی پس تاویل کی آپ کے خانہ زادون اور شیعون نے سے سکہون نے اوس حدیث کی اسطرح پر کہ جو اچہی طرح سے بحث و گفتگو نہ کر سکین یہہ ممانعت فقط اونہین کے حق مین ہے اور جو بعنوان شائستہ بحث مذہبی کر سکے اوسکو ہرگز ممانعت نہین فکتب علیہ السلام المحسن وغیر المحسن لا یتکلم فان اثمہ اکبر من نفعہ پس تحریر فرمایا حضرت نے کہ اچہی طرح بحث کرنیوالا اور بری طرح بحثنی والا ان دونون کو بحث نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ گناہ اوسکا اوسکے نفع سے بڑہ کے ہی اور ایسی ہی ضعیف روایتون پر خیال کرکے بعضون نے جواز بحث مذہبی مین تامل کیا ہے اور حق یہہ ہے کہ پہلے روایت

عام ہے پس اوسکی تخصیص لازم ہوگی اون متواتر حدیثون سے کہ جن سے ثابت
ہوتا ہے کہ مجادلہ کی دو قسمین ہین ایک مجادلہ بالتی ہی احسن ہے اور ایک مجادلہ بغیر
التی ہی احسن ہے اور یہ بدیہی ہے کہ اول مامور بہ ہے اور دوسرا ممنوع تو اب
پس جن متکلمون کی عموماً مذمت فرمائی وہ وہی ہین کہ جو قسم ثانی کو استعمال
مین لاتے تھے نہ جمیع متکلمین اسلیے کہ بعض اخبار مفسر بعض اخبار کے ہوتے ہین
اور عمل خاص پر مقدم ہے عمل عام سے اور دوسری روایت سے مطلق
بحث کی ممانعت نہین پائی جاتی بلکہ خاص اوسی بحث کی جو ماخوذ امور
سے ہو مشتمل قیاسات عامیہ اور امارات وتخیلات وہمیہ سے اور لیکن
تو ایسی بہت سی مستند ہین اونھین کی تعلیم کیطرف اور بہت سی
کرتی ہین عقل کے برہان قوی ہونے پر چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام
نے فرمایا کہ خدا کیطرف سے دو حجتین اور دلیلین اور ہادی وہنما مقرر ہین ایک
ظاہر اور دوسری پوشیدہ لیکن دلیل ظاہر پس وہ پیغمبر ہین اور لیکن دلیل باطن
پس وہ عقل سلیم ہے بلکہ عقل مقدم سب دلیلون پر ہے اور مدار تکلیف اوسی پر ہے
اور وہی بنا ایمان اور کوئی بات بغیر اوسکے قابل اعتبار نہین اور اسی سے
تکلیف نہین کسی عمر کی اطفال غیر ممیز اور مجانین پر نہین اور حضرت آدم کے پاس جب
حضرت جبرئیل خداوند جلیل کیطرف سے عقل و ایمان وحیا کا ہدیہ لاے کہ انمین سے
ایک چیز کو قبول کرو پس انہون نے فقط عقل کو پسند کیا پس انہون نے
ایمان وحیا کو حکم کیا کہ تم واپس جاؤ تو انہون نے عذر کیا کہ ہم تابع وجزو
لاینفک عقل کے ہین اوس سے کب جدا ہوسکتے ہین رہی تیسری عبارت تو
وہ محمول بمحل تقیہ و مقام خوف جان و مال آبرو پر ہوگی جمعاً بین الادلۃ

علاوہ یہ کہ علم تعاول و تراجیح مین ثابت ہوا ہے کہ دلیل ظنی معارض و مقابل
برہان قطعی نہین ہو سکتی اور یہ اخبار احاد شاذ ہین اور احادیث مفصلہ متعضد
ادلہ قطعیہ و سیرت قاطعہ سے ہین چنانچہ شیخ سدید محمد بن محمد بن نعمان مفید طاب
ثراہ فرماتے ہین فقیہ لوگ امامیہ مذہب کے اور رئیس اونکے علم دین مین ہمیشہ
مناظرہ کرتے چلے آئے اور اوسی صحیح جانتے رہے اور خلف نے بھی اونہین سلف
صالحین کا طریقہ پسند رکھا اور ہینے اس باب مین بہت طول دیا کتاب کامل و کتاب
ارکان مین اور جو حدیثین اونمین ذکر کی ہین اونمین سے ایک حدیث یہان
بیان کرتا ہون خبر دی مجھے ابو الحسن احمد بن حسن بن ولید نے اپنے باپ سے
سعید بن عبد اللہ سے احمد بن محمد بن عیسی سے یونس بن عبد الرحمن معلی آل
یقطین سے ابو جعفر محمد بن نعمان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
قَالَ خَاصِمُوهُمْ وَبَيِّنُوا لَهُمُ الْهُدَى الَّذِي اَنْتُمْ عَلَيْهِ وَبَيِّنُوا
لَهُمْ ضَلَالَتَهُمْ وَبَاهِلُوهُمْ فِي عَلِيٍّ یعنی فرمایا اوس جناب نے کہ
خصومت کرو اہل خلاف سے اور جس راہ راست پر تم ہو اوسے اونپر ظاہر کرو
اور جس گمراہی مین وہ پھنسے ہین وہ بھی روشن کرو اونپر اور مباہلہ کرو اونکی
تثلیث فی الامامۃ سے کہ جنہون نے اصحاب ثلثہ ارباب ثلثہ کیطرح اپنے دلسے
تراشے ہین اور اوسی جناب نے فرمایا کہ بحث و مناظرہ کا حکم کیا گیا ہے اور شرع محمدی
اوسکیطرف ترغیب دی گئی ہے چنانچہ خود خدا نے ہمارے پیغمبر سے خطاب
کرکے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ اور مجادلہ کرو اونسے طور و طریقہ خوب
و مرغوب سے پس حکم کیا اوس جناب کو جدال منافقین کا اور وہ حجت پیش
کرتا ہے طرف اونکی اور علی العموم سب مومنون سے خطاب کرکے فرمایا وَلَا تُجَادِلُوا

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اور مجادلہ و مناظرہ کرو اونکے ساتھ ایسی طور سے جو تحسین و عمدہ ہو اور حکایت نوح مین فرمایا زبانی امت نوح کی یَا نُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا اے نوح تحقیق ہمسے بحث شروع کیا پس حد سے زیادہ بڑہادی بحث و گفتگو پس اگر بحث مذہبی ناجائز ہی ہوتی تو خدا نبی اور اولو العزم کو کیون اوسکا حکم دیتا اور برابر ائمہ ہدی دین خدا مین مناظرہ کرتے چلے آئے اور بحث اوٹہاتے رہے ساتہ دشمنان خدا کے اور بڑے بڑے بزرگوار اونکی مصاحبون مین سے ہر زمانہ مین مناظرہ کرتے چلے آتے اور دلیلونسے اونکا استاد رہا اور بحق و راستی مجادلے کرتے چلے آتے اور حجج ظاہرہ اور براہین باہرہ سے احقاق حق وابطال باطل کرتے رہتے اور اسکے بدلے ائمہ ہدی برابر اونکی مدح وثنا فرمایا کرتے چنانچہ جب خبر وفات طیار پہونچی تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ الطَّيَّارَ وَلَقَّاهُ نَضْرَةً وَسُرُوْرًا فَلَقَدْ كَانَ شَدِيْدَ الْخُصُوْمَةِ عَنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ خدا رحمت نازل کرے طیار پر اور ملاقی کرے اوس سے تروتازگی و سرور موفور کو بیشک وہ بڑا خصومت کرنیوالا تہا ہم اہلبیت عصمت و طہارت کیطرف سے اور ملا محسن کاشانی اخباری متخلص بہ فیض تفسیر صافی مین لکہتے ہین تفسیر آیہ وافی ہدایہ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اور مجادلہ کرا اونسے ساتہہ عنوان و طرز خوب مرغوب کے اور یہہ خلاصہ اونکے کلام کا ہے یعنے مناظرہ کرا اونسے بہت عمدہ طور سے اور یہہ حکم متعلق معاندون اور منکرون کے بہی ہے کہ اونسے بہی خوبی سے گفتگو نہ چاہیے کلینی نے کافی مین اور علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

یعنی مجادلہ کرو اونسے ساتھہ قرآن کے اور کتاب احتجاج و تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام مین ہے ذیل مین آیہ کریمہ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ سورہ بقرہ کے کہ ذکر آیا خدمت بابرکت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مین بحث مذہبی کا اور اس بات کا کہ جناب رسالتمآب و ائمہ اطیاب نے اوس سے ممانعت فرمائی ہے پس فرمایا حضرت نے کہ بالکل بحث مذہبی سے ممانعت نہین ہوئی بلکہ بحث نامربوط و مناظرہ غیر مستحسن سے کیا تم نہین سنتے قول خدا کو وَلَا تُجَادِلُوا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور نہ مناظرہ کرو اہل کتاب سے مگر بعنوان پسندیدہ اور اس قول خدا کو اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور دعوت کر طرف راہ اپنے پروردگار کی ساتھہ حکمت و نیک وعظ و پند کے اور لڑ اونسے ساتھہ طریقے شائستہ کے پس بحث نیکو کا خدا نے حکم دیا ہے علمائے دین کو اور بحث نامربوط و بے ضابطہ کو حرام کردیا ہے ہمارے شیعون پر اور بالکل بحث و مناظرہ کیونکر وہ منع فرماتا حالانکہ وہ خود فرماتا ہے وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى اور کہا اہل کتاب نے کہ داخل جنت نہوگا مگر یہود و نصارے فرمایا خدا نے تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ یہہ آرزوئین اونکی ہین نہ واقعی باتین کہہ تو اے نبی کہ لاؤ تم دلیل قطعی اپنے دعوی کی اگر راست گو ہو پس خدا نے سعادت راستی و ایمان کا مدار دلیل و برہان پر رکھا اور بحث و مناظرہ مربوط کے اور کاہے مین دلیل و برہان دار دیکھا تھی لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت بحث نیک و بد کی کیا معنے ہین مفصل ارشاد فرمائیے فرمایا کہ مناظرہ بیجا کی یہہ صورت ہے کہ تو کسی مبطل سے

بحث کرے پس وہ وارد کرے شبہہ ایک امر باطل پس نہ رد کر سکے تو اوسی اوس دلیل
واقعی سے کہ جو خدا نے اوسکی تردید کے لئے مقرر فرمائی ہے بلکہ تو گھبرا کے انکار
کرنے لگے ہٹ دہرمی سے اوس سچی بات کا کہ جس سے مبطل نے اپنی باطل کو
قوت دی پس تو انکار کرے اوس حق کا اس خیال سے کہ الزام نہ اوٹھائے
اوس باطل سے اسلئے کہ جو دفعیہ حقیقت مین ہے اوس امر باطل کا وہ سمجھے
معلوم ہی نہین ناچار مجبور دفع عار کے لئے تو اوس حق ہی سے ہاتھہ دہوئے
بیٹھتا ہی اسلئے کہ سمجھے بجز انکار حق کے کوئی خلاصی اور کسیطرح چھٹکارا نظر نہین
آتا پس ایسا مناظرہ حرام ہے ہمارے شیعون پر کہ باعث فتنہ و فساد ہون
حق مین برادران ایمانی ضعیف کے اور حق مین مبطلون کے لیکن اہل خلاف و
باطل گوش لوگ پس وہ ضعف و شکست ضعیف و کمزور کو سند صحت و حقیت دعوا
کی اپنی باطل کی گردانتے ہین اور لیکن ضعفای شیعہ پس غمناک ہوتے ہین دل
اونکے یہہ دیکھکے کہ ایک حق کوش عاجز آگیا اور مضمحل ہوگیا ناحق کوش سے اور
مناظرہ ممدوح و بحث مستحسن یہہ ہے کہ جسکا حکم کیا خدا نے اپنے نبی کو یہہ کہ بحث
کرے اوس طور پر ابی بن خلف سے کہ جو بعد موت مبعوث ہونے سے اور
زندہ کرنے سے خدا کے مردونکو انکار رکھتا تھا پس خدا نے اوسکی حکایت اسطرح
بیان فرمائی وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ
وَهِيَ رَمِيمٌ اور ہمارے بارے مین مثل کہی اور اپنی پیدایش کو بہول گیا اور ہمارے
باب مین کہنے لگا کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیون کو جبکہ یہ بوسیدہ ہون اور فرمایا
خدا نے اوسکی رد مین قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ
عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا الخ السورۃ کہو تم ای نبی کہ

کہ زندہ کرےگا اونکو وہی شخص کہ جسنے پیدا کیا اونکو پہلی دفعہ اور وہ ساتھہ
ہر خلق کے عالم ودانا ہے وہی خدا کہ جسنے کردیا درخت سبز سے آگ کو آخر
[illegible] تک سب چاہا خدا [illegible] اپنی قدرت سے پہر کہ منہ [illegible] ایسے احمق کو شرم [illegible]
[illegible] کہتا تہا کیونکر ہو سکتا ہے کہ از سر نو [illegible]
پس فرمایا خدا نے کہ اونکو بہی زندہ کرےگا اونہین وہی شخص کہ جسنے اونکو از سر نو
بنایا تہا اونہین پہلی دفعہ پس جسنے اونہین بنایا از سر نو حالانکہ وہ کچھہ بہی نہ
تہین تو اوسے اونہین تازگی دینا بعد کہنگی کے کیا مشکل ہے اب بنا تو
قائم [illegible] کچھہ بہی مشکل نہین بلکہ از سر نو بنانا اونکا سخت مشکل تہا تمہارے
مذاق [illegible] پہر فرمایا الذی جعل لکم من الشجر الاخضر
نارا فاذا انتم منہ توقدون وہی خدا جسنے کردانا درخت سبز سے
آگ کو پس ناگاہ تم اوس سے روشن کرتے ہو یعنی جبکہ پوشیدہ کیا اوسنے
گرم آگ کو ہری کچہہ اور سرد وتازہ درخت مین کہ نکالتا ہے اوس سے اوسے تو وہ
البتہ اعادہ پر کہنہ چیز کی قادر ہے پہر فرمایا اولیس الذی خلق السموات
والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم
آیا اور نہین ہے وہ صانع صناع جسنے پیدا کیا آسمانون وزمین کو قادر
اس امر پر کہ پیدا کرے مثل اونکے کیون نہین بلکہ وہ بڑا پیدا کرنیوالا اور نہایت
واقفکار ہے یعنی جبکہ پیدا کرنا آسمان وزمین کا بڑا امر عظیم وودور دراز بات
ہے تمہاری طاقت ولیاقت وخیال خام مین بہ نسبت ترمیم کہنہ کی تو کیونکر
تجویز کیا تمنے صادر ہونا اونکا خدا سے اور نہین گوارا رکہتے تم اوس سے حقیر تر
اور ادنی تر امر کو یعنی ترمیم کہنہ کو حضرت نے فرمایا کہ یہہ ہی مناظرہ نیک اسلئے کہ

اسمین قطع عذر ہو جاتا ہے کافرونکا اور اونپر اتمام حجت ہو جاتی ہے اور
اونکے بیخ و بن سے کندہ ہو جاتے ہین اور مناظرہ نامربوط یہ ہے کہ انکار
کر بیٹھے تو کسی حق بات کا وہ حق کہ نہی مخلص نہو فرق کرنا اوسمین او باطل مین نا حق
کوشش کے بے انکار اوس حق صریح کے پس یہی قسم ناجائز ہے اسلئے کہ
تو ویسا ہی ناحق کوشش ہو گیا اگر ایک حق بات سے وہ ہاتھ دھو بیٹھا تو تو
تو ایک امر حق کو طاق نسیان پر رکھدیا واعظ کہتا ہے کہ تفصیل اس
اجمالی کی بما لا مزید علیہ جناب غفرانمآب اعلی اللہ مقامہ نے عماد الاسلام مین تحریر
فرمائی ہے مع اون متواترہ محفوف بالقرائن حدیثون کے کہ جو دلالت
اباحت بلکہ رجحان و وجوب کفائی پر مناظرہ مذہبی کی کرتے ہین من شاء
فلیرجع الیہ اور مسئلہ واضحات سے ہے کہ مزید بحث اوس سے مستغنی ہے
لیکن کچھ مضائقہ نہین کہ تشحیذ اذہان کے لئے ہم چند مناظرے بیان کرین کہ
باعث سرور مومنین شیعیان ائمہ اطہار و مقتبسان انوار ذریت سید مختار ہو
کتاب کافی مین اوسیکی اسناد معمولی سے یونس بن یعقوب سے منقول
ہے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ ایکروز مین حاضر خدمت بابرکت حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام تھا کہ ناگاہ ایک شخص مدعی علم کلام ملک شام سے
نو وارد خدمت امام ہمام علیہ السلام ہوا اور کہنے لگا کہ یا حضرت مین علم کلام
و فقہ و فرائض سب سے واقف ہون اور آپکے رفیقون سے مناظرہ کرنے آیا ہون
پس حضرت نے فرمایا کہ کلامک من کلام رسول اللہ او من عندک
کلام تیرے ماخوذ کلام رسو لخدا سے ہے یا خود تیری دل کا ایجاد ہے اوسنے
کہا کہ کچھ کلام رسولخدا ہی اور کچھ ایجاد بندہ ہے پس حضرت نے فرمایا کہ پھر تم تو شریک

مناظرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام با مرد شامی

رسول خدا ٹھرے اوسنے کہا کہ یا حضرت معاذ اللہ یہہ تو نہین حضرت نے
فرمایا کہ کیا پھر تو نے خدا سے اوسی سنا اور تجھپر وحی آئی اوسنے کہا ایسا بھی نہین
حضرت نے فرمایا کہ پھر تیرا کلام بھی مثل فرمان واجب الاذعان نبی واجب العمل
ہی اوسنے کہا یہہ بھی نہین راوی کہتے ہین کہ پھر حضرت میری طرف ملتفت
ہوئی اور فرمایا کہ ای یونس اسنے خود اپنی نفس سے خصومت کی اور راہ چارہ
مسدود کر دی قبل اسکے کہ بحث شروع کرے پھر فرمایا کہ ای یونس اگر تم اچھی
طرح بحث کر سکتے ہو تو اس سے بحث و یونس کہتے ہین کہ یہہ سنکے مجھی بڑی
حسرت ہوئی اور مینے عرض کی کہ مین آپ پر سے فدا ہون مینے آپ کو بحث سے
منع کرتے سنا اور یہہ فرماتے ہوسے کہ وای ہو اہل کلام پر کہ وہ کہتی ہین
هٰذَا یَنْقَادُ وَهٰذَا یَنْسَاقُ وَهٰذَا نَعْقِلُهٗ وَهٰذَا لَا نَعْقِلُهٗ یہہ کھنچتا ہے
اور یہہ نہین کھنچتا ہے اور یہہ عقل مین آتا ہے اور یہہ عقل کو نہین بہاتا ہی حضرت
نے فرمایا کہ مراد یہہ ہے کہ وای ہو اونپر اگر ترک کرین میرے قول کو اور اپنے
دل سے اور عقل ناقص سے باتین بنائین اور اجتہاد مقابل نص کرین پھر
فرمایا کہ دروازے پر جاکے دیکھہ جو متکلمین حاضر ہون اونہین میرے پاس لا
راوی کہتا ہے پس حاضر کیا مینے حمران بن اعین کو کہ وہ اچھے متکلم
تھے اور احول کو کہ وہ بھی ماہر فن تھے اور ہشام بن سالم کو اور وہ بھی اچھی
مہارت اس علم مین رکھتے تھے اور قیس بن ماصر کو کہ وہ میرے نزدیک اون
سب سے بہتر تھے اور علم کلام اونہون نے حضرت امام زین العابدین ع سے
سیکھا تھا پس جب ہم سب درجہ بدرجہ بیٹھہ چکے اور معمولی حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام کا یہہ تھا کہ قبل حج چندی وہ اقامت فرماتے تھے ایک

پہاڑ پر کہ جو کنارہ حرم محترم مین واقع تہا ایک دو چوبے پال مین کہ جو وہان
نصب کیجاتی تہی پس حضرت نے سر مبارک دفعۃً اوس پال مین سے نکالا ناگاہ
دیکہا کہ ایک اونٹ بے تحاشا دوڑتا چلا آتا ہے پس حضرت نے فرمایا برب
کعبہ ہشام ہی ہمین گمان ہوا کہ اولاد حضرت عقیل سے ایک شخص ہشام نامی
بڑا دوست حضرت کا تہا وہی ہوگا تا اینکہ داخل خدمت بابرکت ہوے
ہشام بن حکم اور وہ زیادہ سن رسیدہ نہ تھے بلکہ سبزہ آغاز تہا اور مسین بہیگی
تہین اور جتنے لوگ ہم مین سے حاضر محفل تھے وہ سب اونسے زیادہ سن
رسیدہ و جہان دیدہ تہے پس حضرت نے اونکے لئے اپنے پہلو مین جگہہ دی
اور فرمایا کہ آیا مددگار ہمارا دل و جان و دست و زبان سے پہر فرمایا کہ اے
حمران گفتگو کر اس شخص سے پس وہ بحث کر کے غالب آئے پہر فرمایا کہ ایموں
طاق تو گفتگو کر پس وہ بہی غالب آئے اوسپر پہر فرمایا ای ہشام بن سالم
تو بہی بحث کر پس وہ الزام سالم سے سالم رہا اور لڑائیمین وہ دونو برابر رہے
پہر عاصر سے فرمایا کہ تم بحثو پس ونہون نے تو اوسے ایسی زک دی کہ حضرت
بہی ہنس پڑے پہر حضرت نے فرمایا کہ ای شامی اب اس لڑکی سے بہی کچہہ
مناظرہ کر پس شامی نے کہا کہ اے لڑکے کچہہ اس شخص کی امامت کی بابت
مجہہ سے پوچہہ کچہہ یہہ سنکے ہشام کو ایسا غصہ آیا کہ وہ تہرا گئے اور کہنے لگے
کہ ای شامی سچ تہا کہ خدا کو مصلحت بیہ بندون کے زیادہ نظر ہے یا خود بندے
اپنی مصلحتین اور انجام کار خوب دیکہہ بہال سکتے ہین اوسنے کہا کہ خدا سے
بڑہ کے کون دانا و بینا ہوگا ہشام نے کہا کہ پہر خدا نے اونکے ساتہہ
کیا کیا خیر اندیشی و انجام بینی سے اوسنے کہا کہ خدا نے اونکے لیے ایسی

حجت ودلیل قرار دی اور ایسا رہنما معین فرمایا کہ اوسکا دامن تھامنی کی برکت
سے تشتت وپراگندگی وخودسری سے محفوظ رہین اور مٹھی بندہی رہی اوسکی
سبب سے اور مقصود خدا اونپر ہ حالی کرتا رہے ہشام نے کہا کہ وہ کون رہنما
ہے اوسنے کہا کہ رسول خدا ہشام نے کہا کہ بعد اوس جناب کے کون ہے
اوسنے کہا کہ قران وحدیث ہشام نے کہا کہ یہہ چیزین اختلاف کو رفع کرسکتی
ہین یا نہین اوسنے کہا کہ ہان ہشام نے کہا کہ پہر ہم مین تم مین کیون اختلاف
ہوا اور کیون تو شام سے ہمارے مخالفت کی وجہ سے ہمسے لڑنے آیا یہہ
کہتے ہی شامی چپ ہوگیا حضرت نے فرمایا کہ تو کیون نہین بولتا اوسنے کہا کہ آپ
ہین خاک بات کرون ہشام نے تو میرے مونہہ پر قفل لگا دیا اگر یہہ کہون کہ
ہم مین تم مین کچھہ اختلاف نہین تو بالکل جہوٹ ہے اور اگر یہہ کہون کہ قران
وحدیث دور کر دیتی ہین اختلاف کو تو یہہ بہی سرتاسر باطل ہے اسلئے کہ اونکی
معنو نہین چند در چند احتمال جاری ہوتے ہین کہ ہر فرقہ ہر احتمال سے دست و
گریبان ہوتا ہے اور اگر یہہ کہئے کہ باوجود اختلاف ہم مین ہمیشہ ایک حق کو شناخت
تو بہی ہمین کچھہ کتاب وسنت نافع ومفید نہ ٹھہرے مگر یہہ کہ دلیل میری
قرار پائی اور ہشام اس کھٹک کو دور کرین حضرت نے فرمایا خیر اب تو اونہی
پوچھہ کہ ماشاء اللہ اونہین پراز علم وہنر پائیگا پس اوسنے کہا کہ اے ہشام کون
زیادہ دیکھہ سکتا ہے بندون کے مصلحتون کو ہشام نے کہا کہ خدا اوسنے
کہا کہ خدا نے ایسا کوئی رہنما بہی بنایا کہ جسکی بدولت حق وباطل معلوم ہو
اور اختلاف جاتا رہے ہشام نے کہا کہ عہد کرامت مہد جناب رسالتماب مین
یا بالفعل اوسنے کہا کہ آگے تو جناب رسالتماب تہے اس زمانے مین بتاؤ ہشام

کہا کہ یہی بزرگوار ہمارے تمہارے پاس بیٹھا ہے کہ جسکی پاس دور دور سے لوگ مشتاق ہو کے حاضر ہوتے ہین اور یہہ ہین آسمان کی خبرین دیتا ہے کہتے جو اسی میراث جد و پدر مین ملا ہے شامی نے کہا کہ پھر یہہ بہی کیونکر ثابت ہو تھا تم کہا کہ کہین پوچھنی تہوڑی جانا ہے جو کچھہ ہے سامنے موجود ہے اَلْعِیَانُ لَا یَحْتَاجُ اِلَی الْبَیَانِ عیان راچہ بیان جو جی چاہے تیرا اوسنے پوچھہ لے اوسنے کہا تمنے بالکل میرا عذر برطرف کر دیا اب مین پوچھتا ہون حضرت نے فرمایا کہ تجھے منظور ہو تو مین تجھسے تیری سفر کا حال مفصل بیان کر دون اوسنے کہا کہ اچھا پھر حضرت سب حال من وعن بیان کر دیا جو کچھہ اوسپر گذرا تھا پہر اوسنے کہا اب مین اسلام لایا حضرت نے فرمایا بلکہ بحمداللہ اب تو ایمان لایا اسلیئے کہ اسلام قبل ایمان ہے اور اوسی پر مدار میراث و نکاح ہے اور ایمان پر مدار ثواب اخروی ہے اوسنے عرض کی بجا ارشاد ہوا گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ بجز ایک خدا کے اور کوئی خدا نہین اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول خدا ہین اور اب اس زمانے مین امام وہی سب اگلی وصیون کے ہین پہر متوجہ ہوئے حضرت حمران کیطرف اور فرمایا کہ تم برابر پچہلی بات مین سے بات نکالتے چلے جاتے ہو یہانتک کہ موقع لا کے خوب ہی گرفت کر لیتے ہو پہر متوجہ ہوئے ہشام بن سالم کیطرف اور فرمایا کہ تم بہی پیچہا لینا چاہتے ہو مگر تمہین اسکا خوب ڈہب نہین یا یہہ کہ حمران کیطرح پابندی حدیث تو جانتے ہو مگر حدیثون کو خوب پہچانتے نہین علم حدیث مین ناقص ہو پہر احول کیطرف جہکے اور فرمایا کہ تم بڑے وہمی آدمی ہو بالکل خیالی پلاؤ پکاتے ہو اور طرف ثانی کو اکلے کے دبا لیتے ہو اور باطل کو باطل سے دور کر دیتے ہو ہان اسمین شک نہین کہ تمہارا باطل زور اور ہوتا ہے اوسکے باطل

پہر ماصر سے فرمایا کہ اسے ماصر تو بہی قاصر ہے کبہی تو نیکی کے باعث قریب سوخدا
جا پہونچتا ہے اور کبہی بہت دور جا رہتا ہے خلط کر دیتا ہے تو حق کو ناحق سے
حالانکہ تہوڑا سا حق بہی کافی ہو جاتا ہے بہت سی ناحق سے تم اور احول دونو
بحث مین ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر اور ایک پہنگی سے دوسری پہنگی پر
دوڑتے پہرتے ہو اور ڈانٹ کے دشمن کو مغلوب کر دینے والے ہو یونس نے
کہا مجہی گمان غالب تہا کہ ایسا ہی کچہ ہشام بن حکم کے بارے مین فرمائنگے لیکن
حضرت نے بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ ای ہشام جب تو گفتگو مین خاک ذلت
پر بیٹہنے لگتا ہے تو دونو پاؤن سمیٹ کر اونچا ہو جاتا ہے اور زمین پر بیٹہے
اور ڈہیڈ ہاتے ڈہیڈ ہاتے پہر سے اوڑ جاتا ہے تجہی سے شخص کو لوگو نسے
بحثنا چاہیئے لیکن بچیارہ لغزش اور ڈگمگانے سے اور امیدوار شفاعت رہ
بعد او سکے اور مجالس شیخ مفید رہ مین ہے پوچہا یحیی بن خالد برمکی نے
ہشام بن حکم سے سامنے رشید نا رشید کے کہ ای ہشام خبر دو مجہے حق سے
کہ وہ دو مختلف جہتو مین پایا جا سکتا ہے یا نہین ہشام نے کہا کہ نہین
اوسنے کہا کہ خبر دو مجہے اون دو شخصو نسے کہ جو باہم خصومت رکہتی ہون کسی امر
دین مین وہ دونو حق کوش ہونگی یا ناحق کوش یا ایک حق کوش و دوسرا
ناحق کوش و حق فراموش ہشام نے کہا کہ ہان اس سے خالی نہوگا اور دونو
حق کوش نہین ہو سکتے جیسا مینے پہلی ہی بار کہا تہا پس یحیی نے کہا کہ خبر دو
مجہے حال سے علی و عباس کے جب یہہ میراث کی بابت آپس مین لڑتے جہگڑتے
ابو بکر کے پاس آئے تو آپ فرمایئے کہ انمین سے کون حق فراموش تہا اور کون
حق کوش اسلیئے کہ آپ پہلی ہی کہہ چکے ہین کہ نہ وہ دونو حق کوش ہو سکتی ہین

اور نہ حق فراموش ہشام کہتے ہین کہ اب مین گھبرایا کہ اگر حضرت امیر کو ناحق کوش کہتا ہون تو کافر ہوا جاتا ہون اور اگر عباس کو کہتا ہون تو فوراً ہارون رشید گردن زدنی کا حکم دیتا ہے اور کبھی اس مسئلہ کو کسینے مجھسے نہ پوچھا تھا اور نہ نوبت غور وفکر پہونچی تھی کہ جواب مہیا کر رکھتا پس مجھپر بڑا ہراس طاری ہوا پھر اتفاقاً مجھے فرمودہ معصوم کا جو خیال آیا کہ جناب جعفر صادق علیہ السلام میرے بابمین فرماتے تھے یَا هِشَامُ لَا تَزَالُ مُؤَیَّدًا بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَصَرْتَنَا بِلِسَانِكَ ای ہشام برابر تمہارے تائید ہوتی رہیگی روح القدس سے جبتک تم ہماری مدد کرتے رہوگے اپنی زبان سے پس مجھے ڈھارس ہوئی اور فوراً جواب باصواب میرے خیال مین اگیا کہ مینے کہا وہ دونو ناحق کوش تھے اور اسکی ایک نظیر بھی بے نظیر ہے کہ جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے قصہ حضرت داؤد مین جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا اور کیا نہین پہونچی تم تک خبر اون لڑنیوالون کے کہ جو پشت دیوار سے پہاند آئے عبادتگاہ داؤد یہانتک کہ فرمایا خَصْمَانِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ یعنی ہم دو نزاع باہمی کرنیوالے ہین کہ ہم مین سے بعضون نے بعضون پر بغاوت کی ہے پس بتاؤ کہ ان دونو فرشتون مین سے کون خطا پر تھا اور کون صواب پر اوسنے کہا کہ انمین نزاع واقعی نہ تھی اسلئے دونو صواب پر تھے اور مقصود انہین فقط تنبیہ حضرت داؤد تھی ہشام نے کہا یہی سمجھنا چاہیئے کہ یہان بھی علی وعباس مین کسیطرح کی نزاع نہ تھی بلکہ اصلی مقصود اونہین الزام دینا ابوبکر کا تھا اور اظہار اسکا کہ اوسنے امر میراث مین ظلم و تعدی کی ہے پس وہ مبہوت ہوگیا اور کچھہ جواب نہ دے سکا اور اوسی کتاب مین ہے کہ ابوالحسن میثم نے ایک

نصرانی سے کہا کہ تمنے صلیب اپنی گردن مین کیون لٹکائی ہے اوسنے کہا کہ یہہ مشابہ اوسی صلیب کے ہی کہ جسپر حضرت عیسیٰ مصلوب ہوئی انہون نے کہا کہ اگر تو وہ بجبر سوار کئے گئے تھے اور اسکے باقی رہنے کو پسند نہ کرتے تھے تمنے کیون اسی گلے کا ہار کیا جس گدہی پر وہ خوشی سے سوار ہوتے تھے اور اوسکا باقی رہنا چاہتے تھے اوسی گلے کا تعویذ بنانا چاہئے تہا وَرُوِیَ اَنَّہٗ مَرَّ بُہْلُوْلُ ذَاتَ یَوْمٍ بِدَارِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَکَانَ جَالِسًا وَحَوْلَہٗ حِزْبُہٗ حِزْبُ الشَّیَاطِیْنِ وَکَانَ یُحَدِّثُہُمْ وَیُوْحِیْ اِلَیْہِمْ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا اور منقول ہے کہ ایکروز بہلول دانا رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا مکان ابو حنیفہ پر اور گرد اوسکے لشکر اوسکا کہ جو لشکر شیطان تہا جمع تہا اور وہ اونہین گمراہ کر رہا تہا وَکَانَ فِیْمَا حَدَّثَہُمْ بِہٖ اَنْ قَالَ اِنِّیْ مَا بَرِحْتُ اَتَعَجَّبُ عَنْ ثَلٰثَۃِ اَشْیَاءَ یَقُوْلُہَا الصَّادِقُ اور منجملہ اون باتون کے یہہ ہی اوسنے کہا کہ برابر مین تعجب کرتا چلا آتا ہون تین چیزون سے کہ جنکی مدعی حضرت امام جعفر صادقؑ ہین اَلْاَوَّلُ اَنَّہٗ اَللّٰہُ مَوْجُوْدٌ لَا یُمْکِنُ اَنْ یُّرٰی وَہَلْ شَیْءٌ مَوْجُوْدٌ لَا یُمْکِنُ اَنْ یُّرٰی پہلے یہہ کہ خدا موجود ہے اور پہر دیکہنے مین نہین آسکتا بہلا ایسی بہی کوئی چیز ہے کہ موجود تو ہوا اور دیکہنے مین نہ آئے وَالثَّانِیْ اَنَّہٗ یُرٰی اَنَّ الشَّیْطَانَ یُعَذَّبُ بِالنَّارِ وَہَلْ یُمْکِنُ اَنْ یُّعَذَّبَ بِہَا مَنْ ہُوَ مِنْہَا دوسرے اونہین گمان ہے کہ شیطان پر عذاب ہوگا جہنم کی آگ سے اور یہہ کیونکر ممکن ہے کہ جو آگ سے بنا ہوا وسپر آگ سے عذاب کیا جاوے اَلثَّالِثُ اَنَّہٗ یَزْعَمُ اَنَّ الْعَبْدَ خَالِقُ فِعْلِہٖ مَعَ اَنَّ اللّٰہَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ کَمَا تَدُلُّ عَلَیْہِ الْاَدِلَّۃُ الْکَثِیْرَۃُ تیسرے اونہین یہہ گمان ہے کہ بندہ خالق اپنے فعل کا ہے حالانکہ خدا خالق سب چیزونکا ہے جیسا کہ اکثر قوی دلیلوں سے

مناظرہ بہلول دانا و ابو حنیفہ نادان

ثابت ہے فلما تم کلامہ اخذ بہلول مدرۃ فرماھا الیہ فشدخ بھا راسہ وھرب من بینھم فتعاقبہ حزب ابی حنیفۃ واحضروہ عند الخلیفۃ پس جبکہ تمام ہوا کلام نافرجام اوسکا تو بہلول نے ایک ڈھیلا اوٹھا کیا اور ناک کے جو نشانہ مارتے ہین تو وہ ابو حنیفہ کے سر پر پڑا اور ٹونٹی کیطرح خون بہنا شروع ہوا اور بہلول اوسے مار پیٹ کے یہہ چل وہ چل تھوڑی دیر مین غائب ہو گئے مگر لشکر شیطان نے بڑی جستجو و تگا پو سے اونہین پاکے خلیفہ وقت کے پاس پہونچایا فقال بھلول مخاطبا الی ابی حنیفۃ یا ھذا ماذا صنعت ولماذا اخذت پس بہلول نے کہا اے مرد عزیز تمہین کچھ خبر ہے تمنے کیون مجھ سے لڑائی جھگڑا اٹھایا ہے ناحق ناحق تمہارا ہاتھ ہے اور میری کمر فقال ابو حنیفۃ انک رمیتنی بمدرۃ فشدخت بھا راسی فوجع وجعا شدیدا ابو حنیفہ نے کہا واہ سبحان اللہ سے چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد؛ مند فی اللہ تمنے میرے سر پر ڈھیلا مارا کہ میرا سر پھٹ گیا اور درد و تپک کے مارے میری جانپر بنی اور پھر مجھ سے سبب فساد کا پوچھتے ہوسے این کار از تو آید مردان چنین کنند؛ فقال بھلول وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی پس بہلول نے کہا کہ مین تمہین کیا مارتا تمپر خدا کی مار پڑی ہو گی اوسکی لاٹھی مین آواز نہین یا ابا حنیفۃ اتزعم انی خالق فعلی مع ان اللہ خالق کل شیء ولات حین مناص واہ ری آپکی عقلمندی کیا آپ مجھے فاعل مختار جانتے ہین کہ جو مجھپر الزام عائد فرمانے ہین آپکو کچھہ سنت کی بھی خبر ہے کہ آپکی مذہب پر خالق سب چیزون کا اور فاعل سب کاموں کا خدا ہے بس خدا سے چلکے جھگڑیے مجھ سے آپ سے کیا واسطہ کچھ اپنے

ہوش کی خبر لیجیے ثم انی احب ان تری الوجع فقال ھل یمکن ان یری الوجع پھر میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آپ مجھے اپنا درد سر تو ایک نظر دکھائیے یوں خالی مجھے کیونکر باور آئے کہ آپ سچے ہیں ابو حنیفہ نے کہا ماشاء اللہ چشم بد دور کیا آپ بھی عقلمند ہیں پھر شوو بیا موز بھلا کہیں درد بھی دکھائی پڑا ہے فقال یا سبحان اللہ وھل یمکن ان یوجد شئی ولا یری بہلول نے کہا ای سبحان اللہ کیا آپ بھی سچے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز موجود ہو اور پھر دکھائی نہ دے آپ اپنے مذہب کو بھی بھول گئے کہ جو لوگوں کو آج تعلیم فرما رہے تھے مجھے آپکی واہی واہی باتوں سے مفت کا درد سر ہوتا ہے تب چہ ہتی ہے آپ بات کیا کرتے ہیں کہ ڈھیلا سا کھینچ مارتے ہیں سمجھ بوجھ کے زبان بلایا کیجیے علی ان المدرۃ من الطین وانت ایضا من الطین وکیف یمکن ان یعذب بالطین من ھو من الطین فسکت الرجیم اللعین وبھت الذی کفر کانما ابتلع المدر والتقم الحجر علاوہ یہ کہ تیری ماہیت بھی سنگ استنجا اور آبدست کے ڈھیلوں کیطرح مٹی سے ہے پھر بقول تیرے مٹی سے مٹی کو ضرر پہونچ ہی نہیں سکتا یہ سنکے آخرکار وہ ابلیس پر تلبیس سنگسار چپ ہو گیا جیسے کسینے کنکر پتھر یا کھنگنیاں اوسکے موںہ میں بھر دیں انجام ابرہہ سے خالی کب تھا جیسا کیا تھا ویسا ہی شیطان کیطرح رجیم و سنگسار ہوا سارا سنگدلی اپنی بھول گیا اور احتجاج طبرسی وغیرہ میں منقول ہے کہ ایکروز خدمت با برکت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں چند شخص اونکے اصحاب اطیاب سے جمع تھے کہ منجملہ اونکے حمران بن اعین و محمد بن نعمان و ہشام بن سالم و طیار و ہشام بن حکم وغیرہ تھے اور ہشام کا سن شباب تھا پس حضرت نے فرمایا کہ ای

ہشام تم ہمسے بیان نہین کرتے کہ تمنے کیا غیر حال کردیا عمر بن عبید کا اور کیونکر
زک دیدی اوسے مجمع عام مین ہشام نے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا میری
کیا طاقت کہ حضور کے سامنے زبان کھول سکون یہہ مقام ادب ہے کام زبان
کیا کام کرسکیگی ایسے مقام پر حضرت نے فرمایا کہ جب ہم تم لوگونکو کچھہ حکم دین تو فوراً
تعمیل کرنا چاہیئے ہشام نے عرض کی الامر فوق الادب مین حسب ارشاد
واجب الانقیاد عرض حال کرتا ہون حقیقت حال یہہ ہے کہ جب مکرر سنتے رہتے
مرجعیت عمرو بن عبید کی اور مسجد بصرہ مین بیٹھہ بیٹھہ کے فتوی دینا تو مجھے
تاب نرہے پس مین سر بصحرا نکل کھڑا ہوا اور بصرہ مین پہونچ ہی گیا اور مسجد
بصرہ مین دڑانا داخل ہوا کیا دیکھتا ہون کہ بہت سی لوگ حلقہ زن ہین اور
بیچمین اونکے عمرو ہے اور وہ سر سے سیاہ پینٹا باندہی ہوئے تھے اور شملہ یعنی
ایک کونا اوسکا پیٹھہ پر چادر کیطرح پھیلائے بیٹھا ہے اور ایک کونا لنگی کیطرح
باندھ لیا ہے اور لوگ اوس سے مختلف سوالات کررہے ہین پس صفون کو
چیرتا ہوا مین بھی پہونچ ہی تو گیا اور سب کے اخیر مین اکڑو یا چہ اونگلیون کے بل
بیٹھہ گیا اور مینے بکمال ادب کہا کہ اے عالم مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے میرا یہان
آنا ہوا اگر اجازت ہو تو مین بھی کچھہ پوچھہ لون بہت اوسنے کہا کہ اچھا پوچھہ
جو کچھہ پوچھتا ہے مینے کہا کہ آپ کے مونہہ پر آنکھین ہین یا نہین کہنے لگا بچا
یہہ کیا پوچھتے ہو بھلا کوئی ایسی بے ادبی کرتا ہے جو چیز تم اپنی آنکھونسے دیکھہ
رہے ہو اوسی کیا پوچھتے ہو مینے کہا کہ آپکو ہر بات کا جواب معقول دینا چاہیئے
اگر بالفرض مین لغویات بھی پوچھون تو آپکو اس تعنت سے کیا مین جانون
اور میرا کام عمرو نے کہا خیر مین تمہاری یہہ ہٹ بھی مانونگا اور تمہاری

بیجا باتوں کا بیجا جواب دونگا پوچھ بیٹے کہا کہ آپکی آنکھیں ہیں کہا کہ ہان بیٹے
کہا کہ آنکھوں سے آپ کیا کیا کام کرتے ہیں کہا کہ اونسے ہین طرح طرح کی رنگ
اور لوگ دیکھتا ہون بیٹے کہا کہ سچ بتائیے آپکے مونھہ پر ناک بھی ہے یا نہین
کہا کہ ہان بیٹے کہا وہ کس مصرف کی ہے اونسے کہا کہ اوس سے طرح طرح کی
بوباس سونگھی جاتی ہے بیٹے کہا کہ آپکے مونہہ بھی ہے کہا کہ ہان بیٹے کہا کہ
وہ کس کام آتا ہے اونسے کہا کہ وہ گوناگون مزے چکھتا ہے پھر بیٹے کہا کہ آپکے
کان بھی ہین کہا کہ ہان بیٹے کہا اونسے کیا خدمت متعلق ہے کہنے لگا کہ اونسے
آوازین سنائی دیتی ہین بیٹے کہا کہ آپکے دل بھی ہے کہا کہ ہان بیٹے کہا کہ
وہ کس مصرف کا ہے کہنے لگا کہ جتنی چیزین اعضا وجوارح وحواس خمسہ پر
عارض ہوتی ہین اونمین تمیز دینا اور اونکی جانچ متعلق دل ہی سے ہی بیٹے
کہا کہ کیا اون سبکو حاجت رجوع ہے دل کیطرف اونسے کہا کہ ہان بیٹے
کہا کہ اسکا کیا باعث حالانکہ وہ صحیح وسالم ہین اونسے کہا اے فرزند اعضا وجوارح
کو جب شک ہوتا ہے کسی ایسی چیز مین کہ جسے اونہون نے سنا یا دیکھا یا چکھا یا
سونگھا ہو تو وہ اوس شک کو پیش کرتے ہین قلب کے سامنے پس وہ اونکی جانچ
کرکے یقین کو مستحکم کردیتا ہے اور شک کو باطل بیٹے کہا کہ خدا نے شک اعضا کے
دور کرنیکو دل بنایا ہے اونسے کہا کہ ہان بیٹے کہا کیا یہہ ضرور تھا اور بدون قلب
وہ جانچ نہ کرسکتے تہے اونسے کہا کہ ہان بس بیٹے کہا کہ اے ابو مروان خدا نے
جب تیرے اعضا وجوارح کو بے ایک حاکم وحکم اور امام ومقتدی کے نہین چھوڑا
تو اتنی بڑی امت کو کیونکر سرخود چھوڑتا اور اونکے لئے ایک امام منصوب نفرماتا کہ
جسکی طرف وہ حالت حیرت وشک واختلاف مین رجوع کرتے یہہ سنکر وہ چاکلا

چپ ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد میری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کیا تم ہشام بن حکم ہو
مینے کہا نہین اوسنے کہا کیا ہشام کی ہمنشین ہو مینے کہا نہین اوسنے کہا کہ پھر تم کہا کی
باشندہ ہو مینے کہا کہ مین کوفہ کا رہنے والا ہون اوسنے کہا اہا تو پھر تم وہی ہو پھر
بعد خرابی بصرہ مجھ سے گلے لگا اور اپنی جگہہ مجھے بٹھالیا اور جبتک مین بیٹھا رہا تو
وہ بھی چپ بیٹھا رہا یہہ سنکے حضرت ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ تمہین یہہ گفتگو کسنے
بتائی سچ بتاؤ ہشام نے عرض کی کہ آپ کے افادات کو مینے سنکے یہہ مضمون اخذ
کرلیا تھا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللهِ هٰذَا مَكْتُوبٌ فِي صُحُفِ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسیٰ
حضرت نے فرمایا کہ بخدا یہہ مرقوم ہے صحیفون مین حضرت ابراہیم و حضرت موسی کے
واعظ کہتا ہے کہ تغیرات زمانہ سے حضرت ابراہیم کے صحیفے باقی نہ رہے
اور بوجہ نادانی یہود مین مشہور ہو گیا کہ خاص اوس جناب پر کوئی صحیفہ نازل ہی
نہین ہوا البتہ صحیفہ موسی کسیقدر باقی ہین گو کہ خالی تحریف و تغیر سے نہین اور
ممکن ہے کہ صحف ابراہیم سے مراد یہی صحف موسی اور عطف تفسیری ہو
اور صحف موسی پانچون سفر توریت کے ہون کما ھو الظاہر یا کل صحف
انبیاء بنی اسرائیل مثل اربع عسریم وغیرہ کے پس بنا بر اسکے کل توراث اور
نبیئیم اور کتبیم اور طالمود اور مشنی صحف موسی ہو سکتے ہین اور طرفہ یہہ ہے کہ باوجود
کثرت تغییر و تحریف تاحال کسیقدر نشان اس افادہ امام ہمام کا توریت متداول
مین موجود ہے ہر چند کہ بعینہ نہین لیکن وجوب نصب امام خدا پر اور حاجت
خلق امام کی طرف توریت سے بخوبی ثابت ہے چنانچہ במדבר
کے כז مین مرقوم ہے וידבר משה אל יהוה לאמר
יפקד יהוה אלהי הרוחת לכל בשר איש על

הָעֵדָה׃ אֲשֶׁר יֵצֵא לִפְנֵיהֶם וַאֲשֶׁר יָבֹא לִפְנֵ
יהֶם וַאֲשֶׁר יוֹצִיאֵם וַאֲשֶׁר יְבִיאֵם וְלֹא תִ
הְיֶה עֲדַת יְהוָה כַּצֹּאן אֲשֶׁר אֵין לָהֶם רֹעֶה׃
וַיֹּאמֶר יְהוָה אֶל מֹשֶׁה קַח לְךָ אֶת יְהוֹ
שֻׁעַ בִּן נוּן אִישׁ אֲשֶׁר רוּחַ בּוֹ וְסָמַכְתָּ
אֶת יָדְךָ עָלָיו׃ וְהַעֲמַדְתָּ אֹתוֹ לִפְנֵי אֶ
לְעָזָר הַכֹּהֵן וְלִפְנֵי כָּל הָעֵדָה וְצִוִּיתָה אֹתוֹ
לְעֵינֵיהֶם׃ וְנָתַתָּה מֵהוֹדְךָ עָלָיו לְכָל
פְּנֵי אֶלְעָזָר הַכֹּהֵן יַעֲמֹד וְשָׁאַל לוֹ בְּמִ
שְׁפַּט הָאוּרִים לִפְנֵי יְהוָה עַל פִּיו יֵצְאוּ וְ
עַל פִּיו יָבֹאוּ הוּא וְכָל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל אִתּוֹ וְ
כָל הָעֵדָה׃ וַיַּעַשׂ מֹשֶׁה כַּאֲשֶׁר צִוָּה
יְהוָה אֹתוֹ וַיִּקַּח אֶת יְהוֹשֻׁעַ וַיַּעֲמִדֵהוּ
לִפְנֵי אֶלְעָזָר הַכֹּהֵן וְלִפְנֵי כָּל הָעֵדָה׃
וַיִּסְמֹךְ אֶת יָדָיו עָלָיו וַיְצַוֵּהוּ כַּאֲשֶׁר
דִּבֶּר יְהוָה בְּיַד מֹשֶׁה׃ درخواست کی حضرت موسی
نے درگاہ باری مین یہ کہکی قرار دی خدا مربوبون کا ایک روحوت واسطے ہر
بشر کے کہ جو حکمران ہو کل جماعت خدا پر ایسا حاکم و مربی کہ سفر کو نکلے سامنے
اونکی اور واپس آوے سامنے اونکے اور جہاد وغیرہ مین لیجاوے اونہین
اور پھر بعد نیل مقصود پھیر لاوے اونہین ورنہ ہوجاوے جماعت خدا بہیڑونکی

اوس بہیر کیطرح کہ جن کا راعی یعنے چرواہا باقی نرہا ہواور وہ کہ بسری رہ گئے ہون اور حکم کیا خدا نے موسی سے کہ جن لو اپنے لئے یہوشوع کو کہ بیٹا نون کا ہی وہ مرد خدا کہ جسمین روح القدس جاگزین ہے اور بلند کرای موسی ہاتہہ اپنا اوسپر اور بلند و ظاہر کرا اوسے سامنے ایلعازر کاہن کے اور سامنے کل جماعت بنی اسرائیل کے اور وصی کردے اونہین اون سبکی آنکہونکے سامنے اور دیدے جلال و منصب اپنا اوسی تاکہ سنے بنی اسرائیل اور سامنے ہی ایلعازر کوہن کی آمادہ ہو اور سوال کرو واسطے یوشع کے خدا سے کلام نورانی کو روبرو خدا کے اور اوسی کوہن کی نکلی اور پہر واپس آئے وہ اور کل بنی اسرائیل ہمراہ رکاب اوسکی اور کل جماعت خدا اور کیا موسی نے جو کچھہ کہ وصیت کی یہوا ہ نے اوسے اور چن لیا یہوشوع کو اور ظاہر کیا اونہین روبرو ایلعازر کوہن اور روبرو کل جماعت کے اور بلند کیا ہاتہہ اپنا اوسپر اور وصی کیا اوسی مثل اوسکے کہ فرمایا تہا خدا سے خود اونہین موسی کے ہاتہہ **واعظ کہتا ہے** کہ صدر آیات سی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نصب امام متعلق خدا رہا اور خود یہوشوع کو تجویز کیا اور سبب اوسکا یہہ فرمایا کہ روح القدس اوسمین جاگزین ہی اور اوسکا جانچ کرنیوالا سوا سے عالم الغیب کے کون ہے پس سوائی خدا کے کون نصب امام کرسکتا ہے ہرچند نصب امام کرسکے اور ادلہ عقلی و نقلی اسکی کتب کلامیہ مین مشہور و معروف ہین او آخر آیات ہرچند ثبت امر مطلوب کے نہین مگر کثرت فوائد پر اونکی نظر کر کے دل سے نمانا کہ اونہین ذکر نہ کرون اور یہہ کافی و وافی اثبات خلافت حقہ امیرالمومنین کے لئے ہین تفصیل اجمال یہہ ہے کہ اسپر تو تمام عالم کا اتفاق ہے اور فریقین کا اجماع ہے کہ خم غدیر مین

عین شدت تمازت آفتاب مین دس ہزار آدمیونکو جمع کرکے پیغمبر منبر پر گئے اور حضرت
امیر کو بھی سامنے سب جماعت بنی اسمٰعیل کے بلند کیا اور خاص ہاتھہ اپنا اور
ہاتھہ علی کا نہ کوئی اور عضو اتنا بلند کہ سفیدی بغل نمایان ہو گئی اور کچھہ فرمایا اب
اوس فرمودہ نبی مین اختلاف ہی شیعہ یہہ کہتے ہین کہ قرائن حالیہ و مقالیہ و شدت
وعنوان کلام سے ثابت کہ بڑا امر عظیم بیان کرنا منظور تھا اور وہ بجز خلافت و وصایت
کے اور کچھہ نہ تھا اور اخبار متواترہ فریقین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے مجموع
من حیث المجموع کے دیکھنے سے اور سنی لوگ بوجہ پابندی مذہب بائی خلاف
اجماع آبا و اجداد یا کے چند در چند تاویلین پیش کرتی ہین محض اس حسن ظن پہ
کہ یہہ جم غفیر و جمع کثیر کیونکر اجماع مخالفت نص خم غدیر پر کر لیتے پس ضرور خم
غدیر مین کچھہ اور مطلب حضرت کا ہو گا نہ جو شیعہ سمجھے بے فہمی جماعت قلیل شیعے
سہل ہے بے فہمی جم غفیر سلف اہلسنت سے اور یہہ محض تقلید و بے انصافی ہے
وہ انکی بزرگ کیا تھے سب دہنیے جلاہے کبڑیے قصائی بالکل جاہل مطلق
دو دن قبل اسکے جب بتون کے پوجا ترویج اجماع کئے تھے اور اونکے خوشنودی
کے لئے پیغمبر کی مخالفت صریح کرتے تھے اور سالہا سال جان و مال سے ناحق
کوشش کرتے رہے اور عالم دین کو مجبور کر رکھا تھا یہانتک کہ توفیق جبری سے عاجز
ہو کے تبعیت حضرت اختیار کی تھی پس وہ قدیم عادتین اور خیالات سے
خوگر تھے فقط قاسر اونکے ہمارے حضرت تھے جب وہ نرہے اور اسباب قوت
دنیاوی جمع نہوسکے تو یہہ پہر حالت اصلی پر بمفاد کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ
منقلب مرتد ہو گئے اور آزادی کی باعث اپنا دخل و تصرف برخلاف علمائے
اہلبیت کرنے لگے غول بودند این بزرگان را حب شان بستہ چشم ایمانت

پس انصاف تو یہہ ہے کہ اونکا مذہب ایک بلوائی مذہب ہے کہ چند احمق اور
جاہل اوباشوں کی تجویز سے جاری ہوا ہے اور باقی مذہب علما بہی مذہب
شیعہ ہی او رہم ایک اور طور سے جانچ اس مقدمہ کی کرتے ہین اور دلائل
سابقہ سے اپنے مذہب کے قطع نظر کرتے ہین پس ہم کہتے ہین کہ جو چشم بصیرت
سے غور کرے افادات مین ہمارے حضرت کے تو ایک ایک جزئی امر کا بہی ایک منشاء
صحیح کتب آسمانی سے پائیگا جیسا کہ خود قرآن مین ہے وَمَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ
یعنی مین کوئی نیا پیمبر نہین کہ سب پیمبرونسے جدا ایک نئی شرع اپنی طرف سے ایجاد
کرون پس جب دنا او نا جزئیات مین استقرا سے یہہ حال معلوم ہو تو دس ہزار
آدمی کے مجمع مین ایسی محتاط نبی سے جو امر صادر ہوا ہو وہ کیونکر از خود بے منشاء
صحیح و نکتہ دقیق اور بلا نظیر سمجہا جائے پس ہمنے چاہا کہ اور نبیون کے حال مین
تجسس و تفحص کرین کہ کوئی سانحہ اسطرحکا گذرا ہے یا نہین اور اوسکا منشاء کیا تہا
اب ہمین یہہ حیرت ہوئی کہ عہد حضرت آدمؑ سے تا عہد خاتم صدہا پیمبر گذرے ہین
کس کسکی حال مین ہم غور کرتے رہین پہر بہدایت عقل سلیم ہمین خیال ہوا کہ توریت
مین بہی بشارت مثلیہ مین بلفظ کا موخا بیان کیا گیا ہے کہ نبی آیندہ مشابہ حضرت
موسیٰ ہوگا اور قرآن مجید مین بہی تصدیق اسی مشابہت کی کریمہ اِنَّا اَرْسَلْنَا
اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا بیان کی گئی اور اسیطرح آیہ تُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ جیسا اونکے وصی کا لقب
ہارون تہا ویسا ہی اسنکے وصی کے بارہین خود انہون نے فرمایا عَلِيٌّ
مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى جیسا وہان سیادت اولاد ہارون
مین قرار پائی ویسا ہی یہان اولاد حضرت علیؑ و امام حسینؑ مین جیسے وہان

دوسرے وصی موسیٰ کا لقب ایشا ورفتی ہوا کہ یہ وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِفَتٰهُ
الآیہ اوسیطرح ہمارے حضرت کا لقب فتی مشہور ہوا لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا
سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار جیسا اونکے لئے وقوف شمس ہوا ویسا اونکے لئے
ردّ شمس ہوا جیسا اونکے اتباع و احباب واُمّت مرحومہ موسویہ کا لقب شیعہ
مشہور ہوا جیسا کہ قصص میں ہے فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ هُوَ مِنْ شِیْعَتِهِ الآیہ
ویسا ہی ہم لوگونکا کہ فدائی اوس جناب کے ہین شیعہ لقب مشہور فریقین ہوا
اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ پس یہ ملتی جلتی حال دیکھہ کے ہمین یہہ خیال آیا اور بیٹھے بیٹھے ہمارا
سلیقہ یہہ بول اوٹھا کہ ہو نہو یہہ ماجرا حال حضرت موسیٰ مین ہوگا پس پانچوین
سفر توریت ہمنے چہان ماری جو ڈھونڈہ یا بندہ بڑی عرق ریزیون سے یہہ مقام
نکل آیا اور تفاسیر یہود سے ثابت ہوگیا کہ اسی طرح شتر کے کجاوون پر بطور منبر
حضرت موسیٰ نے جاکے حضرت یوشع کا ہاتھہ ہاتھہ مین لیکے بلند کیا اور بتصریح
اونہین وصی کردیا پس منشاء ہم اپنی حضرت موسیٰ ثانی وکلیم نبی اسمٰعیل کا سمجھ گئے
بھلا پھر اب ہم کب شیطانون کے وسوسہ سی ڈگمگاتے ہین لاحول پڑھ کے بہلول
کے ڈھیلون سے استنجاء شیطان کے ڈھیلون کو بھگاتے ہین وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ
الْبَالِغَةُ وَفِی الْاِحْتِجَاجِ وَغَیْرِهٖ اَنَّهٗ مَرَّ فَضَّالُ بْنُ الْحُسَیْنِ الْکُوْفِیُّ بِبَابِ اَبِیْ
حَنِیْفَةَ وَهُوَ فِیْ جَمْعٍ کَثِیْرٍ یُمْلِیْ عَلَیْهِمْ شَیْئًا مِّنْ فِقْهِهٖ وَحَدِیْثِهٖ اور کتاب
احتجاج طبرسی وغیرہ مین ہے کہ ایک روز گذر ہوا فضّال بن حسین کوفی کا ابو حنیفہ
کے مکان کیطرف سے اور وہ مجمع کثیر مین بیٹھا اپنی فقہہ وحدیث املا کرتا تھا
فَقَالَ لِصَاحِبٍ کَانَ مَعَهٗ وَاللّٰهِ لَا اَبْرَحُ اَوْ اُخْجِلَ اَبَا حَنِیْفَةَ پس فضال نے
اپنی ایک ساتھی سے کہنے لگے کہ بھلا اب مین یہان سے کب ٹلتا ہون بدون اسکے کہ

بابا ابو حنیفہ
مناظرہ فضّال

خجل کئے ہوئے فقال صاحبہ ان ابا حنیفۃ ممن قد علمت حالہ تو حضرت کے
مجتہد ہو انکے رفیق نے کہا کہ چھوٹا مونہہ بڑی بات خوب نہین تم اپنی طرف دیکھو تم سے
کیون الجھتے ہو وہ بھی پانچوین سوارونمین داخل ہے ایک کوفی کا مالک ہی بڑے
رتبہ کا آدمی ہے اپنی کمال لیاقت پر دلیل قوی رکھتا ہے قال لہ ھل رایت
حجۃ علت علی مؤمن فضال نے کہا ہٹو بھی کبھی دلیل منافق ذلیل سے کسی
چلی ہے اور کوئی بات بے ثبات اوسکے کسی راست باز کی سامنے پیش رفت
کبھی ہے تم کیون ہمت ہارے دیتے ہو تمنے کیا الحق یعلوا ولا یعلی نہین سنا
یعنی حق تو بلند رہتا ہے اور اوسپر باطل کبھی بلند نہین ہوسکتا ثم دنی فسلّم
علیہ پہر قریب جاکے انہون نے سلام کیا پہلوان سبہون نے جواب دیا فقال
یا ابا حنیفۃ رحمک اللہ ان لی اخا یقول بان خیر الناس بعد
رسول اللہ علی بن ابیطالب وانا اقول ان ابا بکر خیر الناس وبعدہ عمر
فما تقول انت رحمک اللہ پس کہا اونہون نے کہ ای ابو حنیفہ خدا تجہی مرحوم کری
میرا ایک بہائی ہے وہ تو یہہ کہتا ہے کہ بعد خدا سب سے افضل حضرت امیر ہین اور مین
ابوبکر اور بعد اونکے عمر کو بہترین خلق خدا جانتا ہون پس تم کیا فرماتے ہو خدا رحم کری
تمہارے حال پر فاطرق ملیا ثم رفع راسہ وقال کفی بمکانہما من رسول اللہ
کرما وفخرا اما علمت انہما ضجیعاہ فی قبرہ فای حجۃ اوضح لک من ھذہ
پس یہہ سنکے تہوڑے دیر تک تو وہ گریبان مین مونہہ ڈالے رہا پھر سر اوٹھا کے
خود ہی سے کہنے لگا اس سے بڑہ کے کیا دلیل اونکی فضیلت وبزرگی وفخر ومباہات
کے لئے تو چاہتا ہے کہ جان گئے پر بہی اونہون نے پیمبر کا ساتھہ نچھوڑا قبر مین بہی
ہمخوابہ رفیق حضرت ہین فقال انی قد قلت ذلک لاخی فضال نے کہا مین

کب چوکنے والا تہا مین یہہ بہی اپنے بہائی سے کہہ گذرا فقال واللہ لئن کان
الموضع لرسول اللہ صلعم دونہما فقد ظلما بدفنہما فی موضع لیس لہما فیہ
حق لیکن اونسے یہہ عذر پیش کیا کہ اگر وہ جگہہ رسولخدا کی تہی نہ اون دونوں کی تو
انہوں نے بڑا اندہیر کیا کہ نامآوری کے لئے ایسی جگہہ دفن ہوئے کہ جسمین اونکا
کچہہ حق نہ تہا وان کان الموضع لہما فوہباہ لرسول اللہ فلقد اسا آ وما
احسنا اذ رجعا فی ہبتہما ونکثا عہدہما اور اگر انہی کی جگہہ حضرت کو نذر
دی تہی تو ہبہ سے رجوع کرنا اور ایسے بزرگوار سے بدعہدی کرنا بڑی بیحیائی
اور بے ایمانی کی بات تہی موہنہ کا ہیکو تہا خندق یا کہائی تہی زبان پر زبان رکہتے
تہے بات کا ہیکو تہی گو زشتر تہی فاطرق ابو حنیفۃ ساعۃ ثم قال لم یکن لہما ولا
لہما خاصۃ ولکنہما نظرا فی حق عائشۃ وحفصۃ فاستحقا الدفن فی ذلک
بحقوق ابنتیہما دیر تک تو وہ سر بگریبان رہا پہر بہت سوچ سانچکر کہنے لگا کہ وہ
ان دونوں میں سے کسی سے خاص نہ تہا نہ پیغمبر سے نہ اون دونوں سے لیکن انہوں نے
بنظر استحقاق عائشہ وحفصہ کے خود بہی استحقاق ہم پہونچایا اور اونکے حصوں میں دفن
ہونیکا محل پایا فقال لہ فضال قد قلت لہ ذلک فقال انت تعلم ان النبی
مات عن تسع نساء ونظرنا فاذا لکل واحدۃ منہن تسع الثمن فاذا
ہو شبر فکیف یستحق الرجلان اکثر من ذلک پس فضال نے کہا حضرا
فضل بہی یہہ بہی جواب میں بیچا میں پہلی کہہ چکا لیکن وہ کب مانتا ہے اونسے کہا کہ
خوب جانتے ہو کہ حضرت نے بعد اپنے نو عورتیں چہوڑیں اور یہہ سب آٹہوین حصہ
میں شریک ہوا چاہیں تو فی کس آٹہوین حصہ کا نوان حصہ آیا اور مسح کرکے ایک
بالشت بہی نہوگا پس یہہ کیونکر اس سے زیادہ کے مستحق ہوگئے خلاصہ کہ

بالفرض اگر بیٹون کی بدولت انہین کچھہ نصیب بہی ہوا ہوگا تو کل بالشت اور اوسمین دفن ہونا ایسی بہاری لاشون کا کہ جو الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی اور یادگار عوج بن عنق ہین ممکن نہ تہا بقول ابن عباس ؎ تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت + لک التسع من الثمن وبالکل تطمعت اونٹ گدہی خچر سب پر تم چڑہین اور اگر جیتی بچتین تو ہاتہی پر بہی چڑہ کے جہنڈے پر چڑہتے تہین کل آٹہوین کا نوان حصہ ہوتا تہا اور سب پر تم تصرف کر بیٹہین و بعد فما بال عائشۃ وحفصۃ ترثان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وفاطمۃ ابنتہ تمنع المیراث پہر یہہ کچھہ سمجہہ نہین آتا کہ وہ دونون تو میراث رسولخدا پائین اور فاطمہ پارہ جگر اونکی اوس سے محروم کیجائین ؎ مرا باور نمی آید زروے اعتقاد + حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن + فقال ابو حنیفۃ یا قوم نحوہ عنی فانہ واللہ رافضی خبیث پس ابو حنیفہ کہنے لگا کہ ای قوم اسی میرے پاس سے ہٹاؤ کہ یہہ رافضی خبیث ہے **واعظ کہتا ہے** کہ ناحق شیخین نے شیخی کے مارے دفن مین بہی دخل در معقولات کیا یہہ نقال فرشتون سے واقف نہ تہے یا اس مضمون بلاغت مشحون سے ؎ کذا اللات والعزی علی البیت علقا + ولیسا بقرب البیت ینتفعان + اسیطرح لات و عزی بہی خانہ کعبہ پر لٹکائی گئی تہی لیکن قرب خانہ خدا سے کچھہ اونہین فائدہ نہوا ؎ دون شود از قرب بزرگان خراب + جیفہ دہد بوی بدار آفتاب +

**حکایت** ایکبار اتفاق سے مدینہ منورہ مین اگ لگی اور ضریح مقدس بہی جل گئی پس ایک ناصبی نے یہہ شعر کہے ؎ لم یحترق حرم النبی لریبۃ

كلا ولا يوما داهاه العار + لكنما ايدي الروافض لامست
ذاك الضريح فطهرته النار + یعنی جلجانے سے حرم محترم جناب رسالتمآب کے
کچھہ وسوسہ شیطانی کو دخل نہ دینا چاہیے فقط منشا اوسکا اسیقدر ہے کہ
رافضی لوگ آکے جو اوسی مس کرتے تھے تو اس سے وہ ضریح مقدس نجس
ہو جاتی تھی پس آگ نے چاہا کہ اوسے پاک کر دے یہہ سنکے ایک شیعہ نے
یہہ جواب دیا لم يحترق حرم النبي لريبة + ولكل شيء مبدأ وعواقب
لكن شياطين قد حلا به + ولكل شيطان شهاب ثاقب +
نہین جلایا آگ نے حرم نبی کو کسی غیر مناسب امر سے اور ہر شی کے لئے
کچھہ سبب ہوتی ہین اور کچھہ انجام ہوتے ہین لیکن دو شیطان اوسمین حلول
کر گئے اور ہر شیطان کے لئے شہاب ثاقب ہے پس اوسیکی حدت و
شدت سے یہہ آگ لگ گئی جب ابو حنیفہ سا شخص خاک کوفہ سے ظاہر ہو تو
پھر کیون نہ الکوفی لا یوفی زبان زد خلائق ہوا اور حال کوفہ نہ ابتر ہو بعض
کتب تاریخ مین مرقوم ہے کہ ایک مسافر اتفاقا ایک روز شدت تمازت آفتاب
اور تڑاقے کی دہوپ اور قیامت لو نہین نو وارد ملک کوفہ ہوئے پیاس کی
شدت سے انکے حلق مین کانٹے پڑنے لگے انہون نے دیکھا کہ ایک اسی
برس کی بڑھیا ایک دروازے پر کھڑی ہے انہون نے بہت گڑگڑا کے اس
اوس سے پانی مانگا وہ خوشی خوشی گھر مین گئی اور اندر سے جا کے بڑی
ظرف گلی مین بہت عمدہ اور گاڑہا دودہ جسمین تنکا کھڑا رہجاتا تہا لائی انہون نے
پیاس کی دہونکنی مین خوب ڈگڈگا کے اوسی پیا اور اوس بوڑہیا کو دعائین
دینے لگے اوسنے کہا مجھے کیا دعا دیتے ہو چوہیکو دعا دو نہ وہ دودہ مین گرتا

حکایت لطیفه

نہ یہہ تم کو یہہ سمجھتا یہہ جو انہون نے سنا تو مارے غصّہ کے وہ سفالی باسن
دیوار پر پٹک دیا کہ ٹکرے ٹکرے ہو گیا یہہ حال دیکھکے وہ بڑھیا اپنا موںہہ
پیٹنے لگی کہ تمنے یہہ کیا غضب کیا اب میری بی بی پیشاب کا ہے مین کریگی یہہ
سنکے انکی طبیعت اولٹ پلٹ ہو گئی اور استغراغ کرتے کرتے ناکمین دم ہو گیا

وَفِی الاِحتِجَاجِ اَیضًا وَقَد کَانَت لاَبِی جَعفَر مُؤمِنِ الطَّاقِ مَقَامَاتٌ مَعَ اَبِی حَنِیفَۃَ اور اوسی کتاب مین ہے کہ مومن الطاق اور ابو حنیفہ سے عجب عجیب مقام و محل و موقع مناظرہ کے ہوے فَمِن ذٰلِکَ مَا رُوِیَ اَنَّہٗ قَالَ یَومًا مِنَ الاَیَّامِ لِمُؤمِنِ الطَّاقِ اِنَّکُم تَقُولُونَ بِالرَّجعَۃِ قَالَ نَعَم انہیں منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ ایک روز ابو حنیفہ نے کہا مومن طاق سے کہ تم شیعہ لوگ تو قائل رجعت کے ہو اونہون نے کہا کہ ہان ہمین کیا شک قَالَ اَبُو حَنِیفَۃَ فَاَعطِنِی الاٰنَ اَلفَ دِرہَمٍ حَتّٰی اُعطِیَکَ اَلفَ دِینَارٍ اِذَا رَجَعنَا جب اسنے اقرار کیا تو کہنے لگا کہ مجھو بالفعل ہزار درہم دو پھر ہم جب زمانہ امام زمان مین رجوع کرینگے تو ہم سے اونکے بدلے ہزار دینار دانشرفیان لے لینا قَالَ الطَّاقِی فَاَعطِنِی کَفِیلاً بِاَنَّکَ تَرجِعُ اِنسَانًا وَلاَ تَرجِعُ خِنزِیرًا یہہ تو بڑے طاق تھے کب چوکتے تھے کہنے لگے کہ اے ابو حنیفہ اپنی جعلسازی کو بالای طاق رکھ یہہ خوب سمجھ لے کہ زمان رجعت مین بعضے لوگ کتے سور بنکے رجعت کرینگے پس پہلی تو ایسا ضامن لا کہ جو تیری حاضر ضامنی کر دے کہ تو اسی خلاف آدم مین رجعت کریگا اور اوس زمانہ مین سور کا جنم نہ لیگا اور بغیر حاضر ضامنی یا مال ضامنی کے کب تیری سنتا ہون وَقَالَ لَہٗ اَیضًا یَومًا اٰخَرَ لِمَ لَم یُطَالِب عَلِیُّ بنُ

مناظرہ مومن طاق با ابو حنیفہ

ابی ابیطالب بجعفر بعد وفات رسول اللہ ان کان لہ حق اور ایک روز ان کہنے لگا کہ حضرت امیر کا حق تہا تو بعد انتقال پیغمبر اونہوں نے کیون نہ دعویٰ اپنے حق کا کیا فاجابہ مؤمن الطاق فقال خاف ان یقتلہ الجن کما قتلوا سعد بن عبادۃ بسہم المغیرۃ بن شعبۃ انہوں نے جواب دیا کہ یہہ ڈر سے کہ خدا نخواستہ کہین انکو بہی جن شہید نکر ڈالین جیساکہ جنہوں نے سعد بن عبادہ کو مارڈالا تہا مغیرہ بن شعبہ کے ذریعہ سے بس اس ڈر سے انہوں نے دعوا حق کا نکیا وکان ابو حنیفۃ ایضا یوما اخر یتماشی مع مؤمن الطاق فی سکۃ من سکک الکوفۃ فاذا بمناد ینادی من یدلنی علی صبی ضال فقال مؤمن الطاق اما الصبی الضال فلم نرہ وان اردت شیخا ضالا فخذ ہذا عنی بہ ابا حنیفۃ اور ایک روز ابو حنیفہ اور مومن طاق دونوں چلے جاتے تہے ایک راہ مین شہر کوفہ کے ناگاہ ایک منادی نے ندا کی کہ کون ایسا نیک بندہ خدا کا ہے کہ مجہے ایک گمراہ اور بہٹکی ہوی لڑکیکا پتا بتادے مومن طاق نے دفعۃً فرمایا کہ بہٹکا ہوا لڑکا نابالغ تو ہمنے نہین دیکہا لیکن اگر راہ راست سے بہٹکے ہوئے پیرنابالغ کی تجہے تلاش ہو تو وہ یہہ ہے یعنی ابو حنیفہ ولما مات الصادق رای ابو حنیفۃ مؤمن الطاق فقال لہ مات امامک قال نعم اما امامک فمن المنظرین الی یوم الوقت المعلوم اور جسوقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وفات فرمائی تو ابو حنیفہ ازراہ شماتت مومن طاق سے کہا کہ واہ تمہارے امام تو مرگئے یعنی حضرت امام جعفر صادقؑ انہوں نے کہا کہ یہہ خاصہ خاص تمہارے امام کا ہے کہ وہ قیامت کی بو سے سمیٹے گا اور خدا سے اوسنے مہلت لیلی ہے قیامت تک لوگونکے

ورغلانے کی اور مراد انکی امام ابوحنیفہ سے ابلیس پر تلبیس ہے اور شاید وہی
شیطان مخصوص مقصود ہو کہ جو ہمیشہ انکے خلیفہ اوّل کی سرپر سوار رہتا تہا اور
جسکے بارہ مین وہ خود از راہ کمال انصاف فرمایا کرتے تہے اِنَّ لِی شَیطٰاناً یَعتَرِینِی
فَاِذَا زُغتُ فَقَوِّمُونِی ایک شیطان میرا رفیق خاص ہے کہ اوسنے مجہے چہتہا اور
دہنگٹی بناڈالا ہے پس جب مجہے ٹیڑہا ہوتے دیکہو تو شوق سے سیدہا بنادو
**حکایت** زمان سابق سے معمول یہہ ہے کہ سادات نصیرآباد وصینت عن الفتنۃ
والفساد ماہِ محرم الحرام مین نقل مبارک تربت شریف محلہ قضیانہ جائس سے
لیجاتے ہین واکابر قصبہ تبرّا گویان ہمراہ تربت ہوتے ہین یہہ امر اہل قضیانہ
پر بہت شاق تہا بوجہ اونکے تسنن کے اور مدت مدید سے کمینگاہ مین تہے
کہ کسیطرح سادات رفیع الدرجات کو زک دین حسب اتفاق فقیر محمد خان کہ تمام
قوم اوسکی عموماً اور بالخصوص وہ خود مشہور بتعصب و قساوت قلب مین سے تہے
سرکار نواب معتمد الدولہ مین بہت محیط و چرب ہوگئے اور اہل قضیانہ نے
اونسے سعی چاہی پس اونہون نے سعایت و بدگوئی کرکے کسیقدر نواب صاحب کے
منضجر سادات رفیع الدرجات سے کیا اور فقیر محمد خان نے یہہ چالاکی کی کہ
نواب صاحب سے درخواست کی کہ بزرگ سادات مجتہد العصر اسی شہر لکہنؤ مین موجود
ہین اگر ہمین اجازت ہو تو ہم اونسے بہر طور اجازت لیلین کہ راہ قضیانہ سے
تربت نجائے اور دوسری راہ سے جائے از بسکہ وہ علماسے ہین تو
ضرور حسم مادہ نزاع و فساد کرینگے اور آپ ہمیشہ نیکنام رہینگے نواب صاحب نے
اجازت دی کہ اوائل مین وہ کسیقدر حسن ظن اوس گروہ سے رکہتے تہے
اور فقیر محمد خان وہان سے بیڑا اوٹہا کے اور دو تین سو روہیلے پٹہان اپنے ساتہ

رسالہ دوم در بانصیحت رضوان مآب مناظرہ جائس

کہا کہ اہل سنت نے دروازہ رحمت مفتوح کر دیا ہے کہ ہر مسلم و مسلمہ کامیاب
ہوسکتے ہین اور شیعون نے در نعمت و باب عذاب بہلا اسکی کب عقل سلیم گوارا کریگی
کہ وہ جنت کہ جسکا قطر و عرض اور اپر پہیر سب آسمانون اور زمینون کے برابر
ہو اوسمین چند شخص مثل سلمان وغیرہ ٹٹرون ٹون رہین ہمین اور باقی سب
زن و مرد کہ جو تمام عالم مین منتشر ہین وہ جہنم مین جا مین مینے کہا کہ اگر یہود و
نصاری بہی تعجب کرین کہ ہم لوگ تو بہت اور اہل قبلہ بہت کم ہین تو آپ کیا
جواب دیجیئے گا اور وسعت مکان راحت مکین ہے پس تکمیل نعمت مستلزم
وسعت جنت اور قلت اہل جنت کو ہے اور تکمیل عذاب کے شان سے
یہہ ہے کہ جہنم مین اس کثرت سے لوگ بہر دیئے جاوین کہ چپقلش سے ناک مین
دم ہو اور چیونٹی کو بہی رستہ نہ ملے پس اسکی تدبیر عقل سلیم کے نزدیک یہی اسکے
کہا ہے کہ اہل جہنم مین بڑی کثرت ہو **حکایت** ایکبار پادری فکس صاحب
میری عیادت کو آئے اور یہہ کہنے لگے کہ آپ بہت علیل رہا کرتے ہین اگر خدا
کے بیٹے پر آپ ایمان لائین تو سب بیماریون سے نجات پائین مینے کہا کہ اگر ایسا
ہوتا تو آپ لوگ کیون بیمار ہوتے اور مر جاتے بقول آپ ہی کے باپ کے
ہوتے بیٹے کی کیا وقعت و عزت جب ہمنے باپ کا ساتھہ دیا تو اب بیٹے کے
ہاتھہ مین کس موہنہ سے ہاتھہ دین خاک برداری از تو وہ کلان کیا آپ کو یاد نہین
**حکایت** پادری ریڑ صاحب نے ایک صحبت مناظرہ مین حضرت عیسی کو
خدا کا بیٹا کہا مینے کہا جب وہ خدا کے بیٹے ہوئے تو حضرت مریم خدا کی کون
ٹہرین پس وہ چپ ہو گئے **حکایت** ایکبار پادری ہنگلی صاحب سیاٹو سے بہی
واپس آئے اور مین ملاقات کو گیا پس اونہون نے کہا کہ یہہ اسلام مین بڑی بد انتظا

مناظرہ پادری فکس صاحب

مناظرہ پادری ریڑ صاحب

مناظرہ پادری ہنگلی صاحب

کہ بجبر مذہب مین دخل دیتے ہین اور نبی سے نے اون لوگون کے جہاد کیا غیر
مذہب والون پر یہہ دخل بیجا قانون عقل کی راہ سے ناروا تہا مینے قطع کلام
کر کے اور سوانح سیر و شکار کیطرف اونہین متوجہ کیا اور بعد تہوڑی دیر کے
ذکر ستی کا چہیڑا صاحب عالیشان نے بیان فرمایا کہ اب یہہ رواج نامعقول
بالکل موقوف ہوگیا مینے کہا کہ کیونکر اونہون نے کہا کہ حکام نے ازراہ عدالت
و انصاف اوسکی عزیزون پر قید فرنگ اور زد وکوب کا حکم دیا اور بانی کے لئے
سخت سزائین مثل پہانسی اور حبس دوام بعبور دریای شور وغیرہ تجویز کیا
مینے کہا کہ آپ لوگون نے کیون دخل بیجا خلاف قانون عقل و انصاف لوگونکی
مذہب مین کیا پادری صاحب نے فرمایا کہ ہم کیونکر دخل ندیتے حالانکہ ہم
دیکھتے تہے کہ دیدہ و دانستہ وہ اپنے تئین آگ مین ستی کرتے ہین بے وقوفی
سی مینے کہا کہ دنیا کا ستی ہونا تو آپ کو ایسا شاق معلوم ہوا کہ آپنی حاکمانہ
و جابرانہ طور پر اوسمین دخل دیا ہمارے حضرت کفار کا ابدالآباد جہنم مین ستی
ہونا کیونکر گوارا کرتے اور حاکمانہ طور سے اوس سی مانع نہ اتے پس صاحب
مذکور ہسکے کہنے لگے ہم آپکو خوب پہچانتے ہین مینے کہا یہہ آپکی قدردانی حکایت
مناظرہ تحریری مین مینے چاہا کہ ذکر حضرت امیرؑ مقابل عیسائیون مین لا کے
فقط دلائل عقلی و بشائر کتب سابقہ سے اونکی خلافت البتہ ثابت کرون
پس مولوی عماد الدین پانی پتی سے نے عامیانہ طور پر لکہا کہ علی کا آپنے کیون ذکر
کیا مقابل مین اون لوگون کے کہ جو اصل پیغمبری کو نہین مانتے یہہ وہی بات
ہوئی کہ نہ تین مین نہ تیرہ مین سوکہی جڑ سے کہین ہری شاخ بہی نکلی ہے مینے
کہا کہ ہماری حضرت سوکہی جڑ ہوتے تو اونسے یہہ کثرت اولاد و افاضہ برکات

مناظرہ عماد الدین

علم و عملی کیون ہوتا ان اگر اولاد نہونیکی وجہ سے کوئی یہودی حضرت عیسیٰ
کو سو کہی جڑ کہے اور اس خیال سے کہ تخم مرد او نمین تہا ہی نہین بعض کے
عقیدہ پر پس بدون اجتماع منیین کیونکہ انعقاد نطفہ ممکن ہوگا مگر یہہ کہ معاذ اللہ
اولاد حضرت عیسیٰ خاکی انڈون کیطرح یکطرفہ سمجھی جاسے تو ضرور آپ جوا
مین بند ہوجاتی اور نعلین جہانکنے لگتے اور جناب امیر کو نصیری لوگون نے تین
مین داخل کیا ہے جیساکہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو بلکہ نصیری انہین
نمبر اول واقنوم مستقل سمجھتے ہین اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو تیسرے نمبر کا
اقنوم جانتے ہین اور ہمارے حضرت ۱۳ مین بہی ہین ایک حضرت حیدرث و
فارقلیط و ۱۲ موتی یادروازی یا گوشواری تاج کے جیساکہ انجیل مین مذکور
ہی پس یہہ جناب بنابراسکے تین مین بہی ہوئے اور تیرہ مین بہی اور آپ کا
خیال ناپائدار بالکل تثلیث کیطرح تین تیرہ ہوگیا والحمد للہ علیٰ ذالک
**حکایت** بعض مشاہیر اہل سنت نے ایک صحبت مین مجہہ پر تعریض کر
کہا کہ شیعونکی عجب باتین ہین کبہی کہتے ہین کہ حضرت امیر ایسے صابر و مظلوم تہے
کہ گلیمین رسی بند ہوا سے محسن کشتون کے ہاتہہ سے ذلتین اوٹہائین اور کبہی
اونہین غالب کل غالب کہتی ہین مینے کہاکہ اگر موافق وصیت پیغمبر ذیل ورادنا
اونالوگون کے ظلم پر صبر بجبر نہ کرتے اور نفسانیت کو دخل دیتے تو نفس پر
اپنی کیونکر غالب آتی اور غالب کل غالب کیونکر ہوتے پس وہ مبہوت ہوگیا
**حکایت** ایکروز بابی ذرفاکس صاحب نے فرمایا کہ اہل اسلام مین یہہ بڑی
بے انصافی ہے کہ مرد کے لئے کئی نکاح جائز اور عورت کے لئے ایک ہی
پہلہ از راہ عقل صریح ترجیح بلا مرجح اور تصحیح بلا مصحح ہی مینے اونہین ٹال کے

نباہ طرفین
تسنین

کہا کہ ایک باغمین دو باغبانونکے دو درخت ہین ایک کے درخت مین قوت تولید زیادہ ہے کہ وہ سدابہار ہے ہمیشہ میوہ دیتا ہے اور ایک درخت مین سال بھر کے بعد پھول و پھل آتے ہین اور باوجود اسکے جب وہ پرانا ہو جاتا ہے تو اوسمین پت جھڑ ہو جاتی ہے اور پھر پھاتا پھولتا نہین اور اس ناقص درخت کا مالی حسد کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے درخت کی رعایت سے اوسمین بھی پھول و پھل مسدود کر دے کسی تدبیر یا دوا سے یا اونہین ضائع کر دے فقط اسیقدر فیض اوسکا باقی رکھے جتنا اوسکے درخت مین ہے آپ کے نزدیک انمین کون تعدی و ظلم کرتا ہے فرمایا کہ یہ ظاہر ہے کہ درخت کامل کو ضائع کرتا ہے اور جتنی خدانے اوسمین تولید کی قوت دی ہے اوسے مسدود کرنا چاہتا ہے مینے کہا کچھ آپ سمجھے بھی اس تحقیق سے آپکے اعتراض اول شریعت اہل اسلام پر سے دور ہو گئی صاحب من مردمین قوت تولید زیادہ زمانہ بلوغ سے عمر طبیعی تک برابر اولاد ہو سکتی ہے اور عورت کو پچاس ساٹھ برس کے بعد سے اولاد سے یاس ہو جاتی ہے مرد کئی عورتون سے نزدیکی کر کے تولید متعدد اولاد کی نو مہینے مین کر سکتا ہے عورت کتنی ہی مردونکے پاس رہے معمولی اولاد سے یعنی ایک یا جوڑوان دو بچون سے زیادہ اوسکے یہان پیدا نہین ہو سکتے کہ جو ایک مرد سے بھی ہو سکتے ہین تو اپنے کیون شیر و بکری دونون کو ایک گھاٹ پانی پلایا اور سبکو ایک لکڑی ہنکا دیا وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ اور اس قسم کے مناظرے مختصر و طولانی صدہا ہین کہ جنہین کتاب احتجاج علوی مین بہ بسط تمام لکھا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهِ

کتبہ میر علی رضا

لئے اور تصور یہہ کیا کہ جناب رضوانمآب مثل اونکے مولویونکے ضعیف القلب
اور ضعیف الاعتقاد ہونگے اونکی اور اونکی جماعت کے رعب سے اسپر راضی
ہوجائینگے الحاصل وہ اپنے رفیقون کو لیکے خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے
اور سب ہتھیار بندے تھے اور چہار طرفسے جناب مرحوم کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ
ہم آپ سے امید قوی رکھتے ہین کہ آپ اپنے ہم مذہب اور ہموطن سادات کو منع
فرمایئے کہ وہ اہل قضیانہ کو زحمت ندین ہم یہہ نہین کہتے کہ وہ اپنے رواج کو موقوف
کرین اوس راہ سے جانا کیا فرض ہے دوسری راہ سے جائین جناب نے فرمایا
کہ اسمین مجھے کیا دخل ہے وہ اور مقام پر رہتے ہین مین اونسے جدا ہون
اس شہر مین وہ لوگ عوام ہین اور تعصب ہر فریق کی عوام کا ظاہر اگر وہ پابند
رواج رہے اور میری تعمیل حکم نہ کی تو ناحق سخن ضائع ہوا مجھے اس مقدمہ
مین دخل دینے سے معذور رکھے اور مجھے بڑا تعجب ہی کہ باوجود تشرع
بطور خود آپ کیونکر ایسے امر مین دخل دیتے ہین خان مذکور نے کہا کہ اہل
قضیانہ ہمارے ہم مذہب ہین دستگیری اونکی عین شرع ہے جناب نے
فرمایا کہ بشرطیکہ مخالف روح صحابہ کبار نہو اونہون نے کہا کہ اسمین کیا مخالفت
صحابہ ہی آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر تک بدعت ہونا اچھا یا بہت دیر تک
اونہون نے کہا کہ جسقدر بدعت کم ہو وہی بہتر ہے جناب نے فرمایا کہ راہ
قضیانہ راہ کم وکوتاہ ہے اور وہ دوسری راہ طولانی پس اگر خوشنودی
اہل قضیانہ کے لئے آپ بانی طول بدعت ہوئے تو یہہ کسیقدر روح خلفا پر
شاق ہوگا اور مستلزم زیادتی بدعت ہوگا اور اصل معمول سے جسقدر زائد
ہوگا وہ مستند ومنسوب آپہی کیطرف ہوگا فبہت الذی کفر حکایت

عہد وزارت نواب شرف الدولہ تشنہن مین داروغہ عاشق علی حنفی کو بوجہ اعتضاد وزارت مآب بڑا رسوخ سرکار شاہی مین اور نہایت تموّل ہوگیا اور تعمیر مین بعض اماراتون کے انہون نے کچھہ زمین باغیچہ خاندان اجتہاد کی دبالی مدت مدید تک جناب منصف الدولہ بہادر مرحوم بہت تدارک کرتے رہے مگر بوجہ کمال تسلط و رسوخیت غاصبین کی کچھہ مطلب براری نہو ئی کئی مہینہ کے بعد جناب ضواتمآب نے پوچھا منصف الدولہ بہادر سے کہو حال زمین کیا ہوا اونہون نے عرض کی کہ تدابیر کرتے کرتے مین عاجز آگیا اور کسیطرح سماعت نہین ہوتی جناب نے فرمایا کہ تمہین تدبیر ہی کرنا آتی ہے بعد اوسکے خود شرف الدولہ کے نام پر ایک رقعہ لکھا کہ ہمین یہہ توقع نہ تھی کہ تمہاری عہد دولت مین ہمارا حق غصب ہو اور زمین باغ چھین لیجائے آپ کی محبت و انصاف پر نظر کرکے بینی بادشاہ دین پناہ کو اطلاع دینا ضروری نجانا پس جب یہہ تحریر وزیر مزبور کو پہونچی تو اوسنے منصف الدولہ مرحوم سے شکایت کی کہ ابتک آپ نے ہمین کیون نہ مطلع کیا اور دوسرے ہی روز علی الصباح مسمی عاشق علی کو بلاکے کہا ایک قصہ فدک مین لعن طعن سنتے سنتے قریب ہی کہ کان کے پردے اوڑ جائین اب تم مجھے ان لوگون سے بھڑواکے چاہتے ہو کہ مجھپر بھی قیامت تک زبان طعن کھلی رہی مجھے تمہاری خیر خواہی اور دوراندیشی سے بڑا تعجب ہی خبردار اونکا راضی نامہ داخل کرو نہین تو تمہارا پیٹ چاک کرکے بس بھرواونگا اور کولہو مین تمہین دلواڈالونگا

**حکایت** بعد زمان غدر جب یہہ مسئلہ مشہور ہوا کہ امامیہ مذہب مین غیبت امام مین جہاد جائز نہین تو لوگون نے چاہا کہ جناب ضواتمآب کو کسی نہ کسیطور سے دہوکا دیکے اقرار جہاد لین چنانچہ ایک پادری صاحب ایکروز

حمایت زمین خاندان

بیان یہ کہ ایک پادری نے مسئلہ جہاد جناب ضواتمآب سے دریافت کیا

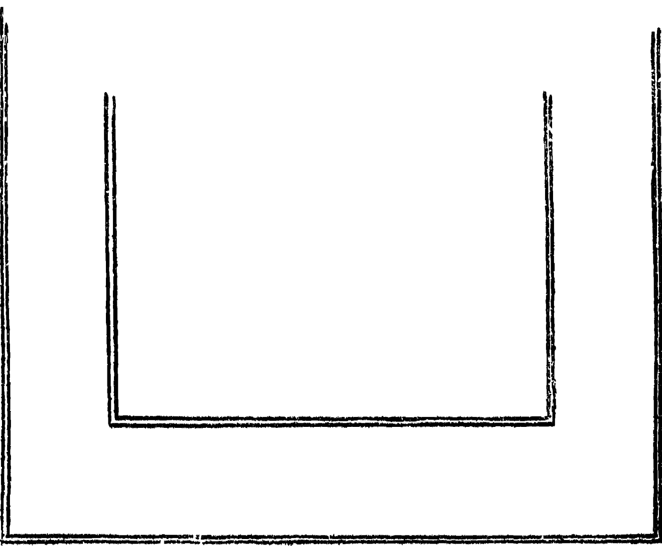
تشریف لائے اور فرمایا کہ مسلمانو نمین جہاد کا بہت بڑا رواج ہے جناب نے
فرمایا کہ غیبت امام مین جہاد کہان اونہون نے کہا کہ اچھا بعد ظہور تو آپ بہی جہاد
کرینگے جناب نے فرمایا کہ ظہور امام کے ساتھ ظہور حضرت عیسیٰ بہی ہوگا آپکو کیا فکر
ہے ہمین مطیع عیسیٰ سمجہئے اور خاطر جمع رکہئے وہ جو ہمین فرمائینگے اوسپر عمل کرینگے
**حکایت** زمان شاہی مین ارکان سلطنت مین سے کسی امیر نے ایک
تقریب عروسی و شادی مین ایک طلائی اوگالدان سامنے جناب رضوانمآب کی پیش
کیا تہوکنے کے لئے جناب نے اونہین غور سے دیکہہ کے فرمایا کہ ہم چاندی
و سونے پر تہوکتے بہی نہین **حکایت** فقیر محمد خان نے اپنی زمان ثروت
مین ایک ملای معزز کو جناب رضوانمآب کے پاس بہیجا اور اپنی طرف سے
یہہ کہلا بہیجا کہ آپ شیعون کے قبلہ و کعبہ کہلاتے ہین اور لذائذ دنیا مین ایسے
منہمک ہین کہ بدون متعہ کسی دن چین نہین آتا ہے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند
مسلمانی ؎ جناب نے فرمایا کہ کعبہ سے کفر کب اوٹہا یہہ اونکی غلط فہمی ہے
مسلمانی ہی تو اوٹہی اور اس قبیل کے صدہا مناظرہ اوس جناب کی ہین کہ
از قبیل کرامات و خارق عادات کے ہین اور زبان خلق پر مشہور اور احتجاج علوی
مین مسطور ہین **حکایت** بعض فاضل اہلسنت ہماری ہمسایہ مین رہتی تہے
ایکروز مین اونکی ملاقات کو گیا اور اتفاقاً مین جو رضائی اوڑہی تہا وہ نہایت
کہنہ و بوسیدہ تہی اور کسی کسی مقام سے شگافتہ ہوگئی تہی پس دیر تک وہ
دیکہتے رہے اور بعد اوسکے ایک ملازم کو اپنے بلا کے دستقچہ خاص اپنا منگوا کر
اور ایک جوڑا لباس پشمینہ بیش بہا پیش کیا اور بہت مودب دست بستہ اصرار
کیا کہ وہ ہدیہ قبول ہو میںنے کہا کہ ہمارے آپکے بجز خالص اور کہری ملاقات کے

کبھی اس قسم کے امور درپیش نہین آئے آج اس تعارف جدید کا کیا منشا کہنے لگے کہ پہٹی پرانی رضائی دیکھہ کے میرا دل ٹکرے ٹکرے ہوگیا مینے کہا کہ یہہ وضع سیرت قدیم ہم لوگون کی ہے الفقر فخری اور یہہ البسہ جو آپنے پیش کیئے ہین ملا یا نہین اور خلاف داب ہمارے ہین آپ ہمارے عزیزون اور واجب النفقہ بلکہ ملازمون کے البسہ کو نہین دیکھتے کہ یہہ ماشاء اللہ کیسے عمدہ عمدہ کپڑے پہنتے ہین میرا ایک مجھکو کیا یہہ ممکن نہوتے لیکن ہماری منصب کو تکلفات دنیا سی کیا علاقہ اتزعمہا کسر قیۃ حدیث تو آپ کو خوب یاد ہوگی بعد تہوڑی دیر کے فرمانے لگے کہ آپ کے مذہب مین یہہ بڑی دقت ہے کہ قدر کمال نہین علاوہ علوم خاندانی کے زبان عبرانی وغیرہ مین آپکو دستگاہ کامل ہے اور پیرا مرا آپکی قدر نہین کرتے مینے کہا کہ سبب فقیرانہ مزاجی کا سادگی طبیعت ہے نہ عدم قدردانی امرا اور اگر آپکا یہہ گمان صحیح ہے تو بدون منفعت اور بعیہ انتہ وجہ سیم و زر شدت ثبات و استقلال ہمارا ہمارے مذہب پر دلیل قوی حقیقت مذہب کی ہے دیکھئے تدین و بے غرضی علمای شیعہ کو کہ پیری و مریدی کا نشان تک نہین کوئی حق مجتہدون نے اپنے لئے نہین رکہا تقلید چاہین دین چاہین نہ دین او نہین خیرخواہی و خیراندیشی مومنین ہر حال مین مطمح نظر ہے خدا پرستی چاہتے ہین خود پرستی و پیر پرستی سی کچھہ علاقہ نہین برخلاف اور مذہبون کے کہ پیر اور جوگی اور مہنت وغیرہ نہ کچھہ اپنی مریدون اور چیلونکو علم و تہذیب اخلاق تعلیم کرین نہ کچھہ بطور اپنی معینی حقوق کے لینے سی سروکار رہی عورتین تک پیر سے پردہ نہین کرتین لوٹا کٹورا ابتک معمولی حق پیر کا دینا پڑتا ہے جب وہ پیری پر جاتے ہین **حکایت** ہمسایہ مذکور نے ایک روز

حکایت

# موعظہ پانچواں

## معرفت جناب باریمین اور شعار و اعظ مع شرح



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں اوّلُ الدّینِ معرفتُہ
یعنی مقدم تمام فروع و اصول مذہب پر معرفت جناب اقدس الٰہی کی ہے
اور جناب رسالتماب صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں تفکّرُ ساعةٍ خیرٌ
مِنْ عبادةِ سبعینَ سنةً یعنی فکر کرنا خدا کی عجیب و غریب صنعتوں میں
جو کہ مخلوقات میں ہیں بہتر ستّر برس کی عبادت سے ہے اس لئے کہ اکثر
عبادات متعلق اعضاء و جوارح ہیں اور فکر عالم امکان میں عبادت قلبی ہے
کہ جو رئیس اعضا ہے علاوہ یہہ کہ تفکّر مودّی معرفت وجود باری تعالیٰ کے
طرف ہے پس البتہ اہمّ و اقدم ہوگا اور مراد معرفت سے خدا کا پہچاننا ہے
بذریعہ اوسکے صفات کے بطور علم بالوجہ اور علم بوجہہ یعنی شناخت صفات

خدا بھی جائز ہے مگر علم بالکنہ اور علم بکنہہ دو تو جائز نہین اسلئے کہ خدا حد نہین رکہتا
اور کنہ اوسکے سب سے پوشیدہ ہے چنانچہ جناب رسالتمآب کہ جو خیر البشر ہین
فرماتے ہین مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یعنے ہمنے یہہ نہین پہچانا تجہے جو
حق تیرے پہچاننے کا ہے اور شناخت باریتعالی کی دو طریقے مشہور ہین
ایک از بسکہ مقدمات علمی پر موقوف ہے اور عام فہم نہین لہذا ہمنے
ترک کیا اور ہمارے کتب کلامیہ مین وہ مذکور ہے مثل زاد قلیل و تحفۂ منظومہ
وغیرہ کے اور دوسرا طریقہ برہان انی کا ہے یعنے معلولات مخلوقات سے
وجود باریتعالی کا معلوم کرنا اور یہہ زیادہ شریعت مین مستعمل رہا اور از بسکہ
اشعار ہماری مثنوی وغیرہ مشہور بطور رہنما رجائع الشریعہ اہین عالیہ ہین
لہذا اونہین پر اکتفا سنا ہے معلوم ہوی اِذْ دَلَّ بَعْرَۃٌ عَلَی الْبَعِیْرِ
وَرَوْثَۃٌ کَذَا عَلَی الْحَمِیْرِ ✝ فَکَیْفَ لَا یُفِیْدُ کَوْنُ الْبَارِی ✝ مَا فِی الْوَرٰی
مِنْ اَصْدَقِ الْاٰثَارِ ✝ یعنی جبکہ دلالت کی فضلہ خر و شتر نے وجود خر و
شتر پر تو کیون نہ ثابت کریگا وجود باری کو جو کچہہ کہ خلق مین ہے راست
نشانون مین سے اسمین اشارہ ہے طرف حدیث مشہور کے جو حضرت امیر سے
ماثور ہے اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ ✝ وَالرَّوْثَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْحَمِیْرِ ✝ وَاٰثَارُ الْقَدَمِ
عَلَی الْمَسِیْرِ ✝ اَفَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ ✝ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ ✝ کَیْفَ لَا یَدُلُّ
عَلَی اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ ✝ مینگنیان اونٹ کی نشان ہین اونٹ کا اور فضلہ خر وجود
خر کا اور نشان قدم دلالت کرتے ہین راہ چلنے پر پس یہہ آسمان برج وار
زمین پست و بلند کیونکر نہ دلالت کریگی وجود لطیف و خبیر پر ؎
فَلَمْ لَہٗ اِنِّیْ بُرْهَانُ هُدًی ✝ قَطْعًا اِلٰی وُجُوْدِہٖ وَقَدْ بَدَا ✝

بلکہ کسقدر براہان اتنی ہین کہ وہ اوس کے وجود پر قطعی دلالت رکہتے ہین وَسَنَّهُ خَلِيلُهُ الْجَلِيلُ + بِمِثْلِ مَا قَدِ اقْتَضَى التَّنْزِيلُ + اور جاری کیا اس طریقہ استدلال کو خلیل جلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جیساکہ قرآن مجید سے ثابت ہی مُبَيِّنَ الْحُدُوثِ بِالْأُفُولِ + وَمُبْطِلَ الْإِلْحَادِ بِالْمَعْقُولِ درحالیکہ ثابت کرنیوالے تہے حدوث کے غائب ہونے سی اور باطل کرنیوالے تہے کفر والحاد کے ہدایت عقل سلیم سے تفصیل اجمال یہہ ہے کہ نمرود مردود نے کاہنون سے وجود ذیجود حضرت ابراہیم ع کے خبر سن کے حکم دیا کہ جلاد دایان کوئی لڑکا زندہ نہ چہوڑین جب انکی والدہ حاملہ ہوئین تو قدرت خدا سے اونکا حمل پوشیدہ رہا جب زمانہ وضع حمل کا قریب آیا تو انکی والدہ سر بصحرا نکل گئین خوف سے نمرود کے اور اوسی صحرا مین وضع حمل ہوا اونہون نے حضرت ابراہیم کو دودہ پلا کے ایک غار مین لٹا دیا اور ایک پتہر بالائی غار رکہدیا تہوڑی تہوڑی دیر کے بعد جاکے دودہ پلا دیتی تہین اور خدا نے انگوٹہی مین سے حضرت ابراہیم ع کی ایک نہر شیر پیدا کی کہ اوس سے یہہ سیر ہوتے تہے جب انگوٹہی کو چوستے تہے اور ایک ساعت مین ایسا نمو کرتے تہے کہ جیسا اور لڑکے ایک دنمین اور ایک دنمین بقدر ایک مہینے کے اور ایک مہینے مین بقدر ایک سال کے یہانتک کہ عرصہ قلیل مین سن تمیز کو پہونچے اور بنا بر بعض روایات پندرہ برس کے ہوئے پس ایک روز انہون نے اپنی والدہ کو غار کے باہر جاتے دیکہہ کے حال پوچہا اونہون نے سب ماجرا بیان کیا جب وہ جاچکین تو بعد اونکے حضرت نے ہٹا دیکر اوس پتہر کو پہینکدیا اور خود بہی باہر آئے کچہہ آگے بڑہے تہے کہ انسے ملاقات ہوئی زہرہ پرستون سے

پس انہون نے بطور تورید استفہام انکاری کیطرح کہا ھٰذَا رَبِّی کیا یہہ ستارہ
رب میرا ہے یعنے یہہ ناچیز کیونکر پروردگار ہوسکتا ہے اور وہ لوگ اسی خبر سمجہے
جب اونہون نے انہین اپنا ہمسفیر پاکے التفات بہم پہونچا لیا اور امید
تاثیر کلام بہم پہونچی توانہون نے ہدایت کا موقع پایا اور فرمایا جب وہ غروب
ہوگیا کہ مین دوست نہین رکہتا غروب اور معدوم ہونیوالے کو پہر چاند کو دیکہا
اور ویسا ہی فرمایا پہر سورج کو دیکہا کہا کہ کیا یہہ میرا خدا ہے کہ یہہ اون سب سے
بڑا ہے جب سورج بہی ڈوب گیا تو اونہون نے کہا کہ یہہ بہی خدا نہین
جبتک کہ خود خدا مجہے راہ پر نہ لائیگا تو مین گمراہ رہون گا وَمُدْحِضًا
لِلْمُبْطِلِ مَرْدُوْدٍ + مُحَیِّرًا لِلْکَافِرِ نَمْرُوْدٍ + اور درحالیکہ بند کرنیوالے
ایک مبطل مردود کے تہے اور مبہوت کرنیوالے ایک کافر یعنے نمرود کے
تہے یہہ اشارہ ہے ایک اور استدلال حضرت ابراہیم کا مقابل نمرود کے
اور یہہ بہی از قبیل برہان انی کے ہی اور اوسطرف رجوع کرسکتی ہی تفصیل
اوسکی یہہ ہے کہ ایک روز نمرود مردود نے حضرت ابراہیم کو بلایا اور
کہا کہ تم اپنے خدا کی صفت یہہ بیان کرتے ہو کہ وہ زندہ کو موت دیتا ہے اور
مردہ کو جلاتا ہے یہہ تو صفت مجہہ مین سے ہے ایک شخص کو بیقصور طلب کرکے
انکے سامنے قتل کیا اور کہا کہ دیکہو یہہ زندہ تہا مینے اسی موت دی اور ایک
قیدی واجب القتل کو بلاکے رہا کیا کہا کہ دیکہو یہہ مردہ تہا مینے اسی زندہ کیا
اور یہہ بیان اوسکا عام فریب ہوا پس حضرت نے ایسا جواب عام فہم دیا
کہ وہ مبہوت ہوگیا حضرت نے فرمایا کہ خدا آفتاب کو مشرق سے لاتا ہی بہلا تو
اوسی مغرب سی تو لا یہہ سنکر وہ کافر مبہوت ہوگیا جیسا کہ قرآن مجید مین ہے

وَکَم لَہٗ فِی سُنَّۃِ الاَوَاخِرِ + مِن جُملَۃِ الاَشبَاہِ وَالنَّظَائِرِ
اور بہت اسکی نظیرین پچھلے بزرگون نے بیچ جناب رسالتمآب اور ارباب
الباب کے بھی ظاہر فرمائے ہین بل رُبَّ فِی الاٰفَاقِ مِن اٰیَاتٍ
قَد فُصِّلَت فِی مُحکَمِ الاٰیَاتِ + بلکہ اکثر علامتین وجود باریتعالیکی
بتفصیل قرآن مجید مین مذکور ہین دَلَّت عَلٰی وُجُودِ ذَاتِ البَارِی +
وَافصَحَت بِقَادِرٍ مُختَارٍ + اور دلالت صریح رکھتی ہین وجود پر ایک
پیدا کرنیوالے صاحب قدرت واختیار کے کَالمُزنِ وَالبُرُوقِ وَالاَمطَارِ
وَکَانفِجَارِ ھٰذِہِ الاَنھَارِ + مثل ابر وبرق اور مینھہ کے اور مانند
جاری ہوئے ان نہرون کے جو دنیا مین ہین اسمین اشارہ ہے طرف کریمہ
اِنَّ فِی اختِلَافِ الَّیلِ وَالنَّھَارِ وَالفُلکِ الَّتِی تَجرِی فِی البَحرِ بِمَا یَنفَعُ
النَّاسَ وَمَا اَنزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِن مَّآءٍ فَاَحیَا بِہِ الاَرضَ
بَعدَ مَوتِھَا وَبَثَّ فِیھَا مِن کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصرِیفِ الرِّیَاحِ وَالسَّحَابِ
المُسَخَّرِ بَینَ السَّمَآءِ وَالاَرضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَومٍ یَّعقِلُونَ بیشک شبہہ تغیر
مین رات و دن کے اور کشتی مین جو بہتے ہین دریا مین لوگون کے فائدہ کیلئے
اور جو پانی برساتا ہے خدا آسمان پر سے پس زندہ کرتا ہے اوسکی تاثیر
سے زمین مردہ کو بعد اوسکی پژمردگی اور پھیلاتا ہے زمین پر ہر روندہ کو اور
دوادوش بین رکھتا ہے اونمین اور جاری کرنیمین ہواؤن کے اور اوس
ابر مین جو مسخر وفرمان بردار ہے درمیان آسمان وزمین کے ہر آئینہ علامتین
ہین وجود خدا پر واسطے عاقلون کے وَکَاختِلَافِ الَّیلِ وَالنَّھَارِ
وَالفُلکِ اِذ جَرَینَ فِی البِحَارِ + اور مثل تغیر شب وروز کے اور مثل اوس

کشتی کے جو دریا مین جاری ہین وَهٰكَذَا أَلْسِنَةٌ شَتَّاتٌ + وَنَحْوُهَا
الْأَلْوَانُ وَالْأَصْوَاتُ + اور اسی طرح پر دلیل وجود باری تعالی مختلف
صد ہا طرح کی رنگ ہین اور انواع و اقسام طرح کی زبانین اور بولیان ہین
كَذَاكَ مَا جَاءَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ + وَمَا رَوَى رُوَاتُنَا الْأَخْيَارُ
اور مثل انہین آیتون کے بہت سی روایتین ہین کہ انہین معتمد اور نیک
راویون نے ائمہ علیہم السلام سے روایت کیا ہے سے فِي خِلْقَةِ الْخُفَّاشِ
وَالطَّاوُسِ + وَغَيْرِهِ مِنْ سَائِرِ النُّفُوسِ + بیان خلقت
خفاش و طاؤس وغیرہ مین مراد اس سے خطبۂ خفاشیہ و طاؤسیہ
ہین کہ جو نہج البلاغہ مین مذکور ہین اور صولت و عماد مین ہمنے بھی ترجمہ
انہین ذکر کیا اور بوجہ کمال شہرت یہان انہین فروگذاشت کیا سے
وَسِيَّمَا مَا جَاءَ فِي الْجَرَادِ + وَمَا بِحَالِ نُوحِنَا يُنَادِي +
بالخصوص وہ خطبہ کہ جو شامل ہے حال ملخ پر اور وہ روایات کہ متضمن
حال انسان ہین مثل توحید مفضل وغیرہ کے كَذَاكَ مَا فِي الْبَيْضِ مِنْ
عَجَائِبِ + قَدْ صَحَّ عَنْ سَادَاتِنَا الْأَطَائِبِ + اسی طرح پر جو کچھ
کہ خلقت بیضہ مرغ وغیرہ مین عجائب و غرائب صنعتین ہین وہ سب بطریق
معتبر و صحیح صادر ہوئے ہین ہمارے سردارون سے اور راویون سے
جو پاک و پاکیزہ و بیگناہ تھے وَعَاضِدُ الْمَنْقُولِ بِالْمَعْقُولِ +
وَاسْتَنْتِجِ الْمَدْلُولَ بِالدَّلِيلِ + اور تائید کر تو ان نقلی دلیلون کی عقلی
دلیلون سے اور نتیجہ حاصل کر مدلول کا دلیل سے نہ بخواہش نفس امارہ ٥
وَأَيِّدِ الْغُيُوبَ بِالْإِحْسَاسِ + وَابْصِرْنَ غَرَائِبَ الْأَجْنَاسِ +

ن بخلق

ن۔ عالم بہ حواس محسوس ہو
دلیل ہو تی قاعدہ
عجائب اجناس
چیزیں میں غور کر
ہر جنس میں
قران حدیث میں اسطرح کے استدلال
وجود عالم
الخلق و الصنع

اور تائید کر تو عقیدۂ غیب کی ساتھ محسوسات کے اور بغور دیکھ تو عجائب
غرائب کو ہر قسم کے **خلاصہ** یہ کہ وجود باریتعالی جو غیوب سے ہے
اور ابعد عقول بشری سے ہے اوسے بذریعہ حسیات جانچ لے کہ زیادہ
صعوبت اوسکی دریافت مین نہو وَاعتبِرنَ بسائرِ الاکوانِ + وَافتکِرنَ
طوارقَ الحدثانِ + اور فکر کرنا چاہیے تجھے تمام موجودات مین اور عبرت حاصل
کرنا چاہیے آفات وسوانح زمانے سے وَانظُر الی استجابۃِ الدعاءِ
فی حالۃِ الدآءِ والضرآءِ + اور غور کر کہ تو جب کسی سخت مصیبت
مین پہنستا ہے [illegible] تدبیرین بن پڑتی اور پوشیدہ دعا کرتا ہے بیتابی
سے سب طرف سے عاجز آکے پس اگر کوئی سننے والا نہین تو کیونکر وہ حاجت
تیری برآتی ہے کذالکَ ماجاءت علی الاوائلِ + من اعجبِ الطوارقِ
النوازلِ + واغربِ الآیاتِ والمثلاتِ + واصعبِ الاثارِ
والعاھاتِ + بما انطوی فی معجزِ الکلامِ + اوصحّ عن
ساداتنا الاعلامِ + تواترا او حُفَّ بالقواطعِ من امتنِ الدلائلِ السواطعِ
اور اسیطرح اگلے لوگون پر جو آفتین اور بلائین اور شدید بیماریان اور غرق حرق
مسخ وغیرہ کہ پاداش اعمال بد مین اونکی نازل ہوگئین اور بتواتر یا آثار قطعیہ سے
ہم تک دست بدست پہونچین یہہ بھی دلیلین قطعی وجود باری کی ہین سے
کذالکَ ما فی عالمِ الامکانِ + من معجباتِ العقلِ والاذھانِ +
قد عیّت الاقلام من املائہ + واعجز الحسوب عن احصائہ
اسیطرح جسے جو کچھ عالم امکان مین ہے ایسے عجیب وغریب خدا کی صنعتوں سے
عاجز آگئے قلم اونکی تحریر سے اور تھک بیٹھے ہین بڑے بڑے محاسب

انکو جمع کرنے سے کَرِقَّتِهٖ وَلِينَتِهٖ فِی الْمَاءِ + مُتَفَقِّيَةٍ فِی صَخْرَةٍ جَمَّاءٍ + مثل پانی کی لطافت اور نرمی کے کہ باوجود کمال ضعف کے غالب آجاتا ہی پتھر سی سخت چیز پر خلاصہ یہ کہ بتدریج ٹپکتے ٹپکتے بڑے بڑے سخت پتھر سوراخ کر دیتا ہے وَانْظُرْ اِلٰی لَطَافَةِ الْهَوَاءِ + وَقَلْعِهَا الصَّخْرَةَ صَمَّاءَ + بَلْ قَلْعِهَا الْبُلْدَانَ وَالْاَشْجَارَ + وَهٰكَذَا الْجُدْرَانَ وَالْاَحْجَارَ + اور غور سے دیکھو تو لطافت اور نرمی اور کمزوری ہوا کی طرف کہ باوجود اس مغلوبی کے خدا نے اسکو ایسی قوت وطاقت دی ہے کہ ایک طرفۃ العین میں درخت کی درخت اور دیوار ون کی دیوارین اور پتھر کے پتھر اور شہرون کے شہر اوکھاڑ کے بیخ وبن سے پھینکدیتی ہے کیا قوی توانا ہے وہ خدا کہ جسنے ایسی ناتوان چیز کو ایسے قوی چیزونپر غالب کر دیا اَلنَّاسُ فِی تَعْدَادِهِمْ ضَرْبَانِ + مِنْ صِنْفَیِ الذُّكْرَانِ وَالنِّسْوَانِ + سب آدمی دو قسم کے ہین ایک مرد دوسری عورتین وَاَثَّرَ الْاَوَّلُ بِالْاِيلَادِ + تَاَثَّرَ الْاٰخِرُ فِی الْمِيلَادِ + اور تو الد و تناسل مین پہلی قسم موثر ہے اور دوسری متاثر یعنی فاعل اور دوسری منفعل یعنے مرد تاثیر کرتے ہین اور عورتین اثر قبول کرتی ہین جب جا کے اولاد ہم پہونچتی ہے فَقُوَّةُ الْاَوَّلِ قَدْ حُتِمَا + وَكَانَ ضُعْفُ غَيْرِهٖ حُتِمَا پس قوت مردون کی ضرور ہے اور ضعف عورتونکا اور اگر عورتونمین بھی ویسی ہی قوت ہوتی تو وہ اثر قبول نکرتین بلکہ تاثیر مرد کو رد کر دیتی اس مصلحت سی خدا نے مرد کو زور اور اور عورت کو کمزور پیدا کیا ثُمَّ الْقَوِیُّ دَابُهٗ اَنْ يَّظْلِمَا + وَيَبْغِیَ الضَّعِيْفُ لَا اَنْ يَّنْعَمَا وَيُظْلَم اور دنیا کا حال ظاہر ہے کہ بے غرض کوئی کسیکو نہین پوچھتا جبتک ہاتھ

پاؤن چلتے ہین آدمی کیسکی کام کاہے جبتک غنیمت ہی نہین توپھر گھوڑے پر پڑا رہتا ہو ٹھوکرین کھاتا ہی مکھیان بھنکتی ہین کوئی بات بھی نہین پوچھتا اور مقتضی اسکا یہہ تھا کہ عورتین جو کچھہ اپنی قوّت بازو سے کماتین وہ بھی مفت کوانین مردوانسے چھین کے کھا جاتے پھر بھی اونہین مونہہ نہ لگاتے جیسا کہ طریقہ انکا اوہمجنسو نکا یعنے حیوانات کاہی کہ زوراور ہر طرح سے کمزور کوستاتا ہی

وَكَانَ ذَالِكَ مُفْسِدًا لِلنِّظَامِ ✣ مُخَالِفًا لِلْحِكْمَةِ الْاَنَامِ ✣

حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو انتظام عالم مین خلل پڑجاتا توالد وتناسل بالکل موقوف ہوتا اور یہہ خلاف مصلحت عالم اور حکمت بنی آدم تہا فَاَفْرَطَ الْجَمَالَ بِالنِّسَاءِ وَبَعَثَ الْهَيَمَانَ بِالذُّكْرَانِ ✣ پس حکیم علی الاطلاق نے عورتون کوجمال کی افراط دی اور مردونکو ہیجان وبیتابی کی وَلِلْجَزَعِ قَدْ حَبَاهُ لِلذُّكْرَانِ وَاَنَالَ الصَّبْرَ مُفْرَغًا عَلَى النِّسْوَانِ ✣ اور بیتابی اور سیماب واری بخشی مردون کو کہ وہ عشقمین عورتون کی ماہی بی آب کیطرح تڑپا کرین اور کثرت صبر وحیا مین غرق کردیا عورتونکو کہ ادہر سے اضطرار اور الحاح ادہر سے اصرار اور ادہر سے انکار پر انکار بڑھنے لگا اور یہہ اور زیادہ باعث اشتیاق اور بیتابی کاہوا آخر کار نوبت باینجا رسید کہ قُلُوبُهُمْ يَسْلُبْنَ بِالْجَمَالِ ✣ عُقُولُهُمْ يَسْبِيْنَ بِالْمَقَالِ ✣

کہ ایک جہلک سی اونکی جمال کی اور ایک ناز وادا سے اونکی بات کی نقد دل اور متاع عقل ہاتہہ سے جاتاہی نظر دوچار ہونے سے پھر کب آدمی ہوش وحواس بجا پاتا ہے

اَلْحَاظُهُنَّ تَجْذِبُ الْفُؤَادَا ✣ دَلَالُهُنَّ يَقْتُلُ الْاَطْوَادَا ✣ اونکی آنکھون نے عجب طرحکا جذب مقناطیسی دیا کہ کیسا ہی سخت دل ہو آنکھہ ملاتی ہے اوسکا دل آنکھونسے کھینچ لیتی ہین کیسا ہی بہادر اور معرکہ آزما ہو فوراً اونکی ناز وانداز سے

اپنی جان گنواتا ہے تیغ نگاہ کا چورنگ ہو جاتا ہے ھجرانُھنَّ تُحَرِّقُ الاَکبادَ
الحاظُھُنَّ تَملِکُ الاَحرارَا + سینہ و دل مین آتش شوق بہرکادیتی ہین
بڑے بڑے جوانمردونکو نظر بہر کے دیکہتی ہے طرفۃ العین مین بندہ بے دام
باوام حشیم بنالیتی ہین فَمَاھُمُ مَلِکَتہ فِی الحَالِ + غَلبنھُم
بِالغُنجِ وَالدَّلالِ + سب مردون کی ایسی کل اور باگ اونکی اونکی اون
مہ جبینون اور نازنینون کی ہاتہہ مین ہے کہ جس کل چاہین ہٹہائین اور
اوٹہائین جو خدمت چاہین اونسے لین مُصیطراتٍ سائِرَ الرِّجالِ
مِن صِنفَیِ الاَشرافِ وَالاَرذالِ + کسی قسم کا مرد ہو شریف یا وضیع
اس سے کبہی خالی نہین کہ ایک عورت اوسپر مسلط و محیط ہوا ور حکمرانی کرے
مِن جُملَۃِ الحُکّامِ وَالوُلاۃِ + وَجُملَۃِ الطُّغاۃِ وَالعُتاۃِ + بڑے
بڑے حاکم اور بادشاہ سرکش کہ ملک انا نیت مین کوس لمن الملکی بجاتے
ہین اور ہفت اقلیم کو اپنا محکوم سمجہتے ہین اور تمام عالم کی جان و مال مین اپنا
حکم نافذ جانتے ہین پہر باوجود اسکے اونہین کوئی چارہ نہین کہ کبہی خوشامد اور
نازبرداری ایک عورت کی نکرین اور ہر ایک پر اونمین سے ایک عورت مسلط ہے
کہ کان پکڑکے اونہین اوٹہاتی بٹہاتی ہے سَخَّرَتھُم فِی قُوَّۃِ الشَّبابِ +
مُستَخذِ مَا بِہِم مُدَّی الاَحقابِ + مسخر کرلیا ہے عورتون نے
قوت شباب مین یعنے جو زمانہ زیادہ قوت کا مردون کے تہا کہ جسمین کچہہ
سوجہتا نہین اپنی زور کی گہمنڈ پر ضرور آدمی عربدہ زاری کرتا ہے اور اسوجہ سے
زیادہ محل خوف کا نسوان ضعیف البنیان کو تہا اس لئے اوس سن مین زیادہ
اونہین حاجت عورتون کی دی کہ وہ زیادہ تر اونکی مسخر ہو جائین اور ایسی تاثیر

اور محراب برو مین رہا کرتے ہین چنانچہ صائب کا شعر ہے ؎ تن نازک
کہ زیر پیرہن است + وحدہٗ لا شریک لہ چہ تن است + اور اسیطرح کے
سیکڑون مضمونون سے سیکڑون دیوان اور مثنویان بھری ہین اور اکثر
خلاف شرع اور وضع امور کے مرتکب ہوتے ہین اونکی خوشنودی کے
لئے یذکرن فی محافل الرجال + بالحسن والجمال والدلال +
اونکی مدح وثنا کے لئے مرد صحبتین منعقد کیا کرتے ہین اونکے حسن وجمال
کے اور ناز وادا کے آپسمین تذکرہ کیا کرتے ہین یشاع حسنھن فی الآفاق
یشکی ہجرھن فی الاسواق + تمام عالم مین اونکی بہاشین اونکے حسن
عشق کا ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہین ہر گلی کوچہ اور بازارون مین اونکی ہجر و
جدائی سے استغاثہ کرتے پہرتے ہین یہہ نہین سمجھتے کہ یہہ کسکی تعریف ہے
اور کسکے لئے بیتابی واضطرابی ہے کسی ہم خدائی قادر توانا سے تشبیہ بلکہ
ترجیح دیتے ہین یہہ ایک خدائی اور ادنی قدرت تمامی اوسکی ہے کہ اوسنے ایک
ادنی بندہ بے بس کو یہہ مرتبہ دیدیا ہے حاکم کو محکوم اور قوی کو محتاج ضعیف
بنادیا فجعل من قوی کذا ضعیفا + محتاجا جاھہ شریفا + بس کیا
بزرگ وتوانا ہے وہ خدا کہ جسنے ایک ادنی قسم ضعیف کو ایسا قوی کر دیا
اور ایک قسم شریف کو اوسکی طرف محتاج کیا واستضعف الولدان بالعیان
فاستحذ مواخرائد النسوان + اور ظاہر ہے کہ عورتوںسے بھی زیادہ
ضعیف ونحیف وکمزور اور بے بس کمسن بچے ہین پس اونکے ضعف پر نظر
کرکے اونکا خادم بنادیا نازنین مہ جبین عورتون کو محتاجھم کرھا مع الاستحیان
یضعنھم کذا مع الاحزان + اورکیا سخت خدمتین اونہین کرنا پڑتی ہین

اون بچون کے لئے پہلے نو مہینے تک اونہین پیٹ مین رکہنا پڑتا ہے انواع
واقسام طرح کے صدمون سے یا تو کمر نازک تک گران تہی یا ایک بار شکم سے
بارور رہین کہانا پینا کیسا سانس لینا تک گران گذرتا ہے اوٹہنا بیٹہنا کروٹ
لینا دشوار ہو جاتا ہے مدتون ڈاکٹر لگی رہتی ہے پہر جب ان سب زحمتون کا
خاتمہ ہوا دوسری خدمت وضع حمل کیلئی کہ جسکے صدمہ سے دوبارا زندگی
ہوئی چنانچہ جناب رضوان مآب اعلی اللہ مقامہ اکثر فرماتے تہے کہ مرد
جو بہ نسبت عورتون کے جری مشہور ہین اگر ایکبار انہین حمل اور وضع حمل کے
صدمے پہونچتے تو پہر شاید دوبارا اولاد کی ہوس نکرتے بالکل نفرت
ہو جاتی اولاد کے نام سے مگر یہ عورتون ہی کی ہمت عالی ہے کہ ادہر
لڑکیکی ولادت ہو چکی اور پہر اونہین تمنا دوسرے کی ہوئی یُرْضِعْنَہُمْ
بِاَصْعَبِ الْاٰلَامِ + اِلٰی اِنْتِہَاءِ مُدَّۃِ الْفِطَامِ + پہر تیسری خدمت
یہہ ہے کہ دو برس کامل راتکو رات اور دن کو دن نہین سمجہتی سب لذتین
اور راحتین چہوڑکے دودہ پلانے مین بسر کر دیتی ہین فِیْ حُجُوْرِہِمْ یُبَشِّرْنَ لِلشُّعُوْرِ
یُعْرِضْنَ عَنْ عَزَائِمِ الْاُمُوْرِ + اونکی محبت مین سب ضرورتون کو بہول
جاتے ہین وہ جو ایک ساعت بغیر چوٹی کرنے بال اور سنوارنے کے نہ رہ
سکتی تہین وہ بال وبال ہو جاتے ہین لٹین لٹکتی ہین اکثر بال بکہرے رہا کرتے
ہین تَلَقِّیًا لِلْوَلَدِ بِالْقَبُوْلِ + تَشْغَلُہُمْ عَنِ الْبُعُوْلِ + جن شوہرون
کی گہڑی بہر جدائی پسند نہ تہی اور اونکا کسی اور عورت کو نظر بہر کے دیکہنا منظور
گوارا نہ تہا اولاد کے پیچہے بالکل اون سے بہی نفرت ہو جاتی ہے مُسْتَبْدِلَاتٍ
الدُّہْنَ بِالْاَبْوَالِ + وَالْعِطْرَ مِنْ رَوَائِحِ الْاَطْفَالِ + نہانے دہونیکا

کیا ذکر خوشبو وار تیل سے بدلے بچون کے پیشاب مین غسق اور خوشگوار
عطر کے بدلے بچون کے پسینہ مین تربتر رہتی ہین للبسھم اعرلن بالاخاذ
یکنسن للجلوس فی المنازل + چکی پیس پیس کے اونہین کہلاتی ہین چرخ
کات کات کر اونہین کپڑے پہناتی ہین یسّہر نھم سھرًا الی الاسحار +
یرقدنھم فی اللیل بالاسحار + اپنی نیند اوچاٹ کرکے سحر تک
اونہین تہپک تہپک کر سلاتی ہین اندہیری رات تو نہین کہانیان کہکر انکا دل
بہلاتی ہین مناغیات الولد بالمھود + وملعبا نہم مدی العھود
رات رات بہر پالنے اور جہولا جہولاتے مین لوریان دیدیکر اونہین سلاتی
ہین کبہی کندہے پر اوٹہاتی ہین کبہی ور تدبیرون سے کہلا نیکو والی بہلاتی
ہین سبحان من قوی کذا ضعیفا + مذ للا قبالہ کبیرا +
کیا پاک ہے وہ خدا جسنے ایک صغیر اور کمزور کو ایسا مسلّط کردیا ایک بزرگ
تو ی ہیکل پر ولاحت الغیوب بالمنام + کذاک بالایحاء والالھام
اور ظاہر ہوتی ہین غیب کی باتین خواب سے اور اسیطرح وحی والہام سے
بمثل ما مستقبلا تقدرت + وبحو مافی اللوح قد تقررت
مطابق اور موافق اوسکے جو آیندہ ہونیوالا ہو پس اگر وہ مقدر ہین تو علم کا ہیکا
ہوتا ہے اور اگر مقدر نہین تو مقدر کیونکر ہوسے پس وجود باری تعالی کہ
جو مقدر و مدبر ہے ضرور ہوا وقد غدا اعزائم منتقضۃ + وقرب
ھمۃ بدت منقرضۃ اور اکثر عزم شکستہ ہوگئے اور بہت سی ہمتین
ناتمام رہگئین اس شعر مین اشارہ اس حدیث حضرت امیرؑ کی طرف کہ اوس جناب
نے فرمایا عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض الھمم خلاصہ یہ کہ جب کل مخلوقات

چاہانہ ہوا تو ثابت ہوا کہ کوئی ایسا قوی و توانا ہے کہ مشیت اوسکی ان سبکی مشیتو نپر غالب ہی اور مثل اوسکی نہین ہو سکتا ورنہ ترجیح بلا مرجح اوسکی اوسکی امثال واقران پر بےمعنی ہوگی اور نہ ممتنع الوجود ہوگا بطریق اولے ایس لا بدکہ واجب الوجود ہو وَمِمَّا اَکَّدَ رِزْقَ السَّفِیْہِ + وَھٰکَذَا اَقَلَّ مِلْقَ اللَّبِیْبِ چنانچہ اکثر سفیہ و نادان وسعت معاش حاصل کرتے ہین اور بڑے بڑے عقیل و فہیم شدت فقر و حاجت مین مبتلا رہتے ہین اس لیے کہ اکثر عقلا کو بالمنا سبقدر اعتماد اپنی عقل اور تدبیر ناقص پر ہو جاتا ہے اوسکی توکل و فروتنی مثل جاہلون اور نادانون کے باقی نہین رہتی وَرُبَّمَا لَمْ یَنْتَقِصْ تَدْبِیْرٌ + وَاسْتَدَّ فِیْ نَجَاحِہٖ تَقْدِیْرٌ + اور اکثر اوقات بالکل نہین چلسکتے تدبیر بلکہ غالب آجاتی ہے تقدیر اوپر مشیت ایزدی تدبیر کو بالکل مقلوب و معکوس کر دیتی ہے جیسا کہ خطبہ برزخیہ اور مکرر تجربون سے ثابت ہوا ہے وَاَعْیَتِ الْاَقْدَارُ لِلَّبِیْبِ + وَاَھْلَکَ الْاَمْرَاضُ لِلطَّبِیْبِ + اور قضا و قدر اکثر تھکا دیتی ہے عاقل کو اور اکثر ہلاک کر دیتے ہین بیماریان طبیبون کو بلکہ اکثر تجربہ ہوا کہ جسے جس فن مین دعوائی یکتائی ہوا اوسی مین دسنی زک اوٹھائی بڑے بڑے پیراک آخر غرق ہی ہوکے مرے اور بڑے بڑے اوسی مرض مین جسکے علاج پر بڑا فخر کرتے تھے ہلاک ہوسے وَاَحْضَرَ الْمِقْدَارُ حَیْنَ الْحِیْنِ + فَاَذْھَبَ الْاُذُنَیْنِ وَالْعَیْنَیْنِ + اور اکثر اوقات حاضر کر دیا تقدیر نے وقت مرگ کو پس جاتے رہی کان اور آنکھ اور آدمی بیہدہ گیا اور ادبدا کے ویسی ہی باتین کرنے لگا کہ جسنے بتدریج اوسی امر تقدیری مین پہنچادے حسن شعر مین مضمون ہے ایک روایت معتبر کا کہ جسمین وارد ہے کہ ایک نبی انبیاء

ف نا اہل اللب
(حاشیہ: [illegible])

بنی اسرائیل مین سے چلے جاتے تھے اثنار راہ مین اونہون نے دیکھا کہ ایک
پرند جانور ایک درخت پر بیٹھا ہے اور کچھہ لوگ زیر درخت جال بچھائے بیٹھے
ہین جب اوس پر نہیں ہنسی انکو دیکھا کہا ای رسولخدا دیکھا آپنے کہ یہہ لوگ کیسے
بے عقل ہین چاہتے ہین کہ ایسے دہوکا دیکے قید کرین یہہ اس تقریر کو سنکر
سنکر آگے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے جو مراجعت فرمائی تو دیکھا کہ وہی جانور
اوسی جال مین پھنسا ہوا ہے انہون نے تعجب سے حال دریافت کیا اونہنے
کہا کہ جب موت آیا تی ہے تو آنکھہ قابو مین رہتی ہے نہ کان پس جب سے

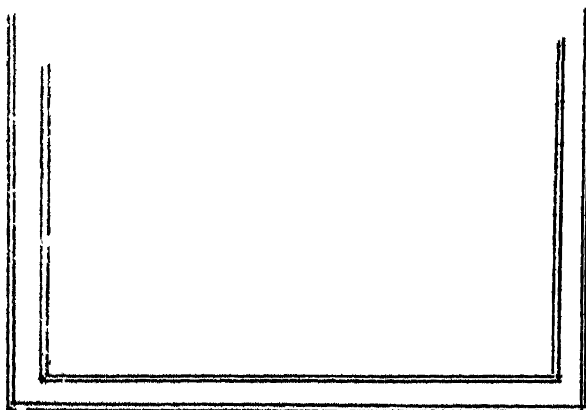
یہہ مثل عرب مین مروج ہوئی

اِذَا جَاءَ الْحَيْنُ لَمْ يَبْقَ
اُذُنٌ وَلَا عَيْنٌ

کتبہ میر علی رضا

# موعظہ چھبیسواں

بیان میں حدیث معرفت و صفات ثبوتیہ و سلبیہ وغیرہ
ورد فرقہ صوفیہ و حکایات مطربہ کے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتی ہین من عرف اللہ وعظمہ منع فاہ من الکلام جسنے خدا کو پہچانا اور اوسکی عظمت و بزرگی کو پایا تو منع کیا اور روک دیا اپنے موںہہ کو کلام سے بعض علمانے فرمایا ہے کہ جب ایک آدمی ایک چیز کو دیکھے اور پہر چندی نظر سے وہ پوشیدہ ہو جاسے اور دہیان بہی اوسکا جاتا رہے اور پہر دوبارا دیکھے معلوم کرسے کہ یہہ وہی چیز ہے کہ جسے پہلے دیکہا تہا تو یہی معرفت ہے **خلاصہ** یہہ کہ پہچاننے کو معرفت کہتے ہین اور جاننے کو علم اور اسیوجہ سے اہل حقیقت کو عارف کہتے ہین کہ پیدائش روح قبل پیدائش بدن ہوی جیسا کہ حدیث مین ہے اور عالم ارواح مین روحین واقف تہین بعض اشراقات شہودیہ سے اور

اور قائل تہین اپنے خالق کی ربوبیت کی جیساکہ خود خدا نے فرمایا اَلَستُ بِرَبِّکُم
کیامین تمہارا مربی نہین قَالُوا بَلٰی سبہون نے عرض کیاکہ ہان ہے پہر بعد
اسکے وہ سب قول واقرار بہول بیٹہین ہیولانی پردونین آسکے اور تاریک کثیف
جسمونکا لباس پاکے اور پہر جب ریاضت کرکے خلاصی پائینگے اسیری دار
غرور سے اور ترقی کرینگے بسبب جہاد نفس کے اس عالم زور سے تو پہر عہد الست
یاد آجائیگا اور دلونمین معرفت کا نور جلوہ دکہائیگا اور چمکتی ہوئی آفتاب معرفت کا
ظہور ہوگا بلکہ مصداق نور علی نور ہوگا وَبَطۡنَہٗ مِنَ الطَّعَامِ وَعَنَّا نَفۡسَہٗ
بِالصِّیَامِ وَالۡقِیَامِ اور منع کریگا وہی عارف اپنے شکم کو غذا سے اور تعب دیگا
اپنے نفس کو نماز و روزے سے قَالُوا بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هٰؤُلَاءِ
اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ عرض کی اصحاب نے کہ فدا ہون آپ پر سے مان باپ ہمارے
ای رسولخدا ایسی لوگ اولیاء اللہ ہین اس کلام مین دو احتمال ہین ایک استفہام
مقدر یعنی آیا یہی لوگ اولیائی خدا ہین دوسرے وہ خبر کہ جس سے مقصود
لازم الفائدہ ہوا اور بر تقدیر اول فقرہ ثانی مین تاکید استحسانی ہوگی اسلئے کہ القای
کلام سائل متردد کیجانب کیا گیا اور بنا بر ثانی ممکن ہے کہ لزومی ہو اسلئے کہ جواب
منکرین وارد ہوا یا مخصوصین وخالص العقیدہ لوگون کی جانب کمال محبت ونشاط
سے جیساکہ صاحب کشاف نے تفسیر وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
مین ذکر کیا ہے فقرہ حدیث قَالَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ اِذَا سَکَتُوْا فَکَانَ سُکُوْتُهُمْ
فِکْرًا حضرت نے فرمایا کہ جب دوستان خدا سکوت کرتے ہین تو سکوت انکا
فکر ہوتا ہے وَتَکَلَّمُوْا فَکَانَ کَلَامُهُمْ ذِکْرًا اور جب وہ کلام کرتے ہین تو وہ
خدا کی یاد مین ہوتا ہے وَنَظَرُوْا فَکَانَ نَظَرُهُمْ عِبْرَةً اور نظر انکی نظر عبرت

ہوتی ہے اور اطلاق فکر و عبرت و حکمت و برکت اونکی سکوت و نظر و گویائی اور مشی پر بوجہ لازم غیر منفک ہونیکی ہے وَنَطَقُوا فَكَانَ نُطْقُهُمْ حِكْمَةً اور جب بات کرتے ہین تو باتین اونکی حکمت آمیز ہوتی ہین یعنے کلام عارفونکا دو حال سے خالی نہین خلوت و تنہائی مین یاد خدا ہوتا ہے او جلوت و کثرت مین حکمت و موعظہ وَمَشَوْا بَيْنَ النَّاسِ فَكَانَ مَشْيُهُمْ بَرَكَةً اور جب لوگون مین چلتے ہین تو چلنا پھرنا اونکا باعث برکت ہوتا ہے لَوْلَا الْآجَالُ الَّتِي قَدْ كُتِبَتْ عَلَيْهِمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ خَوْفًا مِنَ الْعَذَابِ وَشَوْقًا إِلَى الثَّوَابِ اگر اجلین اونکی نہ لکھدی جاتین تو روحین اونکی اونکے بدنونمین قرار نہ لیتین خوف عذاب و شوق ثواب سے اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ خوف و رجا ایک ہی درجہ کی قلب مومن مین چاہی ہین چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَفِي قَلْبِهِ نُورَانِ نُورُ خِيفَةٍ وَنُورُ رَجَاءٍ وَلَوْ وُزِنَ هٰذَا لَمْ يَزِدْ عَلَى هٰذَا یعنے کوئی مومن ایسا نہین کہ اوسکے قلب مین دو نور نہ ہون ایک نور خوف دوسرے نور رجا اور اگر یہ تولے جائین تو ایک انمین سے دوسرے سے زیادہ نہوگا وَعَنِ الْإِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعْجَبُ مَا كَانَ فِي وَصِيَّةِ لُقْمَانَ أَنْ قَالَ لِابْنِهِ خَفِ اللّٰهَ خِيفَةً لَوْ جِئْتَ بِبِرِّ الثَّقَلَيْنِ لَعَذَّبَكَ وَارْجُ اللّٰهَ رَجَاءً لَوْ جِئْتَهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَحِمَكَ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو عجیب وصیت کی اے فرزند اتنا خدا سے ڈر کہ اگر تمام جن وانس کے بھی برابر نیکی کرے تو بھی وہ بمقتضائے عدل تجھپر عذاب کرے اور امید رکھ خدا سے اسقدر جو کہ اگر تو اوسقدر گناہ کر

تو بھی وہ بمقتضای رحمت واسعہ تجھے بخشدے قَالَ مَوْلَانَا بَهَاءُ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ الْمُرَادُ بِمَعْرِفَةِ اللّٰهِ الْاِطِّلَاعُ عَلٰى نُعُوْتِهٖ وَصِفَاتِهٖ الْجَلَالِيَّةِ وَالْجَمَالِيَّةِ بِقَدْرِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ جناب شیخ بہاء الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ مراد معرفت خدا سے شناخت اوسکے صفات ثبوتیہ وسلبیہ کی ہی بقدر طاقت بشریہ کے وَاَمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلٰى حَقِيْقَةِ الذَّاتِ الْمُقَدَّسَةِ فَمِمَّا لَا مَطْمَعَ فِيْهِ لِلْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالْاَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِيْنَ فَضْلًا عَنْ غَيْرِهِمْ وَكَفٰى فِيْ ذٰلِكَ قَوْلُ سَيِّدِ الْبَشَرِ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور لیکن اطلاع حقیقت ذات مقدسہ پر پس وہمین گنجائش طمع ملائکہ مقربین وانبیای مرسلین ہی نہین چہ جائیکہ اور لوگ اور کافی ہے اس باب مین کلام معجز نظام سردار بنی آدم مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ نہین پہچانا ہمنے تجھے ای پروردگار جو حق تیرے پہچاننے کا ہے وَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ اللّٰهَ احْتَجَبَ عَنِ الْعُقُوْلِ كَمَا احْتَجَبَ عَنِ الْاَبْصَارِ وَاِنَّ الْمَلَاَ الْاَعْلٰى يَطْلُبُوْنَهٗ كَمَا تَطْلُبُوْنَهٗ اَنْتُمْ اور حدیث شریف مین ہے کہ خدا بصیر تونسے بھی ایسا ہی پوشیدہ ہے کہ جیسا ابصار تونسے پوشیدہ ہوا ہے اور ملاء اعلیٰ اور ملائکہ مقربین اوسی اوسیطرح ڈہونڈتے ہین کہ جسطرح تم اوسکے لئے سراسیمہ وسرگشتہ ہو فَلَا تَلْتَفِتْ اِلٰى مَنْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ قَدْ وَصَلَ اِلٰى كُنْهِ الْحَقِيْقَةِ الْمُقَدَّسَةِ بَلْ احْثُ التُّرَابَ فِيْ فِيْهِ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى وَكَذَبَ وَافْتَرٰى فَاِنَّ الْاَمْرَ اَرْفَعُ وَاَظْهَرُ مِنْ اَنْ يَتَلَوَّثَ بِخَوَاطِرِ الْبَشَرِ وَكُلَّمَا تَصَوَّرَهُ الْعَالِمُ الرَّاسِخُ فَهُوَ عَنْ حَرَمِ الْكِبْرِيَاءِ بِفَرَاسِخَ وَاَقْصٰى مَا وَصَلَ اِلَيْهِ الْفِكْرُ الْعَمِيْقُ فَهُوَ غَايَةُ مَبْلَغِهٖ مِنَ التَّدْقِيْقِ وَمَا اَحْسَنَ مَا قَالَ ؎

انچہ پیش تو غیر ازان رہ نیست ٭ غایت وہم تست اللہ نیست ٭
پس ہرگز التفات نکرا وس شخص کیطرف کہ جسے یہہ گمان فاسد ہو کہ وہ کنہ ذات
مقدس تک پہونچا بلکہ وہ بڑا بیباک ہے اوسکے موہنہ مین خاک ہے گمراہ و بستہ
وغبی ہے بالکل کاذب مفتری ہے اور یہہ مقدمہ اس سے نہایت برتر ہے
اوسکی کنہ ذات سے نہایت دور قیاس بشر ہے بڑی بڑی عالمون کی عقل
اس معرکہ مین دنگ ہے کاخ احدیت وخلوتگاہ صمدیت سے فکراونکی صدہا
فرسنگ ہے ٭ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ اور جو کچھہ منتہائی جولانی
فکر عمیق ہے وہ حد رسائی تحقیق وتدقیق ہے ٭ انچہ پیش تو غیر
از و رہ نیست ٭ غایت وہم تست اللہ نیست ٭ بَلِ الصِّفَاتُ الَّتِی
نُثْبِتُهَا لَهُ سُبْحَانَهُ اِنَّمَا هِیَ عَلٰی حَسْبِ اَوْهَامِنَا وَقَدْرِ اَفْهَامِنَا
فَاِنَّا نَعْتَقِدُ اتِّصَافَهُ سُبْحَانَهُ بِاَشْرَفِ طَرَفَیِ النَّقِیْضِ بِالنَّظَرِ اِلٰی
عُقُوْلِنَا الْقَاصِرَةِ وَهُوَ تَعَالٰی اَرْفَعُ وَاَجَلُّ مِنْ جَمِیْعِ مَا نَصِفُهُ بِهٖ
وَفِیْ کَلَامِ الْاِمَامِ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ الْبَاقِرِ اِشَارَةٌ اِلٰی هٰذَا
الْمَعْنٰی حَیْثُ قَالَ کُلَّمَا مَیَّزْتُمُوْهُ بِاَوْهَامِکُمْ فِیْ اَدَقِّ مَعَانِیْهِ
مَخْلُوْقٌ مَصْنُوْعٌ مِثْلُکُمْ مَرْدُوْدٌ اِلَیْکُمْ وَلَعَلَّ النَّمْلَ الصِّغَارَ
تَتَوَهَّمُ اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی زُبَانَتَیْنِ فَاِنَّ ذٰلِکَ کَمَالُهَا وَتَتَوَهَّمُ
اَنَّ عَدَمَهُمَا نُقْصَانٌ لِمَنْ لَا یَتَّصِفُ بِهِمَا وَهٰکَذَا حَالُ الْعُقَلَاءِ
فِیْمَا یَصِفُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی اِنْتَهٰی کَلَامُهُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَامُهُ
بلکہ جو صفتین ثابت کرتی ہین ہم اوسکی ذات مقدس کے لئے یہہ بھی بقدر
ہماری افہام واوہام کے ہے بقول شخصے ٭ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

چنانچہ ہمین ایک عقیدہ ہے کہ دونون نقیضون مین یعنے وجود و عدم مین جو بات عمدہ تر ہو اوسکی ذات کیلئے ثابت ہوگی حالانکہ یہہ بھی مقتضی ہماری عقل ناقص کا ہر وگرنہ حقیقت مین کجا وہ اور کجا یہہ صفت خیالی اور کلام امام ہمام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مین بھی اسیطرف اشارہ ہے کہ وہ جناب فرماتے ہین جو بات نہایت باریک اپنے ذہن ناقص سے تم تجویز کروگے وہ بھی تمہاری ہی طرح مخلوق و مصنوع و بے ثبات بات ہوگی اور تمہاری ہی طرف رجوع کریگی اور شاید کہ چیونٹیونکو بھی یہہ گمان ہوگا کہ ہماری ہی سی دو مونچھین خدا کی بھی ہین اسلئے کہ ہمارے نزدیک اونکا نہونا بڑا عیب ہی اور یہی حال عاقلونکا ہے اون صفتونکے بیانمین کہ جنہین وہ بزعم خود صفات خدا سمجھتے ہین قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ هٰذَا كَلَامٌ دَقِيْقٌ اَنِيْقٌ رَشِيْقٌ صَدَرَ مِنْ مَصْدَرِ التَّحْقِيْقِ وَ مَوْرِدِ التَّدْقِيْقِ وَالسِّرُّ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ التَّكْلِيْفَ اِنَّمَا يَتَوَقَّفُ عَلٰى مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِحَسَبِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ وَاِنَّمَا كُلِّفُوْا اَنْ يَعْرِفُوْهُ بِالصِّفَاتِ الَّتِيْ اَلِفُوْهَا وَشَاهَدُوْهَا فِيْهِمْ مَعَ سَلْبِ النَّقَائِصِ النَّاشِيَةِ عَنْ اِنْتِسَابِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمَّا كَانَ الْاِنْسَانُ وَاجِبًا بِغَيْرِهِ عَالِمًا قَادِرًا حَيًّا مُرِيْدًا مُتَكَلِّمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا كُلِّفَ بِاَنْ يَعْتَقِدَ تِلْكَ الصِّفَاتِ فِيْ حَقِّهِ تَعَالٰى مَعَ سَلْبِ النَّقَائِصِ النَّاشِيَةِ عَنْ اِنْتِسَابِهَا اِلَى الْاِنْسَانِ بِاَنْ يَعْتَقِدَ اَنَّهُ تَعَالٰى وَاجِبٌ لِذَاتِهِ لَا بِغَيْرِهِ عَالِمٌ بِجَمِيْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ قَادِرٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُمْكِنَاتِ وَهٰكَذَا سَائِرُ الصِّفَاتِ وَلَمْ يُكَلَّفْ بِاعْتِقَادِ صِفَةٍ لَهُ تَعَالٰى لَا يُوْجَدُ فِيْهِمْ

مِنَّا لَهَا وَمُنَاسِبُهَا بِوَجْهٍ وَلَوْ كُلِّفَ لَمَا اَمْكَنَهُ تَعَقُّلُهُ بِالْحَقِيْقَةِ وَهٰذَا اَحَدُ مَعَانِي قَوْلِهٖ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ انتهى

کلامہٗ و محقق دوانی کہتا ہے کہ یہہ کلام نہایت انیق و رشیق و دقیق ہے اور مظہر اسکا مصدر تحقیق ہے اور مورد تدقیق ہے اور بہید اسکا یہہ ہے کہ تکلیف موقوف ہے معرفت خدا پر بحسب طاقت بشری نہ اوسقدر کہ جو اوسکے امکان سے باہر ہوا ور بندون کو فقط اسیقدر تکلیف ہے کہ کہ خدا کو پہچانین او نہین صفتون سے جنسے استیناس رکھتی ہین اور اپنی مین جنکا مشاہدہ کرتے ہین باوجود دور کرنے اون نقصون کے کہ جو اون خود کیجانب منسوب ہونے سے صفات مذکورہ مین حادث ہوتی ہین اور از بسکہ آدمی موجود اور واجب بغیرہ ہوتا ہے اور عالم و قادر و مرید و زندہ و متکلم و سمیع و بصیر ہوتا ہے تو اوسے یہہ تکلیف ہوئی کہ انہین صفتونکو اعتقاد کرے حق تعالی مین اون عیبونکو زائل کرکے جو بوجہ انتساب ممکن کے صفات مذکورہ مین حادث ہوتے ہین بانیطور کہ اعتقاد کرے کہ خدا واجب لذاتہ ہے نہ واجب لغیرہ اور عالم جمیع معلومات ہے اور قادر تمام ممکنات پر اور اور ہی سب صفتین اسی قیاس پر ہین اور اوسی تکلیف ایسے صفت کی اعتقاد کرنیکی نہین ہوئی کہ جسکے مثل و مناسب خود آدمی مین کسی وجہ سے نہ پایا جاتا ہوا ور اگر اس امر کی تکلیف کیجاتی تو اسکے تعقل اور سمجھنے کا کب امکان ہوتا اور یہہ ہی ایک معنی ہین اس حدیث کے کہ جسنے اپنی نفس کو پہچانا اوسنے خدا کو پہچانا اور محقق طوسی رہ بعض مصنفات مین اپنی فرماتے ہین کہ معرفت خدا کے چار درجے ہین جیسا کہ بلاتشبیہ شناخت آتش کی

سب مین ادنی درجہ یہہ ہے کہ کوئی شخص سنے کہ موجودات مین ایک ایسی
چیز ہے کہ فنا کر دیتی ہے جو اوسکے متصل ہو جائے اور اثر اوسکا ظاہر ہوتا ہے
ہر چیز مین کہ جو مقابل اوسکی ہوا ور کم کئے سے وہ کم نہین ہوتی اور اوسے
آگ کہتی ہین اور اسطرحکی معرفت خدا معرفت عوام و مقلدین کی ہے کہ جنہون نے
بلا دلیل تصدیق خدا کی ہے اور اوس سے بڑہ کے اوسکا یقین ہے کہ جسنے
دہوان ہی دیکہا اور اوسے دیکہہ کے تصدیق کی آگ کی کہ جسکا وہ اثر تہا اور
نظیر اسکی معرفت اہل نظر و اہل علم کی ہے کہ جو آثار و دلائل قطعیہ سے حکم
وجود باری کا کرتے ہین اور اس سے بہی زیادہ یقین کامل ہوگا اوسی کو جو
اور آگ کی گرمی کا بہی کرے بسبب اوسکے قرب وجوار کے اور تمام عالم کا
تماشا دیکہے اوسکے نور سے اور نفع یاب ہو اوسکے اثر سے اور اسکی نظیر
معرفت خاص مومنین کی ہے کہ جنکا قلب مطمئن ہو گیا ہے ساتہہ خدا کے
اور یقین ہو گیا ہی اونہین کہ خدا نور آسمانون اور زمینون کا ہے اور اس
اندہیرے گہر کا چراغ ہے اور اوس سے بہی بڑہ کے اوسکا درجہ ہے
کہ جو آگ کی گرمی سے بالکل بہسم ہو جائے اور نظیر اوسکے معرفت اہل شہود
کی ہی کہ جو فنا فی اللہ ہین اور یہی حد کا درجہ ہے کہ خدا دہان تک پہونچنا نصیب
کرے اور جناب شیخ بہائی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس حدیث مذکور مین
معرفت سی تیسرا اور چوتہا درجہ مقصود ہے واللہ اعلم واعظ
کہتا ہے کہ یہہ کلام محقق کلام خطابی ہے اور ہر چند اختلاف مدارج
معرفت مستفاد ادلہ معتبر سے ہی مگر یہہ کہ چوتھا درجہ اگر مادل نہو تو غیر ممکن
اسلئے کہ اتصال و وصول ممکن و اجب تک غیر ممکن اور تیسرا درجہ نادر الوجود

اور مخصوص انبیا و اوصیا سے ہے فقط اصل اور تکلیف شرعی فقط اسیقدر ہے
کہ خدا کو واجب الوجود سمجھے اور کامل الذات کہ جو مرجع جمیع صفات ثبوتیہ کا ہی
اسلیئے کہ اونکا نہونا عیب و نقص ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ جو کامل جمیع وجوہ سے
ہوگا وہ ضرور قادر جمیع مقدورات پر ہوگا اور یہی پہلی صفت ہی اور عالم
جمیع معلومات کا کہ جو دوسری صفت ہے اور تیسری صفت یعنی زندگی
بہی اوسی لازم ہوگی ورنہ کیونکر علم و قدرت اوسمین پائی جاتی اور قدرت ذاتی
اوسکی اور علم بحسن و قبح مستلزم ہی اسے کہ وہ نیکی ہی کا ارادہ کرے اور
بدی سے کارہ ہو پس مرید و کارہ ہوا کہ جو چوتھی صفت ہے اور جب علم اوسکا
عام و تام ہوا تو اوسکی مدرک ہونیمین کیا کلام رہا پس وہ ادراک بغیر و اوسطہ
کرتا ہے کہ جنمین ہم حواس خمسہ سے ادراک کرتے ہین اور یہہ پانچوین صفت
ہی اور از بسکہ وجود اوسکا ضروری ہے اور عدم سابق و لاحق وجود اوسکے
وجود سے وہ بری ہے تو ضرور قدیم و ازلی و ابدی و سرمدی ہوگا اور
یہی چھٹی صفت ہے اور قدرت عامہ کا مقتضے یہہ ہے کہ کلام پر بہی وہ
قادر ہو پس وہ متکلم بہی ہوا یعنی خالق کلام نہ اس راہ سے کہ معاذ اللہ وہ صاحب
زبان اور تالو اور کوتے یا اور اعضا سے ہے تاکہ محتاج آلات و اجزا
ہو جائے اور یہی ساتوین صفت ہی اور بری سب نقصون اور عیبون سے
ہی اور یہی مرجع کل صفات سلبیہ کا ہے اسلیئے کہ ظاہر ہے کہ جو سب عیبون سے
بری ہوگا وہ مرکب نہوگا اسلیئے کہ مرکب محتاج اجزا ہوتا ہے اور احتیاج سے
بڑھکے کیا عیب ہی اور یہی پہلی صفت ہی اور ضروری ہی کہ جسم و لوازم جسمیت
سے مثل لذت و الم و جوہریت و عرضیت سے بہی بری ہو نہین تو محتاج

مکان و محل وجہت ہوجائیگا اور یہی دوسری صفت ہے اور دو خدا کا ہونا
موجب اونکی ترکیب کو ہے ما بہ الاشتراک و ما بہ الامتیاز سے اسلیئے کہ خدائی و[illegible]
مشترک ہے تو فرق بھی کچھ امتیاز کے لئے ضرور ہوا نہین دوئی کیونکہ ہوگی
بالاتفاق ترکیب مستلزم احتیاج ہے اور خدا احتیاج سے بری ہے پس ترکیب
و تعدد سے بھی بری ہوا اور یہی تیسری صفت ہے اور اثر پذیر نہونا اوسکا
اور نقص سے مبرا ہونا موجب ہے اسکا کہ وہ محل حوادث نہوا اور یہی چوتھی صفت ہے
اور جب وہ مکان وجہت ہی مین نہین تو کیونکر دکھائی دیگا اور یہی پانچوین صفت ہے
اور کئی قدیمون کے وجود کا بطلان اور محلیت حوادث کا جائز نہونا دلالت کرتا ہے
اوسکے محتاج نہونے پر اور یہی ساتوین صفت ہے اور علم اوسکا بدی و ظلم سے
باوجود قدرت ذاتی دلیل واضح ہے اسپر کہ وہ ظالم نہین اور یہی آٹھوین صفت
ہے اور جب وہ ظالم نہوا تو ضرور عادل ہوگا اسلیئے کہ کامل بالذات من جمیع الجہات
ہے پس جزا و سزا اختیاری باتون پر کریگا نہ اضطراری باتون پر پس بندے
اپنے افعال مین قادر و مختار ہونگے کہ کارخانہ خدائی مین مثل تقاضائی محکوم وغیرہ کے
مجبور ہون پس جبر کا زعم اور یا بالکل اختیار بلکہ بیچ بیچ مین کے وتیرہ پر رہنا اونکی نیت کا
ابطال کر دینا باطل ہوا اگرچہ فعل کا مرتکب بدی پائی ہوا اور امر بد خدا پر محال ہوا بسبب
اوسکی علم و قدرت ذاتی کے اور اسیطرح ارادہ بدی کرنا کہ جو خود بد ہے اور جو
خدا خالق شر نہوا اور آفات سماوی مثل موت و بیماری و خشکسالی و رنج وغیرہ
عقلاً نیک ہین اگرچہ خلاف مزاج بعض کے ہون پس وہ بد نہین بلکہ قرین مصلحت
و منفعت ہین اور بدلائل قطعی ہم علم کلام مین ثابت کر چکے ہین کہ حسن و قبح اشیاء
عقلی ہی اور خدا کا عبث کرنا بھی منافی علم و عدل ہے پس اوسکے کامون مین

نہ کہ غرض نفع ہوگی اور نفع رسانی نہ ضرر پہونچانا اسلیئے کہ یہہ قبیح ہی اور نہ خود
نفع پانا کہ وہ کامل الذات اور محتاج نفع نہین پس تکلیف دینا اوسپر لازم ہوا
کہ موجب ثواب و نفع دینی کے ہے اور لطف بہی اوسپر واجب ہوا اسلیئے
کہ اصل مقصود یعنی فیضرسانی اوسپر موقوف ہے بدون الجا اور مضطر کردینے
کے اور صدمات و آلام کا عوض دینا زیادہ اصل تعب سے بہی اوسپر لازم ہوا
تاکہ ظلم یا عبث لازم نہ آئے اور بہرطور اہل کشف وشہود و صوفیون کو کوئی
بہرہ معرفت توحید سے نہین اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ امام رضا علیہ السلام فرماتے
ہین لَا یَقُولُ بِالتَّصَوُّفِ اَحَدٌ اِلَّا لِخَدْعَۃٍ اَوْضَلَالَۃٍ اَوْحَمَاقَۃٍ یعنی
کوئی شخص تصوف کا قائل نہوگا مگر فریب یا گمراہی یا حماقت سے اور شیخ بہاء الدین
جناب رسالتمآب صلعم سے روایت کی ہے کہ قبل قیام قیامت ایک جماعت ہوگی
کہ جو صوفی کہلائینگی وہ ہرگز میری امت سے نہین بلکہ وہ یہود مین معدود ہین
اور وہ کفار و اہل نار ہین اور حضرت امام جعفر صادق عم سے کسینے عرض کیا کہ ای
فرزند رسولخدا اس زمانہ مین ایک قوم پیدا ہوئی ہے اونکے بارہ مین آپ کیا
فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ وہ دشمن ہین ہم اہلبیت کے اور جو اونکی
طرف راغب ہوگا وہ اونہین مین محسوب ہوگا اور اونہین کے ساتھہ محشور ہوگا
اور عنقریب کچھہ ایسے لوگ آئینگے کہ وہ باوجود انتحال اور ادعائے محبت اہلبیت
صوفیونکیطرف راغب ہونگے اور ایسے ہی چال چلن اور باتین اختیار کرینگے
اور صوفیون کے کلام فاسد کی کہ جو عین کفر و الحاد ہے چند در چند تاویلین کرینگے
اور وہ لوگ ہمارے شیعون سے نہین اور ہم بری ہین اونسے اور جسنے باطل کین یعنی تکذیب کین اونکی
اور رد کی بدعت اونکی پس گویا کہ اوسنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب جناب رسالتمآب صلعم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کیا کفار کے ساتھہ اور علاوہ ان احادیث معتبرہ کے خود اقوال و افعال لایعنی اونکی دلیل واضح اونکے کفر و الحاد پر ہین مثل ادعای وحدت وجود و کشف و شہود اور اعتماد کرنیکے خیالات اور منامات پر اپنے اور منہمک ہونا اونکا غنا وغیرہ مین اور مناسب حال یہ ہے کہ بطور مشت نمونہ از خروارے کچھہ اقوال و حکایات اونکی بیان کئے جائین پس ازانجملہ قول بایزید بسطامی ہے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ فَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ پاک ہون اور کیا شان ہے میری میرے جامہ مین خدا کے سوا اور کوئی ہی نہین ہے ۔ نیست اندر جبہ ام غیر از خدا + چند جوئے در زمین و در سما ازانجملہ قول مانا بول روم شوم ہے مدح مین اوسکے اوستاد شمس تبریز کے مطربم سرمست شد انگشت بر رق میزند + پردہ عشاق را از دل بر رونق میزند رخت بر بندید ای یاران کہ سلطان دو کون + ایستادہ بر لوای چرخ نیحق میزند عیسی و موسی چہ باشد چاکران حضرتش + جبرئیل اندر قبولش سحر مطلق میزند جان ابراہیم مجنون گشت اندر شوق او + تیغ را بر فرق اسمٰعیل و اسحٰق میزند احمدش گوید کہ وَاشَوْقَا لِنَا اِخْوَانَنَا + ہیچو حیدر گردن ہشام و ارزق میزند کیست آنکس اینچنین شخصی کند اندر جہان + ہرکہ نام شمس تبریزی شنید اندر جہان روح او مقبول حضرت شد اَنَا الْحَق میزند + ازانجملہ اوسی بیدین سے پوچھا گیا حال اوسکے اوستاد بدنہاد کا پس کہنے لگا کہ قول اونکا کن فیکون ہے اور صفات اونکی یہہ ہے کہ بجز اونکے اور کوئی خدا نہین وہی عالم غیب و شہادۃ ہین اور وہی رحمن و رحیم ہین اور ذات اونکی یہ ہے کہ کوئی مثل اونکی نہین اور وہی سمیع و بصیر ہین ازانجملہ فواتح میبذی مین ہے حضرت سید شریف

میگوید متکلمی وصوفی مناظرہ کردند متکلم گفت بیزارم ازان خدائیکہ درسگ درگربہ ظہور کند صوفی گفت بیزارم ازان خدائیکہ درسگ وگربہ ظہور نکند انتہی ا
ہ حکایت ہی کیونکہ متکلم بناب خلیفین یکسان ہے حدیقۃ سلطانیہ مین درج
فرمایا ہے اور خلاصہ اوسکا بتغیر عبارت یہہ ہے کہ مولوی عبد الرحمن ہمنام
ابن ملجم الجمہما اللہ بلجام النیران ایک شب مسجد مین بیٹھے تھے ایک کتا
انہین اپنا ہمجنس پاکے بقاء الجنس یمیل الی الجنس کبوتر باکبوتر باز بابا
کند ہمجنس باہمجنس پرواز بد وڑانا مسجد مین چلا آیا اور چراغی چڑہانیکے بدلے
انکی حصہ کے کسیکے چراغ نوش جان کرنے لگا پس وہ چراغ بجھہ گئے یہہ
بجور ہیں اپنے سگلے کی خوش فعلی دیکھہ کے اپنی معرفت کے جوش وخروش مین
آکے خواب کرکتون کیطرح بہونک اوٹھے کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا بات ہے
آپہی آپ اپنی گھر کو بیچراغ کرچلے ؎ جزاللہ ذاک الکلب فیما قد افتعلت
جزاء الکلاب العاویات وقد فعل بد خلاصہ یہہ کہ وہ کتا ایسی باتون
کتون ہی کے ساتھہ محشور ہوگا اور کٹنے کتون ہی کی سزا پائیگا از انجملہ
یہہ کہ فرقہ وصلیہ انہین سے اپنے تئین واصل باللہ یعنی خدا رسیدہ اور
پہونچے ہوون مین جانتے ہین اگرچہ ہمارے نزدیک وہ جہنم واصل ہونگے
اور وہ بے ایمان جانتے ہین کہ سب تکلیفین نماز وروزہ کی اونسے ساقط
ہوگئین اور شراب خواری ولواطہ وزناکاری تارک اونکے لئے جائز ہے اور
اپنی اہل مذہب کیلئے مان اور بیٹی کو بھی حلال جانتے ہین اور کہتے ہین کہ جب
باکرہ عورتین اور امرد مرد کیسیکی مباشرت سے تامل نکرین تو پہر وہ مورد فیض الہی
ہوتے ہین اور خدا رسیدہ ہوجاتے ہین اور جو ذرا بھی انکار دنیا مین آیا تو خدا کو

نپایا واعظ لکھتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ رابعہ بصری نے بھی السی
ہی ریاضتون سے پیری و دستگیری کا ان لوگون کے مرتبہ پایا ہوگا واللہ اعلم
از انجملہ لکہا ہے کہ شبلی ایک درخت کے نیچے مدت دراز تک ہو ہو کرتا رہا اور جب
لوگون نے پوچہا تو اوسنے کہا کہ ورقا، درخت پر کوکو کرتی ہے پس مین بہی
اوسکی پیروی مین ہو ہو کرتا ہون کیا عجب کہ کوئل سے یہہ اٹکلتا اور بحث کرتا ہو
اور اوسکے ساتہہ دینے پر افتخار کرتا ہو اور اوسے اپنی کرامت سمجہتا ہو حالانکہ
یہہ صفت اوسکی مشہور ہی آم کی فصل مین بچون سے بجٹنا اوسکا دستور ہے
اگر انہین بہی پیر نابالغ سمجہتے تو کیا عجب از انجملہ یہہ کہ شبلی جہاد نفس بزعم
خود کرتا تہا اور اس خیال سے کہ نیند نہ آئی اپنی آنکہونمین نمک جہونکتا تہا یہانتک
کہ سات سیر نمک اپنی آنکہونمین جہونک لیا از انجملہ شارح معتزلی نے لکھا ہے
کہ غزالی جب طوس سے بغداد مین آیا تو یہہ بہت تعصب کرتا تہا اس بات کے
کہ ابلیس پیچ تلبیس موحّد ونکا سردار ہے اور ایک ایسی حکایت نقل کرتا تہا کہ
جس سے یہہ ثابت ہوتا تہا کہ ابلیس حضرت موسی سے بہی افضل تہا نعوذ
باللہ منہا ازانجملہ حدیقۂ سلطانیہ مین ہے کہ ایک روز حضرت
امیر نے پیر کو صوفیون کے یعنے حسن بصری کو وضو ناقص کرتے پایا پس تعرض
فرمایا اوسنے کہا کہ کل آپ نے بڑے بڑے نماز گذارونکو جنگ جمل مین مار ڈالا
اور آج مجہے وضو تعلیم فرماتے ہین فرمایا کہ تو اگر اون باغی لوگونکو حق پر جانتا
تہا تو اونکا شریک کیون نہ ہوا اوسنے کہا کہ میرے نزدیک امام المومنین حق پر تہے
اور مین کہی بار حنوط و غسل کرکے جہاد پر چلا مگر اثنای راہ مین سنا کہ ایک منادی
ندا کرتا ہے کہ قاتل و مقتول دونون جہنمی ہین پس مین آپسے اور اونسے دونو سے

بری ہون حضرت نے فرمایا کہ وہ مناوی نیر اسبائی ابلیس تہا اور اوسنے سچ کہا کہ باغیوںمین سے تو جدہر متوجہ تہا قاتل و مقتول دونون ناری تہے از انجملہ اوستاد عالمگیر نے خواب مین دیکہا کہ شیطان اونکی ملاقات کو آیا پس انہون نے اوسکی داڑہی پکڑکے اوسے ایک طمانچہ مارا اتفاق سے وہ انہین کے منہ پہ پڑا آنکہہ جو کہلی تو کیا دیکہتے ہین کہ اپنی ہی داڑہی اپنی ہی ہاتہہ مین ہے از انجملہ مولوی عبدالحق نے لکہا ہے کتاب سفر السعادتمین کہ مین ایکبار سخت علیل ہوا کہ زندگی سے مایوس ہوگیا پس جناب سالتماب خوابمین آئے اور دو بال ریش کے مجہے عنایت فرمائے اور فرمایا کہ اے فرزند تجہے بشارت ہو شفا کی اور حالت بیداری مین بہی وہ میرے پاس موجود ہین عجب نہین کہ مولوی صاحب ممدوح کو یہہ مقصود ہو کہ کسیطرح پیمبر کے بالکی سند ہاتہہ آئے تو اسیواسطے یہہ حکایت تراشی مگر اگر خلیفہ صاحب کی بہ نسبت ایسی جسارت کرتے تو شاید قرین قیاس ہوتا ہرچند کہ بالکے کہال کہینچنے والے پہر بہی کوئی بات نکالدیتے اور مخفی نرہے کہ اس حدیث مین نہایت عمدہ صفتین عارفون کی اور انتہا درجے کی علامتین کاملون کی منقول ہوئی ہین پہلی سکوت اور صموت اور روکنا زبان کا کلام ناجائز یا عبث سے اور یہی درنجات ہے چنانچہ جناب امیر فرماتے ہین +

اِنَّ الْقَلِیْلَ مِنَ الْکَلَامِ بِاَہْلِہٖ + حَسَنٌ وَاِنَّ کَثِیْرَہٗ مَمْقُوْتٌ +

تہوڑا سا کلام لیق مخاطب سے خوب ہے اور زیادہ گوئی مذموم ہے +

مَا زَلَّ ذُوْ صَمْتٍ وَمَا مِنْ مُکْثِرٍ + اِلَّا یَزِلُّ وَمَا یُعَابُ صَمُوْتٌ +

نہ بات مین ڈگمگائیگا چپ رہنے والا اور کوئی زیادہ گو ایسا نہین کہ لغزش نہ کہائے اور نہ عیب لگایا جائیگا چپ کے تئین

اِنْ کَانَ یَنْطِقُ نَاطِقٌ مِنْ فِضَّۃٍ ٭ فَالصَّمْتُ دُرٌّ زَانَہٗ یَاقُوْتٌ

اگر باتین سونے چاندی کی بہی ہون توسکوت ایسا در بےبہا ہے کہ جسے آمیزش یاقوت نے بیمثل کردیا اور ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

زِیَادَۃُ الْقَوْلِ تَحْکِیْ النَّقْصَ فِی الْعَمَلِ ٭ وَمَنْطِقُ الْمَرْءِ قَدْ یَھْدِیْہِ لِلزَّلَلِ

زیادتی کلام دلالت کرتی ہے کمی عمل پر اور باتین آدمی کی پہنسا دیتی ہین بیچ لغزش مین اِنَّ اللِّسَانَ صَغِیْرٌ جِرْمُہٗ وَلَہٗ ٭ جُرْمٌ کَبِیْرٌ کَمَا قَدْ قِیْلَ فِی الْمَثَلِ

زبان کا ہرچند جرم کم ہے مگر جُرم بڑا ہے جیسا کہ ضرب المثل ہے ؎

فَکَمْ نَدِمْتُ عَلٰی مَا کُنْتُ قُلْتُ بِہٖ ٭ وَمَا نَدِمْتُ عَلٰی مَا لَمْ تَکُنْ تَقُلْ

کہی ہوئی بات پر اکثر ندامت ہوتی ہے اور جو کہا ہی نہین اوسپر کیا ندامت

صمت عادت کن کہ دریک گفتنک ٭ میشود زنار این تحت الحنک ٭

دوسری بہوک کہ جو نیکیون کی کنجی ہے تیسرے بدنکو تعب عبادت دینا دنکو روزہ رکہنا اور راتونکو نمازین پڑہنا اور بعض سفیہون نے گمان کیا ہے کہ عارف کو عبادت سے استغنا ہے اور کچہہ حاجت اوسکی نہین جب خدا رسیدہ ہو جائے اور اگر یہی صحیح ہوتا تو پیغمبر کو بطریق اولے عبادت کی حاجت نرہتی کہ وہ سب عارفون کے شاہنشاہ تہے حالانکہ دس برس کامل وہ انگلیون کے بہل نمازین کہڑے رہے یہانتک کہ رنگ زرد ہوگیا اور قدم مبارک پر ورم آگیا اور وہ جناب امیر کہ جنپر عارفون کو سلسلہ کا انتہا ہوتا ہے ہر شب ہزار رکعتین پڑہتے تہے اور یہی حال حضرت امام حسین کا اور حضرت امام زین العابدین کا اور حضرت علی بن موسی الرضا نے جب اپنا بالون کا کرتا دعبل خزاعی کو اوتار دیا تو بتاکید یہ فرمایا کہ بڑی حفاظت

کرنا اسکی کہ اسمین مینے ہزار شب عبادت کی ہے اور ہر شب ہزار رکعت پڑہی
ہی اور ہزار بار ختم قرآن کیا ہے اور اسیطرح کی صدہا روایتین ہین اور برابر
یہی چال چلن رہا سب ولیون اور عارفون کا جو سب سے بہتر ہے فکر کرنا اور حدیث
شریف مین وارد ہے کہ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً
یعنی ایک ساعت کی فکر بہتر ہے ساٹھہ برس کی عبادت سے بعض اکابر نے
لکہا ہے کہ سبب اسکا یہہ ہے کہ فکر عمل قلب ہے اور قلب اشرف ہے
سب اعضاء جوارح سے پس عمل بہی اوسکا اونکی عمل سے بہتر ہوگا جیسا کہ
آیۂ شریف اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی برپا کر نماز میری ذکر کے لئے
نماز کو وسیلہ ذکر خدا گردانا ہے اور ظاہر ہے کہ غایت اصلی بہتر وسیلہ سے
ہے پانچوین ذکر ہے اور مراد اوس سے ذکر زبانی ہے اور اوسکے
لئے کلمہ توحید تجویز کیا گیا ہے بوجہ چند فضیلتون مخصوص کے واعظ
کہتا ہے لیکن یہہ تلفظ و ذکر اوسی طور پر ہو کہ جو ائمہ معصومین سے
ماثور ہے نہ اوس طور پر کہ جسمین مشابہت صوفیون کی اور اہل بدعت
کی لازم آئی خصوصاً ذکر خفی و جلی کہ شعار ہے اون مبطلون کے ہے
اور بطلان اوسکا اہل حق کے نزدیک جلی ہے چہٹے عبرت کی نظر ساتوین
گویا ہونا حکمت سے کہ جسمین منفعت دین و دنیا یا بہبودی محض آخرت ہو
مثل علوم دینیہ و معارف یقینیہ کے آٹھوین لوگون تک اونکی برکت
پہونچنا نوین خوف دسوین رجاء تتمہ مہمہ اب مناسب مقام ذکر
اون اشعار آبدار کا ہے کہ جنہین مرزا فصیح صاحب مرحوم مغفور نے نظم
فرمایا ہے ے پر جہر توحید یون کی دہوم ہی ہے جسکو دیکہو مولوی روم ہے

باندہ کر چمڑے کا تسمہ کس لنگوٹ ٭ جیب سے بنجاتا ہے عارف لوٹ پوٹ
بنگ پیکر کر رہا ہے یہہ صدا ٭ من خدایم من خدایم من خدا
ہر طرف حلاج ہے اور بایزید ٭ ہر طرف ہے پیر اور ہر سو مرید ٭
مولوی کی مثنوی کی دہوم ہے ٭ ہند ہے یہہ یا دگار روم ہے
مثنوی پڑہتے ہین یہہ باشد و مد ٭ جائے آیت شعر لاتے ہین سند
گم کیا قران و تفسیر و حدیث ٭ غش ہین ان ابیات واہی پر خبیث
من ز قران مغز را بر داشتم ٭ استخوان پیش سگان انداختم
کور کورانہ مرو در کربلا ٭ تا نیفتے چون حسین اندر بلا
ہر کہ باشد زندہ قائم آن ولیست ٭ خواہ از نسل عمر خواہ از علیست ٭
با مریدان آن فقیر محتشم ٭ بایزید آمد کہ یک یزدان منم ٭ گفت مستانہ عیان
آن ذوفنون ٭ لا الہ الا انا فاعبدون ٭ ہفتصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ٭ بس فصیح ایسے نہ واہی قول پڑہ ٭ لعن کر
نفرین کر لاحول پڑہ ٭ حق تعالی سے ہدایت کر سول ٭ تو ہی سائل ہو ہی معطی ذوالجلال ٭ یا الہی
انت حی لا یموت ٭ یا رجائی منک شئی لا یفوت ٭ حال دل سے تو مرے آگاہ ہے ٭
درد ہی اور داغ ہے اور آہ ہے ٭ مجھکو ای خالق بصیرت کر عطا ٭ حسن خلق
و حسن سیرت کر عطا ٭ دل مین میرے معرفت کا نور ہو ٭ زنگ حب ماسوی اللہ
دور ہو ٭ نفس میرا سرکشی کرنے نہ پائے ٭ بوئی حب غیر دل مین رہ نہ جائے
مہروش پر نور یہہ سینا رہے ٭ صاف میرے دل کا آئینہ رہے ٭ قلب پہ
میرے سیاہی چھا نہ جائے ٭ دین پر میرے تباہی آنہ جائے ٭ جس طرف
دیکھون تو ہو عبرت مجھے ٭ دن پہ دن افزود ہو حیرت مجھے ٭ تجھکو دیکھون جس طرف

جائے نظر ✣ کچھہ نہ تیرے ماسوا آئے نظر ✣ تیری الفت ہو تو کچھہ کلفت نہ ہو
پھر زن و فرزند کی الفت نہ ہو ✣ کم کرون گفتار کم سو یا کرون ✣ کم ہنسون نہین
اور بہت رویا کرون ✣ در پہ تیرے رات دن عاکف رہون ✣ اہل دنیا سے
مین ناواقف رہون ✣ کیا تونگر کیا گدا کیا بادشاہ ✣ سب سے ہو وے اجنبیت
تجھسے راہ ✣ زندگانی مین فنا فی اللہ ہون ✣ پر نہ صوفی کیطرح گمراہ ہون ✣
ہووے ہر ایک کام مین نیت بخیر ✣ کچھہ نہ مانگو غیر سے تیرے بغیر ✣ رات دن
کرتا رہون عجز و نیاز ✣ غیر سے ظاہر کرون اپنا نہ راز ✣ جو ترا ہوا وسپہ پروانہ
رہون ✣ جو ہون اپنے اوسسے بیگانہ رہون ✣ صبح ہو یا چاشت ہو یا شام ہو
دلمین تو ہو لب پہ تیرا نام ہو ✣ ظاہر و باطن کو میرے ایک کر ✣ اپنے نیکو نکا قصد
نیک کر ✣ شکر نعمت سے ہون رطب اللسان ✣ پاے لذت ذکر سے کام زبان ✣
زندگی طاعت گذاری مین کٹے ✣ عمر تیری یادگاری مین کٹے ✣ خواہشین جتنی ہین
سب ہوجائین پائمال ✣ ہو اطاعت کا تری حاصل کمال ✣ رات جب ہووے تو
شب بیدار ہون ✣ خواب راحت سے صدا بیزار ہون ✣ دنکو صائم راتکو قائم
رہون ✣ بندگی مین مستعد دائم رہون ✣ قطع ہوئے رشتہ طول امل ✣ ہوئین جو
ہمدم مرے علم و عمل ✣ علم و حلم و زہد و تقوی کر عطا ✣ بخش میری لغزش و جرم و خطا ✣
رات دن تجھسے کرون مین التجا ✣ گاہ ہووے خوف اور گاہی رجا ✣ عجب و کبر و بخل سے دوری
رہے ✣ خاکساری پر نہ مغروری رہے ✣ غیظ و غصہ کا نہ ہو دلپر گذر ✣ دور ہو بغض و حسد کا
درد سر ✣ ہو مناہی سے ہمیشہ احتراز ✣ امر پر تیرے رہون مین یکہ تاز ✣
**واعظ کہتا ہے** کہ یہہ اشعار آبدار اس قابل ہین کہ اہل ایمان و عرفان اپنے
وظیفونمین نمازون کے ورد زبان کرین فقط کبڑ

# موعظہ ساتوان

بیان مین استحالۂ دیدار خدا کے اور کچھ لطیف حکایتین فرقۂ مجسّمہ کی اور بیان مین عصمتِ نبی کے اور کچھ ذکر حضرت یوسفؑ و زلیخا اور حضرت یونسؑ کا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ لَهُ الْمَامُونُ الْمَلْعُونُ فِي تَضَاعِيفِ حَدِيثٍ طَوِيلٍ ایک روایت طولانی مین وارد ہے کہ ایک روز رشید نا رشید نے خدمت بابرکت امام رضا علیہ السلام مین عرض کی مَا مَعْنَى قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ الآيَة کیا معنی ہین اس قول خدا کے اور جب آئے موسیٰ ہماری میعاد کے لئے اور باتین کین اونسے اوسکے مربی نے تو اونہون نے عرض کی ای میرے مربی دیکھا مجھے اور موقع دے اسکا کہ مین تیری طرف دیکھون كَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَلِيمُ اللّٰهِ مُوسَى ابْنُ عِمْرَانَ لَا يَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَا يَجُوزُ

عَلَيْهِ الرُّؤْيَةُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ هٰذَا السُّؤَالَ کیونکر جائز ہوسکے یہ بات
کہ حضرت موسیٰ سا پیغمبر اولوالعزم کہ جو خدا سے باتیں کیا کرتا تھا وہ ایسا
وحشی ہو کہ اتنی بھی تمیز نہ رکھتا ہو کہ دیدار خدا ممکن نہیں یہانتک کہ بے تکلف
رؤیت کی درخواست دیدار کرے فَقَالَ اِنَّ مُوْسٰی عَلِمَ اَنَّ اللّٰہَ اَجَلُّ مِنْ
اَنْ يُّرٰى بِالْاَبْصَارِ وَلٰكِنَّهٗ لَمَّا كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ وَقَرَّبَهٗ نَجِيًّا رَجَعَ اِلٰى
قَوْمِهٖ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ وَنَاجَاهُ پس
حضرت نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ تو بخوبی واقف تھے اس بات سے کہ
دکھائی دینا دون مرتبہ خداوندی ہے لیکن جب جناب باری نے کلام
کیا اور قرب منزلت عطا کی حضرت موسیٰؑ کو حالانکہ چپکے چپکے اونسے راز کی
باتیں کیں اور جب اونھون نے خدا سے مناجات کی تو وہ اپنی قوم کے پاس
واپس آئے اور خبر دی اونہیں کہ آج اسطرح سے خود خدا مجھسے ہمکلام ہوا
فَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَسْمَعَ كَلَامَهٗ كَمَا سَمِعْتَ پس اونھون نے
کہا کہ ہم آپکا کب ایمان لاتے ہین جبتک کہ خود ہمسے پروردگار ہمکلام نہو اور
ہم اوسکا کلام نہ سنین جیسا آپ نے بگوش خود سنا وَكَانَ الْقَوْمُ سَبْعَمِائَةِ
اَلْفِ رَجُلٍ فَاخْتَارَ مِنْهُمْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا اور وہ قوم یعنے بنی اسرائیل
سات لاکھ آدمی تھے پس اونمین سے حضرت نے ستر ہزار چنے ثُمَّ اخْتَارَ
مِنْهُمْ سَبْعَةَ آلَافٍ پھر اونمین سے سات ہزار چنندہ رکھے ثُمَّ اخْتَارَ
مِنْهُمْ سَبْعَمِائَةٍ پھر سات ہزار مین سے سات سے رکھلیے ثُمَّ اخْتَارَ
مِنْهُمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِ رَبِّهٖ پھر اونمین سے بھی بڑے
چنندہ اور برگزیدہ ستر آدمی چھانٹ لیے میقات پروردگار کے لیے فَخَرَجَ

بِهِمْ اِلٰی طُورِ سَیْنَاءَ فَاَقَامَهُمْ فِی سَفْحِ الْجَبَلِ وَصَعِدَ مُوسٰی اِلَی الطُّورِ
پس اونہین لیجا کے پہاڑ کے پاس ٹھرایا اور خود طور پر چڑہ گئے وَسَاَلَ اللّٰهَ
اَنْ یُّکَلِّمَهُ وَیُسْمِعَهُمْ کَلَامَهُ فَکَلَّمَهُ تَعَالٰی وَسَمِعُوْا کَلَامَهُ مِنْ فَوْقٍ
وَاَسْفَلَ وَیَمِیْنٍ وَشِمَالٍ وَوَرَاءٍ وَاَمَامٍ اور درخواست کی انہون سے
خدا سے کہ وہ انسی ہمکلام ہو اور اپنی آواز اون سبکو بہی سنا دی پس خدا نے
کلام کیا اور اون سب نے اوپر نیچے داہنے بائین آگے پیچھے چہار طرف سے اوسکا
کلام سنا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَحْدَثَهُ فِی الشَّجَرَةِ ثُمَّ جَعَلَهُ مُنْبَعِثًا
مِنْهَا حَتّٰی سَمِعُوْهُ مِنْ جَمِیْعِ الْوُجُوْهِ اسلئے کہ خدا نے اوس کلام و
آواز کو پہلے درخت سی ظاہر کیا پہر ہوا مین پہیلا دیا کہ چارون طرف سے
وہی اونہین سنائی دیتا تہا اور چونکنا ہوکے چارون طرف وہ تکتے تہے
کہ کدہر سے یہہ آواز آرہی ہے فَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ بِاَنَّ هٰذَا
کَلَامُ اللّٰهِ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً جب یہہ بہی ہوچکا تو انہون نے خدا سے
چار آنکہہ ہونا چاہا اور کہا کہ ہم کبہی تمہاری تصدیق نکرینگے کہ یہہ خدا کا کلام
ہی جبتک کہ ہم ظاہر بظاہر خدا کو نہ دیکہین فَلَمَّا قَالُوْا هٰذَا الْقَوْلَ الْعَظِیْمَ
بَعَثَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ صَاعِقَةً فَاَخَذَتْهُمْ بِظُلْمِهِمْ فَمَاتُوْا پہر جب
اونکے چہوٹے مونہہ سے ایسی بڑی بات ظاہر ہوئی تو خدا نے ایک بجلی
محیط کردی کہ اوسنے اون ظالمونکو جلا کے خاک سیاہ مین ملا دیا فَقَالَ
مُوسٰی یَارَبِّ مَا اَقُوْلُ لِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِذَا رَجَعْتُ اِلَیْهِمْ وَقَالُوْا
اِنَّكَ ذَهَبْتَ بِهِمْ وَقَتَلْتَهُمْ لِاَنَّكَ لَمْ تَکُنْ صَادِقًا فِیْمَا ادَّعَیْتَ
مِنْ مُنَاجَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِیَّاكَ فَاَحْیَاهُمُ اللّٰهُ وَبَعَثَهُمْ مَعَهُ

پس حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اب مین بنی اسرائیل کو مونہہ دکھانیکے قابل نرہا اور کیا جواب دونگا اونہین جب ونکے پاس پھرکے جاؤن گا اور وہ کہینگے کہ تم جب امتحان ندیسکے اور کلام خدا نہ سنوا سکے تو جھنجھلا کے خود تمنے اون لوگونکو مار ڈالا تاکہ راز فاش نہو پس اتمام حجت کے لئے خدا نے اونہین جلادیا اور وہ صحیح وسالم اپنے گھر پھرے اور اپنی برادری سے سب حال تجلی کے جلانیکا اور خدا کے جلانیکا مشرح بیان کردیا فَقَالُوا اِنَّكَ لَوْسَئَلْتَ اللّٰهَ اَنْ يُرِيَكَ تَنْظُرُ اِلَيْهِ لَاَجَابَكَ ثُمَّ كُنْتَ تُخْبِرُنَا كَيْفَ هُوَ وَنَعْرِفُهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ بنی اسرائیل تو حجتی تھے وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ جو آپ خدا سے اوسکے دیدار کی درخواست کرتے تو وہ کبھی آپ کی بات کو نہ ٹالتا پھر آپ بیان کردیتے کہ وہ کیسا ہے تو ہمین بخوبی اوسکی شناخت حاصل ہوجاتی فَقَالَ مُوسٰى يَا قَوْمِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُرٰى بِالْاَبْصَارِ وَلَا كَيْفِيَّةَ وَاِنَّمَا يُعْرَفُ بِاٰيَاتِهِ وَيُعْلَمُ بِاَعْلَامِهِ پس حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ خدا آنکھون سے نہین دکھائی دیتا اور نہ کوئی کیفیت رکھتا ہے مثل رنگ روپ جسم وصورت کے تاکہ دکھائی دے بلکہ آیات وعلامات صحیح کے ذریعہ سے وہ پہچانا جاتا ہے فَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَسْئَلَهُ پس اونہون نے کہا کہ ہم کبھی تمہارا ایمان نہ لاینگے جبتک کہ تم خدا سے یہی سوال نکرو فَقَالَ مُوسٰى يَا رَبِّ اِنَّكَ قَدْ سَمِعْتَ مَقَالَةَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِصَلَاحِهِمْ پس حضرت موسیٰ نے مناجات کی کہ خداوندا تو نے کلام بنی اسرائیل سنا پس جو کچھ اونکے حق مین مناسب ہو وہ فرما فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ يَا مُوسٰى سَلْنِيْ مَا سَئَلُوْكَ

فلن اواخذك بجهالهم پس خدا نے اونکی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ
تم اونکی درخواست پیش کرو کہ مین تم سے ہرگز مواخذہ نکرونگا اونکی
نادانی کا بعد ذلك قال موسى رب ارنى انظر اليك قال
لن ترانى ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف ترانى
فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا فلما افاق
قال سبحانك تبت يقول رجعت الى معرفتى بك عن جهل
قومى وانا اول المومنين منهم بانك لا ترى پس حضرت موسیٰ نے
مناجات کی کہ خداوندا مجھی موقع دے اپنی دیکھنے کا فرمایا کہ ہرگز تو مجھی
نہ دیکھیگا مجھے لیکن پہاڑ کو دیکھہ اگر یہہ اپنے مقام پر ثابت رہا تو عنقریب
تو مجھے دیکھیگا پس جب خدا نے پہاڑ پر تجلی کی یعنے اپنا مخلوق ایک خاص
نور وہان ظاہر کیا تو اوس کوہ پرشکوہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود حضرت
موسی بیہوش غش کھا کے مونہہ کے بہل گر پڑے پھر جب افاقہ ہوا تو
عرض کرنے لگے کہ خداوندا تو پاک و برتر ہے اس امر سے کہ کسیکو دکھائی دے
توبہ کی یعنے یعنے نادانی قوم سے اپنی روگردانی کرکے تیری معرفت کی
طرف پہر پڑا اور سبکے پہلے مین ایمان لایا کہ تو دیکھنے کی چیز نہین ہے
واعظ کہتا ہے کہ اشاعرہ لاشعوریہ نے اس آیہ مذکورہ سے دو طرح
استدلال کی ہے دیدار خدا کے ممکن ہونے پر ۱ یہہ کہ خدا نے اپنی دیدار کو
معلق کیا ثبات کوہ پرشکوہ پر اور استقرار کوہ فی نفسہ امر ممکن ہے اور جو ممکن پر
معلق ہوگا وہ بہی ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ دیدار بہی ممکن ہے اور معتزلہ نے
اس قیاس کے صغری مین یہہ بحث کی ہے کہ استقرار کوہ سے کیا

مراد ہے مطلق استقرار یا استقرار مطلق عنوانی یا معنونی یا مقید ظاہر آیہ کریمہ سے یہہ ہے
کہ استقرار مخصوص و مقید یعنے بشرط شی یعنی تجلی مراد ہے نہ لا بشرط یا بشرط لا کے
درجہ مین اور ظاہر ہے کہ عند التجلی استقرار ممکن نہ تہا اسلیئے کہ پہلے ہی خدا خبر دیچکا تہا
کہ تم مجہے نہ دیکہوگے اور ظاہر ہے کہ خلاف مرضی خدا ہونا محال ہے پس جسپر
اوسکی تعلیق ہوئی وہ بطریق اولے محال ہوگا اور معلق کرنا ایسی بات کا کہ جو محال
قطعی ہو کسی امر پر دلالت صریح کرتا ہے محال ہونے پر اوس اصل امر کی مثلاً کوئی
کسی سے کہے کہ اگر تیرا کلام حق ہے تو خدا کا شریک موجود ہے تو مطلب اوسکا
یہی ہوگا کہ حقیت اوسکے کلام کی محال ہے شریک باری کیطرح اور ظاہر ہے کہ
یہہ مستلزم اسی نہیں کہ اس کلام سے امکان شریک باری ثابت ہو بسبب اوسکے
معلق ہونیکے صدق کلام پر کیسیکی جو فی نفسہ ممکن ہے پس کلیت کبریٰ یہی باطل
ہوئی بلکہ ممکن ہے کہ کوئی چیز امکان ذاتی رکہتی ہو اور بسبب خصوص مادۂ محال
ہوگئی ہو اس باعث سے اوسپر محال معلق کیا جائے فتامل خلاصہ یہہ کہ
پہاڑ کا ثابت رہنا تجلی کے وقت ممکن نہ تہا اس سے اوسپر دیدار محال کا حولہ
ہوا اب یہہ ہے کہ اگر حسب عقیدہ معتزلہ دیدار محال ہوتا تو حضرت موسیٰ سا
شخص کا ہیکو اوسکی درخواست کرتا اسلیئے کہ عاقل آدمی محال بات کی کیون درخواست
کرنے لگا پس معلوم ہوا کہ ہماری طرح حضرت موسیٰ بہی اوسی جائز جانتے تہے
وگرنہ ایسے نبی کا کہ مخصوص شرف ہمکلامی خدا سے ہو جہل لازم آتا ہے صفات
ثبوتیہ و سلبیہ خدا سے اور یہہ کیونکر ممکن ہے کہ جو امر ایسا شخص بزرگوار نجانتا ہو
اوسے ادنی ادنی معتزلی لوگ کہ جنہین ذرا سا ماسکہ علم کلام مین ہے وہ جانتے
ہون اور معتزلہ بہی اس آیہ سے استدلال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر رویت خدا

جائز ہوتی تو اوسکی درخواست مین کیا عیب تہا کہ جو اسقدر استعظام اوسکا خدا نے فرمایا اور ظلم سے اوسے تعبیر کیا اور پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اوسکے سبب سے بجلی گرائی چنانچہ قرآن مین ہے فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ یعنے حضرت موسی سے تو اس سے بہی بڑہ کے درخواست کی تہی اور کہا تہا کہ دکہا دے ہمین خدا کو ظاہر بظاہر پس بجلی گری اونپر اس ظلم عظیم کے سبب سے اور اشاعرہ اسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ منشا اس استعظام بلیغ وانکار شدید کا یہہ ہے کہ حضرت موسی نے اس دار دنیا مین دیدار کی درخواست کی تہی کہ جو مستلزم مقابلہ اور جہت کو ہے اور یہہ بات خدا پر محال تہی نہ دار آخرت مین بلکہ اوسکا وہان دیکہنا ایک عنوان جدید سے کہ جسمین تقابل وجہت کا نہو جائز وصحیح ہی اور ہو سکتا ہے کہ معتزلہ اونکے جواب مین کہین کہ حضرت موسی سا نبی بزرگوار کیا اتنی بہی لیاقت نرکہتا تہا کہ جو دیدار دنیوی کو محال جانکے خدا سے نہ پوچہتا تو معلوم ہوا کہ معاذ اللہ اونہین اشاعرہ لاشعورہ کے برابر بہی شعور نہ تہا جیسا کہ شرح اربعین مین تغیر یسیر ہے اور توہم نہو کہ تجلی رب پہاڑ پر نص فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ سے ثابت اور حضرت موسی کا اوس نور ربانی کو دیکہنا معلوم نہین تو غش کیون آتا پس ثابت ہوا کہ رویت خدا واقع ہوئی اور جواب یہ ہے کہ فقرہ مذکورہ ماوّل ہی اور محمول معنی مجازی اور لن ترانی قرینہ تجوز ہے وگرنہ تناقض صریح کلام الہامی الہی مین لازم آئیگا اور ظاہر ہے کہ مدار ایمان بعض بنی اسرائیل دیدار پر تہا پس بقضیہ لطف خدا کو اتمام حجت ضرور تہی اور اسیطرح تکمیل تحدی حضرت موسی اور

استجابت دعای کلیم خدا مقتضی قبول درخواست بنی اسرائیل کی تہی اور پہر باوجود اینہمہ پہر جو دعا مستجاب نہوئی بلکہ تہدید شدید اور عذاب الیم خداوند کریم سے ظاہر ہوا تو صاف ظاہر ہوا کہ دیدار مین ایسی جہت قبح تہی کہ جسنے ان سب وجوہ استحسان بلکہ وجوب کو مضمحل کر دیا اور کسیطرح اصلاح پذیر نہ تہے اور سبب استحالۂ ذاتی کے اس قابل نہ تہے کہ قدرت قادر علی الاطلاق اوسسے تعلق کرے اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ قابل اشارۂ حسّی یعنی محسوس ہونا بدون ذات وضع ہونیکے ممکن نہین اور خدا جسم و جسمانیات و مکان و حیّز سے بوجہ استغناے ذاتی باتفاق فریقین بری ہے اسلئے کہ جسم محتاج اجزا اور متمکن محتاج مکان ہوتا ہے اور حاجت منافی و منافی الوہیت ہے جیسا کہ قطعی عقلی دلیلون سے ثابت ہی اور ظاہر ہے کہ مدار تکلیف عقل پر ہے اور اسی لئے سطلق العنان و مرفوع القلم کر دئے گئے اطفال و مجانین وغیرہ اور حضرت آدم ؑنے ہدیہ خدا سے عقل ہی کو قبول کیا اور حیا و ایمان پر توجہ نفرمائی اوسکے مقابل مین بلکہ اونہین رد کیا یہانتک کہ وہ عذر خواہ ہوئے کہ ہم تابع عقل ہین اوس سے جدا نہین ہوسکتی پس جو بات عقل قطعی سے ثابت ہی اوس سے روگردانی جائز نہین گو کہ ہزار در ہزار آیتین بظاہر اوسکے خلاف پر دلالت کرین بلکہ ایک دلیل عقلی تنہا کیلئے وہ سب ماوّل یا مطروح ہونگے پس کل آیات و اخبار دیدار دنیوی یا اخروی ماوّل ہین جیسا کہ مبسوطات مین مذکور ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهَا پس مائل ہونا اشاعرہ لاشعوریہ کا دیدار پروردگار کیطرف بی عقلی و بی ایمانی و بیحیائی سے اونکی ہی اور درپردہ تائید ہے مجسّمہ مشبّہہ کی کہ جو اون لوگو نمین صاف خدا کیلئے جسم و مادّہ ثابت کرتی ہین چنانچہ بعض بیدین کہتے ہین کہ بڑی شان و شوکت و جاہ و جلال سے

خدا عرش پر تنہا بیٹھا ہے اور معاذ اللہ ایسا الغر ہے خواہ مخواہ مرد آدمی ہے کہ جیسا اوس
سی عرش سے کہ خود اوسکے بالشتون سے چھہ چھہ بالشت کی لوتھڑے اوسکی
لٹک رہی ہین مٹا پی سے مارے اور ہر شب جمعہ عرش سے گدہے پر چڑھ کے
اوترتا ہے اور ڈھونڈ رہی کیطرح ڈہنڈہورا پیٹتا پھرتا ہے کہ کوئی ایسا بھی
بندہ ہے کہ اپنے گناہون سے توبہ و استغفار کرے اور مین اوسے قبول کرون اور
بعضی اوسپر بہتان کرتے ہین کہ طوفان نوح مین اس بیقراری سے اوسنے گریہ
زاری کی کہ روتے روتے جل تھل بھر دئے اور اوسکی آنکھین آجل آئین اور
بچارے فرشتونکو عیادت کے لئے دوڑنا پڑا اور بعضون نے لکہا ہے کہ وہ
بوڑھی آدمی کیصورت ہے اور داڑہی اور پٹے اوسکے کڑبڑے ہین اور سوید اسکو
یہہ دعویٰ اونکا ہے کہ انہون نے خدا کو خواب مین دیکھا حالانکہ کبھی کسی عاقل نے
ایسا دعویٰ نہ کیا ہوگا اور لم اوسکی یہی ہے کہ جسم تو وہ نہین تاکہ سچ مچ کسیکی خواب
مین آئے اور شیطان کی یہہ مجال نہین کہ وہ خدا بنکے آئے اور غیر جسم کو کوئی
کیونکر دیکھیگا اور اسی وجہ سے پیمبر امام سب خواب مین آتے ہین مگر خدا کو بھی
کوئی نہین دیکھتا بجز ان افترا پردازون کے لسان المیزان مین ہی ترجمہ جریر
بن عثمان مین هُوَ مِنْ رِجَالِ الْبُخَارِی ثِقَةٌ ثَبْتٌ رُمِیَ بِالنَّصْبِ کہ وہی
جریر بخاری کے راویون مین سے ہے ثقہ اور ثبت ہے اور متہم بناصبیت ہے
وَمِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنَّ یَزِیْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ رَأَیْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ فِی الْمَنَامِ
فَقَالَ لِیْ یَا یَزِیْدُ لَا تَکْتُبْ حَدِیْثَهٗ یَعْنِیْ جَرِیْرَ بْنَ عُثْمَانَ فَاِنَّهٗ یَسُبُّ عَلِیًّا
اور بہت مشہور ہے کہ یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ دیکھا مینے رب العزت کو
خواب مین پس فرمایا اوسنے مجھسے کہ ای یزید خبردار نہ لکہنا تو اوسکی حدیث کو یعنے

حدیث جریر بن عثمان کو اسلیے کہ وہ مذمت حضرت امیر کرتا ہے اور کتاب یواقیت و جواہر مین ہے کہ حمزہ بن زیات کہا کرتا تھا کہ مینے خدا کے سامنے سورہ یس پڑھا جبکہ اوسے دیکھا پس جب مینے یہہ آیہ پڑھا تنزیل العزیز الرحیم تو حقتعالی نے مجھپر یہہ قرات مستر د فرمائی اور فرمایا کہ ضم لام سے اسی نہ پڑہ بلکہ فتح سے پڑہ اور فرمایا کہ تقدیر عبارت یہہ ہے اِنِّی نَزَّلْتُہٗ تَنْزِیْلًا اور بیان کرتا ہی کہ مینے خدا کے روبرو سورہ طہ پڑہا پس جب مین اس آیہ تک پہونچا وَاَنَا اخْتَرْتُکَ تو خدا نے فرمایا اَنَا اخْتَرْنَاکَ اِلَی غَیْرِ ذٰلِکَ فَقَالَ الْمَامُوْنُ لِلّٰہِ دَرُّکَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ ہَمَّتْ بِہٖ وَہَمَّ بِہَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْہَانَ رَبِّہٖ ہرشید نے عرض کی اے خدا آپکو جزاے خیر دے مجھے باخبر کیجیے معنون سے اس آیہ کے اور بے شبہہ ارادہ کیا زلیخا نے یوسف سے اور یوسف نے زلیخا سے اگر نہ دیکھتی وہ دلیل واضح اپنے پروردگار کی خلاصہ مضمون بلاغت مشحون یہہ ہے کہ زلیخا صغر سن سے حضرت یوسف کو خواب مین دیکھ کے اور وعدہ وصل زمین مصر مین سنکر نادیدہ دیوانہ وار فتگی مزاج سے عقد عزیز مصر پر راضی ہوکے مصر پہونچی اور عزیز استقبال کو بیرون شہر آیا زلیخا نے جو چہرہ عزیز کو اوسے دیکھا تو یوسف نپایا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکے بیہوش ہو گئی سے خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ؛ جب غش سے افاقہ ہوا تو اسکے کہلائی نے بہت سا دلاسا دیا اور کہا کہ تو ملول نہو انجام سفر بخیر ہے ایک روز ضرور اپنے مقصد دلی تک پہونچیگی یہہ مجبور عزیز مصر کے ساتھہ بسر کرتی رہی یہانتک کہ بہائیون کے ظلم سے حضرت یوسف مصر مین پہونچے اور زلیخا نے مالک بن ذعر سے انہین مول لیا اور ہمیشہ منتظر تہی اسکی کہ یہہ نظر لطف و توجہ اوسکے حالپر کرین سے آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ؛ آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند ؛ مگر یہہ جناب بسبب ہر دو سبب کے

کبھی التفات نفرماتے تھے آخر کار مجبور ہوکے بمشورہ دایہ بڑے اہتمام سے
ایک خلوت خانہ زلیخانے بنوایا کہ جسے بیت الکرامہ کہتے تھے اور ایک روز نہادہو
لباس فاخرہ پہن کے تاج مرصع کہ جسکی قیمت خراج ملک مصر تھی سر پر دیکے
درجہ اخیر مین تخت زرین پر بیٹھی اور وہ بھی جمال بیمثال مین بیمثل و بے نظیر تھی
پس حضرت جو اوسکے پاس خلوتخانہ مین چلے تو یہہ تقریر تھی کہ دیکھئے آج شر شیطان
سے کیونکر خدا بچاتا ہے یہانتک کہ جب ایک قبہ کے دروازے سے گذرے
تو ایک کنیز زلیخانے دروازے مین قفل دیدیا پس یہہ حال جو اونھون نے
دیکھا تو انکا تنگ اور بڑا مجبور انھون نے اپنے کمر بند مین گرہ لگائی اور اسیطرح
ہر قبہ کے دروازے مین جب وہ قفل لگاتی تھی تو یہہ ازار بند مین گرہ لگادیتے تھے
یہانتک کہ ساتون قبہ بیت الکرامہ کے طے کرکے اصل مقصد تک پہونچے تو زلیخا
بی تکلف انسے راز و نیاز کی باتین کرنی لگی اور لگاوٹ کرنا شروع کی پس انھون نے
اوس سے روگردانی کی داہنی طرف جو دیکھا تو دیوار پر تصویر زلیخا تعلیگلیر ہوسے
پائی پھر بائین طرف مڑے اودھر بھی یہی کرشمہ تھا اوپر جو نظر اوٹھائی تو وہان بھی
یہی صورت نظر آئی اور زمین کیطرف جو دیکھا تو زمین کا بھی یہی نقشہ تھا
جب ہر طرف یہی ماجرا پایا تو مضطر ہوئے اور بگریہ وزاری درگاہ باری مین
عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار عالم بے تیرے مدد کی نفس پر قابو ممکن نہین
یہانتک کہ زلیخا بے تابانہ اوٹھی اور ارادہ فعل بد کا انسے کیا اور انھون نے
عزم فرار کیا اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا اوسنے انسے قصد
زنا کیا تھا ویسا انھون نے ارادہ اوسکے قتل کا کیا اور وہ از بسکہ مفرانکے حقمین
تھا توفیق رفیق ہوئی اور بدلیل واضح نبوت والہام یہہ اوس سے محفوظ رہے

اور اس حدیث میں ہے فقال الرضا لقد ھمت ولولا ان رای برھان ربہ لھم بھا کما ھمت بہ لکنہ کان معصوما والمعصوم لا یہم بذنب ولا یاتیہ پس حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک زلیخا نے نزدیکی وہمبستری یوسف کا ارادہ کیا اور اگر ایسا نہوتا کہ حضرت ملاحظہ کر چکے ہوتے برہان پروردگار کو یعنے نور نبوت وضیاء عصمت وفتوت کو اور [illegible] تعریف اونکا لوث نجاست گناہ سے پاک وصاف نہو چکا ہوتا تو وہ بھی او[illegible] ویسا ہی ارادہ کرتے جیسا اوسنے اونسے کیا اسلئے کہ جوان قوی [illegible] تھے اور زلیخا بھی نازنینی وحسینی مین یکتا تھی لیکن وہ جناب معصوم [illegible] نہ ارادہ گناہ کرتا ہے اور نہ خود گناہ خلاصہ یہہ کہ یہہ آیہ وافی ہدایہ حکم [illegible] مین ہے اور رفع سے رجوع قیاس استثنائیکی طرف کرتا ہی ولاعبارۃ [illegible] واعظ کھتا ہے کہ پس مراد برہان رب سے نبوت وعصمت سے [illegible] شیخ بہائی علیہ الرحمہ فرماتے ہین المراد ببرھان ربہ ما نصبہ من الدلائل العقلیۃ والنقلیۃ الدالۃ علی وجوب اجتناب المحارم والتباعد عن الذنوب والاثم یعنے مراد برہان پروردگار سے وہ عقلی ونقلی دلیلین ہین جو دلالت کرتی ہین اسپر کہ محرمات سے احتراز لازم ہے اور گناہون سے دوری واجب ہے وقد یستفاد من کلام الامام ان من جملۃ ذلک الھم بالمعصیۃ والقصد الیھا فانہ جعل ذلک من منافیات العصمۃ حیث قال والمعصوم لا یہم بذنب ولا یاتیہ اللھم الا ان یقال جعل الھم بالمعصیۃ منافیا للعصمۃ لا یقتضی کونہ [illegible] لجواز کونہم من قبیل السھو والنسیان فانہما ینافیان العص[illegible]

عِنْدَ الْاِمَامِیَّتِ وَلَیْسَا مِنَ الذُّنُوْبِ اور کلام حضرت سے یہہ مستفاد ہوتا ہی
کہ منجملہ اون گناہون کے ارادہ گناہ ہے اسلیئے کہ حضرت نے اوسے مثل گناہ منافی
ومنافی عصمت قرار دیا مگر یہہ کہ مثل سہو ونسیان باوجود گناہ نہونیکے خلاف عصمت ہو
واعظ کہتا ہے کہ جیسا صدور گناہ موجب ارتفاع وثوق ہی اسیطرح
سہو ونسیان سے اعتماد اوٹھہ جاتا ہے اور احتمال خطا ہر تقدیر پر پایا جاتا ہے
بخلاف عزم گناہ کے کہ یہہ ایسا نہین پس جامع مفقود ہے بلکہ فارق موجود
ہی اور اخبار احاد حجت نہین کہ اوپر بنا کیجائے خصوصًا جبکہ معارض وسکے
وہ حدیثین ہون کہ جو دلالت کرتی ہون اسپر کہ قصد گناہ گناہ نہین بلکہ ترک گناہ
باوجود قصد گناہ مذکور نیک عمل ہے پس کیا عجب کہ بمقتضای بشریت گناہ کا
خیال آنا اسی لئے ہو کہ جب بوجہ عصمت اوس سے باز رہین تو نیک عمل کے
عامل ہون پس شاید مراد حضرت کی یہہ ہو کہ باوجودیکہ عزم گناہ گناہ نہین مگر خلاف
داب عصمت وطہارت سے ہے نبی لوگ ایسا نہین کرتے گو کہ خلاف نبوت وعصمت
نہو یا یہہ کہ ہرچند عصمت فقط ترک گناہ ہے مگر من باب المقدمہ عزم گناہ بھی
ممنوع ہو فَاِنَّ یَدَ وَالْقِتَالِ اللِّطَامُ یا یہہ کہ عزم گناہ گناہ نہونا مخصوص
شریعت جناب رسالتمآب سے ہے اور اگلی امتون مین قصد گناہ بھی گناہ
مین داخل تھا اسلئے حضرت یوسف سے وقوع اوسکا ممکن نہ تھا اور قصد
نکاح زینب مذکور سے کہ جو خاص پیمبر کے لئے مباح تھا یا عام تمام اہل اسلام
کے لئے یعنے بعد وفات شوہر اور اخفا اوس قصد مباح کا خیال بدنامی وغیرہ
سے نہ گناہ تھا اور نہ ارادۂ گناہ اور نہ منافی عصمت تھا اور نہ خلاف داب نبوت
اور تعرض واعتراض اوسپر کلام الٰہی مین محض اسی راہ سے تھا کہ بدنامی کا

تمنے کیون خوف اور خیال کیا رضا و نا راضی مخلوق قابل اعتنا نہین ہر
حال مین رضای خدا پر اکتفا کرنا اولے تھا پس بوجہ ترک اولی تعرض ہوا
باقی والسلام اور اہلسنت مین جن لوگون نے تجویز کیا ہے گناہ مؤمنین نبیونکا
درانہ در آنا تو اونہون نے قصہ یوسف کی یہہ شرح کی ہے کہ اوس جناب نے
معاذ اللہ زلیخا کی کمربند پر بے تکلف ہاتہہ ڈالدیا اور مباشرت کی ڈہب سے
بیٹھے اور برہان کی یہہ تفسیر بیان کرتے ہین کہ از غیبی یہہ آواز اونکے کانمین
آئی اِیَّاکَ وَاِیَّاھَا ہان ہان اے یوسف دیکھو کیا حرکت کرتے ہو خبردار
زلیخا سے بچے رہنا پس وہ باز نہ آئے پہر دوسری دفعہ بہی آواز آئی مگر
اونہون نے کچھہ سماعت نفرمائی پہر تیسری دفعہ یہہ آواز سنی کہ اَعْرِضْ
عَنْھَا ای یوسف اب جانے بہی دو لیکن یہہ ایسے ہاتہہ دہوکے پیچہے
پڑے تھے کہ پہر بہی زلیخا سے انہون نے ہاتہہ نہ اوٹھایا یہانتک کہ حضرت
یعقوب دانتو نمین انگلی دابے ہوئے انکے سامنے آئے اور کہتے ہین کہ
انہون نے یہہ آواز سنی کہ ای یوسف اوس پرند کی حرکت نکرنا کہ جسنے زنا
کیا تھا اور اوسکی سزا مین سب پر پرزے اوسکے جہڑ گئے اور لنڈ منڈ رہگیا
اور بعضون نے کہا ہے کہ ایک ہاتہہ دونون کے درمیان مین پیدا ہوگیا جسپر
لکہا تہا وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یعنے تمہارے نگہبان و سرکوب
کراماً کاتبین یعنے بزرگ لکھنے والے فرشتے مقرر ہین پہر بہی ہاتا پائی سے دست بردار
نہوئے پہر اوسی ہتیلی پر یہہ لکہا دیکہا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً
وَسَاءَ سَبِیْلًا خبردار زنا سے بہڑکے بہی نہ چلنا کہ وہ نہایت فحش بد اور بری
راہ ہے پہر یہہ خواب غفلت سے نچونکے پہر اوسی پر لکہا دیکہا وَاتَّقُوْا یَوْمًا

ترجعون فیہ الی اللہ یعنے ڈرو او سدن سے کہ جسدن خدا کیطرف جاؤ گے
پھر بھی انہیں کچھ اثر نہوا پھر خود خدا نے حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ خبر لے میرے
بندہ کی قبل اسکے کہ وہ مرتکب گناہ ہو پس حضرت جبرئیل آسمان پر سے اوترے
یہہ کہتے ہوئے کہ اے یوسف تم ایسی حماقت کی باتین کرتے ہو اور یہہ نہین جانتے
کہ تمہارا نام پیغمبرونکے دفتر مین ہے اور یہہ بالکل دروغ بے فروغ اور
افترائے صریح ہے خدا ایسے ناپاک عقیدونکو آتش غضب سے اپنی جلا کے
خاک سیاہ کردے اور ایسے بداعتقاد لوگونپر لعنت فرمائے اور کیا بھلا معلوم
ہوتا ہے زمخشری کا کلام اس مقام پر کہ وہ بالکل انصاف مین ڈوبا ہوا ہے
چنانچہ کشاف مین ہے ایسی مہمل باتین سطحی و ظاہری لوگون کی ہین جو ظلم
وجبر خدا پر روا کہتے ہین اور اوسی ظالم جانتے ہین اور نبیونپر افترا باندہنا
عین دین و ایمان ہے اونکا اور جو لوگ عدل و توحید کے قائل ہین کسی
راہ سے یہہ اونکا عقیدہ نہین ہو سکتا اور نہ ایسا پوچ و لچر کلام یا ایسی مہمل
حدیث اونسے ظاہر ہو سکتی ہے اور اگر ادنی سی لغزش حضرت یوسف سے
ہوئی ہوتی تو وہ ضرور صاف صاف کلام ربانی مین ظاہر کردی جاتی اور
اونکے توبہ و استغفار کا بھی ذکر آجاتا جیسا کہ لغزش آدم و داؤد و نوح و ایوب
و یونس وغیرہ کا اور اونکے توبہ و استغفار کا ذکر آگیا لیکن ایسا نہوا حالانکہ خدا نے
حضرت یوسف کی مدح و ثنا کی اور لفظ مخلص اونکی شان مین فرمایا پس یقینی معلوم
ہوا کہ ضرور ضرور وہ ثابت قدم رہے ایسی پھسل پڑنیکی جگہہ پر اور قدم اونکا
بالکل نہ ڈگمگایا اور اولوالعزمون اور قوی دل لوگون کیطرح اونہون نے
جہاد نفس کیا عیب ناکو سمجہہ بوجہ کے اور دلیل تحریم کا اوسکے اعتقاد کرکے

یہانتک کہ وہ مستحق ہوئے اس بات کے کہ خدا نے اگلی کتابون مین اپنی
اونکی مدح وثنا کی اور اسیطرح قران مجید مین بہی کہ جو برہان اور وجہ ثبوت
کل اگلی کتابونکا ہے اور مصداق ومصدق اونکا ہے اونکا اجمالی ذکر بہی اکتفا
نفرمائی یہانتک کہ تمام احوال اونکا قصہ ودرج قرآن فرمایا اور پورا سورہ
اونکی شان مین نازل فرمایا تاکہ ذکر خیر سے اونکے پچھلے لوگ رطب اللسان رہین
جیساکہ اونکے جد امجد خلیل جلیل کو مرتبہ دیا اور رہی لحاظ سے کہ نیک لوگ قیامت
تک عصمت وعفت وپاکدامنی وثابت قدمی مین اونکی پیروی کرتے چلے جائین
پس خدا اپنی رحمت سے بے بہرہ کرے اون ناپاکون کو جنکی کلام کا نتیجہ انجام
ٹہرے کہ معاذ اللہ نفسانا نازل کرنے اوس سورے کے کہ جو سب قصون اور
سورون سے احسن ہے بہتر ہے یہ مدعا ہو کہ لوگ پیروی کرین ایک پیمبر کی پیمبرون
مین سے اس بات مین کہ ایک فاحشہ کی ٹانگون مین ٹانگین ڈال کے بیٹہین
اور کمر بند پر ہاتہہ ڈالین اس ارادہ سے کہ اوسپر مونہہ کے بہل گرین اور
تین تین دفعہ خدا منع کرے اور تین تین بار از غیبی چیخین آئین اور آوازین سنائی
دین سرکوبی کرنیوالے آیتون کے اور بڑی توبیخ ووعید شدید کے اور تشبیہ
کے اوس جانور سے کہ جسنے کسی غیر مادہ سے جفتی کہائی ہو اور پہر باوجود
اسکے اپنی جگہہ پر ڈٹا رہے اور تسمہ بہر بہی اپنے ارادہ سے نہ ڈگمگائے اور
بدمستی کے مارے گناہ سے باز نہ آئے اور خواب غفلت سے نچونکے
یہانتک کہ اوسکے بندوبست کے لئے خدا جبرئیل امین کو بہیجے حالانکہ اگر
کوئی شخص دنیا بہر سے بہی زیادہ بیباک وبے تکلف وچالاک زنا کا مین
تجویز کیا جائے کہ وہ ساری خدائی سے بدنظر اور سب سے زیادہ اوسکے مونہہ

پٹسکار برستی ہوا ور ٹہیکرے ٹوٹ ٹے ہون اور وہ ایک شمہ بہی ان حالات کا دیکہے جنہین حضرت یوسف کیطرف نسبت کرتے ہین توسب رگین اور پٹہے اوسکے بیکار ہو جائین اور کسی عضو مین حس وحرکت نہ باقی رہے اور ساری خواہش ومردمی تشریف لیجائے پس کیا لغو ومہمل مذہب ہے اون بیباکونکا کہ جو ایسی بیباکی وناپاکی ایسے پاک نبی پر گوارا رکہتے ہین وقال ابن الرازی فی تفسیرہ الکبیر اور فخر بے سر اپنی تفسیر مین لکہتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ لَہُمْ تَعَلُّقٌ بِہٰذِہِ الْوَاقِعَۃِ ھُمْ یُوْسُفُ وَالْمَرْأَۃُ وَزَوْجُہَا وَالنِّسْوَۃُ وَالشُّہُوْدُ وَرَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَاِبْلِیْسُ وَکُلُّھُمْ قَالُوْا بِبَرَاءَۃِ یُوْسُفَ عَنِ الذَّنْبِ فَلَمْ یَبْقَ لِمُسْلِمٍ تَوَقُّفٌ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وہ لوگ کہ جنہین اس قصہ سے کچہہ تعلق ہے وہ کئی ہین ایک یوسف دوسرے زلیخا تیسرے اوسکا شوہر عزیز چوتہے کئی عورتین پانچوین گواہ چہٹے عالم الغیب والشہادۃ ساتوین ابلیس پر تلبیس ان سبہون نے یوسف کے بری ہونیکا اقرار کیا پس کسی مومن کو بحث کا مقام اور تامل کا موقع نرہا اَمَّا یُوْسُفُ فَبِقَوْلِہٖ ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَفْسِیْ وَقَوْلِہٖ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ لیکن حضرت یوسف پس دو جگہہ اونہون نے بیان کیا ایک اس آیت مین ہے اوسی عورت نے تو خود مجہہ سے آمد و رفت کی اور دوسری آیت مین یہہ اونکی مناجات لکہی ہے خداوندا قید خانہ مجہے اچہا معلوم ہوتا اوس گناہ سے کہ جدہر مجہے یہہ بحر کہینچتے ہین وَاَمَّا الْمَرْأَۃُ فَلِقَوْلِہَا وَلَقَدْ رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَفْسِہٖ فَاسْتَعْصَمَ وَقَالَتِ الْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَفْسِہٖ اور لیکن عورت پس دو جگہہ قرآن مین اوسکا بہی اقرار

لکہا ہو ایک زنان مصر کے سامنے بیشک خود بیٹہے ہی تو اوس سے آمد و رفت و راہ و رسم چاہی پس وہ باز رہا اور یہ بہی دام الفت مین نہ پہنسا دوسرے سامنے ریان کے جب یوسف کے حسب درخواست اوسی بلا کے حقیقت حال پوچہی اور سب نے گواہی انکی پاکدامنی کی دی تو وہ خود مقر ہو کے کہنے لگے ابتو ظاہر ہوگیا امر حق کہ مین نے اونسے راہ و رسم چاہی وَاِنَّا رَاوَدْتُهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ یعنے اے زلیخا یوسف بری ہے یہہ جو کچہہ ہوا تمہارے ہی کید و مکر سے تہا سچ تو یہہ ہے کہ تمہارے چلتر بہت بڑے ہوتے ہین کہ جنمین آدمی کی عقل دنگ ہو جاتی ہے اور تفسیر کشاف مین لکہا ہو کہ قرآن مین کید شیطان کو ضعیف لکہا ہے اور کید زن کو عظیم پس یہہ بڑی شیطان ٹہرین اور یہہ کلام سرسری ہے اسلئے کہ خدا نے بمقابل اپنی عظمت و جلال کے کید شیطان کو ضعیف کہا ہے اور اوسکی بہ نسبت کید زن کو عظیم نہین کہا بلکہ زبانی عزیز اوسکی عظمت بیان کی پس بہ نسبت اوسکی امثال و اقران کے جاری ہوگی پس یہہ عظمت اضافی ہے پس ترجیح کید زن کی کید شیطان پر نہوئی اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ خود عورتین مع اپنے کید کے منجملہ مکائد شیطان کے ہین جیسا کہ بعض معتبر حدیثون مین وارد ہے لیکن اسمین بہی کوئی شک نہین کہ بہ نسبت ہمارے کید زن نہایت عظیم ہے اِنَّ النِّسَآءَ شَیَاطِیْنُ خُلِقْنَ لَنَا ÷ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ عورتین ہمارے لیے شیطان مجسم ہین پس خدا ہی بچائے ہمین شر شیطان مجسم سے × اگر نیک بودی سرانجام زن × زنان را مزن نام بودی نہ زن ÷ زن دوست بود و ولی زمانی ÷ تا جز تو نیافت عمر باسے نہ بلا

چون در بردیگرے نشیند ✢ خواہد کہ ترا دگر نہ بیند ✢
ے اسپ وزن و شمشیر وفادار کہ دید ✢ اَمَّا النِّسْوَۃُ فَلِقَوْلِھِنَّ اِمْرَأَۃُ
الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰھَا عَنْ نَفْسِہٖ قَدْ شَغَفَھَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ
مُّبِیْنٍ وَقَوْلِھِنَّ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْٓءٍ اور لیکن عورتین
مصر کی پس اونکی بہی دو اقرار درج کلام ربانی ہین ایک جو آپسمین انہون نے
کہا تہا کہ عزیز کی عورت دل سے چاہتی ہے اپنے نوجوان کو یعنے یوسف کو
حسن یوسف نے اوسکو دل کا پردہ پہاڑ دیا ہے کچہہ سودائن ہوگئی ہے
کہ ایسے شوہر عزیز کو چہوڑ کے ایک بدتمیز غلام پر جان دیتی دوسرے
جب یہہ خبر زلیخا کو پہونچی تو اسنے اون سب کی ضیافت کی اور بہت عمدہ
عمدہ کہانے چنے جب وہ کہا پی کے سیر ہوئین تو اوسنے ایک ایک قلمتراش
اور ایک ایک نارنج اونکے ہاتہہ مین دیا اور حضرت یوسف کو حکم کیا کہ تم انہیں
جلوہ گر ہو چاند سی صورت کی جہلک انہین دکہا دو کہ یہہ بقیہ نور وشعلہ طور کا
دیکہہ کے مجہے معذور رکہین بعد اوسکے سرخ یا سبز دہانی جوڑا پہنا کے
انہین بلایا یا وہی لباس جو اونکے گلیمین بے تکلف تہا رہنے دیا نہیں جونہین
یہہ تشریف لائے تو سب کی سب دہم ہوگئین ہوش وحواس جاتے رہے
مجبور فرمائش زلیخا سے چاہا کہ قلمتراش سے نارنج کاٹ کے اپنی ہاتہہ
حضرت یوسف کے ہاتہہ مین دین مگر ایسی محو تہین کہ ہر ایک
اپنا اپنا ہاتہہ کاٹ کے زبان حال سے یہہ مصراع اپنی زبانپر
لائی ے من قاش فروش دل صدپارۂ خویشم
اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نے

ذرا کسی پر التفات نکیا اور کچھہ کسیکو خیال مین نہ لائے حالانکہ بڑی بڑی نازنین
اور مہ جبینین لباس فاخرہ پہن پہن کر بیٹھین تہین اور حسن اونکا شہرون شہرون
بکہانا ہوا تہا پس یہہ حال پرہیزگاری کا انکے دوبارا دیکہہ کے کہنے لگین استغفر الله
بہلا یہان بدی کا کیا ذکر یہہ تو عجب فرشتہ خصلت شخص ہے وَاَمَّا اِنَّہٗ ہُوَ
فقوله تعالیٰ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ
فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَإِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ
فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ اور لیکن گواہ پس پوشیدہ نرہے کہ بیت الکرم
مین جب یوسف ؑ کو کوئی مفر نظر نہ آیا تو یہہ بہاگے اور زلیخانے چاہا کہ دوڑ کے
انسی لپٹ جائے جب یہہ قریب در پہونچے تو ہراسان ہوئے حضرت جبریل ؑ
نے اشارہ کیا قفل کیطرف پس وہ وا ہوا تا آنکہ اخیر دروازے تک پہونچ گئے
پہر جب زلیخانے دیکہا کہ اب یہہ صید فرزانہ ہاتہہ سے جاتا ہے تو جست و
خیز کر کے حضرت کے کُرتے کا دامن پکڑ لیا تاہم زور کر کے حضرت یوسف ؑ
اوسکے ہاتہہ سے نکل گئے مگر اس کشاکش مین پٹھلا کرتے کا پہٹ گیا اور
عزیز کو بہی اوڑتے اوڑتے کچھہ خبر انکی پہونچگئی تہی حسب اتفاق وہ کواڑ کی
آڑ مین کہڑا اسن رہا تہا دیکہتا کیا ہے کہ اس قطع سے یہہ دونون چلے آتے
ہین کہ سانسین چڑہ گئین ہین چہرے سرخ تمتمائے ہوئے بال بکہرے ہوئے
ہین یہہ ماجرا دیکہہ کے اپنے جامے سے باہر ہو گیا اور دست بقبضہ ہو کے
کہا کہ یہہ کیا ماجرا ہے سچ بتاؤ زلیخانے جو طور بے طور دیکہا تو کہنے لگی کہ
سنجر قید و بند و عذاب شدید کے اور کیا سزا ہے اوسکی جو اپنی محسن کی
آبرو ریزی چاہے اوسکی آبرو پر دست درازی کرے ای عزیز تیرے

سر عزیز کی قسم کہ مین چین سے اپنے بستر پر بیخبر سو رہی تہی کہ ناگاہ تیرا بد لگام
یہہ عبرانی غلام شیر کی طرح دفعتہ مجہپر حملہ ور ہوا اور مجہسے ارادہ بد کیا فقط تیرا ہی
اقبال تہا کہ جو آج عزت بچی یہہ سنکے عزیز اپنے آپے سے باہر ہو گیا اور غصہ سے
حضرت یوسف کو دیکہا اونہون نے بیساختہ کہا ھِیَ رَاوَدَتْنِی عَنْ نَفْسِی
اسنے خود ہی تو مجہہ سے راہ و رسم چاہی مگر وہ کب مانتا تہا اسلئے کہ غصہ مین بہرا
ہوا تہا چاہا کہ اوسنے کہ حضرت کو شہید کرے کہ ناگاہ چار مہینے کا ایک بچا زلیخا کے
عزیز و نمین جو اوسکے یہان اپنی مان کے ساتہہ مہمان آیا تہا پالنے مین اوٹہہ
بیٹہا اور کہنے لگا ای عزیز با تمیز غصہ نکر میری بات سن لَا تَحْقِرَنَّ الْقَوْلَ يَا أَبِيكَ
الْحَقِيرُ بِهِ + فَالنَّحْلُ وَهُوَ ذُبَابٌ طَائِرُ الْعَسَلِ + حقیر کی بات کو حقیر
نہ سمجہنا کہ ظاہر مین اگرچہ مکس حقیر ہے مگر باطن اوسکا شہد سے بہرا ہوا ہے دیکہہ
مین کسیکا جنبہ نہین کرتا صاف صاف انصاف کا طریقہ تجہے بتائے دیتا ہون
یوسف کا کرتا دیکہہ اگر آگا اوسکا پہٹگیا ہو تو زلیخا نے سچ کہا اور یوسف جہوٹا ہے
اسلئے کہ جب مرد کی زیادتی سے ہاتا پائی کی نوبت آئیگی اور عورت راغب نہو گی
تو خواہ مخواہ آگے وار کپڑونپر ضرر پہونچیگا اور اگر پیچہا کرتے کا پہٹا ہے تو یہہ جہوٹی
ہی اور وہ سچا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ڈرکے جو بہاگا تو سے پیچہے
سی اوسنے دامن پکڑکے کہینچا اور کرتہ پہٹگیا پس یہہ بات اوس بے زبان کی
عزیز کو بہت پسند آئی غور سے جو دیکہا تو کرتے کا پیچہا پہٹا دیکہا پس کہنے لگا
کہ ای زلیخا یوسف بری ہے تو خود ہی بری ہے تمہارے چلتر ونا سے خدا کی
پناہ نکتہ ظاہر ہے کہ حقیقت مین حضرت یوسف پاکدامن تہے اور حق کا بڑا
حق ہے پس مناسب حال یہہ تہا کہ اس احتمال کا ذکر مقدم ہوتا پہر کیا سبب کہ

اوس لڑکے نے صدق زلیخا کا احتمال پہلی بیان کیا اور منشا اسکا ایک تو یہہ
ہے کہ آگے سے کرتا پھٹنے کا ذکر آگے کیا اور پیچھے کا پیچھے دوسرے یہہ کہ زلیخا
کو عزیز از بسکہ عزیز رکھتا تھا اور اوسکی بیتابی و زار نالی اور سیکڑون قسمین سنکے
زیادتی یوسف بطور خود جانچ چکا تھا تو یہہ اندیشہ تھا کہ شاید خلاف مزاج
بات سنکے ہٹ دہرمی کر بیٹھے اور نصیحت کا ثمرہ نہ ظاہر ہو تو اسلئے پہلے وہی
احتمال ذکر کیا کہ جو موافق عقیدۂ عزیز تھا اور جب اس ذریعہ سے اوسے
اپنی طرف متوجہ کر لیا تو پہر اسکا موقع ملا کہ امر حق اوسپر حالی کرے ایک قوی
اور زبردست وجہ کی ذریعہ سے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے
کہ اس لڑکیکا نام تملیخا تھا اور بعد تسلط حضرت یوسف عم نے اسی حسب تجویز
پروردگار عالم اپنا وزیر کیا اور یہہ بالکل عقل و حکمت و فراست سے پر تھا اور
جبکہ ثبوت قدرت قادر علی الاطلاق اور ثبوت نبوت یوسف صدیق کی لئے
اقرار اونکے وزیر کا اور عزیز زلیخا کا ایسا مقبول ہوا کہ قرآن مین وجہ ثبوت
مین پیش کیا گیا حالانکہ وہ بالکل بے زبان و صغیر السن تہا تو اعتبار ایمان
حضرت امیر مین کہ جو وزیر و عزیز قریب سید المرسلین تھے کیا شبہہ رہا سے
ہر کہ شک آرد کافر گردد اور اس امر کی تحقیق ہم انشاء اللہ ایک جدا موعظہ مین
بیان کرینگے اور لیکن شہادت خود خدا کی پاکدامنی یوسف عم صدیق پر پس
وہ یہہ ہے کَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا
الْمُخْلَصِيْنَ اسیطرح سے ہٹا دیا ہمنے بدی اور بدکاری کو یوسف عم سے اور
بیشک وہ ہمارے خالص اور خاص بندون سے ہے اور لیکن اقرار ابلیس پر
تلبیس پس وہ بطور دلیل اشارہ دو آیتون سے مل کے ثابت ہوتا ہے

جیسا بات سے بات نکل آتی ہے ایک وہی جو اوپر گذری کہ حضرت یوسفؑ خدا کے خاص و خالص بندے ہین دوسرے شیطان کا خدا سے عہد کرنا فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ خداوندا تیری ہی عزت و جلال کی قسم کہ مین سب آدمیون کو اغوا کرونگا مگر تیرے خالص و خاص بندون کو پس صغریٰ پہلی آیت سے ثابت ہوئی اور کبریٰ دوسری سے اور شکل قیاس یہہ ہوئی کہ یوسفؑ خدا کے خاص بندے تھے بحکم آیہ اوّل اور جو خدا کا خاص بندہ ہے اوسکے اغوا پر شیطان قادر نہین بحکم آیہ ثانی پس یوسفؑ کے اغوا پر بھی شیطان قادر نہین بحکم قاضی عقل پس اگر یہہ لوگ مفتری بجتری بندہ خدا ہین توگواہی خدا مانین اور اگر لشکر بلکہ بندہ شیطان ہین تو اوسکی گواہی کو معتبر جانین اور ہر طرح برأت یوسفؑ ثابت ہے فَقَالَ الْمَامُوْنُ لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَقَالَ الرِّضَاؑ ذَاكَ يُوْنُسُ بْنُ مَتّٰىؑ ذَهَبَ مُغَاضِبًا لِقَوْمِهٖ فَظَنَّ بمعنے اِسْتَيْقَنَ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَنْ لَّنْ نُّضَيِّقَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تعٰ وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ اَىْ ضَيَّقَ وَقَتَّرَ فَنَادٰى فِى الظُّلُمَاتِ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ وَظُلْمَةِ الْبَحْرِ وَبَطْنِ الْحُوْتِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِتَرْكِىْ مِثْلَ هٰذِهِ الْعِبَادَةِ الَّتِىْ فَرَغْتُ لَهَا فِىْ بَطْنِ الْحُوْتِ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ سُبْحَانَهٗ فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ پھر رشید نے کہا کہ خدا آپکو جزای خیر دے آپ مجھ سے اس آیت کے

معنی بیان فرمائے وَذَا النُّونِ الآیہ یعنے اور مچھلی والا یعنے یونس بن متّٰی جب نینوی سے چلا گیا غصہ مین بہرا ہوا پس گمان کیا اوس نے کہ ہم اوسپر قدرت و دسترس نپا سکین گے حضرت نے فرمایا کہ معنی صحیح یہہ ہین کہ وہ اپنی قوم سے خفا ہوکے چلے گئے تہے بسبب اونکی بدکاری و بدکرداری کے نہ یہہ کہ معاذ اللہ وہ خود خدا سے خفا ہوکے چلے گئے ہون اپنی حسب مرضی عذاب نازل نہونے سے قوم جفاکار پر پس گمان یعنی یقین واثق کیا یونس نے کہ ہم تنگ و مسدود نہ کرینگے اونکا رزق بسبب جدائی قوم کے حاصل یہہ کہ اونہون نے کچھہ اسکی پروا ندکی کہ اگر مین کہین اور چلا گیا تو کیونکر بسر اوقات ہوگی بعد جدا ہوجانے اون لوگون کے کہ جنسے مجھے کسیقدر تعارف ہے اور ایک مدت دراز سے اونکے حیلے سے مجھے رزق ملتا ہے بلکہ انہون نے ذات خدا پر تکیہ کیا اور یہہ سمجھے کہ ملک خدا تنگ نیست ٭ پای مرا لنگ نیست ٭ یہان نہین اور ہی کہین سہی ہر جگہہ کسی نہ کسی حیلہ سے بسر ہی ہوجائیگی ے رزق را روزی رسان پر مید ہد ٭ ایسے شہر نا پرسان مین رہنا کیا ضرور جہان کوئی حق بات گوش دل سے سنی ہی نہین اندہا راجہ چوپٹ نگری حاصل یہہ کہ حضرت نے فرمایا کہ قدرت سے مراد اس آیہ مین قبضہ و اختیار نہین بلکہ تقدیر و تقتیر و تنگی رزق مراد ہے جیسا کہ اس آیہ مین ہے جبکہ مبتلا ببلائی امتحان کیا اوسے اوسکے مربی نے تو تنگ کر دیا اوسپر اوسکا رزق اور موئید حضرت یہہ بہی آیت ہے اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ یعنے پروردگار تیرا وسعت دیتا ہے جسکے رزق کو چاہتا ہے اور تنگی رزق دیتا ہے جسکے لیے چاہتا ہے پس بانضمام ان آیات کے مطلب صاف ظاہر ہوگیا

ہر چند کہ تفسیر معصوم تنہا حجت ہی اور اسی تفسیر کے سبب سیراب حاجت
اور تفسیرون کی نہین رہی مثل اسکے کہ قدر سے مراد قضا و قدر ہو اور مطلب
یہہ ہے کہ حضرت یونس نے گمان کیا کہ ہم نہ حکم کرینگے اونپر عقوبت کا یا یہہ
تشبیہ دی ہے حال حضرت یونسؑ کو حال سے اوس شخص کے کہ جسے یہہ
گمان ہو کہ خدا اوسپر قادر نہو سکیگا تشبیہ مرکب کیطرح پر بہر طور گو کہ حضرت
یونس منکر قدرت نہ تھے مگر بحسب ظاہر جو اونپر آثار انکار مترتب ہوئی تو
بمقتضای بلاغت اونہین قائم مقام منکر قرار دیا جیسا کہ عالم بے عمل کو
جاہل سے تعبیر کرتے ہین **حکایت** ایک شخص کے پیٹ مین درد ہوا
وہ حکیم کے پاس گئے اور کیفیت بیان کی حکیم صاحب نے پوچھا آپنے کیا کھایا
اونہون نے کہا کہ جلی ہوئی روٹی حکیم صاحب نے نسخہ سرمہ کا مقوی بصارت
لکھدیا بیمار نے کہا کہ حکیم صاحب قوت معدہ درکار تھی قوت نظر منظور نہ تھی اسلئے
کہ مینے آپ سے شکایت ضعف بصر کی نہین کی حکیم صاحب نے کہا کہ اگر تمہین
ضعف بصر نہوتا تو جلی ہوئی روٹی کیون کھا جاتے پس اونہون نے ہر چند کہ
دوای چشم کا سوال نکیا تہا مگر از بسکہ اوسکے آثار مترتب ہوئے اور صورت
سوال تھی تو انہون نے اونہین سائل اور متلاشی دوا ے چشم کا قرار دیا
بطور لطیفہ اور بلاغت کے اور اسی طرح نظم و نثر مین بلیغون کے اکثر غیر سائل کو
سائل اور بالعکس اور منکر کو غیر منکر اور بالعکس قرار دیتے ہین یا یہہ کہ یہہ
خطرہ خود ہی اونکے دلمین واہمہ کیطرح آگیا ہو اور مبالغۃً ظن و گمان غالب
سے تعبیر کیا گیا ہو و کیف ما کان پھر خدا فرماتا ہے پس سیماب وار بیقرار ہو کے
پکارا یونس نے تاریکیون مین سے یعنے ایک تاریکی رات کی دوسری پانی کی

تیسری شکم ماہی کی پس ایسی تین تین گھٹا ٹوپون مین جو حضرت یونس کا دم گھٹا
تو ماہی بے آب کیطرح تڑپ کے بڑی تڑپ سے انہون نے مناجات مین
عرض کی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ نہین کوئی
خدا بجز تیرے پاک ہے تو نہایت ظلم اور بڑا غضب کیا مینے کہ تیری عبادت سے
غافل ہو بیٹھا شکم ماہی مین حالانکہ اوس خلوت خانہ مین فارغ البال ہو گیا تھا
مین دنیوی خرخشون سے پس خدا نے اونکی دعا مستجاب کی چنانچہ قرآن مین
فرمایا کہ اگر وہ تسبیح خوانون مین نہوتا تو مچھلی ہی کے پیٹ سے پیٹ مین قیامت
تک پڑا رہتا اور جناب شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بعض عارفون نے
لکھا ہے کہ جو فرصت عبادت و قرب رب معبود حضرت یونس کو اوسدن حاصل
ہوا کبھی اوسکے قبل یا بعد نصیب نہوا بلکہ بہلہ ونکے حقمین ایک قسم کی معراج تھی
چنانچہ رومی مثنوی مین ہے ؎ گفت پیغمبر کہ معراج مرا ٭ نیست بر
معراج یونس اجتبا ٭ آنِ من بر چرخ و آنِ او نشیب ٭ زانکہ قرب حق برونست
از حسیب ٭ قرب نے بالا و پستی رفتن است ٭ قرب حق از حبس ہستی رستن است
فَقَالَ الْمَامُوْنُ لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی
لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ پھر رشید نے
کہا کہ خدا جزاے خیر دے آپکو یا حضرت اب مجھ سے مطلب اس قول خدا کا
فرمائے تا کہ خدا معاف کرے اے نبی تمہارے سب اگلے پچھلے گناہون کو
قَالَ الرِّضَا لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ عِنْدَ مُشْرِكِیْ مَكَّةَ اَعْظَمَ ذَنْبًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ثَلٰثَمِائَةٍ وَسِتِّيْنَ صَنَمًا
فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالدَّعْوَةِ اِلٰى كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَعَظُمَ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ مکہ کے بت پرستون کے نزدیک پیمبرؐ سے زیادہ
کوئی مجرم وقصور وار نہ تہا اسلیئے کہ وہ لوگ سوائی خدا کے ۳۶۰ بتون کی پوجا
پتری کرتے تہے پس جب حضرت نے کلمۂ توحید اونہین تلقین کیا تو بیحد اونپر
بہت شاق گذرا وَقَالُوْا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ
اور کہنے لگے کہ پیمبرؐ نے توسب خداؤنکو ایک کر ڈالا یہہ بہی عجیب بات ہی
وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا
لَشَیْءٌ یُّرَادُ اور چل کہڑے ہوے اونمین سے کچہہ گروہین یہہ کہکے کہ چلو
یہان سے اور بجبر صبر کرو اپنے خداؤن پر اور وہ بیٹہو کہ یہی بات ہماری
تقدیر کو منظور تہی یعنے سانحہ جان گزا امر تقدیری ہے یا کسر شان
اصنام وخواہش ریاست وترفع ایسا امر ہے کہ ہر کس وناکس اوسے
چاہتا ہے خواہش نفسانی سے پس اگر محمدؐ نے بہی ایسا چاہا تو کیا عجب
مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ایسی بات
تو ہمنے اس پچہلے زمانہ کے لوگون سے کسی سے نہین سنی یہہ قدم بقدم
اگلے لوگون کے ہین اگر اگلون مین کسیکا بہی یہہ مذہب ہوتا تو پچہلون مین کسی
نہ کسی سے توضرور سنائی دیتا یا یہہ کہ اگر توحید ضرور ہوتی تو پچہلی امت
مین یعنے عیسائیون مین ضرور ہوتی کہ وہ تابع نبی ہین حالانکہ اونکے مذہب
مین بہی شرک وتثلیث ہے پس کسی مذہب مین توحید کا ٹہکانا نہ لگا تو اب
ضرور یہہ محمدؐ کی بات بناوٹ اور دلسے گڑہی ہوئی ہے **واعظ کہتا ہی**
جو شیعہ مذہب نبیون پر صغیرہ وکبیرہ کوئی گناہ روا نہین رکہتے انیغفر
ذنب کی تفسیر مین اونکے کلام کو اضطراب ہو گیا ہے اور جو تفسیر خود

حضرت نے بیان فرمائی وہی حق ہے اسلئے کہ کلام مورخین سے بھی ثابت
ہوتا ہے کہ قریش باکینہ وطیش کہتے تھے کہ پیغمبر سے تو ایسی خطا ہوئی تھی
کہ انہون نے سب خداؤن کو مٹا دینا چاہا انہین ترقی کا ہیکو ہوگی اور اگر
ایسا ہو تو پھر البتہ انکی راست گوئی مین شک نرہیگا تو اونکے نزدیک جو پیغمبر کے
اگلے پچھلے گناہ تھے وہ خدا نے انہین ترقی و فتح دیکے بخشدی اور مٹا دی اور
اگر گناہ کے معنے یہہ سمجھے جائین بلکہ جو ظاہری اور متبادر معنی ہین پھر یہہ
سمجھہ مین نہین آتا کہ فتح مکہ اور اونکے معاف ہو جانے سے کیا علاقہ مگر یہہ کہین
کہ ازنیکہ فتح مستلزم جہاد تھی اور جہاد بڑا عمل نیک ہے تو وہ باعث بخشش
گناہ ہوا اور بنا بر تقریر حضرت کی جواب باصواب صاف ظاہر ہے اور تعجب ہے
کہ شیعون کے اکثر عالمون اور مفسرون نے مثل شیخ المشائخ شیخ ابو جعفر
طوسی اور امین الاسلام شیخ ابو علی طبرسی اور سید سند قدوہ اہل ایمان جناب
سید مرتضی علم الہدی کے حالانکہ بہت سی کتابین علم تفسیر و حدیث و کلام مین
تصنیف کی ہین مگر کسی مین یہہ جواب نہین دیا کہ جو حضرت نے بیان کیا اور
کچھہ ضعیف وجہین لکھی ہین کہ جنسے بخوبی تشفی نہین ہوتی حالانکہ شیخ صدوق
علیہ الرحمہ کے بعض تصنیفو نمین مثل عیون اخبار الرضا کے یہہ حدیث موجود
تھی اور جن لوگون نے گناہ صغیرہ و کبیرہ نبیو نپر جائز جانا ہے وہ گناہ حضرت
کو عام لیتے ہین اور کہتے ہین کہ اونکا ہر قسم کا گناہ بخشدیا گیا خواہ قبل نبوت
صادر ہوا تھا یا بعد نبوت اور قبل فتح مکہ اور جو گناہ سرزد ہو چکے تھے یا
سرزد ہونیوالے تھے یا یہہ مراد ہے کہ برکت حضرت سے اگلے گناہ یعنے
آدم وحوا کے اور اونکی دعوت سے اونکی امت کے گناہ جو پچھلی ہین یعنے

بعد حضرت قیام قیامت تک سرزد ہونگے وہ سب بخشدیئے گئے اور جو شخص فقط
گناہ صغیرہ کو جائز جانتا ہے وہ اس آیت مین فقط صغیرہ ہی مراد لیتا ہے اور تقدم
و تاخر بھی یہی معنی کہتا ہے جو گذرے اور بہر کیف تعلیل مسطور بے تکلف درست
نہین ہوتی بے تقدیر معصوم کے اور بنا بر تفسیر حضرت تقدم تاخر سے مراد
نہین ہو سکتی کہ قبل نبوت یا بعد نبوت اسلئے کہ حضرت نے کبھی قبل نبوت توحید
کیطرف دعوت نہین فرمائی جیساکہ شرح اربعین مین ہے مگر یہہ کہ ہدایت
نور عقل حضرت کا گاہ گاہ دلالت کرنا زمان طفولیت مین توحید پر جیساکہ بعض
اخبار معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے صحت معنی کے لئے کافی سمجھا جائے اور
نہ یہہ معنی ہوسکتے ہین کہ قبل فتح اور بعد فتح اسلئے کہ بعد فتح تو سب نے ایمان قبول
کیا پھر دعوت توحید کب ہوئی مگر یہہ کہ دور دور قبائل و بلاد بعیدہ مین بعید
حضرت سے توحید کا پہونچنا ملحوظ ہو واعظ کہتا ہے کہ کلام حضرت مین
حصر اسکا نہین کہ بجز توحید کے اور کوئی گناہ حضرت کا قریش کے نزدیک مستوجب
نہ تہا بلکہ حضرت نے بیان اعظمیت جرم حضرت مین ایک فرد اکمل اوسکی
عقیدہ قریش بیان کر دیے نہ یہہ کہ یہی فقط گناہ تہا اور اور کوئی اونکے نزدیک
نہ تہا اور نہ یہہ بہی تنہا یا مخلوط قبل اور بعد ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ قبل اور گناہ ہو
اور بعد دوسرے جنس کا اور ایک تنہا اور دوسرا مخلوط یا دونو تنہا یا دونو مخلوط
اور تحقیق یہہ ہے کہ تمام دلیلون مین دلیل عقلی قوی تر اور مقدم سب دلیلون پر
ہے اور عصمت انبیا دلیل عقلی سے قطعی الثبوت پس اگر ہزار در ہزار آیتین
اور روایتین معارض اوسکی ہون تو بہی وہی واجب العمل ہوگی و باقی سب
ماؤل یا مطروح پس تاویل سے ما نحن فیہ کی کچھہ چارہ نہین اور مشہور دلیلین

عصمت کی کئی ہین پہلی یہہ کہ اگر عصمت نہو تو غرض و غایت ثبوت نبوت پہ
ہتر تب نہوا اسلیئے کہ اگر پیمبرون سے صدور معصیت جائز ہو تو از بسکہ کذب
بہی ایک معصیت ہے تو اوسکا بہی صادر ہونا روا ہوا اور جب گنجائش دروغ
اونکے کلام مین ہو تو پہر اونکے کسی قول و فعل و امر و نہی و وعید پر اعتماد نرہے
اور کوئی عاقل بوجہ جائز الخطا ہونیکی اونپر اعتماد نہ کرے دوسرے یہہ کہ
اگر نبیون سے گناہ صادر ہو تو اجتماع ضدین لازم آئے ایک لزوم پیروی
نبی اس امر معصیت مین اسلیئے کہ عموماً پیروی پیمبر واجب ہے جیساکہ قرآن
مجید مین ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنے کہو اے
نبی کہ اگر تم خدا سے محبت رکہتے ہو تو پیروی کرو میری کہ محبت کرے
تمسے خدا دوسرے وجوب مخالفت نبی اس گناہ مین جسکا وہ مرتکب ہے
اسلیئے کہ ہر گناہ سے اجتناب واجب و لازم ہے چنانچہ قرآن مجید مین ہے
وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا نہ میل و رغبت کرو ان لوگون کیطرف کہ جنہون نے
ظلم و گناہ کیا ہے اور دوسری آیت مین ہے وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ
اور منع کرتا ہے خدا فحش و بد امر سے تیسرے دلیل یہہ ہے کہ اگر نبی
سے گناہ صادر ہو تو منع کرنا و زجر بہی لازم ہوگا اسلیئے کہ حکم کرنا نیک بات کا
اور منع کرنا بری بات سے علی العموم بہ نسبت ہر کس و ناکس کے شرع مین واجب
ہے حالانکہ زجر و ایذاے پیمبر باجماع امت حرام ہے اور قرآن شریف مین
ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ جو لوگ کہ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہین دین و دنیا مین خدا
اونپر لعنت کرتا ہے چوتھے یہہ کہ شہادت فاسق شرع مین مسموع

نہین پس شہادت نبی بہی مقبول نہوگی اور جب ادنی ادنی دنیوی باتون مین
پیمبر کی گواہی مقبول نہو تو امور عظیمہ مین کیون قبول ہونے لگے پہر اسے
بحال اوس حاکم شرع کے کہ جسکی گواہی اور بات خود اوسی شرع مین گونہ
تنفر ہو پانچوین یہہ کہ اس تقدیر پر نبی مستحق عذاب ہوگا چنانچہ قرآن مجید
مین ہے وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ اور جو شخص
نافرمانی خدا و رسول کرے پس واسطے لئے جہنم کی آگ ہے چہٹے یہہ کہ
وہ مستحق ملامت ہوگا چنانچہ قرآن مین ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ
آگاہ ہو کہ لعنت خدا کی ظالمون پر ہے اور ایک اور آیت مین ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ
مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کیون ایسی بات کہتے ہو جسپر خود تمہارا عمل نہو سے خود را
فضیحت و دیگران را نصیحت اور ایک اور آیت مین ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ اور لوگون کو تو نیک بات کا حکم دیتے ہو اور اپنی
نفس کو بہولجاتے ہو ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار حالانکہ اچہا تہا نبی عذاب
وعقاب و لعن و طعن سے بری ہے اور اس سے بڑہ کے کون باتین باعث
تنفر خلق ہو سکتی ہین ساتوین گنہگار اس قابل نہین کہ مرتبہ عہد نبوت
سے مشرف ہو اسلئے کہ قرآن مین ہے لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ یعنے
نہین پہونچ سکتا عہد ہمارا ظالمون تک آٹہوین پیمبر لوگ خاص خالص
بندے خدا کے نہین ٹہرتے وگرنہ اغوائے شیطانی کا کیا امکان تہا
اسلئے کہ شیطان خدا سے عہد کر چکا ہے لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا
عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ضرور اون سبکو اغوا کرونگا مین بجز تیرے
خالص بندون کے اور جب پیمبر ہی خالص بندے نہوئے تو پہر کون

خاص بندہ خدا کا ہوسکتا ہے حالانکہ خود خدا اونکی تعریف مین فرماتا ہی
اِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ یعنے وہ لوگ ایسمین جلد بازی
کرتے تھے نیکیونمین اور ایک اور آیت مین ہے اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ
الْأَخْيَارِ یعنے وہ نبی لوگ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگونمین سے
تھے نوین اجرائے حد شرعی کے مستحق ہونگے دسوین ترجیح بلا مرجح
لازم آئی کہ اور لوگ کہین یہہ بھی تو ہماری ہی طرح مجرم خطاکار ہین انمین
کیا ترجیح ہے کہ یہہ پیمبر ہوئے اور ہم نہوے گیارہوین مذہب
قطعی نرہی جبکہ ادنی شبہہ بھی ادنی سے خطاکاری کا اگرچہ سہوًا بھی ہو
اونمین پایا جائے بارہوین لطف خدا ناتمام رہے تیرہوین تمام امت
سے معارف مین کامل تر ہونا چاہین اور جو عظمت الٰہی کو خوب جان چکا ہو اور اوسی
ہر وقت حاضر و ناظر جانے وہ کیونکر اوسکے ادنی معصیت بھی طرفۃ العین گوارا
کریگا اور یہہ دلیل منامی ہے کہ خواب مین بھی ایکبار یہنے اسی مناظرہ مین
بیان کیا چودہوین صغیرہ وکبیرہ کی حقیقت شرعیہ ثابت نہین اون دلائل
و قرائن سے کہ جو اپنے مقام پر بیان کئے گئے ہین پس یہ نسبتا و بالاضافۃ
ایک گناہ کے دوسرا گناہ صغیرہ یا کبیرہ ہوگا یا جسمین عظمت عقلی یا عرفی یا
شرعی پائی گئی ہو جیسا کہ اظہر ہے اور بہر کیف سب گناہ نافرمانی ربانی مین
مشترک ہین اور بعض احادیث مین وارد ہے کہ کسی معصیت پر نظر نہ کر بلکہ
بزرگی پر اوس شخص کی نظر رکھہ جسکی تو نافرمانی کرتا ہے پس اس باب المقدمہ
ضرور ہوا کہ گناہ صغیرہ بھی نبی سے نہ صادر ہونہین تو پانی مرنا شک کرنے
کافی ہوگا دیگ مین ایک ہی چاول ٹٹولا جاتا ہی ادنی سا گناہ ہوتے

یہی خیال جائیگا کہ جب انہون نے اتنی سی بات مین تہوڑیسی نافرمانی خدا
قبول کرلے تو زیادہ نافرمانی کر بیٹھنے مین کون مانع ہے سہ قیاس کن
زگلستان من بہار مرا ۔ پس بمقتضائی اکثر ادلہ مرقومہ بالا ضرور ہوا کہ عمداً
وسہواً کوئی گناہ صغیرہ وکبیرہ نبی سے نہو بلکہ من باب المقدمہ ضرور ہے
کہ ابتدائے عمر سے اور قبل نبوت سے بہی نہو کہ فی الجملہ تنفر خلق او نقص لطف
اور امکان گنجائش نافرمانی خدا و وقوع خطا متحقق ہوجائیگا اور اسمین کیا
لطف ہے کہ حاکم شرع اور امین وحی الٰہی اور دستگیر خلائق ایسا ہو کہ ملامت
اوٹہا سکے اور لوگ کہین کہ واہ جو آج ہمین نفس کشی کا حکم کررہے ہین
کل کی بات ہے کہ یہ خود بت پوجتے تہے شراب پیتے تہے فلان شخص کا
جوتا لے بہاگے تہے زید کا گہر پہاندا تہا عمرو کی بیٹی بہگائی تہی آج یہہ
ہماری نصیحت کو آئے ہین خود را فضیحت دیگران را نصیحت ＊ نو سے
چوہے کہا کے بلی حج کو چلی یا جیسے حجت خدا جانتین اوسے شہوت
پرستی مین غرق پائین ایک وقت اقتدا کرین دوسرے وقت اونکا یہہ
حال دیکہین کہ نفرین خلق ہورہی ہے لوگ تہڑم تہڑا کرتے ہین کبہی تو
کوتوالی چبوترے کے پیادون کے ہاتہہ مین اور اونکا گریبان کبہی
ٹکٹی مین بند ہے ہین اور کبہی لال خان کی لکڑی سے کبہی خاردار طوق
مین گردن ہے اور کبہی رسی مین مشکین کبہی ہتکڑیونمین ہاتہہ مین اور کبہی
بیڑیونمین یا کاٹ مین پاؤن یہہ تو دنیا مین فضیحت اور آخرت مین سب سے
زیادہ تو ایسے جہوٹے نبی یا امام سے ہمین تو معاذ اللہ کیا کام ایسے پیر خدا
اور ون ہی کو مبارک رہیں کہ وہ خود ایسی ناپاکی سے راضی ہین جو اونمین

بڑے صاحب تمیز ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ اگر قبل نبوت گناہ صغیرہ ہو تو کیا
حرج بعد نبوت محفوظ رہنا چاہیے یہہ بہی بتقلید شیعہ نہین تو اکثر تو بعد نبوت
بہی صغائر و کبائر سب نبیون پر روا رکہتے ہین خلفا کے پردہ پوشی کے
لئے یہانتک کہ ابن فورک نے لکہا ہے کہ اسلام سے بہی کچہہ کام نہین کلتا فقط
اگر خوش آواز ہو اور اچہا لب لہجہ رکہتا ہو تو وہ بہی نبی ہو سکتا ہے
اسلئے کہ تبلیغ احکام مین بکار آمد صرف آواز ہی اور کفر سے کچہہ ضرر آواز کو نہین
پہونچ سکتا اور کیا چپا ہی اسمقام سے وہ حکایت کہ جیسے جناب عالیجناب
مکان نے حدیقۂ سلطانیہ مین مقدس اردبیلی سے نقل کیا ہے کہ علماء
اہلسنت مین سے فاضل میرزا جان شہر بخارا مین وارد ہوا اور شغل
درس وتدریس مین مصروف ہوا پس بعد چند سے چند خیر خواہ شاگرد و نکے
بطور کنایہ نہین بتایا کہ فرزند دلبند کو انکے چند اوباش باغی باغون مین
لیجاتے ہین گلگشت چمن مین گلستان و بوستان کا سبق نہین پڑہاتے
ہین بطور نحو فاعل و مفعول کے صیغہ بتاتے ہین کبہی باب ثلاثی مجرد کا
حال بآب و تاب دریافت فرماتے ہین بقول شخصے ؎ مررت علی

طِفْلٍ بَدِیْعٍ جَمَالُہٗ + یُطَالِعُ صَرْفًا وَالْکَرَاہِیْسُ فِی الْیَدِ +
فَقُلْتُ لَہٗ لَا زَالَ عِلْمُکَ زَائِدًا + اَیْنَ لِیْ بَابًا لِلثُّلَاثِیِّ الْمُجَرَّدِ

گرد اوس سرو قد کے حلقہ زن بلبلون کیطرح ایسی بجتے اٹکے ہین
سنت عمری پر ایسے قائم ہین کہ تلاوت قد افلح سے کبہی نہین ہٹکتے ہین
جب کئی بار اونہون نے بتکرار بیان کیا تو فاضل میرزا جان نے کہا کہ یہہ
معمے تو مین سمجہتا نہین صاف صاف مجہہ سے کہو اونہون نے کہا کہ حیا غمانی

سنگ راہ نہوتے تو ہم تفضیح کی تصریح کر دیتے اب خلاصہ یہہ ہے کہ آپکے
غفلت کی بدولت صاحبزادہ بلند اقبال پیر بخار اکا شہدا ہوگیا انہون نے
کہا کہ بس اتنی ہی سی بات پر میرا ناطقہ بند کرتے ہوے پیر شو بیاموز
سے برین عقل و دانش بباید گریست ✢ تمہین اتنی بہی سمجہہ نہین کہ اگر صحیح
بہی ہو تو یہہ خارج از مبحث باتین ہین اوسکے نفس ناطقہ کو اس سے
کیا ضرر ہے

فقط

کتبہ فقیر علی رضا

# موعظہ آٹھوان

مناظرہ یہودی حضرت امیرؑ سے فضائل جناب رسالتمآب مین اور فضیلت حضرت کی حضرت آدم و ادریسؑ و نوح و صالحؑ پر اور ذکر مسئلہ وجوب شکر اور استحباب درود اور عصمت وغیرہ مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُوِیَ عَنْ مُوسَی بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اٰبَائِهٖ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ حضرت امام موسی جعفرؑ نے اپنے والد ماجد سے اور اونہون نے اپنے آبائے طیبین وطاہرین سے اور اونہون نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے قَالَ اِنَّ یَهُوْدِیًّا مِنْ یَهُوْدِ الشَّامِ وَاَحْبَارِهِمْ کَانَ قَدْ قَرَءَ التَّوْرٰیةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَالزَّبُوْرَ وَصُحُفَ الْاَنْبِیَاءِ وَعَرَفَ دَلَائِلَهُمْ فرمایا کہ ایک یہودی شام کے یہودیون مین سے اور علمائی مذہب یہود سے کہ جسنے توریت وانجیل اور زبور اور سب صحیفے سب نبیون کے پڑھے تھے اور انکو بیہچان لیا تہا اونکے دلیلون کو جَاءَ اِلٰی مَجْلِسٍ فِیْهِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم وَفِیْهِمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ

سَعِیدِ الْجُھَنِیُّ آیا ایک صحبت مین کہ جسمین اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع تھے اور جناب ولایت مآب حضرت امیرؑ اور ابن عباس اور ابو سعید جہنی بھی موجود تھے فَقَالَ یَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا تَرَکْتُمْ لِنَبِیٍّ دَرَجَةً وَلَا لِمُرْسَلٍ فَضِیْلَةً اِلَّا نَحَلْتُمُوْهَا لِنَبِیِّکُمْ فَهَلْ تُجِیْبُوْنِی مَا اَسْئَلُکُمْ عَنْهُ پس کہا اوس یہودی نے ای امت محمدؐ کسی درجہ اور فضیلت کو کسی نبی اور رسول کے تمنے نہ چھوڑا مگر یہہ کہ زبردستی اوسے اپنے پیغمبر کے لیئے ثابت کیا پس جو کچھہ مین پوچھون اوسکا جواب مجھے دوگے قَالَ فَکَاعَ الْقَوْمُ مِنْهُ حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ یہہ سنکے مونہہ پھیر لیا اوسکی طرف سے تمام جماعت نے فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍؑ نَعَمْ مَا اَعْطَی اللّٰهُ نَبِیًّا دَرَجَةً وَلَا مُرْسَلًا فَضِیْلَةً اِلَّا وَقَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لِمُحَمَّدٍؐ وَزَادَهُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ اَضْعَافًا مُضَاعَفَةً پس ارشاد فرمایا حضرت امیر المومنینؑ نے کہ ہان سچ کہا تو نے نہین عطا کیا خدا نے کسی نبی کو کوئی درجہ عالی اور نہ کسی رسول کو کوئی فضیلت مگر یہہ کہ جمع کردیا ہو اوسے واسطے جناب رسالتمآب محمد مصطفےؐ کے بلکہ زیادہ کردیا اونحضرتؐ کے مدارج وفضائل کو دوچند وسہ چند وده چند فَقَالَ لَهُ الْیَهُوْدِیُّ فَهَلْ اَنْتَ مُجِیْبِیْ پس عرض کیا اوسنے اوس یہودی نے کہ پس آیا آپ میری بات کا جواب دیسکتے ہین قَالَ نَعَمْ سَاذْکُرُ لَکَ الْیَوْمَ مِنْ فَضَائِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا یُقِرُّ اللّٰهُ بِهِ اَعْیُنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیَکُوْنُ فِیْهِ اِزَالَةٌ لِشَکِّ الشَّاکِّیْنَ فِیْ فَضَائِلِهِ حضرت نے فرمایا کہ ہان قریب ہے کہ مین بیان کرون تجھسے آج اسقدر فضائل کو جناب رسالتمآب

صلی اللہ علیہ وآلہ کو کہ بسبب اونکے ٹھنڈک پڑی آنکھو نمین مؤمنون کو اور شک شکلو نکا بیخ و بن سے کندیدہ ہوجائے اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا ذَکَرَ لِنَفْسِہٖ فَضِیْلَۃً قَالَ لَا فَخْرَ اور محاسن عادات اور تہذیب اخلاق سے جناب رسالتمآبؐ کی یہہ امر تہا کہ جب کبہی وہ جناب حسب اقتضا رکسی ضرورت شرعی کے کوئی فضیلت اپنی بیان فرماتے تہے تو بعد اوسکے فرماتے تہے وَلَا فَخْرَ یعنے یہہ امر از راہ فخر و مباہات اور عجب و تجبر کے مینے بیان نہین کیا بلکہ محض اظہار امر واقعی کے واسطے واعظ کہتا ہے کہ اس فقرہ حدیث مین اشارہ ہے اس امر کیطرف کہ بغیر تکبر و انانیت کی اگر کوئی شخص فضیلت واقعی اپنی بیان کرے تو اوسمین کچہہ مضائقہ نہین اور اسمین کچہہ شبہہ نہین اسلیئے کہ خود اپنی تعریف کرنا مذموم نہین ہے بلکہ غایت غالب اوسکی یعنے کبر و نخوت اور عجب و نکوہش مذموم ہے پس اگر وہ خود ستائی مقرون کسی غرض صحیح و شرعی سے ہو تو اوسمین کیا حرج کوئی قبح عقلی خودستائی مین نہین اور ظاہر ہے کہ حسن و قبح اشیای عقلی ہے بلکہ جب امر بالمعروف او رنہی عن المنکر اوسپر موقوف ہو تو وہ واجب ہوجائیگی بحسب وجوب امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور تفسیر کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ یعنے لیکن نعمت پروردگار کو اپنی پس اظہار کر تو اور محاورہ عرب مین حکم کرنا ساتہہ کسی چیز کی دلالت کرتا ہے واجب ہونے پر اوس چیز کی پس جب آیہ وافی ہدایہ مذکورہ مین خدا نے اظہار نعمت خدا کا حکم دیا گویا اوسے واجب کیا اور اظہار جیسا کہ بیان سے ہوتا ہے

بیعت ختم اولی ثابت ہے

اوسیطرح فعل سے بہی اور اظہار مطلق کا حکم شامل ان دونو قسمون کو ہی
اسلیئے کہ ترک استفصال دلیل عموم ہے جیسا کہ نعمۃ اللہ جزائری علیہ الرحمہ
نے بالاجمال اوسکیطرف اشارہ کیا ہے مگر یہہ کہ تحدیث سے مراد بحکم تبادر
خاص اظہار حدیثی و قولی کو لین ہر چند کہ اخبار مفسرہ مرجح احتمال عموم
مین بہر طور رجحان خودستائی بلکہ وجوب مین اوسکی حسب محل و موقع کے
اپنے ہو کوئے شک و شبہہ نہین اور اسی پر محمول ہے قول حضرت یوسفؑ
وَاجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ یعنے ای عزیز
قرار دے مجہے روے زمین کے خزانون کا محافظ اسلئے کہ مین بڑا حفاظت
کرنیوالا اور عالم و دانا ہون اور اسی پر محمول ہے کلام جناب رسالتمآب کا
نَحْنُ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الخ اور خبر حضرت امیرؑ کی اور او کلمات
و خطب معجز نسمات مثل خطبہ شقشقیہ کے خلاصہ یہہ کہ ادلہ اربعہ
اور سیرت قطعیہ سے جواز خودستائی بر محل ثابت وھو العالم
یہر یہودی سے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا وَاَنَا اَذْکُرُ فَضَائِلَہٗ
لَکَ غَیْرَ مُزْرٍ بِالْاَنْبِیَاءِ وَلَا مُنْقِصٍ لَھُمْ وَلٰکِنْ شُکْرًا لِلّٰہِ
عَلٰی مَا اَعْطٰی مُحَمَّدًا مِثْلَ مَا اَعْطَاھُمْ وَمَا زَادَ اللّٰہُ وَمَا
فَضَّلَہٗ عَلَیْھِمْ اور مین بہی بتاتا ہون اوس جناب کے بیان کرتا ہون تجہسے
فضائل کو اوس جناب کے بدون قصد توہین یا تنقیص اور پیغمبرون کی
بلکہ از راہ شکر خدا کے اس امر پر کہ اوسنے ہمارے نبی کو اگلے نبیون کے
برابر رتبہ دیا بلکہ دہ چند اونسے ہمارے حضرت کو بڑہا دیا واعظ کہتا ہے
کہ یہین اشارہ ہے اسطرف کہ اظہار فضیلت بہی ایک نوع کا شکر ہے

مسئلہ وجوب شکر

اور شکر خدا واجب ہی پس اظہار نعمت واجب ہوگا جیسا کہ سابق مین بیان
کیا گیا اور وجوب شکر منعم مین کسیطرح کا شک وشبہہ نہین باتفاق عقلا
البتہ اشاعرہ لاشعور تہ اوسے واجب نہین جانتے بلکہ جائز وصحیح نہین
اور یہہ محض بے عقلی اونکی ہے اسلیئے کہ وجوب شکر منعم عقلی ہے جیسا کہ
سابق مین گذرا اور ظاہر ہے کہ حسن وقبح اشیا عقلی ہے اور اسباب وجوب
شکر بہت ہین ایک یہہ کہ بسبب اوسکے امن ہوتا ہے عذاب سے
اسلیئے کہ جب کوئی شخص از سرتا پا غرق کسیکے احسانات مین ہوا اور اوسکا
شکریہ نہ ادا کرے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ منعم ناخوش ہو اور کہے کہ یہہ عجب
بیحیا ہے کہ اسقدر مینے اسپر احسانات کیئے اور پھر یہہ شکر نہین کرتا تو سزاوار
سزا ہی دوسرے یہہ کہ اوّل مرتبہ محسن آزردہ ہوکے بسبب عدم شکر
گذاری سلب نعمت کرلے بسبب ترک شکر کے اور ایسے ہی امور فائدہ شکر مین
پس وہ عبث نہ ٹھہرا جیسا کہ بعض اشاعرہ توہم کرتے ہین تیسرے یہہ کہ
شکر گذار بسبب شکر مستحق مدح عقلا ہو چوتھے یہہ کہ محسن خوش ہوکے
اسکی شکر گذاری سے اور زیادہ اسے نعمت دے جیسا کہ قرآن
مجید مین بھی ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ
عَذَابِي لَشَدِيدٌ بلاشبہہ اگر شکر کروگے تو تمہین نعمت زیادہ دونگا
مین اور اگر کفران نعمت کروگے تو عذاب میرا بہت شدید ہے اور تحریم
کفران نعمت اتفاقی ہے پس مقابل اوسکا یعنے شکر کا واجب ہونا چاہیئے
اسلیئے کہ تقابل حقیقی حرام سے واجب ہی کو ہے فتامل پانچوین
یہہ کہ شکر فی نفسہ مطلوب ہی قطع نظر فوائد مذکورہ کے اسلیئے کہ اگر موافق

مرضی خدا ہے تو باعث رفع الم اور حصول اجر ہوگا ورنہ عبث ضرر کا تو
وہم تک نہین اور یہہ بر تقدیر تنزل ہے ورنہ لزوم اوسکا سابق مین ممہد
ہوا اور یقین واثق ہے کہ شکر نعمت پر کبھی عذاب نہین ہوسکتا اگر گنجایش
عذاب ہے تو کفران نعمت پر ہے جیسا کہ علم اوسکے سابق مین گذرے
پس توہم کرنا اشاعرہ بے شعور کا استحقاق عذاب کا شکر پر محض خبط ہی رہا
یہہ توہم اونکا کہ اگر کوئی کسی کو ایک لقمہ دے اور وہ اوسکے بدلے مبالغہ
شکر گذاری مین کرے تو یہہ محمول استہزا پر ہوگا اور محسن کو بہت ناگوار ہوگا
کہ ایسا مینے اسی کیا دیا کہ جو یہہ اتنا شکر کرتا ہے پس صاف ظاہر ہے
کہ یہ تمسخر و استہزا کرتا ہے پس جب ایک لقمہ پر یہہ حال ہوا تو نعمات خدا تو
بمقابل عظمت و جلال خدا مین ایک لقمہ سے بھی کم نسبت رکھتے ہین بالکل
ہیچ و پوچ ہین پس کیونکر اونپر شکر خدا کرنا جائز ہوگا اور یہہ محض اونکا
خیال خام اور خبط بے ربط ہے اور بالکل قیاس مع الفارق ہے پس
اہل قیاس بھی اوس سے راضی نہونگے چہ جائیکہ اہل حق دشمن اہل قیاس بخلاف
قیاس تفصیل یہہ ہے کہ اہل قیاس کے نزدیک بھی تحقق قیاس مین
ارکان اربعہ قیاس کا پایا جانا چاہیے اصل اور فرع اور جامع اور حکم
پس اصل یہان پر لقمہ ہے کہ اوسپر قیاس کیا ہے اور فرع نعمات خدا مین
کہ جنکا قیاس کیا اور جامع کوئی نہین پس حکم کیونکر پایا جائیگا بلکہ انصاف
یہہ ہے کہ فارق موجود ہے اور فرق یہہ ہے کہ لقمہ بہ نسبت دینے والے
اور لینے والے دونون کے حقیر ہے پس خواہ مخواہ اوسپر زیادہ شکر کرنا
باعث استہزا ہوگا اور خدا کی نعمتین اگرچہ بمقابل اوسکی عظمت و جلال کو

ارکان اربعہ قیاس

کالعدم ہین مگر ہمارا حوصلہ تو اونکے سامنے پست ہے اگر ہر بن مو ہمارے
بدن پر زبان ہو اور ہم ایک ادنےٰ سی نعمت کا اوسکی شکر چاہین تو ممکن الادا
نہین پس ہمین اوسکا شکر کیون نہ واجب ہوگا ؎ از دست و زبان کہ
برآید ❊ کز عہدۂ شکرش بدر آید ❊ پس ظاہر ہوا کہ محض ترک شکر خدا کفر ہے
پس باطل ہوا عقیدۂ فاسدہ اشاعرہ کا اور ہمارے اولہ سابقہ سے محجوب ہوا
حاجبی پیشوا اونکا اور کیا خوب فرمایا ہے اس مقام پر سید نے منظومہ
طولانی مین ؎ اذا اطعمت کلبا بعض خبز ❊ یظل مُلاذما
لوصید بابی ❊ یعنی اگر ایک کتّے کو بھی ایک ٹکڑا روٹی کا دیدین تو
پھر کبھی وہ چوکھٹ نہین چھوڑتا کیسا ہی دُھتکارا جائے ؎ وعند الاشعری
الشکر لغوٌ ❊ فھم واللہ اخبث من کلاب ❊ اور اشعری
وغیرہ شعور کے نزدیک شکر لغو ہے پس بخدا وہ لوگ کتّے سے بھی بدتر ہین
قال له الیهودی انی اسئلک فاعدّ له جوابا قال له علیٌّ ھات
یہودی نے کہا پھر مین پوچھتا ہون مہیا ہو رہیئے حضرت نے فرمایا کہ
پوچھ جو کچھ تیرے دل مین آئے قال له الیهودی ھذا ادم اسجد اللہ
له الملائکة فهل فعل لمحمدٍ شیئا من ھذا یہودی نے کہا کہ حضرت
آدم کے لئے سجدہ لیا خدا نے اپنے فرشتون سے پس آیا فرمایا ایسا واسطے
تمہارے پیغمبر کے بھی یا نہین فقال له علیٌّ لقد کان کذلک ولکن
اسجد اللہ لادم ملائکته فان سجودھم لم یکن سجود طاعة
وانھم عبدوا ادم من دون اللہ عزّ وجلّ پس حضرت نے فرمایا
کہ یہ تو صحیح ہے لیکن مقصود اس سجدہ سے سجدہ عبادت نہ تھا اور یہ بھی نہ تھا کہ

نہ تہا کہ ملائکہ آدم کو علاوہ خدا کے خدا ٹہرا کے اونہین سجدہ کرین وَلٰکِن اِعْتِرَافًا لِاٰدَمَ بِالْفَضِیْلَۃِ وَرَحْمَۃً مِّنَ اللّٰہِ لَہٗ بلکہ مقصود اوس سے محض اقرار فضیلت حضرت آدمؑ اور ایک نوع کا ترحم تہا حال آدم پر وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا ھُوَ اَفْضَلُ مِنْہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ صَلّٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فِی جَبَرُوْتِہٖ وَالْمَلَآئِکَۃُ بِاَجْمَعِھَا وَتَعَبَّدَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ فَھٰذِہٖ زِیَادَۃٌ لَہٗ یَا یَھُوْدِیُّ اور جناب رسالتمآب کو اوس سے زیادہ مرتبہ دیا کہ خود بہی اپنی جبروت مین اونپر درود بہیجا اور ملائکہ کو بہی مامور بہ درود کیا اور مومنین کو بہی پابند کیا درود بہیجنے پر پس زیادہ ہوا یہہ اسلیئے کہ یہہ درود بمعنے سجدہ مذکور ہے اور سجدہ صرف ملائکہ نے کیا تہا اور یہان درود مین خدا خود اور مومنین بہی شریک ہوئے واعظ کہتا ہے کہ اس فقرۂ حدیث سے اشعار ہوتا ہے وجوب درود کا مومنون پر اور یہی مفاد ظاہر امر کا ہے کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنے تحقیق کہ خدا اور فرشتے اوسکے درود بہیجتے ہین نبی پر اے مومنو تم بہی سلام و درود بہیجو اونپر اور فی الجملہ وجوب مین شبہہ نہین یعنے حالت تشہد مین لیکن خارج نماز سے اور علی العموم وجوب درود ثابت نہین ہان بعض احادیث معتبرہ سے رجحان بلکہ وجوب درود کا غیر حال نماز مین ثابت ہوتا ہے یعنے جب ذکر نبی ہوا اور حسب ظاہر یہی ہو اور اسیوجہ سے شیخ بہائی علیہ الرحمہ وغیرہ ذکر درود واجب جانتے ہین جب ذکر حضرت ہو خواہ بعلم یا لقب یا کنیت یا ضمیر اور مشہور استحباب ہے اور اجماع اور سیرت قطعی اور عمل اصحاب و راوراد لہ کثیرہ موید استحباب ہین اور

وہی اظہر ہے البتہ از بسکہ کثرت احادیث اور تاکید و تشدید اونکی مشعر وجوب تو ورنہین کہ قول بوجوب کفائی اولی و احوط ہوا اور یہی نحو بہ جامع درمیان اونکے متعارضہ کے ہے اگرچہ علما مین سے کوئی قائل اسکا نہین اور اسی استحباب سے حل ہوتا ہے شبہہ تسلسل درود اور ایک جواب اسکا استثنا سے بہی مشہور ہے یعنی درود مین ذکر حضرت آنا موجب وجوب درود نہوگا پس تسلسل لازم نہ آئیگا اور غرابت مقام مانع مزید تفصیل سے ہے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ اٰدَمَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَتِهِ یہودی نے عرض کیا بدرستیکہ جناب باری نے اپنے فضل و کرم سے توبہ آدم اونکے خطا سے قبول فرمائی قَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ بِغَيْرِ ذَنْبٍ اَتٰى قَالَ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اِنَّ مُحَمَّدًا غَيْرُ مُوَافٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِوِزْرٍ وَلَا مَطْلُوْبٍ فِيْهَا بِذَنْبٍ حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا لیکن ہمارے حضرت کی شان مین اس سے بہی بڑا آیا اور بدون گناہ کے چنانچہ خدا نے فرمایا تاکہ معاف کرے خدا تمہارے اگلے پچہلے سب گناہون کو پس وہ جناب روز قیامت کسی جرم پر ماخوذ نہونگے واعظ کہتا ہے کہ مراد گناہ سے اس آیہ مین یا ترک اولی ہے بحکم جمع بین الادلۃ والاخبار کے یا گناہ بحسب زعم کفار و منافقین کے یا اور ایسے معنی صحیح اور اسیطرح خطائی آدم کو ترک اولی پر محمول کرنا لازم ہی اسلئے کہ بضرورت مذہب عصمت انبیا و ائمہ ثابت ہے اور تفصیل مسئلہ عصمت سابق مین مذکور ہوئی قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ هٰذَا اِدْرِيْسَ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا وَاَطْعَمَهُ مِنْ تُحَفِ الْجَنَّةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ یہودی نے

عصمت انبیا

کہاکہ خدا نے حضرت ادریس کو مقام عالی اور تحفۂ جنت کے دیئے بعد اونکی وفات سے کے قال لقد کان کذلک ومحمد اعطی ما ھو افضل من ھذا ان اللہ جل ثناؤہ قال فیہ ورفعنا لک ذکرک فکفی بھذا من اللہ رفعۃ ولئن اطعم ادریس بعد وفاتہ فان محمداً اطعم فی الدنیا فی حیوتہ بینما یتضور جوعا اذا اتاہ جبرئیل بجام من الجنۃ فیہ تحفۃ فھلل الجام وھللت التحفۃ فی یدہ وسبحا وحمدا وکبرا فناولھما اھل بیتہ ففعل الجام مثل ذلک فھم ان یناولھا بعض اصحابہ فتناولھا جبرئیل وقال لہ کلھا فانھا تحفۃ من تحف الجنۃ اتحفک اللہ بھا وانھا لا یصلح الا لنبی او وصی نبی فاکل واکلنا معہ وانی لاجد حلاوتھا ساعتی ھذہ فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلعم کو اس سے زیادہ مرتبہ ملا خدا نے اونسے کہاکہ بلند کیا ہے ذکر تمہارا پس خدا کیطرف سے یہہ بلندی کافی ہے اگر اونہین تحفہ جنت بعد وفات ملا تو ہمارے حضرت کو حیات مین چنانچہ ایکبار شدت فقر وفاقہ سے حضرت بہت ضعیف ہوگئے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل جنت کا ایک جام لائے کہ اوسمین تحفہ سا ایک تحفہ تہا پس وہ جام وتحفہ بزبانِ فصیح حمد وثنائے الٰہی کرنے لگا اور حضرت نے مع بعض اہلبیت اوسے تناول فرمایا اور بعض اصحاب نے جو اوسکے تناول کا ارادہ کیا تو حضرت جبرئیل جلدی سے اوسے تناول کر گئے اور کہاکہ ای نبی یہہ تحفہ بہشت ہے اسے بجز نبی یا وصی نبی کے اور کوئی تناول نہین کرسکتا حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ بخدا ابتک مین اوسکی حلاوت پاتا ہون اور مزا اوسکا تا اینڈم

نہین ہوا قَالَ لَہُ الْیَهُودِیُّ فَهٰذَا نُوحٌ صَبَرَ فِی ذَاتِ اللّٰهِ وَعَذَرَ
قَوْمَہٗ اِذْ کُذِّبَ عرض کیا کہ نوح نے راہ خدا مین صبر کیا مدت دراز تک
اور بد دعا نہ کی اپنی قوم کے حقمین جب وے نہون نے اونکی تکذیب کی قَالَ
قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ صَبَرَ فِی ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ
وَجَلَّ وَاعْذَرَ قَوْمَہٗ اِذْ کُذِّبَ وَشُرِّدَ وَحُصِیَ بِالْحَصٰی وَعَلَاہُ
اَبُوْ لَهَبٍ فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی مَلَكِ حَامِلِ الْجِبَالِ اَنْ شُقَّ الْجِبَالَ
وَانْتَہِ اِلٰی اَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَاہُ فَقَالَ لَہٗ اِنِّیْ اُمِرْتُ
بِالطَّاعَةِ فَاِنْ اَمَرْتَ اَطْبَقْتُ عَلَیْهِمُ الْجِبَالَ فَاَهْلَکْتُهُمْ بِهَا
فَقَالَ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً رَبِّ اهْدِ اُمَّتِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ وَیْحَكَ
یَا یَهُوْدِیُّ اِنَّ نُوْحًا لَمَّا شَاهَدَ غَرَقَ قَوْمِہٖ رَقَّ عَلَیْهِمْ رِقَّةَ الْقَرَابَةِ
وَاَظْهَرَ عَلَیْهِمْ شَفَقَتَہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ فَقَالَ
اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ اَرَادَ جَلَّ ذِکْرُہٗ اَنْ یُّسَلِّیَہٗ
بِذٰلِكَ فرمایا کہ ہمارے حضرت نے اوسّے زیادہ صبر کیا اور اپنی قوم
معذور رکھا جب اونکی تکذیب ہوئی اور راہ خدا مین وہ شہر بدر کیئے گیے
اور سنگسار کیئے گیے اور غلبہ کیا اونپر ابولہب نے پس خدا نے وحی کی طرف
اوس فرشتے کے کہ جو حامل جبال ہے کہ پہاڑون کو کندہ کرکے حضرت کی
اطاعت مین رکھہ پس وہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین یہہ پہاڑ
کندہ کرکے اونپر ڈھانپ دون کہ وہ سب سر سہ ہو جائین حضرت نے
فرمایا کہ میری بعثت اور نبوت نعمت اور رحمت ہے امت کے لیئے نہ نقمت
وعذاب خداوندا ہدایت کر میری امت کو کہ وہ نادان ہین وائے ہو تجھپر

ای یہودی حضرت نوح نے جب اپنی قوم کو غرق ہوتے دیکھا تو آخر قرابت
قرابت اور محبت عزیز داری آہی گئی بیتاب ہوکے کہنے لگے کہ خداوندا
میرا بیٹا میرے اہل وعیال سے ہے اور تو نے وعدہ فرمایا نجات دینے کا
میرے اہل وعیال کو اور وعدہ تیرا سچا ہے پس اسی بچا غرق ہونے سے
یہانتک کہ خدا نے اونکی تسلی اور نصیحت کے لیئے فرمایا کہ وہ تمہارے اہل و
عیال سے نہین اسلیئے کہ عمل اوسکا اچھا نہین وَمُحَمَّدٌ لَمَّا عَايَنَ مِنْ قَوْمِهِ
الْمُعَانَدَةَ شَهَرَ عَلَيْهِمْ سَيْفَ النِّقْمَةِ وَلَمْ تَدْرِكْهُ فِيهِمْ
رِقَّةُ الْقَرَابَةِ وَلَمْ يَنْظُرْ إِلَيْهِمْ بِعَيْنِ رَحْمَتِهِ اور ہمارے
حضرت نے جب اپنی قوم سراپا لوم کا عناد دیکھا تو تیغ بید ریغ عذاب
اونپر کھینچے اور رتی بھر بھی قرابت کا پاس نکیا اور رحمت کی نظر سے
اونہین ندیکھا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ نُوحًا دَعَا رَبَّهُ فَهَطَلَتْ
لَهُ السَّمَاءُ بِمَاءٍ پھر عرض کیا کہ آخر مین عاجز آکے بددعا کی خدا سے
پس بہت زور شور سے مینہہ برسایا ابر نے قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ
كَانَ كَذَٰلِكَ وَكَانَ دَعْوَتُهُ دَعْوَةَ غَضَبٍ وَهَطَلَتْ
لَهُ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مِنْهُمْ رَحْمَةً لِلَّهِ فرمایا کہ بارش نوح عذاب کے لیئے تھی اور
اوس سے بڑھکے ہمارے حضرت کے لیئے باران رحمت ہوا وَذَٰلِكَ لَمَّا
هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ أَتَاهُ أَهْلُهَا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالُوا لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
احْتَبَسَ الْقَطْرُ وَاصْفَرَّ الْعُودُ وَتَهَافَتَتِ الْوَرَقُ چنانچہ جب حضرت
ہجرت کرکے مدینہ گئے تو وہان کے لوگ ایک جمعہ مین حاضر خدمت بابرکت
ہوئے اور عرض کی کہ ای رسول خدا مینہہ رک گیا اور درخت سوکھ گئے شاخین

زرد ہو گئی ہیں درخت ننگے ہو گئے ہیں ہوا سے بالکل پت جھڑ ہو گئی فَرَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰی
حَتّٰی رَاٰی بَيَاضَ اِبْطَيْهِ وَمَا نَرٰی فِي السَّمَاءِ سَحَابَةً فَمَا بَرِحَ حَتّٰی
سَقَاهُمُ اللّٰهُ یہہ سنتے ہی حضرت نے دعا کے لیے ہاتھ اوٹھایا باوجود یکہ
تمام کو بھی آسمان پر ابر کا نشان نہ تہا یا دفعۃً خوب مینہ برسا کہ اونہیں چکاویا
حَتّٰی اَنَّ الشَّابَّ الْمُعْجَبَ بِشَبَابِهِ الْمُهْتَمَّ نَفْسُهُ فِي الرُّجُوعِ اِلٰی مَنْزِلِهِ
لَمَا يَقْدِرُ مِنْ شِدَّةِ السَّيْلِ فَدَامَ اُسْبُوعًا فَاَتَوْهُ فِي الْجُمُعَةِ
الثَّانِيَةِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ تَهَدَّمَتِ الْجُدُرُ وَاحْتَبَسَ
الرَّكْبُ وَالسَّفَرُ یہاں تک کہ ایسے جوان جنہیں اپنی جوانی کا بڑا گھمنڈ
تہا اور بیساختہ جنکا جی گہر جانیکو چاہتا تہا مینہ کی شدت کے مارے
اور نالوں کے توڑ کے ڈر سے گہر نہ جا سکتے تہے پس ایسا ہی مینہ قریب
ایک اٹھوارے کے برسا کیا آخر دوسرے جمعہ کو پہر سب حضرت کے پاس
آئے اور کہا کہ یا حضرت اب تو مینہ کے مارے دیوارین آرہیں راستے
بند ہو گئے قافلے کے قافلے اور سوار و پیادے سب کے سب گر پڑے
ہیں سفر کو نہیں جا سکتے فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ هٰذِهٖ سُرْعَةُ
مَلَالَةِ ابْنِ اٰدَمَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ
فِي اُصُوْلِ الشَّجَرِ وَمَرَاتِعِ الْبُقَعِ فَرَاٰی حَوَالِي الْمَدِيْنَةِ يُمْطَرُ
بِقَطْرٍ قَطْرٍ وَمَا يَقَعُ بِالْمَدِيْنَةِ قَطْرَةٌ لِكَرَامَتِهِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
یہہ سنکر حضرت ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا جلد آدمیکو ملال ہوتا ہے
پہر مناجات کی کہ خداوندا گرد اگرد ہمارے برسا نہ خود ہمپر خداوندا
کشت زاروں اور چراگاہوں میں پس فوراً اطراف میں برسنے لگا اور

شہر سے موقوف ہوگیا اور قبل اسکے ایکبار اور بہی بارش رُک گئی تہی پس
حضرت ابوطالب علیہ السلام نے اور اور روسا قریش نے استسقا اور
طلب بارش بذریعہ حضرت کی تہی پس وہ سب فی الفور سیر و سیراب ہوگئے
اور اوسیطرف حضرت ابوطالبؑ نے اشارہ کیا ہے اپنے قصیدۂ مشہورہ
مین سے وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ✣ ثِمَالُ الْیَتَامیٰ عِصْمَۃٌ
لِلْاَرَامِلِ ✣ یعنے وہ سفید و نورانی شکل والا ہے کہ جسکی رو داری
کیوجہ سے طلب بارش کیجاتی ہے اور وہ جائے پناہ اور مربی و سرپرست
بیوہ عورتون اور یتیم لڑکون کے ہین اب مناسب مقام و مقتضی
حال یہہ ہے کہ اوسی جناب اور اوسکے اہلبیت اطیاب کے طفیل سے
ہم سب ہی بکمال گریہ وزاری درگاہ باری مین عرض کرین کہ بارش
فرمائے اور قحط و گرانی کو زائل کرے واعظ مسلمانون کو یارب
اب نہ ترسا ✣ جہاجہم مینہ کرم سے اپنے برسا ✣ یہی تجہسے ہی ہم سب کی
گزارش ✣ بہرین جل تہل یہ شدت کی ہو بارش ✣ نہ برسین دو ونگڑے
یارب نہ جہالی ✣ جہڑی دل کی تمنائین نکالے ✣ قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ
فَاِنَّ ھٰذَا ھُوْدًا قَدِ انْتَصَرَ اللہُ لَہٗ اَعْدَائَہٗ بِالرِّیْحِ فَھَلْ فَعَلَ
لِمُحَمَّدٍ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ یہودی نے کہا کہ ہود کی مدد خدا نے تند ہوا سے
کی قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا ھُوَ اَفْضَلُ
مِنْ ھٰذَا اِنَّ اللہَ عَزَّ ذِکْرُہٗ قَدِ انْتَصَرَ لَہٗ مِنْ اَعْدَائِہٖ بِالرِّیْحِ
یَوْمَ الْخَنْدَقِ اِذْ اَرْسَلَ عَلَیْھِمْ رِیْحًا تَذْرُوا الْحَصَا وَجُنُوْدًا
لَمْ تَرَوْھَا فَزَادَ اللہُ تَعَالیٰ مُحَمَّدًا عَلیٰ ھُوْدٍ بِثَمَانِیَۃِ اَلْفِ مَلَکٍ

وَفَضَّلَ عَلٰی هُوْدٍ بِاَنَّ رِیْحَ عَادٍ رِیْحُ سُخْطٍ وَرِیْحَ مُحَمَّدٍ رِیْحُ رَحْمَةٍ
قَالَ تَعَالٰی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَاءَتْكُمْ
جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا فرمایا کہ پیغمبر خدا کو
اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا تیز ہوا سے بھی اونکی مدد ہوئی چنانچہ خندق
کی لڑائیمین ایسی آندھی چلی کہ کافرون کے ہوش اوڑ گئے اور ایسی کنکر و
پتھر اوڑے کہ اوس سے جدا منشر کونکو اذیت پہونچی خندق کے
عجب ڈھیل اور روڑے تھے جنہون نے کافرونکو بند بند ڈھیلے کیے ہاتھ
مونہہ توڑے تھے اور علاوہ اسکے جنگ خندق مین خدا نے ایسا لشکر
بہیجا کہ تمنے نہ دیکھا اوسے یعنے جو نظرون سے پوشیدہ تھا پس زیادہ
کیا خدا نے ہمارے حضرت کیلئے بہ نسبت حضرت ہود کے آٹھہ ہزار فرشتے
اور یہ بھی فضیلت وہی کہ عاد کی آندھی ایک غضب الٰہی تہا کل امت ہود کے
لئے اور خندق کی آندھی باعث راحت و رحمت تھی بہ نسبت مومنین کے
چنانچہ قرآن مجید مین ہے اے مومنو یاد کرو نعمت خدا کو کہ جو تمپر نازل ہوئی
جبکہ مقابلہ پر آیا تمہارے ایک لشکر پس بہیجا ہمنے آندھی اور ایک ایسا لشکر کو
کہ جسے تم نہ دیکھتے تھے قَالَ لَهُ الْیَهُوْدِیُّ فَاِنَّ هٰذَا صَالِحٌ اَخْرَجَ اللّٰهُ
لَهُ نَاقَةً جَعَلَهَا لِقَوْمِهِ عِبْرَةً عرض کیا کہ خدا نے حضرت صالح کے
لئے ایسا ناقہ ظاہر کیا کہ جو باعث عبرت و حیرت تہا اونکی قوم کے لیئے
قَالَ لَهُ عَلِیٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ
هٰذَا وَذٰلِكَ اَنَّهُ نَاقَةُ صَالِحٍ لَمْ تُكَلِّمْ صَالِحًا وَلَمْ تُنَاطِقْهُ
وَلَمْ تَشْهَدْ لَهُ بِالنُّبُوَّةِ وَمُحَمَّدٌ بَیْنَا نَحْنُ فِیْ بَعْضِ غَزَوَاتِهِ

اِذَا هُوَ بِبَعِيْرٍ قَدْ دَنَا ثُمَّ دَعَا فَانْطَقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فُلَانًا اسْتَعْمَلَنِيْ حَتّٰى كَبِرْتُ وَيُرِيْدُ اَنْ يَّنْحَرَنِيْ وَاَنَا اَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنْهُ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰى صَاحِبِهٖ فَاسْتَوْهَبَهٗ مِنْهُ فَوَهَبَهٗ لَهٗ وَخَلَّاهُ فرمایا کہ یہ صحیح ہی لیکن ہماری حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا اسلیئے کہ ناقہ صالح نے تو اوس جناب سے کلام نکیا تھا اور اونکی نبوت کی گواہی ندی تھی بخلاف ہمارے حضرت کے کہ وہ جناب بعض سفر کو تشریف لیجاتے تھے کہ ناگاہ ایک اونٹ حضرت کے قریب آکھڑا ہوا پھر اوسنے خدا سے دعا کی خدا نے اوسے گویائی دی پس اوسنے کہا کہ اے رسول خدا فلان شخص نے تمام عمر مجھسے خدمت لی اور اب جو مین سن رسیدہ اور بیکار ہوگیا تو وہ چاہتا ہے کہ مجھے نحر کرے پس مین مستغیث ہون آپکی خدمت مین اور پناہ مانگتا ہون اوس سے پس حضرت نے سفارش کر بھیجی اوسکی اوسکے مالک پاس پس بپاس خاطر حضرت اوسنے اوسے ہبہ کردیا اور چھوڑدیا وَلَقَدْ كُنَّا مَعَهٗ فَاِذَا نَحْنُ بِاَعْرَابِيٍّ مَعَهٗ نَاقَةٌ لَهٗ يَسُوْقُهَا وَقَدِ اسْتَسْلَمَ لِلْقَطْعِ لِمَا زَوَّرَ عَلَيْهِ مِنَ الشُّهُوْدِ فَنَطَقَتِ النَّاقَةُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانًا مِنِّيْ بَرِيْءٌ وَاَنَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ عَلَيْهِ بِالزُّوْرِ وَاَنَّ سَارِقِيْ فُلَانٌ الْيَهُوْدِيُّ اور ہم حضرت کے ہمراہ رکاب تھے کہ دیکھا ہمنے کہ ایک اعرابی چلا جاتا ہے اور وہ ایک ناقہ کو ہکائے لیئے جاتا ہے اور یقین واثق رکھتا ہے کہ ضرور اوسکے ہاتھ کاٹے جاوینگے اسلیئے کہ چند گواہون نے

جہوٹی گواہی اوسکی چوری کی دی چکے ہین پس اوس
ناقہ نے حضرت سے عرض کیا کہ اے رسولخدا
فلان شخص مجہہ سے بری ہے اور گواہون نے
جہوٹی گواہی دی ہے اور حقیقت
مین میرا چور فلان میوودی
ہے

کتبہ میر علی رضا عفی عنہ

# نواں موعظہ

بیان حال حضرت ابراہیمؑ و ترجیح
پیمبر خدا آں جناب سے اور ذکر
مسئلۂ مزاح اور چند لطیف
حکایتیں مطائبہ
اور مزاح
کی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ قَدْ تَيَقَّظَ بِالْاِعْتِبَارِ عَلٰى
مَعْرِفَةِ اللّٰهِ وَاَحَاطَتْ دَلَالَتُهٗ بِعِلْمِ الْاِيْمَانِ بِهٖ یہودی نے جناب
امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیداری حاصل
ہوئی اور کامل مرتبہ بصیرت کا معرفت خدا پر اور اونکی عقل محیط ہوگئی ساتھہ
علم ایمان کے ابتدا ہی سے ایسا نور علم و عقل حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم
کو دیا کہ از خود یہہ متنبہ تھے معرفت خدا پر توریت متداول متعارف مین اور
اسیطرح احادیث فرقہ حقہ مین وارد ہے کہ اصل والد ماجد حضرت ابراہیم
علیہ السلام تارخ موجد تھے حضرت ابراہیم کی کم سنی مین اونھون نے انتقال
کیا لہذا اونکے چچا آذر بت تراش نے اونہین تربیت کیا اور وہی باپ اونکا
مشہور ہوا اور وہ بت بنایا کرتا تھا اور اونکی تجارت کرتا تھا اور جب بیچنے
کو حضرت ابراہیم کے ہاتھہ بھیجتا تھا انکی صغر سنی مین تو یہہ اون بتون کی

گردن مین رسی باندہ کے گلیون مین کھینچتے پہرتے تھے اور فرماتے تھے
کہ کون احمق انہین خدا سمجہے گا حالانکہ یہہ کسیکو نہ نفع پہونچا سکین نہ ضرر اور
منقول ہے کہ جب ولادت باسعادت حضرت ابراہیم کا زمانہ قریب ہوا تو نمرود
مردود نے انکا حال نجومیون سے دریافت کرکے لڑکون کے قتل کا حکم
دیا پس والدہ حضرت ابراہیم نے اس اندیشہ سے ایک پہاڑ کے غار مین
پوشیدہ کر دیا اور چھپ چھپ کے جاتی تہین اور اونہین دودہ پلا آتی
تہین اور ایک روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ خود انکے انگوٹھے سے
دودہ نہر کی طرح جاری ہوا تہا اوسی شیر سے سیر ہوتے تھے اور ایک ساعت
مین بقدر ایک روز اور ایکدن مین بقدر ایک ہفتہ اور ایک ہفتہ مین بقدر
ایک مہینے کے اور ایک مہینے مین بقدر ایک سال کے نشو و نما کرتے تھے
یہانتک کہ سن تمیز کو پہونچے اور زمانہ بلوغ قریب آیا حسب اتفاق ایک روز
انکی والدہ جو انکی ملاقات کو آئین تو تہوڑی دیر انکے پاس ٹھہر کے پھر رخصت
ہوئین اور چلتے وقت حسب معمول اوس غار پر ایک سنگ گران رکھدیا اسکے
بعد تہوڑی دیر کے یہہ بہی غار سے نکلے اوس پتہر کو ہٹا کے پہر انسے اوس
جماعت سے ملاقات ہوئی کہ پرستش زہرہ کرتے تھے پس حضرت ابراہیم نے
بطور استیناس و تالیف کے کہ جو مقدمہ ہدایت ہے اونکی ہدایت کی غرض
و غایت سے بطور توریہ اور بطرز استفہام انکاری زہرہ کو دیکہکر تعجب
سے کہا هٰذَا رَبِّيْ یعنی یہی میرا رب ہے یعنے ایسا نہین خبر اور استفہام
جب حرف استفہام محذوف ہوا اور استفہام انکاری یعنے استفسار یا سبیل
انکار سے ان سب کی عبارت مشکل ہوتی ہے فقط قرائن کلام یا طرز تکلم

وعنوان لب ولہجہ سے اہل زبان فرق دریافت کر لیتے ہین بیان خبر کے
وقت متکلم کا چہرہ اور طور کا ہوتا ہے اور بات بہی اور استفسار کے وقت
ایک خاص طرح کی ناواقفی اور طلب پیدا ہوتی ہے اور تعجب اور توہین و
اظہار کے وقت آواز و چہرہ کا اور رنگ ہو جاتا ہے خلاصہ یہہ کہ نظیر اسکی یہہ
ہے کہ زید عمر سے کہے کہ ایکدن مین مین پیدل دس منزل چلا گیا تو عمر بکمال
تعجب کہے کہ ایکدن مین تو دس منزل چلا گیا یعنے جسکا تو دعوی کرتا ہے
وہ بات شدنی نہین پس حضرت ابراہیم کا بہی یہی منشا تہا نہ جو کچھہ اہلسنت
سمجھتے ہین کہ حضرت ابراہیم کو مقصود اس خبر سے معاذ اللہ لازم الفائدہ تہا
تاکہ عصمت انبیا بلکہ اسلام مین اونکے کلام ہو حالانکہ سابق مین ہمنے ادلہ
قطعی سے عصمت ثابت کی بہر طور جب وہ ستارا غروب ہوا تو انہون نے
کہا کہ اسی زوال ہوا اور خدا تغیر و زوال سے بری ہے پس یہہ میرا خدا سے
لایزال نہین پہر چاند نے طلوع کیا اور انہون نے اوسکے بارے مین بہی ویسا ہی
فرمایا پہر جب اوسنے بہی غروب کیا تو انہون نے فرمایا کہ اگر خود خدا مجہے ہدایت
نہ کرے گا تو مین گمراہون مین سے ہونگا پہر جب سورج نکلا تو انہون نے
کہا کہ یہہ تو اوس سے بڑا ہے کیا یہی میرا خدا ہے جب اوسنے بہی غروب کیا
تو انہون نے اپنی قوم کی طرف دیکہہ کے کہا کہ ای میری برادری مین تمہارے
شرک و کفر سے بری ہون کہ تم ایسی سب بے ثبات چیزون کی خدائی کو اثبات
کرتے ہو اور یہی طریقہ حضرت ابراہیم کا ہمیشہ رہا کہ ہمیشہ راہ راست پر ثابت
قدم رہے نمرود مردود کو بہی کبہی پرپشہ کے برابر نہین سمجہے اور رعایت اوسکی
نہ کی بلکہ ہدایت بہی کرتے رہے حالانکہ سفاکی دنیا کی مین وہ ضرب المثل تہا

چنانچہ عبرانی محاورہ مین جو شخص نہایت ظالم اور لاابالی اور کھلنڈرا ہوتا
ہے اوسکے بارے مین یہہ مثل کہتے ہین כנמרד גבור
ציד לפני יהוה کنمرود گبور سید لفنی یہواہ یعنے مثل نمرود جبار
اور صیاد ہے روبرو خدا کے چنانچہ ایک روز نمرود مردود نے اسنے پوچھا
کہ تمہارے خدا کی کیا صفت ہے انہون نے کہا کہ وہ زندہ کرتا ہے اور موت
دیتا ہے اوسنے کہا کہ مین بھی ایسا ہی ہون ایک بیگناہ کو مار ڈالا اور کہا کہ
دیکھو مینے زندہ کو مردہ کیا اور دوسرے واجب القتل کو رہا کر کے کہا کہ
دیکھو کہ اسطرح زندہ کرتے ہین ابراہیم نے کہا کہ میرا خدا آفتاب کو مشرق
سے لاتا ہے اور مغرب مین لیجاتا ہے تو اسکے بالعکس کر تو تجھے بڑا جانون
پس وہ مبہوت ہو گیا اور حضرت ابراہیمؑ کا ہی بول بالا رہا قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ
كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ ﷺ اُعْطِىَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّهُ قَدْ تَيَقَّظَ بِالْاِعْتِبَارِ
عَلٰى مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَحَاطَتْ بِهٖ دَلَالَتُهُ بِعِلْمِ الْاِيْمَانِ وَقَدْ تَيَقَّظَ
اِبْرَاهِيْمُ وَهُوَ اِبْنُ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً وَمُحَمَّدٌ كَانَ اِبْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ اِذْ قَدِمَ
تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰى فَنَزَلُوْا بِتِجَارَتِهِمْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ
بَعْضُهُمْ فَعَرَفَهُ بِصِفَتِهٖ وَنَعْتِهٖ وَخَبَرِ مَبْعَثِهٖ وَاٰيَاتِهٖ فَقَالُوْا يَا غُلَامُ
مَا اسْمُكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالُوْا مَا اسْمُ اَبِيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا مَا اسْمُ هٰذِهٖ
وَاَشَارُوْا بِاَيْدِيْهِمْ اِلَى الْاَرْضِ قَالَ الْاَرْضُ قَالُوْا وَمَا اسْمُ هٰذِهٖ
وَاَشَارُوْا بِاَيْدِيْهِمْ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ السَّمَاءُ قَالُوْا فَمَنْ رَبُّهُمَا قَالَ اللّٰهُ
ثُمَّ انْتَهَرَهُمْ وَقَالَ اَتُشَكِّكُوْنِيْ فِي اللّٰهِ وَيْحَكَ يَا يَهُوْدِيُّ لَقَدْ تَيَقَّظَ
بِالْاِعْتِبَارِ عَلٰى مَعْرِفَةِ اللّٰهِ مَعَ كُفْرِ قَوْمِهٖ اِذْ هُوَ بَيْنَهُمْ يَسْتَقْسِمُوْنَ

بِالْاَزْلَامِ وَیَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ وَھُوَیَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فرمایا جناب
امیر علیہ السلام نے کہ واقع مین حضرت ابرہیمؑ ایسے ہی تھے مگر ہمارے حضرت
تو اونسے بہی افضل ہوئے حضرت ابراہیمؑ کو پندرہ برس کے سن مین بصیرت
حاصل ہوئی اور ہمارے حضرت کو سات برس کے سن مین چنانچہ چند نصرانی
تاجرون نے صفا و مروہ مین مقام کیا حسب اتفاق اونمین سے بعضون نے
ایک روز اوس جناب کے جمال باکمال کی زیارت کی اور حضرت کی شان و شوکت
اور آثار و علامات دیکھکے تجویز کیا کہ یہی آخر الزمان نبی ہین کہ جنکی بشارت اگلی
کتابون مین دیگئی ہے پس کہا کہ ای صاحبزادے تمہارا نام نامی کیا ہے
فرمایا کہ محمدؐ اونہون نے کہا کہ آپ کے والد ماجد کا نام فرمایا کہ حضرت عبد اللہ
پہر زمین کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ زمین پہر
آسمان کیطرف اشارہ کرکے اوسے پوچہا حضرت نے فرمایا کہ آسمان پہر
پوچہا کہ انکا خالق کون ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا پہر حضرت نے زجر کرکے
کہا کہ تم چاہتے ہو کہ خدا کے بارے مین تشکک و مجہے حالانکہ وجود ذیجود
اوسکا آفتاب سے بہی زیادہ روشن ہے ای یہودی انصاف سے
دیکہہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے بعد سن بلوغ و سن تمیز تصدیق باری تعالے
بطور مذکور کی اور پیشتر سے برخلاف اس عقیدے کے بہی کوئی بات گوش گذار
نہوئی تہی اور ہمارے حضرت نے صغر سن سے مشرکون اور کافرون مین بسر
کی اور پرورش پائی اور ہمیشہ اقوال و افعال شرک و کفر ہی کے اونسے
دیکہتے سنتے رہے باوجود این ہمہ پہر صغر سن ہی مین حضرت کو بصیرت حاصل
تہی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمہ توحید ورد زبان تہا قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ فَاِنَّ

ابراهیم حجب عن نمرود بثلاث حجب یہودی نے کہا کہ خدا نے نمرود و
حضرت ابراہیمؑ کے درمیان میں تین پردے حائل کردیے قال علیؑ
لقد کان کذالک ومحمد حجب عمن اراد قتله بحجب خمس فثلاثة بثلاثة
واثنان فضل قال الله تعالی وهو یصف امر محمد وجعلنا من بین
ایدیهم سدا فهذا الحجاب الاول ومن خلفهم سدا وهذا الحجاب
الثانی فاغشیناهم فهم لا یبصرون فهذا الحجاب الثالث ثم
قال واذا قرات القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون با
لاخرة حجابا مستورا فهذا الحجاب الرابع ثم قال فهی الی الاذقان
فهم مقمحون فهذه خمس حجب حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ جن کافرون نے
ہمارے حضرت کا قتل چاہا تھا اونکے اور ہمارے حضرت کے درمیان میں خدا نے
حفاظت کے لیئے پانچ پردے قرار دیئے تین پردے حضرت ابراہیمؑ کے تین
پردونکے بدلے اور دو پردے زیادہ اونسے چنانچہ جعلنا من بین ایدیهم
سدا پہلے پردے کا بیان ہے یعنے گردانا ہمنے روبرو اونکے ایک مانع اور
روکنے والا ومن خلفهم سدا اور پشت سر اونکی ایک مانع یہہ دوسرے
پردے کا بیان ہے فاغشیناهم فهم لا یبصرون پس ڈھانپ دیا
ہمنے اونہین یہہ تیسرے پردے کا بیان ہے واذا قرات القرآن جعلنا
بینک وبین الذین لا یومنون بالاخرة حجابا مستورا یعنے جب تم
قرآن پڑہتے ہو تو ہم پردہ ڈالتے ہین تمہارے اور اون لوگون کے
درمیان مین کہ جو آخرت کا ایمان نہین لاتے یہہ چوتھا پردہ ہے فهی الی
الاذقان فهم مقمحون یعنے وہی طوق اونکی ٹھڈیون تک ہے دوسر

نہین جہکا سکتے یہہ یا نچوان پردہ ہے قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ فَاِنَّ اِبْرَاھِیْمَ
قَدْ اَبْھَتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِبُرْھَانٍ عَلٰی نُبُوَّتِہٖ یہودی نے کہا کہ حضرت ابراہیم
نے مبہوت کردیا کافر یعنے نمرود کو دلیل نبوت سے اپنی قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ
کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اَتَاہُ مُکَذِّبٌ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَھُوَ اُبَیُّ بْنُ خَلَفٍ
الْجُمَحِیُّ وَمَعَہٗ عَظْمٌ نَخِرٌ فَرَکَّہٗ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ
رَمِیْمٌ فَاَنْطَقَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا بِمُحْکَمِ اٰیَاتِہٖ وَبَہَتَہٗ بِبُرْھَانِ نُبُوَّتِہٖ فَقَالَ یُحْیِیْھَا
الَّذِیْ اَنْشَاَھَا اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ فَانْصَرَفَ مَبْھُوْتًا حضرت
امیر نے فرمایا کہ یہہ سچ ہے مگر ہمارے حضرت کے پاس بہی آیا قیامت کا منکر یعنے
ابی بن خلف اور اوسکے پاس ایک ہڈی بوسیدہ تہی پس اوسنے اوسے ہاتھہ
حرکت دیکے پیمبر سے کہا کہ کون زندہ کریگا ان ہڈیون کو جو بالکل بوسیدہ
ہوگئی ہین پس گویا کیا خدا نے پیمبر کو محکم قرآن سے اور مبہوت کردیا حضرت نے
اوسے برہان نبوت سے اپنی پس فرمایا کہ جسنے پہلی بار انہین پیدا کیا تہا وہی
پہر دوبارا انہین زندہ کریگا یہہ پہلے تو کچہہ بہی نہ تہی اب تو کسیقدر وجود ہے
فقط تازگی چاہیئے پس وہ خدا کہ جسنے بالکل عدم سے انہین پیدا کیا وہی خدا
اب بہی تروتازگی بخشیگا ابی بن خلف نے اشارہ کیا تہا ایک مسئلہ مشکلہ اعادہ
معدوم کا جسے حکما محال جانتے ہین اور جس معنی سے وہ محال جانتے ہین اوسی راہ سے ہم بہی اعادہ معدوم کے قائل
نہین بلکہ مطلب ہمارا یہہ ہے کہ قیامت مین جو دیکہینگے تو عرفا کہینگے کہ یہہ
وہی ہے جو دنیا مین تہا اور موئد اوسکی یہہ ہے کہ خدا قرآن مجید مین فرماتا ہے
اَوَلَیْسَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ بَلٰی وَھُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِیْمُ آیا وہ قادر
نہین اس بات پر کہ مثل اونکے پیدا کرے البتہ وہ قادر ہے اور عالم و دانا ہے

پس اصل مدعا لفظ مثل سے ثابت ہے اور ہماری احادیث مین بہی وارد ہے
کہ اہل جہنم کی اتنی بڑی اور ایسی مہیب صورتین ہونگی کہ ایک ایک دانت اونکا
کوہ احد کے برابر ہوگا اور ایک اور حدیث مین ہے کہ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ
مُكَحَّلِيْنَ یعنے اہل بہشت نوجوان ہونگے تیس بتیس برس کا سن سرمہ لگائے
ہوئے حالانکہ کوئی صغر سن مین مرا ہے اور کوئی جوان اور کوئی بڈہا پس اگر
یہی مراد ہوتی کہ بعینہ اصل شخص کا اعادہ ہوگا تو یہہ کیونکر بن پڑتا اور ایک اور
حدیث مین وارد ہے کہ خدمت بابرکت جناب رسالت مآبؐ مین ایک روز ایک
پیرزال آئی اور اوسنے عرض کی کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ مین بہشت مین جاؤن
حضرت نے فرمایا کہ بوڑہے بہشت مین نہین جاتے پس اوسے بڑا صدمہ ہوا
اور زار زار رونے لگی پس حضرت نے اوسکی تسلی کو یہہ آیت پڑہی اِنَّا اَنْشَاْنَاهُنَّ
اِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا بیشبہ بہت خوشنما بنایا ہمنے اونہین
اور کنواری سہاگن اور کم سن اور ہمسن آپسکی سہیلیان اونہین گردانا پس رفع ہوا
یہہ شبہ یونانیون کا کہ کوئی شخص دوبارا زندہ ہو تو مکان و زمانے کا بہی اوسکے
اعادہ ہونا چاہیئے اور یہہ مستلزم عود دنیا کو ہے آخرت مین اور وہ محال ہے
اور یہہ کہ جو عضو دو شخصون مین مشترک ہو مثلاً یعنے گنہگار کو کوئی آدم خوار کہا جائے
اور اوسکا گوشت مبدل بمایتحلل ہو کے دوسرے مین نمو کرے اور وہ اس ہیأت
مجموعی سے پہر گناہ کرے تو اب آخرت مین یہہ گوشت کہان جائے گا اور کس قصور
کی سزا پائے گا اسلیئے کہ یہہ جب ہے کہ ہم اصل شخص واقعی کے اعادہ کے قایل ہون
وگرنہ تشخص عرفی کے تحقق مین بعض اجزائی اصلی کا نہونا اور بعوض اوسکے اور گوشت
و پوست ہونا خارج نہین اسلیئے کہ اصل مقصود تعذیب روح ہے اور وہ بطور

حاصل اور مؤید اسکی یہہ ہے کہ بحکم محکم قرآن مجید جب حدت و شدت آتش
جہنم سے کھالین بالکل جلکر خاکستر ہوجائین گی تو اوسکے بدلے دوبارا اور کھال
اونہین عطا ہوگی اور تفصیل اجمال احیاء السنہ و عماد الاسلام جناب غفران مآب
اعلی اللہ مقامہ مین مذکور ہے اور اس روایت اخیر سے جواز مزاح بہی ثابت ہوا
اور وہ قول و فعل معصومین سے مدلل ہے البتہ مزاح مین چند امرون کا لحاظ
ضرور ہے ایک یہہ کہ مستلزم غیبت نہو دوسرے فحش نہو تیسرے خلاف شرع
بلکہ خلاف مروت و داب نہو اسلیئے کہ ارتکاب منافی مروت علی الاحوط قادح
عدالت ہے اور مراد خلاف مروت سے ویسی بات ہے کہ جسے امثال و
اقران مذموم اور دلیل حماقت سمجہین ہرچند کہ اصل شرع سے ممنوع نہی ہو
مثلاً ہندوستان مین گدہے پر سوار ہونا یا گلیو نمین کہاتے پہرنا پس بعد لحاظ شرائط
مرقومۂ بالاکے جو مزاح صادر ہوگی وہ مندوب و مستحب ہے نہ حرام یا مکروہ بلکہ بنا
اکثر شریعتون کے اسی پر ہے کہ مؤمنین بشاش و خوشحال رہا کرین نہ بے محل افسردہ
و پژمردہ چنانچہ حدیث مین ہے کہ ایکبار حضرت عیسےؑ و حضرت یحییےؑ سے اثنای
راہ مین باہم ملاقات ہوئی پس حضرت یحییےؑ نے حضرت عیسےؑ سے کہا کہ آپ تو ایسے
بشاش رہا کرتے ہین کہ گویا خدا نے عذاب جہنم بنایا ہی نہین حضرت عیسےؑ نے
فرمایا کہ اے یحییےؑ تم تو ایسا عبوس اکرتے ہو کہ گویا خدا نے بہشت ہی کو نہین بنایا
پس وحی آئی کہ ہم ان دونون مین سے اوس سے زیادہ خوش ہین کہ جو ہم سے
نیک گمان رکھتا ہے اور جسکی نظر ہماری رحمت پر ہے اور منقول ہے کہ انصار
مین سے کسی عورت سے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے نیکبخت تجھے کچھ
خبر ہے تیرے شوہر کی آنکھین سفید ہوگئین ہین وہ بہت گھبرا کے اپنے گھر گئی

اور غور سے اپنے شوہر کی آنکھین دیکھنا شروع کین یہہ ماجرا دیکھہ کے اسپر
اسکا شوہر آنکھین نکالنے لگا کہ آج خلاف عادت یہہ کیا سوجھی ہے اسنے
کہا کہ اے مخبر صادقؐ نے مجھے خبر دی کہ تیری آنکھین سفید ہو گئین اوسنے
کہا کہ کلام حضرت کا تو مطلب نہین سمجھی اری نادان کوئی آنکھہ ایسی نہین کہ
اسیقدر سفید نہو ہان اگر یہہ حضرت فرماتے کہ بالکل آنکھہ سفید ہو گئی تو تیرا تردد
بجا تہا اور ایک اور حدیث مین ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و جناب ولایتمآب باہم رطب تناول فرماتے تہے کہ جناب رسالت
مآبؐ نے مزاحًا جناب امیر علیہ السلام کی نظر بچا بچا کے چپکے چپکے گٹہلیان جناب
امیر کے آگے پہینکنا شروع کین اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یا علی جسکے سامنے
زیادہ گٹہلیان ہین اوسنے زیادہ خرمے کہائے حضرت امیرؑ نے عرض کی کہ ایسا
نہین بلکہ جو خرمے مع گٹہلیون کے کہا گیا وَرُوِیَ اَنَّهٗ قَالَ لِصُهَیْبِ بْنِ سِنَانٍ اَتَاكُلُ
التَّمْرَ بِكَ رَمَدٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَمْضَغُ عَلَی النَّاحِیَةِ الْاُخْرٰی اور ایک روایت
مین ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے صہیبؓ سے فرمایا کہ اے صہیب تم آنکہہ دکہنے مین
خرما کہاتے ہو صہیبؓ نے عرض کی کہ یا حضرت مین آدہی داڑہ سے پرہیز کرتا ہون جدہر
کی آنکہہ دکہتی ہے اودہر سے خرما نہین کہاتا دوسری طرف سے کہاتا ہون قَالَ
الرَّاغِبُ فِی الْمُحَاضَرَاتِ اَنَّ بِقَزْوِیْنَ قَرْیَةً اَهْلُهَا مُتَدَیِّنُوْنَ بِالتَّشَیُّعِ فَمَرَّ بِهِمْ رَجُلٌ
فَسَأَلُوْهُ عَنِ اسْمِهٖ فَقَالَ عُمَرُ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبًا شَدِیْدًا فَقَالَ لَیْسَ اسْمِیْ عُمَرَ بَلْ عِمْرَانُ
فَقَالُوْا هٰذَا اَشَدُّ مِنَ الْاَوَّلِ فَاِنَّ فِیْهِ عُمَرُ وَحَرْفَانِ مِنِ اسْمِ عُثْمَانَ فَهُوَ اَحَقُّ بِالضَّرْبِ
اور راغبؒ نے لکہا ہے کہ ولایت قزوین مین ایک قریہ ہے کہ وہان کے شیعہ تہا
کا تشیع رکہتے ہین اتفاقًا ایک روز حسب اتفاق اودہر سے ایک سنی کا گذر ہوا

پس اونھون نے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اوسنے عمر بتایا بمجرد اسکے چہار ضربت اوسپر مار پڑنے لگی پس جب اوسنے بہت مار کھائی تو گھبرا کے کہنے لگا میرا نام عمر نہین بلکہ عمران ہے اونھون نے کہا کہ اس نام مین عمر کے سب حروف ہین اور دو حرف نام عثمان کے اور زیادہ ہین پس اسمین زیادہ استحقاق زد و کوب کا ہے وعن ابی وائل قال خرجت انا وابوذر الی سلمان الفارسی فجلسنا عنده فقال لولا رسول اللّٰه نهی عن التکلف لتکلفت لکم ثم جاء بخبز وملح ساذج فقال ابوذر لو کان فی ملحنا هذا سعتر فبعث سلمان بمطهرته فرهنها علی سعتر فلما اکلا قال ابوذر الحمد للّٰه الذی قنعنا بما رزقنا فقال سلمان لو قنعت بما رزقک لم تکن مطهرتی مرهونة اور ابو وائل سے منقول ہے کہ ہم اور ابوذر غفاری سلمان فارسی کی ملاقات کو گئے پس کہا اونھون نے کہ ازبسکہ جناب رسالتمآب نے ممانعت تکلف کرنے کی فرمائی ہے تو مین تکلف کو ترک کرتا ہون اور بے تکلف تمھاری ضیافت کرتا ہون بعد اوسکی روٹی اور نمک لائے پس ابوذر نے کہا کہ اس نمک کا لطف سعتر کے ساتھ تھا سعتر ایک مشہور چیز قسم نباتات سے ہے کہ جو عرب مین خصوصًا عراق مین روٹی وغیرہ کے ساتھ کھاتے ہین پس سلمان نے وضو کا آفتابہ گرو رکھکے سعتر منگایا پس جب کھانے سے فراغت ہوئی تو ابوذر نے کہا کہ شکر ہے اوس خدا کا جسنے ہمین ایسے کھانے پر قناعت دی پس حضرت سلمان نے کہا کہ اگر تمھین قناعت ہی ہوتی تو میرا آفتابہ کاہے کو رہن ہو جاتا اور جناب سید نعمت اللّٰہ جزائری نے زہر الربیع مین لکھا ہے کہ ملا جامی نے ایکروز یہہ شعر پڑھا ع بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی * ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی * پس ایک شخص نے کہا کہ اگر خرے پیدا شود پس ملا جامی نے

اوس سے آنکھین ملا کے کہا بندارم تو ئی وحکی ان عالما سئل عن مسئلۃ فقال لا ادری فقال السائل لبئس ھذا مکان الجھال فقال العالم المکان لمن یعلم شیئا ولا یعلم شیئا فاما الذی یعلم کل شی فلا مکان لہ اور کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھا گیا پس اوسنے کہا کہ معلوم نہین پس سائل نے کہا کہ یہہ مقام جاہل کا نہین عالم نے کہا کہ مکان و مقام اوسے کی شان سے ہے کہ جو کچھہ جانتا ہو اور کچھہ نہ جانتا ہو اور جو سب کچھہ جانتا ہے اوسکا تو کوئی مکان و مقام نہین بلکہ اوسکا مکان لامکان ہے مرقوم ہے کہ ایک روز جاحظ ایک گھوڑے پر سوار چلے جاتے تھے اثناے راہ مین ایک جگہہ کچھہ کمسن عورتین جمع تھین حسب اتفاق وہین پہونچکے انکے راہوار سے ضرطہ صادر ہوا پس ایک عورت نے ہمجولیون سے کہا وی بغلۃ ھذا الشیخ تضرط یعنے اس بڈہے کی سواری سے ضرطہ صادر ہوا پس جاحظ نے کہا ما حملتنی انثی قط الا وضرطت یعنے جب کسی مادہ نے مجھے اوٹھایا تو یہی روز سیاہ وسنے دیکھا اوس عورت نے کہا کہ تیری مان تو تجھے نو مہینے اوٹھائے رہی پس اوسکی تو خبر لے یہہ سنکے جاحظ سن ہو گیا وفی الاثر ان الجاحظ کان من العلماء التوا وھو قبیح الصورۃ حتی قال الشاعر ؎ لو یمسخ الخنزیر مسخا ثانیا ما کان الا دون قبح الجاحظ اور بعض کتب تاریخ مین ہے کہ جاحظ ناصبی عالمون مین سے تھا اور نہایت کریہہ المنظر و بدصورت و بدقوارح تھا یہانتک کہ کسی شاعر نے کہا کہ اگر سور دوبارا مسخ ہوگا تو بھی بدصورتی مین وہ کمتر جاحظ سے ہوگا وقال یوما لتلامذتہ ما اخجلنی احد قط الا امرأۃ عارضتنی بالطریق فقالت لی الیک حاجۃ فاتبعتہا حتی مرت بی الی صائغ فقالت لہ مثل ھذا ثم راحت فبقیت حائرا ثم سالت الصائغ فقال استعملتنی لاصوغ لھا صورۃ عفریت من الجن

فَقُلْتُ لَا اُذُنِیْ صُوْرَتَہٗ فَاَنْتَ بِکَ اور خود جاحظ مذکور بیان کرتا ہے
اپنے شاگردون سے کہ مجھے کسی نے کبھی ایسا خجل نہین کیا جیسا کہ ایک عورت
نے کہ ایکدن اثناے راہ مین سبجے ملی پس کہنے لگی کہ مجھے تمسے کچھ کام ہے پس
مین اوسکے ساتھہ ساتھہ چلا یہانتک کہ ایک مصور کی دکان پر ٹھہری پس اوسنے
اوس مصور سے کہا کہ ایسی ہی صورت ہو اور میری طرف اشارہ کیا پس وہ تو
غائب ہو گئی اور مین اکیلا کھڑا رہگیا نہایت سراسیمہ و ششدر کہ اتنے مین مینے
مصور سے یہہ ماجرا پوچھا اوسنے کہا کہ اسنے مجھسے درخواست کی تھی کہ بھتنے کی
تصویر مین اسے بنادون پس مینے عذر کیا کہ مین بھتنے کی صورت کیا جانون تو
یہہ تمہین لائی اور یہہ کہا کہ ایسی ہی صورت مجھے منظور ہے وَفِی الرِّوَایَۃِ اِنَّ الشَّیْطٰنَ
اَتٰی اِلٰی بَابِ فِرْعَوْنَ فَقَرَعَہٗ فَقَالَ فِرْعَوْنُ مَنْ بِالْبَابِ فَقَالَ اِبْلِیْسُ لَوْ کُنْتَ اِلٰھًا
عَرَفْتَ مَنْ بِالْبَابِ قَالَ فِرْعَوْنُ اُدْخُلْ یَا مَلْعُوْنُ قَالَ اِبْلِیْسُ مَلْعُوْنٌ یَدْخُلُ عَلٰی
مَلْعُوْنٍ فَدَخَلَ فَقَالَ فِرْعَوْنُ لِمَ لَمْ تَسْجُدْ لِاٰدَمَ حَتّٰی کُنْتَ مَلْعُوْنًا قَالَ لِاَنَّ
مِثْلَکَ کَانَ فِیْ صُلْبِہٖ فَقَالَ فِرْعَوْنُ اَتَعْرِفُ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَشَرَّ مِنِّیْ وَ
مِنْکَ قَالَ اِبْلِیْسُ اَلْحَاسِدُ اَشَرُّ مِنِّیْ وَمِنْکَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْعَمَلَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ
الْحَطَبَ اور یہ روایت مین ہے کہ شیطان در فرعون پر آیا اور دق الباب کیا یعنے
کنڈی کھٹکھٹائی پس فرعون نے کہا کہ دروازے پر کون ہے پس ابلیس نے
کہا کہ اگر تو خدا ہوتا تو خود ہی پہچان جاتا فرعون نے کہا کہ آ ای ملعون ابلیس نے
کہا کہ اچھا ایک ملعون دوسرے ملعون کی ملاقات کو آتا ہے پس اندر گیا اور
آپسمین کھلی ملی باتین ہونے لگی پس فرعون نے کہا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیون
نکیا شیطان نے کہا کہ اسی خیال سے کہ تجھہ ایسا سعادتمند اونکے صلب مین تھا

پھر فرعون نے کہا کہ روے زمین پر کوئی مجھ سے اور تجھ سے بھی زیادہ بد
پیدا ہوا ہے شیطان نے کہا کہ ہان حاسد ہم دونون سے بدتر ہے
اسلیے کہ حسد ایسا عمل نیک کو ہضم کرجاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو کہا جاتی ہے
قَالَ لَہُ الْیَهُودِیُّ فَاِنَّ هٰذَا اِبْرَاهِیْمُ قَدْ جَذَّ اَصْنَامَ قَوْمِهٖ غَضَبًا
لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یہودی نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی
قوم کے بتون کو بکمال غیظ و غضب شکستہ اور چکنا چور کردیا خدا کے سیلے
قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ قَدْ نَكَسَ عَنِ الْكَعْبَةِ ثَلٰثَ مِائَةٍ
وَسِتِّیْنَ صَنَمًا وَنَفَاهَا مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاَذَلَّ مَنْ عَبَدَهَا بِالسَّیْفِ
حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ ہان یہ تو صحیح ہے مگر جناب رسالت مآبؐ نے تین سے
ساٹھہ بت خانہ کعبہ سے مونہہ کے بل گرا کر چکنا چور کیے اور جزیرۂ عرب سے
نیست و نابود کردیا اونھین اور بت پرستون کو تیغ بیدریغ سے اپنی خوار و
ذلیل کردیا قَالَ لَہُ الْیَهُودِیُّ فَاِنَّ هٰذَا اِبْرَاهِیْمُ قَدْ اَضْجَعَ وَلَدَهٗ
وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ یہودی نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ نے حکم خدا سے آمادگی ذبح
پر اپنے فرزند دلبند کے کی اور اونھین پیشانی کے بل زمین پر اس زور سے
لٹایا اور چہرے کو رگڑا کہ رخسار کی کہال اوتر گئی پس ایسا صبر تمھارے
نبی نے کب کیا فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِكَ وَلَقَدْ اُعْطِیَ اِبْرَاهِیْمُ
بَعْدَ الْاِضْجَاعِ الْفِدَاءَ وَمُحَمَّدٌ اُصِیْبَ بِاَفْجَعِ مِنْهُ فَجِیْعَةً اَنَّهٗ وَقَفَ عَلٰی
حَمْزَةَ عَمِّهٖ اَسَدِ اللّٰهِ وَاَسَدِ رَسُوْلِهٖ وَنَاصِرِ دِیْنِهٖ وَقَدْ فَرَّقَ بَیْنَ رُوْحِهٖ
وَجَسَدِهٖ فَلَمْ یُبَیِّنْ حُرْقَةً وَلَمْ یَفِضْ عَلَیْهِ عَبْرَةً وَلَمْ یَنْظُرْ اِلٰی مَوْضِعِهٖ
مِنْ قَلْبِهٖ وَقُلُوْبِ اَهْلِ بَیْتِهٖ لِیُرْضِیَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِصَبْرِهٖ وَیَسْتَسْلِمَ

لِامْرِہٖ فِی جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَقَالَ وَلَوْلَا اَنْ تَحْزَنَ صَفِیَّۃُ لَتَرَکْتُہٗ حَتّٰی یُحْشَرَ مِنْ
بُطُوْنِ السِّبَاعِ وَحَوَاصِلِ الطَّیْرِ وَلَوْلَا اَنْ یَّکُوْنَ سُنَّۃً بَعْدِیْ لَفَعَلْتُ ذٰلِکَ
حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی تہا لیکن حضرت ابراہیم کو بعد عزم بالجزم ذبح فدیہ ملا
تہا یعنے گوسپند قربانی کے لیئے اور جناب رسالتمآبؐ اس سے زیادہ مصیبت
مین مبتلا ہوئے اور اوسپر صبر کیا جب شیر خدا اور رسول و ناصر دین حضرت حمزہ
شہید ہوئے جنگ احد مین پس جناب رسالتمآب نے آہ سرد نہ بہری اور
آنسو نہ بہائے اور کچہہ خیال مین نہ لائے رنج و ملال کو اس مصیبت عظمیٰ کے
کہ جو خود اون حضرت کو اور اونکے اہلبیتؑ کو لاحق ہوئی تہی پہر فرمایا کہ اگر صفیہ
کے رنج و ملال کا خیال نہ ہوتا تو لاش کو انکی اسیطرح پڑا رہنے دیتا کہ جانورون
کے شکم اور پرندون کے پوٹون سے محشور ہوتے مگر بمصلحت مذکور اور اس
سے کہ یہی طریقہ ہمیشہ کے لیئے جاری ہو جائے گا کہ جو لوگ شہید ہونگے وہ دفنا
نجائینگے انہین دفن کیا قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ فَاِنَّ اِبْرَاھِیْمَ اَسْلَمَہٗ اِلَی الْحَرِیْقِ
فَصَبَرَ فَجَعَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ النَّارَ عَلَیْہِ بَرْدًا وَّسَلَامًا فَھَلْ فَعَلَ بِمُحَمَّدٍ شَیْئًا
مِنْ ذٰلِکَ یہودی نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے جب بت شکنی کی اور بعد اوسکے
اونکی قوم نے چاہا کہ اونہین سپرد آتش سوزان کرین تو اونہون نے صبر کیا پہانتک
کہ خدا نے اونپر اوس آگ کو سرد اور باعث سلامتی کردیا پس ایسا کوئی امر آپ
حضرت کے لیئے بہی ظاہر ہوا یا نہین اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے
کہ قوم حضرت ابراہیم نے اسقدر کثرت سے آگ روشن کی تہی کہ اوسکی شدت
وحدت سے گرد و پیش اوسکے تین تین دن کی راہ تک کوئی پرندہ پر نہ مار سکتا
تہا اور منجنیق یعنے گوپن مین رکہکے حضرت ابراہیمؑ کو پہینکا تو ہنوز وہ آگ تک

نہ پہونچی تھی کہ حضرت جبرئیلؑ نے آکے ملاقات کی اور پوچھا کہ ای ابراہیمؑ کچھہ آپکو
حاجت ہے حضرت نے فرمایا کہ تمسے تو کچھہ بھی نہین اور جس سے ہے وہ آپ ہی
جانتا ہے بیان حاجت کی کیا حاجت پھر حضرت جبرئیل نے مضطر ہوکے دعا کی
کہ بار الٰہا تو خوب جانتا ہے کہ پرستش کرنے والا تیرا بجز ابراہیم خلیل کے
دنیا مین کوئی نہین ایک وہ تیرا البتہ فدائیون مین ہے تو اوسی بہی کافرون
نے آگ کی طرف پہینکا ہے بس وحی ہوئی کہ اے جبرئیل ہم تمہاری طرح
عاجز نہین ہر وقت ہر چیز پر قادر و توانا ہین جب جو جی چاہے وہی کرین پہر
ہمین اضطرار کی کیا وجہ آخر وہی ہوا کہ انکے آگ مین پہونچتے ہی وہ آگ سرد
ہوئی اور باعث سلامتی خلیل جلیل ہوئی قال لہ علیؑ لقد کان کذلک ومحمد
لما نزل خیبر سمتہ الخیبریۃ فصیّر اللہ السمّ فی جوفہٖ بردًا وسلامًا الی منتھٰی
اجلہٖ فالسمّ یحرق اذا استقر فی الجوف کما ان النار تحرق فھذا من
قدرۃ اللہ لا تنکرہ حضرت نے کہا ای یہودی تمہاری قوم مین سے
ایک عورت نے خیبر مین جناب رسالت مآب کو زہر دیا اور زہر مین ایسی شدت
کی حرارت ہوتی ہے کہ جیسے آگ پیٹ مین بہر دیجائے اور اوس آگ کو جناب
باری نے جناب رسالت مآبؐ پر سرد کیا اور اوس سے کچھہ ضرر نہوا ایک
روایت مین وارد ہوا ہے کہ اوس عورت نے دریافت کر لیا تہا کہ کہان کا
گوشت حضرت کو مرغوب ہے اس سے گمان ہوتا ہے کہ اوسنے یہہ بھی ضرور
دریافت کر لیا ہوگا کہ وہ حضرت ذبیحہ غیر مسلم کہاتے ہین یا نہین اور ضرور ہے
کہ کسی مسلمان سے پکوا لیا ہو اس خیال سے کہ اگر خلاف مزاج ہوا اور انہون
نے تناول نفرمایا تو بجز ضرر کے نفع کی امید نہین او بحار الانوار وغیرہ

مین سے ہے کہ عایشہ اور حفصہ نے زہر دیا اور کچھہ بعید نہین چنانچہ تفصیل اسکی
ہمنے رسالہ مفردہ ہندیہ مین بعنوان جواب استفتا نوکرنر قلم کی ہے واللہ
اعلم و علمہ اتم قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هٰذَا يَعْقُوبُ اَعْظَمَ نَصِيبَهُ فِي الْخَيْرِ
اِذْ جُعِلَ الْاَسْبَاطُ مِنْ سُلَالَةِ صُلْبِهِ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ مِنْ بَنَاتِهِ
یہودی نے کہا کہ حضرت یعقوبؑ کو یہہ مرتبہ عظیم ملا کہ اسباط و مریم اونکی نسل
سے گردانی گئین قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اَعْظَمُ فِي الْخَيْرِ
نَصِيبًا مِنْهُ اِذْ جُعِلَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مِنْ بَنَاتِهِ وَالْحَسَنُ وَ
الْحُسَيْنُ مِنْ حَفَدَتِهِ جناب امیر نے فرمایا کہ یہہ سچ ہے مگر خدا نے جناب
رسالت مآبؐ کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ عطا فرمایا کہ سیدہ نسوان جنت جناب
سیدہ اور حسنین کو اونکی نسل سے گردانا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ يَعْقُوبَ
قَدْ صَبَرَ عَلٰى وَلَدِهِ حَتّٰى كَادَ يُحْرَضُ مِنَ الْحُزْنِ یہودی نے کہا کہ حضرت
یعقوبؑ نے فراق فرزند یعنے یوسف مین اتنا صبر کیا کہ قریب تہا کہ فرط غم
والم سے اونکا بدن بگڑجائے قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَكَانَ
حُزْنُ يَعْقُوبَ حُزْنًا بَعْدَهُ تَلَاقٍ وَمُحَمَّدٌ قُبِضَ اللّٰهُ وَلَدُهُ اِبْرَاهِيمَ قُرَّةَ
عَيْنَيْهِ فِي حَيٰوةٍ مِنْهُ وَخَصَّهُ بِالْاِخْتِبَارِ لِيُعْظِمَ لَهُ الْاِدِّخَارَ فَقَالَ
تَحْزَنُ النَّفْسُ وَيَجْزَعُ الْقَلْبُ وَاِنَّا عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ
وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ فِي كُلِّ ذٰلِكَ يُؤْثِرُ الرِّضَا عَنِ اللّٰهِ عَزَّ ذِكْرُهُ
وَالْاِسْتِسْلَامُ لَهُ فِي جَمِيعِ الْاَفْعَالِ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حزن یوسفؑ کا
انجام بخیر تہا اور بالکل قطع امید اونکی تہوڑی تہی بخلاف جناب رسالت مآبؐ
کے کہ اونکا اکلوتا بیٹا ابراہیم اونکی سامنے انتقال کر گیا اور پہر سفینا مین

اوسکے ملنے سے مایوس ہوگئے اور کثرت اجر و ثواب کے لیئے اس مصیبت مین
مین مبتلا کیئے گئے باوجود این ہمہ صبر فرمایا اور فرمایا کہ نفس محزون اور دل میرا
مضطرب و تپان ہے اور مین غمناک ہون تیری مصیبت پر ای فرزند دلبند
مگر کچھ کہہ نہین سکتا کہ مبادا خلاف مرضی خدا ہو اور ہر حال مین رضای الٰہی کا
طالب ہون اور سب کامون کو اوسی کے سپرد کیا ہے فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ
فَاِنَّ هٰذَا يُوْسُفُ قَاسٰى مَرَارَةَ الْفُرْقَةِ وَحُبِسَ فِي السِّجْنِ تَوَقِّيًا
لِلْمَعْصِيَةِ فَاُلْقِيَ فِي الْجُبِّ وَحِيْدًا یہودی نے کہا کہ یوسف نے مصیبت فراق
پر صبر کیا اور قید خانہ مین محبوس ہوئے اس مصلحت سے کہ معصیت سے بچ جائین
اور یکہ و تنہا کنوئین مین گرائے گئے بھلا ایسا اتفاق تمہارے پیمبر کے بھی کبھی
ہوا قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ قَاسٰى مَرَارَةَ الْغُرْبَةِ وَفِرَاقِ
الْاَهْلِ وَالْاَوْلَادِ مُهَاجِرًا مِّنْ حَرَمِ اللّٰهِ وَاَمْنِهٖ حضرت امیر نے فرمایا کہ جناب
رسالتمآب نے بھی تنہائی کے صدمے سہے اور تمام اہل و عیال اونکے
اون سے ترک ہوئے اور مجبور ہجرت فرمائی حرم اقدس سے اور ظالمون نے
اونہین وہان نہ ٹھہرنے دیا حالانکہ مکے کو خدا نے جاے امن و امان قرار دیا
ہے فَلَمَّا رَاَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كَاٰبَتَهٗ وَاسْتِشْعَارَهُ الْحُزْنَ اَرَاهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰى اسْمُهٗ رُؤْيَا تُوَازِيْ رُؤْيَا يُوْسُفَ فِيْ تَاْوِيْلِهَا وَاَبَانَ
لِلْعَالَمِيْنَ صِدْقَ تَحْقِيْقِهَا فَقَالَ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا
بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۤءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ
لَا تَخَافُوْنَ پس جب خدا نے دیکھا کہ ترک وطن کا صدمہ ہمارے حبیب کو نہایت
درجہ ہے تو اونہین ایک خواب یوسف کی طرح دکھلایا پھر

تعبیر و راستی اوسکی تمام عالم پر روشن کر دی پس قرآن مجید مین فرمایا کہ صحیح کہا خدا نے اپنے رسول کا خواب بیکم و کاست کہ انشاء اللہ تم ضرور داخل مسجد الحرام ہوگے نہایت امن و امان اور بڑے اطمینان سے سر منڈائے یا بال کترائے ہوئے خوش باش اور نڈر اسمین تعریض ہے خلیفۂ ثانی پر کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو یہہ ذات شریف اپنی عقلمندی سے حضرت پر معترض ہوئے پس حضرت نے فرمایا کہ مینے نہ یہہ خواب مین دیکھا تھا اور نہ وعدہ کیا کہ ابہی کے سال فتحیاب ہونگے بلکہ بلا تعین وعدہ کیا تھا ابکے نہ سہی تو آیندہ فتح ہوگی دیر آید درست آید وَلَئِنْ كَانَ يُوسُفُ حُبِسَ فِي السِّجْنِ فَقَدْ حُبِسَ رَسُولُ اللهِ فِي الشِّعْبِ ثَلَاثَ سِنِيْنَ وَقُطِعَ مِنْهُ أَقَارِبُهُ وَذُو الرَّحِمِ وَأَلْجَاؤُهُ إِلَى أَضْيَقِ الْمَضَائِقِ فَلَقَدْ كَادَهُمُ اللهُ عَزَّ ذِكْرُهُ كَيْدًا مُسْتَبِيْنًا إِذْ بَعَثَ أَضْعَفَ خَلْقِهِ فَمَا كَانَ عَهْدُهُمُ الَّذِي كَتَبُوهُ بَيْنَهُمْ فِي قَطِيعَةِ رَحِمِهِ اور اگر حضرت یوسف قیدخانے مین محبوس ہوئے تو ہمارے حضرت تین برس کامل شعب ابوطالب مین قلعہ بند رہے ہین اور تمام عزیز و اقربا نے قطع رحم کیا اور مبتلا کر دیا اونہین نہایت تنگی معاش مین کہ رسد تک نہ پہونچ سکتی تہی پس جب اونہون نے فریب کیا تہا ویساہی خدا نے قدرت نمائی کی کہ ضعیف ترین خلق کو یعنے دیمک کو بہیجا کہ وہ کہا گئی اوس نا مبارک عہدنامے کو کہ جسے اونہون نے قطع رحم بنی ہاشم مین لکہا تہا وَلَئِنْ كَانَ يُوسُفُ أُلْقِيَ فِي الْجُبِّ فَلَقَدْ حَبَسَ مُحَمَّدٌ نَفْسَهُ مَخَافَةَ عَدُوِّهِ فِي الْغَارِ حَتَّى قَالَ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا وَمَدَحَهُ اللهُ بِذَلِكَ فِي كِتَابِهِ اور اگر حضرت یوسف کنوئین مین پہینکے گئے تو ہمارے حضرت بہی دشمنون کے ڈر سے غار مین چہپے تا اینکہ جب کفار مکہ ڈہونڈہتے ہوئے پہونچے

تو یار غار ڈر کے مارے رونے لگے پس حضرت نے فرمایا کہ تم کیون غم کھاتے ہو نہ ڈرو
خدا ہمارے ساتھہ ہے چنانچہ خدا نے بھی اونکے اس توکل و پامردی کی تعریف قرآن
شریف مین فرمائی ہے **واعظ کہتا ہے** کہ اہلسنت اس آیہ پر بڑا افتخار کرتے
ہین اور اسے حق خلیفۂ اول مین ناحق مفید سمجھتے ہین لہذا مناسب حال ذکر جواب
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ ہے کہ جو اس شبہہ کو زائل کرنے کو بہت مفید ہے چنانچہ
احتجاج طبرسی وغیرہ مین ہے کہ جناب شیخ فرماتے ہین کہ ایک سال کیا خواب مین دیکھتا
ہون کہ بہت سے لوگ حلقہ باندھے بیٹھے ہین مینے پوچھا کہ یہہ کیا ماجرا ہے لوگون
نے کہا کہ اسمین ایک قصہ خوان ہے انھون نے فرمایا کہ وہ کون ہے لوگون نے
کہا کہ عمر بن خطاب ہے یہہ لوگون کو ہٹا کے گئے دیکھا کہ وہ کچھہ باتین بنا رہا ہے
کہ جو مطلق انکی سمجھہ مین نہ آئین انھون نے یہہ بات کاٹ کے فرمایا کہ ای شخص آیہ
غار سے کون سی فضیلت یار غار بلکہ مار غار کی نکلتی ہے عمر نے کہا چھہ وجھون سے
**پہلی** یہہ کہ اس آیہ مین خدا نے ذکر نبی فرمایا اور اونکے ساتھی ذکر ابو بکر آیا اونہین
اول اور اونہین ثانی قرار دیا پس فرمایا دوسرا دو آدمیون سے **دوسری**
یہہ کہ اون دونون کو مکین لامکان نے ایک ہی مکان مین قرار دیا کمال اتحاد
و الفت کی راہ سے پس فرمایا کہ جب وہ دونون غار مین تھے **تیسرے**
اونہین مصاحب پیمبر قرار دیا اور فرمایا کہ جب نبی کہتے تھے اپنے مصاحب سے
**چوتھی** اس آیہ سے کمال شفقت نبی حال ابو بکر پر ثابت ہوئی کہ حضرت نے
اونکی تسلی کے لیئے فرمایا کہ ہراس نکر کچھہ پروا نہین خدا تو ہمارے ساتھہ ہے
**پانچوین** خدا کو جسطرح اپنے ساتھہ کہا اوسیطرح ابو بکر کے ساتھہ کہا اور
فرمایا کہ خدا ہمارے ساتھہ ہے نہ یہہ کہ میرے ساتھہ ہے **چھٹے** یہہ کہ خدا نے اونپر

تسکین بہیجی یعنے من جانب اللہ تسکین ہوئی ابو بکر کو اسلئے کہ حضرت کو تو ہمیشہ ہی
سے تسکین تہی پس یہہ چہہ فضیلتین ایسی ہین کہ تمسے ایک بہی نہین اوٹہہ سکتی
شیخ نے فرمایا کہ تمنے خوب بات گڑہی مگر قریب ہے کہ راکہہ کی طرح ہوا کی تیزی تکو
سے اوڑکے خاک مین ملجائے اور میرے پیشانی پر شکن بہی نہ آئے یہہ جو تمنے
کہا کہ وہ دو تہے تو اسمین کیا فخر گنتی گنانے سے کیا کام نکلتا ہے جب ایک
مؤمن دوسرے مؤمن کے ساتہہ یا ایک مؤمن دوسرے کافر کے ساتہہ مل
بیٹہین گے تو وہ دو کہلائین گے اس سے کیا حاصل اور اسی طرح ایک
مقام پر ہونے سے کیا ہوتا ہے اکثر نیک و بد مومن و کافر ایک جگہہ ہوتے
ہین جیسے مؤمن و منافق و کافر مسجد نبی مین جمع ہوئے کہ جو غار سے بہی بڑہ کے
تہے اور اسیطرح کشتی نوح مین نیک و بد سب تہے نبی بہی تہے اور شیطان
بہی تہا اور کتا بہی تہا اور لیکن ذکر صحبت تو اسمین کیا فضیلت ہے جب قرآن
مین کافر پر اطلاق صاحب و مصاحب آیا اور اہل زبان سنے جانور اور تلوار
اور کدہے تک کو صاحب کہا تو اب اس لفظ سے خلیفہ صاحب کو کیا صاحبی لگجائیگی
اور یہہ جو تمنے کہا کہ پیمبر نے اونکی تسکین کو کہا کہ نہ ڈر تو یہہ مدح نہین بلکہ مذمت
ہے اسلئے کہ اگرچہ ڈر اونکا بجا تہا تو پیمبر کو منع کرنا اوسے کب مناسب تہا پس
ضرور وہ بیجا تہا اور یہہ خیال کہ پیمبر نے تنہا اپنے ساتہہ خدا کو نکیا بلکہ بطور جمع
فرمایا کہ ہمارے ساتہہ خدا ہے تو ہو سکتا ہے کہ تعظیماً اطلاق جمع کیا ہو جیسا کہ خود
خدا نے فرمایا کہ ہمنے نازل کیا قرآن اور ہم اوسکے حافظ و محافظ ہین اور یہہ
بہی ایک قول ہے کہ ابو بکر نے کہا کہ مین اپنے لئے نہین روتا بلکہ مجہے آپکا اور
جناب امیر کا رنج ہے تو اسلئے حضرت نے فرمایا کہ بیہودہ غم نکہا کیا تو نہین جانتا

کہ خدا میرے اور علی کے ساتھ ہے اور لیکن تسکین دینا خدا کا تو قرآن مجید سے
صاف ظاہر ہے کہ تسکین اوسیکو دی گئی تھی جسکی مدد لشکر سے کی گئی اور اگر صاحب
لشکر بھی خلیفہ صاحب ٹھہرے تو انکے پاس نہ لاؤ نہ لشکر دوسرے اسمین جناب
رسالت مآبؐ کی نبوت باطل ہوئی جاتی ہے طرفہ یہہ کہ اور دو آیتون مین نزول
تسکین کا ذکر آیا ہے اور اوسمین بتصریح خدا کے مؤمنین حاضر الوقت کو بھی
شریک فرمایا ہے پس اگر یہان بھی کوئی مؤمن حضرت کے ساتھ ہوتا تو
شریک حضرت کیا جاتا پس خلیفہ کا تسکین سے خارج ہونا دلیل ہے
اونکے خارج ہونے کی ربقۂ ایمان سے بہرطور وہ خارجی
ٹھہرے یہہ سنکے وہ سن ہوگیا اور کچھہ جواب مینے
نہ بولا یہانتک کہ مین جاگ اوٹھا فقط

# دسوان موعظہ

بیان فضائل حضرت موسیٰ و ترجیح جناب سالتمآبؐ مین اوسکے اور اوسکے بیان مین کہ حضرت کی سایہ نتہا اور بشارت شلیہ کا بیان اور جواب لطیف اوسکا جسنے حضرت امیرؑ کی بارہ مین عامیانا طور پر کہا تہا کہ وہ تین مین نہ تیرہ مین اور وجہ تسمیہ شیعہ بعنوان جدید و لطیف و ممانعت اسکی کہ کسیکو شیعہ غالی کہین اور منشا تکرار فبای الاء و تکرار ویل یومئذ و تکرار بسم اللہ و دیگر فوائد عظیمہ متعلقہ بحث امامت

بسم الله الرحمن الرحيم

فقال له اليهودي فهذا موسى بن عمران قد آتاه الله التورٰىة التي فيها حكمه پس کہا اوس یہودی نے کہ یہہ حضرت موسی ہین جنہین وہ توریت ملی جسمین حکم خدا ہے قال له علي لقد كان كذلك ومحمد اعطي ما هو افضل منه اعطي محمد سورة البقرة والمائدة بالانجيل وطه ونصف المفصل والحواميم بالتورٰىة واعطي نصف المفصل التسابيح بالزبور واعطي سورة بني اسرائيل وبراءة بصحف ابراهيم وصحف موسى وزاد الله عز ذكره محمدا السبع الطوال وفاتحة الكتاب وهي السبع المثاني والقرآن العظيم واعطي الكتاب والحكمة جناب امیر نے فرمایا کہ یہہ صحیح ہی لیکن ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ہوا کہ

سورۂ بقرہ و سورۂ مائدہ انہیں انجیل کے بدلے ملا اور طٰہٰ اور نصف مفصل اور
جنکی ابتدا حٰم سے ہے یہہ سب توریت کے بدلے ملی اور باقی نصف مفصل یعنی
جنکی ابتدا ان ذکر فصلت وغیرہ آیا ہے اور جنکی ابتدا ذکر تسبیح سے ہوئی ہے
یہہ سب زبور کے بدلے ملی اور پارہ سورۂ بنی اسرائیل کا اور سورۂ براءت
صحف ابراہیم کے عوض اور علاوہ ان سب کے ہمارے حضرت کو خدا نے سات
بڑے سوروں سے اور فاتحۃ الکتاب سے کہ جسے سبع مثانی و قرآن عظیم ہے
یعنی سورۂ حمد سے مخصوص کیا اور کتاب و حکمت اونہیں کرامت فرمائی قَالَ
لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ مُوْسٰى نَاجَاهُ اللّٰهُ عَلٰى طُوْرِ سَيْنَاءَ یہودی نے کہا
کہ کوہ طور پر تو ہمارے موسٰی سے اور خدا سے باتیں ہوئیں آپ کے نبی کو
کب یہہ رتبہ ملا قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَلَقَدْ اَوْحَى اللّٰهُ
عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى مُحَمَّدٍ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَمَقَامُهُ فِي السَّمَاءِ مَحْمُوْدٌ
وَعِنْدَ سِدْرَةِ الْعَرْشِ مَذْكُوْرٌ جناب امیر نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سے
خود خدا نے سدرۃ المنتہی پہ باتیں کیں اور وحی نازل فرمائی پس آسمان پہ
اونکے لیے مقام محمود ہے اور ذکر خیر اونکا عرش پر موجود ہے قَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ
فَاِنَّ مُوْسٰى قَدْ اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَحَبَّةً مِّنْهُ یہودی نے کہا کہ موسٰی
کو خدا نے اپنی محبت عطا کی قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَلَقَدْ
اَعْطَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُ لَقَدْ اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَحَبَّةً
مِّنْهُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِيْ يُشْرِكُهُ فِيْ هٰذَا الْاِسْمِ اِذْ تَمَّ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
بِهِ الشَّهَادَةُ فَلَا تَتِمُّ الشَّهَادَةُ اِلَّا اَنْ يُقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ يُنَادٰى بِهِ عَلَى الْمَنَابِرِ

فَلَا یُرْفَعُ صَوْتٌ بِذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا رُفِعَ بِذِکْرِ مُحَمَّدٍ مَعَہٗ حضرت نے فرمایا کہ یہہ سب صحیح مگر خدا کو ہماری حضرت سے تو ایسی محبت تھی کہ اپنی توحید کی شہادت کو ناتمام رکھا ہے شہادت نبوت اپنے حبیب کے پس بالا ہی بنا پر اور ہر مقام پر ذکر خدا آتا ہے تو ساتھی اوسکو اوسکے حبیب کا بہی ذکر خیر آجاتا ہی قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ فَلَقَدْ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی بِفَضْلِ مَنْزِلَۃِ مُوْسٰی عِنْدَہٗ یہودی نے کہا کہ بذریعہ وحی والہام مرتبہ عالی موسیٰ مادر موسیٰ پر حالی کر دیا تہا قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَلَقَدْ لَطَفَ اللّٰہُ جَلَّ ثَنَاؤُہٗ لِاُمِّ مُحَمَّدٍ بِاَنْ اَوْصَلَ اِلَیْھَا اسْمَہٗ حَتّٰی قَالَتْ اَشْھَدُ وَالْعَالَمُوْنَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ مُنْتَظَرٌ وَشَھِدَ الْمَلَائِکَۃُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ اَنَّھُمْ اَثْبَتُوْہُ فِی الْاَسْفَارِ وَبِلُطْفٍ مِنَ اللّٰہِ سَاقَہٗ اِلَیْھَا وَاَوْصَلَ اِلَیْھَا اِسْمَہٗ لِفَضْلِ مَنْزِلَتِہٖ عِنْدَہٗ حَتّٰی رَاَتْ فِی الْمَنَامِ اَنَّہٗ قِیْلَ لَھَا اِنَّ مَا فِیْ بَطْنِکِ سَیِّدٌ فَاِذَا وَلَدْتِیْہِ فَسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا فَاشْتَقَّ اللّٰہُ لَہٗ اِسْمًا مِنْ اَسْمَائِہٖ فَاللّٰہُ الْمَحْمُوْدُ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ حضرت نے فرمایا کہ یہہ صحیح لیکن ہماری حضرت کی والدہ کو بہی خدا نے مطلع اونکی اسم سامی و نام نامی سے کیا تا اینکہ وہ فرمانے لگین کہ مین خود اور سب واقفکار گواہ ہین کہ محمد مصطفےٰ رسول و منتظر اور موعود ہین کہ عنقریب کتم عدم سے منصہ شہود مین آوینگے اور فرشتون نے نبیون پر گواہی دی کہ ہمنے انکا نام نامی لکھا ہے سفر و نبیہ آسمانی کتابون کے اور محض لطف الٰہی سے یہہ اپنی والدہ تک پہونچے اور نام انکا اونہین ہاتھہ لگا خواب مین کیا دیکھتی ہین کہ کوئی اونسے کہتا ہے کہ تمہارے شکم شریف مین سردار انبیا ہے پس جب یہہ پیدا ہو تو اسکا نام محمد رکھنا پس

مشتق کیا خدا نے انکا نام اپنے نام سے پس خدا محمود ہے اور یہہ محمد ہیں قال
لہ الیہودی فان ہذا موسیٰ بن عمران قد ارسلہ اللہ الی فرعون
واراہ الآیۃ الکبریٰ یہودی نے کہا کہ حضرت موسیٰ کو خدا نے فرعون
پاس بھیجا اور انہوں نے اوسے معجزہ عظیم الشان دکھایا قال لہ علیؑ لقد کان
کذلک ومحمدؐ ارسل الی فراعنۃ شتی مثل ابی جہل
وعتبۃ بن ربیعۃ وشیبۃ وابی البختری ونضر بن حارث
وابی بن خلف ومنبہ ونبیہ وابن الحجاج والی الخمسۃ
الولید بن المغیرۃ المخزومی والعاص بن وائل السہمی والاسود
بن عبد یغوث الزہری والاسود بن المطلب والحرث بن
الطلاطلۃ فاراہم الآیات فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین
لہم انہ الحق حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت تو کئی فرعونوں کی ہدایت
کے لیے مبعوث ہوئے مثل ابوجہل وعتبہ وشیبہ وابوالبختری ونضر وابی
ومنبہ واولاد منبہ وابن الحجاج کے اور اون پانچ آدمیوں کے کہ جو
حضرت سے تمسخر واستہزا کرتے تھے یعنے ولید وعاص واسود زہری واسود
بن مطلب وحارث پس آفاق عالم اور خود اونکے نفسوں میں ایسی نشانیاں
دکھائیں کہ جنسے صدق اونپر ظاہر ہوگیا اور حجت خدا تمام ہوگئی قال
الیہودی لقد انتقم اللہ لموسیٰ من فرعون کہا یہودی نے
کہ خدا نے موسیٰ کی بسبب فرعون سے انتقام لیا قال لہ علیؑ لقد
کان کذلک ولقد انتقم اللہ جل اسمہ لمحمدؐ من الفراعنۃ
فرمایا حضرت نے کہ یہہ سب صحیح لیکن بسبب ہماری حضرت کے خدا نے

أستقام لہا فاما المستهزؤن فقد قال الله سبحانه انا كفيناك المستهزئين فقتل الله خمستهم كل واحد منهم بغير قتلة صاحبه في يوم واحد مستہزؤنکا تو یہہ حال ہوا کہ خدا نے اونکے بارہمین اپنے حبیب کو خبر دی کہ ہمنے کفایت کرلی تمہاری ٹھٹھا کرنیوالون سے پس ایک دن پانچون کو اوس دن مین واصل جہنم کیا ہر ایک کو ایک نئے انداز سے فاما الوليد بن المغيرة فمر بنبل لرجل من خزاعة قد راشه ووضعه في الطريق فاصابه شظية منه فانقطع اكحله حتى ادماه فمات وهو يقول قتلني رب محمد ولید کا یہہ درجہ ہوا کہ وہ راہ چلا جاتا تھا اور اثنا ے راہ مین بنی خزاعہ مین سے کسی کو تہ اندیش نے ایک تیر گاڑ دیا حسب اتفاق اوسکے پاؤن اوسپر جا پڑا اور بے ساختہ اسنے ٹھوکر کہائی پس رگ اکحل قطع ہوگئی اور ٹونٹی کی طرح خون کی دہار اوسمین سے بہنے لگی پس وہ یہہ کہتا ہوا کہ مجھے محمد کے خدا نے قتل کیا واصل جہنم ہوا واما العاص بن وائل السهمي فانه خرج في حاجة له الى موضع فتدهده تحته حجر فسقط فتقطع قطعة قطعة فمات وهو يقول قتلني رب محمد اور عاص کا یہہ درجہ ہوا کہ وہ کہین کسی کام کو جاتا تھا ناگاہ ایک پتھر سے ایسی ٹھوکر کہاکے موہنہ کے بہل گرا کہ اوس سنگدل کے بدن کے پرخچے اڑ گئے پس یہہ کہتا ہوا مرا کہ مجہے محمد کے خدا نے مارا واما الاسود بن يغوث فانه خرج يستقبل ابنه زمعة فاستظل بشجرة فاتاه جبرئيل فاخذ راسه فنطح به الشجرة فقال لغلامه امنع عني هذا فقال ما ارى احدا يصنع بك شيئا الا نفسك فقتله وهو يقول رب محمد قتلني

اور اسود روسیاہ کی یہ گت بنی کہ وہ اپنے بیٹے زمعہ کے استقبال کو
گیا تہا پس ایک درخت کے سایہ مین بیٹہا کہ دفعتہً حضرت جبرئیل آئے اور سر
پکڑ کے اوسکا اوسی درخت سے ٹکرایا پس اوسنے اپنے غلام سے کہا
کہ اسی میرے پاس سے ہٹاتا نہین اوسنے کہا کہ تیرے پاس تو کوئی نہین
ہان تو خود ہی اپنا سر درخت سے پہوڑ رہا ہے آخرش وہ یہی کہکے مرا کہ مجہے
محمد کے خدا نے قتل کیا کُلّ ذٰلِكَ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ
كَانُوا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ نَنْتَظِرُ بِكَ إِلَى الظُّهْرِ
فَإِنْ رَجَعْتَ عَنْ قَوْلِكَ وَإِلَّا قَتَلْنَاكَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ فِي مَنْزِلِهِ فَأَغْلَقَ
عَلَيْهِ بَابَهُ مُغْتَمًّا لِقَوْلِهِمْ ثُمَّ أَتَاهُ جِبْرَئِيلُ مِنْ سَاعَتِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
السَّلَامُ يَقْرَؤُكَ السَّلَامَ وَهُوَ يَقُولُ اصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ
يَعْنِي أَظْهِرْ أَمْرَكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ وَادْعُهُمْ إِلَى الْإِيمَانِ قَالَ يَا جِبْرَئِيلُ
كَيْفَ أَصْنَعُ بِالْمُسْتَهْزِئِينَ وَمَا أَوْعَدُونِي فَقَالَ لَهُ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ
قَالَ يَا جِبْرَئِيلُ كَانُوا السَّاعَةَ بَيْنَ يَدَيَّ قَالَ قَدْ كَفَيْتُهُمْ فَأَظْهِرْ
أَمْرَهُ مِنْ عِنْدِ ذٰلِكَ یہ سب کبہی ساعت مین ہوگیا بانیطور کہ وہ سب تم
پاس تہے پس کہتے تہے کہ اے محمد ہم انتظار کرتے ہین اگر اس عرصہ مین بہی تم
اپنی بات سے نہ پہرے تو ہم تمہین قتل کرینگے پس حضرت نے گہر مین جاکے
دروازہ بند کر لیا بہ سبب حزن کے ... پس فوراً حضرت جبرئیل آئے اور فرمانے
لگے کہ ای محمد سلام تمہین پروردگار سلام کہتا ہے تمہین یہ پیام دیا ہے کہ تصدیع کرو
ساتہہ اوس چیز کے کہ جسکا تمہین حکم پہونچا ہے اور اعراض کرو مشرکون سے
یعنی اظہار امر حق کرو اہل مکہ سے اور دعوت کرو اونکی ایمان کیطرف حضرت نے

فرمایا کہ اے جبرئیل پھر مین مستہزون کے شر وفساد کا کیا علاج کرون تو
جبرئیل نے خدا کی طرف سے کہا کہ ہم کافی و وافی ہین سزا دینے مین ان مستہزا کرنے
والون کی حضرت نے کہا کہ ابھی تو وہ سب میرے پاس سے گئے اونھون نے
کہا کہ مین بحکم خدا اونہین سزا دے چکا اور مفصل سب حال کہہ دیا وَاَمَّا بَقِيَّتُهُمْ
مِنَ الْفَرَاعِنَةِ فَقُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ بِالسَّيْفِ وَهَزَمَ اللّٰهُ الْجَمْعَ وَوَلَّوُا الدُّبُرَ
اور باقی فرعون بے سامان جنگ بدر مین واصل جہنم ہوئے اور منہزم کر دیا
خدا نے اونکا مجمع اور پیٹھ پھیری اونہون نے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ هٰذَا
مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ قَدْ اُعْطِيَ الْعَصَا فَكَانَتْ تَتَحَوَّلُ [illegible] ثُعْبَانًا
کہا کہ حضرت موسی کو خدا نے ایسا عصا عطا کیا تھا کہ جو اژدہا ہو جاتا تھا
قَالَ لَهُ عَلِيٌّ قَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا
اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَطْلُبُ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ بِدَيْنٍ ثَمَنِ جَزُورٍ
قَدِ اشْتَرَاهُ فَاشْتَغَلَ عَنْهُ وَجَلَسَ يَشْرَبُ فَطَلَبَهُ الرَّجُلُ فَلَمْ
يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ مَنْ تَطْلُبُ قَالَ
عَمْرَو بْنَ هِشَامٍ يَعْنِي اَبَا جَهْلٍ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالَ اَنَا اَدُلُّكَ عَلٰى
مَنْ يَسْتَخْرِجُ الْحُقُوقَ قَالَ نَعَمْ فَدَلَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَكَانَ اَبُو جَهْلٍ
يَقُولُ لَيْتَ لِمُحَمَّدٍ اِلَيَّ حَاجَةً فَاَسْخَرَ بِهِ وَاَرُدَّهُ فَاَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ فَقَالَ
لَهُ يَا مُحَمَّدُ بَلَغَنِي اَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ حُسْنَ [illegible] وَاَنَا اَسْتَشْفِعُ
بِكَ اِلَيْهِ فَقَامَ مَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ فَاَتَى بَابَهُ فَقَالَ لَهُ قُمْ يَا اَبَا جَهْلٍ
فَاَدِّ اِلَى الرَّجُلِ حَقَّهُ وَاِنَّمَا كَنَّاهُ اَبَا جَهْلٍ ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَقَامَ مُسْرِعًا
فَاَدَّى اِلَيْهِ حَقَّهُ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَى مَجْلِسِهِ قَالَ لَهُ بَعْضُ اَصْحَابِهِ فَعَلْتَ [illegible]

ذٰلِكَ نَوْعًا مِنْ مُحَمَّدٍ قَالَ وَيْحَكُمْ اَعْذِرُوْنِيْ اِنَّهٗ لَمَّا اَقْبَلَ رَاَيْتُ عَنْ يَمِيْنِهٖ
رِجَالًا بِاَيْدِيْهِمْ حِرَابًا تَتَلَأْلَأُ وَعَنْ يَسَارِهٖ ثُعْبَانَيْنِ تَصْطَكُّ اَسْنَانُهُمَا
وَتَلْمَعُ النِّيْرَانُ مِنْ اَبْصَارِهِمَا وَلَوِ امْتَنَعْتُ لَمْ اٰمَنْ اَنْ يَبْقُرُوْا بِالْحِرَابِ
بَطْنِيْ وَيَقْضِمَنِيْ الثُّعْبَانَانِ حضرتنا نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے
بھی زیادہ معجزہ ملا ایک اونٹ کی قیمت کسی شخص کی ابوجہل پر قرض تھی اسنے مول
لینے کو تو لے لیا تھا مگر دام نہ دیتا تھا اور روز وفردا لگا رکھا تھا ناحق کی لیت ولعل
کرتا تھا اور ہمیشہ پھرا کے شراب وکباب میں بسر کرتا تھا اور قرضخواہ
کس طرح اس تک دسترس نہ پاتا تھا اور اسکا [illegible] ان تک نہ جا سکتا تھا
پس بعض استہزا کرنیوالوں نے قرضخواہ سے پوچھا کہ کسے ڈھونڈھتا ہے
اوسنے کہا کہ عمرو بن ہشام کو یعنے ابوجہل کو کہ میرا اوسپر کچھ قرضہ ہے اوسنے
کہا کہ میں اوس شخص کو بتاؤں کہ جو لوگوں کے حق دلواتا ہے اوسنے کہا کہ ہاں پس
اونے پیمبر کو بتایا اور ابوجہل کا یہ قول تھا کہ کاش پیمبر کو مجھسے کوئی حاجت ہوتی
تو میں اونہیں خوب زچ کرتا اور تمسخر کرکے بے نیل مقصود واپس کرتا پس
وہ شخص حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ مینے سنا ہے کہ آپکے اور عمرو کے درمیان میں
لطف وارتباط ہے پس میری سعی فرمایئے پس حضرت فورًا اوٹھ کھڑے ہوئے اور
اوسکے مکان پر گئے اور فرمایا کہ اے ابوجہل جلد اوٹھ اور ابھی اسکا حق ادا کر
اور عمرو کی کنیت ابوجہل اوسی روز حضرت نے رکھی پس فورًا اوٹھکے اوسنے قرض
ادا کیا پس جب وہ اپنے مقام پر گیا تو اوسکے احباب نے کہا کہ تو پیمبر سے ڈر گیا
اوسنے کہا کہ میں معذور ہوں جب حضرت یہاں تشریف فرما ہوئے تو مینے دیکھا
کہ اونکی داہنی طرف کچھ لوگ چمکتے ہوئے حربے ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں اور اونکی

بائیں طرف دو اژدہے ہیں کہ غصے کے مارے دانت کٹکٹاتے ہیں اور آنکھیں
ان کی آگ کی طرح چمکتی ہیں اگر ذرا بھی دیر لگاتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ تو کو اور ان
دونوں سے میرا پیٹ چاک کریں اور اژدہے مجھے نگل جائیں فہذا اکبر مما
اعطی موسیٰ ثعبان بثعبان موسیٰ وزاد اللہ محمدا ثعبانا وثمانیۃ
املاک معھم الحراب پس یہ عظیم تر ہے معجزہ حضرت موسیٰ سے ایک اژدہا
تو مقابل میں موسیٰ کے اژدہے کے اور آٹھ فرشتے ہتھیار بند اور ایک اژدہا زیادہ
ہوا ولقد کان النبی یوذی قریشا بالدعاء فقام یوما فسفہ احلامہم
وعاب دینہم وشتم اصنامہم وضلل اباءہم فاغتموا من
ذلک غما شدیدا فقال ابوجہل واللہ للموت خیر لنا من الحیوۃ
فلیس فیکم معاشر قریش احد یقتل محمدا فیقتل بہ فقالوا
لہ لا قال فانا اقتلہ فان شاء بنو عبد المطلب قتلونی بہ والا
ترکونی قالوا انک ان فعلت ذلک اصطنعت الی اہل الوادی
معروفا لا تزال تذکر بہ قال انہ کثیر السجود حول الکعبۃ فاذا جاء
وسجد اخذت حجرا فشدختہ بہ فجاء رسول اللہ فطاف بالبیت
اسبوعا ثم صلی واطال السجود فاخذ ابوجہل حجرا فاتاہ من قبل
راسہ فلما ان قرب منہ اقبل فحل من قبل رسول اللہ فاغرا فاہ
نحوہ فلما ان راہ ابوجہل فزع منہ وارتعدت یداہ وطرح الحجر
فشدخ رجلہ فرجع مدما متغیر اللون یفیض عرقا فقال لہ اصحابہ
ما رأیناک کالیوم قال ویحکم اعذرونی فانہ اقبل من عندہ فحل
تکاد یبلعنی فرمیت بالحجر فشدخت رجلی اور حالت دعوت میں حضرت

اذیت پہونچاتے تھے قریش بالیقین قریش کو پس ایک روز ابو جہل حضرت کی حماقت اونکی اور عیب اونکے دین باطل کیا اور اونکے بتون کو برا کہا پس وہ بہت رنجیدہ ہوئے اور ابو جہل کہنے لگا کہ اس جینے سے تو مرنا بہتر ہے اے قریش تم مین سے کوئی اتنا بھی نہین کہ پیمبر کو مارڈالے اپنی جان پر کھیل جاوے یہی نہ کہ پھر وہ بھی مارا جائیگا تو اس سے کیا ہوتا ہے سب کی بات پوچھا گیا جب سب نے انکار کیا تو کہنے لگا کہ خیر مین ہی اونہین مارتا ہون پھر چاہین اولاد عبد المطلب مجھے قتل کرین اور چاہین چھوڑ دین لوگون نے کہا کہ اگر یہ تیرا عزم ہے تو تو بڑی نیکی کریگا اہل شہر اور سب پر تیرا احسان ہوگا اور ہمیشہ نیک نام رہیگا پھر اوسنے کہا کہ حضرت آکے گرد کعبہ بہت دیر تک سجدہ کیا کرتے ہین پس وہی موقع ہے اوسیوقت اونکے سر پر پتھر مار کے اونہین قتل کرونگا پس جب حضرت آئے اور طواف و نماز سے فارغ ہوکے سجدہ مین طول دینے لگے پس ابو جہل پتھر اوٹھاکے اونکے سر مبارک پاس آیا ایک اژدہا موہنہ کھولے اوسکی طرف دوڑا پس ڈر کے مارے اسکے ہاتھ کانپنے لگے اور ڈھیلا ہاتھ سے پاؤن پر چھوٹ پڑا اور زخم ہو اونسے خون بہنے لگا پس بہہ رنگ پسینے پسینے وہان سے پھرا لوگون نے تعجب سے کہا کہ ایسا حال تو تیرا ہمنے کبھی نہین دیکھا پس اوسنے سب ماجرا اپنا بیان کیا

قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ فَاِنَّ مُوْسٰی قَدْ اُعْطِیَ الْیَدَ الْبَیْضَاءَ فَھَلْ فُعِلَ لِمُحَمَّدٍ شَیْءٌ مِنْ ھٰذَا قَالَ لَہٗ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا ھُوَ اَفْضَلُ مِنْ ھٰذَا اِنَّ نُوْرًا کَانَ یُضِیْئُ عَنْ یَمِیْنِہٖ حَیْثُمَا جَلَسَ وَعَنْ یَسَارِہٖ اَیْنَمَا جَلَسَ وَکَانَ یَرَاہُ النَّاسُ کُلُّھُمْ یہودی نے کہا کہ

خداسے حضرت موسیٰ کو یدبیضا اور نورانی ہاتھہ دیا تھا حضرت نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب کا تمام جسم ایسا نورانی تہا کہ جہان بیٹہتے تہے اونکے واہنے بائین ایک نور ساطع ہوتا تہا کہ لوگ اونہین دیکہہ لیتے تہے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ مُوسَى قَدْ ضُرِبَ لَهُ فِي الْبَحْرِ طَرِيقٌ فَهَلْ فُعِلَ لِمُحَمَّدٍ شَيْءٌ مِنْ هَذَا یہودی نے کہا کہ حضرت موسیٰ کے لیے دریا مین راہ بن گئی تہی ایسا پیغمبر کے لیے کب ہوا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَمُحَمَّدٌ أُعْطِيَ مَا هُوَ أَفْضَلُ حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا لیکن ہمارے حضرت کو اس سے زیادہ رتبہ ملا خَرَجْنَا مَعَهُ إِلَى حُنَيْنٍ فَإِذَا نَحْنُ بِوَادٍ يَشْخَبُ فَقَدَّرْنَاهُ فَإِذَا هُوَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ قَامَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْعَدُوُّ مِنْ وَرَائِنَا وَالْوَادِي أَمَامَنَا كَمَا قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرَكُونَ فَنَزَلَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ جَعَلْتَ لِكُلِّ مُرْسَلٍ دَلَالَةً فَأَرِنِي قُدْرَتَكَ وَرَكِبَ فَرَسَهُ فَعَبَرَتِ الْخَيْلُ لَا تَنْدَى حَوَافِرُهَا فَرَجَعْنَا فَكَانَ فَتْحُنَا حسب اتفاق ہم حضرت کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب حنین کو گئے تہے ناگاہ اثنائے راہ مین کیا دیکہتے ہین کہ ایک لق ودق میدان لبریز پانی سے چہلک رہا ہے ہمنے جو اوسکی مساحت کی تو چودہ قدآدم پانی تہا پس لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت دشمن پیچہا کیئے چلے آتے ہین اور آگے یہہ وادی پرخطر ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے خدا سے کہا تہا کہ اب ہم ضرور گرفتار ہوجائینگے کہ لشکر فرعون ہمارے عقب مین ہے اور بحر زخار سامنے ہے پس یہہ اونکا پس وپیش دیکہہ کے حضرت گہوڑے سے اوتر پڑے اور بکمال گریہ وزاری درگاہ باری مین عرض کی کہ خداوندا تو نے ہر نبی کی نبوت پر ایک دلیل یعنی معجزہ وغیرہ سے قرار دی

پس مجھے بہی اپنی قدرت کاملہ کا تماشا دکہایہہ کہکے گہوڑے پر سوار ہوے
اور پانی مین گہوڑا ڈالدیا پس حضرت کے راہوار کے ساتہہ سب گہوڑے
پار اوترگئے اور سم نہ بہیگے اور اونٹون نے بہی عبور کیا اور تلیان اونکی تر
ہوئین اور جب ہم پہرے تو پہر ہمنے فتح پائی قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ
مُوسٰى قَدْ اُعْطِىَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا یہودی نے
کہا کہ حضرت موسیٰ کو ایک پتہر ملا کہ جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے قَالَ
لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ مُحَمَّدٌ لَمَّا نَزَلَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَحَاصَرَهُ اَهْلُ
مَكَّةَ قَدْ اُعْطِىَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ حضرت نے فرمایا کہ یہہ سچ ہے
مگر ہمارے حضرت جب حدیبیہ مین فروکش ہوئے اور چارونطرف سے
گہیر لیا مکہ والون نے تو اونہین اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا وَذٰلِكَ
اَنَّ الصَّحَابَةَ شَكَوْا اِلَيْهِ الظَّمَاءَ وَاَصَابَهُمْ ذٰلِكَ حَتَّى الْتَفَّتْ
خَوَاصِرُ الْخَيْلِ فَذَكَرُوا لَهُ ذٰلِكَ فَدَعَا بِرَكْوَةٍ يَمَانِيَةٍ ثُمَّ نَصَبَ
يَدَهُ الْمُبَارَكَةَ فَتَفَجَّرَتْ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ عُيُوْنٌ فَصَدَرْنَا وَ
صَدَرَ الْخَيْلُ رِوَاءً وَمَلَاْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ وَسِقَاءٍ اور اسکا ماجرا یہہ ہے
کہ صحابہ حضرت نے حضرت سے پیاس کی شکایت کی ازبسکہ سوار و پیادہ
و راہوار سب کے سب بشدت پیاسے تہے پس حضرت نے ایک ڈول منگوا کے
اوسمین دست مبارک رکہا اور گہائیون سے حضرت کی چشمے جاری ہوے
پس ہم سب پانی پی پی کر چپک گئے اور سب چہاگلین اور مشکین ہمنے لبالب
بہرلین وَلَقَدْ كُنَّا مَعَهُ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَاِذَا ثَمَّ قَلِيبٌ جَافَّةٌ فَاَخْرَجَ
سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَاوَلَهُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ لَهُ اذْهَبْ بِهٰذَا

اِلیٰ تِلْکَ الْقَلِیْبِ الْجَافَّۃِ فَاغْرِزْہُ فِیْہَا فَفَعَلَ ذٰلِکَ فَتَفَجَّرَتْ اِثْنَتَا
عَشْرَۃَ عَیْنًا مِنْ تَحْتِ السَّہْمِ اور ہم حضرت کے ساتھہ حدیبیہ گئے تھے
وہان ایک اندہا کنوان تھا پس حضرت نے ایک تیر ترکش سے نکالا اور براء بن
عازب کو دیا اور کہا کہ اسے گاڑ دے اوس کنوین مین پس جب اوسنے
تعمیل حکم کی تو اوس تیر کے نیچے سے بارہ چشمے جاری ہوے وَقَدْ کَانَ
یَوْمُ الْمِیْضَاۃِ عِبْرَۃً وَعَلَامَۃً لِلْمُنْکِرِیْنَ لِنُبُوَّتِہٖ کَحَجَرِ مُوْسٰی حَیْثُ دَعَا
بِالْمِیْضَاۃِ فَنَصَبَ شَیْئًا فِیْہَا فَفَاضَتْ بِالْمَاءِ وَارْتَفَعَ حَتّٰی تَوَضَّا
مِنْہُ ثَمَانِیَۃُ الْاٰفِ رَجُلٍ وَشَرِبُوْا حَاجَتَہُمْ وَسَقَوْا دَوَابَّہُمْ
وَحَمَلُوْا مَا اَرَادُوْا اور پرنالے والا دن بڑا معجزہ تھا الزام منکرون کے لیے
مثل سنگ موسیٰ جبکہ حضرت نے پرنالا منگوا کے دست مبارک اوسمین کہدیا
پس پانی جاری ہوکے زمین پر بہت بلند ہو نکلا یہانتک کہ آٹھہ ہزار آدمیون نے
اوس سے پہلے وضو کیا اور جی بہر کے خوب پیا اور چارپایون کو پلایا اور جسقدر
چاہا اوسے اوٹھا رکہا قَالَ لَہٗ الْیَہُوْدِیُّ فَاِنَّ مُوْسٰی قَدْ اُعْطِیَ الْمَنَّ
وَالسَّلْوٰی فَہَلْ فُعِلَ لِمُحَمَّدٍ نَظِیْرُ ہٰذَا یہودی نے کہا کہ حضرت
موسیٰ کو تو من وسلوی بہی ملا اسکی نظیر تمہارے یہان کیا ہے قَالَ لَہٗ
عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا ہُوَ اَفْضَلُ مِنْہُ حضرت نے
فرمایا کہ یہہ سب صحیح ہی مگر ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا
اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اَحَلَّ لَہُ الْغَنَائِمَ وَلِاُمَّتِہٖ وَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ
لِاَحَدٍ قَبْلَہٗ فَہٰذَا اَفْضَلُ مِنَ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰی خدا نے حلال کیا ہمارے
حضرت کے لئے اور اونکی امت کے لیے غنیمت کو مالانکہ سابق مین

کبھی ایسا نہین ہوا پس یہہ من و سلوی سے بھی بڑھکر ہے کہ وہ ایک ہی
قسم کا تھا اور کسی صرف مین نہ آسکتا تھا بخلاف مال غنیمت کے کہ ہرطرحکا
کھانا اور ہر ضرورت کا انصرام اوس سے بخوبی حاصل ہوتا ہے پس تم تو
اوس من و سلوی کو غنیمت جانتے ہو حالانکہ مال غنیمت ہمین گھر بیٹھے من و
سلوی ملا ثُمَّ زَادَهُ اَنْ جَعَلَ لِنَبِيِّهٖ وَلِاُمَّتِهٖ عَمَلًا صَالِحًا وَلَمْ
يَجْعَلْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ ذٰلِكَ قَبْلَهُ فَاِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ بِالْحَسَنَةِ
وَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَ لَهٗ حَسَنَةٌ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرٌ پہر اوسپر طرہ
یہہ ہے کہ ہمارے حضرت اور اونکی امت کیلئے فقط نیت نیک عمل بجای نیک
عمل کے ہے حالانکہ اگلی امتون مین یہہ بات نہ تہی پس ہم مین سے جو کوئی
نیکی کا ارادہ کرتا ہے گو کہ وہ وقوع مین نہ آے تو بہی اوسے نیکی کی
جزا ملتی ہے اور خود نیک بات کا دسگنا ثواب ہے قَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ
فَاِنَّ مُوْسٰى قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ الْغَمَامُ یہودی نے حضرت امیر علیہ السلام سے
عرض کی کہ موسی کا یہہ بہی ایک معجزہ تہا کہ اونپر ابر سایہ کیئے رہتا تہا تمہارے
پیغمبر کو بہی معجزہ ملا قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَقَدْ فُعِلَ لِمُوْسٰى
فِي التِّيْهِ وَاُعْطِيَ مُحَمَّدٌ اَفْضَلَ مِنْ هٰذَا اِنَّ الْغَمَامَةَ كَانَتْ لِمُحَمَّدٍ تُظِلُّهُ
مِنْ يَوْمٍ وُلِدَ اِلٰى يَوْمٍ قُبِضَ فِي حَضَرِهٖ وَاَسْفَارِهٖ فَهٰذَا اَفْضَلُ مِمَّا اُعْطِيَ
مُوْسٰى حضرت امیر علیہ السلام نے کہا کہ اونکو اس سے زیادہ رتبہ ملا حضرت
موسی کو تو فقط میدان مین شدت آفتاب مین ابر ملا تہا کہ سایہ افگن ہوا اونکے
سر پر اور ہمارے پیغمبر کیواسطے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا تہا کہ برابر روز ولادت سے
تادم انتقال سفر و حضر مین سایہ افگن رہا یہہ بہتر ہے اوس سے کہ جو موسیکو ملا تہا

اسمین اشکال ہوتا ہے کہ جیسا یہہ معجزہ حدیث وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے
ایساہی معجزہ مشہور ہے کہ حضرت کے سایہ نہوتا تہا اور سایہ کا ہونا موقوف
دہوپ پڑنے پر ہے جب ابر رہا تو سایہ کی تمیز کیونکر ہوے اور یہہ شبہہ
کئی وجہ سے باطل ہے ایک تو یہہ کہ سایہ کا ظاہر ہونا موقوف دہوپ ہی
پر نہین بلکہ ہر بات کو روشنی یا مہتاب مین بہی تمیز ہو سکتی ہے اور یہہ بہی جواز کہہ
سکتے ہین کہ سایہ ہم لوگون کا بسبب پستی کے زمین پر معلوم ہوتا ہے اور
حضرت کا سایہ کمال رفعت ایسے ابر کی اونکے سر پر مثل چتر معلوم ہوتا تہا اور یہہ بہی
احتمال ہے کہ ابر کا ہمیشہ رہنا باعث نہ ظاہر ہونے سایہ کا ہو کہ یہہ بہی ایک
معجزہ ہے اور یہہ بہی جواب ہو سکتا ہے کہ معجزہ ظاہر ہونیکے
لیئے کسیوقت ابر ہٹ جاتا ہو ایسے وقت مین ابر کا زائل ہونا یا منافی
احترام نہین کل ایک معجزہ جسم اطہر کے متعلق یہہ بیان کیا گیا کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر جانب سی نور ساطع تہا سایہ کی ماہیت کیا ہے
ایکطرف سے جسم روکی روشنی کو تو جہانتک وہ حائل ہوگا اوسقدر اندہیرا
دوسری جانب ہوگا جب یہان چارون طرف نور ہے تو اندہیرا کہان رہیگا
ایک وقت باقی رہتی ہے وہ یہہ ہے کہ شمع مین یا چراغ مین چارون طرف
روشنی یکسان ہوتی ہے جواب اوسکا یہہ ہے کہ شمع مین نیچے اوسکے
بمقدار جسم شمع یا بسبب حائل ہونے چراغ وغیرہ کے روشنی واقع
نہین ہو سکتی جیسا کہ فوق مین ہوتی ہے اس سبب سے سایہ ظاہر
ہوتا ہے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے بلکہ سر تا پا نور
خدا تہے اس سبب سے اندہیرا نہوتا تہا پوشیدہ نرہے کہ حضرت

موسی سے ہمارے حضرت کو مشابہت تامّہ تہی کہ جیسے خود موسی نے
بیان کیا اور جناب رسالتماب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی احادیث مین
اوسکو ذکر فرمایا توریت مین بہی خدا نے اوسے بیان کیا قرآن مجید مین بہی ذکر
اوسکا فرمایا اور کئی وجہ شبہہ اس حدیث مین بہی گزری مثل ابر کے سایہ
افگن رہنے کے اور ہذیاریم کی جیسے سفر الاستثنا کہتے ہین اٹہارہوین باب
مین حضرت موسی زبانِ عبرانی مین فرماتے ہین ויאמר
יהוה אלי היטיבו אשר דברו: נביא
אקים להם מקרב אחיהם כמוך
ונתתי דברי בפיו ודבר אליהם את
כל אשר אצונו: והיה האיש אשר
לא ישמע אל דברי אשר ידבר בשמי
אנכי אדרש מעמו:
وحی کی خدا نے میری طرف طیب ہی وہ درخواست جو بنی اسرائیل نے
تمسے کی ایک نبی قائم کرونگا انکے لیئے اونکے بہائیون مین سے مثل تیری
ای موسی وہ ہونگا مین کلام اپنا اوسکے مونہہ مین بیان کریگا وہ اون
لوگون سے جو کچہہ کہ مین اوسے وصیت کرونگا اور جو اوسکی اطاعت
نکرے اور نہ سنے وہ احکام جو میرا نام لیکر بیان کرے تو مین اوسکو ہلاک
کرونگا زمرہ مین اوسکی قوم کے یہہ بہی ایک بشارت جلی باقی رہی باوجود
اتنی تحریف کے یہہ بشارت ثابت کردیتی ہے نبوت اور ولایت کو ابتک
مشہور متکلمین مین رہا کہ امامت شیعہ وسنی مین متنازع فیہ ہے نفی واثبات

اسکا قرآن یا حدیث ہی سے ہوسکتا ہے مگر تامل سے یہہ معلوم ہوا
کہ محض توریت سے امامت ثابت ہوسکتی ہے کئی طریقو نسے منجملہ اونکے
یہہ بشارت ہے جنپر اعتماد کرکے اپنے تفحص و تجسس سے ایک عیسائی کے
جواب مین کہا کہ حضرت امیر علیہ السلام کی امامت کے بارے مین تمہارا
کیا قول ہے بعض اہل اسلام کو بہی تعجب ہوا کہ عیسائی سے اور
امامت کا سوال خود اونسے بہی تعجب کیا اکثر انکے کلام عامیانہ طور پر ہوتے
ہین نہ عالمانہ موافق اوسکے اوس عیسائی نے کہا کہ جناب رسالتماب ع
بیخ خشک ہین ہمکو اونہین سے انکار ہے اور علی تو شاخ ہین پیغمبر کی جب
وہی مسلم نہین تو یہہ کیونکر مسلم ہوسکینگے بیخ خشک سے شاخ سبز
نہین ہوسکتی دوسرا یہہ امر بیان کیا کہ آپ نے انکا کیون ذکر کیا یہہ تو
نہ تین مین نہ تیرہ مین ہمکو تو بحث پیمبر ہی مین ہے مینے جواب دیا کہ پیمبر کی
بیخ خشک ہونیکی تمہارے واسطے نہ کوئی دلیل عقلی ہے نہ نقلی ہمارے
یہان کسی نبی کو ایسا مرض نہین ہوتا کہ خلاف شان ہو اور جناب رسالتماب ع
کے تو اولاد تہے بیخ خشک کیونکر کہے جاسکتے ہین قرآن مجید مین ہے
اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ خلاصہ یہہ کہ اسقدر اولاد اور پیرو ہمنے تمہین
دئے کہ جو حوض کوثر کیطرح موجین مارتے ہین مینے کہا کہ اگر کوئی سوائے
ایسا کلام حضرت عیسیٰ ع کے بارے مین کہے اور اپنے خیال کی تائید اس سے
کرے کہ اولاد کے ظہور مین اور تولید مین اجتماع منیتین شرط ہے اور
حضرت عیسیٰ فقط مان سے پیدا ہوئے اونمین تخم مرد تہا ہی نہین چنانچہ
اولاد بہی نہین ہوئی تو گمان ہے کہ مضطر ہوجاؤ اور جواب نہ دے سکو

مگر یہ کہ بناء لواسی قاعدۂ اسلامیہ سے کہ انبیا علیہم السّلام ایسے بیاریون سے
بری ہوتے ہین باقی یہہ جو کہا کہ نہ تین ہین نہ تیرہ ہین تو اگر عیسی تین ہین
تھے تو یہہ بھی تھے یہہ تعلیق محال بالمحال ہے رویت خدا محال ہے
بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا سوال کرو رویت خدا کا پس
جواب ہوا کہ پہاڑ وں کو دیکھتے رہین اگر وہ ثابت رہیگا اور ٹکڑے ٹکڑے
نہو جائیگا ہمارے نور کی تابش سے تو ہمین دیکھہ سکین گی خلاصہ یہہ کہ
پہاڑ کا باقی رہنا محال پس ہماری رویت کا بھی ہونا محال ہے رویت
کو اپنی کہ ایک امر محال تھا معلق کیا دوسرے محال پر اسیطرح پر تعلیق محال
کرکے کہا گیا کہ اگر عیسیٰ تین ہین سے تھے تو حضرت علی بھی تین ہین تھے
البتہ فرق یہہ ہے کہ عیسیٰ کے غالیون نے اونکو تیسرا خدا کہا اور جناب
امیر علیہ السّلام کے غالیون نے اونکو خدا سے مستقل کہا مگر ہمارے
نزدیک تو نصیری نصاریٰ سے کم نہین ہر چند کہ حضرت امیر حضرت عیسیٰ سے
بھی کم نہ تھے اور یہہ جو کہا کہ تیرہ ہین نہین تو بیشک تیرہ ہین تھی وہی
بزرگوار کہ جنکی بشارت توریت و انجیل مین موجود ہے ایک وہ بزرگوار
جنکو حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السّلام اپنے صحیفہ مین محمدیم سے
تعبیر کرتے ہین اور بارہ شخص وہ جنکو انجیل مین بارہ دروازے کرکے
تعبیر کیا ہے کہ جیسے اشارہ حدیث مشہور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
کیطرف ہو سکتا ہے اور کہین سوتیون سے تعبیر کیا ہے کہ جیسے سابا طی
بھی باوجود منفیت عصمت کا ہیہہ ٹھرایا ہے اب کلام اسمین ہے کہ کیونکر یہہ
بشارت دلالت کرتی ہے جناب رسالتمآب پر پانچ صفتین اس بشارت مین

مذکور ہین کہ اونمین سے ایک بھی کسی نبی مین نہین پائی گئی اور جناب رسالتمآبؐ مین وہ پانچون صفتین موجود تھین پہلی تو یہہ کہ جسکی بشارت دی گئی وہ برادران بنی اسرائیل مین سے ہوگا حضرت اسرائیل یعنے حضرت یعقوبؑ اور قیدار بیٹے حضرت اسماعیل کے ان دونون بھائیونکی اولاد اپسمین برادری رکھتے تھے بنی اسرائیل کے بھائی بیٹے قیدار یعنی عرب ہین اور ظہور دعوی نبوت مین جناب رسالتمآبؐ سے دلالت واضح ہے اسپر کہ وہی مراد برادران بنی اسرائیل سے تہی اسلئے کہ بنی عیص مین سے کسی نے دعوی نبوت نہین کیا اور یہہ اپنا حق نبوت حضرت یعقوب کے ہاتھہ بیچ بھی چکے تھے دوسرے اس بشارت مین یہہ بیان ہوا کہ خدانے موسیٰ سے کہا کہ وہ نبی مثل تمہارے نبی ہوگا اور حضرت موسیٰ نے بھی اقرار کیا اوسکا اور قرآنمین بھی اوسے بیان فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا یعنی ہمنے بھیجا تمہاری طرف رسول جیسا کہ بھیجا تہا فرعون کیطرف رسول اور خود جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی یعنی علی کو وہی نسبت ہمسے ہے جو موسی سے ہارون کو تھی جیسا کہ مسند ابن حنبل مین ہے اور ہر تشبیہ مین مشبہ و مشبہ بہ کے درمیانمین کچھہ امر وجہ شبہ کی بھی پائی جاتی ہے پس ہم تحقیق کرنا چاہتے ہین کہ وجہ شبہہ موسی و جناب رسالتمآبؐ کے درمیان مین کیا ہین پچاس وجہونسے زیادہ پائے جاتے ہین چنانچہ معصوم سے کسینے پوچھا کہ تکرار قصہ موسیٰ کی قرآنمین کیا وجہ حضرت نے فرمایا کہ مشابہت نبی و آنجناب

حضرت موسیٰ و بنی اسرائیل سے اور موید اوسکے یہہ ہے کہ جیسا ابتدا مین حضرت
موسیٰ کو سفر مین ہوا ویسا ہی جناب رسالتمآبؐ کو ہجرت مدینہ ہوئی عُلَماءُ
اُمّتی کَاَنْبِیَاءِ بَنی اِسْرائیل جیسے نبیون کی کثرت بنی اسرائیل مین موسیٰ کے بعد ہوئی
علما کی کثرت امت جناب رسالتمآبؐ مین ہوئی اور بعض لوگ علما سے ائمہ
معصومین کو مراد لیتے ہین حالانکہ وہ افضل انبیا سے تھے نہ کہ ہم رتبہ اس
مقام پر عبدالعزیز دہلوی حنفی المذہب کو یہہ خیال آیا کہ یہہ کیونکر ہوسکتا ہے
کہ امام کا مرتبہ نبی سے بڑھ جاوے نبوت بیخ ہے اور امامت شاخ اور
اسکو بہت رونق سے بیان کیا ہے مگر بعد تامل کے وہ کلام بے بنیاد ہے
اسواسطے کہ ایک درخت ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی شاخ زبردست ہوتی ہے اور
ایک درخت ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی جڑ بہت نازک ہوتی ہے ایک وزیر ہی شہنشاہ
کا اور ایک خود چھوٹا بادشاہ ہے پس یہہ گمان صحیح نہین البتہ ہر نبوت کی فرع
اوسکی امامت ہے پس ہماری ائمہ فرع ہین جناب رسالتمآبؐ کے تو ضرور ہے
کہ مرتبہ پیغمبر کا افضل اونسے ہو لیکن یہہ نہین کہ کل پیمبر اونسے افضل ٹھہر جاوین
جنکی فرع ہین اونسے کم ہین نہ اونکی برابر ہین نہ معاذ اللہ اونسے افضل ہین
ایسا دعویٰ کرنا حرام ہے مگر باقی نبیون سے افضل ہین البتہ جناب رسالتمآبؐ
بضرورت مذہب اونسے افضل ہین مگر بعد اونکے کوئی ہم رتبہ انکا نہین فرشتہ ہے
یا نبی فرشتون مین فقط نیکی کا پہلو ہے نفس امارہ اونپر مسلط نہین کیا گیا ہمارے
حضرات معصومین ہین لیکن مع نفس پر جہاد کرکے معصوم رہتے ہین غلو بڑی
بلا ہے آدمی سمجھتا ہے کہ مین دوستی اہلبیت کی کرتا ہون حالانکہ غلو مین دوستی
نہین حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین هَلَكَ فِيَّ اثْنَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَالٍ

یعنی دو شخص ہلاک ہونگے میرے باب مین ایک وہ کہ بوجہ دوستی مجھکو میرے رتبہ سے بڑہا دے اور ایک وہ کہ بوجہ دشمنی مجھے میرے رتبہ سے گھٹا دے ایک محاورہ اسطرحکا سنا گیا کہ بعض مومنین جس شیعہ کی تعریف کرتے ہین اوسکو شیعہ غالی کہتے ہین مگر قرآن شریف مین ہے بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ یعنے برا ہے نام فسق کا بعد ایمان کی پس ایسی لفظ کا اطلاق برادر ایمانی پر نکیا جاوے افراطا و تفریطا کسی امر مین جائز نہین مگر ایک بات البتہ ہے کہ معنی غالی کی ثابت قدم قرار دین اسی نیت سے اطلاق کرنے پر الزام نہین اسلیئے کہ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ حدیث مشہور ہے آیندہ کو بعد اطلاع کی حقیقت حالپر ایسے الفاظ کے استعمال سے احتیاط چاہی ہان اصل شیعہ البتہ بہت اچھا لقب ہے اور من اللہ مخلصین سید المرسلین وائمہ طاہرین کے لیئے مقرر ہوا ہے نہ بایجاد خود جیسا کہ اور فرق اسلامیہ نے ایک ایک نام اپنا اپنی طرف سے اپنے لیئے قرار دی لیا مثلا سنی لوگ اپنی تئین اہلسنت وجماعت مشہور کرتے ہین اور اس لقب پر بڑا افتخار رکھتے ہین حالانکہ قرآن سے یہہ لقب کبہی است جناب رسالتمآب کے لیئے ثابت نہین کر سکتے اور ہم بنہج دلیل اشارہ انضمام سے دو آیتون کے اسی لقب خاص خاصہ کو قرآن سے ثابت کر سکتی ہین ایک آیۃ یہہ ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلاً کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً یعنے ہمنے تمہاری طرف بہیجا ایک رسول جیسا کہ فرعون کیطرف بہیجا اور موئیدا وسکے یہہ آیہ ہے تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سُئِلَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ یعنے تم اپنے نبی سے بہی ویسا ہی سوال چاہتے ہو کہ جیسا قبل اسکے موسی سے ہوا پس

مشابہت جناب رسالتمآبؐ حضرت موسیٰ سے ثابت ہوئی اور اس سے لازم ہے مشابہت مخلصین حضرت کے مخلصین حضرت موسیٰ سے اور لقب مخلصین موسیٰ بنص قرآن سے شیعہ ثابت ہے پس وہی لقب مخلصین حضرت ہونا چاہیئے اور ثبوت لقب مذکور پر یہ آیہ سورہ قصص شاہد ہے فَاسْتَغَاثَہُ الَّذِی ھُوَ مِنْ شِیْعَتِہٖ عَلَی الَّذِی ھُوَ مِنْ عَدُوِّہٖ الآیہ پس استغاثہ کیا اونہین موسیٰ سے اوس شخص نے کہ جو اونکے شیعون مین تھا اوپر اوس شخص کے کہ جو اونکے دشمنون سے تھا تین کتابین بنی اسرائیل مین مشہور ہوئین توریت و انجیل و زبور اسیطرح ہم لوگون مین قرآن افضل و رجح ہے اور تامل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے معارضہ توریت وغیرہ کا مقصود ہے اور اگلی کتابون کے دیکھنے سے ترجیح قرآن کی اوپر معلوم ہوتی ہے ایک مختصر سی آیت وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ عرب مین اوس زمانہ مین ایک مثل مشہور تھی اَلْقَتْلُ اَنْفٰی لِلْقَتْلِ جب وہ مثل معلوم ہو اور معلوم ہو کہ یہ آیت جواب اوسکا ہے تو اوسوقت کی وجہ سے اعجاز اس آیت کا ظاہر ہوتا ہے ورنہ نظر سرسری مین وہ آیت ایک سلیس عبارت ہے اسیطرح جب توریت و انجیل دیکھی جاے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ قرآن مجید افضل توریت سے ہے اور نہج البلاغہ اکمل انجیل سے اور صحیفہ کاملہ بہتر زبور سے ہے اور وضعًا و معنًی و لفظًا انین باہم بہت مشابہت ہے یہانتک کہ ایک ادنیٰ صنعت یعنے فحش نہونا جیسا قرآن مجید مین ہے ویسا ہی اون اگلی کتابونمین بھی ہے قرآن شریف مین جیسی لفظ کی لفظ مشترک ہے توریت مین اسکی مقام پر جو لفظ مستعمل ہوئی ہے وہ بھی مشترک ہے اگر بنی اسرائیل مین بعد حضرت

موسیٰ کے عیسیٰ ایسے ہوئے کہ نصاریٰ نے خدا کہا تو جناب رسالتماب
کے بعد جناب امیرؑ ایسے ہوئے کہ نصیری نے خدا کہا اگر پیغمبر کو یہان
بھی خدا کہتے تو کوئی افضل امر تھا وہان پیغمبر کو خدا کہا یہان ہمارے
پیغمبر کے وصی کو خدا کہا یہہ بھی افضلیت ہے مشکوٰۃ مین ہے وعن
عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْکَ مَثَلٌ مِّنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْہُ الْیَہُوْدُ
حَتّٰی بَہَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلَۃِ الَّتِیْ
لَیْسَتْ لَہٗ ثُمَّ قَالَ یَہْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ
بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْہَتَنِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ مشکوٰۃ
یعنی جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا جناب امیر علیہ السلام سے کہ تم مین
شباہت ہے عیسیٰ کی دشمن رکھا عیسیٰ کو یہود نے یہان تک کہ اونکی
والدہ کو معاذ اللہ زنا سے تہمت دی اور دوست رکھا اونکو نصاریٰ نے
یہانتک کہ خدا کہا وہی کیفیت تمہاری ہے۔ اتنا مضمون حدیث مین ہے
بعد اوسکے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یَہْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ
مُفْرِطٌ ہلاک ہونگے میرے باب مین دو شخص ایک وہ شخص جو افراط کریگا
مراد اس سے نصیری اور تابع اونکے ہین اور فرمایا کہ دوسرا وہ جو دشمن
میرا ہے مجھے جو گھٹا دے میرے رتبہ سے مراد اس سے سنی ہین جیسا
اونھون نے مادر عیسیٰ کو متہم بزنا کیا ویسا ان لوگون نے والد حضرت امیرؑ
کو متہم بکفر کیا جسطرح کہ سور حرام ہے ہماری شریعت مین ویسا ہی توریت
مین بھی حرام ہے۔ جمع بین الاختین کو قرآن شریف مین حرام لکھا ہے
اور توریت مین بھی حرام ہے اسی جگہہ قاضی احمد حسین خانصاحب کو

محلہ سیاہ شہر جونفور سے نے استصواب کیا کہ آگے بہی حرام تہا جواب ارشاد ہوا کہ بعض نے
لکہا ہے کہ آگے بہی حرام تہا مگر توریت سے قبل حضرت موسی تجویز اسکی پائی
جاتی تہی اور بعض احادیث مین بہی ایسا ہی ہے جسطرح کہ سود لینا مسلمین سے
ہمارے مذہب مین جائز نہین ویساہی توریت مین بہی جماعت خدا سے سود لینا
جائز نہین باقی مشرکین اور اہل کتاب سے سود لینا جائز ہے لیکن اہلسنت کے
مذہب مین کسی سے لینا جائز نہین اور ہمارے مذہب مین سود دینا گو گنا
جائز نہین بلکہ لینے سے کفار کو دینا زیادہ گناہ ہے کیونکہ اعانت کفر کی ہے
جسطرح بے چہلکے کی مچہلی ہمارے یہان حرام ہے ویساہی توریت مین
حرام ہے اور اسیطرح احکام عبادات اور عقود اور ایقاعات اور احکام قرآن
وحدیث کے توریت کے عبادات وغیرہ سے نہایت متشابہ ہے لقب مین
وہ بنی اسرائیل تہی تو یہہ بنی اسمعیل۔ خط مین۔ صورت مین۔ واڑہی کی
مقدار مین۔ عباؤن کے طریقہ مین عمامہ کے طرز مین بہت مشابہت ہو
یہہ کیونکر معلوم ہوا جماعت عیسائی مین ایک جماعت تصویر پرست مین نماز
اونکی صحیح نہین ہوتی بے تصویر صحیح کے اسلئے وہ صحیح تصویر کہتے ہین
بہت اہتمام کرتے ہین اور ہمارے یہان کی تصویر دیکہنے سے یہہ امر ثابت ہو
ایسے جزئیات مین مشابہت ہے تیسرا یہہ امر بیان کیا کہ مین اپنا کلام اسکے
مونہہ مین دونگا اسکو قرآن مین بہی کہا اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى قرآن
وحی کے اور کچہہ نہین چوتہا امر یہہ بیان کیا تہا کہ میرے احکام کو میرے
نام سے بیان کریگا اور ایسا ہوگا کہ جو نہ سنے میرے اون کلاسون کو
نام لیکر بیان کریگا اوسکو ہلاک کرون گا۔ جیساکہ بشارت میں تہا کہ

نام سے بیان کریگا ویساہی قرآن مین ہے کہ بسم اللہ ہر سورہ کی ابتدا
مین جزو ہے بجز سورہ برارت کے اب اگر مثل اہلسنت بسم اللہ جزو سورہ
نہ قرار دیا جاوے تو بشارت کہان گئی باقی رہا یہہ تعجب کہ مکرر ہے تو آیہ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان مین بھی تکرار ہے ایک سورہ تھا حضرت
اشعیا کے صحیفہ مین اوسکے معارضہ مین سورہ رحمٰن ہے سورہ مذکورہ مین ایک
حمد مکرر ہے اور سورہ رحمٰن مین ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان
تقریبًا اوسیقدر مکرر ہے اور جب یہہ منشا معلوم ہو جاوے تو پھر تکرار مین
کوئی بے لطفی نہین معلوم ہوتی اسیطرح تکرار بسم اللہ کا بہت برا نتیجہ ہے
کہ تطبیق بشارت کا اوسی پر مدار ہے ۔ اب مختصر بحث باقی رہی اسیلئے کہ بیانات
مین مینے بہت اختصار کر دیا ایک حدیث وجہ شبہہ یہہ ہے سیوطی نے
درمنثور مین ابن مردویہ وخطیب و ابن عساکر سے اسمار بنت عمیس سے روایت
کی ہے کہ دیکھا مینے رسولخدا کو مقابل کوہ ثبیر کے کہ وہ فرماتے تھے نورانی ہو
نورانی ہوا ی ثبیر خدایا مین تجھسے سوال کرتا ہون اوسی بات کا جسکی درخواست
تجھسے میرے بھائی موسٰی نے کی کہ تو کشادہ و منشرح کر میرا سینہ اور سہل کر
امر دشوار کو اور وا کر عقدہ زبان تا کہ وہ لوگ میری بات سمجھین اور گردان تو میرے
لئے ایک وزیر میرے اہل وعیال سے وہ کون کہ برادر سجان برادر میرا علی ابن ابیطالب
اور مضبوط کر بسبب اوسکے پشت و کمر میری اور شریک کر دے اوسے میرے
کار نبوت مین تا کہ ہم اہلبیت محمد صلعم کے بکثرت تیری تسبیح و تقدیس کرین اور بکثرت
تجھے یاد کیا کرین یہے شبہہ تو ہمارا اگر ان حال ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے
فرمایا عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اس حدیث مین تصریح کی کہ حضرت

امیر علیہ السلام بجائے ہارون ہین کہ جو حال حیات حضرت موسیٰ مین اونکے وصی
وخلیفہ موسیٰ ع تھے اور خود اپنے تئین بجائے حضرت موسیٰ کے قرار دیا بتصریح
قاموس کہ کتب معتبرۂ اہل سنت سے ہے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت ہارون کے دو بچے
صاحبزادون کا نام شبر وشبیر ومشبّر تھا پس اوسیطرح جناب امیرؑ کے صاحبزادون کا
نام حسنؑ حسینؑ ومحسنؑ ہوا اور شاہ صاحب نے سبیل نجات مین بہی موید اسکے
لکہا ہے وجہ تسمیہ حسین وحسن مین شبیر وشبر سے غایت الامر یہ کہ ذکر محسنؑ انہون نے
نہین فرمایا اپنے محسن محسنؑ کش کی روح سے شرم فرمائی مگر صاحب قاموس نے ننگ و
ناموس کا خلیفہ صاحب کی کچہہ لحاظ نکیا بمفاد حق بر زبان جاری وجود حضرت
محسنؑ کا صاف اقرار کردیا۔ ایک مرتبہ بنی اسرائیل مین وبائی حضرت موسیٰ نے
تشخیص کی کہ بوجہ زنا یہ عذاب ہے پس لوگون کو قتل کرنا شروع کیا تا کہ
زانی نامعلوم قتل ہو اور زنا موقوف ووبا برطرف ہو اسمین صدہا آدمی کا
کشت وخون ہوا وبا موقوف نہوئی تقریباً تئیس ہزار لکہے ہین کہ قتل ہوئے
آخر الامر ایک عورت کزبی نام بنی اسرائیل مین سے کہ اوسکی باعث سے زنا کا
رواج ہوا قتل کی گئی کیا عجب کہ محاورہ کسبی جو مشہور ہے وہ ماخوذ اسی سے
ہو۔ ایلی عازر ہارون کی پوتے نے اوسکو قتل کیا اوسیوقت سے وبا موقوف
ہوئی حکم جناب باری ہوا کہ از بسکہ ہارون کی اولاد مین ایسا کار نمایان نمایان
ہوا امیر شرع کے اجرا مین انہون نے کوشش کی اس مجاہدہ عظیم کے عوض
مین خلافت انکی اولاد کے لیئے مقرر رہی اب دیکہئے کہ عہد جناب رسالتمآبؐ
مین بہی لڑائیکا پالا حضرت امیرؑ کے ہاتہہ رہا پس انہین کی اولاد مین خلافت
بہی رہنا چاہیئے اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتَاہُ وصی موسیٰ کے حضرت یوشع جنکا

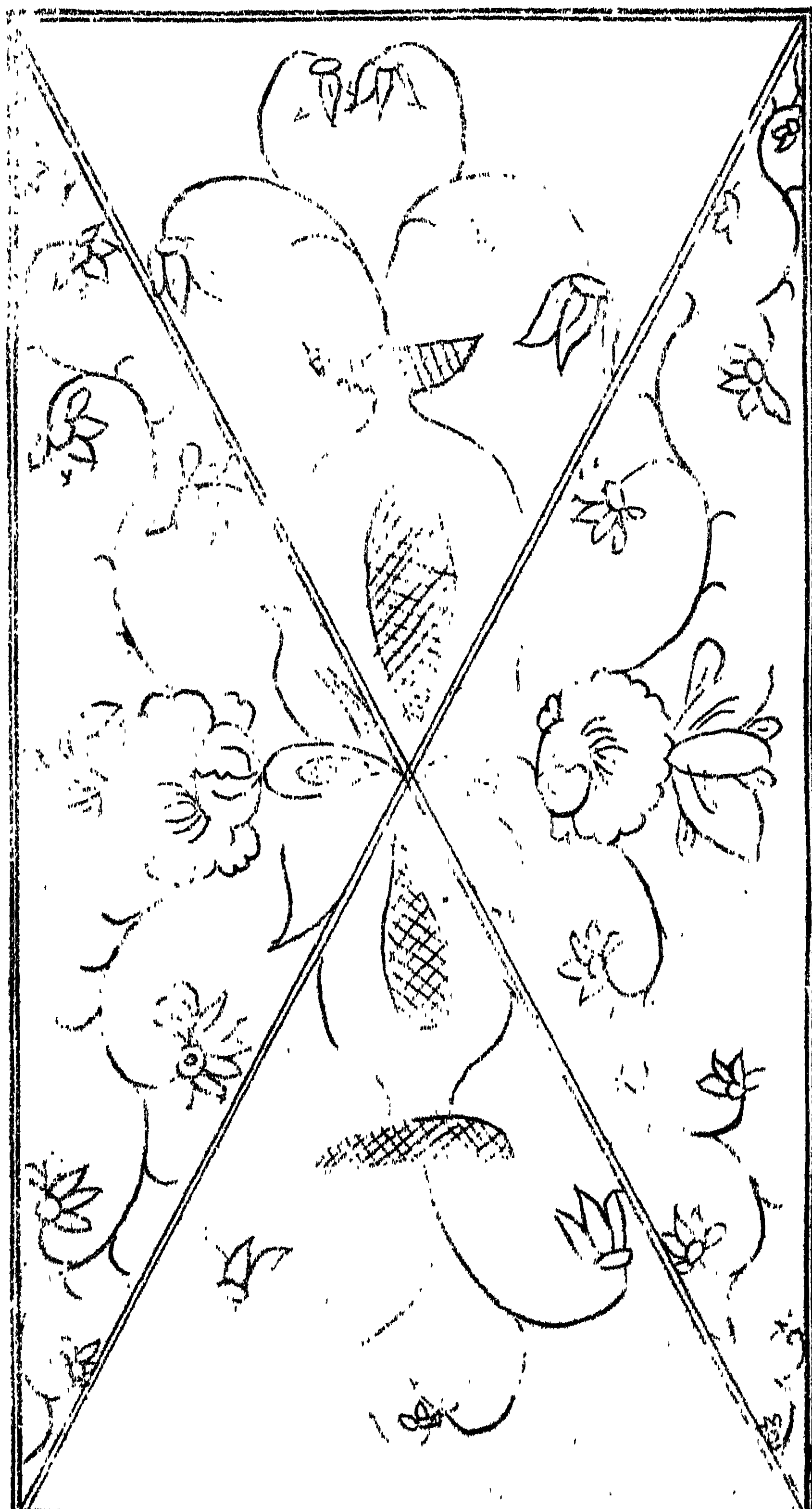
لقب ... موسیٰ قرآن سے ثابت ہی تہی حضرت خضرؑ کے قصہ مین ہی جبکہ کہا موسیٰ نے اپنے جوان سے یعنے یوشعؑ سے پس ویسا ہی حضرت علیؑ کا فتیٰ لقب ہی لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذو الفقار حسان بن ثابت شاعر ... اسکو حضرت نے کہا کہ ہمیشہ تو مؤید رہے جب تک کہ مدد کرتا ہی ہماری اپنی زبان سے نظم کرتا ہی جبرئیل نادیٰ معلنا والنقع لیس ینجلی والمسلمون قد احدقوا حول النبی المرسل لا سیف اِلّا ذو الفقار ولا فتیٰ اِلّا علی خلاصہ یہہ ہے کہ رزم ... وقت سارا میدان رزم گرد سے اٹا ہوا تھا غبار کی کثرت سے تاریکی شب ... کی گرد تھی اوسوقت حضرت جبرئیلؑ نے باواز بلند فرمایا وہ لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذو الفقار یعنی کوئی جوان مثل حضرت امیر ... دنیا مین ... اور نہ کوئی تلوار ہے مثل ذو الفقار کے ایک علم قرار پایا ہے علم فتوت ... اوسکی تعریف یہہ ہے ... ہر چہ بر خود ... پسندی بر دیگر پسند ... بنا رکھکے بڑہاتے بڑہاتے اوسی ایک علم کر دیا ہے اور بہت سی ... اوسمین تصنیف ہوئین اور بہت سے علما اوسکے مشہور ہین اور ... اپنے مذہب کے نسبت دیتے ہین حضرت علیؑ سے اور تائید اپنی مذہب ... کرتے ہین مصرع مذکور سے اور حضرت علیؑ کو سید الفتیان کہتے ہین ابن ابی الحدید معتزلی سنی نے ذکر کیا ہے جسطرح ہر ایک لقب حضرت کو کم تہی اسیطرح ... ابی الحسن کا جو اون مین اکثر مشہور ہے ... ہی کہ ظاہر مین معنی اوسکے ظاہر ہین اور بعد غور ثبوت حقیقت ... کے ... جیسا حضرت ابراہیم ... لقب خلیل اللہ تہا اوسیکے قریب جناب رسالتمآبؐ کا خطاب ہوا

حبیب اللہ اور حضرت امیر کا خطاب ہوا ولی اللہ یہہ رتبہ اور کسیکو کب ملا
واقعی جیسا اسم باہم مشابہ تہے ویسا ہی مسمّی بہی تہا حضرت نے تالیف قلوب کے لیے
اپنی لشکر ظفر پیکر مین مواخات قرار دی تہی یعنی ایک دوسرے کو درمیان مین بہائی
چارہ کر دیا تہا ابوبکر و عمر کے درمیان مین مواخات قرار دی تہی القصہ جب لشکر کے
لوگ جب مواخات کر چکے اور کوئی باقی نرہا مواخات سے تو حضرت امیر رنجیدہ خدمت
جناب رسالتمآب مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے سبکو بہائی کیا مجھکو کسی سے
مواخات نفرمائی بیساختہ جناب رسالتمآب نے فرمایا یا علی انت اخی فی الدنیا
والآخرۃ یعنی ای علی مین تمہین کسکا بہائی قرار دیتا تم تو میرے بہائی ہو دنیا
و آخرت مین جناب رسالتمآب کو ابوطالبؑ نے فرزندونکی طرح پالا تہا جناب امیر کو جناب
رسالتمآب نے بیٹونکی طرح پالا سلمان نے پوچہا جناب رسالتمآب سے کہ بعد آپکے کون
وصی ہوگا حضرت نے پوچہا کہ بہائی موسیٰ کے بعد کون وصی ہوا تہا سلمان
نے عرض کی کہ یوشع بن نون حضرت نے فرمایا کہ میرے بعد میرا بہائی علی ابن ابیطالب
میرا وصی ہوگا مسند ابن حنبل مین یہہ روایت ہی ایک حدیث صواعق محرقہ مین ہے
جناب رسالتمآب نے فرمایا جیسا کہ بنی اسرائیل مین باب حطہ تہا ویسا میری امت مین علی
باب مدینہ علم ہی جو در آیا محبت مین انکی اوسنے نجات پائی پہر جیسا یوشع کے لیے رد شمس ہوا ویسا
علی کے لیے بہی رد شمس ہوا یہہ بہی معجزہ مشہور ہے کہ جسکے بیان مین طول ہی بارہ نقیب تہے وصی
بنی اسرائیل مین ویسا ہی جناب رسالتمآب نے بارہ خلیفہ بارہ اماموں کو کیا کشاف مین ہے
کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ میری امت بہت مشابہ ہی بنی اسرائیل سے اونہین کے
طریقہ پر قدم بقدم چلینگے مگر یہہ نہین معلوم کہ گوسالہ پرستی بہی میرے بعد کرینگے یا نہین جب
بعد جناب رسالتمآب کے ظلم ہوا جناب امیر پر اور کہینچے ہوئے قریب قبر رسولخدا کے لیگئے

توجناب امیرعؑ نے یہہ آیت پڑہی خطاب کرکے قبرنبیؐ سے یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنے ای برادر بجان برابر اس قوم مورد لوم نے نہایت ضعیف کردیا مجہو اور قریب تہا کہ شہید کرین مجہے یہہ وہی آیت ہے کہ ہارون نے موسیٰ سے خطاب کرکے کہا تہا جب کہ بعد حضرت موسیٰ کی میقات مین جانے کے بنی اسرائیل حضرت ہارون کی نافرمانی کرکے گوسالہ پرستی کرنے لگے پہر جنگ جمل مین تو حضرت فرماتے جاتے تہے پے کر نیمین ناقہ ناقہ سوار ماؤ الحرمان کی مومنین کو لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم نسفا یعنے اسکو جلاکر اسکی خاک دریابرد کردونگا یہہ تتمہ اوس آیہ کا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ نے کہا تہا گوسالہ سامری کے بارے مین حضرت موسیٰ کی زوجہ سفورہ نے بعد موسیٰ جیسا اونکے وصی حضرت یوشع سے محاربہ کیا ویساہی حمیرہ زوجہ جناب رسالتمآب نے جناب ولایت مآب وصی جناب رسالتمآب سے محاربہ کیا دریرم کے باب یہ مین ہے خدانے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ تم رئیس غیر قوم مین کسے اور غیر خاندانی باختیار خود قرار نہین دیسکتے بلکہ لزوم اسکا پروردگار پر ہے کہ وہ خاص تمہارے خاندان اور بہائیون مین سے جسے چاہے مقرر کرے پس یہان کیونکر ممکن تہا کہ غیر خاندان مین خلافت پہونچ جائے خطاب ولی اللہ کا متعلق ایک نکتہ مختصر سے باقی ہے اسمین فقط یہی فضیلت نہین ہے کہ قریب ہے خطاب جناب حبیب خدا وخلیل خدا سے بلکہ ایک عمدہ امر یہ ہے کہ یعنیہ اس لفظ کا اطلاق رسولخداؐ بلکہ خود خدا پر ہی ہوا ہی آیہ وافی ہدایہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون اسی آیت مین ہی کہ تمہارا ولی یعنی حاکم ووالی خدا ہے اور رسول ہے

اور وہ لوگ ہین کہ جو ایمان لائے ہین اور ادا سے نماز کرتے ہین اور حالت
رکوعمین زکوۃ دیتے ہین مفسرین فریقین نے لکھا ہے کہ مراد اس سے
حضرت علیؑ ہو کہ حضرت نے حالت رکوعمین سائل کو انگوٹھی دی تھی متعصب
اسے کہتے ہین کہ جب انکار ایسے امر جلیل کا نکر سکے تو چاہا کہ اس آیت سے فضیلت
حضرت کی ثابت نہونے دین بلکہ اوسے دلیل منقصت ٹھرایا اور یہہ کہا کہ
جب حالت نماز مین سائل کی آواز سنی اور اوسکی حاجت روائی کی تو پہر حضور
قلب کہان اور بعض علمائی سلف نے جواب دیا ہی کہ جسمانی معرفت سے
حضرت ؑ نہ پہچانا تہا بلکہ قلب انکا روبروی خدا حاضر تہا اور سائل کی
دعا بے بدرجۂ اجابت پہونچی پس خدا کے سامنے انکو اوسکے
سوال کا حال معلوم ہوا جسمانی حس و حرکت
سے نہین معلوم ہوا فقط

نمقہ میر علی رضا



# گیارہوان موعظہ

ذکر حضرت داؤد و سلیمان و حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ مین اور بیان ترجیح جناب رسالت مآب مین ان سب حضرات پر اور ذکر معراج اور شب معراج کے راز و نیاز کی باتین اور شفقتین اگلے لوگون کی اور تخفیفین امت حضرت کی اور ذکر چند جنون کے قبیلون کا اور نامون کا ذیل مین ذکر حضرت سلیمان کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هٰذَا دَاؤُدُ بَكَى عَلَى خَطِيئَتِهِ حَتّٰى سَارَتِ الْجِبَالُ مَعَهُ لِخَوْفِهِ

یہودی نے عرض کی کہ حضرت داؤد اپنی خطا پر ایسا روئے کہ پہاڑ بھی اونکے ساتھ ساتھ روئے لگے یہہ بیان موافق مسلک یہود وغیرہ کے ہے ورنہ حقیقت مین انبیاو ائمہ گناہ و خطاسے معصوم ہی ہین قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ أُعْطِيَ مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا إِنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ سُمِعَ لِصَدْرِهِ وَجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ عَلَى الْأَثَافِيِّ مِنْ شِدَّةِ الْبُكَاءِ وَقَدْ آمَنَهُ اللّٰهُ مِنْ عِقَابِهِ فَأَرَادَ أَنْ يَتَخَشَّعَ لَهُ بِبُكَائِهِ وَيَكُونَ إِمَامًا لِمَنِ اقْتَدٰى بِهِ وَلَقَدْ قَامَ عَشْرَ سِنِينَ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ يَقُومُ اللَّيْلَ أَجْمَعَ حَتّٰى عُوتِبَ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ تَعَالٰى طٰهٰ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى بَلْ لِتَسْعَدَ بِهِ وَلَقَدْ كَانَ يَبْكِي حَتّٰى يُغْشٰى عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

قَالَ بَلٰی اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا وَلَئِنْ سَارَتِ الْجِبَالُ وَسَبَّحَتْ مَعَهٗ فَفُعِلَ لِمُحَمَّدٍ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا اِذْ کُنَّا مَعَهٗ عَلٰی جَبَلِ حِرَاءَ اِذْ تَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَقَالَ لَهٗ قِرَّ فَاِنَّهٗ لَیْسَ عَلَیْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ شَهِیْدٌ فَقَرَّ الْجَبَلُ مُجِیْبًا لِاَمْرِهٖ وَمُنْتَهِیًا اِلٰی طَاعَتِهٖ وَلَقَدْ مَرَرْنَا مَعَهٗ بِجَبَلٍ وَاِذَا الدُّمُوْعُ تَخْرُجُ مِنْ بَعْضِهٖ فَقَالَ لَهٗ مَا یُبْکِیْكَ یَا جَبَلُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَانَ الْمَسِیْحُ مَرَّبِیْ وَهُوَ یُخَوِّفُ النَّاسَ بِنَارٍ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ وَاَنَا اَخَافُ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ تِلْكَ الْحِجَارَةِ قَالَ لَا تَخَفْ تِلْكَ الْحِجَارَةُ الْکِبْرِیْتُ فَقَرَّ الْجَبَلُ وَسَکَنَ وَهَدَاَ وَاَجَابَ بِقَوْلِهٖ حضرت نے فرمایا

کہ یہہ سب صحیح مگر ہمارے حضرت کو اس سے زیادہ رتبہ ملا انکا تو خوف خدا سے یہہ حال تھا کہ جب نماز پر کھڑے ہوتے تھے تو رقت کے مارے گریہ گلوگیر ہوجاتا تھا اور اوسی جوش وخروش بیتابی وجذبے مین انکے سینہ سے ایسی آواز آتی تھی کہ جیسے چولہے پر جوش کے وقت دیگ کھدر بدر ہوتی ہے حالانکہ خدا نے نڈر اور بیخوف کردیا تھا انھین عذاب سے مگر انھون نے چاہا کہ خضوع وخشوع وخاکساری درگاہ باری مین حاصل کرین فرط گریہ وزاری سے اور تاکہ استحقاق بہم پہونچائین پیشوائی کا اپنے پیرون کی اور دس برس کامل انگلیون کے بھل کھڑے رہے یہانتک کہ دونون پاؤن سوج گئے اور رنگ زرد ہوگیا رات بھر جاگتے جاگتے یہانتک کہ عتاب ہوا درگاہ باری سے کہ اے نبی ہم نے اسلئے تمپر قرآن شریف نازل نہین کیا کہ تم ہماری دہشت سے جان دیدو بلکہ اسلئے قرآن آیا کہ تمھین راحت وسعادت دنیا ودین ملے اور اکثر ایسا شدت سے روتے تھے کہ روتے روتے غش آجاتا تھا پس لوگون نے کہا کہ اس

بیتابی کا کیا سبب حالانکہ اگلے پچھلے سب گناہ آپکے بخشدیے گئے یعنے ترک اولی
خدا معاف کر چکا ہے فرمایا کہ یہ سب صحیح مگر کیا تمہاری یہی خوشی ہے کہ میں شکر گزار
بندہ اپنے خدا کا نہوں اور اگر داؤدکے ساتھ پہاڑوں نے راہبری کی تو تسبیح
و تقدیس کی تو ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ ایک دن
ہم ہمراہ حضرت کو جاتے تھے کہ ناگاہ اوسمیں ایک حرکت پیدا ہوئی
حضرت نے فرمایا کہ ٹھہر جا کہ تجھپر بجز نبی اور صدیق و شہید کے اور کوئی نہیں
پس وہ پہاڑ فوراً ٹھہر گیا بسبب فرمان برداری حضرت کے اور ایک
ہی پہاڑ پر ہمارا گذر ہوا کہ ٹپ ٹپ اوس سے آنسو ٹپک رہے تھے آپ نے حضرت
نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اوسنے کہا کہ ایک روز حضرت عیسیٰ کا ادہر سے
گذر ہوا اور وہ تو لوگوں کو ادہر سے ڈراتے جاتے تھے اوس جہنم سے کہ
ایندھن آدمی اور پتھروں سے ہوگا تو جب سے مجھے خوف ہے کہ کہیں میں بھی
شریک نہوں پس حضرت نے فرمایا کہ تو ہراس نکر اسلیے کہ وہ گندہک کے پتھروں کے
پہاڑوں کا ذکر تھا پس وہ پہاڑ فوراً ٹھہر گیا اور مطمئن ہوا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ
هٰذَا سُلَيْمَانُ قَدْ اُعْطِيَ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ یہودی نے
کہا کہ حضرت سلیمانؑ کو ایسا ملک ملا کہ پھر بعد اونکے کسیکو وہ سزاوار نہوا قَالَ
لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا اِنَّهُ هَبَطَ
اِلَيْهِ مَلَكٌ لَمْ يَهْبِطْ اِلَى الْاَرْضِ قَبْلَهُ وَهُوَ مِيْكَائِيْلُ فَقَالَ لَهُ يَا مُحَمَّدُ
عِشْ مَلِكًا مُنَعَّمًا وَهٰذِهٖ مَفَاتِيْحُ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مَعَكَ وَيَسِيْرُ مَعَكَ
جِبَالُهَا ذَهَبًا وَفِضَّةً وَلَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِمَّا ادَّخَرَ لَكَ فِي الْاٰخِرَةِ
حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ حضرت کے

پاس وہ فرشتہ آیا کہ کبھی قبل اوسکے زمین پر نہ آیا تھا اور وہ حضرت میکائیل
تھے پس عرض کی اونہون نے کہ ای محمد مصطفےٰ آپکو اختیار ہے چاہیے
بادشاہ باثروت بنکے بسر کیجئے اور یہہ کنجیان سب خزانون کی لیجئے اور
آپکے لیے سب پہاڑ سونے چاندی کے ہوجائینگے اور ثواب اخروی مین
بہی آپکے کمی نہونے پاے فَاَوْمٰی اِلٰی جِبْرَئِیْلَ وَکَانَ خَلِیْلُهٗ مِنَ
الْمَلَائِکَةِ فَاَشَارَ اِلَیْهِ اَنْ تَوَاضَعْ پس حضرت نے حضرت جبرئیل سے
کہ جو دوست و خیرخواہ اونکے منجملہ ملائکہ کے تھے مشورہ چاہا پس اونکی راے
نے اسپر قرار لیا کہ آپ تواضع و فروتنی مین بسر کرین فَقَالَ بَلْ اَعِیْشُ
نَبِیًّا اٰکُلُ یَوْمًا وَلَا اٰکُلُ یَوْمًا وَاَلْحَقُ بِاِخْوَانِیْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ پس
حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہین بلکہ مین بندگی اور نبوت کے ساتھہ بسر کرونگا
ایک روز کہانا کہا کے شکر پروردگار کرونگا اور دوسرے دن فاقہ پر صبر
کرونگا یہانتک کہ ملاقات کرون اپنے بہائیون سے یعنے اگلے نبیون سے
فَزَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی الْکَوْثَرَ وَاَعْطَاهُ الشَّفَاعَةَ وَذٰلِكَ اَعْظَمُ مِنْ
مُلْكِ الدُّنْیَا مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِهَا سَبْعِیْنَ مَرَّةً پس خدا نے اونہین
علاوہ اگلے درجات اخروی کے حوض کوثر اور مرتبہ شفاعت عطا کیا
اور یہہ ستر درجہ بہتر و برتر ہے ساری دنیا سے وَوَعَدَ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ اَقْعَدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی الْعَرْشِ فَهٰذَا اَفْضَلُ
مِمَّا اُعْطِیَ سُلَیْمَانُ اور مقام محمود کا بہی خدا نے حضرت سے وعدہ کیا
پس بٹہائیگا اونہین روز قیامت عرش برین پر پس یقینی یہہ بہتر ہے اوس
مرتبہ سے کہ جو سلیمان کو دنیاے فانی مین حاصل ہوا قَالَ لَهُ الْیَهُوْدِیُّ

فَاِنَّ ھٰذَا سُلَیْمٰنُ قَدْ سُخِّرَتْ لَهُ الرِّیَاحُ فَسَارَتْ بِهٖ فِیْ بِلَادِهٖ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَرَوَاحُھَا شَھْرٌ یہودی نے کہا کہ حضرت سلیمان کی فرمان بردار ہوائین کی گئین کہ اونھین لیے پہرتی تہین اونکے شہرون مین او مہینہ بہر کی راہ پر صبح کرتی تہین اور مہینہ بہر کی راہ پر شام فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا ھُوَ اَفْضَلُ مِنْ ھٰذَا اِنَّهٗ اُسْرِیَ بِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی مَسِیْرَةَ شَھْرٍ وَعُرِجَ بِهٖ فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ مَسِیْرَةَ خَمْسِیْنَ اَلْفَ عَامٍ فِیْ اَقَلِّ مِنْ ثُلُثِ لَیْلَةٍ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی سَاقِ الْعَرْشِ فَدَنَا بِالْعِلْمِ فَتَدَلّٰی فَدُلِّیَ لَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ رَفْرَفٌ اَخْضَرُ وَغَشِیَ النُّوْرُ بَصَرَهٗ فَرَاٰی عَظَمَةَ رَبِّهٖ بِفُؤَادِهٖ وَلَمْ یَرَھَا بِعَیْنِهٖ فَکَانَ کَقَابَ قَوْسَیْنِ بَیْنَھَا وَبَیْنَهٗ اَوْ اَدْنٰی حضرت نے فرمایا کہ یہہ تو صحیح ہے لیکن ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا مسجد الحرام سے مسجد اقصے تک ایک مہینے کی راہ ہے اور مسافت مملکت آسمانی پچاس ہزار برس کی راہ ہے اس سبکو اوس جناب سے نے بحکم الٰہی ایک ثلث شب سے کم مین طے کیا یہانتک کہ ساق عرش تک پہونچے اور علم کے زور سے قرب و منزلت پروردگار حاصل کی اور رشتہ محبت مین اوسکی آویزان ہوئے اور قریب بہشت عنبر سرشت پہونچا اونہین رفرف سبز رنگ سے اور نور خدا کی تڑپ نے اونکی آنکھین بند کردین پس خدا کی بزرگی اونہون نے چشم دل سے دیکھی ہر چند کہ چشم ظاہری سے نہین دیکھی پس فاصلہ اسکے اور جلال ذو الجلال سے بقدر کمان تہا بلکہ اس سے بہی کمتر پیمان تہا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی پس وحی کی خدا نے اپنے بندے پر جو چاہی فَکَانَ فِیْمَا اَوْحٰی اِلَیْهِ الْاٰیَةُ الَّتِیْ فِیْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ اور منجملہ

اون راز و نیاز کی باتون کے جو بالا ے عرش ہوئین یہہ آیت سورۂ بقر کی تہی قَوْلُهٗ تَعَالیٰ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خلاصہ قول خدا یہہ ہے کہ خدا ہی کے لیے ہے جو کچہہ کہ آسمانون اور زمینون مین سے ہے ہر چند مخفی اور پوشیدہ کرو دل کی بات کو لیکن ضرور محاسبہ کرے گا تمہارا بسبب اوسکے خدا بسبب اوسکے پس جسے چاہے گا بخشے گا اور جسپر چاہے گا عذاب نازل کرے گا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے وَكَانَتِ الْاٰیَةُ قَدْ عُرِضَتْ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰٓی اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا وَعُرِضَتْ عَلَی الْاُمَمِ فَاَبَوْا اَنْ یَّقْبَلُوْهَا مِنْ ثِقْلِهَا وَقَبِلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَرَضَهَا عَلٰٓی اُمَّتِهٖ فَقَبِلُوْهَا اور یہہ آیہ عظیم الشان عہد حضرت آدمؑ سے ہمارے حضرت تک سب نبیون اور سب امتون کے سامنے پیش کیا گیا پس گرانباری آیت کے باعث سے کسینے اوسکے قبول کرنے پر ہمت نہ باندہی اسلیئے کہ اوسمین نیت پر بہی جزا و سزا مرتب کی گئی تہی اور یہہ بہاری رشتہ ارادہ خیال مین بہی گناہ نہ آئے اور قبول کیا اوسے رسول خدا نے اور اپنی امت کے سامنے بہی پیش کیا پس اون سبہون نے قبول کر لیا اوسے فَلَمَّا رَاَی اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالیٰ مِنْهُمُ الْقُبُوْلَ عَلِمَ اَنَّهُمْ لَا یُطِیْقُوْنَهَا فَلَمَّا اَنْ سَارَ اِلٰی سَاقِ الْعَرْشِ كَرَّرَ عَلَیْهِ الْكَلَامَ لِیُفْهِمَهٗ پس جب خدا نے یہہ حال دیکہا اور جانا کہ یہہ لوگ طاقت اس بار اوٹہانے کی نہین رکہتے تو مکرر فرمائی اوسی کلام کی جب حضرت ساق عرش تک پہونچے تا کہ بخوبی سمجہہ لین وہ فَقَالَ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ پس فرمایا کہ آیا ایمان لایا

پیمبر اوس آیہ کا کہ نازل کیا گیا اوسکی طرف اوسکے مربی کی جانب سے فَاَجَابَ مُجِیْبًا عَنْہُ وَعَنْ اُمَّتِہٖ فَقَالَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ پس حضرت نے اپنی طرف سے اور اپنی امت کی جانب سے جواب مین عرض کیا کہ بار الہا میری کیا خصوصیت بلکہ سب مومن ایمان لائے خدا اور اوسکے فرشتون اور کتابون اور نبیون کا کہ نہین فرق کرتے ہم سب کسی پیمبر مین اوسکے فَقَالَ جَلَّ ذِکْرُہٗ لَھُمُ الْجَنَّۃُ وَالْمَغْفِرَۃُ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ پس خدا نے فرمایا کہ اونکے لیے جنت وبخشش ہے اگر ایسا کیا اونہون نے فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَّا اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ بِنَا فَغُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ یَعْنِیْ الْمَرْجِعَ فِی الْاٰخِرَۃِ پس جناب رسالت مآب نے عرض کی کہ جب تونے ایسا کیا ہمارے ساتھ پس اب ہم طالب تیری بخشش کے ہین اے مربی ہمارے اور آخرت مین آخر کار تیری ہی طرف بازگشت ہے قَالَ فَاَجَابَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ بِکَ وَبِاُمَّتِکَ فرمایا کہ پس جواب دیا اونہین خدا تعالی نے کہ ایسا ہی کیا مینے تمہارے حق مین اور تمہاری امت کے حق مین ثُمَّ قَالَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا اِذَا قَبِلْتَ الْاٰیَۃَ بِتَشْدِیْدِہَا وَعِظَمِ مَا فِیْہَا وَقَدْ عَرَضْتُہَا عَلَی الْاُمَمِ فَاَبَوْا اَنْ یَّقْبَلُوْہَا وَقَبِلَہَا اُمَّتُکَ فَحَقٌّ عَلَیَّ اَنْ اَرْفَعَہَا عَنْ اُمَّتِکَ وَقَالَ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا لَہَا مَا کَسَبَتْ مِنْ خَیْرٍ وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ مِنْ شَرٍّ پھر فرمایا خدا نے کہ جب تمنے اس آیہ گرانبار کو قبول کرلیا اور تمہاری امت نے بھی حالانکہ اگلی سب امتین قبول نکرسکین تو لازم ہے کہ مین بھی اس تکلیف کو اوٹھا دون تمہاری امت سے اور

فرمایا کہ نہین تکلیف دیتا خدا کسی کو مگر بقدر اوسکی طاقت اور لیاقت کے لھذا مدار نیت پر نہین بلکہ خود عمل پر ہے پس مفید ہے اوسکے لیے جو نیک بات کرے اور مضر ہے جو بدی سرزد ہو فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ اَمَّا اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ بِیْ وَبِاُمَّتِیْ فَزِدْنِیْ قَالَ سَلْ پس جب حضرت نے یہہ سنا تو عرض کی کہ جب تو نے ایسا کیا پس مھربانی اپنی زیادہ کر خدا نے فرمایا کہ اے حبیب ہمارے مانگ جو کچھ کہ مانگتا ہے قَالَ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا جناب رسالت مآبؐ نے عرض کی کہ اے مربی ہمارے ہمسے مواخذہ نکرنا اگر ہم بھول جائین اور خطا کرین قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَسْتُ اُوٴَاخِذُ مِنْکَ بِالنِّسْیَانِ وَالْخَطَاءِ لِکَرَامَتِکَ عَلَیَّ فرمایا خدا نے کہ تمھاری بزرگی کی وجہ سے کبھی مین مواخذہ تمھاری امت کا خطا ونسیان پر نہ کرونگا وَکَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَۃُ اِذَا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا فُتِحَتْ عَلَیْھِمْ اَبْوَابُ الْعَذَابِ وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِکَ عَنْ اُمَّتِکَ حالانکہ اگلی امتین جب بھلا دیتی تھین اپنے دلون سے جس بات سے کہ وہ ڈرائی جاتی تھین تو اون پر عذاب کے دروازے کھولدیے جاتے تھے اور بے شبہ اوٹھا لیا مینے یہہ امر تمھاری امت سے وَکَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَۃُ اِذَا اَخْطَأُوْا اُخِذُوْا بِالْخَطَاءِ وَعُوْقِبُوْا عَلَیْہِ وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِکَ عَنْ اُمَّتِکَ لِکَرَامَتِکَ عَلَیَّ اور اگلے لوگ جب خطا کرتے تھے تو فورًا ماخوذ و معتوب ہو جاتے تھے اور یہہ امر اوٹھا لیا مینے تمھاری امت سے بسبب تمھاری بزرگی کے فَقَالَ اِذَا اَعْطَیْتَنِیْ ذٰلِکَ فَزِدْنِیْ فَقَالَ اللّٰہُ اَسْئَلْ پیغمبرؐ نے عرض کی کہ اور زیادہ مرتبہ دے فرمایا کہ درخواست کر قَالَ رَبَّنَا

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا يَعْنِيْ بِالْاِصْرِ الشَّدَائِدَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَنَا حضرت نے عرض کی اے میرے رب ہم پر ویسا بار نکر جو اگلے لوگوں پر کیا فَاَجَابَهُ اللّٰهُ اِلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ قَدْ رَفَعْتُ عَنْ اُمَّتِكَ الْاٰصَارَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَى الْاُمَمِ السَّالِفَةِ فرمایا کہ اگلی بار بھی تمہاری خاطر سے تمہاری امت سے اوٹھا لیے گئے كُنْتُ لَا اَقْبَلُ صَلٰوتَهُمْ اِلَّا فِيْ بِقَاعٍ مِنَ الْاَرْضِ مَعْلُوْمَةٍ اِخْتَرْتُهَا لَهُمْ وَاِنْ بَعُدَتْ وَقَدْ جَعَلْتُ الْاَرْضَ كُلَّهَا لِاُمَّتِكَ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَهٰذِهٖ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَى الْاُمَمِ قَبْلَكَ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ ایک دستور میرا یہ تھا کہ اونکی نمازین نہ قبول کرتا تھا مگر مقرری سرزمینوں مین اگرچہ دور دور دراز ہون اور تمہاری امت کے لیے سب زمین کو نماز کی جگہہ اور نجاست کی پاک کرنیوالی قرار دیا پس یہہ ایک دشواری کی بات تھی کہ تمہاری امت سے اوٹھا لیگئی وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا اَصَابَهُمْ اَذًى قَرَضُوْهُ مِنْ اَجْسَادِهِمْ وَقَدْ جَعَلْتُ الْمَاءَ لِاُمَّتِكَ طَهُوْرًا فَهٰذِهٖ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ اور اگلی امتوں کے بدنین جہاں نجاست لگجاتی تھی تو اوسے مقراض سے کتر ڈالتے تھے اور تمہاری امت کے لیئے پانی پاک کرنے والا قرار پایا پس یہہ ایک دشواری تھی کہ تمہاری امت سے اوٹھا لی گئی وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ تَحْمِلُ قَرَابِيْنَهَا عَلٰى اَعْنَاقِهَا اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَمَنْ قَبِلْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ اَرْسَلْتُ عَلَيْهِ نَارًا فَاَكَلَتْهُ فَرَجَعَ مَسْرُوْرًا وَمَنْ لَمْ اَقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْهُ رَجَعَ مَثْبُوْرًا وَقَدْ جَعَلْتُ قُرْبَانَ اُمَّتِكَ ... ذٰلِكَ مِنْهُ دَفَعْتُ عَنْهُ عُقُوْبَاتِ الدُّنْيَا وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِكَ عَنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكَ اگلے وقت کے

لوگون کا یہہ معمول تہا کہ اپنی قربانیان اپنی گردنون پر لادکے بیت المقدس لیجاتے تہے اور جسکی قربانی مین قبول کرتا تہا تو ایک آگ پیدا کرتا تہا کہ وہ اوسے جلاکے بہسم کردیتی تہی پہر وہ شخص خوشی خوشی اپنے گہر پہر جاتا تہا اور جسکی قربانی قبول نہوتی تہی وہ افسردہ و پژمردہ واپس جاتا تہا اور تمہاری امت کی قربانیان اونہین کے فقیرون اور مسکینون کے شکم مین رہتی ہین میرے حکم سے اور جسکی قربانی قبول کرتا ہون تو اوسے دو چند و دہ چند ثواب دیتا ہون اور جسکی قربانی نہین قبول کرتا اوس سے بہی عقوبتین دنیا کی دور کرتا ہون پس یہہ بہی ایک دشواری تہی کہ تمہاری امت سے دور کی گئی وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ صَلٰوتُهَا مَفْرُوْضَةٌ عَلَيْهَا فِیْ ظُلَمِ اللَّيْلِ وَاَنْصَافِ النَّهَارِ وَهِیَ مِنَ الشَّدَائِدِ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ وَفَرَضْتُ عَلَيْهِمْ صَلٰوتَهُمْ فِیْ اَطْرَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفِیْ اَوْقَاتِ نَشَاطِهِمْ اور اگلی امتون پر نماز واجب تہی شبون کی تاریکیون مین اور ٹہیک دوپہر مین گرمی کی شدت مین اور یہہ بہی منجملہ اون شدتون کے تہا کہ جنمین وہ مبتلا تہے اور دور کیا مینے اوسے تمہاری امت سے اور اونپر نماز واجب کی سرے اور کنارے پر دنون اور راتون کے کہ جو وقت سرور و نشاط ہے وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ قَدْ فَرَضْتُ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِیْ خَمْسِيْنَ وَقْتًا وَهِیَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ وَجَعَلْتُهَا خَمْسًا فِیْ خَمْسَةِ اَوْقَاتٍ وَهِیَ اِحْدٰی وَخَمْسُوْنَ رَكْعَةً وَجَعَلْتُ لَهُمْ اَجْرَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً اور اگلے لوگون پر پچاس نمازین پچاس وقتون مین واجب تہین پس دور کیا مینے اوسے تمہاری امت سے

اور پانچ نمازین کہ جو اکانوّن رکعتین ہین پانچ وقتون مین واجب کین اور ثواب وہی پچاس نمازون کا رہا وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ حَسَنَتُهُمْ بِحَسَنَةٍ وَسَيِّئَتُهُمْ بِسَيِّئَةٍ وَهِيَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ وَجَعَلْتُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرَةٍ وَالسَّيِّئَةَ بِوَاحِدَةٍ اور اگلے لوگون کی نیکی کے بدلے نیکی اور بدی کے بدلے بدی ملتی تھی اور یہی دشواری تھی کہ تمہاری امت سے دور ہوئی اور انکے لیئے ایک نیکی کے بدلے دس نیکیان اور ایک بدی کے بدلے ایک ہی بدی قرار پائی وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا نَوٰى اَحَدُهُمْ حَسَنَةً ثُمَّ لَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهُ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَاِنَّ اُمَّتَكَ اِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرَةٌ وَهِيَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ اور اگلی امتون کا کوئی آدمی جب نیکی کی نیت کرتا تھا اور اوسی عمل مین نہ لاتا تھا تو اوس کے نامہ عمل مین کچھہ نہ لکھا جاتا تھا اور اگر عمل مین لاتا تھا تو ایک ہی نیکی لکھی جاتی تھی اور تمہاری امت کے لیئے کہ فقط قصد نیکی سے نیکی ملتی ہے اور نیکی پر تو دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہہ بھی اگلون کے حق مین دشوار تھا کہ جو تمہاری امت سے اوٹھا لیا گیا وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ بِسَيِّئَةٍ ثُمَّ لَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَلَيْهِ سَيِّئَةٌ وَاِنَّ اُمَّتَكَ اِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ بِسَيِّئَةٍ ثُمَّ لَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَهٰذِهٖ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُ ذٰلِكَ عَنْ اُمَّتِكَ اور اگلے لوگ جب عزم گناہ کرتے تھے اور گناہ نکرتے تھے

تو اونکے نامۂ عمل مین کچھہ نہ لکھا جاتا تہا اور جو گناہ کرتے تہے تو ایک ہی
گناہ لکھا جاتا تہا اور تمہاری امت مین سے جو کوئی قصد گناہ کرتا ہے
اور عمل اوس اپنے مافی الضمیر پر نہین کرتا تو بہی اوسکے لیے ایک نیک
عمل لکھا جاتا ہے اور یہہ بہی اون دشواریون مین سے ہے کہ جسمین
اگلی امتین مبتلا تہین اور تمہاری امت کو اوس سے نجات ملی وَكَانَتِ
الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا اَذْنَبُوْا اَلْكُتِبَتْ ذُنُوْبُهُمْ عَلٰى اَبْوَابِهِمْ وَجُعِلَتْ
تَوْبَتُهُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ اَنْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمْ بَعْدَ التَّوْبَةِ اَحَبَّ الطَّعَامِ
اِلَيْهِمْ وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِكَ عَنْ اُمَّتِكَ وَجَعَلْتُ ذُنُوْبَهُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ
وَجَعَلْتُ عَلَيْهِمْ سُتُوْرَ الْكِثْفَةَ وَقَبِلْتُ تَوْبَتَهُمْ بِلَا عُقُوْبَةٍ وَلَا
اُعَاقِبُهُمْ بِاَنْ اُحَرِّمَ عَلَيْهِمْ اَحَبَّ الطَّعَامِ اِلَيْهِمْ اور اگلے لوگ جب
گناہ کرتے تہے تو اونکے گناہ اونکے دروازون پر لکھہ جاتے تہے اور توبہ
یہہ اونکے لیئے قرار پائی تہی کہ بعد توبہ غذاے مرغوب تر اون پر حرام کردی
جاتی تہی اور یہہ زحمت بہی تمہاری امت سے اوٹھا لیگئی بلکہ مین اونکے
گناہون کو فقط اپنے اور اونہین کے درمیان مین رکھتا ہون اور اونکے
ہمچشمون پر اونکے عیب ظاہر نہین کرتا اور بڑے بڑے گہرے اور گاڑہے
پردون مین عیب اونکے چہپا دیتا ہون اور بلا عقوبت توبہ اونکی قبول
کرلیتا ہون اور نہ بہاوت کی چیزین اون پر حرام کرتا ہون وَكَانَتِ الْاُمَمُ
السَّالِفَةُ يَتُوْبُ اَحَدُهُمْ مِنَ الذَّنْبِ الْوَاحِدِ مِائَةَ سَنَةٍ
اَوْ ثَمَانِيْنَ سَنَةً اَوْ خَمْسِيْنَ سَنَةً ثُمَّ لَا اَقْبَلُ تَوْبَتَهُ دُوْنَ اُعَاقِبُهُ
فِي الدُّنْيَا بِعُقُوْبَةٍ وَهِيَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا

عَنْ اُمَمِكَ وَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِكَ لَيُذْنِبُ عِشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ ثَلٰثِيْنَ سَنَةً اَوْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اَوْ مِائَةَ سَنَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُ وَيَنْدَمُ طَرْفَةَ عَيْنٍ فَاَغْفِرُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ اور بعض شخص اگلون مین سے توبہ کرتے تھے ایک ہی گناہ سے سو برس یا اسی برس یا پچاس برس اور توبہ اوسکی قبول نہوتی تھی سبب اسکے کہ وہ دنیا مین کسی بلا مین مبتلا پائے اور یہہ بھی رحمتون سے تھا کہ جو تمہاری امت سے ساقط ہوا اسلئے کہ تمہاری امت کا آدمی بیس یا تیس یا چالیس یا سو برس تک گناہ کرتا ہے پھر ایک طرفۃ العین اوسپر نادم ہوا اور وہ سب بخشدیا گیا فَقَالَ النَّبِيُّ اَللّٰهُمَّ اِذْ اَعْطَيْتَنِيْ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فَزِدْ قَالَ سَلْ یس عرض کی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوندا کہ جب تونے یہہ سب مرتبے عطا کیئے تو اب کچھ اور زیادہ فرما حکم ہوا کہ مانگ کیا مانگتا ہے قَالَ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ عرض کی کہ خداوندا ایسا بار نڈال ہمپر کہ جسکی ہمین طاقت و لیاقت نہو قَالَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِاُمَّتِكَ وَقَدْ رَفَعْتُ عَنْهُمْ عِظَمَ بَلَايَا الْاُمَمِ وَذٰلِكَ حُكْمِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاُمَمِ اَنْ لَا اُكَلِّفَ خَلْقًا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ فرمایا خداے تعالیٰ نے کہ ایسا ہی سلوک کیا مینے تمہاری امت سے اور بڑی بڑی آفتین اُنسے اوٹھا لین حالانکہ یہہ حکم میرا سب مین عام رہا کہ کسی مخلوق کو مین تکلیف اوس بات کی ندون کہ جو اوسکی طاقت سے باہر ہو قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا عرض کی کہ اور معاف کر قصور ہمارے اور بخشش کر ہماری اور رحم کر ہمپر تو ہی مالک ہے ہمارا قَالَ وَاللّٰهِ قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِتَائِبِيْ اُمَّتِكَ فرمایا خداے تعالیٰ نے کہ ایسا ہی کیا مینے تائبون

تمھاری امت سے ثم قال فانصرنا علی القوم الکافرین عرض کی کہ
کر قوم کفار پر ہمارے قال اللّٰہ جلّ اسمہٗ ان امتک فی الارض کالشامۃ
البیضاء فی الثور الاسود ھم القادرون وھم القاھرون لا
یستخدمون ولا یستخدمون لکرامتک علیّ وحق علیّ ان اظھر دینک
علی الادیان حتی لا یبقی فی شرق الارض وغربھا دین الا دینک او
یؤدون الی اھل دینک الجزیۃ فرمایا خدا نے کہ تمھاری امت ساری زمین
مین اسطرح پر ہے کہ جیسے سیاہ بیل کے بدن مین سفید لکی ہو وے وہی توقادر
و توانا و غالب ہین کہ اورون سے خدمت لینگے اور خود اور کسیکی خدمتگاری
نکرینگے بسبب تمھاری بزرگی کے اور لازم آپڑا ہے مجھے کہ تمھارے دین کو
سب دینون پر غالب کردون یہانتک شرق و مغرب تک سوائے تمھارے
دین کے اور کوئی دین نہ بچے یہانتک کہ اہل کتاب بھی تمھی جزیہ دینے کو نہ آئین
قال لہ الیھودی فان ھذا سلیمان سخرت لہ الشیاطین یعملون
لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل اوس یہودی نے عرض کی کہ حضرت
سلیمان نے شیطانون کو بھی ایسا مسخر کرلیا تھا کہ جو چاہتے تھے وہ اونسے
بنوا لیتے تھے بطور عبادت گاہون اور تصویرون وغیرہ کے قال علیؑ
لقد کان کذالک ولقد اعطی محمدؐ افضل من ھذا ان الشیاطین
سخرت لسلیمان وھی مقیمۃ علی کفرھا ولقد سخرت لنبوۃ محمدؐ
الشیاطین بالایمان فاقبل الیہ من الجن التسعۃ من اشرافھم
واحد من جن نصیبین والثمان من بنی عمرو بن عامر منھم شضاۃ
ومضاۃ والھملکان والمرزبان والمازمان وھاضب وھاضب

وَعَمْرُوْ وَهُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ اسْمُهُ فِيْهِمْ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ وَهُمُ التِّسْعَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ الْجِنُّ وَالنَّبِيُّ ص بِبَطْنِ النَّخْلِ فَاعْتَذَرُوْا بِاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا وَلَقَدْ اَقْبَلَ اِلَيْهِ اَحَدٌ وَسَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْهُمْ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَالْحَجِّ وَالزَّكٰوةِ وَالْجِهَادِ وَنُصْحِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاعْتَذَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَالُوْا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَهٰذَا اَفْضَلُ مِمَّا اُعْطِىَ سُلَيْمٰنُ سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَهَا لِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ بَعْدَ اَنْ كَانَتْ تَتَمَرَّدُ وَتَزْعَمُ اَنَّ لِلّٰهِ وَلَدًا فَلَقَدْ شَمِلَ مَبْعَثُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مَالَا يُحْصٰى فرمایا جناب امیرؑ نے کہ یہہ سب صحیح لیکن ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا اگرچہ شیاطین تابع حضرت سلیمانؑ ہوے مگر وہ کفر پر باقی تھے اور اونکی نبوت کا ایمان نہ لائے تھے اور ہمارے حضرت کے ایسے پیرو ہوئے کہ اونکا ایمان بہی لائے چنانچہ نوشخص شرفای قوم جن مین سے خدمت بابرکت حضرت مین حاضر ہوئے ایک قبیلہ نصیبین مین سے اور آٹھہ قبیلہ بنی عمر بن عامر مین سے جنمین شعناۃ و مضاۃ ہملکان و مرزبان و مازیان و نعم ہاصب و ہاضب بہی تھے اور وہی وہ لوگ ہین کہ جنکے بارے مین خود خدا فرماتا ہے اور جبکہ بہیرا ہمنے تمہاری طرف کچہہ لوگون کو جنون مین سے یعنے نوشخصون کو تاکہ بگوش ہوش سنین قرآن مجید کو پس حضرت کیطرف متوجہ ہوئے وہ جن اور حضرت درمیان نخلستان تشریف فرماتے پس عذر کیا اونہون نے اسطرحپر کہ تمہاری طرح یعنے آدمیون کیطرح اونہین بہی وہ ہوسکے نئے یہہ گمان ہوا کہ خدا اب کسیکو نہ بہیجے گا عہدہ نبوت پر

اور متوجہ ہوئے حضرت کی طرف الغرض ہزار جن پس بیعت کی روزہ و نماز و زکوٰۃ و حج و جہاد و نصیحت مؤمنین پر اور عذر کیا کہ بیہودہ گوئی کی ہمنے جناب باری کے بارے مین اور یہہ مرتبہ حضرت سلیمانؑ کے مرتبہ سے افضل ہے کیا پاک ہے وہ خدا کہ جسنے اونہین حضرت کا پیرو کیا بعد سرکشی کے اور اس گمان فاسد کے کہ خدا کی بیٹیا ہے پس شامل ہوگئی نبوت ہمارے حضرت کی استے جن و انس پر کہ جنکا شمار نہایت دشوار ہے قَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ فَاِنَّ هٰذَا يَحْيٰى بْنُ زَكَرِيَّا يُقَالُ اِنَّهٗ اُوْتِيَ الْحِكْمَ صَبِيًّا وَالْحِلْمَ وَالْفَهْمَ وَاِنَّهٗ كَانَ يَبْكِيْ مِنْ غَيْرِ ذَنْبٍ وَكَانَ يُوَاصِلُ الصَّوْمَ یہودی نے عرض کی کہ کہتے ہین کہ حضرت یحییٰ کو صغر سن مین علم و حکمت و حلم و فہم عطا ہوا اور بغیر عمد و معصیت خوف خدا سے وہ لرزتے تھے اور روزے مین روز و شب ملا دیتے تھے قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا اِنَّ يَحْيٰى بْنَ زَكَرِيَّا كَانَ فِيْ عَصْرٍ لَا اَوْثَانَ فِيْهِ وَلَا جَاهِلِيَّةَ وَمُحَمَّدٌ اُوْتِيَ الْحِلْمَ وَالْفَهْمَ صَبِيًّا بَيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَحِزْبِ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَرْغَبْ لَهُمْ فِيْ صَنَمٍ قَطُّ وَلَمْ يَنْشَطْ لِاَعْيَادِهِمْ وَلَمْ يُرَ مِنْهُ كِذْبٌ قَطُّ وَكَانَ اَمِيْنًا صَدُوْقًا حَلِيْمًا يُوَاصِلُ صَوْمَ الْاُسْبُوْعِ وَالْاَقَلَّ وَالْاَكْثَرَ فَيُقَالُ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنِّيْ اَظَلُّ عِنْدَ رَبِّيْ فَيُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ وَكَانَ يَبْكِيْ حَتّٰى يَبْتَلَّ مُصَلَّاهُ خَشْيَةً مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ حضرت یحییٰؑ اوس زمانے مین تھے کہ جسمین بت اور جاہلیت و کفر کا نام کو بہی نشان نہ تہا اور ہمارے حضرت کو حکمت و علم و فہم صغر سن مین

حاصل ہوا اور میان بت پرستون کے اور شیطانی لشکر مین لیکن آپ ہی او
حضرت باوجود این ہمہ اونکے بتون کی طرف رغبت نہین کی اور عید
مین خوشی نہین کی اور کبھی جھوٹ نہین بولے اور ہمیشہ امانتدار اور راستگو
اور بردبار تھے اور ایک ہفتہ تک متصل روزہ رکھتے تھے یعنی شب و روز
اور کبھی ہفتہ سے کم یا زیادہ بھی ہو جاتا تھا لیس لوگون نے تعرض کیا تو حضرت
نے فرمایا کہ مین تمہاری طرح نہین ہون بلکہ جب مین اپنے خدا کے پاس
جاؤن گا تو وہ مجھے سیر و سیراب کرے گا اور خوف خدا سے اتنا روتے
تھے کہ مصلے اور جانماز آنسوؤن سے شرابور ہو جاتے تھے حالانکہ حضرت
بے گناہ اور معصوم تھے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ هٰذَا عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ
يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا یہودی نے عرض کی کہ بعضے لوگ
گمان کرتے ہین کہ حضرت عیسے نے کمال صغرسن مین نگولی اور پالنے پر
پڑے ہوئے باتین کین قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا
هُوَ اَفْضَلُ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ ملا
سَقَطَ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْاَرْضِ دَافِعًا يَدَهُ
الْيُمْنٰى اِلَى السَّمَاءِ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ بِالتَّوْحِيْدِ جب شکم گرامی مادر سے ولادت
باسعادت ہوئی تو بایان ہاتھ زمین پر رکھے تھے اور داہنا ہاتھ آسمان
کی طرف اوٹھائے تھے اور ذکر توحید خدا سے لبہائے مبارک حرکت
کر رہے تھے وَبَدَا مِنْ فِيْهِ نُوْرٌ رَاٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْهُ قُصُوْرَ بُصْرٰى
مِنَ الشَّامِ وَمَا يَلِيْهَا اور اس چمک دمک سے ایک نور دہن مبارک سے
ظاہر ہوا کہ اہل مکہ نے اوسکی روشنی سے گھر بصرے و شام وغیرہ کے

دیکھیے وَالْقُصُوْرُ الْحُمْرُ مِنْ اَرْضِ الْیَمَنِ وَمَا یَلِیْھَا اور سرخ سرخ گھر صنعا زمین وغیرہ کے وَالْقُصُوْرُ الْبِیْضُ مِنْ اَرْضِ اِصْطَخْرَ وَمَا یَلِیْھَا اور سفید سفید گھر سرزمین اصطخر وغیرہ کے وَلَقَدْ ضَاءَتِ الدُّنْیَا لَیْلَۃَ وُلِدَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی فَزِعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ وَالشَّیَاطِیْنُ وَقَالُوْا قَدْ حَدَثَ فِی الْاَرْضِ حَدَثٌ اور شب ولادت باسعادت حضرت کے تمام دنیا ایسی روشن ہوگئی کہ جس سے تمام جن و انس و شیاطین ڈر گئے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج روے زمین پر کوئی بات بڑا حادثہ واقع ہوا ہے وَلَقَدْ رَاَی الْمَلٰٓئِکَۃَ لَیْلَۃَ وُلِدَ تَصْعَدُ وَتَنْزِلُ وَتُسَبِّحُ وَتُقَدِّسُ وَتَضْطَرِبُ النُّجُوْمُ وَتَتَسَاقَطُ عَلَامَۃً لِمِیْلَادِہٖ اور اوسی رات ولادت کی بہت فرشتے آسمان پر چڑہتے اوترتے اور تسبیح و تقدیس میں مصروف و مشغول اور ستارون پر عجب اضطراب تہا اور تارے ٹوٹتے تھے کثرت سے عجب طلسم نظر آتا تہا یہہ سب آثار ولادت باسعادت وَلَقَدْ ھَمَّ اِبْلِیْسُ بِالظَّعْنِ فِی السَّمَآءِ لَمَّا رَاٰی مِنَ الْاَعَاجِیْبِ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ وَکَانَ لَہٗ مَقْعَدٌ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَۃِ وَالشَّیَاطِیْنُ یَسْتَرِقُوْنَ السَّمْعَ فَلَمَّا رَاَوُا الْعَجَائِبَ اَرَادُوْا اَنْ یَّسْتَرِقُوا السَّمْعَ فَاِذَا ھُمْ قَدْ حُجِبُوْا مِنَ السَّمٰوَاتِ کُلِّھَا وَرُمُوْا بِالشُّھُبِ دَلَالَۃً لِنُبُوَّتِہٖ اور عزم بالجزم آسمان کیا ابلیس پر تلبیس نے جبکہ یہہ عجیب و غریب باتین دیکھی اور سب قبل اسکے اوسکی نشستگاہ چہٹے آسمان پر مقرر تھی اور شیاطین بہی ابر جاکے اخبار غیب بگوش دل سنا کرتے تھے پس ان عجیب حالات کے دریافت کرنے کو بہی آسمان پر گئے ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ سب آسمانون سے

اونکی ممانعت ہوگئی اور برابر شہاب ثاقب اور تیر آتشین اونپر پڑنے لگے تاکہ
دلیل نبوت حضرت ہون قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ عِيسَىٰ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ
قَدْ أَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ یہودی نے کہا کہ گمان کرتے
ہین کہ حضرت عیسیٰؑ شفا دیتے تھے کور مادرزاد اور کوڑہی کو اذن خدا سے
فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَمُحَمَّدٌ أُعْطِيَ مَا هُوَ أَفْضَلُ إِنَّهُ أَبْرَأَ ذَا
الْعَاهَةِ مِنْ عَاهَتِهِ فَبَيْنَا هُوَ جَالِسٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَبَا
رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَدْ صَارَ مِنَ الْبَلَاءِ كَهَيْئَةِ الْفَرْخِ لَا رِيشَ عَلَيْهِ
فَأَتَاهُ فَإِذَا هُوَ كَهَيْئَةِ الْفَرْخِ مِنْ شِدَّةِ الْبَلَاءِ فَقَالَ لَهُ قَدْ كُنْتَ تَدْعُو
فِي صِحَّتِكَ دُعَاءً قَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَقُولُ يَا رَبِّ أَيُّمَا عُقُوبَةٍ أَنْتَ مُعَاقِبِي
بِهَا فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهَا لِي فِي الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ النبیؐ أَلَا قُلْتَ اللَّهُمَّ
آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ فَقَالَهَا
فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ وَقَامَ صَحِيحًا وَخَرَجَ مَعَنَا حضرت نے فرمایا کہ ہمارے
حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ انہون نے بڑے بڑے آفت رسیدہ
بیمارون کو اونکی بیماری سے نجات دی اتفاقاً ایک روز حضرت تشریف
فرما تھے کہ ناگاہ حضرت نے ایک شخص کا حال پوچھا اپنے اصحاب مین سے
پس لوگون نے کہا کہ شدت مرض سے وہ فقط ایک مضغہ گوشت رہگیا ہے
جیسا کہ چنگنا بے پروبال ہوتا ہے وقت ولادت پس حضرت عیادت کو
تشریف لیگئے اور ویسا ہی اوسے پایا جیسا سنا تھا پس حضرت نے دریافت
فرمایا کہ تو حال صحت مین کیا دعا مانگتا تھا اوسنے کہا کہ مین یہہ دعا مانگتا
تھا کہ خداوندا جس عقوبت و بلا مین تو مجھے مبتلا کرنے والا ہو آخرت مین

اوسے دنیا مین مجھپر نازل کر اور ہوا خندہ آنحضرت پر اوٹھا کر ہاتھ پس حضرت نے
فرمایا کہ تونے یہہ دعا کیون نہ کی کہ خداوندا ہمین دنیا و عقبی دونون مین نیکی
عطا کر اور عذاب جہنم سے ہمین بچا پس اوسنے اسطرح سے جب دعا کی تو اسطرح
وہ اوس مرض سے نکل گیا کہ جیسے کیچلی سے سانپ نکل آتا ہے اور اوس
ہمارے ساتھ ساتھ چل کھڑا ہوا وَلَقَدْ اَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ اَجْذَمُ
يَتَقَطَّعُ مِنَ الْجُذَامِ فَشَكٰى اِلَى النَّبِيِّ فَاَخَذَ قَدَحًا مِّنْ مَّاءٍ فَتَفَلَ فِيْهِ فَقَالَ
اِمْسَحْ بِهٖ جَسَدَكَ فَفَعَلَ فَبَرَأَ حَتّٰى لَمْ يُوْجَدْ فِيْهِ شَيْءٌ اور خدمت بابرکت
حضرت مین آیا ایک شخص قوم جہینہ سے کہ مجذوم تھا اور شدت جذام سے قریب
تھا کہ اعضا اوسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین پس شکایت مرض کی اوسنے حضرت
سے پس حضرت نے ایک قدح پانی کا لیکے اوسمین لعاب دہن مبارک ڈالا اور
حکم کیا کہ وہ اوسے اپنے بدن مین ملے پس اوسنے ایسا ہی کیا پس فوراً ایسا
بری ہو گیا کہ گویا کبھی بیمار ہی نتھا وَلَقَدْ اَتَى الْعَرَبُ عِنْدَهٗ بِاَبْرَصَ
تَتَفَّلَ فِيْهِ فَمَا قَامَ مِنْ عِنْدِهٖ اِلَّا صَحِيْحًا اور عرب لوگ بطور امتحان
ایک مبروص کو حضرت کی خدمت مین لائے اور لعاب دہن مبارک حضرت
نے اوسپر ڈالا پس وہ خدمت اقدس سے نہ اوٹھا مگر یہہ کہ بالکل صحیح وسالم
ہو گیا تھا وَلَئِنْ زَعَمُوْا اَنَّ عِيْسٰى اَبْرَأَ ذَوِي الْعَاهَاتِ مِنْ عَاهَاتِهِمْ
فَاِنَّ مُحَمَّدًا بَيْنَمَا هُوَ فِيْ بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ فَاِذَا هُوَ بِامْرَأَةٍ فَقَالَتْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ قَدْ اَشْرَفَ عَلَى الْمَوْتِ وَكُلَّمَا اَتَيْتُهٗ بِطَعَامٍ
وَقَعَ عَلَيْهِ التَّثَاؤُبُ فَقَامَ النَّبِيُّ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا اَتَيْنَاهُ قَالَ
لَهٗ جَانِبْ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ وَلِيَّ اللّٰهِ فَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَجَانَبَهُ الشَّيْطَانُ

فقام صحیحا وهو معنا فی عسکرنا اور اگر یہہ گمان کیا گیا کہ حضرت عیسے
صاحبان امراض مہلکہ کو شفا دیتے تھے تو ہمارے حضرت بہی ایک لڑائی میں
تھے کہ ناگاہ ایک عورت نے آکے استغاثہ کیا کہ یا حضرت میرا لڑکا جان بلب
قریب مرگ ہے جب میں اوسکے سامنے کہانا لیجاتی ہوں تو اوسپر غشی
طاری ہوتا ہے اور تنگی کے مارے کہانا نہیں کہا سکتا پس حضرت اوٹھہ کہڑے
ہوئے اور ہم بہی ہمراہ رکاب ظفر انتساب جناب رسالتمآب اوسکی عیادت کو
گئے پس جب اوسکے پاس پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ اے دشمن خدا دوست
خدا کے پاس سے بہاگ جا بیشک میں رسول خدا ہوں پس شیطان ہٹ گیا
اور وہ صحیح و سالم اوٹھہ کہڑا ہوا اور وہ اسوقت بہی ہمارے ساتھہ لشکر میں
موجود ہے وَلَئِنْ زَعَمُوا اَنَّ عِیسٰی اَبْرَأَ الْعُمْیَانَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ فَعَلَ
مَا هُوَ اَکْبَرُ مِنْ ذٰلِکَ اِنَّ قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِیٍّ کَانَ رَجُلًا صَبِیْحًا فَلَمَّا اَنْ
کَانَ یَوْمَ اُحُدٍ اَصَابَتْهُ طَعْنَةٌ فِی عَیْنِهٖ فَتَبَدَّدَتْ حَدَقَتُهٗ فَاَخَذَهَا
بِیَدِهٖ ثُمَّ اَتٰی بِهَا النَّبِیَّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَأَتِی الْاٰنَ تُبْغِضُنِی
فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ یَدِهٖ ثُمَّ وَضَعَهَا مَکَانَهَا فَلَمْ یَکُنْ یُعْرَفُ
اِلَّا بِفَضْلِ حُسْنِهَا وَفَضْلِ ضَوْئِهَا عَلَی الْعَیْنِ الْاُخْرٰی اور اگر گمان کیا گیا
ہے کہ حضرت عیسے نے نابیناؤں کو شفا دی تو ہمارے حضرت نے اس سے
بہی بڑہ کے معجزہ کیا قتادہ نہایت حسین و جمیل تہا حسب اتفاق جنگ احد میں
نیزہ سے ایک ایسی تکان اوسکی آنکہہ میں لگی کہ ڈہیلا باہر نکل پڑا پس وہ حدقہ
ہاتہہ پر رکہے حضرت کے پاس آیا کہ اب میری زوجہ نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر
ہوگی مجہہ سے کہ یہہ آنکہہ تو نے کہاں گنوائی پس یہہ سنکے حضرت نے اوسے دست

مبارک مین اوٹھالیا اور حلقہ چشم مین رکھدیا اور وہ ایسی صحیح ہوگئی کہ ممکن نہ تھا
کہ دوسری آنکھہ سے فرق پاتی اگر حسن و نور کی او سمین زیادتی نہو جاتی خلاصہ
یہہ کہ اگر فرق تھا تو یہی تھا کہ یہہ آنکھہ اصل انکھہ سے بڑہ گئی تہی وَلَقَدْ اُصَابَ
مُحَمَّدُ بْنَ مَسْلَمَۃَ یَوْمَ کَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ مِثْلُ ذٰلِکَ فِیْ عَیْنِہٖ وَیَدِہٖ
فَمَسَحَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَلَمْ نَسْتَبِیْنَا اور محمد بن مسلمہ کی آنکھہ اور ہاتھہ مین بہی
ایسا صدمہ پہونچا جنگ کعب بن اشرف مین پس مس کیا اونہین رسول خدا نے
پس ایسی صحت پائی کہ اصل سے کچہہ فرق باقی نرہا وَلَقَدْ اَصَابَ عَبْدَ اللّٰہِ
بْنَ اُنَیْسٍ مِثْلُ ذٰلِکَ فِیْ عَیْنِہٖ فَمَسَحَہَا فَمَا عَرَفْتُ مِنَ الْاُخْرٰی فَھٰذِہٖ
کُلُّھَا دَلَالَۃُ النُّبُوَّۃِ اور عبداللہ بن انیس کی آنکھہ پر بہی ایسا ہی صدمہ گذرا
پس دست مبارک سے حضرت نے اوسے مس کیا پس وہ ایسی صحیح ہوگئی کہ دوسری
آنکھہ سے پہچان نہ پڑتی تہی قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ فَاِنَّ عِیْسٰے یَزْعُمُوْنَ اَنَّہٗ
اَحْیَی الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ یہودی نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ حضرت عیسے
نے مردے زندہ کیے حکم خدا تعالیٰ سے قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ سَبَّحَتْ
فِیْ یَدِہٖ تِسْعُ حَصَیَاتٍ تُسْمَعُ نَغْمَاتُھَا فِیْ جُمُوْدِھَا وَلَا رُوْحَ فِیْھَا لِتَمَامِ
حُجَّۃِ نُبُوَّتِہٖ وَلَقَدْ کَلَّمَہُ الْمَوْتٰی مِنْ بَعْدِ مَوْتِھِمْ وَاسْتَغَاثُوْہُ فَمَا خَافُوْا
مِنْ تَبِعَتِھِمْ وَلَقَدْ کَلَّمَہُ الْمَوْصِلِیُّ نَاصِحًا ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ یَا اَھْلَھَا مِنْ بَنِی
النَّجَّارِ وَصَاحِبُھُمْ مُحْتَبِسٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ بِثَلَاثَۃِ دَرَاھِمَ لِفُلَانٍ
الْیَھُوْدِیِّ وَکَانَ شَھِیْدًا وَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّ عِیْسٰے کَلَّمَ الْمَوْتٰی فَلَقَدْ
کَانَ لِمُحَمَّدٍ مَا ھُوَ اَعْجَبُ مِنْ ھٰذَا اِنَّہٗ نَزَلَ بِالطَّائِفِ وَحَاصَرَ اَھْلَھَا
بَعَثَتْ اِلَیْہِ شَاۃً مَسْلُوْخَۃً مَطْلِیَّۃً بِسَمٍّ فَنَطَقَ الذِّرَاعُ مِنْھَا فَقَالَتْ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا تَأْکُلْنِیْ اِنِّیْ مَسْمُوْمَۃٌ فَلَوْ کَلَّمَتْہُ الْبَہِیْمَۃُ وَھِیَ حَیَّۃٌ لَکَانَتْ مِنْ اَعْظَمِ حُجَجِ اللّٰہِ عَزَّ ذِکْرُہٗ عَلَی الْمُنْکِرِیْنَ لِنُبُوَّتِہٖ فَکَیْفَ وَقَدْ کَلَّمَتْہُ ... مِنْ بَعْدِ ذَبْحٍ وَسَلْخٍ وَشَیٍّ وَلَقَدْ کَانَ یَدْعُوْ بِالشَّجَرَۃِ ... وَتُکَلِّمُہُ الْبَہِیْمَۃُ وَتُکَلِّمُہُ السِّبَاعُ وَتَشْہَدُ لَہٗ بِالنُّبُوَّۃِ ... فَقَدْ اَکْبَرُ مِمَّا اَعْطٰی عِیْسٰی حضرت نے فرمایا کہ ... ہمارے حضرت کے دست مبارک مین سنگریزون نے تسبیح ... جمادات مین ہوسنے کی اونکی آواز لوگون نے سنی محض ... تمام وکامل ہو جاسے نبوت اونکی اور ... کلام کیا او ... مردون نے بعد اپنی موت وفوت کے اور استغاثہ کیا حضرت سے ... پاداش کا کہ جس سے ... بوجہ اپنے گناہون کے اور کلام کیا او ... نے مع اپنے رفیقون کے ایک روز پس کہا کہ ... مین سے یہان کوئی نہین اور مالک اونکا مجبوس ہے در جنت پر تین درہمون کے بدولت ... کا او سپر قرض ہے اور یہہ شخص شہید تھا اور اگر تجھے یہہ گمان ہے کہ حضرت عیسے سے مردون نے کلام کیا تو ہمارے حضرت کا اسانچہ اس سے بہی بڑہ کے ہے جب وہ جناب طائف مین فروکش ہوسے اور گھیر لیا اہل طائف کو تو بطور ہدیہ حضرت کی خدمت مین پیش کی گئی ایک بکری کہ جسکی کہال جدا کرلی گئی تھی اور زہر سے لیپ چڑھایا تھا او سپر پس اوسکے دست نے کلام کیا کہ اے رسول خدا مجھے تناول نہ فرماییے گا کہ مین زہر آلودہ ہون پس فقط بہیمہ کا حضرت سے توہمکلام ہوتا تو کافی اور وافی تھا ثبوت نبوت کے لیئے چہ جاسے کہ بعد ذبح وطبخ ہمکلام ہوتا اوسکا آور اکثر وہ جناب

درخت کو پکارتے تھے پس وہ اونہیں جواب دیتا تھا اور پرندہ اور درندہ
ہمکلام ہوتے تھے اور نبوت کی گواہی دیتے تھے اور سرکشون کو اونکی بازگشت
سے ڈراتے تھے پس یہہ بزرگ تر ہے معجزہ حضرت عیسیٰ سے قال لہ
الیہودی فان عیسیٰ یزعمون انہ انبأ قومہ بما یاکلون وما
تدخرون فی بیوتہم یہودی نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ
اپنی قوم کو خبر دیتے تھے جو کچھہ وہ کہاتے تھے اور اپنے گہرون مین ذخیرہ
رکھتے تھے قال لہ علی لقد کان کذلک ومحمد فعل ما ہو اکثر
من ہذا ان عیسیٰ انبأ قومہ بما کان وراء حائط ومحمد انبأ
عن موتۃ وہو عنہا غائب ووصف حربہم ومن استشہد منہم
وبینہ وبینہم مسیرۃ شہر وکان یأتیہ الرجل یرید ان یسألہ
عن شیٔ فیقول تقول او اقول فیقول بل قل فیقول جئتنی فی کذا
وکذا حتی یفرغ من حاجتہ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے اس سے
بھی بڑہکے کام کیا کہ حضرت عیسیٰ تو فقط پس دیوار کی خبر دیتے تھے اور
ہمارے حضرت نے جنگ موتہ مہینہ بہر کی راہ سے اور لڑائی کا حال اور شہیدون
کی کیفیت مفصل بیان کردی اور اکثر لوگ حضرت کے پاس حاجت لاتے
تھے پس حضرت فرماتے تھے کہ تم کہوگے یا مین کہون پس وہ کہتے تھے
کہ آپ کہین پس حضرت کہتے تھے کہ تم یہہ یہہ کہنے آئے ہو اور سب مطلب
اونکا کہہ دیتے تھے ولقد کان یخبر اہل مکۃ باسرارہم بمکۃ حتی
لا یترک من اسرارہم شیئا اور کوئی راز اہل مکہ کا بچنے نپاتا تھا
کہ جناب اوسکی خبر دیتے ہون منہا ما کان بین صفوان بن امیۃ

وَبَيْنَ عُمَيْرِ بْنِ وَهْبٍ اِذْ اَتَاهُ عُمَيْرٌ فَقَالَ جِئْتُ فِي فِكَاكِ اِبْنِي فَقَالَ لَهُ كَذَبْتَ بَلْ قُلْتَ لِصَفْوَانَ وَقَدِ اجْتَمَعْتُمْ فِي الْحَطِيمِ وَذَكَرْتُمْ قَتْلَى بَدْرٍ وَقُلْتُمْ وَاللّٰهِ لَلْمَوْتُ خَيْرٌ لَنَا مِنَ الْبَقَاءِ مَعَ مَا صَنَعَ مُحَمَّدٌ بِنَا وَهَلْ حَيٰوةٌ بَعْدَ اَهْلِ الْقَلِيبِ فَقُلْتَ اَنْتَ لَوْلَا عِيَالِي وَدَيْنٌ عَلَيَّ لَاَرَحْتُكَ مِنْ مُحَمَّدٍ فَقَالَ صَفْوَانُ عَلَيَّ اَنْ اَقْضِيَ دَيْنَكَ وَاَنْ اَجْعَلَ بَنَاتَكَ مَعَ بَنَاتِي يُصِيبُهُنَّ مَا يُصِيبُهُنَّ مِنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ فَقُلْتَ اَنْتَ فَاكْتُمْهَا عَلَيَّ وَجَهِّزْنِي حَتّٰى اَذْهَبَ فَاَقْتُلَهُ فَجِئْتَ عِنْدِي لِتَقْتُلَنِي فَقَالَ صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَاَشْبَاهُ هٰذَا مِمَّا لَا يُحْصٰى كَثْرَةً ازانجملہ وہ سانحہ تہا کہ درمیان صفوان بنی امیہ اور عمیر بن وہب کے واقع ہوا جبکہ عمیر حاضر خدمت فیضدرجت جناب رسالت مآب ہوا اور عرض کی کہ مین اپنے فرزند کی رہائی کے لیے آیا ہون حضرت نے فرمایا کہ جہوٹ کہتا ہے تو بلکہ تو نے صفوان سے کہا کہ جب تم سب حطیم مین جمع ہوئے تہے اور یاد کیا تمنے بدر کے مقتولون کو اور کہا تمنے کہ بخدا موت بہتر ہے اس زیست سے حالانکہ پیمبر نے ایسے سلوک کیے ہمسے اور اب کیا لطف زیست ہے بعد اہل چاہ بدر کے پس تو نے کہا کہ اگر مجھے اپنے عیال و قرض کی فکر نہوتی تو مین پیمبر کو شہید کرتا پس صفوان نے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیری بیٹیان میری بیٹیون کے ساتھ ہر حال مین شریک ہین پس تو نے کہا کہ خبردار اس راز کو فاش نکرنا اور زاد و راہ مجھے دے تا کہ مین جا کے اونہین شہید کرون

پس تو میرے قتل کے ارادے سے آیا ہے پتھر سنگلے اوسنے عرض کی کہ
صحیح فرمایا آپنے یارسول اللہ مین گواہی دیتا ہون وحدانیت خدا کی اور
آپ کی نبوت کی اور نظیرین اسکی بیشمار ہین قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ عِيسَىٰ
يَزْعُمُونَ أَنَّهُ خَلَقَ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَيَنْفُخُ فِيهِ فَيَصِيرُونَ
طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یہودی نے کہا کہ لوگوں کو گمان ہے کہ
حضرت عیسیٰ مٹی کا کھلونا پرندجانور کی صورت بنالیتے تھے اور روح
پھونکدیتے تھے اوسمین پس وہ واقعی پرند ہوجاتا تھا حکم خدا تعالیٰ سے قَالَ
لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذَٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ قَدْ فَعَلَ مَا هُوَ شِبْهُهُ بَعْدَ إِذْ
أَخَذَ يَوْمَ حُنَيْنٍ حَجَرًا فَسَمِعْنَا لِلْحَجَرِ تَسْبِيحًا وَتَقْدِيسًا ثُمَّ قَالَ لِلْحَجَرِ
انْفَلِقْ فَانْفَلَقَ ثَلَاثَ فِلَقٍ نَسْمَعُ لِكُلِّ فِلْقَةٍ مِنْهَا تَسْبِيحًا لَا نَسْمَعُ
لِلْأُخْرَىٰ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سے بھی ایسا فعل ظاہر ہوا جنگ
حنین مین حضرت نے دست مبارک مین ایک پتھر اوٹھالیا پس اونکے ہاتھ
کی برکت سے ہمنے آواز تسبیح اوس پتھر سے سنی پھر فرمایا کہ تو ٹکڑے
ٹکڑے ہوجا پس وہ تین ٹکڑے ہوگیا اور پھر ایک ٹکڑے مین سے ایک
تسبیح کی آواز ظاہر ہوئی کہ دوسرے مین وہ نہ تھی وَلَقَدْ بَعَثَ إِلَى الشَّجَرَةِ
يَوْمَ الْبَطْحَاءِ فَأَجَابَتْهُ وَلِكُلِّ غُصْنٍ مِنْهَا تَسْبِيحٌ وَتَقْدِيسٌ وَتَهْلِيلٌ
ثُمَّ قَالَ لَهَا انْشَقِّي فَانْشَقَّتْ بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَهَا الْتَزِقِي فَالْتَزَقَتْ
ثُمَّ قَالَ لَهَا اشْهَدِي بِالنُّبُوَّةِ فَشَهِدَتْ ثُمَّ قَالَ لَهَا ارْجِعِي إِلَىٰ مَكَانِكِ
بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ فَفَعَلَتْ وَكَانَ مَوْضِعُهَا جَنْبَ الْجَزَّارِينَ
بِمَكَّةَ اور اوس جناب نے حکم کر بھیجا روز بطحی ایک درخت کے پاس پس

جواب دیا اوسنے اور فرمان برداری کی اور حاضر خدمت بابرکت ہوا اسوقت
ہر شاخ مین اوسکی ایک نئے طور کی تسبیح و تقدیس و تہلیل ظاہر ہوتی تھی پس
حضرت نے فرمایا کہ دو ٹکڑے ہو جا پس وہ دو ٹکڑے ہو گیا پھر فرمایا کہ ملکے
ہموار ہو جا پس ہموار ہو گیا پھر اوسسے فرمایا کہ میری نبوت کی گواہی دے
پس گواہی دی پھر فرمایا کہ اپنے مقام پر پھر جا تسبیح و تقدیس و تہلیل مین مشغول
پس اوسنے ویسا ہی کیا اور مکہ معظمہ مین حیث جزارین مین تہا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ
فَاِنَّ عِيسٰى يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ كَانَ سَيَّاحًا یہودی نے کہا کہ حضرت عیسےٰ کو لوگ
سیاح جانتے ہین قَالَ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ سِيَاحَتُهُ فِي الْجِهَادِ اسْتَنْفَرَ فِي عَشْرِ سِنِيْنَ مَالَا يُحْصٰى مِنْ
حَاضِرٍ وَبَادٍ وَاَفْنٰى فِئَامًا مِنَ الْعَرَبِ مِنْ بِالسَّيْفِ لَا يُدَارِيْ بِالْكَلَامِ
وَلَا يَنَامُ اِلَّا عَنْ دَمٍ وَلَا يُسَافِرُ اِلَّا وَهُوَ مُتَجَهِّزٌ لِقِتَالِ عَدُوِّهٖ حضرت
نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے سیاحت بہی جہاد مین کی تہی دس برس کامل و
مع بیشمار اہل شہر و مسافروانکے سفر کرتے رہے اور بہت سی قومون کو
عرب کی طعمہ تیغ بیدریغ فرمایا کبہی کلام مین کسی کافر کی مدارات نہین کی اور
بے خون کے آرام نہین لیا اور کبہی سفر نہین کیا مگر بقصد جنگ دشمن قَالَ
لَهُ الْيَهُوْدِيُّ فَاِنَّ عِيسٰى يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ كَانَ زَاهِدًا یہودی نے کہا
لوگ حضرت عیسےٰ کو زاہد جانتے ہین قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ
وَكَانَ مُحَمَّدٌ اَزْهَدَ الْاَنْبِيَاءِ وَكَانَ لَهُ ثَلٰثَ عَشْرَةَ زَوْجَةً سِوٰى
مَنْ يُطِيْفُ بِهٖ مِنَ الْاِمَاءِ مَا رُفِعَتْ لَهُ مَائِدَةٌ قَطُّ وَعَلَيْهَا طَعَامٌ
وَمَا اَكَلَ خُبْزَ بُرٍّ قَطُّ وَلَا شَبِعَ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ مُتَوَالِيَاتٍ

قط توفی ودرعہ مرہونۃ عند یہودی باربعۃ دراہم ما
ترک صفراء ولا بیضاء مع ما وطی من البلاد ومکن لہ من
غنائم العباد ولقد کان یقسم فی الیوم الواحد ثلثمائۃ الف
واربع مائۃ الف ویاتیہ السائل بالعشی فیقول والذی بعث
محمدا بالحق ما امسی فی ال محمد صاع من شعیر ولا صاع من بر
ولا درہم ولا دینار حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سب نبیون
سے بڑہکے زاہد و عابد تھے حضرت کی تیرہ بیبیان تھین علاوہ اون کنیزون
کے جو اونہین گھیرے رہتی تھین اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ خوان پر کھانا
بچکے گیا ہو ساتھ ہی اسکے قدر حاجت سے زیادہ نہوتا تھا اور گیہون
کی روٹی حضرت نے نہین کھائی اور نہ تین شبانہ روز سیر ہوسکے تا آن جو
تناول فرمائی وفات ہوئی اوس حال مین کہ زرہ مبارک چار درہم پر ایک
یہودی کے پاس رہن تھی بالکل سونا و چاندی بعد اپنے نہ چھوڑی باوجود
تسلط بلاد وسیعہ نسیجہ پر اور با وصف قدرت کے کثیر المقدار غنیمتون کے
یکدن مین تین تین و چار چار ہزار روپیے راہ خدا مین تقسیم کر دیتے تھے
اور ہاتھ جھاڑ کر اوٹھ کھڑے ہوتے تھے یہانتک کہ شام کو جو سائل مانگنے
آتا تھا تو اوسکے جواب مین فرماتے تھے کہ قسم اوسی پاک پروردگار کی کہ جسنے
محمد کو پیمبر کیا کہ آل محمد مین ایک صاع تک گیہون کا نہین بچا اور نہ روپیہ اشرفی
قال لہ الیہودی فانا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمدا رسول اللہ واشہد انہ ما اعطی اللہ عزوجل نبیا
درجۃ ولا مرسلا فضیلۃ الا وقد جمعہا لمحمد رسول اللہ

وَزَادَ مُحَمَّدًا عَلَی الْاَنْبِیَاءِ اَضْعَافَ دَرَجَاتٍ یہودی نے کہا کہ گواہی دیتا ہون توحید خدا اور نبوت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اس امر کی کہ خدا نے جناب رسالتمآب کو سب مرتبے سب نبیون کے عطا کیے بلکہ دو چند و سہ چند اونسے فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَشْهَدُ یَا اَبَا الْحَسَنِ اَنَّكَ رَاسِخِیْنَ فِی الْعِلْمِ فَقَالَ وَیْحَكَ وَمَا لِیْ لَا اَقُوْلُ فِیْ نَفْسِ مَنِ اسْتَعْظَمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ عَظَمَتِهٖ جَلَّتْ فَقَالَ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ پس ابن عباس نے کہا کہ مین بہی گواہی دیتا ہون یاحضرت کہ آپ بڑے پامردو ثابت قدم علم مین ہین پس حضرت نے فرمایا کہ وا ہے ہو تمپر کیون نہ بیان کرتا مین ان فضیلتون کو اون بزرگوار کی نسبت کہ جسے خدا نے بڑا مرتبہ عالی عطا کیا اور خود اوسکی تعریف مین فرمایا کہ تمہارا خلق بہت بڑا ہے اور تہذیب اخلاق حد سے زیادہ ہے فقط

# موعظہ بارہوان

شرح قصیدۂ فاضل معتزلی بیان فتح مکہ مین اور تحقیق شعر پڑہنے کی روز یمین اور بیان صف آرائی نہایت متقی و مستجی حملۂ حیدریکے پرواز پر بہر فتح مکہ و بُت شکنی حضرت امیرؑ بہر بشارت عبرانی خانۂ کعبہ کی حجی نبی کی کتاب سے مع ترجمہ و تائید اور بحث دلالت مین بشارت علیؑ سے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب رسالت مآب کے عہد کرامت مہد مین مجاہدون اور غازیون کے ساتھہ کچھہ کفار بھی باجرت شریک کرلیئے جاتے تھے اور اونھین موتلفۃ القلوب کہتے تھے اوسیطرح ہم بہی اپنے جہاد مین کچھہ لوگون کو موتلفۃ القلوب اور گنہگار کیطرح شریک کرلیتے ہین اور منجملہ اون لوگون کے فاضل متبحر ابن ابی الحدید معتزلی ہے اسی ہم لوگون سے ایک نوع کی خصوصیت ہے چنانچہ قصائد سبعہ علویہ مین سے ایک قصیدہ مین کہتا ہے ؎

وَرَأَیْتُ دِیْنَ الْاِعْتِزَالِ وَاِنَّنِیْ
اَهْوٰی لِاَجْلِكَ كُلَّ مَنْ یَتَشَیَّعُ

یعنی اگرچہ مین معتزلی مذہب ہون مگر یا علی آپکی محبت کی وجہ سے ہر شیعہ کو

محبت رکہتا ہون پس ہمین بہی بدنسبت اور اہلسنت کے احترام اوسکا زیادہ تر ملحوظ ہے علاوہ یہہ کہ کلام بلاغت نظام اوسکا بطور قضایا قیاسا تُہا مَعَہا کے مستغنی مزید استدلال سے ہے فَاِنَّ اِقْرَارَ الْعُقَلَاۤءِ عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ مَقْبُوْلٌ مسئلہ فقہیہ مذہب مشہور و منصور یہہ ہے کہ شعر پڑہنا روزے مین بلکہ ماہ صیام مین ونکو ہو یا رات کو اور پڑہنے والا روزے سے ہو یا بعد ترک صوم کیا ہو اور اسیطرح جمعہ کو اور مسجد مین مکروہ ہے اور اقوی یہہ ہے کہ مدار کراہت وزن پر ہے نہ تخییل و ملاحت پر جیسا کہ ملا محسن کاشانی نے تخیل کیا ہے اسلئے کہ خیالی مضامین مشترک نظم و نثر دونون مین ہے کچہہ خصوصیت شعر اصطلاحی کی نہین حالانکہ نثر عبارت کسی عالم کے نزدیک مکروہ نہین اور انقباض و انبساط نفس بعض آیات سے بہی حاصل ہوتا ہے حالانکہ اونکا روزے مین پڑہنا مستحب ہو اور سوای ان معنون کے اور کوئی معنی تخییل کے بالاتفاق نہین جیسا کہ تامل کلام شعرا و نیز انہین دونون سے معلوم ہوتا ہے اور روایت اسمٰعیل اونکے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو ماثور ہو اوسمین تصریح ہے کہ اگرچہ مدح اہلبیت مین بہی شعر ہو توبہی روزہ مین اوسکا پڑہنا مکروہ ہوگا اور اور بہی روایات موید اوسکے ہین اور عرف عرب مین شعر کلام موزون کو کہتے ہین اور حمل کلام شارع عرف عام پر چاہیے پس منقح ہوا کہ کلام منظوم مطلقاً مکروہ ہے بنا؁ علیہ میرے پڑہنے مین اگر تاخیر کسی رکن کی دوسرے رکن سے واقع ہو مثلاً صدر کو حشو سے یا عجز سے یا ابتدا کو حشو یا عروض سے جدا کر دون یا سکوت طویل متخلل ہو یا ترتیب اصول تفاعیل مین فرق ہو یا حمیہ نہ بیچمین مخلوط

کردیا چاہیئے تو وہ محض اسی مصلحت سے ہے کہ وزن جو مناط کراہت ہے
باقی نرہے پس سامعین کو اوس سے ولتنگ نہونا چاہیئے اور بسبب نہ حمت صیوم
واتصال کلام کے اگر سہواً کسی مصرع مین لحاظ اسکا نرہے تو معذور ہون
فَاِنَّ السَّهْوَ وَالنِّسْيَانَ كَالطَّبِيْعَةِ الثَّانِيَةِ لِلْاِنْسَانِ علاوہ یہہ کہ عبادات مین
کراہت کے معنی قلت ثواب کے ہین فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا
اور یہہ ظاہر ہے کہ ثواب مدح جناب ولایت مآب وائمہ اطیاب کے لایعد ولایحصی
ہین پس بالفرض اگر تعمد بھی ہو بیان واظہار جواز وغیرہ کے لیئے تو یہ اوسی
قبیل سے ہے کہ جیسے کسی بحر موّاج و دریای ناپیدا کنار سے پانی کا ایک کوزہ کم کرلیا
جائے الحاصل فاضل مغربی کہتا ہے جَالَتْ فَلَمَّا دَقَّ فِيْ عَيْنَيْكَ الْوَرٰى
نَهَضَتْ اِلٰى اُمِّ الْقُرٰى اَيْدِيْ اُمِّ الْقُرٰى یعنی یا علی ایسا بول بالا ہو آپ کا کہ
ساری خدائی آپکی نظرون سے گر گئی اور بڑے بڑے تلوار کے دہنی آپکی
نظر وںمین نہ سمائے تو آپ نے رخ کیا طرف مکہ کے کہ جو بیخ و بنیاد سب آبادی کی
ہے اور وہین سے سب مین چارون طرف پھیلائی گئی ہے اور ہر چند اصل
بانی سفر اور سردار لشکر حضرت رسالت پناہ تھے مگر چونکہ ہمارے حضرت نفس
رسول وزوج بتول تھے گویا کہ وہ دونو بھائی آپسمین ایک روح دو قالب تھے تو
اسو جہ سے یہہ خطاب حضرت امیر کیطرف کیا گیا جَالَتْ لَهَا قُبُّ الْبُطُوْنِ
وَاِنَّمَا تَقُوْدُ لَهَا بِالْقَوْدِ اُمِّ جَبُوْكَرْبِيْ آپ نے ایک بلائی ناگہانی
اور آفت آسمانی نازل کردی قریش باکینہ وطیش پر اس کثرت سی تختہ گردون
وراز پشت گھوڑے وہان لیگئے خلاصہ یہہ کہ آپ کے گھوڑے
ایسے آفت کے پرکالے تھے کہ اونکے مکہ مین جانے سے صدہا طرح کی آفتین وہان

چلی گئین ہند مین گھوڑے کے لیئے ڈو کا تختہ گردن ہونا بڑا عیب ہے
بلکہ یہہ چاہیئے کہ گدرایا ہوا بدن اور گٹھی ہوئی گردن ہو دم کو چنر کیے ہوئے
ہرن کیطرح چوکڑیان بھرتا ہو لیلے کنوتیان بدل کے پتلیان جوڑ کے
تارے بھرے اور حقیقت مین خوشنمائی یہی ہے اور عرب مین نجدیکے گھوڑے
ایسے ہی ہوتے ہین لیکن محفل بزم اور اور معرکہ رزم اور ہے لڑائیمین خوشنمائی
سے کیا علاقہ وہان تیزروی درکار ہے اور اس مصرف کے خاص عنیزہ
کو صحرائی گھوڑے زین چڑھے ہوئے سو سو کوس کے دھاوے کیے ہوتے
ہین کہ جنگی سرعت کے آگے ریل بھی کھیل ہوجائے اور اون گھوڑون کی
یہی صورت ہے جو فاضل معتزلی نے لکھی پس یہہ وصف ہی نہ عیب
وَسُقْتَ اِلَيْهَا كُلَّ اَسْوَقَ لَوْ بَدَتْ لَهُ مَعْفُطْنَتُهُ بِالرَّمْلِ جَوْذَرَا
اور رہنکا لینگے وہ وہ دودو دوڑ کا بے گھوڑے کہ اگر ریگستانمین وہ نیلگا یکے
پیچھے ڈالدئے جائین تو ایسا سرپٹ اور بگٹٹ دوڑین کہ پیٹ اونکے زمین
ملجائین اور ایسے چھوٹے چھوٹے قد اونکے نظر پڑین کہ وہ وحشی گائین
سمجھین کہ یہہ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچھڑے ہمارے ہمارا پیچھا کیے جاتے ہین
تَبِيتُ عَلَى اَعْلَى الْمَصَادِ كَاَنَّمَا تُوَمَّرُ وَكُوْنُ الْفَتْحِ يَلْتَمِسُ الْقِرَى
یعنی پہاڑون پر اس شوکت وشان سے پرا باندھے جاتے ہین کہ جیسے
بازاپنی ہمجنسون کے صحبت پر ٹوٹ پڑتے ہین سے کبوتر باکبوتر
باز با باز * کند ہمجنس باہمجنس پرواز * منزل وماوی بازون کا پہاڑ
ہے اور اونکے باہم جمع ہونیکو عرب لوگ ضیافت وقری کہتے ہین اور جو کوئی
باز تنہا رہجاتا ہے تو دور دور سے دوڑ دوڑ کر اپنی پنچایت مین آجاتا ہے

پس مطلب یہہ ہوا کہ جسطرح جیسے کوئی باز پلا کر کے بڑے اشتیاق بال و پر پلاتا
پہاڑون پر اپنے ہمجنسون کی برات مین بلجاتا ہے اوسیطرح یہہ گھوڑے بڑے
ذوق وشوق سے گردن مارتے بازو ہلاتے اوڑجاتے ہین گویا اونکو
پر لگے ہین کہ جا بجا اوڑتے پہرتے ہین باز تیز پرواز کے مقابلہ سے بہی
باز نہین آتے بازی جیتنے کے گھوڑے ہین سے تَفُوقُ الرِّيَاحَ
الْعَاصِفَاتِ إِذَا انْتَشَىٰ وَتَسْبِقُ رَاجِعَ الطَّرْفِ شَدًّا إِذَا جَرَىٰ
بلکہ وہ راہوار تیز رفتار دوڑنے پر ایسے آندہی تھے کہ اپنی ڈپٹ مین
باد صرصر کو بہی تیز رفتار کے کنڈل ڈالدیتے تھے اونکے سامنے گردش چشم
بہی گردش تھی ایسا کا اوڑنا پہرتے تھے گویا کل کے گھوڑے بننے کے باگ
کے سہارے پر اوڑتے تھے سے جِيَادٌ عَلَيْهَا لِلْوَجِيهِ وَلَاحِقٍ
دَلَائِلُ صِدْقٍ وَاضِحَاتٌ لِمَنْ يَرَىٰ سرزمین عرب مین وجیہ ولاحق
دو گھوڑے بڑے نامی گزرے ہین کہ اونکا نام دفترون پر چڑہا اور
چالاکی وچابکی وچک وچالاکی وچلت پہرت مین اپنا نظیر نرکہتے تھے
پس خلاصہ یہہ ہوا کہ لاحق پر فائق اور وجیہ سے زیادہ وجیہ اونمین ہر ایک
راہوار تیز رفتار تہا اور اصالت وجیہ ولاحق کی علامتین اونکی پیشانیون
سی جمکتی تہین اسلیے کہ وجیہ ولاحق اونہین کی نسل سے ہونیوالے تھے
فَفِيهَا سُلُوٌّ لِلْمُحِبِّ وَشَاهِدٌ عَلَىٰ حِكْمَةِ اللهِ الْمُدَبِّرِ لِلْوَرَىٰ
قدردان شہسوار کو اونکی دیکھنے سے عجب تسکین ہوتی تہی اور خدا کی قدرت
نظر آتی تہی خلاصہ یہہ کہ جو کچہہ تھے وہی تھے آگے خدا کا نام ہی ہے
هِيَ الرَّوْضُ حُسْنًا غَيْرَ أَنَّكَ إِنْ تُرِدْ لَهَا مُجْتَنًى أَسْتَجِمْ لِعَيْنَيْكَ مَنْظَرًا

چمن کیطرح ہرے بھرے تروتازہ نظر آتے تھے البتہ یہہ وصف بڑہا ہوا تھا کہ باغ چل نہین سکتے اور وہ چلتے پھرتے تھے خلاصہ یہہ کہ جب اون گھوڑونپر نظر پڑتی تھی تو اونکے سامنے باغ بھی خار ہوجاتے تھے انپر کچھہ ہی طرح کی بہار تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ خود بخود ایک پھلا پھولا باغ اڑتا چلا جاتا ہے علیہا ابناء لوی بن غالب یجرون اذیال الحدید تبختروا ۔ اونپر لوی بن غالب کی نسل اور کچھہ ہاشمی جوان ایسے سوار تھے کہ جو از سرتا پا غرق دریائے آہن او بخیئے ہوئے تھے اور جب تبختر وافتخار سے چلتے تھے تو زمین اونکی زرہ کو دیکھتی تھی ۔ رمیت اباسفیان منها بجحفل اذاقیس عدا بالتی کان اکثرا انہین لوگونکا ایک لشکر گران مثل ریگ ریگستان آپنے بار کرکے ابوسفیان علیہ اللعن کیلئے روانہ کیا ۔ یدبرہ رای النبی وصارم بکفک اهدی بالرؤس من الکری اور مدار تہذیب و ترتیب لشکر ظفر پیکر دو چیزونپر تھا ایک رای صائب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوسرے آپکی وہ شمشیر بران کہ جو سر والا مین اسطرح در آتی تھی کہ جیسے نیند کوچہ رگ چشم سے چشم و دماغ مین پہونچ جاتی ہے یا نظر تار نظر پر دوڑ جاتی ہے یا محبت کوچہ رگ دل سے دل مین سماتی ہے یا کوچہ رگ گل مین خوشبو در آتی ہے بقول حزین ۔ بجستجوی تو از بسکہ کو بکو رفتم * بکوچہ رگ گل ہم برنگ بو رفتم * تفصیل حالات سفر و غنیمت شرح قصائد سبعہ علویہ مین لکھی ہے اور مجمل یہہ ہے کہ حضرت مدینہ منورہ سے اس جاہ و جلال و شان و شوکت سے منزل بمنزل چلے اور حضرت کے ساتھ

دس ہزار آدمی تھے اور بعض مورخون نے لکھا ہے کہ ہمراہ رکاب ظفر انتساب
بارہ ہزار جرار تھی سات سو مہاجر چار ہزار انصار سات ہزار تین سو سے
مولفة القلوب اور ان سب مین حسب دستور میمنہ و میسرہ و قلب جناح
و ساقہ ہر یکی جگاہ مرتب فرمایا بنیان مرصوص آہنی دیوار کیطرح پرا اونکا جما یا
پہر کیا تہر ہو کرنا ای جیسی تکبیرون کا نعرہ ہوا اور وہ فوج دریا موج جنبش
مین آئے بحر مواج کیطرح دریا سے آہن موجین مارنے لگا ہر رئیس قوم
کو ایک لوا دیا اور اپنا نشان نورفشان خاص جناب امیر علیہ السلام کو عطا
فرمایا یہانتک کہ منزل مرعی ظہران پہونچے پس حضرت نے حکم دیا کہ آجکی
رات ہر شخص اپنی بستر پہ بکثرت آگ روشن کری پس سب نے تعمیل حکم کی
اور خلیفہ ثانی نے تو سب سے زیادہ آتش افروزی مین جانفشانی کی بہت
بڑی وہوم مچائی سب سے زیادہ انکی الاؤ مین آگ جل رہی تہی خلاصہ یہ کہ
وہ آگ دیکہ کے اہل مکہ کو تحیر ہوا یہانتک کہ ابو سفیان بہی تجسس مین آیا
اور عباس ابن عم کے ذریعہ سے حضرت کی خدمت مین آکے ایمان لایا
اور امان لی مگر دل کا مالک خدا تہا چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہی ؎

فَطَارَ اِلَی اَعْلَی السَّمَاءِ تَصَاعُدًا — فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَا نَجَاةَ تَحَدَّرَا

پس اوڑ گیا ابو سفیان آسمان پر جب وہان نجات نہ پائی تو پہر زمین پر
اوتر آیا خلاصہ یہ کہ لاکہہ آسمان و زمین کے قلابے ملائے مگر کسیطرح جان
نہ بچی سہ وَحَاذِ مُغَرَّبٍ مَشْرَفِیٍّ مُذَكَّرٍ — هَزَزْتَ فَالْفَى الْمَشْرَفِیَّ مُذَكَّرَا
یعنی ڈراد و تو کنارون سے مشرفی تلوار کے کہ جو شارف مین بنی تہے
شارف ایک شہر ہے سرزمین مغرب مین کہ وہان کی تلوار بہت آبدار ہوتی ہی

خلاصہ یہہ کہ اوسنے ہوئی آبدار دودہاری تلوار کی باڑ دیکہہ کے سہم گیا پہلی تو
اسلام کا نام سنکے نعلین جان نکلنے لگا تہا پہر جو آپ کو ذوالفقار تولتے دیکہا تو
مجبور اسلام قبول کیا وَاَعْطٰی یَدًا لَمْ یُعْطِہَا عَنْ مُحَبَّۃٍ وَقَوْلُ ھُدًی
مَاقَالَہٗ مُتَنَجِّزًا بیعت کے لیئے بکراہت ہاتہہ تو بڑہایا لیکن دل سی کب
منظور تہی اور عہد وفا تو کیا مگر وفاداری کا کب خیال تہا ؎
فَکُنْتَ بِذَاکَ الْعَفْوِ اَوْلٰی وَبِالْعُلٰی اَحَقَّ وَبِالْاِحْسَانِ اَحْرٰی وَاَجْدَرَا
اور ازبسکہ آپ اولے بعفو واحسان تہے تو اسوجہ سی آپنی اوسکی پردہ پوشی
فرمائی لَافَضَحْتَ یَا مُخْفِی الْعَدَاوَۃِ نَاطِقًا بِتَعْظِیْمِ مَنْ عَادَیْتَہٗ مُتَسَتِّرًا
حیف صد حیف اسے سفیان بے ایمان کہ ظاہر مین تو نے تعظیم و تکریم کی
حضرت کی اور باطن مین عداوت بڑہائی اوسنے وَحَسْبُکَ اَنْ تَدَّعِیْ
ذَلِیْلًا مُنَافِقًا وَتُبْطِنَ ضِدَّ الَّذِیْ ظَلْتَ مُظْہِرًا اور یہہ کیا کم
ہی تیرے ننگ وعار کو کہ ظاہر و باطن تیرا یکسان نہوا اور منافقون مین
تیرا شمار ہوا الغرض جب حضرت نے اسے رخصت کیا تو منظور نظر اقدس
یہہ ہوا کہ وہ کروفر و جاہ وحشم لشکر ظفر پیکر کا دیکہتا جائے تا کہ پہر رعب سے
بغاوت وشقاوت نکرسکے پس حضرت نے حضرت عباس کو حکم کیا کہ وہ
اوسی ساتہہ لیجا کے ایک ٹیکرے پر کہڑے ہون تا کہ لشکر خدا کا سیاہ تاب اوس
روسیاہ کی نظر سے گذرے اور ادہر جب سب مہاجر و انصار وفا شعار
در دولت پر جمع ہو چکے تو حضرت نے سواری طلب فرمائی ایک ناقہ کو وہ تہ
قصوی نام حضرت کے سامنے آیا اور حضرت نے نور طور کیطرح اوسپر جلوہ
فرمایا جلو مین بیشمار پیادہ و سوار تگ و دو مین تہے اوہر نوجوانون کا شور و غل

اودہر گھوڑون کی ہنہنانے سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تہی عجب قیامت برپا تہی ع ز شور قیامت ہمین وادیاد ✣ جہان پر زغوغا اسلام باد ✣ قلب لشکر مین سید مختار تہے گرد و پیش ماہ کیطرح مہاجرین وانصار تہے راہ خدا مین سرفروشی پر سب طیار تہے اور روبرو حضرت کے حضرت حیدر کرار تہے یہان پر کوئی مثال کب کہپتی ہے ہان چاند کے ساتہ کے تارے کی تشبیہ البتہ کچہہ پہبتی ہے دست حق پرست دست خدا مین نشان نور فشان تہا اور اب مین ذوالفقار پر کہکشان کا گمان تہا فاضل باذل نے عجب تشبیہ دی ہے قابل تحسین وآفرین نکتہ سنجی کی ہے ع

نماید مثالش خرد این چنین ✣ گر انصاف داری بگو آفرین
تن پاک او کشتی نوح بود ✣ چو امواج طوفان بگردش حسود
خدا نا خدا جبرئیل اوستاد ✣ ہمان ایزدی لطف باد مراد
علی بود ملاح صاحب مدار ✣ لوا بادبان لنگرش ذوالفقار

خلاصہ یہہ کہ اس کر و فر سے لشکر خدا چلا یہان تک کہ سفیان کا سامنا ہوا اسکے پہلے خالد بن ولید کو سبینٹ بنایا تہا اور اوسکی ہمراہیون کو ہراول ٹہرایا تہا ہزار سوار جرار نے اوسکے پیچہے پرا جمایا تہا ہاتہہ مین اوسکے بہت بڑا علم تہا زرفشان جسکا پرچم تہا ہر ایک کے بدن مین زرہ کمر مین تلوار سر پہ خود پشت پر سپر ہاتہہ مین نیزا تہا پشت زین پر چین بجبین ایسے غیظ و غضب مین بہرے بیٹہے تہے کہ جیسے بہرا ہوا شیر جب سفیان سے چار آنکہ ہوئی تو سب لشکر نے تکبیرونکا ایک نعرہ مارا اور تیرون کیطرح سامنے سے نکل گئے سفیان نے عباس سے کہا کہ یہہ لشکر رسولخدا ؐ ہے اونہون نے کہا کہ

ابھی فوج رسولخدا صلعم کجا یہہ کجا وہ ست چہ نسبت خاک را با عالم پاک
یہہ تو لشکر خالد ہے تمہارا ولید جسکا والد ہے یہہ سنکے سفیان ہنسکے
کہنے لگا کہ اللہ اللہ وہ دنین یہہ ہے باپ کا بد تمیز چھوکرا تمہاری فوج
مین افسرون مین محسوب ہوگیا پھر زرہ پوش زبیر عوام تھے کہ مثل
نہنگ دام تھے سر پر نورانی خود دیئے تھے زرہ چار آئینہ بدن پر آراستہ
کیئے تھے ہر بات جرائت کی سراسر تھی ہر وم سینہ اور بازو نہیں نظر تھی کہجو کو
درخت سے بھی بڑا بہالا ہاتھہ مین اوٹھایا تھا پیش صف اونکے جھوم جھوم
کے چلنے نے ست ہاتھی کی چال کو بھی بھلایا تھا سامنے اونکے ایک سیاہ
چمن کا پھریرا اوڑتا جاتا تھا سایہ اوسکا زمین پر چمن کی بہار دکھاتا تھا او
اونکے پشت سر پانسی سوار تھے بڑے سورما نہایت جرار تھے بدن مین
زرہ آراستہ کیئے تھے ہاتھون مین بڑے بڑے نیزے لیئے تھے پرتلون مین
تلوارین لٹکائے تھے سرونپر خود رکھے بازونپر کمانین لگائے تھے گھوڑونپر
پاکھرون کے عجیب شان تھی بےمثل ولاجواب بےگمان تھے زین کے
داہنے بائین ترکشون سے جو تیر عیان تھے تو وہ گویا بازونکے پر نمایان تھے
اس شان وشوکت سے وہ لوگ بھی آئے سفیان کو دیکھکر اللہ اکبر کا نعرہ
زبانپر لائے اوسنے کہا کہ کیا یہہ لشکر حضرت ہی جو اسکا ایسا احتشام ہے
عباس نے کہا نہین فقط یہہ فوج زبیر عوام ہے پھر ایک اور جماعت آئی اونسے
اوس دشت پر خار نے عجب زینت پائی اونکے آگے آگے سن رسیدہ جہان
دیدہ آزمودہ کار مومن دیندار حضرت بوذر غفار تھے چمکتی ہوئی لوہیکی
ٹوپی سر پر دیئے تھے فولادی قبا زیب بدن کیئے تھے طبیعت جہاد پر بہت

مائل تھے ایک تیغ بید ریغ الماس رنگ گلو مین حمائل تھی اونکی نورانی پیشانی نور ایمان سے چمک رہی تھی اور ایک فولادی اینٹ کندن کیطرح ہاتھہ مین دمک رہی تھی ارادہ یہہ تھا کہ اسی چمک دمک سے آج ہم تکتے جائینگے خوب ہی اینٹ سے اینٹ بجائینگے دست حق پرست مین ایک نشان تھا اگرچہ گرد برد میدان غبار سے کالی رات کیطرح تیرہ و تار تھا تو وہ سجا سجی کہکشان تھا اونکے عقب مین بنی غفار تھے ظاہر مین کل وہ پانسو سوار تھے لیکن باطن مین ایک ایک ہزار و نیپر بہاری تھا تیز روی مین وہ لشکر رشک باد بہاری تھا سب کو سب بڑے کڑے پیشانیونپر شکن تیوریون بل پڑے اس رنگ ڈہنگ سے سفیان کے سامنے آئے اور نعرۂ حیدری اللہ اکبر زبان پر لائے ظاہر مین تو افسر انکے پیر تھے مگر حقیقت مین یہہ سب کڑے کمان کے تیر تھے ؎ بدست عنان و بدست سنان ✤ خروشان و جوشان چو پیل دمان ✤ رسیدند و گفتند ہمبر ہا ✤ بسرعت گذشتند چون تیر ہا ✤ سفیان نے کہا کہ یہہ کون نزرگوار ہے عباس بولے کہ یہہ مصاحب خاص پیمبر ابوذر دیندار ہے پھر بنی کعب آئے وہ نیا رنگ لائے اونکا سردار اونکے آگے سینہ سپر کئے تھا فولادی چمکتی ٹوپی سر پر دئے تھا لوہے مین غرق تھا چمک دمک مین برق تھا خوشی خوشی سینہ کشادہ کئے تھا ایک گرز گاوسر ہاتھہ مین لئے تھا اوسکے داہنے بائین دو نشان تھے فتح و ظفر کے عادل دو گواہ بیگمان تھے پانسو سوار اوسکی ہمراہ تھے فن سپہگری مین بڑے مشیخت پناہ تھے پھر سفیان نے حال پوچھا اور عباس سے جواب سنا احتشام اسلام پر خوب سر دہنا پھر قوم مزینہ سے ہزار سوار آئے سر تا پا غرق فولاد سر پہ خود ابرو پر خم فتراک مین کمند قربوس مین

گرز البرز بازو پر کمان کمر مین تلوار ہاتہہ مین نیزہ اور اونکے آگے آگے اونکا سردار تہا نشاء جرأت مین چور بادۂ شجاعت سے سرشار تہا تین پہرہرے اوسکے آگے اوڑتے جاتے تہے عجب لطف وکہاتے تہے سفیان نے اونکا حال پوچہا عباس نے کہا کہ ایک شہر مزینہ ہے جو قریب مدینہ ہے یہہ وہانکا لشکر ہے جرأت مین بہرا ہوا ہے بہرٹری دل کیطرح جہینہ کا لشکر آیا اوسنے اور ہی رنگ دکہایا صف کے آگے اونکا افسر تہا لوہی مین ڈوبا ہوا سراسر تہا چہرہ پر آہنی نقاب تہی عجب اوسکی آب وتاب تہی اوسکے روبرو چار پہرہرے کہلے تہے باہم رنگ ڈہنگ مین ملے جلے تہے اوسکی رفاقت مین آٹھ سو سوار تہے یکتای روزگار تہے مشہور شہر و دیار تہے جرأتین اونکی حد سے بڑہی تہین آستینین کہنیون تک چڑہی تہین ننگی تلوار ہر ایک کے ہاتہہ مین تہی شجاعت وپردلی بات بات مین تہی تکبیرون کی نعرے مارتے وہ بہی روانہ ہوئے وحشت و وحشت سفیان کے لیے بہانہ ہوئی آخرالامر بعد بہت دیر کے لشکر خاص حضرت آیا جسکے کروفر کے بیان کی طاقت طاق ہے اسلیئے کہ صحبت مین طول ہوا اور اصل قصیدہ کا چہوڑنا شاق ہے خلاصہ یہہ کہ جہان سے جہان تک نظر کام کرتی تہے سرہی سر نظر آتے تہے فوج کا ہیکو تہی سمندر موجین مارتا تہا حضرتکی پشت سرسپاہ تہی اور روبرو حضرت امیر سر یزدا کا سایہ جلو مین جبرئیل امین آستینین چڑہائے دامن اوٹہائے چلے جاتے تہے ؎

شدہ از سنا نہائی بالا بلند ❊ الف نائی انا فتحنا بلند

برا فراخت ایمان بعیوق سر ❊ کہ شد جیب داماں اوپر گہر

عجب قدرت خدا کی دکھائی دیتی تھی وہ سہانا وقت نورانی صورت سفید
لباس زمین سے آسمان تک نور کا ایک تتق بندھ گیا تھا اس شوکت شان سے
حضرت جب قریب حرم پہونچے تو حرم محترم خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا بقول فاضل

حرم چون قرین شد بآن خاندان + کہ در دست اعدا فتد ناگہان
دران قوم سختی کشید روز و شب + ز بیداد شان جان بیامد بلب
پس اکنون بتائید پروردگار + بیامد قویش بآن اقتدار
کہ گردد بیک نامور مستفیض + درآن وقت دارد چہ ذوق العزیز
چنان گشت شاد از تماشا سرور + کہ یکبارہ شد دستش چند سور
یکی رستن از دست آن دشمنان + دوم باز پیوستن دوستان
دگر گشتن از رنج و سختی خلاص + بعز و شرف یافتن اختصاص
دران روز از مقدم آنجناب + حرم داشت آن شادی بیحساب

پھر حضرت جب داخل مسجد ہوئے اور اوسکے در کھلے تو یہہ معلوم ہوا کہ دروازے
گلے لگانے کو ہاتھ پھیلا دیے ہیں بشوق ملاقات با صد نیاز + در دروازہ
مسجد بغل کردہ باز + پھر تو حضرت نے جابجا تشریف لیجاکے تمام مناسک
ادا کیے چنانچہ فاضل سعتری کہتا ہے وَجُسْتَ خِلَالَ الْمَرْوَتَيْنِ فَلَمْ
تَدَعْ + خَطِيبًا وَلَمْ تَتْرُكْ بِمَكَّةَ مَشْعَرًا + خلاصہ یہہ کہ کوئی مقام
نہ بچا کہ جو نور قدم سے منور نہ ہوا صفا مروہ حطیم زمزم مشعر سبھی مقام
آپکا گذر ہوا طَلَعْتَ عَلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ بِعَارِضٍ + يَمُجُّ نَجِيعًا مِنْ
ظُبَى الْهِنْدِ أَحْمَرًا + آفتاب عالمتاب کیطرح طلوع کیا آپ نے خانۂ قدیم
خدا پر ساتھ ایک ٹکڑا ابر کے کہ جو برساتا تھا خون سرخ سیاہی مائل یعنی خون

دل ہندی تلوار و نسے پس خلاصہ یہہ ہوا کہ عارض پر نور اور چہرہ آپکا
آفتاب عالمتاب کیطرح چمکتا تہا اور آپ کے پیچہے فوج ظفر موج گہنگہور گہٹا کی
طرح چہائے ہوے تہی اور بجلی کیطرح اوسمین تلوارین کوندہی تہین
اور وہ گہٹا ڈہڈہی سُرخ خون سے بہری کہڑی تہی کہ اگر ذرا آپ کا
اشارہ پاتی تو فوراً اسر وہیون کے ذریعہ سے خون دل قریش کا موسلا
دہار مینہ برساتی اور آپ اوس فوج کے آگے اسطرح کہڑے تہے کہ جیسے
ابر ہٹکے بادل پہٹکے سورج نکل آتا ہی فَاَلْقَی اِلَیْکَ السَّلْمَ مِنْ بَعْدِ
مَا عَصٰے ✦ جُلَنْدٰی وَاَعْیٰی تَبَعًا ثُمَّ قَیْصَرًا جو اہل مکہ بوجہ
کمال سرکشی کبہی عمان یا یمن یا روم کے بادشاہون سے بہی نہین
دبے وہ آپ کے سامنے کان دبا کے بکریون کیطرح گردنین ڈالے
صلح کے لیئے حاضر ہوے گویا چادر ہلا کے پناہ مانگنے لگے وَاَظْهَرَتْ
نُوْرُ اللّٰهِ بَیْنَ قَبَائِلٍ ✦ مِنَ النَّاسِ لَمْ تَبْرَحْ بِهَا الشِّرْكُ نَیِّرًا
جن قبیلون مین ہمیشہ شرک کی آگ بہڑکتی تہی لوکے اوٹہتے تہے آپہی کا
کام تہا کہ آپ نے نور خدا یعنے نور توحید کو اونمین ایسا چمکا دیا کہ آجتک
بیٹہتے اوٹہتے لا الٰہ الا اللّٰہ اونکے ورد زبان ہے گویا کلمہ طیبہ تکیہ
کلام ہوگیا ہے وحدانیت کا سکہ جاری ہے اور توحید کے کوڑی بہر گہٹی
ہی اونمین کہ بے ذکر توحید کسیطرح چین ہی نہین پڑتا اونہین ہر روز
پانچ بار نماز پڑہتے ہین اور ہر نماز مین کئی بار اذان واقامت وقیام و
قعود بلکہ تعقیب نماز مین مکرر ذکر توحید ہوتا ہے وقت ولادت لڑکی کے
کان مین اذان دیجاتی تہی کہ پہلی پہل توحید وتمجید خداہی سے کان آشنا

ہون پہر اور کوئی صدا او نہین جاسے اور تلقین میت مین بہی ذکر تو صدا آتا ہی
وَكَسَّرَتْ اَصْنَامًا طَعَنَتْ حُمَاتَهَا ✤ بِسُمْرِ الْوَشِيجِ اللُّدْنِ حَتَّى تَكَسَّرَا
آپ کی برچھی گہتی ہوئی ہنسواڑی کے بتون مین نہین گڑہی بلکہ گویا اوہکی
حامیون کے دلونپر پڑی ذوالفقار نے آپ کے مشرکون کو نچوڑا اور
گندم گون نیزے نے آپ کے بتون کو توڑا کتب اخبار و سیر موالف
و مخالف سے ثابت ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
طواف سے فارغ ہوکے پشت زین سے روئی زمین پر آئے تو دست
وست خدا بازو دین جناب امیر المومنین اپنے دست حق پرست مین تہام لیا
اور بطور چہل قدمی ٹہلتے ہوئے چلے قریب بتون کے اور و رحرم مین ان
لوگون نے تین سے ساٹہہ بت نصب کیئے تہے پس حضرت ہر بت کی
پاس جاکے نوک نیزہ یا عصا سے جیسا کہ کشاف مین ہے یا عصا کے
کجھ سے جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے ہر ایک بت کیطرف اشارہ فرماکے
کہتے تہے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
آیا حق اور دور ہوا باطل اسلیئے کہ باطل زائل ہی ہونیوالا تہا پس فوراً اوہ
بت موںہہ کے بہل گر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تہا حالانکہ مشرکون نے
بڑا اہتمام کیا تہا سیسا پلا پلا کے اونہین مضبوط کر دیا تہا جیسا کہ مواہب
لدنیہ وغیرہ مین ہے اور جب یہہ چہوٹے چہوٹے بت چکنا چور ہو چکے
تو بڑے بت باقی رہ گئے کہ جنہین مشرکون نے بہت بلندی پر نصب کیا
تہا اسلیئے کہ کسی کا ہاتہہ وہان تک نہ پہونچے دور ہی سے پوجا پڑا کرے
ہوجائے پس بنا بر روایت زین الفتی و روضۃ الصفا وغیرہ حضرت امیر نے

جناب رسالتمآب سے عرض کی کہ یا حضرت آپ میرے شانے پر بلند ہوکے
بت شکنی فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ تم بار نبوت نہ اوٹھا سکو گے بلکہ تمام دنیا
بہی اس بات پر قدرت نہیں رکہہ سکتی جیسا کہ زین الفتی مین لکہا ہے بلکہ زین الفتی
مین یہہ بہی لکہا ہے کہ حضرت نے یہہ فرما کے پای مبارک دوش حضرت امیرؑ
پر رکہا پس قریب تہا کہ ہڈیان اونکی سرمہ ہوجائین اور بیتاب ہوکر وہ چیخنے
لگے اور عرض کی کہ الامان الحفیظ ای رسولخداؐ مین بار نبوت سے کبہی جانبر
نہو سکونگا پس حضرت نے پای مبارک اوٹہا لیا اور فرمایا کہ یا علی دیکہو یہہ
بار نبوت ہی پہر خود حضرت جہکے اور حسب الحکم حضرت حضرت امیرؑ اونکے دوش
مبارک پر بلند ہوئے چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہے رقیت باسمی
غارب احدقت بہ + ملائک یتلون الکتاب المسطرا
بلند ہوئے آپ اوس عالیشان شانے پر کہ جسکے گرداگرد خلقہ زن تہے
ملائکہ مقربین اور تلاوت کر رہے تہے قرآن مجید کو بغارب خیر المرسلین
واشرف الانا + م واذکی ناعل وطا الثری دوش مبارک پر
اوس نبی کے کہ سب نبیوں سے افضل تہے اور تمام دنیا مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے
فسبح جبرئیل وقدس ھیبۃ + وھلل اسرافیل رعبا وکبرا
یہہ حال دیکہہ کے حضرت جبرئیل و اسرافیل پہولون نہ سماتے تہے اور مارے
خوشی کے بیساختہ اور بے تحاشا تکبیرین کہتے تہے اور پہر بہی موسے تشکر خدا
کرتے تہے فیا رتبۃ لوشئت ان تلمس السھا + بھا لم یکن
مارمتہ متعذرا اللہ اللہ کیا رتبہ پایا آپ نے اور کس بلند مقام پر
پہونچے کہ اگر وہان سے سہا کا چہونا چاہتے تو بے تکلف چہو لیتے سہا بہت

چھوٹے چھوٹے تارے ہین کہ جب عرب وغیرہ کو تیزی نظر کا امتحان ملحوظ ہوتا ہے تو اوسین دیکھتے ہین وَ یَا قَدَمَیْہِ اَیَّ قُدْسٍ وَطِئْتُمَا + وَاَیَّ مَقَامٍ قُمْتُمَا فِیْہِ اَنْوَرَا ای مبارک پاؤن واہ کیا کہنا کس نورانی مقام پر تم ٹھہرے کہ جہان جبرئیلؑ کے بھی پر جلتے تھے بِحَیْثُ اَفَاءَتْ سِدْرَۃُ الْعَرْشِ ظِلَّہَا + بِضَوْجِیَہٖ فَاعْتَدَّتْ بِذٰلِکَ مَفْخَرًا اوس مقام پر تم جاگزین ہوئے کہ جسکے سایہ سے عرش وکرسی وسدرہ کو افتخار ہوا جبکہ سایہ اوسکا عرش کے دونون کنارون پر پڑا خلاصہ یہ کہ مقبول خدا کا عرش فرش تھا اوسکا شانہ تمہارا فرش ہوا وَحَیْثُ الْوَصِیُّ الْمُسْتَعَانُ فَائِضٌ + مِنَ الْمَصْدَرِ الْاَعْلیٰ تَبَارَکَ مَصْدَرًا اور اوس مقام پر کہ جہان مبداء فیاض سے برابر فیضان نور کے باعث ایک شق نور کا بندہا ہوا تھا روضۃ الاحباب وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب جناب امیر شانہ حضرت پر بلند ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ یا علی اب تم کس حال مین ہو حضرت نے عرض کی کہ غیب کی سب پردے کہل گئے ہین اور میرا سر ساق عرش برین تک پہونچا ہے جو چیز چاہون ابھی میرے ہاتھ مین آجاتی ہے حضرت نے فرمایا کہ یا علی زہی نصیب تمہارا کہ تم خدا کے کام مین سرگرم ہو اور زہی نصیب میرا کہ ایسے حال مین مین بار تمہارا کہ جو بار حق ہے اپنے دوش پر اوٹھائے ہون اور ایک روایت مین ہے کہ جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہتے تھے اوتنا بلند ہوئے عرض کی کہ قسم اوسی خدا کی جسنے آپکو گمراہون کے ہدایت کو لیے بہیجا اگر چاہون تو ابہی ہاتھ میرا آسمان تک پہونچ جاتا ہے اور ابہی چاہون تو

اوسے پہول کیطرح اوٹہاکے زمین پر اولٹ دون حضرت نے فرمایا کہ اچہا
اب اپنے کام مین مشغول ہو حضرت نے بجرد اوس حکم کے ہبل کو موہنہ کے
بہل زمین پر پہینکدیا پہر لات ومنات وود وصواع وعزا وغیرہ کو بہی تپتے
کیطرح اوکہیڑکے پہینکدیا اور بات کی بات مین سبکو خاک سیاہ مین ملا دیا
اوسوقت قریش کی دلون سے دہوان اوٹہا اور عالم روشن آنکہونمین تیرہ و
تار ہوگیا مگر خوف ذوالفقار شیر بار حیدر کرار سے دم نہ مار سکے یہانتک کہ زبیر نے
سفیان سے کہا کہ عزیز من کچہہ تمہین اپنا جوش وخروش روز احد کا بہی یاد
ہے کہ دس دس ہزار آدمی سکے مجمع سے ہمیر پر اعلی ہبل کہہ کہکے دہاوا
کرتے تہے دیکہو آج تکلے سے بل نکل گیئے ہبل موہنہ کے بہل گر اتمہین
بہل بہل اوسپر رونا پڑا سفیان نے کہا ای زبیر ہمیر کی باتین نکر مجہیر کیا ہے
بجز ان دونو بہائیون کے یعنے پیمبر وحضرت امیر کے جتنے کہڑے
ہین یہہ سب مشرک وبت پرست تہے ہی نہ کہ کسینے آج اسلام قبول
کیا کسینے کل پہر جب حضرت بت شکنی سے فارغ ہوے تو کمال ادب سے
اپنے تئین شانہ حضرت پر سے گرادیا اور ہنسکر لسنے لگے جناب رسالتمآب
نے سبب پوچہا عرض کی کہ ایسے بلند مقام سے گرا اور گزند سے محفوظ
رہا اسی پر مجہی تعجب وتبسم ہوا حضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہین کیونکر ضرر
پہونچ سکتا تہا حالانکہ مینے تمہین اپنے کندہے پر اوٹہایا اور زمین پر جبرئیل
امین نے پہونچایا جیسا کہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ مین ہے

فَلَیْسَ صُوَاعٌ بَعْدَ ذٰلِکَ مُعَظَّمٌ + وَلَا اللَّاتُ مَعْبُوْدًا لِّمَا وَمُعَفَّرًا

آپ کی بت شکنی کے بعد پہر کبہی لات ومنات کی پرستش نہوئی اور صواع

وعزا کی عزت نرہی ولا ابن نفیل بعد ذالک ومقیس + باول
من وسدتہ عفر التربی + اور ابن نفیل ومقیس بہی باقی نرہے ہم اوس
بت کے جسے سب کے پہلے آپ نے خاک مین ملایا خلاصہ یہہ کہ آپ کی بدولت
بت بہی ناپید ہوئے اور بڑے بڑے نامی بت پرست بہی پیوند خاک
ہوئے اور تفصیل ہمنے شرح قصائد مین لکہی ہے صدمت قریشا
والرماح شواجر + فقطعت من ارحامہا ما تشجرا بڑا صدمہ جانکا
دیا آپ نے قریش کو اور کچہہ اونکی پروا نکی لاکہہ وہ لنبے تڑنگے پر چہے
لئے بیٹہے رہے اور قرابت کا بہی پاس نہ کیا اونسے کہ جنہون نے
آبائی مذہب سے بیچ لیکے صاف انصاف کے خلاف کیا اور ٹہیڑی بکری
راہ چلکر سنصفون کی پکہڈنڈی اور عاقلون کے ڈہرے کو چہوڑ دیا
فلولا اناۃ فی ابن عمک جعجعت + بغضبک اجری من دم القوم اجرا
پس اگر بردباری آپ کے چچازاد بہائی جناب رسالتمآب کے آپکی
شمشیر بار کو نہ روک دیتے تو وہ خون قوم سراپا لوہم کے ہزارون دریا بہا دیتے
ولکن سر اللہ شطرہا فیکما + فکنت لتسطو ثم کان لیغفرا
لیکن راز خدا بٹ گیا تم دونون بہائیون مین تم آیہ غضب الہی سے تہے کہ برابر
حملے کرتے جاتے تہے گناہ گارون پر اور وہ آیہ رحمت تہے کہ قریش کی
خطائین معاف کرتے جاتے تہے اور اسی رحم و غیظ سے عدالت خدائے
ترکیب پائی تہی واعظ کہتا ہے کہ یہہ فتح بہت بڑی فتح تہی کہ جس سے
حضرت کو اور خانہ کعبہ کو بڑی عزت ظاہری حاصل ہوئی اور اسی وجہ سے
اوسدن عید قرار پائی اور غسل کرنا اور لباس فاخرہ پہننا اور روزہ رکہنا

مستحب ہوا اور کامل ہوگئی اوسکی سبب سے وہ بشارت کہ جو حجی نبی
نے اپنے صحیفہ کے ب فصل مین تحریر فرمائی ہے כִּי '

כה אמר יהוה צבאות עוד אחת מעט
היא ואני מרעיש את השמים ואת הארץ
ואת הים ואת החרבה: והרעשתי את
כל הגוים ובאו חמדת כל הגוים ומלאתי
את הבית הזה כבוד אמר יהוה
צבאות: לי הכסף ולי הזהב נאם יהוה
צבאות: גדול יהיה כבוד הבית הזה
האחרון מן הראשון אמר יהוה צבאות
ובמקום הזה אתן שלום נאם יהוה צבאות:

اور مین مرتعش کرونگا آسمانون اور زمینون اور بحر و بر کو اور متزلزل
کرونگا کل قومون کو اور آئیگا حیمدث یعنے محمد و ستودہ کل قومون کا
اور بھر دونگا مین گھر اوسکا بزرگی سے یہہ فرمایا خداوند افواج نے اور اوس
زمانے مین میرے ہی لیئے چاندی ہوگی اور میرے ہی لیئے سونا یہہ فرمایا
خداوند افواج نے عظیم تر ہوگی بزرگی اوسکی اس پچھلے گھر کی یعنے کعبہ کی
پہلے گھر یعنے بیت المقدس سے یہہ فرمایا خداوند افواج نے اس آیہ اخیر مین
اشارہ ہے کریمہ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا یعنے جو داخل حرم محترم خانہ
کعبہ ہوا اوسنے امن و امان پائی چنانچہ جناب رسالتمآبؐ نے خود بھی اس
فتح مبین مین امن دی ہر اوسی کہ جو پناہ لیجائے طرف کعبہ کے ظاہر یہہ کہ

بعض اہل لغت عیسائی مذہب نے لکھا ہے کہ حیمدۃ معنیٰ و لفظاً مناسب
احمد ہے مگر تحقق بشارت مین باوجود اسکے یہہ شبہہ ہے کہ شاید حضرت نے
یہہ نام تطبیق بشارت کے لیئے رکھلیا ہو اور انصاف یہہ ہے کہ اتنا اقرار
اوسکا کہ حیمدۃ مطابق احمد ہے کافی ووافی اثبات دعوی مین ہمارے
ہو اور باقی عذر بارد وتجدید اسم خلاف اصل ہے اور نہ کسی مورخ کے
بیان سے ثابت ہے علاوہ یہہ کہ یہی احتمالات بشارت عیسیٰ مین جاری
ہونگے کہ دیدہ و دانستہ اونہون نے اپنے تئین اون صفات سے
موصوف کرلیا کہ جنسے بشارت سابقہ اونکے حق مین
معلوم ہون رہی بشارت حمل پیٹ ۷
بعض علما تو بوجہ اشتراک لفظ مذکور
باکرہ اور مطلق زن جوان
مین ناتمام ہے جیسا کہ
خیال ہو جہود ہے
والجواب الجواب

کتبہ بخط احقر محمد علی رضا

# موعظہ تیرہوان

تقیہ بارہوین کا شامل مناظرہ لطیف پر اہل سنت سی بُت شکنی
کے متعلق اور اشعار آبدار فریقین کے مبارکباد مین حضرت
امیرؑ کے شانہ نبی پر جا کے بُت شکنی فرمانیکی پہر اشعار قصیدہ
معتزلی بجنگ حنین کے بیانمین اور ابوجرول پہلوان کی لڑائی
حضرت امیرؑ سے اور خلیفہ اول وغیرہ کی بہگدڑ کا حال پہر کچہہ مطاعن
خلیفہ اوّل کا اور اونکی پیشنمازی کی کہانی اور ولید کی لونڈیکے
نماز پڑہانیکا لطیف قصہ اور خلیفہ جی کا انحراف اسامہ کے لشکر سی اور مختصر قصہ
نزول سورۂ ہل اتی کا اور رد شمس کا اور ابر سے آفتاب نکل آنیکا مظفر مروزی
واعظ کو وعظ مین او رحسن اتفاق ابر کہلجانا جو نپور مین اس وعظ کو دن او رخلاصہ مدح حضرت امیرؑ پر تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوشیدہ نرہے کہ جو حدیثین کل ہمنے متعلق بت شکنی حضرت امیرؑ لکہی تہین اونسے دو شبہہ اہل سنت کو پیدا ہوسے ہین پہلا شبہہ یہہ ہے کہ لوگ اپنے لڑکون کو اکثر گود مین اوٹھا لیا کرتے ہین اگر جناب رسالت مآبؐ نے بہ نسبت جناب امیرؑ کے ایسا ہی کیا تو کیا فخر اور ہر چند کہ یہہ شبہہ محض عناد قلبی حضرت امیرؑ سے ظاہر ہوا ہے اور اس قابل نہین کہ اہل علم متوجہ اسکے حال کیطرف ہون لیکن رفع شبہہ عوام کے لئیے چند وجہین روائح القران وغیرہ سے بتغیر یسیر مذکور ہوتی ہین پہلی یہہ کہ احمد بن حنبل وابو یعلی موصلی وخطیب وطبرانی نے اسی طرح حضرت مین ذکر کیا ہے اور اسیطرح روضۃ الاحباب وروضۃ الصفا

وزین الفتیؑ ومواہب لدنیہ وغیرہ مین اور اگر یہ امر مدح کا نہوتا تو یہہ علمای
اہل سنت ان کتابون مین عنوان فضائل سے کیون ذکر کرتے دوسرے
شعرای فریقین کا اسی مدح حضرت مین ذکر کرنا و تہنیت و مبارکباد مین اشعار
نظم کرنا چنانچہ ہفت بند کاشی مین ہے ؎ گر بدی بالاتر از عرش
برین جائی دگر ✤ گفتمی کا نجاست جایت یا امیرالمومنینؑ ✤ لا ادری
چونکہ بر کتف نبی بالاتر از عرش برین ✤ زین سبب شد جای پایت یا امیرالمومنینؑ
اور قریب اس مضمون کے شافعی کہکیا ہے ؎ یارب بالقدم
التی اوطاتھا ✤ من قاب قوسین المحل الاعظما ✤ ای میرے
پروردگار واسطے اوس قدم مبارک کے کہ جسنے پامال کیا اوس مقام عالی کو
کہ جو بزرگ و بلندتر تہا قاب قوسین سے بہی خلاصہ یہہ کہ پیمبرکین عرش
اور اونکا شانا اونکی نشستگاہ سے یقینا بلند تہا اور وہی شانا مقام جناب
امیرؑ ہوا تو البتہ مقام پائی مبارک حضرت مقام نبیؐ سے بلند و برتر ٹہرا
وبحرمۃ القدم التی جعلت لہ ✤ کتف المؤید بالرسالۃ سلما
اور برکت وحرمت سے اوس قدم مبارک کے کہ جسکا زینہ دوش نبی قرار پایا
ثبت علی متن الصراط تکرما ✤ قدمی وکن لی محسنا ومکرما
ثابت قدم رکھہ مجھے پل صراط پر اور احسان و احترام مین میرے کوئی
دقیقہ نہ اوٹہار کھہ تعجب ہے کہ شاہ صاحب نے تحفہ مسروقہ مین باوجود
کمال تعصب مان لیا ہے کہ یہہ اشعار شافعی کے ہین لا ادری ہے
اسی وادہ شہان بحکم تو باج نبی ✤ وی بعد نبی بر سر تو تاج نبی
آن تو کہ معراج تو بالاتر شد ✤ یک قامت احمدی ز معراج نبی

فاضل فیضی شعراء اہلسنت مین سے لکھتا ہے ۱۵ امامیکہ روز وفات
پیمبر ✤ خلافت گزارد بماتم نشیند ✤ زہی نقش پائی کہ بر دوش احمد ✤
زمہر نبوت مقدم نشیند ✤ ۱۷ اذ کو علی بر دوش احمد چشم بد دور
عیان شد معنی نور علی نور ✤ دوسرے جناب رسالتمآب کا مرتبہ
ظاہر ہے کہ بہتر سب نبیون سے تھے پس بالفرض اگر اور کوئی نبی حضرت کی
خدمتمین آتا تو اونکے پاؤن چومتا قدم لیتا اور جن وانس پر فخر لیجاتا چہ جائیکہ
ہمارے حضرت کے سامنے خود جناب رسالتمآب نے سر و شانہ جھکا دیا
اور اوس جناب کو اپنے شانے پر کہ جو عرش و کرسی سے بھی بلند تھا بلند
کیا اور پای مبارک نے مہر نبوت کو مس کیا حالانکہ حال یہ کاشانہ بہت مشہور
ہے اور اگر اسکا عشر عشیر اصحاب ثلاثہ کی نسبت ظہور پاتا تو یہہ لوگ اتنا
غل مچاتے کہ تعریف سنتے سنتے کانون کے پردے اوڑجاتے تیسرے
یہہ کہ اس سانحہ مین علاوہ اس احترام مذکور کے اور بھی کئی دلیلین فضیلت
کی ہین از انجملہ یہہ کہ عمل خیر بہت بڑا امر تھا پس جب ایسے اشرف خلائق
کے ایسے افضل اعمال مین کوئی شریک و سہیم ہو تو وہ کیونکر افضل نہوگا
اور اگر یہہ باعث فضیلت نہوتا تو حضرت موسیٰ حضرت ہارون کے لیئے
کیون یہہ دعا کرتے کہ اشرکہ فی امری یعنے خداوندا میرے شریک حال
کر ہارون کو اور جناب رسالتمآب حضرت امیر کے بارے مین کیون دعا
کرتے واجعل لی وزیرا من اہلی علیا اخی اشدد بہ ازری
واشرکہ فی امری یعنے خداوندا گردان واسطے میرے ایک وزیر میرے
اہل وعیال سے وہ کون کہ علی بھائی میرا مضبوط کر دے بسبب اوسکے

پشت میری اور اوسے میرے شریک حال کر اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی حاکم
یا عالم اپنے کسی ملازم یا شاگرد کو حکمرانی یا تصنیف کتاب مین شریک کرے یا
اپنی جگہہ پر بٹھالے تو اس سے اوسکی بڑی عزت ہو جائیگی از انجملہ
یہہ کہ حضرت نے نصرت و مدد جناب رسالتمآب بت شکنی مین فرمائی اور ظاہر
ہے کہ مددہی کی بڑی فضیلت رکھتی ہے خصوصاً ایسے امر خیر مین اور اسی
مقام سے ہے کہ کلام صاحب کشاف و صاحب مواہب لدنیہ سے ظاہر
ہوتا ہے کہ کریمہ واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا یعنے خداوندا
گردان تو میرے لیئے اپنی طرف سے بادشاہ مددگار اوسی روز نازل ہوا
پس معلوم ہوا کہ بادشاہ مددگار مراد حضرت امیر علیہ السلام ہین کہ وہی اوس روز
مددگار سید مختار ہوئے تھے از انجملہ یہہ کہ خانہ کعبہ سب مقاموں سے افضل
ہے پس وہ جناب جب بت شکنی مین کعبہ پر گئے تو البتہ افضل ہوئے
اور ادریس و عیسی و جناب رسالتمآب کو جو فضیلت بالائی آسمان جانے
سے ہوئے وہ محل تامل نہین اور قرآن مجید مین مذکور ہے چنانچہ حضرت
ادریس علیہ السلام کے بارہ مین ہے ورفعناہ مکانا علیا اور بلند کیا
ہمنے اوسے مقام عالی پر غار پست مین حضرت کے ساتھہ جانا تو باعث
فخر و بلندی ابوبکر ہوا اور حضرت کا ایسے مقام بلند پر پہونچنا باعث
فضیلت نہو یہہ محض تعصب ہے اوج و حضیض پستی و بلندی مین
بڑا فرق ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک از انجملہ یہہ کہ حضرت نے
مثل جناب رسالتمآب بت شکنی کی اور بالاتر حضرت ابراہیم سے کہ
اونہون نے غیبت مشرکین مین پوشیدگی سے بت شکنی کی تہی اور

ہمارے حضرت نے مجمع عام قریش مین ظاہر بظاہر بت شکنی فرمائی اور جیسا کہ اس عمل عظیم مین حضرت کو مساہمت جناب رسالتمآب و حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی اوسیطرح لقب شریف مین بھی مساہمت حضرتین سے تھی ہر چند کہ سب نبیون کے القاب مشہور ہین مثل کلیم اللہ و روح اللہ وغیرہ مگر لقب حضرت ابراہیم یعنی خلیل اللہ کی مجانست فقط اونکی اور دونون فرزندون کی کہ جو قدم باقدم اور خلف الصدق اونکے تھے پائی گئی یعنے حبیب اللہ اور ولی اللہ مین اور مناسبت معنوی خلیل حبیب و ولی اہل فہم پر پوشیدہ نہین علاوہ یہہ کہ حضرت امیر علیہ السلام کے خطاب منفرد ہونے مین انبیائے سابقین کیطرح اشعار وایما ہے کہ یہہ بھی اوسی پایہ کے تھے اور رتبے کی راہ سے اونہین مین محسوب تھے پس یہہ سر لقب ولی اللہ ہے کہ جسے اکثر ظاہر بین تشنیعہ تہین ازانجملہ یہہ کہسن شریف حضرت کا فتح مکہ مین کہتیس برس کا تھا ہمارے حضرت نہ نابالغ تھے اور نہ نابالغ پس اونکا اوٹھانا لڑکون کا گویا ہین لینا نہ ٹہرا اور اگر قیاس کو دخل دیگے تو اول تو وہ ہمارے مذہب مین صحیح نہین دوسرے یہہ کہ اونکے خلفا وغیرہ سے بھی اوسکا انکار منقول ہے پس ہمارے مقابل مین بلکہ عموما پابندی قیاس خلاف قیاس ہے علاوہ یہہ کہ ہر قیاس مین چار رکن ضرور پائے جاتے ہین اصل فرع جامع حکم اور اس مقام پر ارکان ثلثہ اصحاب ثلثہ کیطرح بے اصل ہین پس رکن رابع کیونکر پایا جائیگا تفصیل اجمال یہہ ہے کہ اصل بلند کرنا اطفال کا ہے اور یہہ ثابت نہین کہ اطفال کا بلند کرنا منافی

احترام ہویا اوسکے ساتھہ جمع نہو سکے اور فرع بلند کرنا جناب امیرؑ کا ہی اور فارق سابق مین مذکور ہوا پس فرعیت بہی غیر مسلم ہے جوان کا بلند کرنا کسیطرح فرع اطفال کے بلند کرنیکا نہین ہوسکتا اور محبت اطفال اور اندیشہ اونکے گر پڑنیکا جامع ہے اور تحقق ایسے مصالح کا بلند کرنیمین حضرت امیر علیہ السلام کی ظاہر البطلان ہے پس رکن رابع کیونکر پایا جائیگا پس قیاس خلاف قیاس ہوگا اور دلیل بطلان اصل روایت دارقطنی سے ہے کہ جاء الحسنؑ لابی بکرٍ وهو علی منبر رسول الله صلعم فقال انزل من مجلس ابی فقال صدقت والله انه لمجلس ابیک ثم اخذه واجلسه فی حجره وبکی یعنی ایک روز ابوبکر منبر رسولخداؐ پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ حضرت امام حسنؑ تشریف لائے اور اوس سے فرمانے لگے کہ منبر سے اوتر اسلئے کہ یہہ میرے والد کی جگہہ ہے کچہہ تیرے باپ کی نہین اوسنے عرض کی کہ بخدا مین بہی اسے آپ ہی کے والد کی جگہہ جانتا ہون پہر امام حسن علیہ السلام کو گود مین لے لیا اور رونے لگا ابن حجر سنگدل بعد نقل کرنے اس روایت کے کہتا ہے فانظر لعظیم محبة ابی بکرٍ وتعظیمه وتوقیره للحسن حیث اجلسه علی حجره وبکی پس دیکہو تو کہ خلیفہ اول کسقدر محبت رکہتے تہے امام حسن علیہ السلام سے اور کسقدر تعظیم وتکریم کرتے تہے اونکی بے تکلف اونہین اپنی گود مین بٹہا لیا اور زار زار رونے لگے اب دیکہنا چاہیے کہ ابوبکر کی نیکی تو ابن حجر اس حدیث سے کیا جلدی سمجہہ گیا اور وہ نکتہ ہرگز خیال مین نہ لایا کہ امام حسنؑ نے کیونکر الزام دیا خلافت مآب کو اور صدیق لقبی نے کیونکر تصدیق اوس جناب کی

ی واخرج الحاکم عن ابن عباس قال اقبل النبی ص وقد حمل الحسن علی
رقبتہ فلقیہ رجل فقال نعم المرکب رکبتہ یا غلام فقال رسول اللہ
نعم الراکب ھو ذکرہ فی المشکوۃ روایت کی حاکم نے عباس سے کہ تشریف
فرما ہوے جناب رسالتمآب اور دوش مبارک پر امام حسن تھے پس اثنائے
راہ مین ایک شخص نے کہا کہ ای حسنؑ کیا اچھی تمہاری سواری ہے پس
جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ نہین بلکہ کیا اچھا سوار ہے میرا واخرج
ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی بکر قال کان النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یصلی بنا فیجی الحسن وھو ساجد وھو اذ ذاک صغیر
فیجلس علی ظھرہ ومن علی رقبتہ فیرفعہ النبی ص رفعا رفیقا
فلما فرغ من الصلوۃ قالوا یا رسول اللہ انک تصنع بھذا الصبی
شیئا لا تصنعہ باحد فقال ان ھذا ریحانتی وان ھذا ابنی وحسبی
ان یصلحہ اللہ بہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ مین ابو بکر سے روایت کی ہے
کہ جناب رسالتمآب اکثر اوقات نماز پڑھتے تھے اور سجدے ہی مین رہتے
تھے کہ ناگاہ حضرت امام حسن علیہ السلام بسبب صغر سن آگے کبھی کبھی
اونکی پیٹھ پر بیٹھ جاتے تھے اور کبھی گردن پر سوار ہوتے تھے اور جب
وہ جناب سجدہ سے اوٹھتے تھے تو بہت آہستہ آہستہ اوٹھتے تھے
تاکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو کسیطرح کا صدمہ نہ پہونچے پس لوگون نے
عرض کی کہ یا رسول خدا آپ اس لڑکے سے جو محبت کرتے ہین وہ کسی سے
نہین کرتے حضرت نے فرمایا کہ ایسا کیونکر نہو حالانکہ یہہ میوہ دل اور شگوفہ
سینہ ہے اور یہہ فرزند میرا ہے کافی ہے مجھے اسکی یہہ فضیلت کہ خدا

بسبب اسکے مسلمانون کی دو جماعتون مین صلح کریگا وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ الْحٰرِثِ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا بَکْرٍ حَمَلَ الْحُسَیْنَؑ وَھُوَ یَقُوْلُ ؎ بِاَبِیْ اَنْتَ شَبِیْہٌ بِنَبِیٍّ ٭ لَسْتَ شَبِیْھًا بِعَلِیٍّ اور عقبہ بن حرث سے ہے کہ ابو بکر کو دیکھا مینے کہ اونسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو گود مین اوٹھالیا اور کہنے لگا کہ اوس شخص کے باپ کی قسم کہ تم نبی سے مشابہ ہو اور علی سے مشابہ نہین اور ابن حجر لکھتا ہے حَمْلُ الصِّدِّیْقِ عَلٰی عَاتِقِہٖ اِکْرَامًا لِاَھْلِ الْبَیْتِ الْمُحَمَّدِیِّ انتہی ملخصًا یعنی ابو بکر نے امام حسین علیہ السلام کو جو گود مین لیلیا تو اوسی تعظیم و تکریم اہلبیت نبی منظور تھی اب دیانت و امانت افاضل اہلسنت کے تماشے قابل ہے کہ اثبات نیک نہادی خلیفہ صاحب کے لیئے اونکا حسنین کو گود مین لے لینا تعظیم و تکریم اہلبیت پر محمول کرتے ہین حالانکہ جب وہ اونہین اوٹھاتے تھے تو اونکی والدکی جگہہ پاؤن سے دبا تے تھے پس اس توہین نے اوس احترام کو تباہ و برباد کیا اور جناب رسالتمآب کے حضرت حسنین اور حضرت امیر کے بلند کرنیکو احترام پر محمول نہین کرتے حالانکہ تمام حاضرین و ناظرین و سلف صالحین صحابہ و تابعین بلکہ جمیع علمائی کاملین ہمیشہ سے یہی سمجھتے چلے آئے کہ دونو مقام مذکور مین فعل جناب رسالتمآب بقصد اظہار شرف و تعظیم و تکریم کے واقع ہوا ایسی ایک ہی بات مین ایک جگہہ جو خلیفہ صاحب کی فضیلت کا موقع ہاتھ لگا تو اوسکا اقرار کیا اور جب جناب امیرؑ کا اوسی نفع دیکھا تو جھٹ پٹ بے تکلف اوسکا انکار کر دیا سچ ہے جھوٹ کے

پاؤن نہین ہوتے دروغ گو را حافظہ نباشد دوسرا شبہہ یہہ ہے
کہ بنا بر روایت روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب وغیرہ ثابت ہے کہ
حضرت امیر سے بار نبوت نہ اوٹھ سکا اور خود اونہون نے اعتراف کیا کہ
سب عضو ٹکڑے ٹکڑے اور سب ہڈیان اونکی اوس بار سے سرمہ
ہوئی جاتی ہین اور پیغمبر نے بھی بتصریح فرمایا کہ یا علی تمسے میرا بار کہ جو بار نبوت
ہے نہ اوٹھ سکیگا اور وہی بار یار غار نے شب غار اپنے دوش پر اوٹھا لیا
پس یہہ ثابت ہوا کہ وہ علی سے افضل تھے اور اسکا جواب کئی طور پر ہے
پہلے یہہ کہ یہہ کتابین ہمارے مذہب مین معتبر نہین اور نہ ہمارے
حدیثون سے اسکا کچھ پتا لگتا ہے دوسرے یہہ بھی ثابت نہین
کہ شب غار یار غار بلکہ بار نہار نے حمالی اختیار کی ہو تیسرے بنا بر روایت
ابن عباس وغیرہ حضرت نے یہہ بھی فرمایا کہ تمام دنیا کے لوگ اسپر قادر
نہین کہ میرے کسی عضو کا بار اوٹھا سکے پس اثبات و اظہار فضیلت صدیق
لقبی کے لیئے تکذیب مخبر صادق صادق آئیگی چوتھے کلام مذکور
گویا تفسیر ہے کریمہ وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ یعنے اگر نازل کرتے ہم
قرآن مجید کسی پہاڑ پر تو دیکھتے تم کہ ہماری ہیبت سے وہ پہاڑ بالکل اوچاٹ
بلکہ جڑ پیڑ سے اوکھڑکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ظاہر ہے کہ ہمارے
اوسی بار قرآنی کے کہ جو ثقل نبوت تھا حامل و حافظ و محافظ تھے پس
اونکا بوجہہ بطریق اولے پہاڑ سے بھی اوٹھانا ممکن نہوگا اور ظاہر ہے
کہ خلیفہ صاحب پہاڑ سے زیادہ سنگلاخ اور بھی لاٹھہ نہ تھے کو سنگدل

زیادہ ترہون مگر پہر بہی تا بکے آخر کو ضرور و ب نکلتے پس معلوم ہوا کہ یہہ
تحمل غیر حقیقی بہی ویسا ہی تحمل تہا کہ جیسا سنیون سے حق فراموش
حافظ قرآن مجید کا تحمل کرتے ہین بہر طور ہمارا مطلب حاصل کہ صحبت خلیفہ
صاحب مین یہہ لوگ تکذیب نبی تو کیا خدا کے جہٹلانے پر بہی بنا دین
ایمان و اسلام سے کیا مطلب فقط دوستی تا ہنوز سے کام ہو پانچوین
ہمیشہ حضرت کنکر پتہر خاک مٹی پر چلتے پہرتے تہے کبہی اونٹ نے حضرت
کی سواری دی ہے اور کبہی گہوڑے گدہے خچر نے اونکی باربرداری
کی ہے پس اگر اونہین کے ہمجنس خلیفہ صاحب بہی ہون تو کیا فخر
چنانچہ جزری کہتا ہے وَرَکِبَ الْفَرَسَ ثُمَّ الْبَغْلَۃَ چہوٹے منہ
کی بات تو یہہ ہے کہ جو جس مصرف کا ہو اوس سے وہی کام لیا جائے
اور پیغمبر سے زیادہ کون عادل و منصف ہوگا پس فعل نبی سے صاف
ظاہر ہوا کہ حضرت علی کو اونہون نے اسی لائق جانا کہ اپنے دوش
مبارک پر بلند کروانا تا کہ علو علی عالی ظاہر ہو اونکے رتبہ کا ہر دوست و
دشمن ناظر ہوئے گر بر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی +
اور خلیفہ صاحب کو محض حمالی کے قابل تصور کیا کہ اونہین دراز گوش کا
منصب یا خلاصہ یہہ کہ حضرت کے نزدیک وہ دراز ریش پا ہین
ریش و فش دراز گوش اور خرنا مشخص سے کم نہ تہے چنانچہ جناب مفتی صاحب
فرماتے ہین سہ وَلَوْاَنَّ صَحَّ عِنْدَ اُولِی النُّظَّارِ + فَقَدْ رَکِبَ
النَّبِیُّ عَلَی الْحِمَارِ یعنی اگر خلیفہ صاحب کا اوٹہا لینا جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ثابت بہی ہو تو اونہین تو دراز گوش ہی اوٹہا نے

اوٹھائے پہرتا تہا واہ سبحان اللہ جس دلیل سے مخالف چاہتا تہا
کہ خلیفہ صاحب کو خیر بشر شافع روز محشر ساقی کوثر حیدر صفدر پر معاذ اللہ نقل
کفر کفر نباشد ترجیح دیوے اوسی دلیل سے گدہے کو ترجیح خلیفہ صاحب پر ثابت
ہوگئی اسلیئے کہ انسے اگر ایکبار یہہ امر ظاہر ہوا تو اونسے تو بار بار اور بارہا بار
حضرت اوٹھایا منزلون پہونچایا خر عیسی تو ہمیشہ سے سنتے آتے تہے یہہ خر
محمد نیا ناتہہ لگا خیر یہانتک بہی غنیمت ہے سچ تو یہہ ہے کہ انہین خر بننیکی بہی
لیاقت نہ تہی خر کا انجام تو بخیر ہوتا ہے یہہ ایسے خر تہے کہ انہون نے اپنے
انجام کی بہی خبر نرکہی خر کے تو دم ہوتی ہے تقاضائی سن سے ان بیچارونکی
تو دم بہی گم تہی ؎ دم گرگئی پر جہڑگئے پہرتے ہین لنڈورے ٭ ہان خر
دم کا نعم البدل انہون نے مونہہ پر ڈاڑہی پائی ہو تو کیا عجب پہر یہہ شعر انکے
حسب حال مناسب ہے ؎ ذھب الحمار لیستفید لنفسہ ٭ قرنا فآب
وماله اذنان بیچارہ خر آرزوے دم کرد ٭ نایافتہ دم دو گوش گم کرد
پہر فاصل ہتنزلی فرماتے ہین ورکدت حنینا والمنایا شواخص فذلک
من ارکا دنہا ما توعرا آپ پہر حنین پر جا پڑی حالانکہ موتین چشم براہ منتظر
تہین خلاصہ یہہ کہ جس لڑائیمین موت مونہہ کہولے آنکہین نکالے بیٹہی تہی
کہ جسے پاجائے فورًا اوسے کہا جائے ایسی ہیبت ناک لڑائی مین بیباک
شیر ببر کیطرح جا پڑے اور صفین اولٹ دین اور جو لوگ رکن رکین و
صدر نشین بزم رزم تہے اونہین بات کی بات مین تہ تیغ بیدریغ کیا اور
ساری ناہمواری اون گمراہی بجلاہون کی آپنی کہودی فکم من دم
اضحی بسیفک قاطر ٭ بہا من لمی قد ترکت مقطرا ٭

پس کتنے ہی خون آپ کی ذوالفقار شرربار سے ٹپک گیئے کہ جو نکلی تھے اون بہادرون سے کہ جنکی پاش پاش لاشین خاک وخون آلودہ ریگ گرم میدان نبرد مین آپنی چھوڑدین تہین خلاصہ یہہ کہ جو لاشین ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنی زمین ڈالدی تہین اونہین کے خون کا ٹپکا لگا ہوا تہا آپ کی تلوار سے

وَكَمْ فَاجِرٍ فَجَّرْتَ يَنْبُوعَ قَلْبِهِ ✧ وَكَمْ كَافِرٍ فِي التُّرَابِ أَضْحَى مُكَفَّرًا

کتنے ہی فاجرون کے چشمہ دلکو آپ نے منفجر کردیا اور کتنی ہی کافرون کو پیوند خاک بنایا واقعی یہہ لڑائی بہی یادگار تہی سات آٹھہ بنی ہاشم میدان نبرد مین رہ گیئے تھے مقابل تیس ہزار جرار کے اور حضرت امیر علیہ السلام تن تنہا پیمبر کے کبہی حفاظت کرتے تھے کبہی اونہین دفع کرتے تھے کبہی خود اونپر وار افرماتے تھے اوس روز حضرت نے ایسی تلوار کی کہ بڑے بڑے تلوار کے دہنی لوہا مان گیئے اقلیم شجاعت مین حضرت کا ڈنکا بجا اور انکے نام نامی پر سکہ جاری ہوا خصوصًا ابوجرول کی لڑائی تو کبہی چشم فلک سے بہی نہ گزری تہی چنانچہ کتب اخبار وسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابوجرول نے حضرت کو اسطرح اکیلا پایا تو اوسی بہت غنیمت جانا اور نشان لشکر لیئے پرے کے باہر نکل آیا اور سامنے حضرت کے آکے ٹہرا وہ برج کا برج لباس آہنی پہن کے میدان نبرد مین کیا آیا گویا اوسنے اوس رن کو کان فولاد بنایا پہلے زور سے نشان زمین مین گاڑا پھر دیوکیطرح چنگہاڑا شیر کیطرح ڈکارا خوب کڑک کڑک کے بجلی کیطرح نعرہ مارا رجز مین اپنے حسب ونسب کی بہت تعریف کی نام ونشان کا پتا بتا کے داد کبر ونخوت دی پہر کہا کہ تم مین سے ایسا کون ہی جو میرے سامنے آئے دیدہ ودانستہ موت کے

مونہہ مین وہنس جائے نامردی سے اپنی مورچے پر نہ اڑی بلکہ پامردی کرکے آگ مین کود پڑے اوسوقت بجز ہمارے حضرت کے اور کون تہا کہ جواوسکا جواب دیتا اور بدلا اس زبان ورازی کا اوس سے لیتا پس ہمارے حضرت کو بڑا غصہ آیا پیمبر سے اذن طلب فرمایا حضرت نے سکوت فرمایا بالکل جواب نہ دیا پہر اوس اژدہی نے مونہہ کہولا شعلہ کیطرح زبان نکالی چیخ مارکے ساری دنیا سر پر اوٹہالی پہلے تو غصہ کے مارے تہرایا پہر آخر مین یہہ کلمہ زبان پر لایا کہ جس بہادر نے عمرو مرحب کو زیر کیا در خیبر تنکے کیطرح اوکہیڑ لیا جسپر تلوار کو تول کے آیا بات کی بات مین اوسے دو کردیا سے بہر جاکہ شمشیر اوکار کرد ہر یکی را دو کرد و دو را چار کرد وہ جسنے کوئی نامی ہم مین سے نچہوڑا ہمارے خداؤن کو توڑا بڑے بڑے سرکشون کی گردنون کو توڑا مروڑا جو چالیس آدمیون سی ہل نہ سکتا تہا اوس آہنی دروازیکو اوسنے تنہا اوٹہا لیا اور اوسکا آہنی پل بنایا آج بہی اوسنے پامردی کی یا میرے ڈر سے اپنی راہ لی تو جانون جو میرے سامنے آئے آنکہین ایک آن کی دیر نہ لگائے تاکہ ہم اوسکی سپہ گری دیکہہ بہال لین خوب آپسمین دلکی اونگین نکال لین امتحان ہوکے طاقتون کا حال کہلجائے جرأت وشجاعت ترازو مین تلجائے حضرت نے جو اوسکی یاوہ گوئی سنی تو بالکل تاب نرہی حضرت سے اجازت لیکے میدان کیطرف باگ لی غصہ سے اونکے آسمان تہرایا زمین کو رعشہ آیا ذوالفقار شرربار کی حدت سی ہوا اژدہی کی سانس بن کے گہوڑی کی ڈپٹ سے جو آندہی چلی تو وہ ہلاکت دشمن کے لیئے بادسموم بنی اور لو کیطرح زنگی پس علم نہ ہے سالتماب

دست مبارک مین لیئے ہوئے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور
فرمایا کہ لے جیسے تونے بلایا وہ تیرے گوشمالی کو چلا آیا ابوجرول سہنکے
تہرایا مگر کچھ نہین آیا اب پچتائے سے کیا ہوتا ہے جب چڑیان چگ گیئن
کہیت ؛ آخر الامر وہ زندگی سے ہاتھ دہو بیٹھا عمر عزیز ہاتھ سے کہو بیٹھا
تماشائیون کے کانون کے پردونکو پہاڑا ایسا دیو کیطرح چنگہاڑا جوش
کہا کہا کے جو حضرت کیطرف بڑہا تو سمندر کا ساکف اوسکے مونہہ سے
نکل پڑا پہر تلوار تول کے حضرت کی فرق مبارک پر جہکایا گویا ہاتی نے
سونڈ سے گہونسا لگایا یا بجلی کیطرح کوندکر اوسکی تلوار خود حضرت پر گری لیکن
گرتے ہی فوراً [illegible] نہایت اوس خود سر کو ذلت و خواری ہوئی کہ ایک
ہاتہہ [illegible] تلوار [illegible] ہوئی بارہ پر سے بالکل مڑ گئی خود پر پڑ کے
صاف [illegible] طرف سی وار چلنے لگے خوب ہی لپک لپک کے
چہوٹ کے ہاتہہ [illegible] سر یا لنگوٹ کی چوٹ تہی وہ بالکل بے کہوٹ تہی
کبہی جو کمر کٹ نکالی تو اوسنے کفر کی کمر کاٹ ڈالی یہانتک کہ حضرت کو غصہ
آیا جسنے کفر کو قہر الہی کیطرح ہلایا اسلام خوشی کے مارے پہولا نہ سماتا تہا
دین احمدی سدا بہار کی بہار دکہاتا تہا اتنے میں حضرت نے شیر کیطرح دست
بازو بڑہایا ذوالفقار شرربار کو بجلی کیطرح اوس خود سر کے سر پر جہکایا
ٹکٹکی باندہ کے جو اوسپر نظر ڈالی تو گویا رعب سے اوسکی جان نکالی بارے
حال اوسکا خراب ہوا آنکہہ چار ہوتے ہی زہرہ آب ہوا پہر حضرت نے
کترا کے پہلو کیطرف جا کے چپ سی باگ بائیں پر ڈالی شپ سی ذوالفقار کمر سے
نکالی تیوری پر بل آیا صاعقہ ساکو ذوالفقار کی چمک نے یاد دلایا غیظ

تکبیر کا نعرہ فرمایا ہے کٹکے ذو الفقار تول کے اوسکی سر پر لگا دیا لمحہ کے لمحہ مین
ککڑی کیطرح اوسے دو کیا دو بلغہ پر جو پڑی تو قاش زین تک کہین نہ اڑی
اور زین سے بڑہنے کا جو ارادہ کیا تو زمین کو بوسہ دیا صغیر و کبیر اوس
صفائی کے ہاتہہ سے حیران تھا صاحبزن سے تارے نکلجانیکا سمان تہا اپنی
حماقت پر خوب رویا آخرش گہوڑے بیچ کے پاؤن پہیلا کے مرحب کے
پہلو مین سویا ہے وَكَمْ مِنْ رُؤُسٍ فِي الرِّمَاحِ مُعَلَّقٌ تَهَا + هُنَاكَ
لِاَجْسَامٍ مُحَلَّلَةٍ الْعَرَآ + اپنے بہت سر کشون اور خود سرون کے
سرونکو اپنے نیزے کی گرہ بنا ڈالا اور بہت سی حیاتون کے عقدے وا کر کے
ساری گتہی سلجہا دی وَاَعْجَبَ اِنْسَانًا مِنَ الْقَوْمِ كَثْرَةٌ +
فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا ثُمَّ هَرَّ وَلَّ مُدْبِرًا اور ایک آدمی کو فوج کی بہیڑ بہاڑ
دیکہہ کے بڑا گھمنڈ ہوا اور کہنے لگا کہ آج ہمارا کون مقابلہ کر سکتا ہے حالانکہ
بحر مواج کیطرح ہمارا لشکر موجین مار رہا ہے پس وہ کثرت کچہہ کام نہ آئی
اور وہ سب مع اوسکے سر پر پاؤن رکہہ کے بہاگ کہڑے ہوے
وَضَاقَتْ عَلَيْهِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ رُحْبِهَا + وَلِلنَّصِّ حُكْمٌ لَا يُدَافَعُ بِالْمِرَا
اور زمین فراخ باوجود کمال وسعت و فسحت تنگ ہو گئے اوسپر کہ اوسی
بہاگتے راستہ نہ ملتا تہا اور حکم محکم نص قرآنی کج بحثی و بے ایمانی سے
اوٹہہ نہین سکتا مراد اس نص سے یہہ آیہ وافی ہدایہ ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ
اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِيْنَ اور مراد انسان سے کلام معترض
مین خلیفہ اول ہین کہ اونہون نے کثرت فوج پر عجب و نخوت کی تہی آخر یہہ

سماعون کا جہنم ہو گیا

ہی کہ جب لشکر کفار نے نالے کہولون مین سے چھپ چھپ کے دفعۃً
تیرونکی بوچھار کی تو فوج گہونگٹ کہا گئی اور خلیفہ صاحب کے بہی
پاؤن اوٹہہ گئے ایسے بے تحاشا بہاگے کہ پیٹ مین سانس نہ سماتی
تہی ہان فقط آٹھہ آدمی بنی ہاشم سے حضرت کے پاس رہ گئے تہے اور
باقی والسلام یہانتک کہ حضرت امیرؑ نے ابوجرول سابق الذکر کو واصل
جہنم کیا اور مالک ملعون نے میدان مین آکے استدعائے جناب رسالتمآبؐ
کے مقابلہ کی کی ہرچند بنی ہاشم رکاب ظفر انتساب سے لپٹ گئے اور جناب
امیر علیہ السلام باگ تہانب تہانب کے روکا کیئے مگر جناب رسالتمآبؐ نے
نہ مانا اور حسب درخواست اوس شقی کے بنفس نفیس رن مین جانا مناسب
جانا اور مقابلہ پر جاکے اوسکا وار خالی فرماکے نیزے کی انی پیٹ مین
اوس لعین کے چہودی اوتنی ہی اشارہ نے ساری روح اوسکی کہینچ
کر دی کہ بہاگ کے وہ بستر پر گیا کچہہ دیر تڑپا کیا پہر وہ ناری واصل جہنم
ہوا پہر حضرت عباس نامدار کو حکم کیا کہ بہاگی ہوئی فوج کو بلاؤ تسکین کے
کلمے درمیان مین لاؤ انکی آواز بڑی پاٹ دار تہی اونکے پکارنے سے تخمیناً
تیس بتیس آدمی واپس آئے حضرتؐ نے ایک مشت خاک پر کچہہ تلاوت
کرکے حضرت امیرؑ کو دیا کہ اوسے کفار کیطرف پہینک کے دفعۃً وہاوا کرین
پس جناب امیرؑ نے تعمیل کی اور خود حضرتؐ نے بہی ناقہ کو حرکت دی اور
تکبیرون کا ایک نعرہ ہوا پس بجرد اسکے لشکر کفر مین ہلچل مچی اور وہ سب
بہاگ گئے اور اسے مقام سے بعض فصحا نے کہا ہے اَبُوبَکْرٍ عَاہَمُ
وَعَلِیٌّ اَعَاہَمُ یعنی لشکر اسلام کو ابوبکر نے تو نظر لگائی اور علیؑ نے اوسپر

نے عنایت فرمائی ہے ولیس بنکر فی حنین فرارہ ٭ فنعی احد قد فرخوفا وتیرا یعنے حنین میں انکا بہاگنا کب قابل انکار ہے یہہ تو ہمیشہ سے انکے ہت کہنڈے رہے جنگ احد میں بہی یہہ بہاگے تہے اور خیبر میں بہی لڑتون کے پیچہے سہاگتون کے آگے تہے سہو یکا ان المجد حلو لطاعم غریب فان مارسته ذقت ممقرا ٭ خلیفہ صاحب ٹہرے ہوسے اپنی حد سے نہ بڑہیگا ایاز حد خود بشناس ذرا سمجہ بوجہ کے اس وادی میں قدم رکہیگا یہہ خوب یاد رہے کہ بزرگی اپنے اہل کے لیئے تو شیرین ہے لیکن نااہل سے بالکل اجنبیت رکہتی ہے اور باوجود اسکے اگر پہر بہی اوسمین ہاتہہ ڈالدیا جاے تو بجز تلخ کامی کے کیا حاصل ہے ہرکسی راسرکاری ساختند وماکل من رام المعالی تحملت ٭ مناکبہ منہا الرکام الذہوبا اور ایسا تو نہین معلوم ہوتا جو آپ سمجہے ہین کہ ہر کس وناکس جو مرتبہ عالی کو چاہے تو اوسکا بار اوٹہالے اور اوڑی ہوئی گہٹا کیطرح جو بزرگی چہائی ہے اوسکے بار کو ہر ایک اوٹہا نا سنبہال لے خلاصہ یہہ کہ بزرگی کی جو ال بادل گہٹا بڑہی ہے وہ آپ کے حق مین کچہہ مفید نہین بجز اسکے کہ آپ اوسکو تاریکی سے ناقہ شب کورکیطرح ٹاکٹ ٹوئیان مارنے لگی تنخ عن العلیا یسحب ذیولہا ٭ ہمام تردی بالعلی وتازرا ٭ ہشتو بہی خبردار بزرگی سے بہڑکے نہ چلنا اوسکی دامن کشی ختم ہے اوسی شہنشاہ عظیم الشان پر کہ جسنے بزرگی کا جامہ پہن لیا اور اوسکی چادر اوڑہ لی ہے فتی لم یعرق فیہ تیم بن مرۃ ٭ ولا عبد الدات الخبیثۃ اعصرا ٭ وہی جوان مرد کہ جسکا ظہور نور خدا سے ہوا اور اوسکی ولادت کی تیم بن مرہ کو

عرق ریزی نہین کرنی پڑی اور نہ کبھی اوسنے لات ومنات کی پرستش کی بخلاف خلیفہ صاحب کے کہ سینہ زوری وکاوتازی وعرق ریزی سے انکے دادا تیم بن مرہ کی انکی ولادت کا ڈول جما اور ہمیشہ بتونکی پوجا وتبری مین اونکی بسر ہوئی سے وَلَا کَانَ مَعْزُولًا غَدَاةَ بَرَاءَةٍ + وَلَا فِی صَلوٰةٍ اُمَّ فِیْهَا مُؤَخَّرًا وہی جوان ہاشمی کہ جو کبھی سورہ برارت لیجانے سے معزول نہین ہوا بخلاف پیر بے پیر کے کہ جب یہہ سورہ برارت لیجا چکے تو حضرت جبرئیل خدمت جناب رسالتمآب مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حکم خدا یہہ ہے کہ سورہ برارت مکے مین یا تم خود لیجاؤ یا کوئی اور تمہین مین سے جائے یعنے غیر کو اجازت نہین پس جناب رسالتمآب ص نے حضرت امیر ع کو عقب مین روانہ کیا کہ تم جاکر ابوبکر سے سورہ برارت لیلو اور خود لیجاؤ پس یہہ بیچارے معزول ہوئے اور حضرت امیر ع منصوب اسلیئے کہ سورہ برارت کا مدار اظہار غیظ وغضب الٰہی ہے بہ نسبت کفار وفجار پس فی الجملہ انہین خود شرکت معتوبی مین سے تھے اور اسی امر کے اظہار کے لیئے یہہ ابتدا مین مامور لیجانی پر ہوئے کہ خدا ظاہر بظاہر انہین زک دے اور ہم سمجھ لین انکا خبث باطن ظاہر کرے پس واپسی سورہ برارت مین برارت انکی خلوص ایمان واتحاد نبی سے ہی اور نہ کبھی ایسا ہوا کہ اوس جوان ہاشمی سے نماز مین امامت کی ہو اور پھر معزول کیا گیا ہو اثنائے نماز مین بخلاف پیر مرد تیمی کے کہ مرض جناب رسالتمآب ص مین دختر نیک اختر خلیفہ صاحب نے اپنی محبت کے جوش مین اونہین نماز پڑھانیکی اجازت دی اور جب حضرت کو ہوش آیا اور حضرت نے یہہ ماجرا سنا تو باوجود کمال ضعف ونقاہت وشدت مرض شانہ عباس تھام کے

کشان کشان مسجد مین سگئے اور ام المومنین کو فرمایا انتن لصویحبات یوسفا یعنی جن عورتون نے حضرت یوسف ؑ سے مکر کیا تم اونسے کچھ کم نہین اور پھر مرد کو پیش صف سے پسپا کیا اور خود امامت جماعت فرمائی سنیون نے تو یہہ حدیث بنائی ہے صلوا خلف کل بر و فاجر یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو پس بدلیل اشارہ معلوم ہوا کہ حضرت اوس پیر مرد کو فاجر سے بہی بدتر بلکہ افجر جانتے تھے وگرنہ کاہیکو نماز پڑہانا اوسکا ناگوار ہوتا اب انصاف سے دیکھیئے کہ اسکا کہ جیسے اہلسنت فضیلت خلافتمآب مین روایت کرتے ہین بیان معتزلی پر کیا انجام ٹہرتا واقرار العقلاء علی انفسہم مقبول لا لانفسہم اور بالفرض اگر امامت جماعت کی نوبت بہی آتی تو کیا فخر تہا اسلیئے کہ حدیث قولی اہلسنت گزری اور فعل کا اونکے یہہ حال ہے کہ ولید پلید نے ایک روز قسم کہائی کہ اوسکی کنیز بدتمیز اوسکے قائم مقام نماز پڑہائے اور وہ سکر و جنابت مین تہی پس اوسنے انکا لباس پہن سکے اور اوسی حالت مین مسجد مین جاکے نماز پڑہائی اور از بسکہ اہلسنت اوس شقی کو اولوالامر اور امام عصر ائمہ اثنا عشر سے اپنی جانتی تہے تو کچھ چارہ اوسکی اطاعت سے نہوا کیا کیئے چوک گیئے اگر یہہ حدیث بہی بنا لیتے کہ صلوا خلف کل برۃ و فاجرۃ بل مجنبۃ سکیرۃ تو یہہ خوب قول و فعل مین انکے جمع ہو جاتی پس جب امامت جماعت کی اونکی مذہب مین یہہ گت ہو تو پہر وہ کیونکر سند خلافت ہو علاوہ یہہ کہ یہہ روایت ہماری کتابون سے ثابت نہین اور عائشہ تو بیٹی خلیفہ صاحب کی ہین وہ خواہ مخواہ اپنے والد بزرگوار کی بزرگی چاہین گی سے کسی گویدکہ دوغ من ترش است

اور پہر طرہ یہہ کہ ایک حساب سی خلیفہ صاحب کی مان بہی ہوئین اسلئے کہ
ام المومنین تہین اور سنیون کے نزدیک خلیفہ صاحب مومنوئین محسوب ہین
پس ہمارے نزدیک بہر طور روایت عائشہ روایت ضعیف ہے ؎
وَلَا کَانَ فِی بَعْثِ بْنِ زَیْدٍ مُؤَمَّرًا عَلَیْہِ فَاضْحٰی لِابْنِ زَیْدٍ مُؤَمَّرًا
اور نہ کبہی ایسا ہوا کہ اوس جوان ہاشمی کو جناب رسالت مآب نے محکوم اسامہ
بن زید قرار دیا ہوا اور پہر وہ اوسکے حاکم بن بیٹھے ہون بخلاف پہر تیہی کو
کہ انہین حضرت نے اپنے مرض الموت مین داخل لشکر اسامہ کرکے مدینہ سے
ٹالدیا تہا اور یہہ فرمایا تہا جَهِّزُوا جَيْشَ اُسَامَةَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ
عَنْهَا تجہیز جیش اسامہ کرو خدا لعنت کریگا اوسپر جو جدا ہوجاے اوس
لشکر سی جیسا کہ ملل و نحل وغیرہ مین ہے لیکن حضرت پر جب مرض غالب ہوا
اور آنکہہ بند ہوگئی تو انکی دختر نیک اختر سانڈنی پر بیٹہکے مارا مار کرکے
راتون رات لشکر اسامہ مین پہونچین اور اپنے والد ماجد کو لشکر اسامہ سے
مدینہ مین پہیر لائین پس جب حضرت کو غش سے کچہہ افاقہ ہوا اور یہہ خبر
سنی تو فرمایا کہ آج بڑی فتنہ و فساد کی بنیاد مدینہ مین قائم ہوئی بہرطور
یا تو خلیفہ جی آحاد ناس کیطرح زیر حکم اسامہ تہے یا خلافت چہین چہانکی
اوسکی حاکم بن بیٹہے ؎ وَلَا کَانَ یَوْمَ الْغَارِ یَهْفُوْ جَنَانُہٗ
حِذَارًا وَلَا یَوْمَ الْعَرِیْشِ تَسَتَّرَا اور نہ غار کے دن ہماری حضرت کا
دل کافرون کی دہشت سی لرزتا تہا بلکہ وہ تو مطمئن راہ خدا مین جان
بیچکی بستر نبی پر سورہے تہے کہ اگر کافر شبخون کرین تو مجہے پیمبر کے بدلے
قتل کرین وہ حضرت تو بچ جائین کسیطرحکا گزند نپائین یہانتک کہ خدانے

سایبانات کی اور فرشتونکو عجز ہوگیا اوس جانفشانی سے اور اعتراف اونہوں نے
اپنی عاجزی کا کیا اور قرآن مجید نے مدح وثنا کی حضرت امیرؑ کی بخلاف یارِ غار
کہ یہ غار مین بیٹھے لرزرہے تھے اور بسورتے جاتے تھے یہانتک کہ جناب رسالتمآب
آبؐ نے بکر تسکین و تسلّی کی بہت ڈہارس دی اور فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
مَعَنَا یعنی نہ سہما جا بے شبہہ خدا ہمارے ساتہ ہے پس اگر وہ خوف بیجا اور
خلاف شرع ہوتا تو شرع مین کیون اوسکی نہی وارد ہوتی اور نہ کبھی ہمارے
حضرت زیر عریش چہپے جنگ بدر مین اصحاب نے ایک چہتا سایبان لیا تہا کہ اوس
سایبان کے سایہ مین جناب رسالتمآبؐ استراحت کرین پس سب تو جہاد
مین مصروف تہے یہانتک کہ تمام لشکر نے مع لشکر ملائکہ ستّرہ آدمیونکو
واصل جہنم کیا اور حضرت امیرؑ نے تن تنہا اوسیقدر یعنی پینتیس کافر کو جہنم واصل
کیا لیکن پہر مرد میدان نبرد نہوئے عریش ہی کی اڑ پکڑے رہے پس
اگر بالفرض چہپے رستم ہی تہے تو ہین کیا کچہہ کام تو اونسے نہ نکلا اگر کچہہ
کام بناتے تو ہم اونہین بڑا جانتے ؎ اِمَامُ هُدًى بِالْقُرْصِ اٰثَرَ
فَاقْتَضٰى ✤ لَهُ الْقُرْصُ رَدَّ الْقُرْصِ اَبْيَضَ اَزْهَرَا ہمارے امام تو وہ
امام ہدایت ہین کہ اونہون نے ایک قرص نان جو راہ خدا مین دیا دوسرا
قرص چمکتا دمکتا خدا سے لیا ایک مصرع مین اشارہ شان نزول سورہ ہل اتٰی
کا ہی کہ تین شبانہ روز حضرت نے مع حسنین وجناب سیدہ وفضہ کنیز سیدہ
کی روزے پر روزے رکہکر قوت لایموت اپنی مسکین ویتیم واسیر کو دیدیئے
یہانتک کہ اونکی شان مین سورہ اہل اتی آیا چنانچہ شافعی کہتا ہے ؎
اِلَامَ اَلَامُ وَحَتّٰى مَتٰى ✤ اُعَاتَبُ فِىْ حُبِّ هٰذَا الْفَتٰى ✤ کہانتک عتاب وملامت

ہوگی ہیرے اس جواہر و یعنے باب مدینہ علم مین سے فَهَلْ زُوِّجَتْ فَاطِمُ
غَيْرَهُ + وَفِیْ غَيْرِهِ هَلْ اَتٰى هَلْ اَتٰى + حالانکہ کیا فاطمہ کا بجز اونکے اور
کسی سے عقد ہوا اور سورۂ ہل اتی کیا اور کسیکے شان مین آیا اور دوسرے مصرع
مین اشارہ ہے معجزۂ ردشمس کا زمیات جناب رسالتمآب مین ایکروز حالت
نزول وحی مین سر مبارک حضرت زانوی مبارک حضرت امیرؑ پر تہا اور مراعات
ادب سے وہ حضرت کہ بیدار نکرسکے پس نماز مین دیر ہوگئی پس خدا نے اونکی خاطر
سے آفتاب کو پہیر دیا اور ایکبار زمان خلافت ظاہری خود حضرت جنگ
صفین مین بسبب طول زمان جہاد کے نماز حضرت مین تاخیر ہوئی پس
دعا و اعجاز حضرت سے دوبارہ ردشمس ہوا جیسا کہ حضرت یوشع وصی
موسی کے لیے بتصریح توریت آفتاب ٹہر گیا تہا چنانچہ بتواتر و اعتراف
مخالف و موافق یہہ دونو سانحہ دست بدست ہمتک پہونچے بلکہ بمفاد
اِذَا تَمَّ ثَلٰث تیسری بار یہہ بہی کرامت حضرت ظاہر ہوئی کہ مظفر مروزی
واعظ اہلسنت بغداد مین مصروف مداحی حضرت تہا کہ دفعۃً ایسا تیرہ و تار
ابر گہر آیا اور ایسی گنگہور گہٹا چہائی کہ ساری صحبت برخواستہ خاطر
ہوگئی اور یہہ گمان ہوا کہ وقت نماز عصر جاتا رہا اور شام ہوگئی پس واعظ
مزبور نے دلتنگ ہوکے آفتاب سے یہہ خطاب باعتاب کیا ہے
لَا تَغْرُبِیْ یَا شَمْسُ حَتّٰى یَنْقَضِیْ + مَدْحِیْ لِصِنْوِ الْمُصْطَفٰى وَلِنَجْلِهٖ
اے آفتاب عالمتاب خبردار ابہی نہ ڈوبنا جبتک کہ مدح و ثنا آفتاب دین لیعنے
سید المرسلین کی تمام نہ کر چکون وَاثْنِیْ عِنَانَكِ اِذْ عَزَمْتُ ثَنَاءَهُمْ
اَنَسِیْتِ یَوْمَكِ اِذْ رُدِدْتِ لِاَجْلِهٖ + اور موڑ دے باگ اپنی کہ میں

عزم بالجزم اونکی مدح و ثنا کا کیا ہے کیا بھول گیا تو وہ دن کہ جسمین بہیر دیا
گیا تہا تو اونکے لیئے اِنْ كَانَ لِلْمَوْلَى وُقُوفُكَ فَلْيَكُنْ + هٰذَا الْوُقُوْفُ
لِخَيْلِهٖ وَلِرَجْلِهٖ اگر تیرا توقف اوس آقا کی خاطر سے ہوا تو اب وسکے
غلامون کی بہی خاطر سے ضرور پڑا پس دفعۃً ابر ہٹگیا بادل سورج پر سے
ہٹگیا اور دہوپ نکل آئی لوگون نے صدہا روپی اوس واعظ پر سے نثار
کیئے اور بہت کچہہ خلعت و انعام مین دیا جیسا کہ ریاض السالکین وغیرہ مین
لکہا ہے واعظ کہتا ہے کہ یہہ بہی حسن اتفاق اور کرامت حضرت سے
کہ جب ہم نماز جمعہ کے لئے گہر سے چلے تو شدت بارش سے سواری کا چلنا دشوار
تہا اور وہی حال برابر مستمر رہا یہان تک کہ اب جب سلسلہ کلام اس معجزہ کے بیان
تک پہونچا تو ابر کہل گیا اور بارش موقوف ہوئی فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى
اِحْقَاقِ الْحَقِّ اور ضرور ہمین امید ہے کہ ثواب بیحساب رب الارباب ہم لوگونکو
آج بجائی خلعت و انعام عطا کرے اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے
گناہون سے درگزرے اور لعنت کرے اون متعصبون پر کہ جو باوجود ان
معجزات ظاہرہ کے انکار فضیلت حضرت کرتے ہین اور یہہ نہین سمجہتے کہ بہلا
چہ بیان آفتاب خاک ڈالے سے کیا ہوتا ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ + يُزَاحِمُ جِبْرِيلُ تَحْتَ عَبَاءَةٍ + لَهَا قِيلَ
كُلُّ الصَّيْدِ فِي جَانِبِ الْفَرَا + خلاصہ یہہ کہ جہان جبرئیل اپنا پہونچنا
فخر جانتے تہے وہان بہی حضرت کا گزر تہا چنانچہ بروایت ابن حنبل جب
حسنین اور جناب سیدہؑ و حضرت امیرؑ داخل چادر تطہیر ہوے تو جبرئیل نے
بہی وسکا ایک کونا تہام لیا تہا اور کہا اَنَا مَعَكُمْ یعنی مین بہی آپ ہی لوگونکا

ساتہہ ہون مجہے کیون چہوڑے دیتے ہو پس حضرت جبرئیل سے تنگی مقام اور گنجائش کا کچہہ خیال نکیا اور اوس کشمکش اور دہکا پیل کو گوارا رکہا پس حضرت امیرؑ کے برابر کون ہے وہ ایکطرف اور ساری خدائی ایکطرف اور یہہ موافق اعتقاد معتزلی کے ہے سے فکر ہرکس بقدر ہمت اوست ✣ وگرنہ ہمارے اعتقاد مین جبرئیل کی کیا مجال تہی کہ وہ حضرت امیرؑ کی ہمسری کا خیال لاتے وہ تو اونکے ادنی خادمون مین تہے جہان ہمارے حضرت کا مقام تہا وہان جبرئیل کے بہی پر جلتے تہے حلفت بمثواہ الشریف وتربتہ ✣ احال ثراھا طیب ریاہ عنبرا حضرت امیرؑ کے بدن اطہر کی لپٹ اور مہک نے جس خاک نجف کو بہتر عود و عنبر سے بنادیا اوسی خاک پاک کی قسم سے لا ستنفدن العمر فی مدحی لہ وان لا منی فیہ العذول فاکثرا کہ اپنی تمام عمر عزیز صرف کردون گا اونکی مدح مین اور ہمیشہ بیٹہتے اوٹہتے اونکی تعریف کرون گا اگرچہ رقیب بدگو حد سے زیادہ میری مذمت کرے

کتبہ میر علی رضا غفرلہ

میراث خلافت بمولا علی می‌باید

من کنت احادیث علی‌رو می‌باید

این جای نفاق و مکر و خائن نیست

این مسند شیر است اسد می‌باید

میر علی رضا عفی عنه

# موعظہ چودہوان

شرح خطبہ شقشقیہ اور ذکر فضائل حضرت امیر اور شرح خطبہ عقیلیہ اوسی ذیل مین اور بیان حضرت عقیل کے مطایبون کا معاویہ سے اور مطاعن خلفائے ثلاثہ اور حکایت لطیفہ نعمان و مخزمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَ وَاللّٰهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین بخدا کہ بہن لیا تبکلف جامہ خلافت ابوبکر نے خلاصہ یہہ کہ ہرچند پیراہن خلافت ٹھیک نہ تہا بدن پر ابوبکر کے لیکن اوسنے بلا لحاظ جامہ زیبی کہینچ کہانچکے زبردستی پہن لیا

وَاِنَّهُ لَيَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّيْ مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحٰى

حالانکہ وہ بخوبی جانتا تہا کہ محل و مقام میرا خلافت سے ویسا ہے جیساکہ رتبہ قطب آسیا ہے یعنے جسطرح مدار گردش آسیا قطب پر ہے اور گرد پہرتی ہے اوسکے اوسیطرح خلافت کا مدار مجہپر ہے اور وہ مجہپر تصدق ہے اور میرے گرد پہرتی ہے يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ

بیساختہ بہجاتا ہے میرے پاس سے سیلاب آب یعنے مقام میرا بلند ہے

پس بلندی کو بطور دلالت التزامی بیان فرمایا اسلیے کہ بلندی کو لازم ہے انحدار
سبیل یعنے بلند مقام سے پانی بہت بہجاتا ہے پھر زیادہ علو مرتبہ بیان کیا اور
فرمایا وَلَا یَرْقٰی اِلَیَّ الطَّیْرُ یعنے انحدار آب کیسا سیر الوّ وہ رتبہ عالی ہے کہ
مجھہ تک پرندہ پر نہین مار سکتا اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ وہ جناب بعد جناب ختم
افضل خلق خدا تھے اور اعلم اور اقضے اصحاب تھے پس حالت موجودگی مین
اونکی کیونکر اور کوئی تقدم اونپر لیجاتا اور تفصیل اس اجمال کی ہمنے لیئے
تصنیفات مین کی ہے اور بطور مشتی نمونہ از خروارے ایک شمہ اوسکا بیان
کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ بہ نسبت اور صفات کے حاکم کے لیئے بہت ضرور
تر ہے کہ علم و کمال و سرعت انتقال ذہن سے موصوف ہو اور تجربات تمام
حضرت سے فرمائے اور عدل و داد پر ایسا ثابت قدم ہو کہ کسی معرکے مین قدم
اوسکا نہ ڈگمگائے اور ایسے صفات کسی مین عشر عشیر بہی صفات حضرت کے
نہ تھے عدل و داد حضرت کا یہہ حال تہا کہ دینے پر اونکے انصاف کے سامنے
رعایت اپنون کی بہی نہ کرتے تھے اونکے عہد مین شیر و بکری ایک ہی گہاٹ
پانی پیتے تھے چنانچہ خطبہ عقیلیہ مین فرماتے ہین وَاللّٰہِ لَئِنْ اَبِیْتُ عَلٰی
حَسَکِ السَّعْدَانِ مُسَہَّدًا اَوْ اُجَرُّ فِی الْاَغْلَالِ مُصَفَّدًا یعنے بخدا
اگر شب باش ہو نین خار سر تیز و نوک سعدان پر درحالیکہ بیخواب ہون
یا کہینچا جاؤن غل و زنجیر مین درحالیکہ دست بستہ و گردن بستہ ہون
خلاصہ یہہ کہ اگر مجھے ببول کے کانٹون کے بستر پر قید کرین کہ کسی کروٹ چین
نہو اور کسیطرح نیند نہ آسکے یا مجھے بیڑیون اور ہتکڑیون مین اور خاردار
طوق مین جکڑ کے اور اوسے طوق و زنجیر کو پکڑ کے کہینچتے پھرین اَحَبُّ اِلَیَّ

فقرات خطبہ عقیلیہ

من ان القی اللہ سبحانہ ورسولہ ظالما لبعض العباد وغاصبا
لشیء من الحطام تو یہ میرے نزدیک اچھا ہے اس بات سے کہ خدا
مین خدا اور رسول سے آنکہ چار نکر سکون اس ندامت سے کہ مینے کسی پر ظلم
کیا ہو یا کسی کا ایک حبہ غصب کر لیا ہو وکیف اظلم احدا لنفس یسرع
الی البلی قفولہا ویطول فی الثری حلولہا اور کیونکر ظلم و ستم کرونگا
مین کسی پر اور مین نفس بے اختیار کے لیے کہ جسکے تا قافلے سے قافلے پھر
ہستی کیطرف سفر کرتے جاتے ہون سے کیا اعتبار اس نفس سے کہ تمام عمر
اور طول کہینچنے والا ہو تا زل اوسکا خاک مین خلاصہ یہ کہ جو نفس ایسا فانی
ہو کہ ہر روز اوسکی کہنگی تازہ ہو اور زیر خاک بود و باش مدت مدید تک کرنیوالا
ہو واللہ لقد رایت عقیلا وقد املق حتی استماحنی من برکم
صاعا بخدا دیکھا مینے اپنے بہائی عقیل کو کہ نہایت محتاج نان شبینہ کے
ہو گئے ہین اور بڑی منت و سماجت سے اونہون نے ایک صاع گندم
زیادہ اپنے حصے سے مانگے تقسیم کے گیہون سے پوشیدہ نرہے کہ حضرت
عقیل برادر عینی جناب امیر علیہ السلام کے تھے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اونکے حق مین فرمایا کرتے تھے کہ مجہہ اونسے دوہری محبت
ہے ایک عزیزداری کی اور دوسرے بوجہ محبت ابو طالب کے کہ مجہے اونسے
بہت محبت تہی اور وہ انسے بہت الفت رکہتے تھے پس البتہ حضرت امیر
بہی انہین بہت چاہتے ہونگے ایک بوجہ قرابت پدری دوسرے بوجہ قرابت
مادری تیسرے بوجہ محبت پیغمبر چوتھے بوجہ محبت ابو طالب اور حضرت
عقیل بڑے عقیل تھے اور معاویہ علیہ الہاویہ سے اکثر مطائبہ کیا کرتے تھے

حکایت حضرت عقیل

چنانچہ ایک روز بعد اپنے نابینا ہوجانے کے معاویہ پاس گئے بیہودہ اوسنے کہا
کہ تم بنی ہاشم اکثر نابینا ہوتے ہو انھون نے کہا کہ ہمارے تو فقط بصارت جاتی
ہے مگر تم بنی امیہ کی بصیرت بھی جاتی ہے سے با کوری باطن چہ کند دیدۂ ظاہر
نرگس ہمہ چشم آمد و بینا شدنی نیست ٭ اور ایک روایت مین ہے کہ جب عقیل نے
پیرانہ سالی مین عقد جدید کیا تو معاویہ نے انسے کہا کہ تم لوگون کو بھی کسقدر
خواہش نفسانی کا غلبہ ہے انھون نے فرمایا کہ ہان ہمارے مردون کو اور
تمہاری عورتون کو اور فاضل معتزلی نے لکھا ہے کہ ایکبار معاویہ نے دہوکے
سے ایک زمین حضرت مسلم سے کم قیمت پر لیلی جب یہ مکان پر گئے تو حضرت امام
حسن علیہ السلام سے حقیقت حال بیان کی اوس جناب نے عتاب فرمایا اور ترزویر
معاویہ شریر انپر ظاہر کی جب یہ حقیقت حال سے واقف ہوئے تو بکمال غیظ
و غضب معاویہ کے پاس گئے اور چاہا کہ اوس معاملہ کو فسخ کرین لیکن اوسنے
انکار کیا آخر یہہ دست بقبضہ ہوئے اور بہت کچھہ اوسے برا بھلا کہا آخر وہ
ہنس پڑا اور کہا کہ مجھے یاد بخیر تمہارے والد عقیل یاد آگئے کہ ایک روز
مجھسے دس ہزار درہم طلب فرمائے مینے پوچھا کہ تم کیا کروگے فرمایا کہ
ایک کنیز خرید کرونگا مینے کہا کہ سو دو سو کی کافی ہے اسقدر بیش قیمت کیا
ضرور ہے پس کہنے لگے کہ کم قیمت لونڈی اصیل نہوگی ایسی کنیز بدتمیز کو کیا
حرم بناؤن مجھے تو بہت قومدار منظور ہے کہ اوس سے جو اولاد بہم پہونچے
تو وہ ایسی عالی ہمت ہو کہ موقع پر تجھہ سے دب نجائے بلکہ تلوار سنبھال کر
تیرے سر پر آکھڑی ہو اور ایک ہاتھہ مین تیرا سر تن سے جدا کردے پس
آج تمہارے ٹھاٹھہ دیکھکر مجھے وہی بات یاد آگئی اور مستطرف وغیرہ مین ہے

قال والد جعفر بن عقیل

کہ اس شقی نے ایک صحبت قرار دی تہی کہ ہر شخص منبر پر جا کے حضرت امیرؑ سے
سوء ادب کرکے اوتر آئے یہانتک کہ حضرت عقیل کی بہی نوبت پہونچی پس یہہ منبر
پر گئے اور کہنے لگے کہ بَلْعَنْ عَلِیًّا اَمَرَنِیْ مُعَاوِیَۃُ فَالْعَنُوْہُ لَعَنَہُ اللّٰہُ یعنے
لعن جناب امیرؑ کا حکم دیا معاویہ نے لعنت کرو اوسپر لعنت کرے خدا اوسپر پس اوس
احمق نے بدباطنی سے اسے ضمیر حضرت امیر علیہ السلام کیطرف پہیری حالانکہ عقیل
نے عقل کے زور سے اسکو ملعون بنایا اور اوس مجمع عام مین اوس سے کچھہ
نہ بن آیا اور ایک روایت مین ہے کہ ایک روز معاویہ نے اونسے کہا کہ ای عقیل
سچ کہو تمہارے چچا ابولہب کا جہنم مین کیا حال ہوگا انہون نے کہا کہ وہان بہی وہ
تمہارے پہوپہی حمالۃ الحطب سے بلند تر ہونگے الغرض حضرت نے ایسے شفیق بہائی
کا ایسا غیر حال محتاجی سے پایا اور اونکے ساتھہ اونکے چہوٹے چہوٹے بچون کا
بہی چنانچہ فرماتے ہین وَرَاَیْتُ صِبْیَانَہٗ شُعْثَ الْاَلْوَانِ بِفَقْرِہِمْ کَاَنَّمَا
سُوِّدَتْ وُجُوْہُہُمْ بِالْعِظْلِمِ اور دیکہا مینے چہوٹے چہوٹے بچون کو عقیل
کے اور پیارے پیارے بہتیجون کو اپنے کہ بہوک کی شدت سے پیٹ اور پیٹہہ
اونکی ایک ہوگئی ہے اور محتاجی سے ایسی تیرگی چہرون پر چہاگئی ہے کہ گویا
تیل یا وسمہ کا رنگ جلد نازک پر اونکی آگیا ہے خلاصہ یہہ کہ رنگ اونکے بجہے ہوئے
بدن پر جہنجہرے لگائے خاک و گرد مین اَٹے ہوئے تہے وَلَقَدْ عَاوَدَنِیْ
مُؤَکِّدًا وَکَرَّرَ عَلَیَّ الْقَوْلَ مُرَدِّدًا اسی حال تباہ سے گرتے پڑتے میرے
پاس مکرر آئے اور بار بار بکمال اصرار و اضطرار مجہہ سے گیہون زیادہ حصہ سے
اپنے مانگے فَاَصْغَیْتُ اِلَیْہِ سَمْعِیْ پس مینے بہی کان لگا دیئے اونہین کی
طرف اور بگوش دل حال اونکا سنا فَظَنَّ اَنِّیْ اَبِیْعُہٗ دِیْنِیْ پس بہائی

میرے میرے متوجہ ہونے سے یہ سمجھے کہ مین دین فروشی کرون گا اونکے ہاتھ
وَاَتَّبِعُ قِیَادَہٗ مُفَارِقًا طَرِیْقَتِیْ اور اونکی پیروی کرون گا اپنا طور وطریقہ
چھوڑ کے فَاَحْمَیْتُ لَہٗ حَدِیْدَۃً ثُمَّ اَدْنَیْتُہَا مِنْ جِسْمِہٖ لِیَعْتَبِرَ بِہَا
پس مینے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ سے خوب لال کرکے اونکے بدن سے متصل کیا
تا کہ عبرت ہو اور سمجھین فَضَجَّ ضَجِیْجَ ذِیْ دَنَفٍ مِنْ اَلَمِہَا وَکَادَ اَنْ یَحْتَرِقَ مِنْ
مِیْسَمِہَا پس پکارے ایسی پکار جیسے عقیل نے کہ جسطرح شتر شدت بیماری
مین بیساختہ چیخ پڑتا ہے اور درد کی شدت مین بلبلا کے بلبلانے لگتا ہے
اور قریب تھا کہ عقیل جلجائین اثر سے اوس آہن داغ کنندہ کے فَقُلْتُ
لَہٗ ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ یَا عَقِیْلُ پس مینے کہا کہ صف ماتم بیٹھین اور تمہین روئین
تمہارے رونے والے ای عقیل اَتَئِنُّ مِنْ حَدِیْدَۃٍ اَحْمَاہَا اِنْسَانُہَا لِلَعِبِہٖ
وَتَجُرُّنِیْ اِلٰی نَارٍ سَجَّرَہَا جَبَّارُہَا لِغَضَبِہٖ آہ ونالہ کرتے ہو اور واویلا مچاتے
ہو اوس گرم لوہے سے کہ جسے ایک بندہ ناچیز نے کھیل کیطرح گرم کرلیا تھا
اور کھینچتے ہو مجھے اوس آگ کیطرف کہ جسے شعلہ ور کیا ہے اور بھڑکا دیا ہے
جبار قہار نے کمال غیظ وغضب سے اَتَئِنُّ مِنَ الْاَذٰی وَلَا اَئِنُّ مِنْ لَظٰی تمتو
بیچین ہوجاؤ اتنی سی اذیت سے اور مین نہ بیچین ہون جہنم کی لپٹ سے بھلا یہ
کون انصاف ہے فاضل معتزلی کہتا ہے کہ ایکروز معاویہ نے ازراہ طعن
عقیل سے کہا کہ ای عقیل تمہارے بھائی عجب شخص ہین کہ انھین سے گیہون کے
لیے تمہین جلائے دیتے تھے حضرت عقیل نے فرمایا کہ اسے بے عقل تو
عبث اونکا ذکر کرتا ہے اگر وہ خود اور اونکی اولاد اس تنگدستی مین ہوتی
تو البتہ مجھے شکایت کی جگہہ تھی اسے معاویہ کسی نے مین سے علی کے پاس

ایک مشکیزہ شہد صاف و شفاف کا تقسیم مومنین کے لیے بہیجا تہا اور حسنین ع
کے پاس کوئی مہمان آیا تہا اور اونکے پاس اوسوقت خالی روٹی تہی اور
نانخورش نتہا پس انہون نے تہوڑا سا شہد بقدر نانخورش ایک شخص سے
لے لیا اور وہ جناب کہین گئے تہے پس جب پہر کے آئے تو مومنین کو شہد
تقسیم کیا اور ایک حصہ کم پایا پس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے استفسار
کیا کہ یہہ شہد کیون کم ہوا وہ کیا جانتے تہے کہ اسقدر آزردہ ہونگے اونہون نے
صاف صاف کہدیا کہ امام حسین نے لے لیا پس یہہ سنتے ہی برافروختہ ہوگئے
اور امام حسین کو سامنے بلوایا اور کوڑا بہی منگوایا اور بکمال عتاب امام حسین
سے فرمایا کہ اے فرزند تو نے یہہ کیون خیانت کی بتا جلد عذر شرعی لا
نہین بخدا مین تجہے سزا دونگا حضرت امام حسین نے فرمایا کہ وہ مال
مومنین تہا میرا بہی اوسمین حصہ تہا مینے اپنا حصہ لیکے اپنے مہمان کو دیدیا
جب عذر شرعی سنا تو غصہ فرو ہوا اور فرمایا کہ فدا ہون تجہپر ای فرزند
رسول تجہے جلدی کیا ضرور تہی جب اور مسلمان حصہ پاجاتے تو تم بہی
اپنا حصہ لیتے اور مؤید اسکی اخیر فقرے خود اسی خطبہ عقیلیہ کے ہین وَ
أَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ طَارِقٌ طَرَقَنَا بِمَلْفُوفَةٍ فِي وِعَائِهَا وَمَعْجُونَةٍ
اور اوسپر طرہ یہہ ہے کہ شبکو ایک شخص میرے پاس آیا اور اوسنے
دروازہ کہٹکہٹایا اور ایک ظرف مین بہت عمدہ سے معجون دسترخوان
مین لپیٹ کے بطور رشوت لایا شَنِئْتُهَا كَأَنَّمَا عُجِنَتْ بِرِيقِ حَيَّةٍ
أَوْ قَيْئِهَا مجہے اوس سے ایسی نفرت ہوئی کہ گویا اوسے لعاب دہن مار سے
بلکہ سانپ کی قی سے آمیختہ کرکے تیار کیا تہا فَقُلْتُ أَصِلَةٌ أَمْ زَكَاةٌ

اَمْ صَدَقَۃٌ فَذَاکَ مُحَرَّمٌ عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ پس مینے کہا کہ تو یہہ صلہ رحم بجا لاتا ہے حالانکہ میرے تیرے قرابت نہین یا مجھے زکوۃ یا اپنا تصدق دیتا ہے تو یہہ ہم اہلبیت عصمت و طہارت پر حرام ہے فَقَالَ لَا ذَا وَ لَا ذَاکَ وَ لٰکِنَّھَا ھَدِیَّۃٌ اوسنے کہا نہ یہہ ہے نہ وہ ہے بلکہ یہہ دوستانہ ہدیہ و تحفہ سا تحفہ ہے فَقُلْتُ ھَبِلَتْکَ الْھَبُوْلُ پس مینے کہا کہ تیری مان تجھے روئے اَعَنْ دِیْنِ اللّٰہِ اَتَیْتَنِیْ لِتَخْدَعَنِیْ آیا خدا کے دین سے تو مجھے بہکانے اور فریب دینے آیا ہے اَمُخْتَبِطٌ اَنْتَ اَمْ ذُوْجِنَّۃٍ اَمْ تَھْجُرُ کیا تجھے کچھہ خبط ہو گیا ہے یا تُو پری جن سے ہذیان بک رہا ہے وَاللّٰہِ لَوْ اُعْطِیْتُ الْاَقَالِیْمَ السَّبْعَ بِمَا تَحْتَ اَفْلَاکِھَا سجدا اگر مجھے ساتون اقلیمین بہی دیدے مع اون سب خزینون اور دفینون اور مال و زر کے کہ جو زیر آسمان ہین عَلٰی اَنْ اَعْصِیَ اللّٰہَ فِیْ نَمْلَۃٍ اَسْلُبُھَا جُلْبَ شَعِیْرَۃٍ لَمَا فَعَلْتُہٗ اس بات پر کہ مین اسقدر بہی نافرمانی خدا کی کرون کہ کسی چیونٹی کے منہ سے ایک چھلکا اور بہوسی جو کی چہوڑوا لون تو ہرگز ہرگز کبہی مجھہ سے یہہ نہو گا وَاِنَّ دُنْیَاکُمْ عِنْدِیْ لَاَھْوَنُ مِنْ وَرَقَۃٍ فِیْ فَمِ جَرَادَۃٍ تَقْضِمُھَا اور یہہ سب دنیا تمہاری میری نظرون مین حقیر تر ہے اوس پتّی سے کہ جیسے ٹڈی اپنے مونہہ مین دبا لئے چباتی ہو وَمَا لِعَلِیٍّ وَ نَعِیْمٍ یَفْنٰی وَ لَذَّۃٍ لَا تَبْقٰی کیا کام علی کو ایسی ناز و نعمت سے کہ جو فانی ہو اور ایسی لذت سے کہ جسے ثبات و بقا نہو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ سَیِّاٰتِ الْعَقْلِ وَ قُبْحِ الزَّلَلِ خدا کی پناہ غلبۂ خواب غفلت سے اور لغزش بد سے اور اوسی خدا سے ہم مدد چاہتے

ہین صواعق محرقہ مین ہے کہ دو شخص باہم بیٹھے کہانا کہاتے تھے ایک کے
پاس پانچ روٹیان تہین اور دوسرے کے پاس تین گردہ نان تھے پس گذر
ہوا ایک اور تیسرے آدمی کا پس ان دونون نے اوسے بہی شریک کیا
اور تینون نے مل کے باہم غذا کہائی پہر جب کہانے سے فارغ ہوئے
تو تیسرے شخص نے آٹھہ درہم عوض اوس کہانے کے جو اوسنے کہایا تہا
اونہین دیئے اور وہان سے چل کہڑا ہوا بعد ازان ان دونون مین
باہم نزاع ہوئی جسکی پانچ روٹیان تہین وہ پانچ درہم مانگتا تہا اور تین
درہم دوسرے کو دیتا تہا اور دوسرا النصف نصف چاہتا تہا پس اتنا طول
ہوا کہ نوبت مرافعہ حضرت امیر تک پہونچی پس حضرت نے فرمایا اوس شخص سے
کہ جسکی تین روٹیان تہین کہ تو تین ہی درہم پر راضی ہوجا کہ یہی تیرے حق
مین مفید ہے اوسنے کہا کہ مین ہرگز نہ راضی ہونگا مگر حق بات پر حضرت
نے فرمایا کہ حق تلخ تو یہہ ہے کہ تیرا حصہ ایک درہم ہے تو ناحق درہم دیرہم
ہے اوسنے عرض کی کہ اسکی کیا وجہ حضرت نے فرمایا کہ پانچ اور تین روٹیان
آٹھہ ہوئین اور ایک روٹی مین تین تین ثلث ہوتے ہین پس آٹھہ روٹیون
مین چوبیس تہائیان نکلین کہ وہ سب تم سبنے کہائین اور ایک کا زیادہ کہانا
ثابت نہین پس سب برابر سمجھے جائینگے پس تو نے آٹھہ ٹکڑے کہائے اور
اصل مین تیرے تین روٹیون کے نو ٹکڑے تہے تو آٹھہ تو تیرے ہی طرف
رہے اور کل ایک ٹکڑا تیرا صرف غیر مین آیا اور تیرے رفیق کی پانچ روٹیون
کے پندرہ ٹکڑے ہوئے آٹھہ تو وہ خود کہا گیا اور سات بچے پس معلوم
ہوا کہ تیسرے رفیق نے ایک ٹکڑا تیرے یہان سے اور سات تیرے ساتھی

حکایت پانچ
تین تین

کے یہان سے کہا ئے پس اوسے سات ٹکڑون کے بدلے سات درہم ملین گے اور سمجھے ایک کے بدلے ایک اور آیک اور روایت مین ماثور ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے پاؤن مین بیڑی ڈالدی اور یہہ نذر کیا کہ جب تک بقدر اسی بیڑی کے مال وزر راہ خدا مین ندونگا تو یہہ اوسکے پاؤن سے نہ اوتارونگا بعد ازان بوجہ گرانباری تحمل اوسکا اوس غلام سے مشکل ہوا پس چاہا کہ رہا کرے اور آپ بسبب اپنی نذر کے متحیر ہوا کہ اگر پہلے بیڑی اوتار لیتا ہے اور پیچھے اوسقدر تول کے راہ خدا مین دیتا ہے تو یہہ خلاف نذر ہے اور اگر تخمیناً کچھہ پہلے ہی سے دیدے تو شاید وہ وزن مین کچھہ زیادہ یا کم ہو پس متحیر ہوا اور رجوع خدمت حضرت امیر المومنین علیہ السلام مین کی پس حضرت نے اوس غلام کو بلایا اور پانی کا ایک طشت منگایا اور اوسے حکم کیا کہ وہ ہی پاؤن جسمین بیڑی تھی اوس پانی مین رکھے پس جب اوسنے اوسی پانی مین رکھا تو پانی پاؤن اور بیڑی کے بوجھہ سے ایک مقدار بلند ہو گیا پس حضرت نے دوبارا حکم کیا کہ وہی پاؤن پانی مین رکھے اور اوسکی بیڑی ہاتھہ سے اوٹھائے رہے اور ملاحظہ کر لیا کہ فقط پاؤن کے بوجھہ سے کسقدر پانی بلند ہوا اور اوسے اول سے کچھہ کم پایا پس دوسرے پاؤن کو کہ جو بے قید تھا پانی مین رکھوا کے ملاحظہ کیا کہ بقدر دوسرے پاؤن کے برابر نکلا پس برادۂ آہن منگا کے پانی مین ڈالنا شروع کیا یہانتک کہ وہ پانی اوتنا ہی اونچا ہوا کہ جسقدر دوسرا پاؤن مع بیڑی کے رکھنے مین بلند ہوا تہا پس معلوم ہوا کہ وہ برادہ وزن مین کمتر بیڑی کے وزن سے نہین ہے پس اوسی قدر تصدق کر کے رہا کی

کا حکم دیا اور لوگون کو نے الیدیہ اس حدیث ذہن وذ کا پر تعجب ہوا اور روم

اپنی مثنوی مین لکہتا ہے س ‌ ‌ ‌ یک زنی آمد بہ پیش مرتضی

گفت شد بر ناودان طفلی مرا ‌ ‌ ‌ گرش می خوانم نمی آید بدست

ور ہلم ترسم کہ افتد بر پست ‌ ‌ ‌ نیست عاقل تا کہ دریابد چو ما

گر بگویم کز خطر سوی من آ ‌ ‌ ‌ ہم اشارت را نمی داند بدست

ور بداند نشنود این ہم بدست ‌ ‌ ‌ پس نمودم شیر و پستان را بدو

او ہمی گرداند از من چشم و رو ‌ ‌ ‌ از برای حق شمایید ای مہان

دستگیر این جہان و آن جہان ‌ ‌ ‌ زود درمان کن کہ می لرزد دلم

کہ بدرد از میوۂ دل بگسلم ‌ ‌ ‌ گفت طفلی را برآور ہم ببام

تا ببیند جنس خود را آن غلام ‌ ‌ ‌ سوی جنس آید سبک زان ناودان

جنس بر جنس ست عاشق جاودان ‌ ‌ ‌ زن چنان کرد و چو دید آن طفل او

جنس خود خوش خوش بدو آورد رو ‌ ‌ ‌ سوی بام آمد ز متن ناودان

جاذب ہر جنس را ہم جنس دان ‌ ‌ ‌ غژغژان آمد بسوی طفل طفل

وارہید او از فتادن سوی سفل ‌ ‌ ‌ فسدکثت دو بقا لو نیا پس

پرده گرا دیا مینے اپنے اور خلافت کے درمیان مین وَطَوَیْتُ عَنْهَا کَشْحًا اور پہلو تہی کی مینے اوس خلافت سے وَطَفِقْتُ اُرْتَأِی اور فکر کرنا شروع کیا بَیْنَ اَنْ اَصُولَ بِیَدٍ جَذَّاءَ اس امر مین کہ آیا مین حملہ کر بیٹھون دست بریده سے یعنے آیا بے دست و پا کر بیٹھون ابو بکر سے اَوْ اَصْبِرَ عَلٰی طَخْیَةٍ عَمْیَاءَ یا صبر کرون اوس بلای ناگہانی پر کہ جو مثل ابر تیره و تار محیط ہو گئی تہی یعنے جو مصیبت کہ گہنگہور گہٹا کی طرح

پهیل گئی تهی کہ جسکی تاریکی مین ہاتهہ کو ہاتهہ نہ سوجهہ پڑتا تها یعنے تاریکی گمراہی
کہ جو لوازم خلافت خلفای جورست تهی یَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ ایسی آفت آسمانی
وبلای ناگہانی کہ سن رسیدہ لوگ بالکل بیہوش ہوگئے اور سٹهیا گئے اوسکے
غم سے وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ اور کم سن اوسمین بالکہ بوڑہے ہوئے جاتے
تہے اوسکے صدمہ سے وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ اور تا دم
مرگ کسی مومن کا چهٹکارا نہو اوسکے رنج سے فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا
أَحْجَى پس مجهے صبر ہی کرنا اس مصیبت پر بعد تامل اچہا معلوم ہوا اسلئے کہ شرطین
جہاد واجب ہونے کی بسبب نایابی اعوان وانصار کے نا بود تهین فَصَبَرْتُ
وَفِي الْعَيْنِ قَذًى پس صبر کیا مینے اس حال مین کہ میری چشم خاشاک و غبار
آلود تهی خلاصہ یہ کہ آنسو ڈبڈبائے ہوئے اوس مصیبت پر مینے صبر و تحمل
کیا وَفِي الْحَلْقِ شَجًى اور گریہ گلوگیر تها أَرَى تُرَاثِي نَهْبًا مین اپنے میراث اجداد
خاندانی کو دیکہہ رہا کہ دہڑی دہڑی کرکے لٹ رہی تهی اور تخصیص ذکر گمراہی
حال خلیفہ اول مین بوجہ اوسکی مزید جہل و نادانی کے ہے یہانتک کہ معنی کلا
وآب اوسکو نہ معلوم ہوئے اور توشیح شرح صحیح بخاری مین ہے کہ میرے
بہائی لوح کو جب سقطم نے اذیت دی تو اونہون نے ہاتهہ سے عرباض کو
چہوا پس اوسمین سے سمسم نکلا پس ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت سقطم و عرباض
وسمسم کے کیا معنے حضرت نے فرمایا کہ سقطم زنابہ ہے اور عرباض وردا اور
سمسم عشمثم ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت زنابہ و وردا و عشمثم کسی کہتے ہین حضرت نے
فرمایا کہ زنابہ قرنب ہے اور وردا حنظل اور عشمثم ضیون پس ابوبکر نے کہا کہ
یا حضرت میری طاقت طاق ہوتی ہے صاف صاف مجهسے فرمایئے پس حضرت

مطاعن خلیفہ اول

فرمایا کہ سقطم ورنابہ وقرنب فارہ یعنے چوہے کو کہتے ہین اور عریاض وورو
عنظل اسد یعنے شیر کو اور سمسم وعثم تم وضیون سنور یعنے لومڑی کو اور برابر
یہہ کہتا رہا کہ اِنَّ لِی شَیْطَانًا یَعْتَرِیْنِی فَاِذَا زِغْتُ فَقَوِّمُوْنِی یعنے بیشک
ایک شیطان اوس شخص پر سوار رہتا ہے پس جب مین بہکا پھرا دیکھو تو مجھے ٹھکانے
سیدہا نیا دو اور اتفاقاً یہہ ایک روز خطبہ پڑہ رہا تہا کہ دفعتاً جناب امام
حسین علیہ السلام مسجد مین آگئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر منبر پر سے اوتر کہ
یہہ میرے جد امجد کی جگہہ ہے کچھہ تیرے باپ کی نہین پس یہہ خفیف ہوگیا اور
جواب نہ دے سکا اور لطائف الحیل مین بہلانے لگا کہ تھرک تھرک کے یہہ گانا
شروع کیا بِاَبِیْ اَنْتَ شَبِیْهٌ بِنَبِیِّ + لَسْتَ شَبِیْهًا بِعَلِیٍّ یعنے باپ
میرا قربان ہو تیرے تم تو نبی سے مشابہ ہو اور علی سے تو بالکل مشابہ نہین
اور اسطرح کی حکایتین اور روایتین صدہا ہین کہ جنکی تفصیل مین طول ہے
حَتّٰی مَضَی الْاَوَّلُ لِسَبِیْلِہٖ یہانتک کہ پہلے نے پہل کی اور اپنی راہ لی ملک
عدم مین جا بسے فَاَدْلٰی بِهَا اِلَی ابْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَهٗ اور رشوت مین
خلافت کو وہ اپنے ثانی لاثانی کو دے گئے گویا کہاری کنوئین مین اوسے
جہونک گئے ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْاَعْشٰی پہر حسب حال یہہ شعر پڑہا ہے
شَتَّانَ مَا یَوْمِیْ عَلٰی کُوْرِهَا + وَیَوْمُ حَیَّانَ اَخِیْ جَابِرٍ + کہان ہیں
یہہ دن کہ مین جنہین اس حالت مین بسر کرتا ہون کہ کوہان شتر پر بیٹہہ کے
تراسے کی دہوپ اور سناٹے لو مین فکر معاش کیا کرتا ہون اور کہان وہ دن
حیان برادر جابر کے کہ وہ ناز و نعمت سے بسر ہولئے فَیَا عَجَبًا بَیْنَا هُوَ
یَسْتَقِیْلُهَا فِیْ حَیٰوتِہٖ اِذْ عَقَدَهَا لِاٰخَرَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ ارے تعجب کا مقام

ہے کہ ابوبکر اپنی حیات مین تو استعفا خلافت سے کرتا رہا اور ہمیشہ بالاے منبر کہا کیا اَقِیْلُوْنِیْ اَقِیْلُوْنِیْ فَلَسْتُ بِخَیْرِکُمْ وَعَلِیٌّ فِیْکُمْ یعنے معزول کرو مجھے معزول کرو مجھے کہ مین تم سب سے بہتر و افضل نہین اور علی تم مین موجود ہے سے تو بتاریکی علی را دیدهٔ ✤ زین سبب غیر ش برادیگزیدهٔ پس تجہے مین تو یہہ قول تہا اور پہر چلتے وقت وہ خلافت اور کو دے گیا اور مجھے میرے حق سے محروم رکہا لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَیْهَا بہت ناگوار ہوا مجھے کہ وہ ناقہ خلافت کے تہین آپسمین بانٹ لیگئے یعنے اون دونون نے خلافت مین باہم حصہ بانٹ کرکے مجھے محروم رکہا فَصَیَّرَهَا فِیْ حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ یَغْلُظُ کَلْمُهَا وَیَخْشُنُ مَسُّهَا پس وہ ابوبکر اوس خلافت کو ایسے مقام درشت مین رکہہ گیا کہ جسکی جراحت بہت غلیظ تہی یعنے گہرا زخم تہا یعنے عمر درشت گو اور ایسا بدزبان تہا کہ اوسکی باتون سے دل مین گہاؤ پڑجاتے تھے اور ایسی خشونت و رعونت اوسمین تہی کہ چہو جانا بہی اوسکا غضب تہا وَیَکْثُرُ الْعِثَارُ فِیْهَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْهَا اور بہت لغزشین کرتا تہا اور دہوکے کہاتا تہا اور پہر کلام عذر بدتر از گناہ از راہ عذر زبان پر لاتا تہا چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک عورت کے چہہ مہینے کا وضع حمل ہوا اور شوہر نے اوسکے انکار اوس لڑکے کا کیا کہ یہہ میرے نطفہ سے نہین بلکہ ولد الزنا ہے اور عورت مصر تہی کہ یہہ اوسی کا نطفہ ہے یہانتک کہ یہہ مقدمہ اجلاس عمر پر پیش ہوا پس اونہون نے رجم کا حکم دیا اوس بیچارے پر رحم نکیا پس اثناے راہ مین حضرت امیر علیہ السلام سے ملازمت حاصل ہوئی پس حضرت نے حقیقت حال پوچھی

فاسمعا عن خلیفتہ نبیہم

اور اوس عورت کو عمر اپنے پاس پکڑ لائے اور فرمایا کہ ای عمر اس پر رجم عاید
نہین یہہ بالکل بری ہے عمر نے کہا کہ کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالی
یہی فرماتا ہے وَحَمۡلُهُۥ وَفِصَٰلُهُۥ ثَلَٰثُونَ شَهۡرًا یعنی زمانہ حمل اور شیر
خواری طفل تیس مہینے کا ہے اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے وَٱلۡوَٰلِدَٰتُ
يُرۡضِعۡنَ أَوۡلَٰدَهُنَّ حَوۡلَيۡنِ كَامِلَيۡنِ یعنی رضاعت عورتین دودہ پلاتی
ہین اپنے بچون کو دو برس کامل پس جب تیس مہینون سے دو برس دودہ
پلانے کے نکل گئے تو وہان کل چھہ مہینے ہین پس عمر نے کہا لَوۡلَا عَلِيٌّ
لَهَلَكَ عُمَرُ یعنے اگر علی نہوتے تو ہلاک ہوتا عمر ایک بے گناہ کو قتل کر کے
اور ایک اور روایت مین ہے کہ عمر کے پاس ایک عورت کو لائے کہ اوس نے
زنا کیا تھا اور اوسے کسی قسم کا جنون تھا پس عمر نے حکم رجم کا دیا پس
امیر نے فرمایا کہ کیا تجہے یہہ معلوم نہین کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا رُفِعَ الۡقَلَمُ عَنۡ ثَلَٰثٍ قلم تکلیف اوٹھا لیا گیا تین شخصون
سے عَنِ النَّائِمِ حَتَّىٰ يَسۡتَيۡقِظَ ایک اوس شخص سے کہ جو سو رہا ہو تا
وقتیکہ وہ بیدار ہو وَعَنِ الۡمَجۡنُونِ حَتَّىٰ يَعۡقِلَ اور دوسرے مجنون سے
تا اینکہ اوسے عقل آئے وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّىٰ يَحۡتَلِمَ اور تیسرے لڑکے
سے تا اینکہ وہ محتلم ہو پس رجم نکیا اوس عورت کو عمر نے جیسا کہ جامع
الاصول مین ہے بلکہ بنا بر روایت عامہ وناصبی یہہ بہی کہا کہ لَوۡلَا عَلِيٌّ
لَهَلَكَ عُمَرُ یعنے اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہوتا اور ایک روایت مین ہے
کہ حاملہ عورت کے رجم کا حکم دیا تھا بسبب ارتکاب زنا کے پس حضرت
امیر المؤمنین علیہ السلام نے منع فرمایا اور کہا کہ ای عمر اگر تیرا قابو اس پر ہے

اس صورت میں ہے تو اس بچے کا کیا قصور اتنا تامل کر حد جاری کرنے مین
توقف حتی الامکان ہوجائے پس عمر اپنی نادانی پر منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ لولا
علی لهلک عمر اگر علی نہوتے تو ہلاک ہوتا عمر اور ابن جوزی نے کتاب
الاذکیا مین روایت کی ہے کہ ایک پیرزال کے پاس دو آدمی قریش میں سے
گئے اور سو اشرفیان اوسکے پاس امانت رکھین پھر ایک سال کے بعد
اوسکے پاس اونمین سے ایک گیا اور اوس سے امانت مانگی اوسنے کہا
کہ جب تک دوسرا نہ آئے گا تو مین ہرگز ندونگی وہ کہنے لگا کہ وہ تو مر گیا
اب مین اوسے کیونکر لاؤن بعد اوسکے اوسنے اہل محلہ کو جمع کرکے اونسے
سفارش وسعی چاہی پس لوگون نے کہہ سنکے وہ اشرفیان اوسیکو
دلوادین پھر بعد اس سانحہ کے ایک سال گذرا تہا کہ وہ دوسرا موجود
ہوا اور کہنے لگا کہ لا میری امانت مجکو دے اوسنے کہا کہ پرسال تیرا
رفیق آکے مجہسے لیگیا اور اوسنے یہہ بیان کیا کہ تو نے انتقال کیا
پس نزاع باہمی بہت طول ہوا یہانتک کہ اجلاس عمر پر یہہ مقدمہ دائر ہوا
اور اوسنے فیصلہ تجویز مدعی کیا پس وہ عورت زار نالی کرنے لگی اور کہا کہ
اے عمر تجہے خدا کی قسم کہ تو میرا فیصلہ اپنے ذہن عالی پر نرکہہ بلکہ علی کے
اوسے محول کر پس عمر نے پسند کیا پس اون دونون نے طرف حضرت
کی جانب کیا پس حضرت نے حقیقت حال سنی اور گواہی اہل محلہ سے
برات زن ثابت ہوئی پس حضرت نے مدعی سے فرمایا کہ تونے مدعا علیہ
سے سپرد امانت کے وقت کچہہ شرط کی تہی یا نہین اوسنے کہا کہ ہان یہی
شرط ہوئی تہی کہ جب ہم دونون کے ساتہہ آئے اکیلا ایک نپاوے تو اب لا

اسنے امانت دیسے بھی رہی تو ضمانت مال اسپر عائد ہے کہ اسنے خلاف
شرط کیون کیا حضرت نے فرمایا کہ یہہ سب صحیح لیکن تو خود کب اپنی شرط
پر باقی رہا تہا کیون اس سے مانگنے کو آیا ہے جب تک اوس دوسرے
رفیق کو اپنے پیدا کرکے ہمارے پاس نہ لاویگا تو ایک حبہ بھی نہ پاویگا
پس وہ مبہوت ہو گیا اور وہ عورت خوشی خوشی کامیاب اپنے گہر پہری اور
زمخشری نے ۷۶ باب مین ربیع الابرار کے لکہا ہے کہ خدا نے شراب کے
باب مین تین آیتے نازل فرمائے ایک یسئلونک عن الخمر والمیسر
بعد اسکے بعض باز آئے اور بعض پیا کیے یہانتک کہ ایک شخص نے شراب
پی کے نماز پڑہنا شروع کیا اور اثنائے نماز مین ہذیان بکنے لگا پس یہہ آیہ
آیا یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری ای مومنون
نماز کے قریب نجاو [illegible] نشے مین ہو پہر بعض پینے والے پیا کیے
یہانتک کہ [illegible] کے جبڑے کی ہڈی کہینچکی سعد الرحمن بن [illegible]
[illegible] کشتون پر نوحہ پڑہنا
[illegible] سے [illegible] بالقلیب [illegible]
من الشیبات والعرب الکرام افسوس ہے کہ بدر کے کشتون مین
جو جوان اور بزرگ لوگون کے لاشے انبار ہو گئے عرب لوگون مین سے
ویوعدنا ابن کبشۃ ان سنحیی وکیف حیٰوۃ اصداء وھام یعنی
پیمبر ہمین ڈراتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کیے جاوینگے حالانکہ کیونکر ممکن ہے
زندگی صدا اور ہام کی رصدا اور ہام دونون کے ایک ہی معنے ہین اور
عطف انمین تفسیری ہے اور مراد اون دونون لفظون سے وہ جانور ہے

جورات کو اوڑتا ہے اور بعضون نے اوسکی تصریح کی ہے بوم یعنے الّو سے اور
ابن کبشہ ایک شخص تہا کہ جسنے قریش کی برخلافی کی تہی پس پیمبر کو بہی طعن کی راہ سے
اوسی کنیت سے نامزد کرتے تہے بزعم خود اوس سے مشابہ سمجہکے اور وجہ شبہ
نزاع اور برخلافی قرار دی تہی پس خلاصہ ترجمہ یہہ ہوا کہ ابن کبشہ یعنے پیمبر ہمسے
تو وعدہ کرتا ہے کہ بہت جلد اور جہٹ پٹ ہم جلائے جائینگے باوجودیکہ
الّو کی زندگی از سر نو کیونکر ممکن ہے اور مطلب اسکا قصہ طلب ہے اور وہ یہہ ہے
کہ نادانی کے زمانے مین عرب کو یہہ اعتقاد تہا کہ بعد مرنے کے آدمی کی روح اوسکی
کہوپری مین بند رہتی ہے اور جب کہوپری کہنہ ہوجاتی ہے تو وہ روح الّو بنکے
اوڑجاتی ہے اور اگر وہ مردہ بے قصور مارا جاتا ہے اور خون بہا نہین لیا جاتا
تو اوسکی روح کا الو اوسکی لاش پرات کو ڈہبڑہبایا کرتا ہے اور پکارا کرتا ہے
کہ مین پیاسا ہون مجہے پانی دو اور وہ الّو برابر ایک چلو پانی مانگا کرتا ہے یہانتک
کہ خون بہا پاتے پہر چپ ہوجاتا ہے پس پیمبر کے اس وعدہ پر کہ بعد موت پہر
[illegible] ن کا مٹنے کے الّو کو بہی تعجب آیا کہ بہلا یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ روح کا
الو پہر جیے [illegible] اوس اصل مردیکی لاش جو زندگی مین اوس الّو کے بسیرے کا
اڈا یا گہونسلا تہی اور اوسکا جہونجہ یعنے اوسکا سر دوبارا زندہ ہو سه أَيَعْجِزُ
أَنْ يَرُدَّ الْمَوْتَ عَنِّي + وَيَنْشُرُنِي إِذَا بَلِيَتْ عِظَامِي + اس تو وہ عاجز
ہے کہ وہ میری موت کو مجہہ سے دفع کرے پہر وہ کیونکر حشر و نشر کرسکتا ہے
میرا جبکہ بوسیدہ ہو جائینگی ہڈیان میری سه أَلَا مَنْ يُبَلِّغُ الرَّحْمٰنَ
عَنِّي + بِأَنِّي تَارِكٌ فَرْضَ الصِّيَامِ + ایسا کون ہے کہ جو خدا تک میرا
پہونچاوے کہ مین تارک روزون کے فرض کا ہون سه فَقُلْ لِلّٰهِ يَمْنَعُنِي [illegible]

وَسُقْیٰهَا ۞ یعنی ناقۃ اللہ پس تم اوسے کہو کہ وہ میرا کھانا پانی بند کردے
پس انہون نے حضرت کو جھٹلایا اور حضرت صالح سے پھر گئے ہو کے دوسرا دن
پر آمادہ ہوئے کہ ناقہ مبارکہ کا پانی ... شقی نے اوسکی کونچین کاٹ ڈالین
اور دست مبارک مین کوئی چیز نہ تھی اوٹھا کے چلا کہ عقر کر ڈالا
پیہ ماجرا دیکھا تو فرمایا ... ہوگیا جیسے کسی پھول سے ... اگر
خدا کی پناہ خدا اور رسول کے غضب سے پس یہہ آیت آیا اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ
الایۃ فَصَاحِبُهَا کَرَاکِبِ الصَّعْبَةِ یعنی ایسے مزاج کا آدمی مثل اوس شخص
کے ہے کہ جو ناقہ سرکش بے مہار پر سوار ہو اِنْ اَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَاِنْ اَسْلَسَ
لَهَا تَقَحَّمَ اگر مہار کھینچتا ہے تو نکیل نکل آتی ہے اور نتھنے پھٹ جاتے ہین اور
اگر مہار ڈھیلی کرتا ہے تو وہ مونھ کے بل آگ یا دریا مین گر پڑتا ہے فَمُنِیَ
النَّاسُ لَعَمْرُ اللّٰهِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ وَتَلَوُّنٍ وَاعْتِرَاضٍ پس بخدا لوگ مبتلا
ہوئے اوس شتر بے مہار کی ایذا رسانی مین کہ کبھی تو وہ بے راہ جاتا ہے
راہ راست چھوڑ کے کجی پر آتا ہے سیدہی ڈہرے کو چھوڑ کے داہنے بائین بھٹکا
جاتا ہے کبھی نئے نئے رنگ بدلتا ہے پگڈنڈی سے الگ حرزدگی سے
ٹیڑھی چال چلتا ہے فَصَبَرْتُ عَلٰی طُوْلِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ
پس مین بارا بہی اپنے مدت مدید عرصۂ بعید تک اس مصیبت عظمیٰ اور رنج شدید
پر صبر کیا حَتّٰی اِذَا مَضٰی لِسَبِیْلِهٖ یہانتک کہ اوسنے بھی اپنی راہ لی حَتّٰی جَعَلَهَا
فِیْ سِتَّةٍ زَعَمَ اَنِّیْ اَحَدُهُمْ اور اپنے وقت خاص پر چھہ آدمیون کی الخ
خلافت کیا اور یہ گمان کیا کہ مین بہی اونہین مین داخل ہون یہہ اشارہ ماجرہ
شوریٰ کیطرف ہے کہ جسکی تفصیل کتب کلام و تاریخ وغیرہ سے معلوم ہوگی

ہے فیا للہ وللشوری پس حکم خدا سے پناہ ہے اور کمیٹی کو کیا نسبت متی
اعترض الریب فیّ مع الاول منہم حتی صرت اقرن الی ہذہ
النظائر پس کیونکر اور کب شک ہوا میرے درمیان میں اور اونمین سے
جو اول تھا اونکے درمیان مین تا اینکہ نوبت باینجا رسید کہ مین قرین او ہمسر
کر دیا گیا ایسے مقابلون کے لکنی اسففت اذ اسفوا وطرت اذ طاروا
لیکن مجبور کیا بس تھا پس جب وہ بیٹھ جاتی تھی تو مین بیٹھ جاتا تھا اور جب وہ
اوڑ جاتی تھی تو مین بھی اوڑ جاتا تھا یعنے وہ جس چال چلتی تھی مین بھی اوسی
چال چلتا تھا فصغی رجل منہم لضغنہ پس ایک تو اونمین سے بسبب عناد
قلبی کے مجھ سے منحرف ہوا یعنے سعد بن وقاص کہ وہ دشمن حضرت تھا و
مال الآخر لصہرہ اور دوسرا بتوجہ قرابت زوجہ ہو کے مائل عثمان
کی جانب ہوا اسلیئے کہ اوس حسن پرست زن مرید کی عقل کل اوسکی جورو تھی
تو وہ کیونکر پامرید اوسکا اور اوسکے رشتے ناطے کا نہ رہتا مع ہن وہن یا
باوجود اور بھی چند در چند نا ملائم امرون کے یعنے حسد اور عناد کے
اور یہہ اشارہ ہے عبد الرحمن بن عوف کی جانب کہ اوسکے اور عثمان کے
درمیان مصاہرت تھی اسلیئے کہ عثمان کی مادر جلو بہن یعنے کلثوم اوسے
بیاہی گئی تھی سو آثار موت اپنے جو آئے اوسے نظر * ٹھرائے مشورہ
کو خلافت کے چھہ نفر * اونمین کیا شمار جناب امیر کو * محروم بھی رکھا
اپنے وزیر کو * عثمان کے شریک تھے اونمین سے دو شقی * ملک کے
اوت لینون سے بیعت اوسی سے کی * الی ان قام ثالث القوم نافجا
لیستادگی بامر خلافت ثالث بالخیر نے نافجا حضنیہ دونون بغلیان

پھیلائی ہوئے بکٹ تتبلید و معتقد کو بر دینے اور چرنے کے درمیان مین خلاصہ یہہ کہ جب عثمان خلیفہ ہوا تو اوسکا یہہ حال تھا کہ یا تو تلے اوپر کھائے چلا جاتا تھا یا فضلہ دفع کیا کرتا تھا سو اکھانے اور ہگنے کے اوسے اور کچھہ کام نتھا خلاصہ یہہ کہ وہ جیسا جب لبالب کھاکے اور غٹا غٹ پانی پیکے کچاکچ پیٹ بہرکے چہلا چہل ہگا موتا کرتے تہے اور ان دونون حالتون کے درمیان مین شان خلافت نشان یہہ ہوتی تھی کہ توند پہولی ہوئی اور بانچھیان تنی ہوئی اور پیٹ بہرا ہوا رہتا تھا وَقَامَ مَعَهُ بَنُوْ اَبِيْهِ اور اور بہی ہم جدہی اوسکے اوسکے شریک حال ہو گئے یعنی بنی امیہ يَخْضِمُوْنَ مَالَ اللّٰهِ ایسے بڑے بڑے منہ مارتے تہے اور بیلے دانت لگائے کھائے جاتے تہے مال خدا کو خَضْمَ الْاِبِلِ نَبْتَةَ الرَّبِيْعِ جیسے اونٹ بڑے بڑے منہ مارتا ہے برسات کی ہری ہری دہوپ پر واقعی یہہ تو سب سے زیادہ بدتر و حقیر تر تھا کسی طرح کی لیاقت نرکھتا تھا چنانچہ عاصمی ناصبی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص عہد دولت عثمان مین اوسکے پاس آیا اور استخوان کاسہ سرمیت لایا اپنے ہاتھہ پر اور عثمان سے کہا کہ تم لوگ مسلمان گمان کرتے ہو کہ انسان پر عذاب قبر ہوتا ہے اور بعد مرگ آتش جہنم سے جلایا جاتا ہے حالانکہ مینے اس ہڈی پر جو ہاتھہ لگایا تو ہرگز حرارت محسوس نہین ہوتی پس عثمان چپ ہو گیا اور حضرت امیر علیہ السلام کو بلوایا پس حضرت جب تشریف لائے تو سائل سے اوسکا سوال پوچہا جب وہ اعتراض کر چکا تو حضرت نے چقماق و پتھر منگوایا اور سائل وسب اہل بزم تعجب سے حضرت کو دیکھہ رہے تہے پہر جب وہ آیا تو حضرت نے سائل سے کہا کہ اس پتھر کو

چہوکے دیکہہ کہ یہہ گرم ہے یا سرد اور اسیطرح حقائق کو اوسنے ہاتہہ رکہکے
جو دیکہا تو سرد پایا پہر حضرت سنے اوسمین سے آگ نکالی اور کہا کہ جیسی
یہہ ظاہر مین سرد ہین اور پہر باوجود اسکے خدا نے انمین سے آگ پیدا
کر دی کیا عجب کہ اسیطرح استخوان کفار بظاہر مین گرم نہون اور باطن
مین آتش سوزان سی جل رہی ہون واعظ کہتا ہے کہ ہویدا اسکی وہ
حکایت ہے کہ جو اس زمانہ مین مشہور ہے کہ علماے فرنگ سنے بعد تحقیقات
یہہ امر جانچا ہے کہ صحراؤنمین جو روشنی معلوم ہوتی ہے اکثر مسافرون کو
جسے غول بیابانی کہتے ہین اصلیت اوسکی یہہ ہے کہ وہان بوسیدہ ہڈیان
مردون کی ہوتی ہین اور ہڈیون کا یہی خاصہ ہے کہ وہ رات کو روشن معلوم
ہوتی ہین پس کیا عجب کہ یہہ روشنی بہی دلیل اوسی آگ کی ہو کہ جس سے بد
لوگون کی ہڈیان جلائی جاتی ہین چنانچہ ہندوستان مین کثرت روشنی مذکور
عمدہ قرینہ اسیکا ہے اسلیئے کہ یہان کثرت استخوانہای کفار و مشرکین ظاہر
و روشن ہے سہ بار آنکہا میسندی کہ گل من در ہند + خشت دیوار صنم خانہ
کفار شود + کربلا مدفن من ساز کہ تا تربت من + سجدہ گاہ ملک و سبحہ ابرار شود
پس وہ سائل مبہوت ہو گیا اور عثمان کہنے لگا لولا علی لہلک عثمان
یعنے اگر حضرت امیر نہوتے تو ضرور ہلاکت مین پڑتا عثمان اور استیعاب مین
عبد اللہ بن مصعب سے روایت کی ہے کہ مخرمہ بن نوفل باشندون مین
مدینہ کے نہایت سن رسیدہ اور نابینا تہا اوسکی عمر ایکسو پندرہ برس
کی تہی پس ایک روز مسجد مین اوسے حاجت استنجے کی ہوئی پس وہ بارادہ
استنجا اوٹہہ کہڑا ہوا پس لوگون نے غل مچانا شروع کیا کہ ہان ہان کہین

مسجد ہی مین پیشاب [illegible] ہہ نجانا پس اوسکے پاس نعیمان آئے اور
ایک چکہیری دیکے [illegible] سے ایک گوشہ مسجد مین بٹہادیا اور اوسے
پیشاب کرنے چہوڑ [illegible] ٹ کہڑے ہوئے پس لوگون کی جو اوسپر
نظر جا پڑی تو وہ چیخ پڑے [illegible] نے یہہ کیا حرکت کی اور بہت کچہہ اوسنے
سخت وسست کہا پس [illegible] پیشاب کرچکا تو کہنے لگا کہ اے ہو مین
مین تو نابینا ہون مجہے کون یہان [illegible] ے بٹہا گیا اور کسنے مجہسے یہہ ہنسی کی
قَالُوا النُّعْمَانُ بْنُ عَمْرٍو لوگون نے کہا کہ یہہ نعیمان کی تیزی تہی قَالَ فَعَلَ اللّٰهُ
بِهٖ وَفَعَلَ اوسنے کہا کہ خدا اوس سے سمجہے اَمَا وَاللّٰهِ عَلَيَّ اِنْ ظَفِرْتُ
بِهٖ اَنْ اَضْرِبَهٗ بِعَصَايَ هٰذِهٖ ضَرْبَةً تَبْلُغُ مِنْهُ مَا بَلَغَتْ اگر میرے
ہاتہہ چڑہا تو ایسی اوسے یہہ لکڑی مارونگا کہ وہ بہی یاد کرے خیر وہ قصہ
رفت و گذشت ہوا یہانتک کہ مخرمہ پیرانہ سالی کے سبب اوسے بہول گیا پہر
ایک روز نعیمان اوسکے پاس گئے اور عثمان ایک گوشہ مسجد مین نماز پڑہ رہے
تہے وَكَانَ عُثْمَانُ اِذَا صَلّٰى لَا يَلْتَفِتُ اور معمول عثمان کا یہہ تہا کہ نماز پڑہنے
مین کسیطرف متوجہ نہوتے تہے فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ نُعَيْمَانَ پس چپکے سے
مخرمہ کے کان مین نعیمان نے کہا کہ کچہہ تمہین نعیمان کی بہی فکر ہے قَالَ نَعَمْ
اَيْنَ هُوَ دُلَّنِيْ عَلَيْهِ اوسنے ادہر اودہر ہاتہہ سے ٹٹول کے کہا کہ ہان وہ
کہان ہے مجہے بتا تو دو انہون نے کہا کہ یہان میرے ساتہہ چپکے چلے آؤ
تو مین بتا دون فَاَتٰى بِهٖ حَتّٰى اَوْقَفَهٗ عَلٰى عُثْمَانَ اور اوسے لاکے
عثمان کے سر پر کہڑا کر دیا وَقَالَ دُوْنَكَ هَا هُوَ اور کہا کہ یہہ تمہارے پاس
وہی تو ذات شریف ہے فَجَمَعَ مَخْرَمَةُ يَدَيْهِ بِعَصَاهُ وَضَرَبَ عُثْمَانَ

فتنجۃً یا پس دونون ہاتھ سے جریب تھانب کے زور سے جو ایک لکڑی مارتے ہین تو عثمان کا سر پھٹ گیا تو لوگون نے لعنت ملامت کی کہ اسی محرمہ تو کچھ سڑی ہوگیا ہے بے قصور ناحق نا حق تونے تعلیم جو ہے سے بے ادبی کی اور قوم مسخرہ مے نے ارادہ کیا کہ نعیمان کو ایذا پہونچا دیکھے عثمان نے کہا دعوا النعیمان لعن اللہ النعیمان فقد شہد بدرا یعنے چھوڑ دو نعیمان کا کہ وہ جنگ بدر مین شریک بدر ہوا ہے کرے اور سیر واعظ کہتا ہے کہ یہہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ با وجود یکہ نعیمان صحابی تھا اور جنگ بدر مین باقرار خود عثمان شریک تھا با این ہمہ اتنی سی بات پر عثمان نے اوسپر لعنت کر دی پس ثابت ہوا کہ جو لعنت کے کام کرے اوسپر بے تکلف لعنت چاہیئے صحابی ہو یا صحابی کا باپ پس اعتراض اہلسنت شیعون پر سے لعن طعن کے باب مین اوٹھہ گیا والحمد للہ علی ذلک الی ان انتکث علیہ فتلہٗ تا اینکہ گستہ ہوا اوسپر تار بود اوسکا و جھز علیہ عملہٗ اور اوسکی بد فعلی نے اوبار کا لاو لشکر لا کے اوسکے سر پر کھڑا کر دیا و کبت بہ بطنتہٗ اور اوسکے پیٹون نے اوسے چوپٹ کر دیا اتنا بڑا ایسا پھیر توند کا اور لنگر اوسکا اوس سے نہ اوٹھہ سکا اس سبب سے منہ کے بل آرہا ہے یہہ اشارہ ہے اسطرف کہ عثمان نے محمد بن ابی بکر سے بد عہدی کی تا اینکہ بلوا ہو گیا تا اینکہ تھوڑے عرصہ تک وہ قلعہ بند رہا اور رسد بھی بند کر دی گئی تھی پھر کل اصحاب نے اجماع کر کر اوسپر دھاوا کیا اور دررانہ اندر گھس کے ڈھاڑھہ ایکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ ایک توسے کا پولا نچ آیا پھر مار پیٹ کے انہین نے گور بےکفن گھور سے

ڈالدیا تین دن تک لاش پڑی رہی آخر یہہ گت بنی کہ ایک کتا انکا کولا نوش جان کر گیا بعد اوسکے انکے بیٹی داماد ایک تخت پر انکی ارتھی اوٹھا کے لیچلے چونکہ یہہ قد آور تھے تو سر اور پاؤن انکے تخت کے باہر لٹکتے جاتے تھے اور لڑکے اور جوان نعثل نعثل کہہ کہکے استہزا کرتے تھے اور اصل یہہ خطاب دیا ہوا امادر نامہربان کا ہے نعثل کے معنے کفتار کے ہین اوس سے تشبیہ دیتے تھے اور وجہ شبہ پیٹ کا بڑا ہونا تھا اور نعثل ایک ریشائیل یہودیکا بھی نام تھا اور خلیفہ صاحب بھی ازبسکہ ڈڑھیالے تھے تو اس وجہ سے انہیں بھی نعثل کہتے تھے اور انجام کار مقبرہ یہود مین دفن بھی ہوئے خلاصہ یہہ کہ زندہ دل اور مسخرے لوگ ان چھتا بیگ کو بیچارا کا بچا جان کے نعثل کی پھبتی ہوئی پھبتی ان پر کہتے تھے اس مقام پر ایک روایت لطیف یاد آگئی کتاب صراط المستقیم مین مرقوم ہے کہ اکابر اہلسنت مین سے ابن جوزی نے بقصد مقابلہ و معارضہ جناب امیر بالاے منبر کہا سلونی قبل ان تفقدونی یعنے جو کچھ پوچھنا ہو مجھہ سے پوچھو قبل اسکے کہ مجھے اپنے درمیان مین نپاؤ پس یہہ سنکے انکی گوشمالی کو ایک عورت اوٹھہ کھڑی ہوئی اور اوسنے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ سلمان نے مدائن مین انتقال کیا اور مہینہ بھر کی راہ شہر مدینہ سے ایک ہی شب مین جناب امیر نے اپنے تئین وہان پہونچایا اور نماز جنازہ پڑھ کے اور اونہین دفن کر کے ایک ہی شب مین وہان سے پھر آئے ابن جوزی نے کہا کہ ہان اسیطرح بیان کرتے ہین پھر اوسنے کہا کہ عثمان مدینے ہی مین مارا گیا اور تین شبانہ روز مزبلے پر پڑا رہا اور حضرت امیر بھی اوس شہر مین موجود تھے حضرت نے نماز اوسپر نہ پڑھی اوسنے کہا کہ ہان یہہ بھی

عورت کا ابن جوزی عالم سنی کو لطیف جواب دینا

صحیح ہے اوس عورت نے کہا کہ پھر ان دونون مین سے ایک کا خطبہ غدیر پڑہا یا وہ اس قابل تہا اور یا معاذ اللہ حضرت امیر نے بیجا کیا حالانکہ تم لوگ دونون کو خلیفہ بحق جانتے ہو پس ابن جوزی مبہوت ہو گیا اور اپنے دل کی تسکین کے لئے کہنے لگا کہ ای نیک بخت اگر تیرے شوہر نے تجھے اجازت گہر سے باہر نکلنے کی دی تو وہ دیوث ہے خدا کی لعنت ہو اوسپر اور اگر تو خود گہر سے باہر نکل پڑی تو تو ناشزہ ہے خدا کی لعنت تجھپر ہو اوس عورت نے کہا کہ ای عالم عائشہ گہر سے نکل کے بصرے گئی اور جناب امیر سے لڑنے چڑہی پس کیا انہی سے تیرا دیکی باب مین وہ بصرے اپنے کے گئی تہی یا بے پوچھے پس یہہ سن کے وہ سنی سن ہو گیا اور یکہہ جواب نہ دیا فماذا عنی الاّ والنّاس یھرعون الیّ کعرف الضّبع پس نہین تعجب آیا مجھے مگر اس بات سے کہ وہ لوگ مجبور ہو کے متوجہ ہوئے میری جانب بیعت کے لئیے اور ایسے پے درپے بیعت کے لیئے آنے لگے کہ جسطرح پے درپے رفتار کفتار ہوتی ہے خلاصہ یہہ کہ اونٹون کی طرح قطار باندہ کے اور چیونٹیون کی طرح تانتا باندہ کے میری بیعت کو آئے ینثالون علیّ من کلّ وجہ کہ چارون طرف سے پروانون کی طرح مجہپر لوٹے پڑتے تہے حتّی لقد وطی الحسنان یہانتک کہ ہجوم کی شدت سے حسنین علیہ السلام کچل گئے وشقّ عطافی اور کپڑون کے چیتہڑے اوڑ گئے مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم گلہ گوسفند کی طرح میرے گرد گرد دنین ڈالے جمع ہوئے فلمّا نھضت بالامر اور جب مین اوٹہا وآمادہ حکمرانی ہوا نکثت طائفۃ تو بیعت شکنی کی ایک طائفہ نے

ومرقت اخری اور تیر کی طرح سن سے نکل گئے حق سے کچھ اور لوگ
وفسق آخرون اور فسق و فجور اختیار کیا کچھ اور لوگوں نے کانھم
لم یسمعوا اللہ سبحانہ یقول گویا اونھوں نے یہہ سنا ہی نہ تہا
تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض
ولا فسادا اور یہہ گہر آخرت کا قرار دیتے ہیں ہم اونکے لیے کہ جو بلند
پروازی و سرکشی اور فتنہ و فساد روے زمین پر نہیں چاہتے اور آخرت
پرہیزگاروں کے لیے ہے بلی واللہ لقد سمعوھا و وعوھا ہاں
سمجہا اونھوں نے یہہ سنا بلکہ بگوش دل سنا ولکنھم حلیت الدنیا
فی اعینھم وراقھم زبرجھا لیکن آراستہ ہوئی دنیا اونکی آنکہوں
کے سامنے اور خوشنما معلوم ہوئی زینت دنیا کی دون اما والذی
فلق الحبۃ آگاہ ہو قسم اوسی خدا کی جسنے شگافتہ کیا دانہ وبرأ النسمۃ
اور پیدا کیا انسان لولا حضور الحاضر وقیام الحجۃ بوجود الناصر
اگر لوگ میرے کو حاضر ہو جاتے اور حجت خدا امر جہاد مجہپر قائم نہو جاتی بوجہ
دستیابی مددگار کے وما اخذ اللہ علی العلماء ان لا یقاروا
علی کظۃ الظالم ولا سغب المظلوم اور جو یہہ کہ شرط لی خدا نے
عالموں سے کہ کسیطرح قرار نہ لیں سیری ظالم اور گرسنگی مظلوم پر یعنے
اگر خدانے یہہ شرط عالموں سے نہ لی ہوتی کہ وہ چپ نہ رہیں جب دیکہیں
کہ ظالم پیٹ بہرکے کہاتا ہے اور مظلوم فاقہ کی شدت سے تڑپا جاتا ہے
لالقیت حبلھا علی غاربھا تو میں ناقہ خلافت کی رسن اوسکی پشت
پر رکہدیتا کہ جہان چاہے وہ چلی جاوے ولسقیت آخرھا بکاس

لم یسمعوا قول اللہ

آوُلِیھَا اور اوسکے آخر کو بہی وہی جام پلاتا کہ جو اول کو پلایا تہا یعنے آخر مین بہی اوسی قبول نکرتا وَلَاَلْفَیْتُمْ دُنْیَاکُمْ ھٰذِہٖ اَزْھَدَ عِنْدِیْ مِنْ عَفْطَۃِ عَنْزٍ اور تم لوگ اس دنیا کو میرے نزدیک بہیڑ کی رینٹہ سے بہی بدتر پاتے پہر دہقانیون اور اہل سواد مین سے ایک بے سواد نے کچہہ عرض حاجت کی اور حضرت جواب فرمانے لگے اور سلسلۂ کلام منقطع اور ناتمام رہا پس ابن عباس نے بگمان آرزو کہا کہ کیا خوب تہا اگر آپ وہین سے جہان سے قطع کلام ہوا پہر اوسے تمام فرماتے فَقَالَ ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ تِلْکَ شِقْشِقَۃٌ ھَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ یعنے افسوس اے ابن عباس یہہ ایک اونٹ کی بلبلاہٹ تہی کہ غصے مین اوٹہی اور پہر بیٹہہ گئی

گفتم غم دل ترسیدم * کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست * فاضل معتزلی نے باوجود تعسف وزایدی تامل اس خطبہ کے حضرت امیر سے صادر ہونے مین نہین کیا غایت الامر یہہ کہ تاویلات باردہ و کلمات شاردہ کو اسمین دخل دیا ہے اور اسیطرح نہایۂ اثیریہ مین بہتیرے مقام پر اعتراف اسکا موجود ہے اور ولی اللہ لقبی و ولی الطاغوت حقیقی نے ایک فارسی شرح خاص اس ایک خطبہ کی لکہی اور بڑی شد و مد سے اسکا اقرار کیا ہے پس اگر ان لوگون کو علم اضطراری صدور خطبہ کا حضرت سے نہوتا تو اقرار اونکا کب ممکن تہا اور واقعی کہ عبارت

[illegible] فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ
فَلَوْ شَاۤءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ

# موعظہ پندرھواں

حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام اور دجال مضمون
حالات حضرت امام حسن علیہ السلام اور
معاویہ اور حکایات لطیفہ
طرماح وغیرہ
کے ہے
فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

کیا مبارک آجکا دن ہے دو سبب سے ایک یہہ کہ نام اسکا شبت ہے معرب
شبث کا جسکے معنی عبرانی مین راحت پانے کے ہین توریت کے سفر
בראשית مین وجہ تسمیہ یہہ لکھی ہے کہ جناب باری نے آسمان و
زمین بنا کے آج فراغت پائی گویا کہ اوسے راحت ملی لهذا اسکا نام شبت مقرر
ہوا اور احادیث اہل اسلام مین بھی وارد ہے کہ بارك الله يوم السبت
والخميس یعنے برکت دی خدا نے شنبہ اور پنجشنبہ کو اور بعض احادیث سے
ثابت ہوتا ہے کہ یہہ دن جناب رسالتمآب کیطرف منسوب ہے اور پنجشنبہ
اونکا دن ہے دوسرے یہہ کہ یہہ تاریخ بھی بہت اچھی ہے اسلیئے کہ جو بزرگوار
باعث ایجاد آسمان و زمین تھے اونمین سے حضرت امام حسن علیہ السلام
کی ولادت باسعادت اس شبکو واقع ہوئی اور فضائل اون حضرت کے
مشہور و معروف ہین کہانتک بیان ہوسکین لیکن بمفاد ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ

قصہ حضرت خضر

ن حضرت حالات بیان کیے جاتے ہین بعض روایات مین ہے کہ توریت
مین ہزار سورے تھے اور ہر سورے مین ہزار آیتین اور ہر آیت سورہ بقر
کی برابر بہر طور الہی کتاب نازل ہونے سے حضرت موسیٰ کو بڑا افتخار ہوا
کہ ہمارے برابر کسے علم ہو گا حالانکہ ایسی کتاب کہ جو بمنزلہ بحر مواج ہے خدا نے
مجھے دی اور ازبسکہ اسمین ایک شائبہ عجب وخودبینی کا تھا تو خدا کو یہ پسند
نہ آیا پس وحی ہوئی کہ اے موسےٰ فلان مقام پر جہان دو دریا ملے ہین
جاؤ کہ وہان تمسے اور ہمارے ایک نیک بندہ سے ملاقات ہوگی چنانچہ
قرآن شریف مین ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ
اَمْضِيَ حُقُبًا اور جب موسےٰ نے اپنے نوجوان رفیق یعنے اپنے وصی
یوشع سے کہا کہ مین برابر چلون گا مین اسیطرح سے یہانتک کہ پہونچون اوس
مقام تک کہ جہان دریاے روم وفارس مل گئے ہین کہ وہین مجھسے وعدہ
ملاقات اوس مرد خدا یعنے خضر علیہ السلام کا ہوا ہے یا عرصہ دراز تک اسیطرح
چلا جاؤن گا فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا
پس جب پہونچے اوس مقام پر کہ جہان پانی کی دو دہارے اور دو گنڈہے
ملکے بہے تھے تو بھول گئے یہ دونون اپنی مچھلی کو یعنے جو خشک مچھلی انہون نے
ساتھ لی تھی اوسے یوشع نے وہان پانی سے دہوکے ایک پتھر پر رکھا اور
وہ آب حیات تھا پس وہ مچھلی زندہ ہوگئی اور اوس دریا مین دہنسکے اوسنے
راہ اپنی لی جب حضرت موسے آگے بڑہے اور حضرت یوشع کو بیان وتذکرہ
سانحہ مذکور کی حضرت موسے سے نوبت نہ پہونچی تعب سفر سامان سفر کے
مہیا کرنے کی وجہ سے فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا

مِن سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا پہر جب وہ بار رہے تہا ہو کر کے تہے اور بہت دور نکل گئے کہیں کچھہ پتا خضر کا نپایا اور چلتے چلتے صبح ہوگئی تو موسیٰ نے تنگ آکے یوشع سے کہا کہ لاؤ ناشتا ہمارا اگر ہم اس سفر سے تہک گئے رحمت ملی خضر کو خضر اسلیئے کہتے ہین کہ جس زمین پر بیٹہتے تہے وہ سبز ہوجاتی تہی اگر زمین ہوتے تہے تو وہ انکے فیض قدم سے ہری بہری اور سبز شاداب ہوجاتی تہی قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا یوشع نے یہ سنکے بیساختہ کہا آہا آپ نے نہین دیکہا کیا عجب تماشا ہوا کہ آپسے کیا عرض کرون جب ہم اوس پتہر کے پاس پہونچے اور وہان اوس مچھلی کو دریا مین دہوکے اوس پتہر پر رکہا تہا اور وہین بہول گئے اور شیطان نے ایسا بہلا دیا کہ مین آپسے تذکرہ کرنا بہول گیا ہے عجب تماشا ہوا کہ اوسنے دریا مین اپنی راہ لی بالکل زندہ ہوگئی حضرت موسیٰ نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ الخ یہ رحمت ہوئی وہین کا تو پتا دیا گیا تہا وہ آب حیات کا چشمہ تہا اور خضر سے وہین ملاقات ہماری بدی سے ہے فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا پہر تو بہت پچہتاتے ہوئے وہ دونون اولٹے پاؤن وہان سے پہرے اور آنکے وہی مقام دیکہا کہ جہان سے وہ مچہلی پانی سے نکل گئی تہی کیا دیکہتے ہین کہ جدہر جدہر وہ گئی ہے وہان پانی مین ایک نقب اور سرنگ بن گئی ہے پس اوسی راہ سے یہہ بہی چلے گئے یہانتک کہ اوسی مقام پر پہونچے جہان دریا دو گندے بہتا تہا فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا

پس وہان پہونچکے انہون نے ہمارے ایک بندہ کو دیکھا کہ جسے ہمنے اپنی
رحمت اور علم لدنی دیا تھا قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا
عُلِّمْتَ رُشْدًا حضرت موسےٰ نے دیکھا کہ وہ مرد خدا ایک چادر اوڑھے ہوئے
سو رہا ہے جب اپنا سر ڈھانپتا ہے تو پاؤن کھلجاتے ہین اور جب پاؤن
ڈھانپتا ہے تو سر پس یہہ نماز پڑھنے لگے استنے مین وہ بیدار ہوئے اور
کہا کہ اے بنی اسرائیل کے عالم تو کہان آیا ہے یہہ کہکے جریب لیکے وہان سے
چلنے کا ارادہ کیا پس موسےٰ نے بعد نماز اوسنے کہا کہ آیا یہہ ہوسکتا ہے کہ
مین تمہاری پیروی کرون اور ساتھ لگا رہون اس بات پر کہ جو تمہین دانائی
ہاتھہ آئی ہے وہ تم مجھے بھی بتاؤ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا حضرت
خضر نے فرمایا کہ بہتر مگر تمسے میرے ساتھ صبر کا ہیکو ہوسکے گا اسلیئے کہ تم منشا
میری باتون کا کیا جانو کہ تمہاری شریعت ظاہری ہے اور میری شریعت باطنی
پوشیدہ تر ہے کہ بعض اخبار معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریعت
ظاہر یہ کہ جسکا مدار ظاہر پر ہے وہ یہی ہے کہ جسکے ہم تابع ہین پس دو گواہ عادل
کی گواہی پر حد جاری کر دینگے ہرچند وہ واقع مین جھوٹ بولے ہون اور شریعت
باطنی وہ ہے کہ جسمین مدار نیت اور نفس الامر پر ہے اور اوسکے پابند ہونگے
حضرت صاحب الامر علیہ السلام زمان رجعت مین وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ
تُحِطْ بِهِ خُبْرًا اور یہہ کچھہ برا ماننے کی بات نہین بلکہ حق بجانب ہے تمہارے
سبیلا کیونکر صبر کرسکوگے تم اوس بات پر کہ جسپر تمہاری عقل و علم نے احاطہ
نہی کیا ہو قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا
حضرت موسےٰ نے کہا کہ انشاء اللہ تم میرا صبر و سکوت دیکھنا کہ کبھی مین حکم

خلاف نکہونگا قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَکَ
مِنْهُ ذِکْرًا حضرت خضر نے پہر تاکید کیا کہ اگر تم میرا ساتھ دیتے ہو تو خبردار
مجہسے کوئی بات نہ پوچہنا جبتک کہ ازخود مین اوسکا ذکر نہ چہیڑون فَانْطَلَقَا
حَتّٰی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ
جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا یہہ سب شرط و شروط کرکے آگے بڑہے اور چلے کہڑے
ہوئے یہانتک کہ ایک کشتی پر سوار ہوئے حضرت خضر نے بیٹہتے ہی اوسکے
پیندے مین ایک سوراخ کردیا یہہ ماجرا دیکہکے حضرت موسےؑ کو غصہ آگیا اور
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب سمجہکے کہنے لگے کہ اونہوں نے جو اس
سوراخ کردیا تو کیا سبکے ڈبونے کی فکر لگائی یہہ کچہہ اچہا کام نکیا قَالَ اَلَمْ
اَقُلْ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا خضر نے کہا کہ مین نکہتا تہا کہ تم صبر کروگے
میرے ساتہہ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا
حضرت موسےؑ نے کہا کہ بہولی چوکی بات کا مجہسے مواخذہ نکرو اور زیادہ تنگ
نہو فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّةً
لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُکْرًا پہر کشتی سے یہہ دونون چلے یہانتک کہ ایک
لڑکا حسین وجمیل انہین ملا کہ نہایت غریب اور پیاری پیاری اوسکی صورت
تہی اور دو بُندے اوسکے کانون مین پڑے لٹک رہے تہے پس دفعتہ
حضرت خضر نے اوسے ایسا ایک طمانچہ مارا کہ وہ مرگیا پس حضرت موسےؑ
بیتاب ہوکے کہنے لگے کہ اے خضر تمنے اس بیگناہ بچے کو بے قصور مار ڈالا
تم کچہہ اچہے آدمی نہین واہ کوئی ایسی بہی حرکت کرتا ہے بہت حرکت
ناشائستہ کی تمنے قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا

خضر نے کہا کیون موسے میں تمسے نکہتا تہا کہ تم میرے ساتھ صبر نکر سکوگے
قَالَ اِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي
عُذْرًا موسے نے کہا کہ ہان سچ ہے اب اگر مین تمسے کچہہ بہی پوچہون تو
ہرگز میرا ساتھہ ندینا میری طرف سے اب معذور رہو فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا
اَهْلَ قَرْيَةِنِ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا
يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ پہر یہہ دونون وہان سے بہی چل کہڑے ہوئے
یہانتک کہ ایک شہر مین پہونچکے بہوک کے مارے بیچین ہو گئے پس انہون نے
وہان کے لوگون سے کہانا مانگا پس اونہون نے انکی ضیافت سے انکار
کیا پہر انہون نے وہان ایک ایسی دیوار پائی کہ گرا چاہتی تہی پس ہاتہہ سے
سیدہا کر دیا اوسے حضرت خضر نے قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا
موسے نے کہا کہ اگر تم چاہتے تو اس دیوار سنبہالنے پر کچہہ مزدوری پا جاتے
قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا
حضرت خضر نے فرمایا کہ یہی مقام میری تمہاری جدائی کا ہے اب مین تمہین
بتائے دیتا ہون تفسیر اوسکی کہ جسپر تمسے صبر و سکوت نہوسکا اَمَّا السَّفِيْنَةُ
فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ
مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا لیکن کشتی پس وہ کچہہ مسکینون کی تہی کہ
جو دریا کا کام کرتے تہے پس مینے چاہا کہ ایک عیب کر دون اوس کشتی
مین کہ اونکے پیچہے ایک بادشاہ تہا کہ زبردستی چہین لیتا تہا ہر ایک کشتی
کو تاکہ عیب کی وجہ سے وہ اوسکی گزند سے بچے وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ
اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اور لیکن وہ

اونکا یس والدین اوسکے ایمان دار تھے اور اوسے بہت چاہتے تھے پس ڈرے ہم کہ یہہ تو بے ایمان ہونے والا ہے کہین ایسا نہو کہ یہہ بڑہ کے اونہین بہی کفر و گمراہی مین پہنساوے فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا چاہا ہمنے کہ اوسے قتل کرین اور اوسکے والدین کو پروردگار اوسکا نعم البدل عطا کرے ایسا فرزند نیک و رشید کہ اوس سے بہتر ہو پاکیزگی اور صلہ رحم مین والدین کے وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا اور لیکن وہ دیوار پس دو یتیم بچون کی تہی کہ جو باشندہ شہر کے تہے اور اوسکے نیچے اونکا ایک دفینہ تہا اور باپ بہی اونکا نیک تہا پس پروردگار تیرے مربی نے چاہا کہ وہ اپنے شباب پر پہونچکے خود اپنا دفینہ نکالین خدا کی رحمت سے اور جو وہ دیوار گر جاتی تو خزانہ اور دفینہ نکل آتا خدا جانے کون اوٹہا پاتا اور کس صرف مین لاتا اور سینئے یہہ اپنی طرف سے تہوڑی کیا بلکہ حکم خدا تہا یہہ ہے تفسیر اوسکی کہ جسپر تمہین صبر نہوا **واعظ کہتا ہے** کہ اس قصہ مین بہت طویل الذیل مباحث علمی ہین گو ضیق وقت مانع اونکے تعرض سے ہے مگر اسقدر سمجھہ لینا ضرور ہے کہ ادلہ قطعیہ بلکہ ضرورت مذہب سے ثابت ہے کہ سہو و نسیان انبیا و ائمہ پر جائز نہین پس جمعًا بین الادلہ ضرور ہوا کہ آیات مذکورہ مین تاویل کیجائے اور نسیان محمول ترک پر ہو یا اور کسی مجازی معنون پر اور اسکا قرینہ بہی موجود ہے کہ اول نسبت نسیان حضرت موسیٰ اور حضرت

یوشع دونون کیطرف کی گئی ہے حالانکہ حضرت موسے کو اطلاع بھی مچھلی کے
رہجانے کی تھیر پر نہ تھی جبتک کہ یوشع نے حال بیان کیا اور اپنی سہو پر
تاسف کیا پس بدلیل سیاق ثابت ہوا کہ پہلے تو نسبت دونون کیطرف بطور
تغلیب و مجاز کے تھی اور اسیطرح خود یوشع کے بارے مین نسیان ذکر
محمول ترک تذکرہ پر ہی اسلیئے کہ حضرت یوشع بھی نبی معصوم تھے اور اسیطرح
حضرت خضر کے مواجہہ مین جو حضرت موسے نے اعتراف نسیان کیا تو آیات
تجسس کیطرح واجب التاویل ہے اور وعدہ کرنا حضرت موسے کا حضرت خضر سے
بہ نسبت ایسے امور کے تھا کہ جو عادۃً امتثال و اقران حضرت خضر سے محتمل الوقوع
ہون نہ بہ نسبت ایسے امور کہ جو بالکل خلاف شرع ظاہری ہو اسلیئے کہ گمان
و وہم بھی اونکا نہ تھا پس جب ویسے امر ظاہر ہوئے تو بوجوب امر بالمعروف و نہی
عن المنکر سے مجبور ہو کے تعرض کرنا پڑا علاوہ یہہ کہ حضرت موسے ٰ جمعیت کی عادی
تھے پس کمال درد دین سے حسب عادت بول بیٹھتے تھے اور رہا نہ جاتا تھا علاوہ
یہہ کہ ایسے مواضع مین بلکہ عموماً ایفاے وعدہ کا وجوب ثابت نہین اور انھون نے
وعدہ مین انشاء اللہ کی قید بھی دی تھی اور ظاہر ہے کہ مشیت خدا ایسے امور سے
متعلق نہین ہوتی پس جو باتین خلاف اوس شرع کی تھین کہ جسکے متعبد و پابند
حضرت موسے ؑ تھے اونپر روکنا ٹوکنا اونکی دانست مین عین حکم خدا تھا اور اوپر
سکوت کر جانا بلا تقیہ خلاف مشیت الٰہی پس یہہ مشیت خدا کو متعلق اوس سے
نجانتے تھے لہذا دخل دینا اوسمین خلاف وعدہ نہ سمجھتے تھے فافہم اور اور
بھی جواب ان مقامون کے مبسوط تفسیر ون مین مرقوم ہین از بسکہ اصل مقصود
سے ہمارے خارج تھے لہذا اونسے اعراض کیا اور پوشیدہ نرہا ہے

کہ حضرت موسیٰ اعلم و افضل حضرت خضر سے تھے جیسا کہ مفاد اکثر اخبار معتبرہ کا ہے اور مصلحت رفع شائبہ عجب کے کسی خاص امر مین بعض ایسی باتین کہ جو احاطہ علم موسیٰ سے باہر ہون من جانب اللہ حضرت خضر پر منکشف ہوئیں اعلمیت کو حضرت موسیٰ سے نہین اور یہہ ظاہر ہے کہ علم باریتعالی کو محیط کوئی نبی یا امام نہین وھو المطلوب اور بہر کیف ہمین یہہ مقصود ہے کہ شک حمدیت نہیں کہ ہمارے جناب رسالت مآبؐ و ائمہ اطیاب موسیٰ اور خضر دونون سے اعلم تھے جیسا کہ ایک روایت مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر مین موسیٰ اور خضر کے درمیان مین ہوتا تو ثابت کرد دیتا کہ مین اون دونون سے اعلم ہون اور موید اوسکے یہہ ہے کہ حضرت خضر اکثر حل مسائل مشکلہ کے لیے جناب امیرؑ کی خدمت مین آئے اور جناب امام حسن علیہ السلام سے یا خود جناب امیرؑ سے حل کر لیگئے ہین چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز جناب امیر سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر تکیہ کیے برآمد ہوئے اور ہمراہ رکاب جناب امام حسنؑ بھی تھے پس داخل مسجد الحرام ہوئے کہ ناگاہ ایک مرد خوبصورت و خوش پوشاک نے آ کے حضرت کو سلام کیا حضرت نے جواب دیا پھر وہ بیٹھہ گیا پھر کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین مین آپسے تین مسئلے پوچھتا ہون اگر ٹھیک آپنے جواب اونکا دیا تو مین سمجھون گا کہ امت نبی نے بعد نبی آپ پر ایسا ظلم کیا ہے کہ جسکی باداش و سزا سے نہ دنیا مین وہ مطمئن ہین نہ آخرت مین وگرنہ مین سمجھون گا کہ آپ اور وہ یکسان ہین فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَلْنِي عَمَّا بَدَا لَكَ حضرت نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ پوچھہ مجھسے فَقَالَ أَخْبِرْنِي إِذَا نَامَ الرَّجُلُ فَأَيْنَ تَذْهَبُ رُوحُهُ

پس کہا کہ بتائیے مجھسے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو اسکی روح کدہر جاتی ہے
وعن الرجل کیف یذکر وینسیٰ اور آدمی کیونکر یاد کرتا ہے اور بہول جاتا
وعن الرجل کیف یشبہ ولدہ الاعمام والاخوال اور ماموں اور
چچا سے بعض بچہ اسکا کیونکر مشابہ ہوتا ہے فالتفت الی الحسن
فقال یا ابا محمد اجبہ پس حضرت امام حسن کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کہ اے فرزند جواب دو پس حضرت نے فرمایا کہ اسشخص سے پوچھا ہے
کی روح ہوا سے متعلق رہتی ہے اور ہوا ہواے لطیف سے جنبش بیداری
ہونیکے وقت تک صاحب روح کے پس اگر اجازت دیتا ہے خدا اوسی روح کی
طرف بدن صاحب روح کے تو جذب کرتی ہے یہہ روح ہوا کو اور وہ ہوا
اوس ہواے لطیف کو پہر آتی ہے اور رہتی ہے بدن ذی روح مین
اور اگر اذن خدا رد روح کا بدن کیطرف نہین ہوتا تو ہواے لطیف جذب
کرتی ہے ہواے غلیظ کو اور ہوا روح کو پس نہین رد ہوتی طرف بدن کے
روز قیامت تک یا قبر مین زندہ ہونے کے وقت تک اور بہول جانا اور یاد
رکھنا پس دل آدمی کا ایک ڈبیا مین ہے اور ڈبیا پر ایک چیز بطور طبق ڈہپی ہے
پس اگر آدمی درود بہیجتا ہے نبی اور آل نبی پر تو وہ طبق کہل جاتا ہے
اور قلب روشن ہوتا ہے اور آدمی کو یاد آجاتا ہے جو کچہہ کہ بہول گیا ہے
اور اگر درود نہ بہیجا یا کم پڑہا تو طبق بند ہو جاتا ہے اور آدمی یاد بات بہی بہول
جاتا ہے بسبب تاریک ہو جانے قلب کے اور لیکن مشابہت اولاد چچا یا ماموں
سے پس اسکا یہہ سبب ہے کہ جب کوئی شخص بکمال اطمینان و تسکین قلب و
بدن و عروق کے ہمبستری زوجہ سے اپنی کرتا ہے تو نطفہ وسط رحم مین

قرار لیتا ہے پس لڑکا مشابہ والدین سے پیدا ہوتا ہے اور اگر اضطراب اور
گھبراہٹ سے صحبت کرتا ہے تو نطفہ بھی مضطرب ہو جاتا ہے پس اگر ادن
رگون پر پڑا کہ جو چچا سے متعلق ہین تو اولاد چچا سے مشابہ ہوتی اور جو ماموں
کی رگون پر گرا تو اولاد ماموں سے مشابہ ہوتی پس وجد مین آکے اوس
سائل نے کہا کہ مین وحدانیت خدا کی گواہی دیتا ہون جیسا کہ ہمیشہ دیتا رہا
ہون اور جناب رسالتمآبؐ کی نبوت کی اور جناب ولایتمآب کی امامت
کی اور اشارہ کیا جناب امیرؑ کی طرف اور بعد اونکے تمہاری امامت کی اور اشارہ
کیا حضرت امام حسن کیطرف پھر اسیطرح امام حسین علیہ السلام کی طرف پھر
باقی ائمہ کی امامت پر نام بنام حضرت صاحب العصر تک گواہی دی بلکہ رجعت
پر بھی پھر حضرت امیر علیہ السلام کو سلام کرکے رخصت ہوا پس جناب امیرؑ نے
حضرت امام حسنؑ سے فرمایا کہ اسکے ساتھ ساتھ جاکے دیکھو کر کہان جاتا ہے
حضرت جو تشریف لیگئے تو کیا دیکھتے ہین کہ مسجد سے باہر پاؤن نکالتے ہی
نظرون سے غائب ہو گیا معلوم نہوا کہ اوسے آسمان کہا گیا یا زمین پس حضرت
واپس آئے اور جناب امیرؑ سے یہہ ماجرا بیان کیا اونہون نے فرمایا کہ اے
ابو محمد تم اوسے پہچانتے ہو یا نہین حضرت امام حسن نے عرض کی کہ خدا اور رسول
اور امیر المؤمنین واقف تر ہین پس حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ یہہ خضر تھے
مؤمنین اب دیکھنا چاہیئے کہ وہی خضر جنسے استفادہ کرنے کو
حضرت موسےؑ نبی نے بحکم خدا مدۃ دراز سفر کیا وہی خضر خود دور و دراز
سے خدمت جناب امیر مین حاضر ہوئے استفادہ کے لیئے اور جناب امام
حسن نے تشفی کر دی پس زہے نصیب تمہارے کہ تم کن بزرگوارون کے

شیعہ اور خوشہ چین و عقیدت گزین ہوا اور جب صفت علم کا کہ جو عمدہ صفات ہے یہہ حال ہے تو اور صفات حضرت امام حسنؑ کا کیا ذکر لیں آج ہم مجمل سا حال حضرت کے علم کا اور جو امر متعلق اوس سے ہین لکھتے ہین آبن حجر سنگدل کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جناب صغر سن مین مطالعہ لوح محفوظ فرماتے تھے حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ رحبہ مین تشریف فرماتے اور ہر قسم کے لوگون کا ہجوم تھا گرد اور جناب کے کوئی تو استفتا کرتا تھا اور کوئی استغاثہ و مرافعہ کرتا تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے اوٹھہ کے حضرت کو سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے عرض کی کہ مین آپ ہی کی رعیت سے ہون اور انہین شہرون کا باشندہ ہون حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہین اگر ایک بار بہی تو حاضر ہوکر مجھے سلام کرتا تو مین تجھے کبہی نہ بہولتا اوسنے عرض کی کہ اَلْاَمَانُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ اگر جان کی امان پاؤن تو عرض حال کرون حضرت نے فرمایا جب سے تو ہمارے قلمرو مین داخل ہوا جب سے کوئی جرم تو تونے نہین کیا اوسنے عرض کی کہ نہین حضرت نے فرمایا کہ پہر کیا تو جنگی لوگون مین سے ہے اوسنے کہا کہ ہان حضرت نے فرمایا اِذَا وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا فَلَا بَاْسَ یعنے جبکہ لشکر کمر کہول ڈالے اور ہتھیار رکھدے تو پہر کچھ حرج نہین پہر اوسنے عرض کی کہ دہو کے سے مجھے معاویہ نے آپ کے پاس بہیجا ہے پوچھا چاہتا ہون مین آپ سے کہ جو ابن اصفر بادرمی سے نے بذریعہ میرے معاویہ سے پوچھوا بہیجا تہا اور کہلا بہیجا تہا کہ اگر تو مستحق اس عہدہ کا ہے اور واقع مین خلیفہ نبی ہے تو جواب دے میرے سوال کا تاکہ مین تیری پیروی کرون اور

رحبہ ایک محلہ ہے کوفہ مین ۱۲

بہت عمدہ عمدہ اور نفیس نفیس ہدیہ اور تحفہ میرے لئے بھیجوں پس کچھ جواب وہ نہ لیگا اور بڑا اتفاق ہوا اوسے پس مجھے آپ کے پاس بھیجا حضرت نے فرمایا کہ خدا قتل کرے ہندہ جگر خوار کے بیٹے کو کسقدر گمراہ اور اندہا ہے وہ اور اوسنے رفیق خدا در میان میرے اور اس امت کے حکم منا سب کیا ان لوگوں نے مجھسے قطع رحم کیا اور میری زندگی کے دن ضائع و برباد کئے اور محروم کیا مجھے میرے حق سے اور میرے رتبہ عالی کو گھٹادیا اور اتفاق کر لیا مجھسے نزاع کرنے پر الا حسن و حسین و محمد بن حنفیہ ایس وہ سب حاضر ہوئے پس فرمایا کہ اے شامی یہ دونوں فرزند دلبند رسالت مآب ہیں اور یہ تیسرا فرزند ہے انمیں سے جس سے چاہو اون بالوں کو پوچھ لے فقال اسئل ذا الوفرة یعنی الحسن اوسنے عرض کی کہ مین اس جھنڈو لے لڑکے سے یعنی امام حسن سے پوچھوں گا فقال لہ الحسن سلنی عما بدا لک پس حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے مجھ سے پوچھ فقال الشامی کم بین الحق والباطل حق و باطل مین کتنا فرق ہے و کم بین السماء والارض اور آسمان و زمین مین کتنا و کم بین المشرق والمغرب اور مشرق سے مغرب تک کتنا وما قوس قزح اور قوس قزح یعنے دھنک کیا چیز ہے وما العین التی تأوی الیھا ارواح المشرکین اور وہ کون چشمہ ہے جسکی طرف رجوع کرینگی روحین مشرکون کی وما العین التی تأوی الیھا ارواح المومنین اور وہ کون چشمہ ہے جسکی طرف جائینگی روحین مومنون کی وما المؤنث اور مونث کے کیا معنے ہین وما عشرة اشیاء بعضھا اشد من بعض اور وہ کون

وس چیزین ہین کہ جنمین ہر ایک غالب تر ہے دوسرے پر قَالَ الْحَسَنُ
بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ اَرْبَعُ اَصَابِعَ فَمَا رَاَيْتَهُ بِعَيْنَيْكَ فَهُوَ الْحَقُّ وَقَدْ
تَسْمَعُ بِاُذُنَيْكَ بَاطِلًا كَثِيْرًا جناب امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ حق
و باطل مین چار انگل کا فرق ہے پس جو کچھہ تو آنکھہ سے دیکھتا ہے وہ تو حق
ہے اور جو کان سے سنتا ہے وہ اکثر غلط اور باطل ہوجاتا ہے اور آنکھ
اور کان مین تقریباً چار ہی انگل کا فاصلہ ہے فَقَالَ الشَّامِيُّ صَدَقْتَ
يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ اوس شامی نے کہا کہ سچا ارشاد ہوا اے فرزند رسول خدا
قَالَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَمَدُّ الْبَصَرِ فَمَنْ قَالَ
لَكَ غَيْرَ هٰذَا فَكَذِّبْهُ قَالَ صَدَقْتَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ پھر فرمایا
کہ درمیان آسمان و زمین دعای مظلوم اور نظر کے دور پہنچنے کا فاصلہ ہے
اور جو کوئی اور کچھہ بیان کرے تو اوسے جھٹلا دینا شامی نے کہا کہ درست
فرمایا قَالَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِلشَّمْسِ تَنْظُرُ اِلَيْهَا حِيْنَ
تَطْلُعُ مِنْ مَشْرِقِهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهَا حِيْنَ تَغِيْبُ فِيْ مَغْرِبِهَا قَالَ الشَّامِيُّ
صَدَقْتَ فرمایا کہ مشرق سے مغرب تک آفتاب کی ایکدن کی راہ ہے کہ طلوع
و غروب کے وقت دکھائی دیتا ہے شامی نے کہا سچ ہے قَالَ الشَّامِيُّ
مَا قَوْسُ قُزَحَ شامی نے کہا پھر قوس قزح کیا چیز ہے قَالَ وَيْلَكَ لَا تَقُلْ
قَوْسُ قُزَحَ فَاِنَّ قُزَحَ اسْمُ شَيْطَانٍ وَهُوَ قَوْسُ اللهِ وَهٰذِهٖ عَلَامَةُ
الْخِصْبِ وَاَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ فرمایا کہ وائے تجھ پر اوسکو
قوس قزح نہ کہہ اسلئے کہ قزح شیطان کا نام ہے اور وہ شیطان کی کمان
کہان ہے بلکہ قوس خدا بیگمان ہے اور علامت ارزانی ہے اور باعث

مان اہل ارض سے ہے غرق سے وَاَمَّا العَینُ الَّتِی تَاوِی اِلَیھَا اَرْوَاحُ
الْمُشرِکِینَ فَھِیَ عَینٌ یُقَالُ لَھَا الْبَرْھُوتُ اور وہ چشمہ کہ جو مقام ارواح
بیشہ ہے اوسے برہوت کہتے ہین وَاَمَّا الْعَینُ الَّتِی تَاوِی اِلَیھَا
اَرْوَاحُ المُؤمِنِینَ فَھِیَ عَینٌ یُقَالُ لَھَا سَلمیٰ اور جو چشمہ کہ پاک روحون
کی جگہہ ہے وہ سلمی ہے وَاَمَّا المُؤنَّثُ فَھُوَ الَّذِی لَا یُدْرٰی اَذَکَرٌ
ھُوَ اَمْ اُنثٰی فَاِنَّہٗ یُنتَظَرُ بِہٖ فَاِنْ کَانَ ذَکَرًا احْتَلَمَ وَاِنْ کَانَتْ اُنثٰی حَاضَتْ
وَبَدَا ثَدْیُھَا وَاِلَّا قِیلَ لَہٗ بُلْ عَلَی الْحَائِطِ فَاِنْ اَصَابَ بَوْلُہُ الْحَائِطَ
فَھُوَ ذَکَرٌ وَاِنْ انْتَکَصَ بَوْلُہٗ کَمَا یَنْتَکِصُ بَوْلُ الْبَعِیرِ فَھِیَ الْمَرْاَۃُ
اور لیکن موٴنث یعنے مخنث پس وہ وہ ہے کہ نہ مرد معلوم ہو نہ عورت یعنے
دونون آلے اور عضو تناسل کے رکھتا ہو پس انتظار کرکے دیکھنا چاہیئے
اگر مرد ہوگا تو اوسے احتلام ہوگا یعنے نہانے کی حاجت اور اگر عورت
ہوگا تو حیض دیکھے گا اور سینہ پر پستانون کا ابھار ہوگا نہین تو اوسے
کہین گے کہ دیوار پر پیشاب کر پس اگر سیدہی دہار جاکے دیوار پر پڑیگی
تو وہ مرد ہے اور اگر دہار اولٹ پڑے گی اونٹ کی طرح تو وہ عورت
ہے وَاَمَّا عَشَرَۃُ اَشْیَاءٍ بَعْضُھَا اَشَدُّ مِنْ بَعْضٍ فَاَشَدُّ شَیْءٍ خَلَقَہُ
اللّٰہُ الْحَجَرُ وَاَشَدُّ مِنَ الْحَجَرِ الْحَدِیْدُ یُقْطَعُ بِہِ الْحَجَرُ وَاَشَدُّ مِنَ الْحَدِیْدِ
النَّارُ تُذِیْبُ الْحَدِیْدَ وَاَشَدُّ مِنَ النَّارِ الْمَاءُ یُطْفِیُ النَّارَ وَ
اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ السَّحَابُ تَحْمِلُ الْمَاءَ وَاَشَدُّ مِنَ السَّحَابِ الرِّیْحُ تَحْمِلُ السَّحَابَ
وَاَشَدُّ مِنَ الرِّیْحِ الْمَلَکُ الَّذِیْ یُرْسِلُھَا وَاَشَدُّ مِنَ الْمَلَکِ الْمَلَکُ
الْمَوْتُ الَّذِیْ یُمِیْتُ الْمَلَکَ وَاَشَدُّ مَلَکِ الْمَوْتِ الْمَوْتُ الَّذِیْ

وَاَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ اَمْرُ اللّٰہِ الَّذِیْ یُمِیْتُ الْمَوْتَ فَقَالَ الشَّامِیُّ صَدَقْتَ
اَشْھَدُ اَنَّکَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَقًّا وَاَنَّ عَلِیًّا اَوْلٰی بِالْاَمْرِ مِنْ مُعَاوِیَۃَ اَوْلٰیکن
وہ دس چیزین کہ جنمین بعض غالب تر بعض پر ہین پس پتھر ہے وہ غالب تر خلق
خدا پتھر ہے کہ جو سب سے زیادہ سخت تر ہے اور پتھر سے بھی غالب تر لوہا
ہے جو پتھر کو بھی کاٹ ڈالتا ہے اور آگ لوہے سے بھی غالب ہے کیونکہ اوسے
پگھلا کے پگھلا دیتی ہے اور آگ سے پانی غالب تر ہے کہ اوسے بجھا دیتا ہے
اور پانی سے بھی غالب تر ابر ہے کہ اوسے اوٹھا لے اوٹھائے لیے پھرتا ہے
اور ابر پر غالب ہوا ہے کہ وہ ابر کو بھی اوٹھائے رہتی ہے اور ہوا سے
بھی غالب وہ فرشتہ ہے کہ جو ہوا کو جا بجا پہنچاتا ہے اور اوس فرشتے
سے غالب ملک الموت ہے کہ جو موت دیگا اوس فرشتے کو بھی اور
ملک الموت سے غالب خود موت ہے کہ ملک الموت کو بھی فنا کر دیگی اور موت
سے بھی غالب حکم خدا ہے کہ جو موت کو بھی فنا کر دے گا پس اوس شامی نے
کہا کہ سچ کہا ہے آپ نے مین گواہی دیتا ہون کہ آپ فرزند رسول خدا ہین
حق اور بیشک اوس بات کی کہ حضرت امیر لائق تر ہین ساتھہ منصب حکومت
کے معاویہ سے پھر وہ جواب باصواب معاویہ نے ابن اصفر کے پاس بھیجا پس
اوسنے معاویہ کو لکھا کہ اے معاویہ کلام کرتا ہے تو مجھہ سے اور کے کلام سے
اور پیش کرتا ہے تو دوسرے کا جواب قسم حضرت مسیح کی کہ یہہ تیرا جواب نہین
اور نہین ظاہر ہوا مگر معدن رسالت سے اور تو تو اگر ایک درہم بھی مجھہ سے
مانگے تو مین ندونگا واقعی معاویہ کو کیا طاقت و لیاقت تھی کہ جو مقابل سیدی
شباب اہل جنہ علم و عمل کی راہ سے قابل اعتنا ہو سے چہ نسبت خاک را

بعالم پاک شان و نمک اے قلم تحریر کر مدح حسن ✤ شہرۂ آفاق ہے خلق
حسن ✤ ہے وہ سردار جوانان بہشت ✤ سرو سرسبز گلستان بہشت ✤
جد ہے جنکا باپ سلطان عرب ✤ اللہ اللہ کیا نسب ہے کیا حسب ✤ فاطمہ
زہرا نے اونکے دامن مین پالا ✤ مونھہ سے مونھہ نانا پیمبر نے ملا ✤ مسند عرش شرف
کا صدر ہے ✤ آسمان سروری کا بدر ہے ✤ نائب حیدر امام مجتبیٰ ✤ زینت
الاخیار سبط مصطفیٰ ✤ ذو المفاخر الکریم ابن الکریم ✤ ذو المناقب مالک
خلق عظیم ✤ خلق اونکا خلق مین مشہور ہے ✤ اسطرح اخبار مین مذکور ہے
ایکدن اسوار جاتے تھے حسن ✤ کرتے تھے جھک جھک کے مجرا مرد و زن ✤
ایک جگہہ پر جمع کچھہ مجذوم تھے ✤ اکل مین مشغول وہ مغموم تھے ✤ دیکھکر شہ
کو کیا سب نے سلام ✤ اور کہا کچھہ نوش کیجئے یا امام ✤ اتفاقاً آپ صوم سے تھے
شاہ دین ✤ ہنس کے فرمایا ہنیئاً مؤمنین ✤ تمکو خالق دے زیادہ نوش جان
صوم سے ہون ورنہ ہوتا میہمان ✤ ساتھہ اونکے دلمین گذرا یہ خیال
دل شکستہ ہین او نہین ہوگا ملال ✤ یعنے ہمسے آپکو ہے اجتناب ✤ نوش یا
اس باعث نہین کرتے جناب ✤ آہ جب دلمین گذرا یہ خیال ✤ رحم آیا
اون پہ حضرت کو کمال ✤ شرم کے مارے خمیدہ ہوگئے ✤ گریہ کرتے اور
آبدیدہ ہوگئے ✤ سر اوٹھا کر پھر کہا اے دوستان ✤ شام کو تم ہو ہمارے
میہمان ✤ الغرض سبکو اونہین مہمان کیا ✤ ساتھہ کھانا اونکے نوش جان
کیا ✤ کچھہ نہ حضرت نے کیا پاس مرض ✤ جبر قلب تھی شہ کی غرض ✤
اب تو اے نفس اپنی ہی خوبی جتا ✤ کتنے دل توڑے ہین تو نے سچ بتا
کسکے کسکے دل کو آزردہ کیا ✤ آہ کس کس گل کو پژمردہ کیا

کی عیادت تونے کس بیمار کی * چارہ سازی کی تھی کس ناچار کی * زخم دل کا کسکے مرہم تو ہوا * کسکا تو غمخوار اے بدخو ہوا * کوئی بھی دل تونے اے ظالم خوش کیا * کسکو خرم تونے اے سرکش کیا * دردمندون کے نہ سمجھا درد کو بادِ ٹھنڈی بھی سمجھا آہِ سرد کو * دل شکستہ کا کیا کب تونے جبر * موذئے مؤمن رہا تو مثل گبر * تونے راحت کسکو پہونچائی بھلا * تو بھلا کیونکر ہووے گا بھلا * پس فی نفسہ اوس خبیث کو کب لیاقت خلافت تھی کہ جو مقابل مین ایسے حجت خدا کے ہوتے اور خلافت انسے اوسکی طرف منتقل ہوتی اسلیئے کہ وہ مناصب آلہیہ سے ہے کہ باستحقاق حاصل ہوتی ہے نہ بمصالحہ یا کسیکے اوسنے لینے سے * لیاقت ذاتی کون کسیکو دے سکتا ہے پس یہہ تو ہم اہلسنت جماعت کہ بعد مصالحہ امام حسن معاویہ عاویہ سے کہ جو نمونہ صلح حدیبیہ تھا خلافت اوسکی طرف منتقل ہوگئی بالکل بیجا ہے بلکہ بحکم اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا ہر حال مین اور ہر طرح سے حق بجانب ہمارے رہا آگی اصل حال بدمال معاویہ مثل آوازِ طشت از بام افتادہ دوست دشمن سب پر ظاہر ہے سیاہ سفیدہ نطفہ حرام کا تھا جو حاکم تھا شام کا * جسکا سگا یزید ہے قاتل امام کا * مارا اوسی نے اصل مین عثمان کے تئین * تہمت علی کو قتل کی کرتا تھا لعین کرتا رہا امیر علیہ السلام سے * جنگی کہ جنگ جنگ ہے خیر الانام سے * سنبر پہ لعن ہوتی تھی حیدر کو برملا * اس فعل کا رواج دیا اوسنے سالہا جعدہ کو لالچ اوسنے زر و مال کا دیا * تب اوسنے جام زہر حسن کو پلا دیا اسنے حسن کو زہر کے پانی سے مارا ہے * بیٹے نے شہ کو تشنہ دہانی سے مارا ہے * اک روز مصطفےٰ نے بلایا اوسے کہین * کچھ نہ ہر بار کرنے کو

بیٹھا رہا لعین * فرمایا شاہ دین نے کہ بہوکا اسکی کم نہو * کہانے سے یہ
اسکا الہی شکم نہو * آخر یہہ بددعا ہی نبی نے کیا اثر * کہاتا تہا سیرن پسیر نہوتا تہا
مکر * البتہ مکر و تزویر مین وہ پر شریر بہتیل و بے نظیر تہا چنانچہ جب زیاد بد نہاد
بانی شر و فساد حضرت امیر و جناب امام حسن سے منحرف ہو گے بمفاد
الجنسُ یَمیلُ اِلَی الجِنسِ معاویہ کی طرف مائل ہوا تو بمزید تالیف قلب
اوس گرگ باران دیدہ نے چاہا کہ زیاد کو اپنے نسب مین شریک کر کے بہائی
بنالے اسلئے کہ زیاد کی باپ کا کچہہ پتا نہ لگتا تہا وہ نطفۂ نا تحقیق تہا اسی سبب
سے بعضے اوسے زیاد بن ابیہ یعنے زیاد اپنے باپ کا بیٹا اور بعض مان کی
طرف نسبت کر کے زیاد بن سمیہ یعنے زیاد سمیا کا بیٹا کہتے تہے پس جب زیاد
بقصد ملاقات معاویہ شام شوم مین وارد ہوا تو معاویہ نے لوگون کو
جمع کر کے دربار عام کیا اور منبر نصب کر کے اوسپر گیا اور جس زینہ پر بیٹہا
اوسکے نیچے والے زینے پر زیاد کو بٹہایا اور بعد حمد و ثنا سے الہی کے کہنے
لگا کہ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ عَرَفْتُمْ نَسَبَنَا اَهْلَ الْبَیْتِ فِی زِیَادٍ فَمَنْ کَانَ
عِنْدَهٗ شَهَادَةٌ فَلْیَقُمْ بِهَا یعنے ایہا الناس مینے پہچانا کہ زیاد بہی ہمارے
ہی خاندانی نسب مین شریک ہے پس جو واقف کار ہو وہ اوسکی گواہی
دے فَقَامَ اُنَاسٌ فَشَهِدُوْا اَنَّهٗ ابْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَ اَنَّهُمْ سَمِعُوْهُ
اَقَرَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ پس کچہہ ایمان فروش اوٹہہ کہڑے ہوئے اور اونہون نے
گواہی دی کہ ہان یہہ ابو سفیان کا بیٹا ہے اور بگوش خود ہمنے سنا ہے
کہ وہ اپنے زندگی مین اسکی فرزندی کا اقرار کرتے تہے پس یکایک ابو مریم
سلولی بہی اوٹہا اور یہہ شخص جاہلیت و کفر مین بڑا شرابی تہا ہمیشہ

مین بدمست و از خود رفتہ رہا کرتا تہا اور کہنے لگا کہ اسے امیر المؤمنین اسے معاویہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ ایکدفعہ ابوسفیان میرے پاس طائف مین آئے پس مینے اونکی ضیافت کا سامان کیا بہت نفیس شراب اور نہایت عمدہ گوشت گزک کے کبابون کے لئے مینے اوسکے واسطے مہیا کیا پس جب وہ شراب و کباب کہا پی چکا تو مجہسے کہنے لگے کہ طائف کے طوائف مین کوئی زن بازاری لا پس مجبور مینے اونکی خاطر عزیز سے قوادی گوارا کی کہ سمیہ پاس جاکے مینے کہا کہ ابوسفیان کو جو آج عزت و آبرو سے اور جیسی اوسکی بات ہے وہ تجہسے پوشیدہ نہین اسوقت اوسے ایک عورت کی تلاش ہے اگر تیرا جی چاہے تو تو ہی صحیح مینے خبر کردی پہر مجہسے شکایت نکرنا اب تو جانے اور تیرا کام اوسنے کہا کہ تہوڑی ہی دیر مین عبید بکریون کی بہیر چرائی پر سے لاتا ہوگا جب وہ آکے کہانا کہا کے پڑ رہے گا تو پہر مین ضرور آؤنگی مینے جاکے ابوسفیان کو خبر دی تہوڑی سی دیر گذری ہوگی کہ حسب وعدہ وہ آپہونچی اور ابوسفیان سے اور اوس سے صبح تک صحبت گرم رہی پہر صبح کے پہونچتے ہی وہ تو اپنے گہر چلی گئی اور ابوسفیان برآمد ہوئے تو مینے پوچہا کہ سمیہ کے حسب دلخواہ آپکے تہی پس جواب دیا کہ ہان اچہی تو تہی مگر کیا کہئے کہ اوسکی بغلون بدبو بہت آتی تہی یہہ رقت کا بندہ سکے زیاد منبر سے کہنے لگا کہ اسے ابومریم تمہین کچہہ خبر ہے ایسے دربار عام مین اسطرح بے تحاشا لوگون کی مان کو دشنام ندو جو جیسا کرے گا ویسا پاے گا اگر کل تمہاری مان کو کوئی دشنام دے تو پہر تم کیا کروگے الغرض بعد ان سب مرحلون کے خود زیاد منبر پہ کہڑے ہوئے اور لوگون کو چپ کرکے

بعد حمد و ثنای الٰہی کے کہنے لگے کہ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ مُعَاوِیَۃَ وَالشُّھُوْدَ قَدْ قَالُوْا مَا سَمِعْتُمْ یعنے ایہا الناس معاویہ اور گواہون کا بیان تم نے سنا وَ لَسْتُ اَدْرِیْ حَقٌّ ھٰذَا اَمْ بَاطِلٌ اور میری بلا جانے کہ سچ ہے یا جھوٹ ھُوَ وَالشُّھُوْدُ اَعْلَمُ بِمَا قَالُوْا وہ خود جانے یا وہ گواہ جانیں اِنَّ بکرہ دن راوی وَ اِنَّمَا عُبَیْدٌ اَبٌ مَبْرُوْرٌ وَ الٌ مَشْکُوْرٌ یعنی فقط اتنا جانتا ہون کہ عبید جروا ہا والد مغفور ہے اور اوسکے اہل و عیال آل مشکور ہین اس مضمون لطافت مشحون کو ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں ابن حمید سے نقل کیا ہے اور اونہون نے اپنے اوستاد ابو عثمان سے روایت کی ہے کہ یہی زیاد بد نہاد جب والی بصرہ تھا تو ایک روز اسکا گذر ہوا قریب وجوار سے ابو عریان عدوی کے اور وہ بڑے جہان دیدہ اور مسن سیدہ تھے اور گردش زمانہ کا تماشا دیکھتے دیکھتے اونکی آنکھیں سفید ہو گئی تہین بڑہاپے کے مارے آنکھون سے معذور اور بالکل نابینا ہو گئے تھے پس ہجوم و ہام ہٹو بچو کی سنکے ابو عریان نے اپنے رفقا سے پوچھا کہ یہہ کون جاتا ہے اور کسکی سواری کی یہہ تیاری ہے لوگون نے کہا کہ امیر یا تو قیر زیاد بن ابی سفیان کی یہہ سواری ہے ابو عریان نے کہا چہ خوش زیاد کو سفیان سے کیا نسبت ہے چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا + اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاسًا وَّ نَاوِلْھَا ارے مہربان مین اگلے وقت کا آدمی ہون مجہہ سے زیادہ کیا کوئی جانے بخدا ابو سفیان کے بعد بجز یزید و معاویہ و عتبہ و عنبسہ و حنظلہ و محمد کے اور کوئی فرزند اوسکا نہ تھا نام بنام تو میرے دل پر لکھا ہوا ہے زیاد بچارہ کہان ٹپکا کے دسہرے کی طرح کود پڑا ہان معاویہ نے زندگی سے اونکے ساتھ

زیاد کو بہی زیادہ کر لیا پس یہہ خبر جو زیاد کو پہونچی تو اوسنے ابو عریان کے
پاس شکایت کبہیجی اور دوسے اشرفیان بہی بطور رشوت دین پس یہہ ماجرا
دیکہہ کے کہا ابو عریان نے اشرفیان لیتے وقت کہ اے میرے چچیرے بہائی
زندہ باش آخر صلۂ رحم کا خیال آہی گیا جو یہہ اشرفیان تمنے ہمارے حرف
کو بیچین شالش جزاک اللہ یہی چاہیئے سعادتمندی اسیکو کہتے ہین پہر دوسر
دن حسب معمول ابو عریان گہر سے نکل کے دوستون مین بیٹہے ہوئے
شعر و سخن نا چاہا کر رہے تہے کہ ناگاہ زیاد کی سواری آئی پس زیاد نے سوار کی
روک کے ابو عریان کو سلام کیا انہون نے چاہا تہا کہ جواب دین کہ ناگاہ رقت
طاری ہوئی گریہ گلوگیر ہوا آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے لوگون نے اوس گریہ
بے محل کا سبب پوچہا کہنے لگے کہ کیا کہون زیاد کی آواز سنکے مجہے یاد شیخ
ابو سفیان مغفور یاد آگئے بالکل وہی تو لب ولہجہ ہے ایک کو پردے مین
سے نکالے دوسرے کو بٹہائیے یا اسوقت اون مرحوم کی صورت میری
آنکہون مین پہر گئی واہ شباہت اسے کہتے ہین پردے کے پیچہے بولین تو نہ
نہ کہلے کہ زیاد ہین یا ابو سفیان کیون نہو الولد سر لابیہ باپ پوت
پرا پت گہوڑا بہت نہین تو تہوڑا تہوڑا یہہ خبر جو معاویہ کو پہونچی تو اوسنے
کچہہ شعر ابو عریان کو لکہہ بہیجے کہ اشرفیون کی بدولت سے تمنے خوب زیاد کو رنگا
بہت اچہا اوسپر ملمع کیا بڑے قلعی گر ہو اگر پہلے سے وہ نذرانہ تمہین بہیجدیتا
تو فضیحت کی نوبت کاہیکو آتی انہون نے جواب مین معاویہ کے کچہہ اور
شعر لکہے جنکا یہہ خلاصہ ہے اے معاویہ تم ایسے ناخلف ہو کہ ہمین بہول
گئے اور زیاد بڑا سعادتمند ہے کہ وہ صلۂ رحم کرتا ہے اور جو جیسا کریگا

ویسا پاے گا مین کیونکر اونکا جنبہ نکرون حالانکہ نسب اونکا میرے نزدیک پایہ تحقیق پر پہونچا یہ حال کیا وہی معاویہ اور جماعت معاویہ کا تھا اور یہ گمرکیا وہی وہ شرارت تھی کہ ہمیشہ الزام اوٹھاتا تھا اور بہر صحبت عند اکا سا شکوہ کرتا تھا راوی والدی العلامة سلطان العلماء طاب ثراہ فی بعض رسالۃ المؤلفۃ عن ابن ابی الحدید انہ قال وجادۃ عن شرحبیل المعروفہ عن حبیب بن ثابت ہاے والد ہم سلطان العلما جناب رضوانمآب اعلے اللہ مقامہ نے بطور وجادہ فاضل [illegible] روایت کی ہے اور اوسنے حبیب بن ثابت سے قال خطب معاویۃ ذات یوم بالکوفۃ حین دخلہا والحسن والحسین جالسان تحت المنبر فذکر علیا فنال منہ ثم نال من الحسن راوی کہتا ہے کہ ایک روز خطبہ پڑہا معاویہ نے کوفہ مین جب داخل کوفہ ہوا تھا اور اتفاقاً حسنین علیہما السلام بہی زیر منبر تشریف فرما تھے پس اثناے خطبہ مین ذکر حضرت امیرؑ کیا اور شکایت کی اونکی پہر شکایت جناب امام حسن علیہ السلام کی فقام الحسین لیرد علیہ پس بقصد کلام نا فرجام معاویہ حضرت امام حسین علیہ السلام اوٹھہ کہڑے ہوئے فاخذ الحسن بیدہ فاجلسہ پس حضرت امام حسن نے اونکا ہاتہہ پکڑکے اونہین بٹھالیا ثم قام فقال ایہا الذاکر علیا انا الحسن وابی علی وانت معاویۃ وابوک صخر پہر حضرت خود اوٹھہ کہڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے ذکر کرنیوالے علی کے مین حسن ہون اور والد میرے علی ہین اور تو معاویہ ہے اور تیرا پدر سنگدل صخر ہے وامی فاطمۃ وامک ہند اور میری والدہ

حکایت لطیفہ بیمن

حضرت فاطمہ زہرا سردار دافسر زنان جنت ہین اور تیری مان ہندہ جگر خوارہ ہے وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَجَدُّكَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ اور میرے جد امجد رسول خدا او رتیرا دادا عتبہ بن ربیعہ ہے وَجَدَّتِیْ خَدِیْجَةُ وَجَدَّتُكَ قُتَیْلَةُ اور میری جدہ ماجدہ حضرت خدیجہ ہین اور تیری قتیلہ ہے فَلَعَنَ اللّٰهُ اَخْمَلَنَا ذِکْرًا وَاَلْاَمَنَا حَسَبًا وَشَرَّنَا قَدِیْمًا وَحَدِیْثًا وَاَقْدَمَنَا کُفْرًا وَنِفَاقًا پس ہم تم دونون مین جو زیادہ گم نام ہو یا بزرگی وحسب ونسب کی راہ سے سابق مین بھی اور بالفعل بھی زیادہ بدنام ہو اور جسکا کفر ونفاق زیادہ قدیم سے شہرۂ آفاق ہو خدا اوسپر لعنت کرے فَقَالَ طَوَائِفُ مِنْ اَهْلِ الْمَسْجِدِ اٰمِیْنَ پس بہت سے قبیلون نے اہل مسجد سے کہا آمین قَالَ یَحْیٰی بْنُ مُعِیْنٍ وَاَنَا اَقُوْلُ اٰمِیْنَ کہا یحیی بن معین محدث اہل سنت نے کہ مین بھی کہتا ہون آمین قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ قَالَ الْفَضْلُ وَاَنَا اَقُوْلُ اٰمِیْنَ کہا ابو عبیدہ نے کہ کہا فضل نے کہ مین بھی کہتا ہون آمین قَالَ اَبُوْ الْفَرَجِ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ وَاَنَا اَقُوْلُ اٰمِیْنَ کہا ابو الفرج نے کہ کہا ابو عبیدہ نے کہ مین بھی کہتا ہون آمین وَیَقُوْلُ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ الْاَصْبَهَانِیُّ اٰمِیْنَ اور کہتا ہے علی بن حسین اصفہانی کہ آمین قُلْتُ وَیَقُوْلُ عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ اَبِی الْحَدِیْدِ مُصَنِّفُ هٰذَا الْکِتَابِ یَعْنِیْ شَرْحَ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ اٰمِیْنَ اور ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغۃ کہتا ہے کہ مین بھی کہتا ہون آمین وَاَنَا صَاحِبُ الْکِتَابِ یَعْنِیْ الْبَوَارِقِ اَقُوْلُ اٰمِیْنَ اور مین کہتا ہون صاحب کتاب یعنی بوارق کہ آمین وَاَنَا صَاحِبُ الْکِتَابِ اَعْنِیْ الطَّرَائِفَ وَالْمَوَاعِظَ اَقُوْلُ اٰمِیْنَ ثُمَّ اٰمِیْنَ بَلْ وَاَلْفَ اَلْفَ اٰمِیْنَ

اور صاحب کتاب طرائف الظرائف وکتاب مواعظ یعنے یہہ نحیف و اعزابحی
کہتا ہے کہ آمین بلکہ مکرر آمین بلکہ ہزار در ہزار آمین وَ قُوْلُوْا اَنْتُمْ اَیُّهَا الْمُتَّعِظُوْنَ
مِنْ حَاضِرِی الْمُؤْمِنِیْنَ اٰمِیْنَ وَ اَلْفَ اٰمِیْنَ اور جو برادران ایمانی اور
اخلاے روحانی شریک بزم وعظ ہین اونسے یہی گذارش ہے کہ وہ کہین
آمین بلکہ ہزار آمین آمین حضرت امام حسن کا مرتبہ تو نہایت عالی تھا اونسے ادنے
اونکے خوشہ چینون سے معاویہ اور اوسکے رفقانے جو زک اوٹھائی ہے وہ شہرہ
آفاق وزبان زد خلائق ہے چنانچہ حکایت لطیفہ طرماح بن عدے سینے تفسیر
احسن القصص مین درج کی ہے اور وہ یہہ ہے فِیْ مَجَالِسِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
غَیْرِهٖ مِنْ کُتُبِ التَّارِیْخِ وَ السِّیَرِ اَنَّ طِرِمَّاحَ بْنَ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ کَانَ
رَجُلًا لَحِیْمًا شَحِیْمًا بَدِیْنًا جَسِیْمًا اَدِیْبًا اَرِیْبًا کتاب مجالس المومنین وغیرہ مین
ہے کہ طرماح بن عدی مرد لحیم وشحیم وجسیم وفربہ وتنومند وعاقل وادیب کامل
تھے وَفِیْ تَارِیْخِ ابْنِ هِلَالِ الَّذِیْ عُمِلَ عَلَی اسْمِ السُّلْطَانِ شُجَاعِ الْمُبَارِزِیْ
اور تاریخ ابن ہلال مین کہ جو نام سے شاہ شجاع مبارزی کے لکھی گئی ہے مرقوم
ہے اَنَّهٗ لَمَّا قَدِمَ عَلِیٌّ مِنْ حَرْبِ الْجَمَلِ کَتَبَ مُعَاوِیَةُ اِلَیْهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ
عَلَیْهِ کہ جب جناب امیر جنگ جمل سے پہرے تو معاویہ غاویہ نے اونہین یہہ
خط بے ربط بلکہ سراسر خبط لکھا اَمَّا بَعْدُ فَقَدِ اتَّبَعْتَ مَا یَضُرُّكَ وَتَرَكْتَ
مَا یَنْفَعُكَ وَخَالَفْتَ کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِیِّهٖ وَقَدْ اِنْتَهٰی اِلَیَّ مَا
فَعَلْتَ بِحَوَارِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ طَلْحَةَ وَزُبَیْرٍ وَاُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ
فَوَاللّٰهِ لَاَرْمِیَنَّكَ بِشِهَابٍ لَا تُطْفِئُهُ الْمَاءُ وَلَا تُزَعْزِعُهُ الرِّیَاحُ
اِذَا وَقَعَ وَقَبَ وَاِذَا وَقَبَ ثَقَبَ وَاِذَا ثَقَبَ اِلْتَهَبَ

حکایت لطیفہ طرماح

فَلَا یَهُولَنَّكَ الْجُيُوشُ وَاسْتَعِدَّ الحَرْبَ خلاصہ یہہ کہ بعد حمد و نعت تمہین معلوم ہوا کہ تمنے اپنے مضربات لوٹکے اور نفع کی رفع و دفع کی حد اور دونون کے خلاف کیا اور داس انصاف صاف ہاتھہ سے دیا اور جو کہ تمنے طلحہ و زبیر رسول خدا کے حواریون سے اور ام المؤمنین عائشہ سے کیا وہ سب مجھہ تک پہونچے خدا کی قسم تمہین ایسا شہاب ثاقب اور کاری تیر مارون گا کہ جسے پانی نہ بجھائے اور ہوا کے تیز جھونکون سے بھی وہ اسطرح نہ ہٹ جائے کہ اوسکا نشانہ چوک جائے ہدف سینہ پر جب پڑے تو فورًا اوسمین گر پڑے اور جب گر پڑے تو پھر نہ اتر سے بلکہ دوسار ہو سینے کے تودے سے پار ہو اور سینہ توڑنے سے جسکے دل کو تکلیف و آزار ہو جہان پر وہ گر جائے تو فورًا آگ بھڑکا ئے بس ذرا زیادہ اپنے ہتھیارون پہ نہ اترانا اور نہ اپنے لشکر کی کثرت خیال مین لانا فَلَمَّا قَرَأَ كِتَابَهُ أَجَابَهُ وَكَتَبَ إِلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ پس جب حضرت نے یہہ خطبہ پڑہا تو اوس لعین کو یہہ نامہ بلاغت شمامہ لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبْدِهٖ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَوَصِيِّهٖ وَاَبِي الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَقَاتِلِ جَدِّكَ وَعَمِّكَ وَخَالِكَ اَنَسِيْتَ قَوْمَكَ يَوْمَ بَدْرٍ وَالسَّيْفَ الَّذِيْ قَتَلْتُهُمْ بِهٖ هُوَ مَعِيْ يَحْمِلُهٗ سَاعِدِيْ بِثَبَاتٍ مِّنْ صَدْرِيْ وَقُوَّةٍ مِّنْ بَدَنِيْ كَمَا جَعَلَهُ النَّبِيُّ فِيْ يَدِيْ وَنُصْرَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ مَا اسْتَبْدَلْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَلَا بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَلَا بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَلَا بِالسَّيْفِ بَدَلًا فَبَالِغْ فِيْ رَأْيِكَ وَاجْتَهِدْ وَلَا تُقَصِّ فَقَدِ اسْتَحْوَذَكَ الشَّيْطَانُ وَاسْتَقَرَّبَكَ الْجَهْلُ وَالطُّغْيَانُ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ خلاصہ یہہ کہ نام خدا یہہ نامہ ناصحی

بندۂ خدا علی کا کہ جو بیٹا ہے اوسکے بندے ابوطالب کا وہی علی کہ جو بھائی ہے جناب رسالتمآب کا اور اونکا وصی ہے اور والد حسنین ہے وہی علی کہ جسنے تیرے دادا اور چچا اور بھائی کو واصل جہنم کیا خلاصہ یہہ کہ میرے ہاتھہ سے جب تمہارا دادا اور چچا نہ بچا تو تم مجھہ سے کہان بچکے جاؤگے مگر قضا تھان ہی سکے ٹکڑے ہوا اور کچھہ بھی نہین بدر کی لڑائی مین سینے جو تیری قوم و قبیلہ کا درجہ کیا وہ تو بھول گیا وہی تلوار جو اونہین نوشجان کر کے ہضم کر گئی ہے اور مدتون سے اون کا خون چاٹے بیٹھی ہے وہی تو اب بھی میرے قبضہ مین ہے اور تیرے خون کی پیاسی ہے برابر اوسے اپنے بازو اور شانے پر اوٹھاتا ہون اور اگلی ہی سی بدنمین طاقت اور اپنے دل مین ثبات شجاعت پاتا ہون اوسیطرح جسطرح پیمبر نے وہ میرے ہاتھہ مین دی تھی اور خدا نے اوسکے ذریعے سے ہر جگہہ میری مدد کی تھی اب تا حال نہ مینے اوس خدا کے بدلے اور خدا بدلا اور نہ اسلام کے بدلے اور دین اور نہ محمد مصطفےٰ کے عوض کوئی اور پیمبر اور نہ ذو الفقار شمشیر بران کے بدلے اور کوئی تلوار لیس خبردار اب کمی نکرنا اور اپنی راے نہ بدلنا بلکہ جہانتک ممکن ہو کوشش کرنا اور کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھنا اسلیئے کہ تجھے شیطان نے ورغلانا ہے اور نادانی اور گمراہی تجھمین جم گئی ہے اور عنقریب ظالمون کو انجام ظلم وستم معلوم ہو جائے گا ثُمَّ اسْتَحْضَرَ طِرِمَّاحَ وَ اَعْطَاهُ الْكِتَابَ وَ قَالَ اِذْهَبْ بِهِ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ وَ اْتِنِي بِجَوَابِهِ پہر طرماح کو بلا کے وہ نامہ نامی دیا اور فرمایا کہ جلد جا کے معاویہ سے اسکا جواب لاؤ وَ اَمَرَ اَنْ يُعْطِيَ جَمَازَةً بِغَلَةً اَحْمَر

الشعور ابیض البطن اسود العینین اور حکم کیا کہ اونہین ایک ناقہ سبک رو
تیز رو سفید شکم سیاہ چشم سرخ پشم عطا کیا جائے وکان الطرماح بطلا
قسرنا ماضیا سدیدا الحجۃ لسانہ جری وکلامہ جوھری طلق
لیتکلم فلا یکل ویرد الجواب فلا یمل اور طرماح بڑے زبردست بہادر بہا
تھے زبان اونکی قینچی کی طرح چلتی تھی گویا پھول جھڑتے تھے جب مونہہ سے
بات نکلتی تہی جب بولتے تھے اور منہ کہولتے تھے تو موتی رولتے تھے
اونکی مسلسل تقریر پہولجھڑی تھی یا موتیون کی لڑی تھی اوسنے عاجز ایک
زمانہ تہا بڑے بڑے فصیحون نے اونکی خوش بیانی کو بکہانا تہا بحث مین بڑے
مشاق تھے گفتگو مین طاق تھے حاضر جوابی مین شہرۂ آفاق تھے جب
باتون پر آجاتے تھے تو بلبل کے چہچہون کا سمان دکہاتے تھے تقریرین
کبھی نہ بہکتے تھے ہزار دستان کی طرح چہکتے تھے گفتگو سے کبھی نہ جھکتے تھے
بڑے بڑے فصیح اونکا ساتھ دینے سے تھکتے تھے فی البدیہہ ہر بات کا جواب
دیتے تھے کہ بڑے بڑے حاضر جواب اونکے نام پر کان پکڑ لیتے تھے فاخذ
الکتاب منہ وقال لہ سمعا وطاعۃ وحبا وکرامۃ پس دست حق پرست
دست خدا بازو سے دیکر انہون نے نامہ نامی لیا اور سر وچشم پر اوسے
رکھکے بسر وچشم کہا ثم انہ رکب من الجمازۃ برقلوصا خود مشق
حتے وصل الیہ یہہ حکم ہی کی تو دیر تھی یہہ سنتے ہی جھپ سے اوچک کے
سانڈنی کی پیٹھہ پر جا بیٹھے اور رہوار تہا نب سے جوا پڑ دیتے ہین تو بات کی بات
مین وہ سانڈنی چھم چھم کرتی دمشق مین معاویہ عاویہ کے پاس جا پہونچی فوجد
اتفق لمعاویۃ انہ خرج الی بستان لہ یتنزہ ویتفرج ومعہ ارکان

دولتیہ کعمرو بن العاص و مروان بن الحکم و الشرحبیل و ابی الاعور السلمی و ابی ھریرۃ الدوسی حسب اتفاق وہ بانی نفاق مع چند ارکان دولت کے مثل عیار مکار یعنے عمرعاص عاصی کے ایک خانہ باغ مین گلگشت چمن مین مصروف تھا وکان شرذمۃ منھم یطوفون بناحیتہ اور کچھہ لوگ اونمین سے جمع ہوکے ایک سمت چہل قدمی کرتے تھے اور سیر و تماشے مین محو تھے فاذا باعرابی طویل القامۃ عظیم الھامۃ علی بعیر کبیر من وراء جدار البستان فلم یعرفوہ ولم یعلموا انہ رسول وصی الرسول و زوج البتول پس ناگاہ دیکھا کہ ایک اعرابی دراز قد بزرگ سر بڑے سے اونٹ پر چڑھا بیٹھا ہے اور جسیم اپنی سانڈنی اوڑاتا چلا آتا ہے پس انھون نے بالکل اوسے نہ پہچانا اور نہ یہہ جانا کہ یہہ جناب امیر کا قاصد ہے کہ قصد ملاقات معاویہ سے آیا ہے فقال بعضھم لبعض تعالوا ننا دیہ حتی نقف لنشفی بہ فنخادرہ و نمازحہ و نسخرمنہ فتقدم عمرو بن عاص پس السمی شیعلفت کے مارے یہہ منصوبہ باندہا کہ آؤ اوسے پکارین اور گھڑی بھر روک کے اس سے دل لگی اور ٹھٹھے بازی کرین یہہ سوچکے عمروعاص اپنے یارون کے پرے سے ہٹ کے کھڑا ہوا و قال ھل عندک خبر من السماء اور کہنے لگا واہ سبحان اللہ یہہ تو لنبا تڑنگا آپ کا قد اور اوسپر طرہ یہہ کہ ایسے اونٹ پر چڑھے کھڑے ہین کہ جو آسمان سے باتین کر رہا ہے تو آپ یہہ فرمائیے کہ آپ کو کچھہ آسمان کی بھی خبر ہے فقال نعم اللہ فی السماء و ملک الموت فی الھواء و امیر المومنین فی القفاء فاستعدوا لما ینزل علیکم من البلاء یا اھل العداوۃ و الشقاء

اونھون نے کہا کہ ہان بہلا مجھے خبر نہوگی تو کیا تم بالشتیون کو باوجود کستی
طالع کے خبر ہوگی گوش ہوش سے سنو کہ آسمان پر خدا ہے اور ملک الموت
درمیان ہوا ہے اور حضرت امیر بہی تمہارا پیچھا کیے چلے آتے ہین ذرا
سنبہل بیٹھو اور ہوشیار رہو جاؤ دیکہو تو وہ کیسی آفت ناگہانی اور بلائے
آسمانی تمپر نازل ہوتی ہین فَقَالُوا مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتَ اونھون نے کہا کہان
سے آتے ہو قَالَ اَقْبَلْتُ مِنْ عِنْدِ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ حَنِیْفٍ تَقِیٍّ نَقِیٍّ بَرٍّ
زَکِیٍّ رَضِیٍّ مَرْضِیٍّ طرماح نے کہا کہ مین آتا ہون بندہ مومن آزادہ و پاک
و پاکیزہ و پرہیزگار و متقی و پسندیدہ کے پاس سے قَالَ اِلٰی اَیْنَ تَذْهَبُ
وَ مَنْ تُرِیْدُ کہنے لگے کہ کہان جاتے ہو اور تمھین کسکی فکر ہے قَالَ
اُرِیْدُ ھٰذَا الْمُنَافِقَ الرَّدِیَّ الْمُؤْذِیَ الَّذِیْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ اَمِیْرُکُمْ کہا
کہ اس دغاباز منافق بے ایمان موذی کے مجھے تلاش ہے جسے تم اپنا امیر
جانتے ہو حاکم گردانتے ہو فَلَمَّا سَمِعَ ابْنُ عَاصِ الْعَاصِیْ ذٰلِكَ مِنْهُ
کَتَبَ اِلٰی مُعَاوِیَةَ پس جب ابن عاص عاصی نے یہہ حال سنا تو معاویہ کو
یہہ عرضداشت کی اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ وَرَدَ مِنْ عِنْدِ عَلِیٍّ اَعْرَابِیٌّ بَدَوِیٌّ لَهٗ
لِسَانٌ فَصِیْحٌ وَ قَوْلٌ مَلِیْحٌ وَ مَعَهٗ کِتَابٌ فَلَا تَکُنْ غَافِلًا سَاهِیًا یعنی
علی کے پاس سے ایک جنگلی عرب آیا ہے کہ جسکا کلام بہت فصیح و شیرین ہے
اور ہر ایک بات اوسکی نہایت ملیح اور نمکین ہے بڑا طرار ہے آفت روزگار
ہے عجب چٹپٹے پیر کتی ہوئے اوسکی ایک ایک بات ہے کہ دنیا بہر کی گویائی
جسکے سامنے مات ہے اوسپر طرہ یہہ کہ حضرت کا ایک لاجواب نامہ بہی
اوسکے ساتھ ہے خدا خیر کرے ابر فلک اوسکے ہاتھ سے ہوشیار ہو جاؤ

غفلت سے نہو کانہ کہا وَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ رَاحَ مِنَ الْبُسْتَانِ اِلٰی
دَارِهٖ وَاسْتَحْضَرَ ابْنَهٗ يَزِيْدَ لَعَنَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی پس جب معاویہ نے یہہ
خبر سنی تو باغ سے اپنے گہر گیا اور یزید پلید کو اپنے پاس بلایا ثُمَّ اَمَرَهٗ
بِاَنْ يُّزَيِّنَ الدَّارَ وَيُسْدِلَ السُّتُوْرَ پہر اوسے حکم کیا کہ بارگاہ شاہی کو
خوب سجے پردہ اور سراپردہ ملوکانہ نصب کرے ثُمَّ طَلَبَ الطِّرِمَّاحَ
فَرَاحَ اِلٰی سُرَادِقِهٖ وَمَعَهٗ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَتَوَابِعُهٗ پہر طرماح کو طلب
کیا اور وہ مع عمرو بن عاص وغیرہ وہان سے گئے فَرَاٰی طِرِمَّاحُ جَمِيْعَ اَرْكَانِ
دَوْلَتِهٖ وَعَلَيْهِمْ لِبَاسٌ اَسْوَدُ كَمَا كَانَ مِنْ دَابِ بَنِیْ اُمَيَّةَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ
پہر طرماح نظر اوٹہا کے کیا دیکہتے ہین کہ سب ارکان دولت سیاہ کپڑے
پہنے کہڑے ہین جیسا کہ قدیم طریقہ بنی امیہ کا تہا فَقَالَ مَا لِقَوْمٍ كَاَنَّهُمْ
زَبَانِيَةُ الْمَالِكِ فِیْ ضِيْقِ الْمَسَالِكِ پس یہہ فی البدیہہ کہہ بیٹہے جسکا مال
یہہ ہوتا ہے کہ یہہ روسیاہ مونہہ جہلسے ہوئے جہنم کے کندسے بہار سے
نکل یہان کہان آگئے وَلَمَّا دَنٰی رَاٰی يَزِيْدَ جَالِسًا وَعَلَی اَنْفِهٖ ضَرْبَةٌ
وَكَانَ يَتَكَلَّمُ بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ خَشِنٍ حَسْبَ عَادَتِهٖ وَسَجِيَّتِهٖ پہر جو بارگاہ
خاص سے کچہہ اور قریب گئے تو کیا دیکہتے ہین کہ معاویہ کا ولی عہد یزید بیٹہا
ہوا ہے ناک پر نشان چوٹ کا ہے اور جیسے اوسے زور زور باتون کی
لت تہی اوسیطرح بے تہذیبی کے ساتہہ بیٹہے ہوئے آواز سے چیخ چیخ کے
باتین کر رہا تہا پہر تو انہون نے بالکل اوسے نکو بنا لیا تجاہل عارفانہ کر کے
فرمانے لگے مَنْ هٰذَا الْمَيْشُوْمُ ابْنُ الْمَيْشُوْمِ الْوَاسِعُ الْحُلْقُوْمِ الْمَضْرُوْبُ
عَلَی الْخُرْطُوْمِ یعنے یہہ کون بوم شوم ہے اور کس منحوس کا بچا ہے اسکا حلق

اتنا کیون پھٹ گیا ہے اور اسکا بھسونڈا کاہے سے کٹ گیا ہے ایسے بنکٹے بھیا کو
مسند زرین پر بٹھانا یعنے جو قالوا لا تسئی الادب فانہ یزید لوگون نے کہا
ایسی بے ادبی نکرو یہ تو ولیعہد بہادر یزید ہین انہون نے کہا من یزید لا زادہ
اللہ مرادہ ولا بلغہ مرادہ یعنے یزید کے معنے تو زیادتی کے ہین اس نامرادکی بارگاہ
کون بہتی جو ہتی کرے گا سخ برعکس نہند نام زنگی کا فور ثم ان طرماح سلم
علی یزید فاجابہ عنہ پہر موافق رواج انہین صاحب سلامت ہوئی فقال ان
امیر المومنین یعنے معاویۃ اباہ یسلم علیک پہر وہ اپنے باپ کی طرف سے
کہنے لگا کہ امیر المومنین کا بھی تمہین سلام پہونچے فقال الا ان سلام امیر
المومنین یعنے علیا معی من الکوفۃ انہون نے کہا سبحان اللہ یہان امیر المومنین کا
سلام کیسا سلام حضرت علی کا جو حقیقی امیر المومنین ہین تو میرے ساتھہ کوفہ سے چلا آتا
ہے ثم ان یزید قال ان کانت لک حاجۃ اقضیکہا یزید نے کہا جو کچھہ حاجت
ہو تو روا کردون فقال حاجتی ان اصل الی معاویۃ فاسلم الیہ الکتاب
الذی معی من امیر المومنین طرماح نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ معاویہ تک پہونچون
تو اوسے دست بدست فرمان واجب الاذعان امام زمان دون فذہب
بہ یزید الی مجلس معاویۃ پس یزید انہین صحبت خاص معاویہ مین لیگیا فلما
دنی من البساط قال لہ بعض خدم معاویۃ وا تباعہ اخلع نعلیک پہر جب
بہ قریب فرش پہونچے تو کچھہ ملازم کہنے لگے کہ جوتیان اوتار ڈالو فالتفت یمنۃ
ویسرۃ وقال اھذا الوادی المقدس حتی اخلع نعلی پس وہ اپنے بائین دیکھہ کے
کہنے لگے کہ کیا یہ وادی مقدس ہے کہ اسمین نعلین اوتارنے کا محل وموقع ہو ثم
راٰی معاویۃ علی سریر الملک وارکان دولتہ حوالیہ وانتصب بین یدیہ

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَلِكُ الْعَاصِیْ پہر انہون نے معاویہ
کو تخت حکومت پر دیکہا اور گرداگرد اوسکے تمام ارکان دولت کو جمع پایا یس وہ
اوسکے سامنے پہونچے تو خوب تنکے کہڑے ہوئے اور پہر کہنے لگے کہ بادشاہ سرکش
باغی کو ہمارا اسلام پہونچے فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَيْحَكَ يَا اَعْرَابِیُّ مَا مَنَعَكَ اَنْ
تُسَلِّمَ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ پہر سنکے سر ہنکے معاویہ کہنے لگا کہ اے جنگلی عرب تجہپر
تف ہے اگر امیر المؤمنین کہکے تو سلام کرتا تو کیا تیری زبان گہس جاتی فَقَالَ
ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ نَحْنُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَمَنْ اَمَّرَكَ عَلَيْنَا انہون نے کہا کہ تیری مان
تجکو بیٹہے ہم سب مومن ہیں تو ہم تجہ سے راضی نہین تو خود بخود ہمارا سردار کیونکر بن بیٹہا
فَقَالَ وَمَا مَعَكَ اوسنے کہا کہ تمہارے پاس کیا ہے قَالَ كِتَابٌ كَرِيْمٌ تَحِيَّةٌ
انہون نے کہا نامہ نامی گرامی سربمہر فَقَالَ هَاتِ اوسنے کہا لاؤ فَقَالَ اَكْرَهُ اَنْ
اَطَأَ بِسَاطَكَ انہون نے کہا کہ تیرے فرش نجس کی کیا بساط کہ میں اوسپر قدم
مبارک رکہون قَالَ فَاَعْطِهِ وَزِيْرِیْ وَاَشَارَ اِلَى ابْنِ الْعَاصِ اوسنے ابن
عاص کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ پہر یہہ خط میرے وزیر کو دو فَقَالَ هَيْهَاتَ
ظَلَمَ الْاَمِيْرُ وَخَانَ الْوَزِيْرُ انہون نے کہا کہ افسوس کی تو یہہ بات ہے
کہ تم دونون نکمے ہو جب کہ ظالم خود امیر ہوگا تو ضرور خائن اوسکا وزیر ہوگا
سو وزیری جیسین شہریارے چنان فَقَالَ اَعْطِهِ ابْنِیْ يَزِيْدَ اوسنے کہا تو
پہر میرے فرزند ارجمند یزید سعید کو دے فَقَالَ مَا فَرِحْنَا بِاِبْلِيْسَ فَكَيْفَ
بِاَوْلَادِهٖ انہون نے کہا کہ جب ہم شیطان لعین کے ساتہی نہین تو ہمین اوس
مسخرے کے بچون سے کیا مطلب موذی راکشتن وبچہ اش را نگاہداشتن
کار خردمندان نیست فَقَالَ نَاوِلْهُ عَبْدِیْ اوسنے کہا کہ پہر میرے غلام کو

قَالَ غُلَامٌ سُوْءٌ اُشْتُرِیَ مِنْ غَیْرِ حَقٍّ وَاُعْطِیَ غَیْرَ مُسْتَحِقٍّ انہون نے کہا کہ
تیرا غلام نمک حرام مال حرام سے لیا گیا اور بے استحقاق حرامزادہ کو دیا گیا خلاصہ
یہہ کہ جیسی روح ویسے فرشتے سو قیاس کن زگلستان من بہار مرا پہر تمہارا
غلام تمسے بڑھکے ذات شریف ہوگا فقال کَیْفَ اٰخُذُ الْکِتَابَ مِنْکَ
اوسنے کہا کہ پہر یہہ خط کیونکر تمسے ہاتھہ لگے قَالَ قُمْ مِنْ مَجْلِسِکَ حَتّٰی یُعْطِیَکَ
مَنْ هُوَ اَقْرَبُ اِلَیْکَ انہون نے کہا کہ ایسے شخص کا نامہ نہین کہ تم میرے فرش
سے بیٹھے رہو اور خود بخود تمہین ملجائے جب پہلے تم اسکے تعظیم کے لیے سرو قد
اوٹھوگے تو جو تمہارے قریب ایستادہ ہوگا مجہسے لیکے تمہین دیگا فقام
مُغْضَبًا وَاَخَذَ مِنْهُ الْکِتَابَ وَوَضَعَهٗ تَحْتَ رُکْبَتِهٖ یہہ سنکے بجلا کے
اوٹھا اور جلد ویسے خط لیکے زانوکے تلے دبالیا ثُمَّ قَالَ کَیْفَ خَلَّفْتَ عَلِیَّ
بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ پہر کہنے لگا کہ علی کو کس حال سے کوفہ مین چہوڑا قَالَ خَلَّفْتُهٗ
کَمَا اللّٰهِ کَالْبَدْرِ الطَّالِعِ حَوَالَیْهِ اَصْحَابُهٗ کَالنُّجُوْمِ اِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا اِلَیْهِ
وَاِذَا نَهَاهُمْ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یَتَجَاسَرُوْا عَلَیْهِ وَهُوَ فِیْ بَأْسٍ یَا مُعَاوِیَةُ وَفِیْ تَجَلُّدٍ
بَطَلٌ شُجَاعٌ سَمَیْدَعٌ اِنْ لَقِیَ جَیْشًا هَزَمَهٗ وَاَزْرَاهُ وَاِنْ لَقِیَ حِصْنًا هَدَمَهٗ
وَاَلْقَاهُ وَاِنْ لَقِیَ نَوْمًا سَلَبَهٗ وَاَفْنَاهُ وَاِنْ لَقِیَ عَدُوًّا اَقْتَلَهٗ وَاَخْزَاهُ انہون
نے فرمایا کہ ارے معاویہ ہمارے حضرت کا کیا حال پوچھتا ہے خدا کا شکر ہے
کہ وہ ہر طرحسے اچھے ہین ارے نادان مین اونکی کس بات کی تعریف تجہسے
بیان کرون جب مسند نبی پر بیٹھے ہین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چودہوین رات
کے چاند ہین اور چارون طرف اونکے اصحاب اونکے اسطرح ہجوم کیے رہتے
ہین کہ جیسے چاندکے گرد تارون کا جرمٹ ہو خلاصہ یہہ کہ اگر حضرت چاند ہین

تو اونکا پالے کا سا حال ہے ہر حال مین حضرت پر چکور کی طرح نثار ہین جہان
کسی چیز کا اشارہ پایا تو فوراً اودہر دوڑ پڑے اور جس سے ممانعت ہوئی فوراً
اوس سے کوسون ہٹ گئے پہر کبھی ایسی چیز سے بھول کے بھی نہ پہر کے چلین گے
اور حضرت کے رعب و دبدبہ کے تو ذکر سے دل تھراتا ہے اگر ذرا تیور بدلین
تو شیر کا زہرہ آب ہو جائے جرأت و شجاعت مین کوئی اونکا نظیر کہان ہے
کیسا ہی لشکر بیکران اونکے مونہہ چڑہے کیا ممکن کہ ایک اشارے مین ایسا او
پس پا نکردین کہ پہر کہین بہاگتے در استانہ سلے اور ایک بات کی بات مین روئی
کی طرح اوسے تو مکے نہ پہینکدین اور اگر کسی قلعہ پر دہاوا کرین تو ایکدم مین او
جڑ سے اوکہیڑ کے پہینکدین کہ پہر نام کو بہی نشان اوسکا نرہے اور اگر کسی
قوم کو پائین تو دم بہر مین اونہین طعمہ زاغ و زغن بنائین اور اگر سر دست کوئی
دشمن زبردست اونکے ہاتہہ آئے تو پہر بے اسفل السافلین جہنم کے ساتوین
طبقہ مین پہونچنے کے اور کہین ٹہکانا نہ پاسے ثُمَّ قَالَ كَيْفَ خَلَّفْتَ الْحَسَنَيْنِ او سے
کہا کہ حسنین کو کس حال سے چہوڑ کے آئے ہو قَالَ خَلَّفْتُهُمَا بِحَمْدِ اللّٰهِ شَابَّيْنِ
تَقِيَّيْنِ نَقِيَّيْنِ نَاسِكَيْنِ ذَكِيَّيْنِ عَفِيفَيْنِ صَحِيحَيْنِ فَصِيحَيْنِ مَلِيحَيْنِ أَدِيبَيْنِ
أَمِينَيْنِ لَبِيبَيْنِ خَطِيبَيْنِ سَيِّدَيْنِ أَيِّدَيْنِ سَدِيدَيْنِ طَيِّبَيْنِ طَاهِرَيْنِ
شَفِيقَيْنِ وَجِيهَيْنِ فَقِيهَيْنِ عَالِمَيْنِ عَامِلَيْنِ وَلِلدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ صَالِحَيْنِ
انہون نے کہا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور وہ دونون صاحبزادے بڑے کڑیل جوان
اور نہایت قوی ہیکل و زبردست اور پرہیزگار اور ستہرے اور ذہین و پاک
پاکیزہ و پاک دامن اور تندرست اور فصیح و بلیغ و ملیح اور مودب و مہذب و فہیم
و عقیل نکتہ سنج و بے ریخ و باریک بین و امین و خطیب و واعظ و ناصح و بہادر سے

وسردار مؤید من اللہ ومستند وطیب وطاہر ونبیہ ووجیہ وفقیہ وعالم وقابل ومیشوائے
دین ودنیا ہین فقال ما افصحک یا اعرابی اوسنے کہا اے شخص تو بھی کتنا بڑا
فصیح ہے فقال لو بلغت باب امیر المؤمنین ورایت الفصحاء البلغاء
النبہاء الفقہاء الظرفاء الشرفاء النجباء الادباء الخطباء الاسخیاء الاصفیاء
لغرقت فی بحر عمیق لا تنجو من لجتہ انہون نے فرمایا ارے تو بڑا ندیدہ ہے
تو نے مجھے کیا دیکھا اگر کہین تو بارگاہ عالیجاہ دین پناہ کے یہانتک یعنے
باب مدینہ علم اور در حیدر تک بار پائے اور دیکھے وہان کے دربانون کو کیسے
فصیح وبلیغ ونبیہ وفقیہ وظریف وشریف ونجیب وادیب وخطیب وسخی وبرگزیدہ
وپسندیدہ ہین تو دریا سے بے پایان حیرت وحسرت مین ایسے غوطے کہانے
اور اتنی ڈبکیان لگانے لگے کہ بولا جائے پھر کبھی سر اوٹھانے کی نوبت نہ آئے
اور لطمہ موت وگرداب بلا سے نجات ہاتھ نہ آئے خلاصہ یہہ کہ اپنی نادانی اور وہان
کے جان نثارون کی دانائی اگر تجھے معلوم ہو تو شرم کے مارے چینی بھر پانی مین
ڈوب مرے فقال عمرو بن العاص یا معاویۃ انہ رجل اعرابی بدوی
فلو اعطیتہ جائزۃ سنیۃ لعلک ارضیتہ عنک فیقول فیک بخیر ثم مضی
پھر عمرو عاص نے کہا کہ اے معاویہ یہہ بڑا موٹا پیٹ گنوار کا لٹھہ ہے یہہ آدمیت
کیا جانے ہان اگر اسے پیٹ بھر کے انعام ملے تو شاید خوش ہو کے خوشامد کرے
اور کوئی اچھی بات تیرے حق مین کہے ثم اقبل الی طرماح فقال ہل تقبل
من معاویۃ ما یجبک پھر طرماح کی طرف پھرا اور کہنے لگا کہ تم انعام معاویہ
کا قبول کروگے یا نہین قال ارید قبض روحہ من جسدہ فکیف لا
اقبض مالہ من یدہ فرمایا کہ میرے دل مین یہہ آتا ہے کہ اگر بس اور دسترس

چلے تو مین اسکی جان تک بہی اسکے بدن سے کہینچلون تو مین اسکے ہاتہ سے مال
کہینچنے مین کیون دریغ کرنے لگا فَاَمَرَ لَہٗ مُعَاوِیَۃُ بِعَشْرَۃِ اٰلَافِ دِرْہَمٍ
پس اونکے لیئے دس ہزار درہم کا حکم دیا فَقَالَ اَوَتُحِبُّ اَنْ اَزِیْدَکَ پہر اوسنے
کہا کہ کچہہ اور زیادتی کو تمہاری جی چاہتا ہے فَقَالَ نَعَمْ فَاِنَّکَ لَا تَزِیْدُ مِنْ مَالِ
اَبِیْکَ فرمایا کہ اچہا اوسمین تیرے باپ کا کیا خرچ ہے تو تو خود سارے زمانے
کا مال مردم خور ہے سہ مفت را چہ گفت مال مفت دل بیرحم حلوائی کی دوکان
اور دادا جی کی فاتحہ فَاَمَرَ بِعَشْرَۃِ اٰلَافٍ دِرْہَمٍ اُخْرٰی پہر اوسنے دس ہزار درہم
اور دلوا دیئے ثُمَّ قَالَ اَوَتُحِبُّ اَنْ اَزِیْدَکَ پہر اوسنے کہا کہ ابہی کچہہ اور ہوس
باقی ہے قَالَ اجْعَلْھَا وِتْرًا فَاِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْوِتْرَ انہون نے فرمایا کہ ارے
طاقتے اب اسے طاق کر دے کہ خدا طاق کو دوست رکہتا ہے اور مال مفت کو
جنت نرکمہ فَاَمَرَ مُعَاوِیَۃُ بِاِحْضَارِ ثَلٰثِیْنَ اَلْفَ دِرَاہِمَ پس معاویہ نے
تیس ہزار درہم اونکے لیئے منگائے وَلَمَّا رَاٰی طِرِمَّاحُ اَنَّھُمْ سَوَّفُوْا فِی
اِحْضَارِھَا اَطْرَقَ رَاسَہٗ ھُنَیْہَۃً ثُمَّ رَفَعَہٗ وَقَالَ یَا مُعَاوِیَۃُ اَتَھْزَأُ
بِضَیْفِکَ وَتَسْتَخِفُّ اور جب انہون نے دیکہا کہ اوسکے ملازم روپے لانے
مین پس وپیش کرتے ہین تو تہوڑی دیر تک سر جہکائے رہے اور پہر سر اوٹہاکے
اوسکی طرف دیکہہ کر کہنے لگے کہ اے معاویہ تو اپنے مہمان کو تمسخر کر کے اوسے
خفیف بہی کرتا ہے مجلس عام مین قَالَ مَا فَعَلْتُ بِکَ حَتّٰی اسْتَحَقَّ تِلَاکَ
الْمَلَامَۃَ مِنْکَ اوسنے کہا کہ بہلا مجہہ سے کیا قصور ہوا کہ جو تم بے قصور مجہے
برا بہلا کہنے لگے فَقَالَ طِرِمَّاحُ حَسِبْتُکَ مِنَ الْاِسْتِخْفَافِ اَنَّ اَمَرْتَ
بِصِلَتِیْ لَا اَرَاھَا اَنَا وَلَا تَرَاھَا اَنْتَ طرماح نے کہا کہ اس سے زیادہ خفیف

الگ رہا ہوگا کہ تو نے ایسا خیال باندھ لیا اور درہم کے لیا اب لگانے کہ تیرا عطیہ تجھے
سو تجھ پر ہے اور نہ مجھے تو کیا اور دو گے ایسا بڑا دینا کب جائز ہوگا فَاَمَرَ مُعَاوِیَۃُ
بِاَنْ یُحْضَرَ عَلَی الْعَجَلِ پھر حکم تاکیدی دیا معاویہ نے مال کے جلد حاضر کرنے کا
فَاُحْضِرُوْہَا وَقَدْ حَمَلُوْہَا عَلٰی بِغَالٍ اِلَی الْبَرَاحِ پس وہ سب لے لائے انہون
نے براح کے سامنے رکھدیئے اور توڑے سے چن دیئے فَلَمْ یَتَکَلَّمُوْا بَعْدُ اِلٰی
اَنْ قَالَ ابْنُ الْعَاصِ کَذَا تُؤَدّٰی حَاجَتُہٗ اَہٗ اَکْبَرُ پھر انہون نے خود ہی چپ
رہنا مناسب نہ جانا کہ مبادا اچنبا ایسا دیکھ کر جھنوا لے تو انکا ابن عاص نے چہرہ
نکالی کہ اللہ مریا وشاہ اور نیا پاس تھے اور قَالَ ہٰذَا مَالُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ خَزَائِنِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَخَذَہٗ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ پھر آئی پریہ کب
جو کہتے تھے سب لوگ کہنے لگے کہ یہ مسلمانون کا مال ہے خدا کے خزانے
سے کہ وہ لے ایک نیک بندہ نے پایا ہے یہ تو خدا کی دین ہے معاویہ کی
سرکار سے کیا سروکار فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ لِکَاتِبِہٖ اُکْتُبْ جَوَابَ کِتَابِہٖ فَوَاللّٰہِ
قَدْ اَظْلَمَتِ الدُّنْیَا عَلَیَّ بِمَا فِیْہَا وَمَالِیْ بِہٖ طَاقَۃٌ پھر معاویہ نے اپنے
منشی سے کہا کہ اس مکتوب کا جواب لکھدے کہ ساری دنیا مجھ پر اندھیر ہوگئی
اور میری طاقت طاق ہوگئی ہے فَاَخَذَ الْکَاتِبُ الْقِرْطَاسَ وَکَتَبَ
پھر کاتب نے کاغذ ہاتھ میں لیکے یہ عبارت لکھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ وَابْنِ عَبْدِہٖ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
اَنَّ عَدَدَ جُنُوْدِیْ کَالنُّجُوْمِ مَا یَسَعُ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی النُّجُوْمِ اَوْ کَاَلْفِ
جَمَلٍ خَرْدَلٍ تَحْتَ کُلِّ خَرْدَلٍ اَلْفُ مُقَاتِلٍ خلاصہ یہہ کہ یہہ خط معاویہ بن ابو سفیان
کا ہے علی کی طرف کہ میری فوج مثل ستارون کے بے انتہا ہے یا [illegible]

ہزار گراں بار کے ہے کہ ہر ایک بار گراں مملو رائی کے دانون سے ہوا ور
پھر انہون کے نیچے ہزار جرار لڑنے والے ہون فلما سمع طرماح قوله
تبسم ضاحکا پس یہہ سنتے ہی طرماح ٹھٹا مار کے ہنس پڑے فقالوا له لم
تضحک لوگون نے کہا کہ تم کس بات پر ہنستے ہو کہ ہنسی کے مارے تمھارے
پیٹ مین بل پڑے جاتے ہین قال واللہ یا معاویۃ ان علیا کالشمس اذا
طلعت خفت النجوم فرمایا کہ اے معاویہ خدا کی قسم ہمارے حضرت مثل
آفتاب عالمتاب کے ہین کہ اونکے سامنے سارے تارے جھلملا جھلملا کے
ڈوب جائینگے پھر تو کیا کرے گا ولذلک هو الاشتر یلتقط بحیشو م
ویحفظ فی حوصلته اور ایک مرغ اونہون نے ایسا پالا ہے کہ جب اوس
سے اور تجھہ نادان کے دانون سے پالا پڑے گا تو وہ سب دانے چن چن
اپنی منقار گلنار سے اپنے پوٹے مین بٹور لے گا اور دم بھر مین سبکو ہضم کر جائیگا
فغضب معاویۃ وقال لکاتبه لا تکتب شیئا یہہ سنکے وہ ناری چنگاری کی
طرح لال ہو گیا اور اپنے منشی سے کہنے لگا کہ جانے بھی دے اب کچھ نہ لکھ
یہہ تو بات ہی نہین کرنے دیتا ہے مونہہ توڑے لیتا ہے فقال عمرو بن
العاص یا اعرابی ما لک الطلاقۃ لا تمهل حتی یکتب الکتاب پھر عمرو عاص
نے کہا کہ اے اعرابی یہہ کیا طلاقت ہے قینچی کی طرح تیری زبان چلتی ہے
اور مجھہ پھر مہلت نہین لینے دیتا کہ جواب لکھا جائے فاستوعده ان لا یتفوه
بخیر ولا شر بعده فلم یتکلم الی ان قضی الکاتب له ادیته پھر وعدہ لیا
اوس سے کہ اب کوئی بھلی بری بات نہ بول بیٹھنا پس چپکے بیٹھے رہے
یہانتک کہ منشی اپنا کام کر چکا فاخذ الکتاب فاعلوطا البعیر فعلاه فخرج

وَقُل اِلیٰ اَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ پھر یہہ نامہ لیکے اپنے اونٹ پاس گئے اور اوسکی
گردن مین لپٹ کے جب سے اوسکی پیٹ پر جا بیٹھے اور روپیہ اپنا اپنے
آگے رکھہ لیا بقول شخصے مال عرب پیش عرب اور وہان سے خوشی خوشی گاتے
بجاتے ہنستے ہنساتے دوڑاتے دفعۃً حضرت کے پاس آپہونچے ثُمَّ اِنَّ مُعَاوِیَۃَ نَظَرَ
اِلیٰ اَصْحَابِہٖ وَعَاتَبَہُمْ وَقَالَ لَوْ اَعْطَیْتُ جَمِیْعَ مَا فِیْ یَدِیْ لِاَحَدِکُمْ
عَلیٰ اَنْ یُبَلِّغَ اِلیٰ عَلِیٍّ عُشْرَ مَا بَلَّغَ الْاَعْرَابِیُّ مِنِّیْ اِلَیَّ لَمَا فَعَلْتُمْ وَلَقَدْ
اَظْلَمَتِ الدُّنْیَا وَضَاقَتْ عَلَیَّ بِمَا رَحُبَتْ پھر معاویہ نے غصہ سے اپنے
رفیقون کو دیکھا اور کہا کہ اگر تم مین سے کسی کو مین ساری اپنی سلطنت بھی دیدون
اور علی کے پاس بھیجون تو عشر عشیر بھی اسکا تم سے نہو سکے گا تم سب کے سب نمک
اور نمک حرام ہو اور دیکھو اونکی طرف سے اس اعرابی نے آنکے ایسا ناطقہ بند
کیا کہ سارا جہان میری آنکھون مین تاریک ہو گیا اور ساری زمین با وجود کمال
وسعت وفسحت ایسی تنگ ہوئی کہ قریب تہا کہ بھاگنے کا رستہ نملے فَقَالَ لَہٗ
عَمْرُو ابْنُ عَاصٍ لَوْ کَانَ لَکَ یَا مُعَاوِیَۃُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَا لِعَلِیٍّ مِنَ
الْقَرَابَۃِ الْقَرِیْبَۃِ اَوْ کُنْتَ عَلَی الْحَقِّ مِثْلَہٗ لَبَلَّغْنَا حَقَّ رِسَالَاتِکَ اِلیٰ
عَلِیٍّ اَزْیَدَ مِمَّا فَعَلَہُ الْاَعْرَابِیُّ بِاَضْعَافٍ مُضَاعَفَۃٍ عمرو عاص نے کہا کہ قصور
معاف اگر تمہین جناب رسالت مآب سے علی کی طرح قرابت قریبہ ہوتی یا اونکی
طرح حق پر ہوتے تو پھر دیکھتے کہ ہم اس سے بھی دو چند دہ چند صد چند تمہاری ثنا
کرتے مگر اب کیا کیا جائے کہ کچھہ بس نہین چلتا حق کو کہانتک مٹائین اور آفتاب
پر کہانتک خاک ڈالین خلاصہ یہہ کہ تمہارے واسطے بے ایمان تو ہو چکے اب اور
کیا چاہتے ہو فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ فَضَّ اللّٰہُ فَاکَ وَقَطَعَ [illegible] وَاللّٰہِ

معاویہ نے کہا چپ رہ لکلامک ھذا اعجب من کلام البدوی

اے ناکارہ مرد تجھ بے حیا کا مونہہ ہتھون سے توڑے

تیری باتین تو اوس اعرابی کی باتون سے

بھی عجیب تر ہی ہوئی ہین

فقط

# سولهوان موعظه

حضرت امام حسین علیه السلام شهادت و پابندی امور شرع پر اوس اضطرار کے وقت ثبوت قطعی ہونا اسلام کے حق ہونے کا عقلی طور پر اور قصور حضرت حر کا استعظام کہ وہ ترک اولے حضرت آدمؑ سے بہت بڑہ کے تہا اور بالعرض بیان لطیف اونکے ترک اولے کا اور جواب اوسکا بعنوان لطیف تاریخی مقدمات سے اور قصہ لطیف فیروز و زوجۂ فیروز و اشعار ابرار زوجۂ فیروز اور رمز مین اسکا قصہ بادشاہ و قاضی کے سامنے پیش ہونا اور رمز ہی مین بادشاہ کا اوسے فیصلہ کرنا اور سب کا اوسمین متحیر رہنا اور یہہ بیان کی قصور حضرت حر بہلول تائب کے گناہ سے بہی بڑہ کے تہا اور روایت کریہہ خیز بہلول تائب یہہ بیان معاف ہونے کا قصور حضرت حر کے اور عالی ظرفی کا امام مظلوم کے کہ ایک کلمہ بہی شکایت کا زبان پر نہ لائے اور موافق قاعدہ شرع توبہ حضرت حر فوراً قبول کی اور اونہین بشارت حور و قصور کی دی اور فرزندونکی طرح اونکی لاش پاش پاش میدان نبرد سے اوٹہا لائے اور نتیجہ سبکا اثبات حقیت اسلام اور آخر مین اشعار جناب مرزا فصیح مغفور مدح حضرت مین اور اشتیاق زیارت کربلائے معلے مین فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجملہ دلائل حقیت مذہب اسلام کے وجود ذی جود خاتم اہل کسا خامس
آل عبا سید الشہدا حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ الآف التحیۃ والثنا کا
ہے کئی وجہ سے اول یہہ کہ مثل ناقہ صالح خود وجود ذیجود حضرت
کا معجزہ تہا جیسا کہ حضرت امیر کے بارے مین سابق مین عرض کیا گیا
دوسرے جرأت وشجاعت وصبر جو حضرت سے ظاہر ہوا وہ سب
معجزہ تہا کہ بشر کی کیا حقیقت ملائکہ آسمان کو اوس سے حیرت تہی جیسا کہ
بعض فقرات زیارت ناحیہ مین وارد ہے تیسرے یہہ کہ بدیہی ہے
کہ حضرت جناب رسالت مآب کے سامنے سن تمیز حاصل کر چکے تہے اور
پارۂ جگر وفرزند دلبند اوس جناب کے تہے اگر حضرت حق پر نہوتے
تو کبہی ظاہر و باطن اونکا یکسان نہوتا اور ضرور نسوان وصبیان پر

حال کہلجاتا ضرور اپنی تیزی عقل اور اتباع کی تحقیق کا پہلو باتون سے
نکل آتا اور ضرور دلی دوستون اور قریب رشتہ دارون کو فرمادیتے
کہ یہہ سب باتین میری معاذ اللہ حسب مصلحت دنیا سازی کے لیئے ہین
جو وقت پڑے تو زیادہ لحاظ ان باتون کا نکرنا ہر طرح سے اپنا مطلب
نکالنا اور اگر ذرا بھی اسکا ایما پاجاتے اور جزم و حتم مذہب نرکھتے ہوتے
تو مصیبت کے وقت کبھی پابندی مذہب مین جان نہ کہوتے چنانچہ نماز
حضرت کی روز عاشورہ کیا نماز تھی اور کس اضطرار مین کس ثبات سے واقع
ہوئی جب آدمی کی جان پر آبنتی ہے تو پہر نماز روزہ کی کچہہ نہین سوجہتی
بقول شخصی گرسہ را ہم دل خوش مے باید اور یہہ ایک امر بدیہی ہے کہ محتاج
مزید تفصیل نہین پہر حر بن یزید ریاحی کا نافرمانی حضرت کرکے اونہین مدینہ
منورہ کو واپس نہ جانے دینا نتیجہ بدکی راہ سے کیا داؤد کی ترک اولی سے
یا بہلول تائب کے گناہ سے کم تہا نہین بمدارج زیادہ کجا ترک اولے کرنا معصوم
کا اور کجا مبتلا ببلا ہوجانا امام مظلوم کا سے چہ نسبت خاک را بعالم پاک
سے یہہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✦ توریت عبرانی اور بعض روایات
اہلسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے مناجات مین تمنا کی کہ
خداوندا توریت مین اگلے نبیون کی تونے مدح کی اور میرا کچہہ ذکر نہوا پس
ان پر وحی ہوئی کہ اسے داؤدؑ ہمارے بندے ایسے پابند ہماری حکم کی تہے
کہ ہمارے امتحان کے وقت ثابت رہے داؤدؑ بھی متمنی امتحان ہوئے
ازبسکہ انکا فعل موہم انانیت تہا کہ وہ ثابت قدم امتحان آلہی کے رہ سکینگے
مین تو اس باعث سے معتوب ہوگئے اسلیئے کہ تکبر و انانیت سوا اسی قادر

علی الاطلاق ہے اور کسی کے لیے سزاوار نہیں پس ان پر وحی ہوئی کہ اے داؤد اون لوگون کا امتحان دفعۃً لاعلمی مین ہوتا تھا مگر تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ فلان سن اور فلان مہینے مین فلان تاریخ فلان دن تمہارا امتحان ہوگا ہوشیار ہوجاؤ دیکھو دہوکا نہ کہانا حسب اتفاق جب وہ زمانہ آگیا تو یہہ سرگرم عبادت ہوگئے اور شب و روز طاعت آلہی مین بسر کرنے لگے حسب اتفاق ایک روز یہہ نماز مین مشغول تھے کہ ایک بہت خوشنما پرندہ سرخ یاقوت کی اوسکی منقار گلنار اور زمرد کے پر اور زبرجد کے پنجے انکے سامنے آیا اور حضرت داؤد کو خود بخود ایسا محویت کا عالم طاری ہوا کہ نماز توڑکے عبادت سے منہ موڑکے اوس پرندے کے صید کرنے کو چلے جون جون یہہ قریب جاتے تھے وہ اور اوڑتا جاتا تھا پس وہ دیوار پر جا بیٹھا یہہ بھی سیڑھی لگاکر دیوار پر چڑہے آخرالامر نوبت بایجا رسید کہ یہہ چھت پر چڑھ گئے وہان وہ جانور دفعۃً انکی نظر سے غائب ہوگیا مگر یہہ کیا دیکھتے ہین کہ زوجہ اوریا اپنے مکان کے صحن مین بال بکھرائے ہوئے نہا رہی ہے حیوان خوشنما کو تو دیکھکے انکا یہہ حال ہوا تھا انسان خوش جمال پری تمثال کو اس بے تکلفی کی حالت مین دیکھکے یہہ بالکل ازخود رفتہ ہوگئے اور زیر بام آکے ارکان دولت سے حال مکان و مکین دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ اوریا کا مکان ہے انہون نے اوسے بلاکے بروانہ جہاد کیا اور ایک خط سرگروہ مجاہدین کو دیا کہ وہ صندوق جو ہمارے حکم کے بموجب دونون صف جنگ کے درمیان رکھا گیا ہے توقم

سب اوس صندوق کے اسطرف سے لڑنا مگر جب یہہ نامہ بریہونچے تو اسے تکلیف صندوق کے اودہر ہو اکرکے جانے کی دینا خلاصہ یہہ کہ ایساہی ہوا اور پس صندوق جا کے اور یا شہید ہوا بعد اوسکے انہون نے اوسکی زوجہ سے عقد کیا حالانکہ ننانوے زوجہ انکی اوسوقت موجود تہی **واعظ** کہتا ہے کہ یہی والدہ حضرت سلیمانؑ تہین کہ جنکا نام اونکے والد داؤدؑ نے شلومیہ اور حضرت ناتھنے دیدیار کہا تہا جیساکہ توریت عبرانی مین ہے الغرض معمول حضرت داؤد یہہ تہا کہ ایک روز فصل خصومات و مقدمات فرماتے تہے اور دوسرے روز فارغ البال ہوکے مکان تخلیہ مین سب دروازے بند کرکے ہمہ تن مصروف عبادت ہوتے تہے چنانچہ جب وہی روز عبادت آیا تو سب دروازے مسدود ہوئے اور نواب وحجاب نے ممانعت قطعی کی کہ کوئی متنفس حضرت داؤدؑ تک نہ پہونچے پس تنہا یہہ مشغول نماز ودرازونیاز درگاہ بے نیاز مین تہے کہ دو شخص باہم لڑتے ہوئے دیوار پہاند کے کود پڑے چنانچہ جناب باری قرآن مجید مین فرماتا ہے وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ یعنے اے حبیب ہمارے آپنے اون دونون لڑنے والون کا بہی کچہہ حال سنا جو دیوار پرسے پہاند پڑے تہے إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ جبکہ وہ آئے داؤدؑ کے پاس پس یہہ ڈرگئے اوسنے تو کہا اونہون نے کہ تم کیون ڈرتے ہو

ہم تمہاری رعیت ہین اور ہم مین باہم تنازع ہے بعضون نے بعضون
پر زیادتی کی ہے پس راست راست حکم کیجیے ہمارے باب مین اور ہمارا
انصاف فرمایے اور عدالت سے رمق بھی تجاوز نہ کیجیے زود رعایت
فیصلہ فرمایئے اور ہمین راہ راست بتایئے اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ
وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی
الْخِطَابِ یعنیہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے بھیڑین ہین اور
میری کل ایک بھیڑ ہے اور یہہ مجھسے کہتا ہے کہ وہ ایک بھیڑ بھی تو
میری ملک و کفالت مین دے وہ بھی میرا ہی حصہ ہے ایک تو بے انصافی
کرتا ہے اور اوپر سے بدزبانی اور اپنی تعلی کرتا ہے قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ
بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَیَبْغِیْ
بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ
مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا
وَّاَنَابَ داؤد نے کہا کہ اسنے ظلم و بے انصافی کی جو تجھسے تیری گوسفند
اپنی گوسفندون مین مانگی اور اکثر شرکا کا یہی حال ہے کہ بعضے انمین
سے بعضون پر ظلم و زیادتی کر جاتے ہین یعنے قوی ضعیف پر مگر مومن
اور خوش کردار اگرچہ ایسے لوگ کم نکلتے ہین یہہ سنکے وہ دونون
ہاتھ پر ہاتھ مارکے ہنسے اور کہنے لگے کہ داؤد نے اپنے نفس پر حکم
کیا یعنے اپنے تئین الزام دیا یہہ کہکے وہ دونون آسمان پر اوڑ گئے
چلے گئے جب جاکے داؤد سمجھے کہ یہی امتحان موعود تھا اور یہہ دونون
فرشتے تھے کہ مجھے الزام دیگئے اور یقین واثق ہوا داؤد کو کہ ہمنے یعنی

خدا تعالیٰ نے مبتلا کیا اونہین بلای امتحان مین پس توبہ و انابت کرنے لگے اور خدا کے خوف سے منہ کے بہل گر پڑے بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ چالیس روز تک یہہ سجدے مین پڑے رہے اور زار زار رویا کیے کہانے پینے تک کا انہین ہوش نہ تہا **واعظ** کہتا ہے کہ نعجہ کی لفظ مشترک ہے ایک معنے اسکے گوسفند کے ہین اور دوسرا اطلاق اسکا عورت پر بہی ہے آتا ہے بوجہ اطاعت و فرمانبرداری شوہر کے مثل آہو اور عجائب اتفاقات سے یہہ ہے کہ توریت مین اس مقام پر جو عبرانی لفظ وارد ہوا ہے وہ بہی ذو معنیین ہے اور اسناد عشق زوجہ غیر اور قتل بے گناہ تحریف و تصحیف کے باعث سے ہے احادیث اہلبیت سے تصریح ہوگئی ہے کہ وہ عورت زوجہ اوریا نہ تہی بلکہ اوسکی منگیتر تہی اور اوس شریعت مین ممنوع نہ تہا لیکن بلا ضرورت باوجود تعدد ازواج اور کثرت محلات حضرت داؤدؑ نے جو ایثار نفس اوس غریب بیکس پر کیا اور مخل اوسکے خطبہ اور منگنی مین ہولئے تو اس ترک اولے پر معتوب ہوئے اور اسیطرح اوریا اپنی موت سے شہید ہوا نہ یہہ کہ معاذ اللہ اسمین تحریک باطنی نبی ہو اور بعض اخبار معتبرہ مین ہے کہ حضرت داؤدؑ نے جو خلاف ضابطہ عجلت کرکے محض مدعی کا قول سنتے ہی حکم کر دیا یہہ خلاف داب انصاف اور ترک اولے ہوا اور بسبب اسکے وہ معتوب ہوئے جیسا کہ سیاق آیات سے بہی ظاہر ہے بہر طور طرح یا تاویل ایسے روایات کی ناگزیر ہے کہ عصمت انبیا سابق مین ادلہ قطعی سے ہے ثابت کی القصہ جب انکی گریہ وزاری درگاہ باری مین حد سے زیادہ ہوئی اور سماب عارہ بیقراری

بھرتی گئی ماہی بے آب کی طرح تڑپا کرتے تھے تو دریای رحمت غفور الرحیم
جوش مین آیا اور انپر وحی ہوئی کہ اے داؤد جاؤ اور یاست ا...
قصور بخشاؤ کہ بخشش ہماری موقوف اوسکی بخشش پر ہے پس یہہ افتان
وخیزان گنج شہیدان کی طرف روانہ ہوئے اور زار زار مثل ابر نو بہار اپنے
حال پر روتے تھے کجا وہ سلطنت اور شان وشوکت اور ناز ونعمت کجا
یہہ صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی چلتے چلتے پاؤن مین آبلے پڑ گئے تمازت
آفتاب سے مونہہ کی کھال گر گئی تھی گرد وغبار صحرا مین اڑتے تھے پر اپنے
چیتھڑے بدن پر لگائے چلے جاتے تھے بعض روایات مین وارد ہے
کہ انکے آنسو کی کثرت سے سبزہ پیدا ہوجاتا تھا اور آہ سوزان کی تاثیر سے
وہ سب جل جاتا تھا اور چرند اور پرند سب انکے ہمسفر تھے انکے رونے
پر زار زار روتے تھے اور انکے ساتھہ ساتھہ گرد اگرد حلقہ کیے چلے جاتے
تھے اور پہاڑ انکے حال زار پر افسردہ ہوکے زار زار روتے تھے ایک
روز چلتے چلتے ایک پہاڑ کے پاس پہونچے بالہام معلوم کیا کہ اس پہاڑ
پر ایک خاص بندہ خدا کا مقیم ہے داؤد مشتاق ملاقات ہوکے پہاڑ
پر چلے ادہر اوس بندہ خاص کو انکا حال معلوم ہوا وہ کنارہ سے پہاڑ
آکر پکارا کہ اے داؤد پہاڑ پر ارادہ نکرنا یہہ مقام گنہگار کے سزاوار
نہین یہہ سنکے انہین بڑی ذلت ورسوائی ہوئی پس جناب باری سے
اوس نبی پر وحی فرمائی کہ اسقدر جو تمنے داؤد کو سرزنش کی تو کیا تم
میرے امتحان پر ثابت قدم رہ سکتے ہو یہہ سنکے وہ تھرانے لگے اور نادم
ہوکے داؤد کو اپنے ساتھہ پہاڑ پر لیگئے داؤد نے اونکا اسم مبارک پوچھا

اونھون سے خرقیل نبیکا پتا پایا پھر تھوڑی انمین آپسمین باتین ہوا کین منجملہ اونکی
داؤد نے کہا کہ ای خرقیل تمھین کبھی کچھ توجہ دنیا کی طرف بھی ہوتی ہے
یا نھین حضرت خرقیل نے کہا کہ ہان انھون نے کہا کہ پھر تم کیونکر عبرت حاصل
کرتے ہو اونھون نے کہا اس پہاڑ مین ایک غار ہے اوسمین جاکر انھون نے
کہا کہ ہمراہ مجھے بھی لیچلیے خرقیل انمین اوس غار تاریک مین لیگئے داؤد نے
کیا دیکھتے ہین کہ وہان کچھہ بوسیدہ ہڈیون کا ڈھیر ہے اور ایک لوح لٹک
رہی ہے اوسمین یہہ ثبت ہے کہ مین فلان شاہنشاہ ہون ہزار شہر میرے
نام نامی سے بسے اور ہزار برس کی مینے عمر کی اور ہزار باکرہ عورتین اپنے
عقد مین لایا اب آخر کار میرا یہہ انجام ہوا کہ اوسکے خاک تیرہ اور میری استخوان
بوسیدہ مین کچھہ فرق نہین یہہ حال پر ملال دیکھہ کے حضرت داؤد کو گریہ
ہوا اور وہان سے روانہ منزل مقصود ہوئے چنانچہ بعد مدت مدید قبر اوریا
پر پہونچے اور خدا تعالی نے اوسے زندہ کیا قبر شق ہوئی اوسمین سے وہ نکلا
داؤد نے کہا کہ اے اوریا برای خدا میرا قصور معاف فرما اوسنے کہا کہ
آپ یہہ کیا فرماتے ہین کہان آپ بادشاہ عظیم الشان کہان مین ایک
اوسکے آپکا نمک پروردہ ہان مجھے البتہ عذرخواہی کا مقام ہے کہ شاید
کبھی خدمت گزاری مین کوتاہی نہ کی ہو داؤد نے کہا کہ تجھے اس قصہ
کا یا علم ہوگا تو میرا قصور معاف فرما اوسنے معاف کیا اور قبر مین پوشیدہ
ہوا پھر انھین الہام ہوا کہ اے داؤد اسکا کیا اعتبار تھے پہچ سکتے تھے داد
کا نہ بیان کرکے اوس سے بخشوایا آخر الامر پھر دوسرے دن قبر آیا اور
داؤد نے قصور اپنا شرح بیان فرمایا یہہ سنکے اوریا نے کہا کہ ای داؤد

کیا نبیوں سے بھی ایسے گناہ ہوتے ہیں یہہ کہکے سکوت کیا اور داؤد کو
نہ بخشا پس اضطرار انکا بہت بڑھ گیا تا اینکہ جناب باری نے ملائکہ سے
حکم کیا کہ ایک درجہ نفیس بہشت عنبر سرشت کے درمیان سے اور اوریا
کے درمیان سے پردے اور سرا پردے ہٹا دو پس اوسے دیکھہ
کے اوریا ازخود رفتہ ہو گیا اور بیساختہ اسنے چاہا کہ داخل بہشت ہو پس
ملائکہ نے اسے روکا اور کہا کہ یہہ اوسکا درجہ ہے جو قصور داؤد معاف
کرے پس اوریا نے کہا برضا و رغبت مینے قصور داؤد کا بخشدیا پس خدا نے
بھی انکی توبہ و انابت قبول فرمائی چنانچہ قرآن مجید میں ہے فَغَفَرْنَا
لَهُ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ یعنے پس ہمنے بھی بخشدیا
گناہ داؤد کا اور بیشبہ اوسکے لئے ہمارے درگاہ میں قرب و منزلت اور
انجام نیک ہے يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ
بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا
يَوْمَ الْحِسَابِ اے داؤد بیشک ہمنے تمہیں اپنا خلیفہ اور بادشاہ و حکمران
زمین بنایا پس ناحق حکم جاری نکر لوگوں کے درمیان میں اور ہوا و ہوس
کی پیروی نکر کہ وہ تجھے راہ خدا سے بھٹکا دیگی بیشبہ جو لوگ راہ خدا سے
کسیکو بھٹکاتے ہیں اونکے لئے عذاب شدید ہے باین سبب کہ وہ آخرت
کو بھول بیٹھے ہیں **واعظ کہتا ہے** کہ طرح یا تاویل اس حدیث
کی ضرور ہے اور کیونکر کوئی مؤمن دیندار پیمبر خدا اور امین وحی الٰہی اور
والدہ و زوجہ پیمبر پر ایسی تفضیح گوارا کریگا محض اخبار احاد غیر مستند

اور کتاب محرف کی طرف استناد کرکے کیا والدہ سلیمان زوجہ فیروز تہے اور داؤد رسول خدا آ سے فیروز سے رتبہ مین کم تہے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حسب اتفاق ایک بادشاہ ایک وزا اپنی کوٹھے پر چڑہا وہان سے اوسکی نظر ایک عورت حسینہ پر پڑی یہہ ہمہ تن اوسکا مفتون و فریفتہ ہوگیا زیر بام آکے ارکان دولت سے حال دریافت کیا پس معلوم ہوا کہ وہ گہر اوسکی خواص خاص فیروز کا ہے اسنے اوسے اپنے پاس بلایا اور ایک عامل کے پاس ایک خط دیکے روانہ کیا فیروز اپنے گہر مین آکے اپنے زوجہ سے رخصت ہوا اور عجلت مین فرمان شاہی بہول کے چلا گیا اتنے عرصہ مین جاسوسون نے بادشاہ کو اوسکی روانگی سے مطلع کیا فورًا بادشاہ اوسکے گہر مین گئے قرائن سے زوجہ فیروز نے پہچانا مگر ظاہر مین تجاہل کرتی رہی پس بادشاہ نے کہا کہ جِئْنَاكِ زَائِرِيْنَ یعنے مین دیوانہ وار تیرے جمال بے مثال کا مشتاق ہوکے آیا ہون زوجہ فیروز نے کہا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ تِلْكَ الزِّيَارَةِ یعنے خدا کی پناہ آپکے اس اشتیاق اور اس ملاقات سے بادشاہ نے کہا شاید تو نے مجھے نہین پہچانا مین آقا تیرے شوہر کا اور والی شہر ہون اوس عورت نے کہا کہ مینے آپکو بہی پہچانا اور آپ کا مطلب بہی سمجہی مگر مجہے اسکے ایک شاعر کے کچہہ شعر یاد آئے کہ شاید وہ آپکے سمع اقدس مین نہین پہونچے بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہین اوس عورت نے کہا سَاَتْرُكُ مَاءَكُمْ مِنْ غَيْرِ وِرْدٍ + وَذَاكَ لِكَثْرَةِ الْوُرَّادِ فِيْهِ * قریب ہے کہ مین تمہارے پانی سے دست کشی کرلون محض خیال کش مکش اور دہکا پیلی سے

کتون کی سے اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلَی طَعَامٍ + رَفَعْتُ یَدِیْ وَنَفْسِیْ
تَشْتَهِیْہِ + یعنے جب کسی کہانے مین مکھی گر پڑے تو کیسا ہی لذیذ ہو نفیس
و پر تکلف ہو مگر مجبورا اوس سے ہاتہہ اوٹہا ہی لیتا ہے سے وَتَجْتَنِبُ
الْاُسُوْدُ وُرُوْدَ مَاءٍ + اِذَا كَانَ الْكِلَابُ وَلَغْنَ فِیْهِ + اوس پانی
سے کترا جاتا ہے تو پہر شیر کب اوسکی طرف میلان خواطر گوارا کرتا ہے
پس لے بادشاہ عالی جاہ تیری حمیت اور مردانگی کیونکر گوارا رکہتی ہے
اس بات کو کہ تو اوس ظرف کی طرف توجہ کرے جسمین تیرے کتے فیروز نے
موںہہ ڈالا ہو اور کیونکر سیر ہونا چاہتا ہے تو اوس کہانے سے کہ جو ایش
تیرے اوس غلام کا ہو یہہ سنکے بادشاہ بہت منفعل ہوا اور بے نیل مقصود
واپس آیا لیکن اثنائے کلام مذکور مین فیروز نے جو تفحص فرمان شاہی کیا
تو اوسنے پاس نپایا اوسے ہنگامے مین گہر واپس آیا وہان بادشاہ کی کرگابی
دیکہہ کے جلد سے فرمان شاہی لیکے عامل شاہی کے پاس گیا اور بعد فراغت
کے بادشاہ کے پاس جواب پہونچاکے اپنے گہر گیا اور اپنی زوجہ سے کہا
کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تو اپنے میکے جا اور عزیزون پر اپنے ظاہر کر اوس ثروت
و نعمت کو جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے اور بہت نفیس جوڑا اور زر خطیر اوسے
دیا پس جب وہ اپنے باپ کے گہر گئی تو پہر اوسنے اوسے نہ بلایا اور جب کہ
مدت مدید گذری تو عورت نے مجبور ہو کر اپنے بہائیکو اپنے شوہر فیروز کے
پاس بہیجا اوسنے پہلے تو فیروز کو بہت سمجہایا پہر مجبور ہو کر اوسپر نالش دائر
کی محکمۂ شاہی مین اور اوس زمانے مین معمول تہا کہ قاضی فصل مقدمات کیا کرتا
تہا اور بادشاہ اوسکے پاس بیٹہا سنتا تہا پس حسب معمول جب یہہ دونون بحضور شاہ

وتقا نہی سے تو مدعی بیٹے پر اور زن نے کہا کہ ایدّاللہ مولانا القاضی اے قاضی میرے ایک باغ دیا اسکو نہایت عمدہ اور نفیس گرداگرد اوسکے بہت مستحکم دیوار کھچی ہوئی تھی اب اسنے مدت مدید تک اوسے اپنے پاس رکھکے اور حاجت روائی کرکے واپس کردیا حالانکہ دیوارین بھی شکستہ کردین اور اس باغ نے بالکل باغ میرا پامال کرڈالا پس مین حضور سے انصاف طلب ہون قاضی متقاضی جواب مدعا علیہ سے ہوئے فیروز نے عرض کی کہ کلام اسکا بے کم وکاست صحیح وراست ہے لیکن مین کیا کرون کہ اوس باغمین ایک شیر لاگو ہوگیا ہے ہر وقت اوسکی چاپ و آہٹ پاتا ہون اور اوسکی ڈکار کی آواز سن سنکے سہما جاتا ہون پس اس مجبوری اور آفت ناگہانی و بلای آسمانی کے سبب سے وہ خانہ باغ پھیری دیتا ہون یہہ سنکے بادشاہ سیدھا ہو بیٹھا اور کہنے لگا کہ اے فیروز تجھے شیر بیر پر فیروزی مبارک تیرے باغ کی ایسی دیوارین مستحکم ہین کہ وہان کسی کا گذر نہین تو خاطرجمع رکھ یہہ سنکے فیروز و مدعی نے بادشاہ کو جھکے سلام کیا اور خوشی خوشی اپنے گھر واپس آئے اور فیروز نے اپنی زوجہ کو بلا لیا اور قاضی اور تمام ارکان دولت متحیر رہے کہ یہہ کیا ماجرا تھا مدعی نے کیا کہا اور مدعا علیہ نے کیا جواب دیا اور بادشاہ نے کیا سمجھکے فیصلہ کردیا رُوِیَ اَنَّ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ بَاکِیًا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَا یُبْکِیْکَ یَا مَعَاذُ روایت ہے کہ معاذ بن جبل روتے ہوئے خدمت جناب رسالتمآب مین آئے اور تسلیم و آداب بجا لائے پس جواب سلام دیکے حضرت نے سبب گریہ استفسار کیا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ بِالْبَابِ

شَابًّا طَرِيَّ الْجَسَدِ نَقِيَّ اللَّوْنِ حَسَنَ الصُّوْرَةِ يَبْكِيْ عَلٰى شَبَابِهٖ بُكَاءَ الثَّكْلٰى عَلٰى وَلَدِهَا يُرِيْدُ الدُّخُوْلَ عَلَيْكَ پس اونھون نے عرض کیا کہ یا حضرت دردولت پر ایک نوجوان بہت حسین اور جمیل نہایت خوبصورت کہ جسکا بدن نہایت تروتازہ وشاداب ہے اور رنگ مین موتی کی آب سے زیادہ آب وتاب ہے اپنے شباب پر ایسا بلک بلک کر رورہا ہے کہ جیسے کوئی عورت اپنے فرزند جوان کی میت مین بین کرکے روئے اور وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہے فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا مُعَاذُ فَادْخِلْ عَلَيَّ الشَّابَّ فَادْخَلَهٗ فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ پس فرمایا کہ اے معاذ میرے پاس لے آؤ مین جوان کو پس خدمت مین اوسے لیگئے پس اوسنے سلام کیا پس حضرت نے جواب دیا ثُمَّ قَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا شَابُّ پھر فرمایا کہ کیون روتا ہے اے نوجوان قَالَ كَيْفَ لَا اَبْكِيْ وَقَدْ رَكِبْتُ ذُنُوْبًا اِنْ اَخَذَنِيَ اللّٰهُ بِبَعْضِهَا اَدْخَلَنِيْ نَارَ جَهَنَّمَ وَلَا اَرَانِيْ اِلَّا سَيَاْخُذُنِيْ بِهَا وَلَا يَغْفِرُ لِيْ اَبَدًا اوسنے عرض کی کہ کیونکر نہ روؤن حالانکہ مین مرتکب ایسے گناہون کا ہورہا ہون کہ اگر اونمین سے بعض پر خدا مواخذہ کرے تو داخل جہنم کرے مجھے اور غالب ہے کہ یہی کرے اور کبھی مغفرت میری نہ فرمائے فَقَالَ هَلْ اَشْرَكْتَ بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اُشْرِكَ بِرَبِّيْ شَيْئًا فرمایا کہ کیا تونے شرک کیا ہے اوسنے کہا کہ معاذ اللہ کہ شریک کرون مین قَالَ اَفَقَتَلْتَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَهُ اللّٰهُ قَالَ لَا فرمایا کہ پھر کیا تونے کسی بے گناہ کو قتل کیا اوسنے کہا کہ معاذ اللہ یہہ بھی تصور مجھہ سے نہین ہوا فَقَالَ النَّبِيُّ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ ذُنُوْبَكَ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ الْجِبَالِ الرَّوَاسِيْ

فَقَالَ لَہٗ وَاِنَّھَا اَعْظَمُ فرمایا کہ خدا تیرے گناہ بخشدے گا اگرچہ ستحا
پہاڑون کے بھی برابر ہون اوسنے کہا کہ میرے گناہ اس سے بھی زیادہ
ہین فَقَالَ یَغْفِرُ اللّٰہُ ذُنُوْبَکَ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ
وَبِحَارِھَا وَرِمَالِھَا وَمَا فِیْھَا مِنَ الْخَلْقِ فَقَالَ اِنَّھَا اَعْظَمُ مِنْ
ذٰلِکَ کُلِّہٖ پہر فرمایا حضرت نے کہ خدا تیرے گناہ بخشدے گا اگرچہ ساتون
زمینون کی برابر ہون اور جتنے دریا او درخت زمین کے ہین اور جسقدر اوسمین
ریتل ہے اور خلقت ہے اگرچہ اسقدر بھی ہون اوسنے کہا کہ میرے گناہ
اس سے بھی زیادہ ہین فَقَالَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکَ ذُنُوْبَکَ وَاِنْ کَانَتْ
مِثْلَ السَّمٰوٰتِ وَنُجُوْمِھَا وَمِثْلَ الْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ قَالَ فَاِنَّھَا اَعْظَمُ
مِنْھَا فرمایا کہ اگر تیرے گناہ آسمانون اور ستارون اور عرش وکرسی کے
بھی برابر ہونگی تو بھی خدا اونہین بخشدے گا اوسنے کہا کہ وہ اس سے
زیادہ ہین قَالَ فَنَظَرَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ کَھَیْئَۃِ الْغَضْبَانِ ثُمَّ قَالَ وَیْحَکَ
یَا شَابُّ ذُنُوْبُکَ اَعْظَمُ اَمْ رَحْمَۃُ رَبِّکَ پس حضرت نے غصہ سے گھورکے
دیکھا اوسے اور فرمایا کہ وای ہو تجھپر تیرے گناہ بڑے ہین یا
رحمت تیرے پروردگار کی فَخَرَّ الشَّابُّ لِوَجْھِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ سُبْحَانَ
رَبِّیْ مَا شَیْءٌ اَعْظَمُ مِنْ رَبِّیْ رَبِّیْ اَعْظَمُ مِنْ کُلِّ عَظِیْمٍ پس وہ نوجوان
منہ کے بھل گر پڑا اور کہتا جاتا تہا کہ پاک ہے خدا کوئی چیز بزرگتر خدا سے
نہین پروردگار بزرگ تر ہے ہر بزرگ سے اے رسول خدا قَالَ فَھَلْ
یَغْفِرُ الذَّنْبَ الْاَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ فرمایا کہ پس گناہان
بزرگ نہین بخش سکتا مگر پروردگار بزرگ قَالَ الشَّابُّ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ

اللہِ ثُمَّ سَکَتَ اوسنے عرض کی کہ یارسول خدا اجنبا ایسا نہین ہوسکتا پھر سکوت کیا فَقَالَ النَّبِیُّ وَیْحَکَ یَاشَابُّ اَلَا تُخْبِرُنِیْ بِذَنْبٍ وَاحِدٍ مِنْ ذُنُوْبِکَ پس حضرت نے فرمایا کہ وای ہو تجہپر ای نو جوان تو اپنا گناہ مجہسے بیان کر قَالَ بَلٰی اُخْبِرُکَ اِنِّیْ کُنْتُ اَنْبِشُ الْقُبُوْرَ مِنْ سَبْعِ سِنِیْنَ اُخْرِجُ الْاَمْوَاتَ وَاَنْزِعُ الْاَکْفَانَ اوسنے عرض کی کہ ہان مین اوسے بیان کرتا ہون سات برس سے مین نبش قبور کرکے مردے نکالا کرتا تہا اور اونکے کفن چرالیتا تہا فَمَاتَتْ جَارِیَۃٌ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا حُمِلَتْ اِلٰی قَبْرِهَا وَدُفِنَتْ وَانْصَرَفَتْ عَنْهَا اَهْلُهَا وَجَنَّ اللَّیْلُ اَتَیْتُ قَبْرَهَا فَنَبَشْتُهَا ثُمَّ اَخْرَجْتُهَا وَنَزَعْتُ مَا کَانَ عَلَیْهَا مِنْ اَکْفَانِهَا وَتَرَکْتُهَا مُتَجَرِّدَۃً عَلٰی شَفِیْرِ قَبْرِهَا وَمَضَیْتُ مُنْصَرِفًا پس حسب اتفاق ایک لڑکی انصار کی لڑکیون مین سے مری پس جب اوسکے عزیز واقربا اوسے دفنا کے گھر پہرے اور کالی رات کا دہندہلکا ہوا تو مینے قبر کھود کے اوسکی لاش نکالی اور اوسکا کفن لیا اور اوسے برہنہ قبر کے کنارے ڈال کے چل کہڑا ہوا فَاَتَانِی الشَّیْطَانُ فَاَقْبَلَ یُزَیِّنُهَا وَیَقُوْلُ اَمَا تَرٰی بَطْنَهَا وَمَا فِیْهَا وَسُرَّتَهَا فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ حَتّٰی رَجَعْتُ اِلَیْهَا وَلَمْ اَمْلِکْ نَفْسِیْ حَتّٰی جَامَعْتُهَا وَتَرَکْتُهَا مَکَانَهَا پس ناگاہ اثنائے راہ مین ابلیس پر تلبیس نے آکے مشاطہ کی طرح زینت دینا شروع کیا اور ایک ایک عضو کی صفائی اور چمک دمک سجہے دکہانے لگا وہ تو خود ہی کمسن چنچل طرحدار تہی اور مشہور ہے سونے

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را ✤ اوس پر یہ طرہ ہوا پھر کب مجھے تاب ضبط باقی رہتی ہے پھر پھرا اور اوس سے زنا کر کے اوسے اوسیطرح برہنہ چھوڑ کے چلا آیا فَاِذَا اَنَا بِصَوْتٍ مِّنْ وَّرَائِیْ یَقُوْلُ یَا شَابُّ وَیْلٌ لَّکَ مِنْ دَیَّانِ یَوْمِ الدِّیْنِ یَوْمَ تَقْضِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ تَرَکْتَنِیْ عُرْیَانَةً فِیْ عَسَاکِرِ الْمَوْتٰی وَنَزَعْتَنِیْ حُفْرَتِیْ وَسَلَبْتَ اَکْفَانِیْ وَتَرَکْتَنِیْ اَقُوْمُ جُنُبًا اِلٰی رَبِّیْ فَوَیْلٌ لِّشَبَابِکَ مِنَ النَّارِ فَمَا اَظُنُّ اِنِّیْ اَشَمُّ رِیْحَ الْجَنَّةِ اَبَدًا فَمَا تَرٰی بِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پس ناگاہ ایک آواز آئی میری پشت سر کی طرف سے کہ ای نوجوان وای ہو تجھپر حاکم روز جزا کی جانب سے اوس روز کہ وہ میرے اور تیرے درمیان مین فیصلہ کرے گا بڑا ستم کیا تو نے کہ اتنے بڑے لشکر مین مردون کے تو نے بندے کو برہنہ چھوڑا اور قبر بھی کھود ڈالی اور کفن بھی میرا چھڑا لیا اور نجس مجھے چھوڑا کہ قیامت کو مین نجس خدا کے سامنے جاؤنگی پس جہنم مین پڑے تو اور آگ لگجائے تیری جوانی کو پس مجھے گمان نہین کہ بہشت کی بو سونگھہ سکون پس آپ کیا تجویز فرماتے ہین میرے باب مین اے رسول خدا فَقَالَ النَّبِیُّ تَنَحَّ عَنِّیْ یَا فَاسِقُ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَحْتَرِقَ بِنَارِکَ فَمَا اَقْرَبَکَ مِنَ النَّارِ ثُمَّ لَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ وَیُشِیْرُ اِلَیْہِ حَتّٰی اَمْعَنَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ پس حضرت نے فرمایا میرے سامنے سے دور ہو ای فاسق مجھے اندیشہ ہے کہ مین بھی تیری آگ مین نہ جلجاؤن اسلئے کہ تو جہنم سے بہت قریب ہے اور برابر اوسکی طرف اشارہ کر کے بھی فرماتے تھے یہانتک کہ وہ حضرت کے سامنے سے ٹل گیا **واعظ کہتا ہی** کہ ازبسکہ مؤمن کی شان سے یہہ ہے کہ اوسکے قلب مین دو نور خوف و

رجا کے ایسے باہم مساوی ہون کہ اگر ترازو مین تولے جاوین تو دونون پلے برابر آئین جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اور جناب رسالت مآب عفو الٰہی سے پہلے اوسے بہت مطمئن کر چکے تھے اور امید رجا ثواب دے چکے تھے تو مناسب حال یہہ ہوا کہ آخر مین ویسی ہی تخویف عذاب سے فرمائین اور غضب خدا سے ڈرائین کہ اوسکا ایمان اور حضرت کا بشیر ونذیر ہونا کامل وتمام ہو فَذَهَبَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَتَزَوَّدَ مِنْهَا ثُمَّ اَتٰى بَعْضَ جِبَالِهَا فَتَعَبَّدَ فِيْهَا وَلَبِسَ مِسْحًا وَغَلَّ يَدَيْهِ جَمِيْعًا اِلٰى عُنُقِهٖ پھر بہلول تائب شہر مدینہ مین آیا اور ایک رسی وہان سے مول لیکے ایک پہاڑ پر گیا اور عبادت کرنا شروع کی بالون کے کپڑے پہن کے اور دونون ہاتھ اپنے رسی سے جکڑ کے اپنے گردن مین باندہے وَنَادٰى يَا رَبِّ هٰذَا عَبْدُكَ بُهْلُوْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ مَغْلُوْلٌ يَا رَبِّ اَنْتَ الَّذِيْ تَعْرِفُنِيْ وَزَلَّ مِنِّيْ مَا تَعْلَمُ سَيِّدِيْ يَا رَبِّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ مِنَ النَّادِمِيْنَ وَاَتَيْتُ نَبِيَّكَ تَائِبًا فَطَرَدَنِيْ وَزَادَنِيْ خَوْفًا فَاَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ وَجَلَالِكَ وَعَظَمَةِ سُلْطَانِكَ اَنْ لَا تُخَيِّبَ رَجَائِيْ سَيِّدِيْ وَلَا تُبْطِلْ دُعَائِيْ وَلَا تُقَنِّطْنِيْ مِنْ رَحْمَتِكَ اور ندا کی کہ اے میرے مربی یہہ ناچیز تیرا بندہ بہلول نام ہے تیرے سامنے نہایت خاکساری سے مغلول ومسلسل قیدیون کی طرح کھڑا ہے اے خداوند تو مجھے بھی پہچانتا ہے اور میرا قصور بھی جانتا ہے مجھے تجھسے بڑی ندامت ہے مین تیرے پیمبر کے پاس بھی توبہ کے لئے گیا تھا تو اونھون نے مجھے اپنے پاس سے ہٹا دیا اور خوف میرا شدید کیا پس برکت سے تیرے نام نامی اور جلال وعظمت سلطنت

سے کے تجھ سے یہہ درخواست کرتا ہون کہ تو میری آس نہ توڑ اور میرا سوال
نہ رد کر اور اپنی رحمت سے مجھے مایوس نکر فَلَمْ يَزَلْ كَذَالِكَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا
وَلَيْلَةً تَبْكِيْ لَهُ السِّبَاعُ وَالْوُحُوْشُ اور ایک چلے تک یونہین چلایا
کیا اور بلک بلک کر روتا رہا یہانتک کہ اوسکے ساتہہ درندے اور چرند اور
پرند بہی اوسکے حال زار پر زار زار روتے تہے فَلَمَّا تَمَّتْ لَهُ اَرْبَعُوْنَ
يَوْمًا وَلَيْلَةً رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَا فَعَلْتَ فِيْ حَاجَتِيْ
اِنْ كُنْتَ اسْتَجَبْتَ دُعَائِيْ وَغَفَرْتَ خَطِيْئَتِيْ فَاَوْحِ اِلٰى نَبِيِّكَ
وَاِنْ لَمْ تَسْتَجِبْ دُعَائِيْ وَلَمْ تَغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَاَرَدْتَ عُقُوْبَتِيْ
فَعَجِّلْ بِنَارٍ تُحْرِقُنِيْ اَوْ عُقُوْبَةٍ فِى الدُّنْيَا تُهْلِكُنِيْ وَخَلِّصْنِيْ مِنْ فَضِيْحَةِ
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ پہر جب وہ ایک چلا کہینچ چکا تو اوسنے آسمان کی طرف ہاتہہ
اوٹہائے اور عرض کی کہ اے خدا تو نے میری حاجت کی بارے مین کیا
تجویز کیا اگر تو نے میری دعا مستجاب اور خطا میری معاف فرمائی ہو تو وحی
کر اپنے پیمبر پر و گرنہ ایک آگ ایسی پیدا کر کہ اوسمین جل جاؤن یا عقوبت دنیا
مین مجھے مبتلا کر اور فضیحت قیامت سے بچا وے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
نَبِيِّهٖ پس نازل کیا خدا نے اپنے نبی پر وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً
اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ يَعْنِيْ اِرْتِكَابَ ذَنْبٍ اَعْظَمَ مِنَ الزِّنَاءِ وَنَبْشِ
الْقُبُوْرِ وَاَخْذِ الْاَكْفَانِ اور وہ لوگ کہ جب بدی کرتے ہین یا ظلم
کرتے ہین اپنے نفسون پر یعنے مرتکب ہوتے ہین اوس گناہ کے کہ جو
زنا اور نبش قبر اور کفن وزدی سے بہی زیادہ ہے ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا
لِذُنُوْبِهِمْ يَقُوْلُ خَافُوا اللّٰهَ فَعَجَّلُوا التَّوْبَةَ تو ذکر خدا کرتے ہین

پہر استغفار کرتے ہین اپنے گناہون سے یعنے خوف خدا کرتے ہین پس
جلد توبہ کرتے ہین وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ اور کون بخش سکتا ہے
گناہون کو بجز خدا کے یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَتَاكَ یَا مُحَمَّدُ عَبْدِیْ
تَائِبًا فَنَفَرْتَهٗ وَطَرَدْتَهٗ فَاَیْنَ یَذْهَبُ وَاِلٰی مَنْ یَقْصُدُ وَمَنْ
یَسْاَلُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ ذَنْبًا غَیْرِیْ فرمایا ہے جناب باری کہ ای
حبیب ہمارے تمہارے پاس میرا بندہ بہلول بارادہ توبہ آیا اور تمنے
اوسے اپنے پاس سے ہکادیا اور دتکار دیا پس وہ کہان جائے اور کس
رجوع کرے اور بجز میرے کس سے بخشش کی درخواست کرے ثُمَّ قَالَ
عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ پہر فرمایا خدا نے
اور نہین اصرار کرتے اپنے کام پر اور وہ جانتے ہین یَقُوْلُ مَا یُقِیْمُوْا
عَلَی الزِّنَا وَنَبْشِ الْقُبُوْرِ فرماتا ہے کہ نہ ایستادگی کی اونہون نے
زنا اور نبش قبر اور کفن دزدی پر اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ وَنِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِیْنَ یہی وہ لوگ کہ جنکی جزا بخشش پروردگار ہے اور ہرے
بہرے ترو تازہ شاداب خانہ باغ کہ جنکے نیچے نہرین لہرین لیکر بہتی
رہتی ہین ہمیشہ رہین گے اونمین اور اچہا عوض اور ثواب ہے نیک
عمل کرنے والون کا فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ خَرَجَ
وَهُوَ یَتْلُوْهَا وَیَتَبَسَّمُ پس جب یہہ آیہ ائی تو حضرت اونہین تلاوت
کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے باہر نکل آئے فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ
مَنْ یَّدُلُّنِیْ عَلٰی ذٰلِكَ الشَّابِّ التَّائِبِ پس فرمایا اصحاب سے کہ

کون بتاتا ہے مجھے اوس جوان تائب کا قال معاذ یا رسول اللہ بلغنا انہ فی موضع کذا معاذ نے کہا کہ یا حضرت سنا ہے کہ وہ فلان مقام پر مقیم ہے فمضی رسول اللہ باصحابہ حتی انتہوا الی ذلک الجبل فصعدوا الیہ یطلبون الشاب پس حضرت مع رفقا پہاڑ پر اوسکی تلاش مین چڑہے فاذا ھم بالشاب قائم بین صخرتین مغلولۃ یداہ الی عنقہ واسود وجہہ وتساقطت اشفار عینیہ من البکاء پس کیا دیکھتے ہین کہ وہ نوجوان دو بڑے بڑے پتھرون کے بیچ مین کھڑا ہے ہاتھ اوسکے گردن سے بند ہے ہین اور رو روتے پلکین گر گئی ہین وھو یقول سیدی سیدی قد احسنت خلقی واحسنت صورتی فلیت شعری ماذا تریدنی امرفی النار تحرقنی امرفی جوارک تسکننی اور وہ مناجات کر رہا تھا کہ اے مالک وحاکم میرے تو نے خلقت وصورت میری تو خوب بنائی مگر یہہ کچھہ مجھے معلوم نہین کہ اب آگ سے مجھے جلائے گا یا اپنے قرب وجوار مین عزت وآبرو سے مجھے بٹھاوے گا اللھم انک قد اکثرت الاحسان الی وانعمت علی فلیت شعری ماذا یکون آخر امری ھل ترزقنی الجنۃ ام تسوقنی الی النار اللھم ان خطیئتی اعظم من السموات والارض ومن کرسیک الواسع وعرشک العظیم فلیت شعری تغفرلی خطیئتی او تفضحنی بہا یوم القیمۃ اے بار الہا تو نے بڑے بڑے احسان کیے مجھپر اور بڑی بڑی نعمتین مجھے دین مگر ابتک یہہ نہ معلوم ہوا کہ انجام کار رب مجھے بہشت عطا کرے گا یا دوزخ مین ہنکاویگا

میرا قصور تو آسمانون اور زمینون اور عرش و کرسی سے وسیع تر ہے پس
کاش جانتا مین کر تو اوسے بخشیگا یا اوسکے سبب قیامت کو مجھے فضیحت
کریگا فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ هٰذَا وَهُوَ یَبْکِیْ وَیَحْثُو التُّرَابَ عَلٰی رَاْسِهٖ
وَقَدْ اَحَاطَتْ بِهِ السِّبَاعُ وَصَفَّ فَوْقَهُ الطَّیْرُ وَهُمْ یَبْکُوْنَ
لِبُکَائِهٖ پس برابر اسیطرح مناجات کرتا تھا اور زار زار مثل ابر نوبہلول
روتا جاتا تھا اور سر پر اپنے خاک اوڑاتا تھا اور چرندہ اور درندہ اوسکو
گردگھیرے حلقہ مین اوسے لیئے تھے اور پرند صف بصف اوسکے
سر پر چتر کیے تھے اور یہہ سب اوسکے ساتھہ بلک بلک کے رو رہے
تھے فَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُ فَاَطْلَقَ یَدَیْهِ مِنْ عُنُقِهٖ وَنَفَضَ التُّرَابَ
عَنْ رَاْسِهٖ وَقَالَ یَا بُهْلُوْلُ اَبْشِرْ فَاِنَّكَ عَتِیْقٌ مِنَ النَّارِ پس جناب
رسالت مآب اوسکے قریب گئے اور بکمال شفقت سے اوسکے ہاتھہ اوسکی
گردن سے کھولدیئے اور گرد و خاک اوسکے سر سے جھاڑ دی اور فرمایا
کہ ای بہلول تجھے بشارت ہو کہ تو آتش جہنم سے آزاد کیا گیا ہے ثُمَّ قَالَ
لِاَصْحَابِهٖ تَدَارَکُوا الذُّنُوْبَ کَمَا تَدَارَکَهَا بُهْلُوْلُ ثُمَّ تَلَا عَلَیْهِ مَا
اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ وَبَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ
تم بھی بہلول ہی کی طرح اپنے گناہون کا تدارک کرو پھر تلاوت کرکے
اوسے سنائی وہ آیہ کہ جو اوسکی شان مین آئی تھی اور بشارت دی اوسے
جنت کی اسلیئے کہ بعد شرک و فساد عقائد حق کوئی گناہ قتل بیگناہ سے
زیادہ ازروے شرع و عقل نہین خصوصاً جبکہ وہ معصوم و حجت خدا دلیل
و رہنما ہو اور اوسکی شہادت مستلزم اہلبیت عصمت و طہارت سکے

دربدر ہونے کی ہو پس خلاصہ یہہ ہے کہ باعث دوام فراق حضرت فاطمہ صغرا و شہادت خود حضرت و حضرت علی اصغر و حضرت علی اکبر وغیرہ و اسیری اہلحرم و یتیمی سکینہ و اضطراب حضرت شہربانو حر بن یزید ریاحی ہوئے مگر ازبسکہ ابتدا سے واقف نہ تھے کہ انجام اوسکے روکنے کا حضرت امام حسین علیہ السلام کو مراجعت مدینہ سے کیا ہوگا اور بنی امیہ کسقدر ایذا پہونچائین گے بلکہ نادانی سے یہہ امر صادر ہوا تھا اور جب ابتلائے امام مظلوم کو دیکھا تو راحت زندگانی سے ہاتھہ دہو کے صمیم قلب سے کمال ندامت سے آمادہ توبہ ہو کے حاضر خدمت بابرکت معصوم ہوئے ظاہر ہے کہ اگر کسی سے کسی کو ایک حبہ کا نقصان یا ذرہ بہر ضرر پہونچتا ہے تو بہر سالہا سال مونہہ دیکھنے کو جی نہین چاہتا ہے بلکہ بعض اوقات نسلن بعد نسل شکایت و رنج و ملال چلا جاتا ہے نہ کہ حضرت کو جو صدمے پہونچے تھے اونکی تو کچھہ انتہا نہین اہلبیت مین سے اگر ایک متنفس کے بدلے ہزار جانین حر کی بہی نثار ہو جائین یا اہلبیت سے ایک یتیم یا اسیر کے بدلے حر کے ہزار یتیم و اسیر ہوتے تو کیا ہوتا بہر طور عالی ظرفی و پابندی شرع کی دیکھئے کہ باوجود این ہمہ ایک کلمہ بہی شکایت کا زبان پر نہ لائے اور بڑی عزت و حرمت حضرت حر کی اور حسب ضابطہ شرع بیچون و چرا اونکی توبہ قبول کی اور فرزندون کی طرح اونکی لاش پاش پاش کو میدان سے خود لائے اور نوحہ خوانی و ماتم داری اونکی فرمائی اور اشعار نوحہ مین اونکی مدح و ثنا کی اور خدا سے اونکی مغفرت و حصول جنت و حور و قصور کے لئے دعا کی اور کیا خوب فرمایا ہے جناب مرزا فصیح مرحوم و مغفور نے مدح مین حضرت

امام حسینؑ کی سے راکب دوش پیمبر ہے حسین ٭ نور چشم مرتضیٰ ہی حسین

حاصل رنج و غم و درد و بلا
صابر و شاکر شہید کربلا

مرحبا ای سید گلگون قبا
مرحبا شاہ شہیدان مرحبا

آفرین ای سید مقتول [illegible]
آفرین ای رخ [illegible]

آفرین ای [illegible]
بارک اللہ اے بہادر شیر مرد

سبط احمد تو بڑا [illegible] ہوا
ہم گنہگارون کا تو حامی ہوا

تجھپہ مین قربان [illegible] یا نبی
مین بلا گردان مرے ماں باپ بھی

کربلا سے جب مین بچھڑا ہون آہ
رات دن غمناک ہون ای بادشاہ

پھر بلا مجھکو خدا کے واسطے
مصطفیٰ و مرتضیٰ کے واسطے

ایکباری بار گر پاوے فصیح
پھر نہ نکلے گرچہ مرجاوے فصیح

ایکباری اور کر مجھکو طلب
دور ہی درگاہ سے ہون جان بلب

میرے مولا تیرا کھلتا ہو نہین
ہند مین ناحق رہا جاتا ہو نہین

پھر زیارت کے لیے بیتاب ہون
بے سر و سامان ہون بے اسباب ہون

تو سخی ہے اے امیر کربلا
مجھکو کر مہمان اپنا پھر بلا

دوست رکھتا ہی بہت مہمان کو تو
پھر ترا مہمان ہون ہے یہ آرزو

فقط

# سترہوان موعظہ

شرح حدیث من مات ولم یعرف [illegible] احادیث اور [illegible] لطیفہ
اہلسنت سے اس حدیث کے معنون مین اور دلائل مختصر غیبت حضرت
کے اور کلام شیخ محی الدین عربی تائید اس مطلب کی اور اشعار آبدار ابن
ابی الحدید معتزلی اور فوائد غیبت اور مناظرہ سید بن طاؤس علیہ الرحمہ
اس بارہ مین اور مناظرہ شاہ عبد العزیز دہلوی سے
مسئلہ تفضیل حضرت امیر مین اسکا جیسے دون
اور اشعار حملۂ حیدری اشتیاق
ظہور حضرت مین پھر
اشعار اردو بنیاد
اعتقاد کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث متفق علیہ فریقین مین فرمایا کہ جو شخص مر جاسکے اور اپنے زمانے کے امام کو اوسنے نہ پہچانا ہو تو اوسے موت جاہلیت و کفر حاصل ہوگی حدیث صاف دلالت کرتی ہے وجود فیجود پر حضرت صاحب العصر امام مہدی علیہ السلام کے اور اسیطرح وہ متواتر حدیثین کہ جو دلالت کرتی ہین جناب رسالت مآب کے بارہ خلیفہ اور بارہ امامون پر کہ معنی صحیح ان حدیثون کے ہمارے ہی مذہب پر درست ہوتے ہین لیکن اہلسنت بڑی طعن کرتے ہین ہم لوگون پر کہ ایسے امام کے فرض کرنے سے کیا حاصل کہ جسکے پاس پہونچنا ہی ممکن نہ ہوا اور نہ اخذ

مسائل دینیہ ممکن ہو پہر خالی شناخت اور اعتقاد سے اوسکے کیا فائدہ
ہوگا یہانتک کہ جو اونکا معتقد ہو اور اونہین نہ پہچانے تو اوسکے کفر کی
موت ہو اور حضرات ائمہ اوسکے جواب مین فرماتے ہین کہ ثمرہ اینہین
منحصر نہین کہ اونکی زیارت کرکے استفادہ اونسے کرے بلکہ اونکی تصدیق
خود ہی ایک رکن ہے ارکان ایمان سے جیسا کہ تصدیق جناب رسالت
مآب ارکان ایمان سے ہے بلکہ بالآخر جسکے ہر جگہ کہ منکر یا تصدیق والے
ہونگے کہ ایسے خدا کے غرض کر لیتے ہے کیا تھا کہ ہمکو دیکھتے ہون
آئے اور نہ کوئی اوس سے استفادہ کر سکے اور نہ قطعاً ہر ظاہر خلق
ورزق پر وہ قادر ہو والجواب الجواب وقد روی عن جابر بن
عبد اللہ الانصاری اور جابر انصاری سے منقول ہے عن
النبی ذکر المہدی کہ جناب رسالت مآب نے ایک روز ذکر خیر حضرت
صاحب الامر کیا فقال ذلک الذی یفتح اللہ عز وجل علی یدیہ
مشارق الارض ومغاربہا پس فرمایا کہ وہ بزرگوار ہے کہ خدا
فتحیاب کریگا اوسے روے زمین پر مشرق سے مغرب تک یغیب
عن اولیائہ غیبۃ لا یثبت فیہا الا من امتحن اللہ قلبہ
للایمان یہ چہپ جائیگا بحکم خدا اپنے دوستون سے اتنی مدت تک
کہ نہ ثابت قدم رہ سکیگا اوسمین مگر وہی شخص کہ جسکے قلب کا خدا تعالی نے
امتحان کر لیا ہو ایمان کے لیئے قال جابر فقلت یا رسول اللہ
ہل لشیعتہ انتفاع فی غیبتہ جابر نے عرض کی کہ ای رسول خدا
کچہہ اونکے شیعون کو انکی غیبت مین اوسنے فائدہ بہی ہوگا یا نہین فقال

اِی وَ الَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ اِنَّھُمْ لَیَسْتَضِیْئُوْنَ بِنُوْرِہٖ وَیَنْتَفِعُوْنَ
بِوِلَایَتِہٖ فِی غَیْبَتِہٖ کَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَاِنْ جَلَاھَا
السَّحَابُ پس فرمایا کہ ہان بخدا قسم اوسے شخص کی کہ جسنے مجھے نبی برحق
کیا کہ اونہین اوسکے نور سے ایسی روشنی حاصل ہوگی اور اوسکی ولایت
سے اوسکی غیبت مین ایسا فائدہ ہوگا کہ جسطرح لوگون کو آفتاب عالمتاب
سے نفع ہوتا ہے اگرچہ ابر اوسپر چھا جائے پس واقعی آفتاب پر خاک
ڈالنے سے کیا ظالمون کے ظلم سے حق چھپ نہین سکتا اور کیونکر اسکے
اونکا اقرار کرین حالانکہ اونہین کے بزرگون کے ظلم سے وہ پوشیدہ
ہوئے اور دنیوی منفعتون کو اونہون نے مقدم جانکر اوس آفتاب
ہدایت کو ابر غیبت مین پوشیدہ کردیا اور مخفی ہوجانے سے اونکے
دلی مرادین اور ناحق کوششون کی برآئین سہ اَیَا خُفَّاشُ بُشْرَا
کُمْ فَقَدْ غَرَبَتْ + وَبِالْحِجَابِ تَوَارَتْ شَمْسُ اَضْحَاھَا + اے
خفاشون بشارت ہو تمھین کہ چادر شب منہ پر کھینچ لی آفتاب عالمتاب
نے خلاصہ یہہ کہ اگرچہ ابر ہو تاہم برکت آفتاب سے دن ہی رہیگا
دن کی رات نہو جائیگی اگرچہ کور باطن کو نہ سوجھہ پڑے سہ گر نہ بیند
بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + اور جب مخالف لوگ
زیادہ زیادتی کرتے ہین تو پھر شیعہ کہتے ہین کہ یہہ طعن وتشنیع تمھاری ہمیں
حقیقت مین تمھاری طرف پھرتی ہے اسلیئے کہ تم تفسیر مین اس حدیث
کی یہہ کہتے ہو کہ مراد امام سے صاحب شان وشوکت بادشاہ ہے دنیا کے
بادشاہون مین عالم ہو یا جاہل ظالم ہو یا عادل فاسق ہو یا فاجر پس تمھین

سچ کہو کہ ایسے بادشاہ کی معرفت سے کیا مذہبی ثمرہ ہوگا تاکہ جو اوسے نہجانتا
ہو تو کفر کی موت پائے چنانچہ یہی سمجھکے بعض علمای اہلسنت اس بات
کے قائل بھی ہوگئے ہین کہ امام سے مراد قرآن ہے اور شاید منشا اس
کا یہہ ہے کہ وہ قرآن جسے عثمان نے جمع کیا وہ نام سے امام کے مشہور
ہے مگر فقط نام سے کیا کام مطلب سے مطلب ہے اور معنویت کی راہ
سے یہہ ٹھیک نہین اوترتا کہ قرآن مین نسخ و تغیر نہین تمام قیامت تک
ایک ہی قرآن باقی رہیگا یہہ نہین کہ ہر زمانے کا قرآن جدا ہو البتہ امام
علیہ السلام ہر زمانے مین بدلتے رہتے کہ ایک کے بعد دوسرا ہوا اور
حدیث شریف مین صاف یہہ قید موجود ہے کہ جو اپنے زمانے کے امام
کو نجانے تو اوسکا انجام بد ہوگا اور انجام بخیر نہوگا پس بحکم اضافت
ضرور ہوا کہ بدلتا رہے اور یہہ بات قرآن مین نہین بلکہ اشاعرہ لا شعور
کے نزدیک کلام خدا کلام نفسی ہے کہ کبھی نہین بدلا بلکہ قدیم ہے کہ ازل
سے ابد تک رہیگا بلکہ بعض دشمن عقل یہانتک لکھہ گئے ہین کہ دفتیان
اور جلد اور جزدان اور رحل قرآن بھی قدیم ہے کہ ہمیشہ سے رہا ہے
اور ہمیشہ رہیگا پھر ہم یہہ پوچھتے ہین کہ معرفت قرآن کے کیا معنے اگر فقط
اوسکے وجود کی تصدیق ہو تو اسیطرح تو ہم بھی محض تصدیق قرآن ناطق
کو ارکان ایمان سے جانتے ہین اور اگر حفظ الفاظ قرآن مراد ہے تو اول
تو توتے مینا کی طرح قرآن کے پڑہنے رٹنے مین کیا فائدہ جب اوسکے
مضامین بھی عمل مین نہ آئین مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا
كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۔ چارپائے براو کتابے چند * دوسرے

یہہ کہ بنابر اسکے جو لوگ حافظ ہونگے تو اون بچارون کی تو مٹی خراب ہوئی
اور اوسپر طرہ یہہ کہ خلفا کے انجام کا خدا حافظ مگر یہہ کہ فقط چالیس برس
مین سورۂ بقر یاد کرنا کفایت کیجے سو چہل سال مین مغز خود شستم
کہ یک سورۂ بقر آموختم * مگر برکت روح ثالثہ تین اشکال اسمین بھی
دست و گریبان ہونگے ایک حالت کفر و جاہلیت مین بسر کرنا چالیس
برس کے سن تک دوسرے فی الجملہ باقی رہنا تادم واپسین تیسرے
اور باقی خلفا کا کفر و نفاق کہ اونکا تو سورۂ بقر بھی یاد کرنا ثابت نہین
اور اگر معرفت سے مراد معلوم کرنا معانی و مضامین کا ہے تو اور بھی زیادہ
دقت ہوگی کہ اکثر لوگ اس شرف سے محروم ہین خصوصًا خلیفۂ اول کہ جنہین
کلالہ و اب کے بھی معنی معلوم نہ تھے اسلیئے کیا کیجیے گا شق اول پر خلیفہ
ثانی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور شق ثانی پر خلیفۂ اول سے رہے ثالث
بالخیر تو وہ انہین دونون کے فرع تھے بناے فاسد علی الفاسد کیونکر
صحیح ہوگی ایسے متن بے اصل کی فرع کو رو سیاہی لازم ہے اور انصاف
یہہ ہے کہ منشاء حقیقی شبہ انکار حضرت کئی امر ہو سکتے ہین کہ جو بعد تامل
ملاحظہ کے جالے کی طرح بے بنیاد ہین ۱۲ اصل عدم اور جواب اوسکا
یہہ ہے کہ یہہ جبتک چل سکے گا کہ دلیل قطعی وجود ذیجود کی نہو اور ظاہر ہے
کہ بعد ورود نص اور قیام دلیل مذکور اصل عدم بے اصل ہو جاتی ہے
اور دلیلین وجود حضرت کی آیات و روایات سے بے شمار ہین از انجملہ
وہ حدیثین کہ نام بنام اور ترتیب وار بارہ اماموں پر دلالت کرتی ہین
از انجملہ نبوی مذکور از انجملہ آیہ کریمہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِین

ازانجملہ حدیث ثقلین ازانجملہ حدیث سفینہ ازانجملہ وہ حدیثین کہ دلالت
کرتی ہین اسپر کہ روی زمین کبھی خالی حجت خدا سے نہوگا ازانجملہ وہ حدیثین
کہ جو دلالت کرتی ہین اسپر کہ اہلبیت نبوی امان اہل زمین مسخ وغیرہ سے
ہین جیساکہ آسمان کے ستارے باعث امان اہل آسمان ہین ازانجملہ
بشارت نجمۃ الصبح وغیرہ کہ جسکی تفسیر جواد ساباطی حنفی نے بھی مضطر ہوکے
تصدیق ائمہ اثنا عشری عموماً اور راز عان حضرت صاحب الزمان سے
خصوصاً کردی ہے وَالْفَضْلُ مَا نَطَقَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ ازانجملہ
وہ اخبار ہین کہ جو دلالت کرتے ہین اسپر کہ ہمارے حضرت کو سب نبیون کے
معجزے ملے پس ضرور ہوا کہ معجزہ حضرت عیسیٰ و ادریس و خضر وغیرہ یعنے
طول حیات بھی ہمارے حضرت کو ملے اور وفات اونکی باتفاق فریقین
مسلم پس اونکے اوصیا مین سے کسی مین وہ معجزہ پایا جانا ضرور ہوا ازانجملہ
یہہ کہ مقتضاے لطف یہہ ہے کہ ہر مبطل کے مقابل ایک محقق ہو پس دجال
کے لیے وجود حضرت ضرور ہوا اور اسیطرح صدہا دلیلین ہین کہ اون
سب مجموع من حیث المجموع پر نظر کرنے سے یقین واثق اس دعوے
کا ہوجاتا ہے دوسرے یہہ کہ وجود ایک چیز بدیہی ہے اگر حضرت ہوتے
تو ضرور کوئی لکھتا اور جواب یہہ ہے برابر مصنفون نے لکھا ہے
فضل بن روزبہان نے ترتیب وار اسماے ائمہ نظم کیے ہین اوسمین ذکر
حضرت موجود ہے سبط ابن الجوزی نے اکمال الدین مین لکھا ہے ملا
جامی نے نظماً و نثراً ذکر کیا ہے روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا وغیرہ
مین بھی ذکر ولادت حضرت ہوا ہے اور محی الدین عربی فتوحات مکیہ

کے ۳۶۶ باب مین لکھتا ہے اِنَّ لِلّٰہِ خَلِیْفَۃً یَخْرُجُ مِنْ عِتْرَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَۃَ یُوَاطِیُ اِسْمُہٗ اِسْمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ جَدُّہٗ اَلْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ ع یعنے خدا کا ایک ایسا خلیفہ ہے کہ وہ ظہور فرمائے گا عترت رسول خدا سے اولاد جناب سیدہ سے اور مطابق آکے پڑیگا نام اوسکا نام نامی رسول خدا سے اور جدامجد اونکے حضرت امام حسین علیہ السلام ہونگے یُبَایِعُ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ درمیان رکن و مقام اونکے بیعت واقع ہوگی یُشْبِہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَلْقِ بِفَتْحِ الْخَاءِ وَیَنْزِلُ عَنْہُ فِی الْخُلْقِ بِضَمِّ الْخَاءِ مشابہ رسولؐ ہونگے صورت مین اور خلق وسیرت مین کچھ کم ہونگے اَسْعَدُ النَّاسِ بِہٖ اَلْکُوْفَۃُ زیادہ معین ومساعد اونکے اہل کوفہ ہونگے یَعِیْشُ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ تِسْعًا پانچ یا سات یا نو برس تک زندہ رہینگے یَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَدْعُوْ اِلَی اللّٰہِ بِالسَّیْفِ جزیہ ساقط کرکے تلوار کے زور سے لوگون کو دعوت کرینگے خدا کیطرف وَیَرْفَعُ الْمَذَاہِبَ عَنِ الْاَرْضِ فَلَا یَبْقٰی اِلَّا الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور سب دینون کو روے زمین پر سے اوٹھا وینگے پس نہ باقی رہیگا مگر دین خالص اَعْدَاؤُہٗ مُقَلِّدَۃُ الْعُلَمَاءِ اَہْلِ الْاِجْتِہَادِ لِمَا یَرَوْنَہٗ یَحْکُمُ بِخِلَافِ مَا ذَہَبَ اِلَیْہِ اَئِمَّتُہُمْ فَیَدْخُلُوْنَ کُرْہًا تَحْتَ حُکْمِہٖ خَوْفًا مِّنْ سَیْفِہٖ مقلد مجتہدون کے یعنے حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی اوس جناب کے دشمن ہونگے ازبسکہ دیکھینگے کہ وہ حضرت خلاف اونکے پیشواؤن کے حکم دیتے ہین مگر باوجود این ہمہ نہایت

کراہت سے مجبور اور بخوف اونکی شمشیر بار کے اونکے حکم محکم سے زیر ہونگے
يَفْرَحُ بِهِ عَامَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ اَكْثَرُ مِنْ خَوَاصِّهِمْ اور عوام لوگ
مسلمانون مین اوس جناب سے زیادہ خوش ہونگے بہ نسبت خواص
کے يُبَايِعُهُ الْعَارِفُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْحَقَائِقِ عَنْ شُهُوْدٍ وَكَشْفٍ
بِتَعْرِيْفٍ اِلٰهِيٍّ اور عارف لوگ بذریعہ کشف وشہود وتعلیم عالم الغیب
والشہادہ اوسے بیعت کرینگے لَهُ رِجَالٌ اِلٰهِيُّوْنَ يُقِيْمُوْنَ
دَعْوَتَهُ وَيَنْصُرُوْنَهُ اور کچھ لوگ نہایت جوانمرد اور اللہ والے
اونکی مدد کرینگے اور اونکی دعوت برپا اور استوار کردینگے وَلَوْلَا
اَنَّ السَّيْفَ بِيَدِهِ لَاَفْتَى الْفُقَهَاءُ بِقَتْلِهِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُظْهِرُهُ
بِالسَّيْفِ وَالْكَرَمِ فَيُطِيْعُوْنَ وَيَخَافُوْنَ وَيَقْبَلُوْنَ حُكْمَهُ مِنْ
غَيْرِ اِيْمَانٍ وَيُضْمِرُوْنَ خِلَافَهُ اور اگر تلوار اونکے ہاتھہ مین
نہوتی تو مجتہد لوگ فتوی اونکے قتل کا دیتے لیکن خدا اونہین تیغ
بے دریغ اور مہربانی کے ساتھہ ظاہر کرے گا پس یہ لوگ بطمع یا بخوف
اونکا حکم ظاہر مین قبول کرلینگے مگر باطن مین بالکل بے ایمان
ہونگے وَيَعْتَقِدُوْنَ فِيْهِ اِذَا حَكَمَ فِيْهِمْ بِغَيْرِ مَذْهَبِ اَئِمَّتِهِمْ
اَنَّهُ عَلٰى ضَلَالٍ فِيْ ذٰلِكَ لِاَنَّهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ اَهْلَ الْاِجْتِهَادِ
وَزَمَانَهُ قَدِ انْقَطَعَ وَمَا بَقِيَ مُجْتَهِدٌ فِي الْعَالَمِ وَاَنَّ اللّٰهَ
لَا يُوْجِدُ بَعْدَ اَئِمَّتِهِمْ اَحَدًا لَهُ دَرَجَةُ الْاِجْتِهَادِ اور جب
حضرت برخلاف اونکے اماموں کے اونمین حکم جاری فرمادینگے
تو وہ لوگ گمان کرینگے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد وہ جناب گمراہ

ہین اسلیئے کہ اونکے عقیدہ فاسد مین زمانہ اجتہاد اور مجتہد لوگ ختم ہو چکے اور تمام
عالم مین کوئی مجتہد صاحب رائے باقی نہین رہا اور بعد اونکے اماموں سے یعنے
چاروں مجتہدون کے خدا اور کوئی ایسا شخص نہ پیدا کریگا کہ جو درجہ اجتہاد
پر فائز ہو وَاَمَّا مَنْ یَدَّعِی التَّعْرِیْفَ اِلٰہِیَّ بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ فَھُوَ
عِنْدَھُمْ مَجْنُوْنٌ فَاسِدُ الْخَیَالِ اور جو عارف کہ خدا کے پہچاننے والے
پر تکیہ کیئے ہین پس وہ ان لوگون سے کے نزدیک بڑی سودائی ہین پس اب
ذرا انصاف سے اس عبارت کے نکتون پر لحاظ کیجیے کہ کسطرف یہہ
اشارہ کر رہا ہے اہل کوفہ کا معین و مددگار ہونا یعنے جو کثرت شیعان
علی کوفہ مین ظاہر ہے پھر وہ لوگ کون ہین کہ جو مقلد چارہی مجتہدون
کے ہوگئے ہین اور اجتہاد کا اونمین حصر کردیا ہے اور ایسے پابند
ہوئے ہین کہ نہ خدا سے کام نہ رسول سے جو کچھ ہین اونکے نزدیک وہی
چند شخص غیر معصوم ہین نہ کوئی ربی ہے نہ ربانی نہ محمدی نہ علوی سبسے
دیکھیئے حنفی ہے یا شافعی یا حنبلی یا مالکی خلاصہ یہہ کہ بجز پیر پرستی خدا پرستی
نہین نام کو بھی نہین اونہین لوگون کا دشمن حضرت ہونا کیا معنی رکھتا ہے
اور فاضل کامل ابن الحدید معتزلی کہتا ہے ؎ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّہٗ
لَابُدَّ مِنْ * مَھْدِیْ یَکُوْنُ وَلِیَوْمِہٖ اَتَوَقَّعُ * اور بخوبی جانگیا مین کہ ظہور
لامع النور مہدی دین ضرور ہے اور اوسی دن کا مین منتظر اور اونکا
چشم براہ ہوں ؎ یَحْمِیْہٖ مِنْ جُنْدِ الْاِلٰہِ کَتَائِبُ * کَالْیَمِّ اَقْبَلَ
ذَاخِرًا اَبْتَدَ فَعُ * ٹولیان خدا کے لشکر کی اونکی حمایت کرینگی اور جسطرح
سے بحر ذخار دفعتہ آجاتا ہے اور رہتا مین پانی کی ریل پیل ہوجاتی ہے

اوسیطرح وہ امنڈ آئینگے فِیْهَا لَا اِلَی الْحَدِیْدِ صَوَادِمُ
مَشْهُوْرَةٌ وَرِمَاحُ خَطٍّ شُرَّعٌ + اور لشکر مین نسل ابی الحدید سے
کچھہ ننگی تلوارین ہونگی اور سیدہے برچھے خط کے بنے ہوئے
وَرِجَالُ مَوْتٍ مُقْدِمُوْنَ کَاَنَّهُمْ + اُسْدُ الْعَرِیْنِ لَرُبَّهَا لَا تَنْکَعُ
اور ایسے لوگ بہادر مرنے پر تلے ہوئے ہونگے کہ جو کچھار کے شیر کی طرح
کسی سے نہ ڈرین تیسرے یہہ کہ فائدہ ایسے امام کے وجود سے کیا ہے
اور جواب یہہ ہے کہ کئی فائدہ عظیم اسمین متصور ہین ایک نفس تصدیق
کہ جزو ارکان ایمان سے ہے دوسرے حجت خدا روز قیامت تمام
ہونا تیسرے تکمیل لطف الٰہی چوتھے برائت ذمہ معصوم کہ مین تو
ہدایت کو موجود تہا مگر از خود ان لوگون نے انحراف و گمراہی اختیار
کی پانچوین حراست امت آفات ارضی و سماوی سے جیسا کہ سابق مین
بیان کیا گیا چھٹے بوقت مصیبت شدید مدد کرنا شیعون کا اور ہدایت کرنا
اونہین جیسا کہ حدیث الثار سے ظاہر ہے ساتوین لقاے حجت
اجماع کہ علم اوسکے محض وجود و شرکت معصوم سے خصوصاً اجماع لطفی
پر نہہ اجماع کشفی حدسی پر چوتھے یہہ کہ پوشیدگی حضرت تقیہ سے ہے اور
وہ جائز نہین اور جواب یہہ ہے کہ یہہ بناے فاسد علی الفاسد ہے
اور ثبوت وجوب تقیہ کتاب و سنت کوئی شبہ نہین پس یہہ غیبت حضرت
سرداب مثل غیبت نبی ہے غار مین یا شعب حضرت ابوطالبؑ مین
اور مثل صعود حضرت عیسیٰؑ و ادریسؑ ہے بالاے آسمان ظلم امت جفاکار
سے پانچوین یہہ کہ اسقدر امتداد حیات ممکن نہین اور جواب

سوال پنجم

ہے کہ یہ شبہ بالکل بے اصل ہے چنانچہ شرح اربعین مین ہے
حکی السید الجلیل ذو المناقب والمفاخر رضی الدین علی بن
طاؤس قدس اللہ روحہ فی بعض کتبہ ما حاصلہ انہ
اجتمع یوما فی بغداد مع بعض فضلاء المخالفین یعنے جناب سید ابن
طاؤس علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ بغداد مین ایک روز اونھین ملاقات
بعض افاضل کا اتفاق ہوا فانجر الکلام بینھما الی ذکر الامام
محمد بن الحسن المہدی وما یدعیہ الامامیۃ من حیوتہ
فی ھذہ المدۃ الطویلۃ پس باتون باتون مین بحث آپڑی حضرت
صاحب الامر اور اونکی طول عمر کے باب مین فشنع ذلک الفاضل
علی من یصدق بوجودہ ویعتقد طول عمرہ الی ذلک الزمان
وانکرہ انکارا بلیغا پس اوسنے نہایت انکار کیا اور مضحکہ کیا شیعون
پر قال السید رحمہ اللہ فقلت لہ انک تعلم انہ لو حضر الیوم
رجل وادعی انہ یمشی علی الماء لاجتمع لمشاھدتہ کل اھل
البلاد فاذا مشی علی الماء وعاینوہ وقضوا تعجبھم منہ
پس سید نے فرمایا کہ تمھین بھی اسمین شک نہوگا کہ اگر کوئی شعبدہ باز یا
دھوٹ بند آکے کہے کہ مین دریا پر چلا جاتا ہون اور پاؤن تک نہ ڈوبے
گا تو یہ دعوا اوسکا سنکے سب نہایت متعجب ہونگے اور تماشا دیکھنے
کو شہر کے لوگ جمع ہوجائینگے اور جب وہ امتحان مین پورا اوتریگا
اور اس پار سے اوس پار اوتر جائے گا تو سب تعجب کرکے رہجائینگے
ثم جاء فی الیوم الثانی آخر وقال انا امشی علی الماء ایضا

فشاهدوه وامتنبه عليه لكان تعجبهم اقل من الاول پھر دوسرے
دن دوسرا آکے جو ویسا ہی کر دکھائے تو بھی پہلی دفعہ کے برابر تعجب
نہوگا دیکھنے والون کو فاذا جاء فی یوم الثالث اٰخر وادعی انه
یمشی علی الماء ایضا فربما لا یجتمع للنظر الیه الا قلیل ممن شاهد
الاول ولکن فاذا مشی سقط التعجب بالجملة اور تیسری بار تو ایسے
مساوات ہوجاوینگے کہ شاید ہی کوئی اوسے نہ پوچھے گا مگر بہت اقل قلیل
اور جب اس تیسرے کو اپنی پیشی دیکھ لینگے تو پھر اسے نام ہی تعجب کا
نشان نرہیگا فاذا جاء رابع وقال انا ایضا امشی علی الماء کما مشوا
فاجتمع علیه جماعة ممن شاهدوا الثلثة الاول ثم اخذوا
یتعجبون منه تعجبا زائدا علی تعجبهم من الاول والثانی والثالث
لتعجب العقلاء من نقص عقولهم وخاطبوهم بما یکرهون
پھر جو چوتھے آدمی سے اس حال کے صادر ہونے پر دیکھنے والے آگے
سے بھی زیادہ تعجب کریں تو ضرور اہل عقل اونپر مضحکہ کرینگے کہ جو بات
مکرر ہو چکی ہو اوسپر زیادہ تعجب کرنا کیسے ہے وهذا بعینه حال
المهدی اور حضرت صاحب الامر کا بعینه یہی حال ہے فانکم رویتم
ان ادریس حی موجود فی السماء من زمانه الی الآن اسلیئے کہ تم
سنیون کی معتبر حدیثون سے ثابت ہے کہ حضرت ادریس اپنے زمانے
سے ابتک آسمان پر زندہ موجود ہیں ورویتم ان الخضر کذلك
فی الارض حی موجود من زمنه الی الآن اور یہہ بھی تم لوگ روایت
کرتے ہو کہ حضرت خضر روے زمین مین اپنے وقت سے ابتک موجود ہیں

وسند یعلم ان عیسے حی موجود فی السماء وانہ سیعود الی الارض اذا ظہر المہدی ویقتدی بہ فہذہ ثلثۃ نفر من البشر قد طال اعمارہم بزیادۃ علی المہدی اور یہہ بہی روایت کرتے ہوکہ حضرت عیسے زندہ و موجود ہین جو تہے آسمان پر اور حضرت مہدی موعود کے ساتہہ ظاہر ہونگے اونسے اقتدا کرینگے پس ان بزرگوارون کی عمر ہمارے حضرت سے بہی زیادہ ہولی فکیف لا تعجبون منہم وتعجبون من ان یکون لرجل من ذریۃ النبی اسوۃ بواحد منہم وتنکرون ان یکون من جملتہ ابانیان یعمر واحد من عترتہ و ذریتہ زیادۃ علی ما ہو المتعارف من الاعمار فی ہذا الزمان الہ القادر پس تعجب ہے کہ تمھین اون لوگون کے حال سے تعجب نہین ہوتا اور اہلبیت نبی مین اسقدر مسن ہونے سے تعجب ہوتا ہے حالانکہ اس صفت مین حضرت صاحب العصر کو اون حضرت سے تاسی اور اقتدا ہونا معجزہ جناب رسالتمآب ہے اور واعظ کہتا ہے کہ یہہ تقریر الزامی ہے وگرنہ بحکم اکثر اولہ اربعہ ائمہ افضل انبیای سلف سے ہین پس یہہ اونکے مقتدی اور پیشوا ہین نہ مقتدی اور پیرو رہا یہہ شبہہ عزیز کریم کہ اسمین ترجیح فرع اصل پر لازم آتی ہے پس وہ بے اصل ہے اسلیے کہ ہمارے حضرات فقط جناب رسالتمآب ہی کی فرع ہین پس انبیا سے مرجوع ہونگے اور نبیون سے اور ہوسکتا ہے کہ شاخ درخت کلان مستحکم تر ہو اور کمزور جڑون سے اور وزیر شاہنشاہ زیادہ صولت و کرتا ہو اور چہوٹے چہوٹے بادشاہون پس انصاف یہہ ہے کہ معجزات

انبیای سابقین اوصیای سید المرسلین مین حاصل تھے اور دون مرتبہ اوس جناب کے تھے گو کہ بضرورت بعض کا ظہور اونکے دست حق پرست بہی ہوا ہو پس جب حضرت عیسیٰ کو نصاری خدا سمجھے تو اگر یہی بات ہمارے حضرت کے لیے حاصل ہوتی تو کیا فخر تہا پس اونکی جگہہ حضرت امیر کو نصیری خدا سمجھنے لگے اسیطرح حیات حضرت خضر وغیرہ کہ جو معجزہ اونکا تہا ہمارے حضرت کو بہی کہ خاتم الاوصیای سید المرسلین ہین عطا ہوا گو کہ بواسطہ وہ معجزہ جناب رسالت مآبؐ بہی قرار پالے اور استقرار احادیث معتبرہ فریقین سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزات مشہورۂ انبیای سلف مین کوئی ایسا معجزہ نہین کہ وہ یا بہتر اوس سے ہمارے حضرت اور اونکے وصیون مین نہ پایا گیا ہو پس ضرور ہوا کہ طول حیات بہی باقی نہ رہے کہ خاندان رسالت مین نہو پہر یہہ احادیث فریقین سے ثابت کہ بمفادلکل فرعون موسیٰ دجال کے سرکوب اور طرف مقابل ہمارے بہی حضرت ہین پہر اگر اوسکی طرح انہین طول حیات نہو تو تقابل تام نرہیگا اور ازبسکہ صحبت مین طول ہوا لہذا ذکر روایت حضرت نرجس خاتون اور بیان حال ولادت باسعادت و بیان علامات ظہور لامع النور اور ذکر حالات زمان رجعت کو موقوف اور موعظہ پر رکہا اس مقام پر تحریر ابیات فاضل باذل صاحب حملہ حیدری پر اکتفا مناسب جانی

ابیات

| | |
|---|---|
| بدر نیسان شنیدم ز کار آگہان | کہ گردد دگر گون جو وضع جہان |
| ز بیداد آفاق گردد سیاہ | برون آید آن مہر انجم سپاہ |

جهان را برافروزد از رای خویش ‌ ‌ ‌ کند تازه آئین آبائے خویش

کنون گیتی از ظلم تاریک شد ‌ ‌ ‌ ره راستی سخت باریک شد

جهانی پر از شور و آشوب گشت ‌ ‌ ‌ درستی و انصاف محجوب گشت

مروت در اقالیم هستی نماند ‌ ‌ ‌ بکس ذوق یزدان پرستی نماند

ز تیره دلی چشمها خیره شد ‌ ‌ ‌ بمال کسان دستها چیره شد

دل از بیم و امید بیگانه گشت ‌ ‌ ‌ حدیث قیامت خود افسانه گشت

شد از ظلم آفاق اقلیم زنگ ‌ ‌ ‌ ز بیداد دلها چو شهر فرنگ

مسلمانی و پارسائے نماند ‌ ‌ ‌ بجز علم و زهد ریائے نماند

هوس آخرت را بدنیا فروخت ‌ ‌ ‌ ببرق عمل خرمن علم سوخت

نماند افسر عقل بر هیچ سر ‌ ‌ ‌ یکے مست رز دیگری مست زر

همه بیخود افتاده اندر گذشت ‌ ‌ ‌ نه بیم جهنم نه ذوق بهشت

تهی گشت دلها ز یاد خدا ‌ ‌ ‌ شد ابلیس در ملک دل پادشا

ز نخوت همه گشته نمرود عصر ‌ ‌ ‌ چو فرعون شان فخر ز ایوان قصر

نه هر گوشه دجال برپای خواست ‌ ‌ ‌ جهان گشت پر شور مهدی کجاست

برون آی ای گوهر معرفت ‌ ‌ ‌ برون آی ای اختر معدلت

برون آی ای کوکب برج دین ‌ ‌ ‌ ز ظلمت بپرداز روے زمین

ز جولانگه غیب بیرون خرام ‌ ‌ ‌ برون آر تیغ علی از نیام

سر دشمنان از بدن دور کن ‌ ‌ ‌ برای دل دوستان سور کن

ز ظلم و ستم دهر تاریک شد ‌ ‌ ‌ شها وقت موعود نزدیک شد

بکش صبح سان تیغ خورشید فام ‌ ‌ ‌ نگونسار کن رایت فوج شام

بسیل فنا خار و خاشاک ده — جهان زهر خورد است تریاک ده
زمین را ز فر خود آباد کن ❊ — بهی را دل تنگ شو شاد کن ❊
ز عالم برانداز رسم ستم — نظر کن سوی دوستان از کرم
چو آئینه خوار اند در ملک زنگ — مسلمان چندے بشهر فرنگ
ز بسیاری دشمنان دوستان — بجبر جهانند چون دُر نهان
صدف وار گشته بظاهر خموش — نهانی نهاده بر آواز گوش
که چون بر کشد شاه شمشیر کین — کشایند شیران جنگی کمین
تن و جان فدای قدومت کنند — جهان پاک ز اعدای شومت کنند
ستاده بسر در ره انتظار — گرفته بکف جان برای نثار
ز دل بسته بر کین اعدا کمر — بیکدست تیغ و بیک دست سر
بمردی همه برق یک لشکر اند — ولے بی تو شاها تن بی سر اند
ز مهر تو روشن دل شاد شان — بجز نام شه نیست در یاد شان
برون آی شیران خود را ببین — بمیدان دلیران خود را ببین
یکی هم از آن جان نثاران منم — که پیوسته فال ظهورت زنم
دل و جانم آگنده از فکر تست — شب و روز ورد زبان ذکر تست
براه تو باز ست چشم چنان — که بر راه گل دیدهٔ بلبلان
چنانم قدوم ترا خواستگار — که در سال خشک ابر را کشت زار
گنه انچه ممکن بود کرده ام — ستم بر خود و غیر خود کرده ام
نیاورده ام نیم طاعت بجا — نه یک معصیت گشته از من قضا
ندانم نجات از تو گر در نظر — مگر آنکه سازم فدای تو سر

کنم فرق خود را براہ تو خاک | شوم زان گناہان بیکبارہ پاک
وگر توبه نیست از من روا | مگر آب شمشیر شوید مرا
ولے ترسم آن دولت بیحساب | نسازد درین تشنه ام کامیاب
ازان رہ بدرگاہ حق قدیم | به بخشایش جرمہای عظیم

وسیله کنم ذات پاک ترا
که بخشد خداوند بیشک مرا

## ابیات جناب سید سند

اب بارہوین امام کا ہوتا ہی کچھ بیان | یعنے محمد بن حسن صاحب الزمان
گیارہ امام مین سے کوئی اب رہا نہین | ہے کونسا ستم جو انہون نے سہا نہین
دو انمین سے شہید ہوے تیغ قہر سے | اور لوگو بادشاہون نے مارا ہی زہر سے
اور بارہوین امام جو ہین صاحب الزمان | ہین زندہ لیک خوف سے اعدا کی ہین نہان
فیض اونکا ہے عیان وہ نہین ہین گو عیان | خورشید جیسے ابر مین ہووے چھپا ہوا
وہ باعث امان زمین سے ہے | عالم سب اس امام کے زیر نگین ہے
نفظ ہنر سے سال ولادت کا ہی ظہور (۲۵۵) | لیکن بقول بعض ہے تاریخ نفظ نور (۲۵۶)
خالی نہین امام سے رہتا جہان کبھی | ہوتا ہے آشکار کبھی تو نہان کبھی
الیاس خضر عیسے و ادریس زندہ ہین | اصحاب کہف و صائد و ابلیس زندہ ہین
پہلے سی یہ نبی و شقی جیتے ہین گو سب | گر اولیا مین ایک رہا زندہ کیا عجب
منظور ہے خدا کو کہ ہو امتحان خلق | دیکھے کہ کیا ہے حال یقین و گمان خلق
مومن ہے کون کون ضعیف اعتقاد ہے | کسکے یقین و دین مین ضعف و فساد ہے
غیبت مین کسکے دین پہ آجاتا ہی زوال | ایمان کسکا رہتا ہے اسی حال پر بحال

منقول ہے کہ سید سجاد نے کہا
غیبت مین جو امام کی ثابت قدم رہا

درجہ ملا جہاد کا پیش خدا اوسے
رتبہ شہید بدر و احد کا ملا اوسے

ہوویگا ایک روز ظہور اوس امام کا
ہوگا رواج ملت خیر الانام کا

بیعت کرینگے حضرت جبرئیل بیشتر
بعد اوسکے سب ملائک و جنات و بشر

عیسے زمین پہ اوترینگے تب آسمان سے
ہوینگے اقتدا او نہین صاحب زمان سے

کیسا عذاب کرے گا اعدای دین پر
بس ایک دین ہوگا سراسر زمین پر

## ایضاً ابیات

ہوتی ہے ان اماموں کی رجعت بھی ایکدن
عشرت کی ہونیوالی ہے دولت بھی ایکدن

کافر وہ جس سے دین کی ہرگز نہ آئی بو
مومن وہ جسکے دین مین مطلق خلل نہو

اسطرح سے جو مومن و کافر ہوئے فنا
ہو وینگے زندہ تاکہ ملے کچھ جزا سزا

شہرت ابھی نہین ہوئی تھی خوب دین کی
ذمہ یہ ہے خدا کے مدد مومنین کی

مارے گئے پیمبر و گمنام مر گئے
محنت کشی و صبر مین اک نام کر گئے

قرآن مین وعدہ سبکی مدد کا ہوا ہی صاف
رجعت اگر نہوئے تو وعدہ مین ہو خلاف

درپے ہے ابھی تو ہمکو ذرہ عرض جان کا
آئے گا ایک روز پھر امن و امان کا

دیندار ملک و مال سے ہوونگے کامیاب
عمرین طویل پائین گے اولاد بیحساب

جو جو کہ قرضدار گئے ہین جہان سے
وہ سب امیدوار ہین صاحب زمان سے

ایک وقت ہے حسین علیہ السلام کا
وہ دن ہے اونکے دشمنوں سے انتقام کا

شیر خدا علی کی بھی رجعت یقین ہے
فرزند کی کرینگے وہ نصرت یقین ہے

دنیا مین جبکہ حیدر کرار آئین گے
ستر ہزار آپکے انصار آئینگے

لکھا ہے رجعت اونکی بتکرار ہوویگی
معلوم یہ نہین ہے کہ کے بار ہوویگی

پیغمبر خدا کی بہی رجعت عجب نہین ٭ نصرت کرین نواسی کی حضرت عجب نہین

جاوینگے اس جہان سے جب صاحب زمن ٭ دیوینگے سیدالشہدا غسل اور کفن

دجال ہے لعین شقی اصفہان کا ٭ کرتا ہون ذکر اوسکے بہی نام ونشان کا

مردود ہے وہ دشمن پروردگار ہے ٭ صائد ہے اوسکا نام گدہے پر سوار ہے

پیشتر از امام عصر کریگا لعین ظہور ٭ دہنی جو اوسکی آنکہہ ہے اوسمین نہین ہے نور

بائین جو دوسری ہے وہ آنکہہ تو خون مین بہری ہوئی ٭ مثل ستارہ ماتہے پہ اوسکی دہری ہوئی

لکہا ہے خون سے آنکہہ پہ کافر ہے یہ شقی ٭ اسطرح سے کہ اوسکو پڑہے ہر ادبی

ہوگا دہوئین کا ایک پہاڑ اوسکے روبرو ٭ کوہ سفید پیچہے ہی کہانا سا ہو بہو

نکلیگا وہ لعین بڑے قحط سال مین ٭ ایک کوس طے کریگا قدم بہر کی چال مین

ہوویگا اوس لعین کا جس چشمہ پر گذر ٭ پانی کا حشر تک نہ رہیگا وہان اثر

ہوینگے مرید اوسکے بہت نطفۂ حرام ٭ قاتل ہین اوسکے جو ہی وہ مقتل ہین اوسکے تمام

ثابت ہے مومنون پہ کتاب مبین سے ٭ نکلیگا ایک دابہ ایکدن زمین سے

ظاہر کریگا خلق پہ ایمان کا فساد ٭ یعنے کہ اونکو تہا نہ اماموں کا اعتقاد

منقول ہے کہ دابۃ الارض ہین علی ٭ ہوتا ہے یہہ بہت سی حدیثون سے منجلی

کہتے تہے خود علی کہ مین ہون صاحب عصا ٭ میسم ہی میرے پاس مین ہون نائب خدا

رکہینگے اور راہ چلینگے زمین پر ٭ کردینگے نقش اہل زمین کی جبین پر

پہنے ہوئے انگوٹھی سلیمانؑ کی ہاتھ مین ٭ ہوگی چہڑی بہی موسئ عمران کی ہاتھ مین

ایمان کا نشان انگوٹھی سے ہوئیگا
اور نقش کفر چہرونپہ لاٹہی سے ہوئیگا

فقط

# موعظہ اٹھا ۱۸ رہوان

تفسیر سورۂ عم یتساءلون وبیان تفصیلی ادلہ معاد روحانی

وجسمانی وکیفیت حشرونشر اور کئی وجہ تسمیہ ابوتراب

عنوان لطیف سے اور مناظرۂ لطیف ملامحسن کاشانی

عالم نصرانی سے فضیلت خاکِ شفا مین اور چند

حکایتین بہت مختصر وبامذاق

مناظرہ مین

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ قَرَأَ عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ لَمْ تَخْرُجْ سَنَةٌ اِذَا كَانَ يُدْمِنُهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ حَتّٰى يَزُوْرَ بَيْتَ اللّٰهِ الْحَرَامِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص پڑھے سورہ عم یتساءلون بطور التزام و مداومت تو نہ تمام ہوگا وہ سال مگر یہہ کہ وہ شخص مشرف ہو حج خانہ کعبہ سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ابتدا کرتا ہون نام سے اوس خدا کے کہ جو مہربان اور رحیم ہے عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ کس چیز سے باہم سوال کرتے ہین خلاصہ یہہ کہ ایسا کونسا امر عظیم ہے کہ جسے ایک دوسرے سے پوچھتا ہے عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ سوال کرتے ہین

اوسی امرعظیم اورخبر وحشت اثر سے کہ جسمین وہ باہم اختلاف رکھتے ہین
یعنی روز قیامت سے جیسا کہ بعض علما نے فرمایا ہے اور کتاب کافی مین
حضرت امام جعفر صادق سے ہے اَلنَّبَاءُ الْعَظِیْمُ الْوِلَایَۃُ یعنی مراد خبر بزرگ عظیم سے
ولایت اہلبیت ہے وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ سُئِلَ عَنْ تَفْسِیْرِ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ
فَقَالَ ھِیَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول
ہے کہ سوال کیا گیا اوس جناب سے تفسیر عم یتساءلون کا پس حضرت نے فرمایا کہ سورۂ آیا ہے
باب باب مدینہ علم مین وَکَانَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ
اور حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے مَا لِلّٰہِ تَعَالٰی اٰیَۃٌ ھِیَ اَکْبَرُ مِنِّیْ
یعنی کوئی علامت وجود بحود باریتعالے مجھہ سے بڑہکے نہین
وَلَا لِلّٰہِ نَبَاءٌ اَعْظَمُ مِنِّیْ اور نہ کوئی خبر جناب باری کی مجھہ سی برتر ہی
وَعَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْہُ اور حضرت امام رضا سی
منقول ہے کہ اوس جناب سے استفسار کی گئی تفسیر اس سورہ کی
فَقَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا لِلّٰہِ نَبَاءٌ اَعْظَمُ مِنِّیْ
وَلَقَدْ عُرِضَ مِنْ فَضْلِیْ عَلَی الْاُمَمِ الْمَاضِیَۃِ عَلٰی اِخْتِلَافِ اَلْسِنَتِہَا فَلَمْ
تُقِرَّ بِفَضْلِیْ پس فرمایا حضرت نے کہ فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے
کہ کوئی خبر و علامت جناب باری کی بزرگ و برتر مجھہ سے نہین فضیلت
و ولایت میری عرض کی گئی سب اگلی امتون پر باوجودیکہ زبانین
اونکی مختلف تہین پس اون سبہون نے اقرار نکیا میری فضیلتون کا
بسبب کثرت و عظمت فضائل کے بلکہ باہم اختلاف رکہتے تھے میری
باب مین وَفِی الْعُیُوْنِ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اٰبَائِہٖ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ

عن علیؑ قال قال رسول اللہؐ لعلی یا علیؑ انت حجۃ اللہ وانت
باب اللہ وانت الطریق الی اللہ وانت النباء العظیم وانت
الصراط المستقیم وانت المثل الاعلی الحدیث اور عیون اخبار الرضا
مین حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبا و اجداد طیبین و طاہرین
سے روایت کی ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا
کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد کیا حضرت امیر علیہ السلام سے کہ یا علی
تم حجت خدا ہو اور دروازہ وصول حق اور راہ راست حق ہو اور تم نبائ
عظیم اور صراط مستقیم و مثل اعلی ہو اور کتاب کافی مین خطبہ وسیلہ
حضرت امیر علیہ السلام مین ہے انا النباء العظیم وعن قلیل ستعلمون
ما توعدون یعنی مین ہی تو نبائ عظیم ہون اور عنقریب معلوم ہو جائیگا
تمہین جو کچھ کہ وعدہ کیا جاتا ہے تمسے وروی السدی عن رسول اللہ
ان ولایۃ علی یتساءلون عنہا فی قبورھم فلا یبقی میت
فی شرق ولا غرب ولا فی بر ولا بحر الا منکر ونکیر یسئلانہ
عن ولایۃ امیر المؤمنین بعد الموت یقولان للمیت ومادینک
ومن نبیک ومن امامک انتھے یعنے اہل سنت کے راویون مین سے
سدی نے جناب رسالتمآب سے روایت کی ہے کہ سوال کیا جائیگا
قبرون مین ولایت حضرت امیر علیہ السلام سے پس کوئی میت مشرق
ومغرب صحرا و دریا مین باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ منکر و نکیر سوال کرینگے اوس سے
ولایت حضرت امیر سے اور پوچھین گے اوس سے کہ کیا دین ہے
تیرا اور کون ہے نبی تیرا اور کون ہے امام تیرا اور بعض روایات اہل حقین

وارد ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو جناب رسولخدا دفن کر چکے اور منکر ونکیر کو نوبت سوال امام سے پہونچی تو حضرت فاطمہؑ نے جواب سوال امامت مین تامل فرمایا پس پیغمبرؐ نے بالائی قبر سے تلقین و تعلیم مین فرمایا اِبْنُكِ اِبْنُكِ یعنے ای فاطمہ امام تمہارا فرزند تمہارا علی ہی کَلَّا سَيَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ہرگز ایسا نہین بلکہ عنقریب جانینگے یہہ محصل آیت ہے اور تکرار مضمون ازراہ مبالغہ ہے اور ثم مشعر ہے تشدید وعید ثانی کی جانب خلاصہ یہہ کہ منظور باز رکھنا باہم سوال وبحث سے ہے اور ملحوظ وعید وتخویف وسیر ہے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا آیا نہین گردانا ہمنے زمین کو فرش گسترده اور پہاڑون کو بمنزلہ میخہائے محکم کے خلاصہ یہہ کہ زمین کا ہمنے فرش بچھایا اور پہاڑون کو میر فرش بنایا وَخَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا اور پیدا تمہین جفت تاکہ کوئی شخص تنہا نہ رہے بلکہ ہر ایک کے ساتھہ ایک رفیق غمگسار اور مونس شبہائے تار موجود وشریک حال ہو فی الحقیقت کر کیا قدرت خدا ہے اگر زن ومرد کا ساتھہ نہوتا توکسقدر ضرر پہونچتا اور عجب بے لطفی ہوتی مثل اکیلا آدمی نہ روتا بھلا نہ ہنستا وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا اور گردانا ہمنے تمہاری نیند کو استراحت نفس وقوای باطنی وحواس خمسہ ظاہری خلاصہ یہہ کہ اوہر نیند آئی اور اوہر بکھیڑوں سے نجات پائی وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا اور گردانا ہمنے شب کو بمنزلہ لباس وپردہ کے کہ چھپ جاتا ہے اوس سے روز روشن خلاصہ یہہ کہ ابر کیطرح تاریکی شب تمام عالم پر چھا جاتی ہے وَجَعَلْنَا

النَّهَارَ مَعَاشًا اور گردانا ہمنے روزِ روشن کو وقت تحصیل واکتساب معاش خلاصہ یہہ کہ دنکو تو لوگ راہون مین آتے جاتے رہین بازارون مین چلتے پہرتے ہین اونمین عجب چہل پہل رہتی ہے فکر و تلاش معاش مین بسر کرتے ہین اور راتو نکو تاریکی شب مین بسترون پر بے حس پڑی رہتے ہین وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا اور بنائے ہمنے تمہاری بالاے سر سات طبق آسمان سکے کہ بمنزلہ سقفہای استوار کے ہین اور تغیرات زمانہ سے ایمن و بیخوف ہین اور دسترس حوادث سے محفوظ ہین وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا اور گردانا ہمنے چراغ روشن یعنی آفتاب تابان خلاصہ یہہ کہ سقف دار دنیا آسمانون کو قرار دیا اور مشتعل مہر و ماہ کو اوسمین روشن کیا تاریکی شب مین جگنو نکیطرح تارے چمکتے ہین وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا اور برسایا ہمنے گہنگور گہٹا سے زور و شور کا مینہہ لِنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا تاکہ نکالین زمین سے دانہ و گیاہ وَجَنّٰتٍ اَلْفَافًا اور ہرے بہرے ہوئے باغ کہ کثرت زراعت سے اونمین میندا سے میندا اور درخت سے درخت بہڑا ہوا ہو اور تاکونین اونکے خوشون پر انگورون کی تہیلیان چڑہی ہون کیا قدرت خدا کی ہے کہ مٹی سے درخت پیدا ہوتا ہے حالانکہ ماہیت مٹی کی کسقدر مباینت و غیریت ماہیت درخت سے رکہتی ہے کہان خاک اور کہان بن و شاخ پہر شاخ سے مبائن و مخالف اوسکی نازک نازک اور ہری ہری پتیان نکلتی ہین کہان سختی و خشکی چوب و درخت کہان نرمی پتون کی اور پہول جدا پہولتے ہین کہ جو اون دونون سے

مناسبت و مشابہت نہین رکھتے اور اونکی مختلف رنگون سے اور
بو باس سے اور زیادہ حیرت ہوتی ہے اور خلقت ثمر اوسی شاخ سے
ان سب سے جدا ہوتی ہے اور اوسمین پوست اور طرحکا اور جرم
اور مغز اور رس اور طرحکا اور رنگ اور بو اور پس جو قادر خلق والقائی
پر مع اون عجائب اور غرائب صنعتون کے ہے کہ جنکا ایک شمہ بیان ہوا
وہ خدا البتہ قادر ہو سکتا ہے پیدا کرنے پر عالم جاودانی کے مع اوسکے
حور و قصور و منازل و معارج و جنم و آلام جہنم کے پس یہہ آیات گویا
کہ مقدمہ و تمہید ہین اون آیتون کے کہ جواب مذکور ہونگے کہ بوجہ دفع
استبعاد منکرین قیامت بیان کی گیئن اور اسمقام سے ایک راز عظیم
اعجاز قرآن مجید کا ظہور پاتا ہے تفصیل اجمال یہ ہے کہ اکثر مقامات مین
قرآن مجید مین التزام اسکا ہے کہ جب ثواب و عقاب و عجائب آخرت کیا ہے
تو اوسکے ساتھہ ذکر عجائب دنیا ہوا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ عجائب دنیا کیا کم ہین
عبرت و حیرت کے لیئے کہ جو عجائب آخرت مین استعجاب و استبعاد کیا جاتا ہے
خلاصہ یہہ کہ اگر قبل ولادت ہمین خبر دیجاتی کہ تم ایسے گھر مین جاؤ گے
کہ جسمین فرش مفروش زبرجدی ایسا عریض و طویل ہو گا کہ اگر کوئی
سالہا سال تیز روی سے راہ روی کرے تو بھی اوسکا پتا نپاوے
اور بجای میر فرش کوہ پر شکوہ نصب ہونگے کہ وہ اوس فرش کو
شکن اور سمٹنے سے مانع ہونگے اور بڑے بڑے بحر زخار و دریا ناپیدا
کنار اوسمین موج زن ہونگے اور چھت اوسکی اوسکے فرش سے بھی
زیادہ طویل و عریض بدون ستون محض قدرت قادر علی الاطلاق سے

معلّق ہوگی اور ستارون کے چراغ جگمگاتے ہونگے اور مشعل بے دود مہر و ماہ موجود ہوگی سے صفاگر درین بزم مقصود نیست + چراغ مشعل ماہ را وجود نیست + ہرے بھرے باغون مین گل خود رو مہکتے ہونگے بلبل خوشنوا چہکتے ہونگے عروسان تتار سرمایۂ انداز و ناز تمہین ملین گے شبہاے ہجر کو صبح صادق وصل سے بدل دینگے غذائین وہان کے مثل پلاؤ زردہ تنیر برنج وغیرہ کے تمہارے واسطے مہیا ہین انار و انگور و سیب و ناشپاتی تمہارے تفکہ کے لئے آمادہ ہین تو کب یاور آتا اب جو وار دنیا مین پیدا ہوے اور زمان طفولیت سے بتدریج عجائب و غرائب دنیا کو دیکھتے رہے تو دیکھتے دیکھتے تعجب جاتا رہا اگر ایسا کوئی شخص فرض کیا جائے کہ نہایت فہمیدہ و ہوشیار ہوا اور کبھی اوسنے دنیا کو نہ دیکھا ہوا اور وہ دفعۃً دنیا مین لایا جائے تو ضرور عجائب و غرائب دنیا کو دیکھ کے سراسیمہ و حیران ہو جائیگا اور حواس خمسہ گم کر کے فرط تحیر سے ہلاک ہوگا پس علیٰ ہذا القیاس اب ہم لوگ حال عجائب و غرائب آخرت سنکے متعجب ہوتے ہین جب وہان جائینگے تو پھر مساوات ہو جائیگی بتدریج دیکھتے دیکھتے تعجب نہ معلوم ہوگا بلکہ تعجب کرنے پر تعجب ہونے لگے گا مقام غور ہے کہ اسی جہان فانی مین دور دور از شہرون کے حال مختلف ہین ایک شہر کے رہنے والے دوسرے شہر کے حالات سے متعجب ہوتے ہین مثلاً ہم لوگ طول شب و روز عرض تسعین پر کیسا تعجب کرتے ہین کہ چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات وہان کیونکر ہوتی ہوگی یا سردی کشمیر یا میوہ مشہد مقدس یا رمان طائف یا خرما ہجر یا حلوائی سقط یا عجائب روڑکے یا پہاڑ

شوستریانی دنیا کیونکر ہوگی اور باوجود اس تحیر و تعجب کے پہر جب ہم ستگو مسافرون تاجرون سے حالات سنتے ہین تو بوجہ اونکی صدق و راستی و استفاضہ و تواتر خبر کچہہ چارہ تصدیق سے اونکے نہین ہوتا حالانکہ وہ سب جائز الخطا ہین اور معصوم نہین پس یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محض تعجب عقل ناقص سے رد کرین ہم اون خبرون کو آخرت کی کہ جسے بتواتر سب انبیای مرسلین و ائمہ معصومین اور مخبر صادق نے بیان فرمایا ہے اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا بے شبہہ روز قیامت اور روز فصل خصومات تہا معین و مقرر يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا وہ دن کہ جسمین صور پہونکی جائیگی پس آؤگے تم عرصہ محشر مین فوج بفوج جناب رسالتمآب ؐ سے منقول ہے يُحْشَرُ عَشْرَ اَصْنَافٍ اُمَّتِي اَشْتَاتًا حشر کیجا ئینگی دس صنفین میری امت کی تفرق قَدْ مَيَّزَهُمُ اللّٰهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَبَدَّلَ صُوَرَهُمْ کہ جدا کردیگا اونہین جناب باری اہل اسلام سے اور بدل دیگا صورتین اونکی فَبَعْضُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقِرَدِ بعض اونمین سے بصورت بوزینہ ہونگے وَبَعْضُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْخَنَازِيْرِ اور بعض بصورت خنزیر و خوک وَبَعْضُهُمْ مُنَكَّسُوْنَ اَرْجُلُهُمْ فَوْقُ وَوُجُوْهُهُمْ مِنْ تَحْتٍ ثُمَّ يُسْحَبُوْنَ عَلَيْهَا اور بعض معکوس و مقلوب ہونگے سر نیچے اور پاؤن اوپر اور اسی حال زار سے سیاحت کرینگے وَبَعْضُهُمْ عُمْيٌ يَتَرَدَّدُوْنَ اور بعض نابینا سراسیمہ و مضطر آمد و رفت کرتے ہونگے جیسے کوئی ٹاپک ٹوئیان مارتا ہے وَبَعْضُهُمْ صُمٌّ بُكْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ اور بعض گونگے

بہرے بے عقل ہونگے وَبَعْضُهُمْ يَمْضُغُونَ أَلْسِنَتَهُمْ يَسِيلُ الْقَيْحُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ لُعَابًا اور بعض زبان چباتے ہونگے اور ریم بہتی ہوگی اونکے دہن سے بجائے لعاب دہن خلاصہ یہہ کہ تعب حشر سے بکمال غیظ وغضب تاسف انجام خراب پر اپنے ہونٹ چباتے ہونگے يَتَقَذَّرُهُمْ أَهْلُ الْجَمْعِ نجس جانینگے اونہین اور نفرت کرینگے اونسے تمام اہل محشر وَبَعْضُهُمْ مُقَطَّعَةٌ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ اور بعض دست و پا بریدہ ہونگے وَبَعْضُهُمْ مَصْلُوبُونَ عَلَى جُذُوعٍ اور بعض مصلوب ہونگے شاخہاے درختہاے آتشین پر وَبَعْضُهُمْ أَشَدُّ نَتْنًا مِنَ الْجِيَفِ اور بعضون مین مردار وفضلہ کثیف سے بہی زیادہ بد بو ہوگی وَبَعْضُهُمْ يَلْبَسُونَ جِبَابًا سَابِغَةً لَازِقَةً بِجُلُودِهِمْ اور بعض پہنے ہونگے جبہاے کہنہ کہ جو قطر السنی بنے ہونگے اور وہ جبہ جثہ بدن سے چسپان ہون گے فَأَمَّا الَّذِينَ عَلَى صُورَةِ الْقِرَدَةِ فَالْقَتَّاتُ مِنَ النَّاسِ اور ہم صورت بوزینہ چغلخور ہین وَأَمَّا الَّذِينَ عَلَى صُورَةِ الْخَنَازِيرِ فَأَهْلُ السُّحْتِ اور ہمشکل خنزیر حرامکار ہین اور معلوبا اہل رباہین یعنی سود خوار اور نابینا حکام جور ہین اور صم وبکم وہ لوگ ہین کہ جنہین اپنے عملون پر عجب تہا دنیا مین اور زبان چبانیوالے وہ علما وقاضی ہین کہ خلاف شرع سے راضی ہون اور فعل اونکا موافق اونکے قول کے نہ تہا اور دست وپا بریدہ وہ لوگ ہین کہ جوایذا رسانی ہمسایہ کرتے تہے اور مصلوب سعایت وبدگوئی کرنیوالے لوگون کے ہین خدمت امرا وسلاطین مین اور بدبو اونکے بدن سے ظاہر ہوگی کہ جو لذات دنیا مین

رہتی تھی اور حقوق باری اپنے اموال سے مسدود کرتے تھے اور اہل
جنہ اہل کبر و فخر ہین وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا اور کہولدی جائینگے
آسمان پس بمنزلہ دروازون کے ہوینگے یا ور ناؤ جنت والیکئے جاوینگے
وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا اور لیجائے جائینگے کوہ پس شکوہ پس
وہ بمنزلہ سراب ہونگے یعنے کوہ باوے مستحکم دیکھتے دیکھتے اسطرحسے نظرسے
غائب ہون گے کہ گویا سراب یا حباب یا نقش برآب تھے یا یہہ کہ ابہی
یہان تھے اور ابہی وہان دکھائی دیتے بسبب سرعت سیر جیسا کہ
سراب سے مسافرون کو دہوکا ہوتا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا
اور جہنم ایستادہ و واقف حال مردم ہوگا لِلطَّاغِينَ مَآبًا اور طاغیون
اور باغیون کا مرجع و مسکن و ماویٰ ہوگا لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا
کہ بود و باش کرینگے وہ اوسمین مدتہای دراز حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ احقاب سے مراد اٹہہ احقاب ہین اور ایک حقب
اسی برس کا ہوتا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھہ دن کا اور ایکدن
مثل ہزار برس کے شمار دنیا سے اور جناب رسالتمآب ؐ نے فرمایا کہ کوئی
شخص جہنم مین داخل ہوکے کمتر مدت احقاب سے بیرون جہنم نہ آئیگا
اور مراد احقاب سے کچھہ اوپر ساٹھہ برس ہین اور سال تین سو ساٹھہ روز کا
اور ہر روز ہزار سال کے برابر حساب دنیا سے پس کوئی یہہ خیال
نکرے کہ انجام کار ہم جہنم سے بشفاعت سید مختار خارج کئے جاوینگے
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہہ آیت اون لوگون کے
بارے مین نازل ہوئی ہے کہ جو مخلد فی النار نہون گے بلکہ آخر مین کسی

ذریعہ سے بیرون جہنم چلے آئینگے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا
اِلَّا حَمِیْمًا وَّغَسَّاقًا نہ چکھینگے جہنم مین لذت خنکی وخواب وآب سرد
بجز آب گرم یعنے بجائے آب کھولتا ہوا پانی اور پیپ پینا پڑیگی جَزَآءً
وِّفَاقًا یہی سزا اونکے مناسب وموافق وحسب حال بد اعمال ہو اِنَّھُمْ
کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا اسلیئے کہ وہ امید روز حساب نہ کرتے تھے فقط
دار فانی پر بھولے بیٹھے تھے وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا اور تکذیب آیات الٰہی
کرتے تھے وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ کِتَابًا اور ہر چیز کا احصا وشمار کرلیا ہے
ہمنے لوح محفوظ یا قرآن یا نامۂ عمل مین فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا
پس چکھو تلخی عذاب کی کہ ہرگز نہ زیادہ کرینگے ہم تمہارے لیئے مگر عذاب کو
اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا بے شبہہ پرہیزگارون کے واسطے فوز عظیم وکرامتہای
غیر متناہی ہین جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے حَدَآئِقَ
وَاَعْنَابًا اور سرسبز وشاداب خانہ باغ ہین کہ جنکی نونہال انگورون سے
بار ور ہین وَکَوَاعِبَ اَتْرَابًا اور کمسن لڑکیان کہ جنکی سینون کی بلندی کا
نمو اور ابھار شروع ہو وَکَاْسًا دِھَاقًا اور جام مملو شراب طہور ہے
لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّلَا کِذّٰبًا نہ سنین گی اوسمین کوئی کلام لغو یا دروغ
خلاصہ یہہ کہ خلاف داب وشان کوئی آواز اونکے کان تک نہ ہوچنجیگی
جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَآءً حِسَابًا از روی جزا کے جانب جناب باری سے
اور بطور عطیہ وانعام کافی وکامل کے خلاصہ یہہ ہے کہ پہلے تو عوض ملجائیگا
قیامت مین یعنے ثواب بقدر عمل اور بعد اوسکے ہر نیکی کے بدلے دسگنا
ثواب محض بطور انعام زیادہ کیا جائیگا بلکہ زیادتی سات سو ضعف تک پہنچینگے

یعنے جسقدر عمل نیک تہا سات سو حصہ زیادہ اوسی عطا ہوگا جیسا کہ
امالی مین حضرت امیر علیہ السلام سے ہے رَبُّ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَیْنَہُمَا الرَّحْمٰنُ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا یہہ عطیہ ہے اوسی پروردگار
آسمانون اور زمینون کا اور اون سب چیزون کا کہ جو آسمان و زمین مین
ہے وہ پروردگار کہ جو مہربان ہے اور کوئی شخص اوس سے کلام کرنیکی تاب و
طاقت نہین رکہتا یعنے اوسکے دبدبہ جلال سے کسیکو یارا نہین ہے و مخفی
نہین پوشیدہ رہے کہ معاد روحانی با دلہ قطعیہ عقل و نقل سے ثابت
ہے چنانچہ تفصیل اونکی کتب مبسوطہ علم کلام مین مندرج ہے اور مجمل یہہ ہے
کہ جو وار و دنیا مین ایک سے دوسرے کو ظلم و تعدی پہونچتی ہے ضرور ہے
کہ عوض اوسکا خدای عادل ظالم سے حاصل کرے اور اسیطرح جو آلام
و امراض و ہموم و غموم جانب جناب باریسے بندون کو بمصالح عدیدہ
پہونچے ہین یا بسبب اعمال حسن مدارج عالیہ کے لوگ مستحق ہوتے ہین
پس ضرور ہے کہ عوض اور جزا اوسکی خدا دے اور ظاہر ہے کہ لذائذ
دنیا اکثر طالحین کو صالحین سے زیادہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ حدیث
مین وارد ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا قیدخانہ مومن
و خانہ باغ کافر ہے پس ضرور ہوا کہ کوئی اور گہر بندون کے جزا و سزا کے
واسطے قرار دیا گیا ہوا اسیلئے کہ قدرت و عدالت جناب باری مواعظ سابقہ
مین بیان کی گئی اور وہی دار جزا و سزا دار آخرت ہے اور مشہور
متکلمین عامہ و خاصہ مین یہہ ہے کہ معاد جسمانی پر دلیل عقلی نہین مگر اسیکے
اجماع انبیا اوسپر ہے اور ثبوت صدق و راستی اون حضرات کی سابق مین

مذکور ہوئی تو اب سنصف کو کچھ چارہ بجز تصدیق کے نہ رہا اسلیئے کہ معاد
جسمانی ممکن ہے اور مخبر صادق نے خبر دی اوسکی پس چاہیئے کہ واقع
ہوا ور لیکن عدم اوراک رائی ناقص انسانی پس جواب اوسکا مذکور ہوا
اور ممکن ہے استدلال معاد جسمانی پر بایں طور کہ طاعات وعبادات ومناہی
وملاہی دار فانی مین دو قسم ہین ایک باطنی مثل عقائد فاسدہ کے اور
دوسری ظاہری مثل سرقہ وزنا وغیرہ کے پس دو قسم کا عوض بہی ہونا
چاہیئے جَزَاءً وِفَاقًا ثواب روحانی مثل مسرت ورضائی الہی کے
کہ اعظم راحات ہے فَاِنَّ رِضْوَانَ اللّٰهِ اَکْبَرُ دوسرے عذاب روحانی
مثل تالم وناراضی جناب باری کہ بقرینۂ تقابل وغیرہ وہ اشد الآلام ہوگا
تیسرے جسمانی مثل حور وقصور چوتھے عقاب جسمانی مثل کژدم ومار
ونار علاوہ یہہ کہ تنعم وتالم دو قسم پر ہے تنعم وتالم روح بلاواسطہ و
بواسطہ پس اکتفا ایک صنف پہ ترجیح بلا مرجح ہے علاوہ یہہ کہ انعام احکم الراحمین
جامع جمیع اصناف تنعم ہونا چاہیئے اور انتقام اعدل العادلین جامع جمیع
اقسام آلام اور یہہ بہی منجملہ اون وجوہ عقلی کے ہے کہ بنظر جنکی شرع شریف
مین اعتقاد معاد جسمانی قرار دیا گیا اور جب معاد جسمانی ہوئی تو عذاب و
ثواب بہی جسمانی ہونا ضرور ہوا تاکہ بعث اجسام عبث نہو اور عذاب جسمانی
باتفاق ملیین ثابت ہے اور توریت وزبور وانجیل وفرقان سب مین
بکرات ومرات بتصریح وتخصیص ذکر نار وغیرہ کا ہوا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ
اٰیَةُ الْحَقِیْقَةِ علاوہ کیا اہل کتاب کے نزدیک تاویل آیات صحف قدیمہ مین جائز
نہین پس اون آیات مین بہی تاویل نہوگی وَنِعْمَ الْوِفَاقُ لیکن ثواب

جسمانی کا یہود و مجوس و نصاریٰ حسود انکار کرتے ہین اور ذکر حور و قصور پر
قرآن مجید مین زبان طعن و ملام دراز کرتے ہین اور منشا اسکا محض عناد
جناب رسالتمآب ہے وگرنہ اونہین کچہہ چارہ اقرار مثوبت جسمانی سے
نہین وگرنہ معاد جسمانی لغو ہو جائیگی اور عقاب جسمانی بہی فاسد ہوگا یہہ
طرفہ عدالت خدا ہے کہ عذاب تو جسمانی مقرر ہوا اور ثواب جسمانی نہو اور
اسی مقام سے لم اور منشا اثبات ثواب جسمانی کا ہمارے شرع مین
ثابت ہوتا ہے علاوہ یہہ کہ بیان کتب سابقہ سے بہی وجود بعض اشیا کا
آخرت مین پایا جاتا ہے مثل وجود من و سلویٰ آسمان پر اسلئے کہ یہود
و نزول فرع وجود ہے اور تاویل علیل ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور انجیل
متی مین بہی بیان ماہیت عرلون ثانی اعنی عشاء الربانی مین ہے کہ
حضرت عیسیٰؑ نے بزبان خود اعتراف کیا کہ مین شراب تازہ ملکوت خدا مین
پیونگا اب غور کا مقام ہے کہ ملکوت خدا آخرت نہین تو پہر کیا ہے
اور شراب کا اوسمین وجود موبد مقصود ہے بلکہ اگر شراب دیجاویگی
تو فی الجملہ کہینگے ہم پہونچاویگی اور تازہ بتازہ اور نو بنو پیا اوسکا یعنی انگور
و تاک کا وجود بہشت مین ضرور ہوا اور جام و سبو کا وجود بہی ضرور
ہوا بلکہ گزک کیواسطے کباب با آب و تاب اور کبابون کے لئے گوشت
حیوانات ماکول کا ہونا چاہیئے اور اونکے کہانے پینے کے لئے ٹہنڈا ٹہنڈا
پانی اور ہری بہری دوب اور دانہ خوری کے لیئے دانہ ضرور ہوا یسین جب
ان سب چیزون کے وجود کا اعتقاد کیا جائے تو اعتقاد حور و قصور مین
کیا قصور ہے کیونکر ہو سکتا ہی کہ اہل کتاب کی مرغوب چیزین جنت مین ہو

اور ہماری مرغوب چیزین نہون یہہ کبہی قابل تسلیم نہوگا مگر اونہین لوگون کے نزدیک کہ جو بیٹہو ہون بجز کہانے پینے کے اور کسی چیز سے اونہین کام نہو خلاصہ یہہ کہ تتبع ادلہ عقلیہ ونقلیہ سے غفلت کرکے بوجہ سہل انکاری مرتکب ایسی اعتراضات کے ہوتے ہین اور اور آیات توریت وانجیل بہی موید مطلوب ہین کہ بخیال طول صحبت فروگذاشت کی گئی اور تفصیل کو اوسکی ہمنے کتاب مستطاب صولت علویہ للذب عن الملۃ المحمدیۃ مین ذکر کیا یَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا اوس روز کہ سب ایستادہ ہونگے روح فرشتہ اور اور سب فرشتے صف بستہ اور نہ کلام کریگا کوئی مگر وہی شخص کہ جسے اجازت کلام دے جناب باری پس کلام کریگا وہ اور کہیگا وہ کلام صواب وراست منقول ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے اور بزرگتر ہے جبرئیل و میکائیل سے اور یہہ رہا کرتا تہا ہمراہ رکاب جناب رسالتمآبؐ وائمہ اطیاب علیہم السلام کے اور کتاب کافی مین حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ بخدا ہم ماذون ہونگے روز قیامت اور کہینگے کلام صائب وراست عرض کیا گیا کہ آپ کیا کلام فرمائینگے حضرت نے فرمایا کہ تمجید وحمد وثنائی الٰہی کرینگے اور درود بہیجینگے اپنے نبی پر اور شفاعت کرینگے اپنے شیعون کی اور کلام کو ہمارے جناب باری رد نہ کرے گا بلکہ شفاعت ہماری قبول فرمائی گا ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا یہہ روز برحق آنیوالا ہے پس جو کوئی چاہے تو قرار دے بازگشت اپنی طرف اپنے پروردگار کے اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ہمنے ڈرایا تمہین عذاب قریب سے یعنے

جس عذاب میں زیادہ فاصلہ نہیں بلکہ بعدِ موت سے وہ شروع ہو جائیگا
جیسا کہ قمی سے منقول ہے یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدَاہُ وَیَقُوْلُ
الْکَافِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا جس روز کہ دیکھیگا انسان جو کچھ کہ دنیا میں ہاتھ سے
اوسکے ہوا تھا یعنی عمل ابتدا اور کہیگا کافر کہ کاش میں خاک ہوتا خلاصہ یہ کہ
دنیا میں خاک ہوتا یعنے پیدا نہوا ہوتا اور تکلیف سے باز رہتا یا آج خاک سے
نہ اوٹھتا اور محشر میں نہ آتا جیسا کہ تفسیر صافی میں ہے فاضل معتزلی نے
شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے وَکَنَّاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اَبَا تُرَابٍ یعنے کنیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے ابو تراب رکھی اور سبب اسکا یہ ہوا کہ
وَجَدَہٗ نَائِمًا فِی التُّرَابِ قَدْ سَقَطَ عَنْہُ رِدَاؤُہٗ وَاَصَابَ التُّرَابُ
جَسَدَہٗ کہ پایا اوس جناب نے حضرت امیرؑ کو فرش زمین پر سوتے میں اور
چادر بدن مبارک سے گر گئی تھی اور جسم مبارک خاک آلودہ ہو گیا تھا فَجَاءَ
حَتّٰی جَلَسَ عِنْدَ رَاْسِہٖ وَاَیْقَظَہٗ وَجَعَلَ یَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَہْرِہٖ وَیَقُوْلُ
اِجْلِسْ اِنَّمَا اَنْتَ اَبُوْ تُرَابٍ پس حضرت سرہانے آنکر بیٹھ گئے اور بیدار کیا
اور بدن مبارک سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے تھے کہ تم ابو تراب ہو فَکَانَ
مِنْ اَحَبِّ کُنَاہُ اِلَیْہِ وَکَانَ یَفْرَحُ اِذَا دُعِیَ بِہَا پس یہ کنیت حضرت کو نہایت
پسند تھی اور بہت خوش ہوتے تھے جب اس کنیت سے پکارے جاتے تھے
وَدَعَتْ بَنُوْ اُمَیَّۃَ خُطَبَاءَ ھَا اَنْ یَسُبُّوْہُ عَلَی الْمَنَابِرِ وَجَعَلُوْھَا
نَقِیْصَۃً لَہٗ وَوَصْمَۃً فَکَانُوْا کَاَنَّمَا کَسَوْہُ بِہَا الْحُلِیَّ وَالْحُلَلَ کَمَا
قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ اور حکم کیا بنی امیہ نے اپنے خطیبوں اور واعظوں کو

کہ حضرت کی یہہ کنیت بیان کرکے منبروں پر اونکی بدگوئی کرین اور وہ اس کنیت کو نقص و عیب سمجھتے تھے حالانکہ وہ بمنزلۂ وصف و ہنر تھی ظاہر مین تو وہ درپے عیب جوئی تھے مگر باطن مین اونہوں نے گویا صد ہا زیب و زینت و فاخرہ لباسوں سے آراستہ کردیا ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد جیسا کہ ابو الحسن بصری نے بھی بمفاد حق بر زبان جاری کہا اور علل الشرائع مین ابن عباس سے منقول ہے کہ اونہوں نے خدمت بابرکت جناب رسالتمآب میں عرض کیا کہ اپنی کنیت حضرت امیر کے ابو تراب کیوں رکھی حضرت نے فرمایا اسلیئے کہ علی مالک زمین ہین اور حجت خدا ہین اہل زمین کیواسطے اور اونہین اختیار اوسکے بقا و سکون کا ہے اور سنا ہینے کہ جناب رسالتمآب فرماتے تھے کہ جب روز قیامت ہوگا اور دیکھیگا کافر اون مدارج عالیہ کو کہ جو مہیا کیئے ہین خدا نے شیعیان علی کیواسطے ثواب و قرب رب و بزرگی سے تو کہیگا یالیتنی کنت ترابا ای کاش کہ مین خاک ہوتا یعنے شیعوں سے علی کے اور اسیطرف اشارہ ہے کریمہ ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا مین مؤلف کہتا ہے کہ حضرت امیر کی کنیت مذکورہ قرار پانیکی کئی وجہین ہوسکتی ہین **اول** یہہ کہ مراد تراب سے عارف ہوں کہ جو بوجہ خاکساری مصداق مصراع مشہور ہین ع خاک شو پیش از انکہ خاک شوی ٭ اور مؤید اوسکے وہ اشعار آبدار ہین کہ جنہین شیخ عبد الحق دہلوی نے خواجہ محمد باقر سے شرح سفر السعادۃ مین نقل کیا ہے اور بعض اشعار اونمین سے یہہ ہین ع من حاصل این خطاب گویم ٭ مضمون ابو تراب گویم ٭ خاک اند جماعتی کہ مردند ٭ ہستی بخدای خود سپردند ٭

از سطوت نور و شکستہ ÷ در آب بقا فرو نشستہ ÷ گردی ز ہبای
نشست زلیشان ÷ در کف پائی خود چو امکان ÷ در حلقہ خاکیان
ہویدا ÷ سلسلہ جہان علی بود ÷ دوسری یہہ کہ مراد ابو
اصل ہو اسلیئے کہ بو بمعنی اصل پسر ہوتا ہے پس مراد یہہ ہوگی کہ حضرت امیر
مبدار و منشا خاک ہین اور ہر چند کہ نظرون مین بے فہمون کے حقیر و ناچیز
ہے لیکن صاحبان فہم فراست کی نزدیک مرتبۂ عالی رکھتی ہے ~
خاک را خار و تیرہ دید ابلیس ÷ کرد انکار ان حسود خسیس ÷ مانند غافل
ز نور باطن او ÷ نشد آگہ ز سر کامن او ÷ بہر گنجی کہ ہست در دل خاک ÷
این صدا داده اند در افلاک ÷ کہ بجز خاک نیست مظہر کل ÷ خاک شو تا کہ
شود ہو بدید کل ÷ اور یہہ شرف کیا کم ہے خاک کو کہ مبدا و منتہائی ہر ذی حیات
ہی چنانچہ سفر الخلیقہ توریت مین ہے כִּי עָפָר אַתָּה
וְאֶל עָפָר תָּשׁוּב کی عافار اتا وایل عافار تا
شوب یعنی ای آدم خاک ہے تو اور پھر خاک ہی کیطرف رجوع کریگا تو اور
قرآن مجید مین ہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا
نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ اوسی خاک سے پیدا کیا ہے تمہین اور پھر اوسمین
لیجاینگی اور اوسی سے پیدا و ہویدا کرینگے تمہین ایک بار اور حساب و کتاب
کیواسطے اور ہر چند اسی خاک سے خاک ناپاک و طینت بد بہی ہے مگر بوجہ
طینت طاہرہ انبیا و اوصیا و اولیا وہ طینت مغلوب و مقہور ہو گئی اور
فضیلت اوسی پاکی کو ہوئی بوجہ فرد اکمل ہونیکے علاوہ یہہ کہ طینت بد فی الجملہ
باعث میلان ہے بدی کیجانب نہ یہہ کہ انسان کو مجبور ارتکاب مناہی بلا اختیاری

کرے اور وہ مجبور و معذور ہو لیکن اسمین یہہ بحث ہے کہ طینت نیک بہی بنقل طینت بد فی الجملہ مرجح نیکی ہے نہ یہہ کہ درجہ الجا و اضطرار پر پہونچے اور انسان نیکی و بدی مین بے اختیار ہو جاوے اور تعذیب و تثویب و کمی ذاتی بہ اسے جناب باری ہو نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اور یہی اعتقاد صحیح ہے اسے طینت مین اور مقتضی ہے جمع کا ان اقوال کی کہ جس سے تاثیر طینت پائی جاتی ہے اور جن سے کہ فاعل مختار ہونا بندہ کا ثابت ہوتا ہے اور تفصیل اس بحث کی مواعظ سابقہ مین بیان کی گئی وَاللّٰہُ الْهَادِیْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ کَیْفَ مَاکَانَ اور خاک ہے وہ خاک ہے کہ جس سے بنای کعبہ و مشاہد مقدسہ ہوئی اسی سے خاک دربار ہے اور علم ہے اسی سے خاک پاک کربلا ہے کہ جو خاک شفا اکسیر اعظم ہے

**حکایت**

بعض افاضل معاصرین نے تحریر فرمایا ہے کہ عہد ملا محسن کاشانی مین ایک عالم نصرانی وارد خطہ نورانی سرزمین اصفہان ہوا اور وہ علاوہ دعوی ہمہ دانی کے ادعای غیب دانی بہی کرتا تہا اور بیان جال ضمیر مین اپنے تئین بے نظیر جانتا تہا اور کمال غلغلہ اوسکے کمال کا صغیر و کبیر برنا و پیر مین ہوا اور حسب الحکم حاکم وقت جناب ملا کو نوبت مناظرہ اس عالم نصرانی سے پہونچی پس قبل مناظرہ جناب ملا نے فرمایا کہ فرنگستان مین کیا کوئی مرد زیرک باقی نہ تہا کہ جو تو جاہل و نادان اس مؤمن آباد و تختگاہ اسلام مین آیا یہہ سُنکے وہ نہایت برافروختہ ہوا اور اوسنے کہا کہ یہہ کیسا کلام ہے کہ قبل امتحان تمنے بیان کیا حالانکہ مثل مشہور ہے عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ یُکْرَمُ الْمَرْءُ اَوْ یُهَانُ

یعنی بوقت امتحان توہین یا توقیر انسان چاہیئے نہ قبل امتحان ہمہ دانی
کے کیا اصل ہے مجھے تو غیب دانی کا ملکہ ہے ملا نے فرمایا کہ بتا تو میرے
ہاتھہ مین کیا ہے اوسنے تا بہ دیر تامل کیا اور کچھہ نہ کہہ سکا بلکہ مونھہ اوسکا
سرخ ہو گیا پس جناب ملا نے فرمایا کہ دیکھا تو نے آخر تجھے چپ ہونا پڑا
اور تو ساکت و صامت ہو گیا اوسنے کہا کہ یہہ گمان آپکا بیجا ہے علم نجوم تخمین
ختم ہے کبھی میری رائے نے خطا نہین کی حال تو مجھے معلوم ہوا مگر
متحیر ہون اوسکے بیان مین اسلیئے کہ وہ خلاف عقل ہے ملا نے فرمایا کہ
کچھہ تو بیان کر اوسنے کہا کہ مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خاک بہشت آپکے ہاتھہ
مین ہی مگر مین یہہ متحیر ہون کہ دار دنیا مین کیونکر بشر کا دسترس تا خاک
بہشت تک ہو سکتا ہے ملا نے فرمایا کہ یہہ خاک کربلا ہے اور تو نے خبر دی
اسکی خاک بہشت ہونیکا پس تیرا علم غلط ہے اور یا یہہ خاک واقعی میں
خاک بہشت ہے پس اس سے زیادہ کیا معجزہ تیرے واسطے جگر گوشہ
بتول و سبط رسول کا ہو سکتا ہے پس اسلام کے اختیار مین کیا تامل
ہی یہہ سنکے تھوڑی دیر تک وہ نصرانی سر بگریبان فکر رہا بعد اوسکے اوسنے
کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کیا تیسری یہہ کہ ابو تراب لقب
ہی افضلیت حضرت امیر علیہ السلام پر حضرت آدم سے اسلیئے کہ اصل اونکی
تراب ہے اور اصل تراب حضرت ابو تراب ہین پس گویا کہ یہہ آدم ثانی فوقانی
آدم ہین اور مثل آدم خلیفہ خدا زمین مین ہین چوتھے یہہ کہ از بسکہ
زمین اصل بمنزلہ مادر ہر بشر ہی اوسیطرح حضرت نسبت ابوت و پدری
مومنین سے کہ فرد اکمل بشر ہین رکھتے ہین جیسا کہ بعض اخبار سے ثابت

علاوہ اسکے بنص قرآن مفسر رسول ہیں اور جناب رسالتمآب نے
ہمیشہ ان امت ہیں اور ازواج نبی امہات مومنین بنص قرآن ہیں اور
تمام روے زمین واہل زمین کو انقیاد و امتثال حضرت سے کرنا ہے نہیں
وگرنہ وہ مبتلای عقوق ہوں اور خائب و خاسر ہو جائیں اور موید اسکے
تحکم زمین حضرت امیر سے ہے جیسا کہ روایت مستفیضہ جناب سیدہ
شاہد صدق مدعا ہے لطیفہ ایک شیعہ نے ایک سنی کو دیکھا کہ مٹی
سے استنجا کرتا ہے اوسنے کہا کہ یہ کیا کرتے ہو سنی نے کہا کہ ہمارے
مذہب میں جائز ہے شیعہ نے کہا کہ ایسا مت کہنا سبکی اصل خاک ہے
مٹی تو بنی آدم کی ماں ہی ہے متصل کرتا آدمی کو ماں مردی کی ناپاک
حکایت ایک سنی نے ایک شیعہ سے کہا کہ تمہارے مذہب میں تزویج
زن پر تیمم جائز ہے شیعہ نے کہا ہاں ہم تو اقرار ہے مگر اگر تمہارے
ہو تو قرین قیاس ہے اسلئے کہ استنجا تو ڈھیلوں میں سنی لگ رہتی
وہی تیمم کو کافی ہو جاتی ہوگی خلاصہ یہ کہ بشر نا ابو تراب حضرت
امیر علیہ السلام کو وجہ ابوتراب ... کہ تمام سب کے اصل خاک ہے
اور وجود سب وا ونکا باعث حق تعالیٰ خلق مخلوقات سے ہیں وہ
ابوتراب ہوئے حکایت ایک سنی نے ایک شیعہ کے پاس کچھ گیہوں
بھیجے کہ وہ گھنے تھے پس اوس شیعہ نے وہ گندم گھنہ اوسی وقت بعد
اوسکے سنی نے گندم نو خالص اوسی شیعہ کے پاس بھیجے شیعہ نے ہدیہ
قبول کیا اور یہ شعر بطور شکریہ لکھے بعثت لنا بذاک البر یوما
فکان عوض گندم گھنہ تو تمہارے لیے تیری مرتجا للجزیل من الثواب

یا میں ثواب جمیل اجر جزیل رفضناہ عتیقا واترتضیناہ
بہ اذ جاءنا وھو ابو تراب رفض و ترک کیا ہمنے جبکہ وہ عتیق تھی یعنی
عتیق ہونے کی وجہ سے کہ اونہیں چھوڑ دیا اور قبول کیا ہمنے اونہیں جبکہ وہ
ابو تراب تھے یعنی خاک آلودہ ہم تک پہونچے پوشیدہ نرہے
کہ یہاں کنیت حضرت امیر علیہ السلام ابو تراب ہے اوسیطرح جیسے سنیوں
کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب نے ابوبکر کا عتیق النار
خطاب دیا یعنی آزادکردہ خدا عذاب روز جزا سے اور صنعت و لطافت
شاعر ظاہر ہے حکایت مشہور ہے کہ سید شریف زمان طالب العلمی
میں سعد الدین تفتازانی کے پاس گئے اور زحمت سفر سے گرد و غبار
اٹے ہوئے تھے پس سعد الدین نحس نے انکا یہ حال دیکھکے از راہ
ظرافت کہا یا لیتنی کنت ترابا سید شریف کو یہ امر نہایت ناگوار
ہوا اونہوں نے کہا یقول الکافر پس
سعد الدین خجل ہو گیا اور یہ حاضر خدمت
با برکت جناب قطب الدین
شیرازی ہوئے اور
شاگرد اونہیں جناب
کے ہوئے

میر علی رضا غفرلہ

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

# موعظہ اونیسوان

شان نزول سورۂ اہل اتیٰ اور روایت گریۂ جبزا وس اعرابی کی جو پوشش خانۂ کعبہ تھامے دعا مانگتا تھا اور سخاوت جناب امیر علیہ السلام بیچ حال شب ضربت و وصال حضرت اور اشارہ مصائب کربلای معلّی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ الشَّافِعِیُّ ؎ اِلَامَ اَلَامُ وَحَتّٰی مَتٰی + اُعَاتَبُ فِی حُبِّ
هٰذَا الْفَتٰی + فَهَلْ زُوِّجَتْ فَاطِمُ غَیْرَہٗ + وَفِی غَیْرِہٖ هَلْ اَتٰی
هَلْ اَتٰی شافعی کہتا ہے کہ کبتک ملامت و عتاب کیا جائیگا اس امر
یعنی حضرت امیر علیہ السلام کے باب مین پس سوائی اوسکے اور کون ہے
کہ جسکا جناب سیدہ سے عقد ہوا ہو یا اوسکی شان مین سورہ ہل اتی آیا ہو
فخر رازی وغیرہ نے واحدی وغیرہ ابن عباس سے روایت کی ہے
اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ نَاسٍ مَعَهٗ فَقَالُوْا یَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ
عَلٰی وَلَدِكَ کہ حسنینؑ ایکبار بیمار ہوئے پس جناب سالتمآبؐ نے

مع چند لوگون کے اونکی عیادت کی پس اون سبنے عرض کی کہ اے ابوالحسن
اگر آپ کچھہ نذر کیجیے تو خدا جلد شفا عطا کرے آپکے فرزندون کو فنذر علی
وَفَاطِمَۃُ اِنْ بَرَأَ اَمِمَّا بِہِمَا اَنْ یَصُوْمُوْا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ پس حضرت امیر اور
جناب سیدہ نے نذر کی کہ اگر وہ اپنی بیماری سے صحت پاوین تو تین روزے
رکھینگے فَشُفِیَا وَمَا مَعَھُمْ شَیْئٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِیٌّ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَیْبَرِیِّ
اَلْیَھُوْدِیِّ ثَلٰثَۃَ اَصْوُعٍ مِنْ شَعِیْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَۃُ صَاعًا یعنی شفا
پائی حسنین نے اور اتفاق سے گہر مین کچھہ نہ تہا پس حضرت امیر نے
شمعون خیبری یہودی سے تین صاع جو قرض لیے پس اونمین سے ایک
صاع جو جناب سیدہ نے پیسکے گوندہے وَاخْتَبَزَتْ خَمْسَۃَ اَقْرَاصٍ
عَلٰی عَدَدِھِمْ اور پانچ روٹیان بحساب اپنے یعنے فی کس ایک روٹی پکائی
فَوَضَعُوْھَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ لِیُفْطِرُوْا فَوَقَفَ عَلَیْھِمْ سَائِلٌ فَقَالَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ مِسْکِیْنٌ مِنْ مَسَاکِیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ
اَطْعِمُوْنِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰہُ مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّۃِ فَاٰثَرُوْہُ وَبَاتُوْا لَمْ یَذُوْقُوْا
اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِیَامًا پس وہ روٹیان حضرت کے سامنے
رکہی گئین بقصد افطار کہ ناگاہ ایک سائل نے کہا کہ سلام پہونچے
تمہین اے اہلبیت نبی مین ایک مسکین ہون اہل سلام سے پس مجہے سیر کرو
کہ تمہین خدا سیر کریگا خانہای جنت سے پس سبہون نے اپنی نفس پر اوسکا
ایثار کیا اور صرف پانی پر اکتفا کر کے سو رہے اور صبحکو پہر روزے سے
اوٹہے فَلَمَّا اَمْسَوْا وَوَضَعَ الطَّعَامُ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَقَفَ عَلَیْھِمْ
یَتِیْمٌ فَاٰثَرُوْہُ پہر جب شام ہوئی اور کہانا اونکے سامنے رکہا گیا

ایک یتیم نے سوال کیا اور یکجنسہ وہ سب اونھون نے اوسی اوٹھا دیا و وقف علیہم اسیر فی الثالثۃ ففعلوا مثل ذلک اور تیسرے روز ایک اسیر نے سوال کیا اور اونھون نے وہ سب وسی اوٹھا دیا شل سابق فلما اصبحوا اخذ علی بید الحسنین و اقبلوا الی رسول اللہ فلما ابصرھم وھم یرتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم فقام وانطلق معھم فرای فاطمۃ فی محرابھا قد التصق ظھرھا ببطنھا وغارت عیناھا فساءہ ذلک یعنی جب صبح ہوئی تو جناب امیر حسنین کا ہاتھ پکڑ کے پیمبر کے پاس لیگئے پس جب حضرت نے اونہیں ضعف کے مارے کانپتے تہرا تے دیکھا اور آنکہ انکو انہیں بڑے بڑے گرسے ہوے پڑے دیکھے تو بہت صدمہ کیا اور انکے ساتھ جناب سیدہ کے پاس گئے پس وہین دیکھا کہ محراب عبادت میں کمال استقلال سے مشغول عبادت ہین حالانکہ پیٹ اور پیٹہ ایک ہو گیا ہے بہوک کے مارے اور آنکھوین گڑھے پڑ گئے ہین پس حضرت نہایت رنجیدہ ہوئے پس حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی کہ لیجئے یہ سورہ لو ھناک اللہ فی اھل بیتک خدا نے تمہین مبارک باد دی ہے تمہارے اہلبیت کے بارے مین پس پڑہو یہ سورہ و روی ان امیر المؤمنین رای اعرابیا متعلقا باستار الکعبۃ یتضرع و یبتھل الی اللہ ویسالہ اربعۃ الاف درھم حدیث ہے کہ حضرت امیر المومنین نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ پوشش خانہ کعبہ سے لپٹے چار ہزار درہم خدا سے مانگتے دیکھا فدنا منہ وقال یا ھذا ما تصنع

بہا پس حضرت قریب اوسکے گئے اور فرمایا کہ چار ہزار درہم لیکے تو کیا کریگا قَالَ اَلْفٌ اَشْتَرِی بِهَا دَارًا اوسنے کہا کہ ایکہزار کا ایک گھر مول لونگا وَاَلْفٌ اُوَدِّی بِهَا دَیْنِی اور ایک ہزار سے اپنا قرض ادا کرونگا وَاَلْفٌ اَجْعَلُهَا صِدَاقَ اِبْنَتِی اور ایک ہزار اپنی بیٹی کے جہیز مین دونگا وَاَلْفٌ اَعِیْشُ بِهَا مَعَ عِیَالِی اور ایک ہزار کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے مصارف شبانہ روزی مین بسر کرونگا فَقَالَ اَنْصَفْتَ یَا اَعْرَابِیُّ فَاطْلُبْنِی بِمَدِیْنَۃِ الرَّسُوْلِ ثُمَّ رَجَعَ وَابْتَلِی فرمایا کہ انصاف کی بات کی تو نے اے اعرابی خبردار مجھے مدینہ ڈہونڈ لینا مدینہ مین پہونچکے یہہ کہکے مدینہ مین آئے اور حسب معمول فقر وفاقہ مین بسر کرنے لگے ثُمَّ وَرَدَ اَعْرَابِیٌّ فَطَفِقَ یَجُوْبُ وَ یَجُوْلُ سِکَکَ الْمَدِیْنَۃِ وَیَقُوْلُ مَنْ یَدُلُّنِی عَلٰی فَتًی مِنْ صِفَتِہٖ کَذَا وَکَذَا بعد چندے وہ اعرابی بہی وارد مدینہ ہوکے کوچہ گردی کرنے لگا اور جابجا پوچھتا پہرتا تہا کہ ایسا کون خدا کا نیک بندہ ہے کہ جو مجھے پتا بتا دے اوس جوان کا کہ جو یہہ یہہ صفتین رکہتا ہے فَلَقَاہُ الْحُسَیْنُ وَھُوَ طِفْلٌ یَافِعٌ فَقَالَ اَنَا اَدُلُّکَ عَلَیْہِ فَاَوْقَفَہٗ عَلٰی بَابِ مَدِیْنَۃِ الْعِلْمِ پس اتفاقاً ملاقات ہوئی امام حسین علیہ السلام سے اور وہ جناب طفل خورد سال تہے پس فرمایا کہ مین تجہے اونکی خدمت مین پہونچاؤنگا پس پہونچا دیا اوسے در خیبر پر وَاطَّلَعَ عَلَیْہِمَا عَلٰی حَالِہٖ فَخَرَجَ وَقَدْ کَانُوْا جُوْعًا مُنْذُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ اور مطلع کیا اوسکے حال پریشان پر جناب امیر علیہ السلام کو پس جناب

پہنچتے ہی بر آمد ہوے اور حسب اتفاق اہلبیت نبی تیسرے فاقہ سے
تھے پس کمال اضطراب و اضطرار لاحق حال حضرت ہوا فاستحضر
سلمان رضی اللہ عنہ وقال اعرض الحدیقۃ التی غرسہا
رسول اللہ لی ولفاطمۃ علی تجار المدینۃ تبیعہا وتأتینی
بثمنہا پس حضرت نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بلا کے فرمایا کہ
وہ باغ جسے رسولخدا نے میرے لیے اور فاطمہ کے لیے اپنے دست
مبارک سے بویا تھا عرض کرو مدینہ کے تاجروں پر اور اسکی قیمت
میرے پاس لا کے حاضر کرو فقال بالوا [illegible] ثم راح
فباعہا باثنی عشر الف درہم وأتی بہا الی جناب رسول اللہ
تعالی ووضعہا بین یدیہ پس سلمان فارسی نے بسر و چشم کہکے
جا کے وہ باغ بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ درہم کو بیچا اور قیمت اسکی لاکر حضرت کے سامنے رکھدی
فاعطی السائل مسئولہ پس سائل کو بقدر سوال عطا کیا وبلغ
ذلک فقراء المدینۃ فانثالوا علیہ من کل وجہ اور اتفاقاً
یہ خبر اڑتے اڑتے مدینہ کے محتاجوں تک پہونچی وہ سب چہار طرف سے
ٹوٹ پڑے وطفقوا یقبضون علیہا قبضۃ بعد قبضۃ
حتی لم یبق منہا شیئ اور ایک ایک مٹھی کر کے سب اٹھا لیگئے یہانتک کہ
ایک حبہ بھی نہ بچا وذہب علی داخل الدار صفر الید اور حضرت
ولایت مآب اندر گئے خالی ہاتھ فقال لہ فاطمۃ یا ابا الحسن بلغنی
انک بعت حدیقۃ غرسہا ابی لک پس جناب سیدہ نے عرض
کی کہ اے ابو الحسن میں سنتی ہوں کہ تمنے وہ باغ کہ میرے والد نے تمہارے لیے

ہو یا سہا ہیچ ڈالا فھل اتیت منھا شیئا اسد بہ فاقۃ ولدی
وھم یموتون جوعا پس اوسکی قیمت سے کچھہ آپ بچا کے ہی لایے کہ جس
سد رمق حیات ہو ان ننہے ننہے بچون کا کہ جو بہوک کے مارے مرے جاتے ہین قال
واحیائی یا سیدۃ نساء العالمین وقص علیھا القصص حضرت نے
فرمایا اے مجھے تمسے بہت حجاب ہے ای سردار زنان بہشت اور سب قصہ مفصل
بیان کر دیا وخرج من عندھا فی طلب من یستقرض منہ شیئا
پوشیدہ گہر سے نکلے اس تفحص مین کہ کسی سے کچھہ قرض لین فنزل جبرئیل
علیہ السلام علی رسول اللہ واخبرہ بما جریٰ علی اھلبیتہ
پس حسب الحکم خداوند جلیل حضرت جبرئیل جناب رسالتمآب کی خدمت مین آئے
اور مفصل بیان کر دیا اونسے جو کچھہ گذرا تھا اونکے اہلبیت طاہرات پر
فراح الیٰ فاطمۃ وسلاھا وولدھا واعطاھا ثمانیۃ دراھم
لیشتری بھا طعاما پس تشریف لیگئے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس
اور اونہین اور اونکے بچون کو تسکین و تسلی دی اور آٹھہ درہم عنایت فرمایے
کہ کسیقدر کہانا اون معصومون کے لیے خرید کیا جائے واما علیؑ فلم
یجد من یقرضہ فعاد متحزنا ومتالما اور جناب امیر علیہ السلام کو کوئی
ایسا شخص نہ ملا جو اونہین قرض دیتا پس وہ نہایت افسردہ خاطر و رنجیدہ دل
متفکر و مغموم گہر پہرے فلما دخل الدار قال لاجد رائحۃ النبی فائحۃ
من داخل الدار پس جب حضرت داخل دولتسرا ہوئے تو فرمایا کہ مین خوشبو
بدن اطہر پیمبر کی مہکی ہوئی پاتا ہون فقیل لہ انہ جاء واعطیٰ ثمانیۃ
دراھم لسد الفاقۃ فاخذھا واخذ الحسن معہ وھما جائعان

وخرجا الی السوق پس عرض کیا گیا کہ واقعی وہ جناب تشریف لائے
تھے اور آٹھ درہم عنایت فرما گئے ہین فاقہ کشون کے لیئے پس حضرت نے
وہ درہم اوٹھا لئے اور حضرت امام حسن ع کو ساتھ لیا اور کمال گرسنگی مین وہ
دونون بزرگوار بازار تشریف لیگئے فوجدا رجلا یقول من یقرض
الملی الوفی پس ایک شخص کو اثنائے راہ مین دیکھا کہ کہتا تھا کہ کون قرض
دیتا ہے اوس مالدار کو کہ جسکے خزانہ کن فکان مین کسی طرح کی کمی نہین اور
وہ پورا کرنے والا اپنے عہد و عدہ کا ہے فنظر علی الی الحسن فقال
اتعرفہ یا ابا محمد پس حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت امام حسن ع کی طرف
دیکھا اور فرمایا کہ ای حسن اسی قرض دو پس اونہون نے بطیب خاطر درہم
اوسے قرض دیا وراح فی طلب من یستقرض فوجدا اعرابیا بناقۃ
فتبعہما اور اب فکر ہوئی کہ اگر کوئی اوسے تو اوس سے لیجئے تاکہ عیال خورسالکی
تسلی ہو پس ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی کہ وہ ایک ناقہ بیچتا تھا
فقال یا اعرابی تبیعہا الی قرضا فرمایا کہ ای اعرابی اگر جی چاہے تو بطور قرض
بیچدے ہاتھ ہیچ قال الاعرابی فہی لک بمائۃ درہم اعرابی نے
عرض کی کہ اچھا مینے سو درہم کو یہ ناقہ آپ کے ہاتھ بیچا فقال یا حسن خذہا
حضرت نے فرمایا کہ ای حسن لیلو اس ناقہ کو ومضیا حتی انتہیا الی اعرابی
آخر فقال اتبیعہا بمائۃ وعشرین درہما اور وہانسے لگے بڑہے سا کہ
پہونچے اور ایک اعرابی کے پاس پس اوسنے کہا کہ یا علی ایکسو بیس [120] درہم کو تم
اسے بیچتے ہو قال وما تصنع بہا قال اغزو بہا اول غزاۃ یغزوہا
ابن عمک من بعد فرمایا کہ تو اس ناقہ کو کیا کریگا اوسنے کہا کہ پہلا غزوہ یعنی

لڑائی حسین آپکی ابن عم جہاد کرینگے اوسمین مین بھی شریک حرب و ضرب ہونگا اور اسی پر سوار ہو کے جہاد کرونگا قَالَ هِيَ لَكَ فَاشْتَرَاهَا فَعَادَ اِلٰى طَلَبِ الْبَائِعِ الْاَوَّلِ فرمایا کہ یہہ تیرے ہی لیے ہے پس آپنے اوسے مول لیا اور قیمت دی پس حضرت نے چاہا کہ سو درہم بائع اول کو دین اور نفع اوسکا بیس درہم اپنے قوت لا یموت مین صرف کرین پس واپس آئے اور پہلے اعرابی کو ڈھونڈھنا شروع کیا فَكَابَدَ شِدَّةً فَحَصِهِ وَلَمْ يَجِدْ اور نپایا اوس اعرابی کو حالانکہ تفحص و تجسس مین بہت زحمت ہوئی لیکن کچھہ فائدہ نہوا اور کسیطرح اوسکا کچھہ پتا نہ لگا حَتّٰى وَجَدَ رَسُوْلَ اللهِ بِمَوْضِعٍ لَمْ يَرَ فِيْهِ قَطُّ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَتَبَسَّمَ عَلٰى وَجْهِهٖ یہانتک کہ جناب رسالتمآب کو ایسے مقام مین پایا کہ جہان کبھی وہ پہلے کسینے نہین دیکھا پس حضرت نے سلام کیا پس جناب رسالتمآب اونکا مونہہ دیکھکے تبسم کرنے لگے وَقَالَ يَا عَلِيُّ اِلٰى اَيْنَ فَقَالَ فِيْ طَلَبِ الْاَعْرَابِيِّ لَهٗ عَلَيَّ دَيْنٌ اور فرمایا کہ یا علی کہانکا ارادہ ہے حضرت نے عرض کی کہ تلاش مین ایک اعرابی کے کہ جسکا قرضہ مجھپر ہے جاتا ہون فَقَالَ اَنَّهٗ اِسْرَافِيْلُ وَالْمُشْتَرِيْ جِبْرَئِيْلُ وَالْمَالُ مِنْ خِزَانَةِ الْمَلِيِّ الْوَفِيِّ الَّذِيْ اَقْرَضْتَ لَهُ الدَّرَاهِمَ الثَّمَانِيَةَ پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی زحمت نکرو وہ اعرابی اسرافیل تھے اور وہ دوسرا اعرابی جسنے تمسے مول لیا جبرئیل تھے اور مال یعنے قیمت خزانہ سے اوسی مالدار اور وفا کرنیوالیکے تھی کہ جسکے نام سے تمنے قرض دیا تھا اور جسکے نام سے وہ سائل قرض مانگتا تھا وَرُوِيَ عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِيٍّ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ

لَیلَۃَ التَّاسِعِ عَشَرَ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ اور حضرت ام کلثوم دختر نیک اختر جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اونیسوین شب کو ماہ رمضان کی قَدَّمْتُ لِاَبِیْ قُرْصَیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ وَقَصْعَۃً فِیْھَا لَبَنٌ وَمِلْحٌ جَرِیْشٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ کہ پیش کیا مینے سامنے اپنے والد ماجد کے جوکی دو روٹیان اور دودھ کا کاسہ اور پسا ہوا نمک فَنَظَرَ اِلَیْہِ وَتَاَمَّلَہٗ ثُمَّ حَرَّکَ رَاْسَہٗ وَبَکٰی پس حضرت اوسے غور سے دیکھ کے بیساختہ رونے لگے وَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ قَدَّمْتِ اِلَیَّ اِدَامَیْنِ فِیْ طَبَقٍ تُرِیْدِیْنَ اَنْ یَّطُوْلَ وُقُوْفِیْ غَدًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اور فرمایا کہ ای بیٹی تم میرے ایک ہی طباق مین دو نانخورش لائی ہو چاہتی ہو کہ روز قیامت حساب کتاب کے لیے مجھے زیادہ کھڑا رہنا پڑے خدا کے سامنے اَمَا عَلِمْتِ اَنِّیْ مُتَّبِعٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ جَمِیْعِ اَفْعَالِہٖ وَمَا قُدِّمَ اِلَیْہِ اِدَامَانِ قَطُّ فِیْ طَبَقٍ اِلٰی اَنْ قُبِضَ آیا نہین جانتی تم کہ تابع اور پیرو ہون رسول خدا کا سب کامونمین اونکے اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ اونکے سامنے ایک طباق مین دو نانخورش پیش کیجاتین یہانتک کہ وفات فرمائی اونھون نے یَا بُنَیَّۃُ مَا مِنْ رَجُلٍ طَالَ مَطْعَمُہٗ وَمَشْرَبُہٗ وَمَلْبَسُہٗ اِلَّا طَالَ وُقُوْفُہٗ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ای فرزند جسکے کھانے پینے پہننے مین طول ہوا تو ضروری طول ہوگا اوسکے توقف مین سامنے خدا کے روز قیامت یَا بُنَیَّۃُ اِنَّ الدُّنْیَا فِیْ حَلَالِھَا حِسَابٌ وَفِیْ حَرَامِھَا عِقَابٌ ای دختر حلال دنیا مین زحمت حساب کتاب ہے اور دنیا حرام مین عقاب و عذاب ہے و واقعی دنیا کا بڑا مخمصہ ہے خدا اس

بلا سے محفوظ رکھے بعض تجربہ کارون کا قول ہے کہ روپے مین خیانت
کرنے سے مونہہ کالا ہوتا ہے اور دیانت کرنے سے بہی کم سے کم یہہ ہے
کہ بات کالا ہوا اوسکا چہرہ ہوجاتا ہے قیامت ہی خزانہ کا جل کی کوٹہری
ہے وَقَدْ اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنَّ جِبْرَئِیْلَ نَزَلَ اِلَیْہِ وَمَعَہٗ
مَفَاتِیْحُ کُنُوْزِ الْاَرْضِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامُ
وَیَقُوْلُ لَکَ اِنْ شِئْتَ صَیَّرْتُ مَعَکَ جِبَالَ تِھَامَۃَ ذَھَبًا
وَفِضَّۃً وَخُذْ ھٰذِہٖ مَفَاتِیْحُ کُنُوْزِ الْاَرْضِ وَلَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ حَظِّکَ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ مَا یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِکَ قَالَ الْمَوْتُ
فَقَالَ اِذًا لَا حَاجَۃَ لِیْ فِی الدُّنْیَا دَعْنِیْ اَجُوْعُ یَوْمًا وَاَشْبَعُ یَوْمًا
فَالْیَوْمُ الَّذِیْ اَجُوْعُ فِیْہِ اَتَضَرَّعُ اِلٰی رَبِّیْ وَاَسْئَلُہٗ وَالْیَوْمُ الَّذِیْ
اَشْبَعُ فِیْہِ اَشْکُرُہٗ وَاَحْمَدُہٗ اور بے شبہہ خبر دی رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کہ ایک روز جبرئیل نازل ہوئے طرف اونکے اور
ہمراہ اونکے زمین کے سب خزانون کی کنجیان تہین اور عرض کی کہ
ای محمد خدا نے آپکو بعد تحفہ درود و سلام فرمایا ہے کہ اگر تمہین منظور ہو تو
تہامہ کے پہاڑ تمہارے لیئے چاندی سونے کے کردون اور یہہ کنجیان
بہی سب خزانون کی موجود ہین اور اس بات سے قیامت کو بہی کچہہ
تمہاری بات مین فرق نہ آئیگا اور حصہ تمہارا ثواب سی ہرگز نہ گھٹے گا
حضرت نے فرمایا کہ بعد اسکے کیا ہوگا جبرئیل نے عرض کی کہ موت پس
فرمایا کہ پہر تو مجہے کچہہ دنیا کی حاجت نہین مجہے اسی حال پر رہنے دو کہ ایکروز
مین بہوکا رہون اور ایکروز غذا سے سیر ہون پس بہوکے دن تضرع

زاری و دعا درگاہ باری مین کرون اور سیری کے ون حمد و ثنا ی
و شکر الہی مین مصروف رہون یا بُنَیَّةُ وَاللّٰهِ لَا اٰكُلُ شَيْئًا حَتّٰی
تُرْفَعِيْنَ اِحْدَى الْاِدَامَيْنِ فَرَفَعْتُ قَصْعَةَ لَبَنٍ فَاَكَلَ ذُوۤ الشَّعِيْر
بِالْمِلْحِ الْجَرِيْشِ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ اے فرزند عصر خدا کی نہر نز
مین کچھہ نہ کہا و سنگا جبتک تم ایک نان خورش تو ہٹا نہ لو پس و ٹھا لیا
بینے وودہ کا کا سہ پس حضرت نے جو کی روٹی نمک کو پیدا ہے کہا کو
حمد و ثنائے الہی بجا لائے ثُمَّ قَامَ اِلَى صَلٰوتِهٖ وَلَمْ يَزَلْ رَاكِعًا
وَسَاجِدًا يَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَيُكْثِرُ الدُّخُولَ وَالْخُرُوْجَ
وَيَنْظُرُ اِلَى السَّمَآءِ وَهُوَ قَلِقٌ مُتَمَلْمِلٌ پس وہ کھڑے ہوئے
نماز کے لیئے اور برابر تضرع و زاری و حضور قلب رکوع و سجود و قیام
و قعود مین مصروف رہے اور بکثرت و بار بار اضطراب اضطرار سے
کبھی اندر چلے جاتے تھے اور کبھی زیر آسمان نکل آتے اور گھبرا گھبرا کے
آسمان کو دیکھتے تھے اور مارے قلق کے بیچین و بیتاب تھے فَقُلْتُ لَهٗ يَا
اَبَتَاهُ رُوْحِيْ لَكَ الْفِدَآءُ مَالِيْ اَرَاكَ لَا تَذُوْقُ طَعْمَ الرُّقَادِ پس
حضرت ام کلثوم فرماتی ہین کہ مینے عرض کی کہ اے بابا جان قربان جاؤ
آپ کے آپکو کیا ہو گیا ہے کہ کسیطرح آپ آرام نہین فرماتے نیند کی
لذت سے کچھہ کام ہی نہین فَقَالَ لِيْ يَا قُرَّةَ عَيْنِيْ اِنَّ اَبَاكِ قَتَلَ
الْاَبْطَالَ وَخَاضَ الْاَهْوَالَ وَمَا دَخَلَ فِيْ قَلْبِهٖ رُعْبٌ وَلَا
خَوْفٌ اَكْثَرَ مِمَّا دَخَلَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ
رَاجِعُوْنَ فَبَكَيْتُ بُكَآءً شَدِيْدًا پس فرمایا حضرت نے کہ

اے غنکی چشم تیرے باپ نے بڑے بڑے پہلوانون کو قتل کیا اور بڑی بڑے
ہولناک باتوں مین گہسپڑا اور پراوسکے ایسا رعب و خوف نہین چہایا اناللہ وانا
الیہ راجعون کچہہ آثار اچہی نہین معلوم ہوتے پس مین یہہ سنکے زار زار رونے
لگی فرجع الی ما کان علیہ من الدعاء والصلوٰۃ یعنی پہر توجہ ہوے
وہ جناب دعا و نماز کیطرف جیسے پہلے سو چتے تہے فلما بقی من اللیل ثلث
جدد الوضوء ولبس ثیابہ فنزل الی اللدا یعنی جب ایک ثلث شب
باقی رہی تو حضرت نے بہ نیت استحباب تجدید وضو کی اور پہنا لباس پہن کے
کوٹہے پر سے اوترکے صحن و لتسرا مین آئے وکان اوز وقد اہدی
الی اخی الحسین فصرخن وراء ہ وصحن فی وجہہ وکانت قبل
تلک اللیلۃ لا یصحن اور کچہہ بطین بطور ہدیہ کے بہیجے بہائی امام حسین
کے لیئے بہیجی تہین وہ پرچہار کے حضرت کے پیچہے چیخنے لگین اور حسرت و یاس
سے اونکا مونہہ تکتی تہین اور غل مچاتی تہین اور دامن مبارک کو منقارون سے
تہانب تہانب کے روکتی تہین اور اس شب کے پہلے اونسے یہہ حال کبہی ظاہر
نہوا تہا فقال علیہ السلام لا الہ الا اللہ صوارخ تتبعہا نوائح
وغداۃ غد یظہر القضاء میں فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہ یہہ خلاف معمول بد
فالی کی آوازین ہین کہ انکے بعد نوحہ کی آوازین بلند ہونگی اور کل سب کچہہ ظاہر
ہوجائیگی قضا و قدر فقلت یا ابتاہ ہکذا تتطیر یعنی عرض کی کہ بابا
جان آپ اسطرحکی بدفالی کی بات کیون مونہہ سے نکالتے ہین فقال یا
بنیۃ ما منا اہل البیت من یتطیر ولا یتطیر بہ ولکن قول
جرای علی لسانی پس فرمایا کہ ای بیٹی ہم اہلبیت مین کوئی ایسا نہین کہ

بد فالی کرے یا اور کوئی اوسکے نام سے بد فالی کرے لیکن یہ بھی بات تھی
کہ بیساختہ میری زبان پہ آگئی ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّۃُ خَلِّیْ عَنْہُ [illegible]
فَقَدْ حَبَسْتِ مَا لَیْسَ لَہُ لِسَانٌ وَلَا یَقْدِرُ عَلَی الْکَلَامِ اِذَا جَاعَ
اَوْ عَطَشَ فَاَطْعِمِیْہِ وَاَسْقِیْہِ اَوْ خَلِّیْ سَبِیْلَہٗ یَاْکُلُ مِنْ حَشَائِشِ الْاَرْضِ
فَفَتَحَ الْبَابَ وَخَرَجَ پھر فرمایا کہ اے بیٹی [illegible] تجھے [illegible] کی
ضرور رہا کر دینا انہیں اسلئے کہ تیرا ایسے بے زبان کو قید رکھنا ہے کہ وہ
بھوک و پیاس میں اپنا حال نہیں کہہ سکتا پس یا تو سیر و سیراب رکھو
اور نہیں تو راہ نہ روکو اونکی کہ وہ زمین کی حشائش کہاتے چرتے
چراتے پھرتے رہیں پس دروازہ کھولکے حضرت باہر چلے گئے قَالَتْ فَجِئْتُ
مُسْرِعَۃً اِلٰی اَخِی الْحَسَنِ فَقُلْتُ یَا اَخِیْ قَدْ کَانَ مِنْ اَمْرِ اَبِیْکَ اللَّیْلَۃَ
کَذَا وَکَذَا قَدْ خَرَجَ فِیْ ھٰذَا اللَّیْلِ الْغَلَسِ فَالْحَقْہُ یَا اَخِیْ حضرت ام
کلثومؑ فرماتی ہین کہ پھر دوڑکے مین حضرت امام حسنؑ کے پاس آئی اور عرض
کیا کہ اے بھائی آج رات کو یہہ یہہ نوبت آئی اور اب وہ حضرت تن تنہا
اس اندھیری رات مین چلے گئے ہین پس آپ بھی اونسے جا ملیئے فَقَامَ
فَتَبِعَہٗ وَلَحِقَ قَبْلَ اَنْ یَدْخُلَ الْجَامِعَ پس حضرت اوٹھے اور اثنای
راہ مین حضرت امیرؑ کے پاس پہونچے فَقَالَ یَا اَبَتَاہُ مَا اَخْرَجَکَ فِیْ
ھٰذِہِ السَّاعَۃِ وَقَدْ بَقِیَ مِنَ اللَّیْلِ ثُلُثُہٗ پس عرض کی کہ اے والد
بزرگوار کیا باعث آپکی تشریف لانیکا ابھی سے ہوا حالانکہ ایک ثلث
شب باقی ہے فَقَالَ یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ خَرَجْتُ لِرُؤْیَا رَاَیْتُھَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ
وَاَقْلَقَتْنِیْ فَقَالَ لَکُمْ خَیْرًا رَاَیْتَ وَخَیْرًا یَکُوْنُ پس فرمایا کہ اے نور دیدہ

سے میں نے آج ایک خواب دیکھا تھا اوسکے قلق و اضطراب سے میں اتنی رات گئے
نکل آیا حضرت امام حسنؑ نے عرض کی کہ انشاء اللہ انجام بخیر ہے خواب جو
آپکا نقصنها علیّ کیسا بیان فرمایئے مجھ سے فقال یا بُنیّ رأیت کانّ
جبرئیل نزل من السماء علی جبل ابو قبیس فتناول منہ
حجرین و مضی بہما الی الکعبۃ و ترکہما علی ظہرہ و ضرب احدہما
علی الاخر فصارا کالرمیم ثم ذرّہما فی الریح فما بقی بمکۃ و المدینۃ
بیت الّا و دخلہ من ذلک الرماد اور فرمایا کہ اے فرزند دلبند میں نے
خواب میں دیکھتا ہوں کہ گویا حضرت جبرئیل آسمان سے پرکوہ ابو قبیس کے اوترے
اور دو پتھر وہاں سے اوٹھا کے کعبہ پہ لیگئے اور چھت پر اوسکی اونکو
رکھا پھر اس زور سے ایک کو دوسرے پر مارا کہ وہ سرمہ ہو گئی پھر اوڑا دیا
اونہیں ہوا میں اور کوئی گھر مکے اور مدینہ کا نہ بچا کہ جسمیں کسیقدر وہ گرد
نہ پہونچی ہو فقال الحسنؑ و ما تاویلہا فقال یا بُنیّ ان صدقت
رؤیای فانّ اباک مقتول و لا یبقی بمکۃ و لا بالمدینۃ بیت
الّا و یدخلہ من ذلک غمّ و مصیبۃ من اجلی فیا قرّۃ عینی بالّذی
بحقّی علیک فارجع الی فراشک لئلا یتنغّص علیک نومک و لا
تعصینی من ذلک پس فرمایا امام حسن علیہ السلام نے اے والد بزرگوار اسکی کیا
تعبیر ہے پس فرمایا کہ ایفرزند اگر یہہ خواب میرا صحیح ہوا تو تمہارا باپ قتل کیا
جائیگا اور مکہ اور مدینے میں کوئی گھر باقی نہ رہیگا بے اسکے کہ اس غم و
مصیبت کا اثر اوسمیں نہ پہونچے پس اے خنکی چشم قسم تجھے میرے حق پدری
کی کہ اپنے بستر خواب کو پھر کہ تیری نیند بیچین ہو اور خبردار اس بات میں میری

نافرمانی نہ کرنا فرجع الحسین فوجد اختہ ام کلثوم قائمۃ خلف الباب تنتظرہ فدخل فاخبرھا بذلک وجلسا یتحدثان وھما محزونان حتی غلب علیھما النعاس پس وہ پس آئے حضرت امام حسین علیہ السلام پس پایا اپنی بہن ام کلثوم کو منتظر اپنا دیکھتیں کہ دروازے سے لگی کھڑی تھیں پس حضرت گھر مین گئے اور خبر دی اونھین حال راہ سے اور بکمال حزن و ملال بیٹھے کئے آپس مین باتین کرتے کرتے سو گئے حضرات اسوقت یاد آگیا اضطراب حضرت ام کلثوم سے اضطراب عیال و اطفال در رسالت امام حسین علیہ السلام و اضطراب و اضطرار کہ خدا کسی دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اس سانحہ مین تو حضرت امام حسین و حسن سے تسلی دینے والے تھے بجلاف کربلا کو کہ وہان کوئی تسلی دینے والا نہ تھا کجا وہ پروردہ ناز و نعم زینت بخش و تکیہ نبی کہان وہ صحرا نوردی وہ بادیہ پیمائی وہ وہو پکا تڑاقا بھوک کا کڑاکا وہ جنگل کا سناٹا وہ خندق مین دہڑ دہڑ آگ کا جلنا وہ گھر کا زندون سے خالی ہوتے جانا وہ گھڑی گھڑی مردونکی لاشین آنا جن کا پسینا بہنا گوارا نہ تھا اونکے خون کے دریا بہتے دیکھنا وہ رن کا بولنا وہ لشکر عدو مین طبل و کوس کا گونجنا دھونسونکا بجنا ہر حملہ مین فوج عدو کا قریب ہوتے جانا امام حسین کا چٹیل دھوپ مین کھڑے رہنا گرد اگرد کی گرد مین اٹھتا لوکے لوکو نپر صبر کرنا فوج عدو کا ٹوٹنا خیمہ گاہ کیطرف جانے سے روکنا شجاعون کا جوش ننھے ننھے بچونکا خروش گھوڑونکا ہنہنانا کمینونکا مقابلے پر آنا محکوم و زیردست کی حکومت نادان دشمنون کی خصومت وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

کتبہ المذنب میر علی رضا غفر لہ

# موعظہ بیسوان

تفسیر سورۂ والشمس اور اثبات نبوت عنوان جدید سے اور قصۂ
حضرت صالح نبی اور حالِ قدار غدار اور تشبیہ ابن ملجم کی
اوس سے اور تشبیہ حضرت امیر کی ناقۂ صالح سے اور شمار
وجہ شبہ کا اور ذکر مصائب وفضائل اوسکے ذیل مین
عنوان عجیب سے اور شہادت حضرتِ محسن ع
و حضرت علی اصغر ع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا قسم آفتاب عالمتاب کی
اور اوسکے ضیاء بلند روشن کی یعنی اوس نور روشن کی کہ جو بعد
بلندی آفتاب کے ظاہر ہوتا ہے اور قسم چاند کی جبکہ عقب آفتاب کے
ظاہر ہو خلاصہ یہہ کہ آفتاب اور اوسکا ساتھی کہ جو اوسکے ساتھ
لگا رہتا ہے اور اوسکی رفاقتمین بسر کرتا ہے کہ ادہر آفتاب نے
مغرب مین غروب کیا اور اودہر چاند نے تارون کو ساتھہ لیکے طلوع
کیا اور قسم سورج اور چاند کی انکی عظمت کی سبب سے ہے کہ یہہ نہایت
شریف مخلوق ہین رات دن کے بادشاہ ہین چنانچہ ساتھی اوسکے
اشارہ اونکی زمان سلطنت کیطرف بہی کیا اور فرمایا لف و نشر مرتب کے

طور پر وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ۝ قسم دن کی جبکہ وہ روشن
کردے آفتاب یعنے بحسب ظاہر نظر اہل عرف مین باعث طلوع شمس وجود
نہار ہوتا ہے بطور برہان انّی کے اگرچہ حقیقت مین اور برہان لمّی کے طور پر
طلوع آفتاب باعث وجود روز ہے بہر طور اہل عرف یہہ سمجھتے ہین کہ اگر دن
نہو تو آفتاب نہ نکلے اور قسم رات کی جبکہ گھٹا کیطرح چھا جائے اوسی
آفتاب پر اور مفسرون نے اور بھی معنے لکھے ہین کہ بخیال اختصار فروگذاشت
ہوے اس قسم کہانے سے فقط غافلونکا خواب غفلت سے بیدار کرنا منظور ہے
کہ آنکھین نیند سے ملکے خوب غور سے دیکھین کہ دنیا مین کیا کیا عجیب وغریب اور
عظیم الشان چیزین خدا نے پیدا کی ہین کہ جنکی وہ خود قسم کہاتا ہے اور ہمین
روز دیکھتے دیکھتے مساوات ہو گئی ان خدا کی قدرتون کی قدر نہین رہی جیسا کہ
نئے شہر مین جا کے وہان کے عجائب کی چندے قدر رہتی ہے اور پہر مساوات
ہو جاتی ہے ہان جب آدمی پیدا ہوتا ہے اگر جب اسکا ادراک درست ہوتا تو
ضرور دنیا مین آکے یہان کے عجائب دیکھہ کے بہت حیران ہوتا بلکہ ذرہ برابر
خیمۂ زنگاری اور چاند سورج کی ضیا باری اور زمین کی وسعت وفسحت کو دیکھکے
ہلاک ہو جاتا اور یہی مصلحت ہے کہ حکیم علی الاطلاق انسان کو ضعیف البنیان
اور گویا کہ بے حس وحرکت پیدا کرتا ہے اور اسی مقام سے اسکی بہی لِم معلوم
ہوتی ہے کہ لڑکپن مین بچّون کو کیون زیادہ ہر چیز کی قدر ہوتی ہے بعد
سن شباب نہ کہانا وہ لذت دیتا ہے نہ پانی نہ سیر نہ تماشا نہ کوئی قصہ
نہ کہانی خلاصہ کلام معجز نظام یہہ ہوا کہ قسم اوس بادشاہ کی کہ جو دنکو انہایت
جلال زور وشور دکہاتا ہے اور قسم اوس بادشاہ کی جو سر شام سے زرق برق

لشکر تارون کا ہمراہ ... ہوتا ہے جیسا کہ توریت مین ہے

ויעש אלהים את שני המארת הגד
לים את המאור הגדל לממשלת היום
ואת המאור הקטן לממשלת הלילה

اور بنائے خدا نے دو ... بڑے ... اونمین سے بہی ایک ...
بزرگ واسطے سلطنت ... اور چھوٹا جسم واسطے سلطنت شب کے اور بنایا
ستونکو یعنے تارون کو وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا
اور قسم آسمان کی اور اوسکے بنانے والے کی اور زمین کی اور اوسکی وسعت
وقسمت کی یعنے قسم ہماری اوس صناعی کی کہ جس سے ہمنے یہہ زنگاری
خیمہ بے طناب وستون ... کیا اور ... فرش زمین فرسنگون تک
بچھا دیا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا اور قسم نفس کی اور اوسکی درستی کی یعنی قسم
اوس ہماری حکمت کی کہ ... سے ہمنے نفوس انسانی کو کامل اور نقص سے
بری بنایا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا پس دلمین ڈالا اوسکے بدی اور
نیکی کو یعنے نیکی وبدی سب اوسے بتادی خواہ دلمین ڈال کے یا دلیل عقلی
ونقل سے **نکتہ** منجملہ خواص انسانی یہہ ہے کہ اوسمین خدا نے دو [illegible] ودیعت
رکہی ہین ایک بعض خوابون کا صحیح ہونا اور ایک شہادت قلبی یعنے دلمین
آیندہ واقعہ کا دفعتہً خطور کر جانا اور یہہ خاصہ انسان ہی مین نہین حیوان مین بہی
پایا جاتا ہے چنانچہ مرغ تاریکی شب مین اور مسکن تاریک مین سے جہان انکا
[illegible] صبح کو ظاہر ہوے فوراً اذانین دینے لگتی ہین حالانکہ آدمی کو افق کے
دیکھنے سے بجز بیٰ دفعتہً شناخت ممکن نہین ہوتی خصوصاً چاندنی مین شہور کے

کہ کبھی بن ہتھنی ہاتھیون کے پاؤن مین زخم ہوجاتا ہے زمین کی تاثیر سے اور
جہان وہ بیمار ہوئے تھے وہان ایک درخت ہوتا ہے کہ بالہام وہ قریب اوسکے گئے اور
خود بخود اوسکے پتے توڑتے اوسوقت اونہون نے گرا لیا اور پاؤن اپنا اوسکے چپ الیا
ملا اور زخم اچھا ہوگیا اور بچہ اکہ سنی مین بہی اگر اوس سے جدا کر لیا جاتا
تو بہی وہ اوسی تتبع سے ... وقت بلوغ اوس سے وہی
معمولی حرکات و سکنات سرزد ہونگے کہ جو اوسکی بنی نوع مین مرسوم ہین
ایکبار مین نماز پڑہ کے تعقیبات و وظیفہ مین مشغول تہا کہ دفعۃً ایک مکڑی نے
ایک مکھی پر حملہ کیا قریب اوسکے پہونچکے مکڑی نے پہیر کہا کے دم کیطرف سے
حملہ چاہا اور مکھی کے دلمین خود بخود اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ بہی پہر بیٹھی اور مکڑی
نے پہر باوجود قریب اوسکے سامنے سے آنیکا ارادہ نہ کیا بلکہ پہرا کے اوسکی پشت پر
جاکے حملہ کیا اور اسطرحکی صدہا تجربے ہین پس معلوم ہوا کہ کسیقدر قوت الہام
والقا ہر ایک جنس ... اور اسیطرح صحت خواب البتہ مزاج مختلف ہین
بعضونمین یہ کیفیت زیادہ ہوتی ہے اور بعضونمین کم جیسا کہ تجربہ قطعی ہوا اور
یہہ بہی تجربہ سے معلوم ہے کہ صفتین ... بعض لوگون مین جو کم پائے جاتی ہین
اورون مین زیادہ ہوتی ہین ... ایک مین باتفاق پائے جاتے ہین دوسرے مین
بلکے کبھی طور پر مثلاً اکثر لوگون مین بدصورتی اور حسن پایا جاتا ہی اور بعضونمین
ایسا وہ بڑہ جاتا ہے کہ سیکڑون اور ہزارونمین وہ ممتاز ہوجاتا ہے اور اسیطرح
صفات باطنی بہی مثلاً جرأت و شجاعت ہر ایک شخص مین کسیقدر پائی جاتی
ہے اور بعضونمین بہت زیادہ کہ اوس سے تعجب ہوتا ہے اور وہ شخص
ہزارون سے لڑتا بہڑتا ہے اور یہی حال زور کا ہے چنانچہ جناب میرزا

یوسف صاحب مرحوم و مغفور نیشاپوری کی حکایت مشہور ہے کہ
اونہون نے درخت او کہیڑ لیا یا سینے چیر ڈالے یا بعض اطفال کو قوت
حفظ ایسی بڑی تھی کہ چار برس کے سن مین قرآن مجید تمام و کمال یاد کیا تھا
اور جب قرآن پڑہتے پڑہتے بہوکا ہوتا تھا تو رونے لگتا تھا جیسا کہ شہید
ثانی کی بعض مصنفات سے مستفاد ہوتا ہے اور اسیطرح عقل و فہم کا
بعض لوگونمین ایسا پایا جاتا ہے کہ ضرب المثل ہوجاتا ہے چنانچہ یونان کی
عقل اور اسیطرح رستم کی طاقت اور حاتم کی سخاوت اور یوسف کا حسن
ضرب المثل خلاصہ یہ کہ صحیح خواب ورد ملہین القاء و الہام کا ہونا ایک عام
صفت ہے کہ اکثر لوگون کو کبہی کبہی پائی جاتی ہے اور یہ بعض لوگونمین
کم و زیاد بہی ہوتی ہے اور اور صفتون کیطرح یہہ بہی ممکن ہے کہ ملکی کی طور پر
کبہی کسی شخص مین حد سے زیادہ پائی جائے کہ باعث حیرت ہو اور اسیقدر
تحقق نبوت و صدق نبی کے لیئے کافی ہے چنانچہ ایخہ یعنے مراثی ارمیا
نبی سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند اتیرا غضب بیت المقدس پر نازل ہوا اور
برکت اوٹہگئی اور نبیون سے سچے خواب موقوف ہوگئے بس اسقدر نبوت کا
اثر ظاہر ہے کہ جس کا انکار نہین ہوسکتا اور حیف کا مقام ہے کہ بعضے خود پسند
کہ جو عقل صاف نہین رکہتے چند بد مذہبون کی سوداوی خیالات کتابونمین
دیکہہ کے دخل در معقولات کرنے لگتے ہین اور تدبر اختیار کرتے ہین حالانکہ
بہت چیزون کی کنہہ عقل متوسط سے پوشیدہ ہے اتنا اثر ظاہر نبوت کا
دیکہہ کے دلائل عقلی و نقلی اور تواتر معجزات اور قرائن حالیہ و مقالیہ صدق و
راستی پاکے کیونکر شیطانی وسواسون پر اعتماد ہوسکے گا خلاصہ یہہ کہ

کچھہ مشکل نہین کہ اسطرحکی کیفیتین ملکی کی طور پر خدا بعض بندونمین عطا کرے پس حیف کا مقام ہے کہ جس چیز کا نمونہ ہزارون زن و مرد بلکہ حیوانات تک مین پایا جاتا ہے اوسے یہہ دشمن عقل محال سمجھکے نہین مانتے اور خلاصہ یہہ ہے کہ یہی قوت منامات صادقہ و الہام و القاے قلبی کی قدرت خدا اور تاثیر سحر و غیرہ سے کچھہ لوگون مین حاصل ہوتی ہے اور وہ بذریعہ اسکے کوئی حق کو معلوم کرتے رہتے ہین تا انکہ بلا واسطے ملائکہ سے ملاقات ہوئی یا خدا سے کلام ہوا ہے کیونکہ اوّلی درجہ رسالت کا وہی ہے کہ جسکی نظیر بدیہی اور مشاہد ہے اور باقی درجی کی ہم اگر عقل متوسط مین نہ آسکے تو براہین قطعیہ اوسکی تصدیق کیلئے کفایت کرتی ہین قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا رستگار ہوا وہ شخص کہ جسنے تزکیہ نفس کیا اور اوسی لوث نجاست گناہ سے پاک کیا اور خائب و خاسر و زیان کار رہا وہ شخص کہ جسنے اغوای نفس کیا اور پوشیدہ اوسی گناہ مین ملوث کیا كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا تکذیب کی اور جھٹلایا قوم ثمود نے اپنی طغیانی اور بے ایمانی سے جبکہ آمادہ ہوا قدار کہ جو شقاوت مین اپنا ثانی نرکھتا تھا اور تمام قوم ثمود پر فوق لیگیا تھا شقاوت و شرارت مین پوشیدہ نرہے کہ ثمود نام ہے ایک قوم قبیلہ کا عرب عاربہ مین سے کہ نام اونکا نام پر اونکے باپ کے رکھا گیا یعنی اسم ثمود بن عابر بن ادم بن سام بن نوحؑ اور قریہ انکا کنارہ دریا پر تھا پورے چالیس گھر بھی نہونگے جیساکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ہے انکے نبی کا نام نامی حضرت صالحؑ تھا سولہ برس

وانکی ہدایت کو آئے تھے اور ایکسو بیس برس کے سن تک ہدایت کیا کیے
اور کچھ مفید نہوا آخر الامر اسپر بنا ہوئی کہ یا وہ لوگ خدا سے کسی چیز کی
درخواست کرین یا حضرت صالح اونکے بتون سے استدعا کرین پس اگر وہ
جواب دیتے تو فبہا نہین تو کذب بت پرستونکا ظاہر ہو جاوے پس وہ سب راضی
ہوئے اور ایک روز اونہون نے پشت قریہ پر ایک میدان مین سب بتونکو
جمع کیا پس حضرت صالحؑ نے بت بزرگ سے اونکے کہا کہ میری بات کا
جواب دو اوسنے کچھ جواب ندیا انہون اوسکا نام و نشان پوچھا ثمود نے
کہا یہہ ہمارا بڑا ہے اسکا جی نہین چاہتا تم سے بات کرے پھر دوسرے سے
پوچھا اوسنے بھی کچھ جواب ندیا اسیطرح بتدریج سب سے پوچھا کسی بت نے
بات نکی بت بن گئے پس وہ سب اپنے بتون کے آگے ہاتھ باندہنے لگے
اور اونکے پاؤن پر گرنے لگے کہ تم کیون صالح کو جواب نہین دیتے تمہارے
بات نکرنے سے ہماری بات مین فرق آتا ہے اسپر بھی اونہون نے کچھہ
نہ کہا پھر انہون نے صالح سے کہا کہ یہہ تمسے آزردہ ہین اسی سے بات
نہین کرتے تم یہان سے ہٹ جاؤ پس حضرت صالح چلے گئے اور ثمود نے
تخلیہ مین اپنے بتون سے بہت لجاجت سے کہا کہ ہمپر رحم کرو اور کسیطرح
تو مونہہ سے بولو کہ صالح کے سامنے ہماری رسوائی نہو پھر صالح کو بلایا
اور اونہون نے جب کلام کیا تو کچھہ بھی جواب نپایا آخر الامر حضرت صالحؑ
نے فرمایا کہ آجکا دن تو تمام ہوا بتون سے ہرگز کلام نہوا اب بھی اگر جی چاہے تو
میرے خدا سے کوئی درخواست کرو اور دلی مراد لو پس اونہین سے ستر آدمی
حضرت صالح نے چنے کہ جو مسلم الثبوت سبکے نزدیک تھے اور اونہین نے بہت سا

لیگئے پس اونھون نے عرض کی کہ اے صالح اگر تمہارا خدا ہماری حاجت بر لاویگا تو ہم سب تمسے بیعت کرینگے پس حضرت صالح نے فرمایا کہ جو کچھہ تمہین مانگنا ہو خدا سے مانگو اونھون نے عرض کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ اس پہاڑ سے جو قریب ہمارے ہے ایک ناقہ اشقر سرخ رنگ پشم دار پوست ولون کے پیٹ سے پیدا ہو اور فاصلہ اوسکے ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک میل بھر کا ہو حضرت نے فرمایا کہ ہر چند یہہ سوال تمھارا مجھہ بندۂ ناچیز عاجز پر نہایت سخت و دشوار ہے لیکن میرے خدا کے سامنے اسکی کچھہ اصل نہین ہے کیونکہ اونھون نے بگریہ وزاری درگاہ باری مین دعا کی فی الفور وہ پہاڑ شق ہوا اور ایسی مہیب آواز آئی کہ قریب تہا کہ اونکے ہوش اوڑجائین اور اوس پہاڑ پر ایسا اضطراب طاری ہوا کہ جیسے زن حاملہ پر دردزہ سے طاری ہوا ہے اور دفعۃً سر ناقہ شگاف کوہ سے پیدا ہوا اور متصل اوسکے گردن اور باقی بدن ظاہر ہوا اور وہ سب آئینہ سان حیران ہوگئے اور کہا کہ ائے نبی کیا جلد خدا نے تمہاری دعا قبول کی اب یہہ دعا کرو کہ ابہی اس ناقہ کے بہی ایک بچہ پیدا ہو پس حضرت نے دعا کی بجرد دعا اوسکے بچہ پیدا ہو کے اپنی ماں کے گرد پہرنے لگا پہر حضرت نے فرمایا کہ ایہا النّاس اب تو تمہین کچھہ عذر نہین رہا اونھون نے عرض کی کہ اب آپ تشریف لیچلین کہ ہم اپنی قوم سے یہہ ماجرا بیان کرکے اونسے آپکے لئے بیعت لین پس گہر تک پہونچے پہونچے ابلیس پر تلبیس نے اون مین سے چونسٹھ آدمیون کو گمراہ کردیا تا اینکہ سب منکر ہوگئے فقط چہہ آدمی ثابت قدم رہے آخر الامر نوبت بانیجا رسید کہ اون چہہ مین سے بہی ایک مرتد ہوگیا اور فقط پانچ آدمی ثابت قدم رہے

آخر الامر قوم سراپا لوم کو وہی تمرّد رہا اور سب کہا کیے کہ یہہ سانحہ کچھہ سحر ہی اور کچھہ دروغ پیغمبر دروغ اور اون چھہ مین سے جو ایک شخص مرتد ہوا تھا وہ بھی پے کرنیمین اونکے شریک ہوا راوی لکھتا ہے کہ مینے یہہ حدیث سعید بن جبیر سے بیان کی کہ جو ہمارے احباب مین سے تھا پس اوسنے کہا کہ ملک شام مین مینے بچشم خود اوس پہاڑ کو دیکھا کہ جہان سے ناقہ اوس کا اوسمین نشان ہو گیا ہے جیسے چھلجاتا ہے اور ایک اور پہاڑ اوسکے مقابل مین ہے کہ فاصلہ اون دونون کے درمیان مین بقدر ایک میل کے ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے تفسیر مین کریمہ وَكَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ یعنے جھٹلایا قوم ثمود نے اپنے ڈرانیوالون کو یعنے پیغمبرون کو کہ جو عذاب خدا سے ڈراتے تھے کہ یہہ آیہ اس بارہ مین آیا کہ ثمود نے تکذیب حضرت صالح کی کی اور کبھی کسی قوم کو جناب باری نے عذاب سے ہلاک نہین فرمایا مگر یہہ کہ پہلے اونکی ہدایت کے لیئے پیمبرون کو بھیجا ہو تاکہ وہ اونپر دلائل حقّہ قائم کرکے اتمام حجّت فرمالین پس بھیجا خدا نے حضرت صالح کو قوم ثمود کیجانب پس دعوت کی اونہون نے اپنی قوم کو خدا کی طرف پس اونہون نے فرمان برداری نہ کی اوس جناب کی اور نہایت سرکشی کی اور اونسے کہا کہ ہم تمہارا ایمان نہ لائینگے تا اینکہ اس پتھر سے ہمارے لیئے ظاہر کردو ایک ناقہ حامل اور اوس پتھر کو وہ پوجتے تھے اور ہر سال اوسکے پاس قربانی کرتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم اوسکی کرتے تھے پس حضرت نے دعا کی اور خدا نے پتھر سے پیدا کر دیا اوس ناقہ کو حسب درخواست قوم ثمود کے پھر خدا نے وحی کی حضرت صالح پر کہ تم ان لوگونسے کہو

حضرت صالح علیہ السلام ... ڈرانیوالون ... اور ... کو بھیجا ... قوم ... [illegible]

کہ ایک روز کا پانی تو تم لوگ پیو اور دوسرے دن کا ناقہ پیئے گا اوسمین
تمہارا حصہ نہین چنانچہ جو روز پانی پینے کا ہوتا تہا اوس دن سب پانی وہی پی جاتا تہا لیکن وہ دودہ اسقدر
دیتا تہا کہ ہر ایک صغیر و کبیر و برنا و پیر اوسکے شیر سے سیر ہوتا تھا اور دوسرے
دن وہ ناقہ نہ اونکا پانی پیتا تہا نہ اپنا دودہ اونہین دیتا تہا پس کئی برس
اسی حالپر گزر گئے پہر اونہین شیطان نے ورغلانا کہ اونہون نے کہا کہ
ہرگز اسپر راضی نہین کہ ایکدن تو پانی پائین اور دوسرے دن اوس سے
محروم رہجائین ایسا کون ہے کہ اس ناقہ کو قتل کرے اور مزد بین اوسکی
ہمسے مال کثیر و زر خطیر لے پس ایک شخص احمر اشقر ازرق ولد الزنا کہ جسکی باپکا
کچہہ پتا نتہا اور قدار اوس غدار کا نام تہا وہ اوس بیگناہ کے قتل پر آمادہ
ہوا کنارہ دریا پر جانے مین متعرض نہوا لیکن پہرکے آتے ہین وہان سے
اوسنے ایک ضربت اوسکے پاؤنپر لگائی اور کچہہ ضرر نہوا پس دوسری ضربت
مین اوسی پے کیا اور بچا اوسکا بیتابی سے پہاڑ پر چڑہ گیا اور تین بار اضطراب
سے اوسنے موتہہ اوٹہا کے آسمان کو دیکہا اور بہت دردناک آواز سے
استغاثہ جناب باری سے کرنے لگا پہر تمام قوم سراپا لوم ٹوٹ پڑے
اور ناقہ کو پرزے پرزے اور ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور گوشت اوسکا آپسمین
بانٹ کے کہا گئے یہہ حال دیکہہ کے پیغمبر خدا کو بڑا صدمہ ہوا اور اونپر وحی
نازل ہوئی کہ تمہاری امت نے بڑی نافرمانی و سرکشی کی اب اونہین
خبر دو کہ اگر توبہ کرنا ہے کرلین نہین تو تین دنمین اونپر عذاب نازل ہوگا پس
انہون نے کہا کہ جسکا تم وعدہ کرتے ہوا وسے جلد لاکے ہمپر نازل کرو اگر
سچ کہتے ہو اونہون نے فرمایا کہ ایہا الناس کل تمہارے موتہہ زرد ہونگے اور پرسون

سُرخ اور اثر سون سیاہ اور ویساہی ہوا اور باہم ایک نے دوسرے کو سمجھایا
کہ تحقیقون کی سرکشی اور ضد چند ہوتی گئی اور کہنے لگے کہ اگر ہمین صالح کے
کلام کا یقین ہی ہو جائیگا تو کبھی ہم سے ممکن نہوگا کہ ہم پرستش چہوڑ دین اونکی
جنکو ہمیشہ ہمارے بزرگ پرستش کرتے چلے آئے الغرض جب تین دن
تمام ہوا اور چوتھی شب آئی تو جبرئیل امین نے حضرت نے انکو ایسا نعرہ مارا کہ
کان اونکے پردے پہٹ گئے اور دل تھرا گئے اور کلیجے شق ہو گئے اور
حضرت اونہون نے غسل وکفن کر رکھا تہا اور خوب جان چکے تہے
کہ عذاب الٰہی سے نہ بچینگے پس آواز جبرئیل سے فوراً سب ہلاک ہو گئے اور
اپنی مکانون اور بسترون مین مرے پڑے رہے اور علاوہ آواز بعد اوسکے
خدا نے آسمان پر سے آگ بہی اونپر برسائی کہ وہ سب جلگئے اور اسیکی طرف
اشارہ فرماتا ہے جناب باریتعالیٰ قرآن مجید مین اور فرماتا ہے فَقَالَ لَهُمْ
رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا پس کہا اونسے یعنے قوم ثمود سے
رسول خدا یعنے حضرت صالح نے کہ متعرض حال نہو خدا کے ناقہ کے اور اوسکی
پینے کے یعنے اوسکی جان نلو اور اوسپر پانی نہ بند کرو فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا
پس تکذیب کی اونہون نے اونکی اور پے کیا اوسی یعنے سبب قتل ہوئے
کیونکہ اصل میان قدار غدار تہا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰىهَا
پس عذاب نازل کیا اونپر اونکے خدا نے بسبب اونکے گناہون کے پس کامل و
استوار اور درست طور پر عذاب نازل کیا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا اور انجام
کار کی کچھہ بہی پروا نہ کی یعنے بخوف و دہشت اونپر عذاب نازل کر دیا یعنے
چیونٹی یا کھٹمل کیطرح مل ڈالا رائی کے دانون کیطرح کولہو مین دل ڈالا

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی ذَیْلِ خُطْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ الطَّوِیْلَۃِ جناب
رسالتمآبؐ سے ذیل میں ایک طولانی خطبہ کے منقول ہے کہ اونسے حضرت
امیر المومنین علیہ السلام نے اثنای خطبہ میں پوچھا مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِی
ھٰذَا الشَّھْرِ افضل اعمال کون عمل خیر ہے اس مہینے میں فَقَالَ یَا اَبَا الْحَسَنِ
اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِی ھٰذَا الشَّھْرِ اَلْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ ثُمَّ بَکٰی حضرتؐ نے
فرمایا کہ اے ابو الحسن افضل اعمال اس مہینے میں پرہیزگاری ہے اون
چیزوں سے کہ جنہیں خدا نے حرام کیا ہے یہہ فرما کے حضرت رونے لگے
حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میننے عرض کی مَا یُبْکِیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
یعنی کس چیز نے آپکو رولایا یا رسول خدا فَقَالَ یَا عَلِیُّ اَبْکِیْ لِمَا یُسْتَحَلُّ
مِنْکَ فِی ھٰذَا الشَّھْرِ کَاَنِّیْ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ لِرَبِّکَ وَقَدِ انْبَعَثَ
اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ شَقِیْقُ عَاقِرِ نَاقَۃِ ثَمُوْدَ فَضَرَبَکَ ضَرْبَۃً
عَلٰی قَرْنِکَ تَخْضَبُ مِنْھَا لِحْیَتُکَ پس حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علی رونا ہمکو
ہیں اوس مصیبت پر کہ جو تمپر نازل ہونیوالی ہے اس مہینے میں گویا میں
تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم نماز بے نیاز میں مصروف ہو اور استادہ و آمادہ ہوا
اشقی ترین اوّلین و آخرین شقیق یعنے بھائی اور ماں جایا عاقر ناقہ ثمود یعنے
قدار غدار کا پس اوسنے ایک ضربت تمہارے سر پر لگائی کہ بسبب اوسکے
خون کا خضاب ہوگا تمہاری ڈاڑھی پر قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذٰلِکَ فِی
سَلَامَۃٍ مِّنْ دِیْنِیْ یعنے اوسوقت میرا دین و ایمان تو سالم ہوگا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ہاں پھر فرمایا کہ یا علی جو
تمہیں قتل کرے اوسنے مجھے قتل کیا اور جسنے تمسے عداوت کی اوسنے مجھسے

عداوت کی جسنے تمہاری مذمت کی اوسنے میری مذمت کی اسلیئے کہ تم جان
و روح ہو میری اور طینت تمہاری میری طینت سے ہے خدانے مجھے
اور تمہین ساتھہ آفریدہ کیا اور مجھے نبوت کے لیئے اور تمہین امامت کے
واسطے برگزیدہ کیا پس جسنے تمہاری امامت کا انکار کیا اوسنے میری
نبوت کا انکار کیا ای علی تم وصی میرے ہو اور میرے فرزندونکے والد ہو
اور میری پارۂ جگر کے شوہر ہو اور میرے جانشین ہو میری امت پر حیات مین
بھی میری اور میری وفات کے بھی بعد حکم تمہارا حکم میرا ہے اور منع کرنا تمہارا منع کرنا
میرے منع کرنیکے ہے قسم کہاتا ہون مین اوس پاک پروردگار کی کہ جسنے مجھے
نبوت کے واسطے بہیجا اور تمام عالم پر فضیلت دی کہ تم حجت خدا ہو خلق خدا پر
اور رازدار خدا کے ہو اور مثل آدم خلیفہ خدا ہو اوسکے بندون پر واعظ کہتا ہے
کہ اس حدیث مین یہہ جو وارد ہوا کہ شَقِیقُ عَاقِرِ نَاقَةِ ثَمُودَ تو مراد اس سے
بہائی قاتل ناقے کا ہے اور نظیر اوسکا اور مصداق سگ زرد برادر شغال
اور مقصود اوس سے تشبیہ ہے اسواسطے کہ اکثر ایک بہائی دوسرے سے
مشابہ ہوتا ہے خصوصًا جبکہ حقیقی بہائی ہون جیسا کہ وہ مفاد لفظ شقیق کا
ہے پس مراد حضرت کی شقیق سے معنی مطابقی اوسکے نہین بلکہ مشابہت کہ
جو شقیق کے معنون کو عرفًا لازم ہے بطور دلالت التزامی کے اور عرف مین
ایسا لزوم محل تامل نہین گو عقلاً نہو اور ظاہر ہے کہ بنائے حکم اکثر پر ہوتی ہے
اور اکثر کلیہ اکثریہ ہوتی ہین گو کبہی اونکے خلاف بہی ظاہر ہو چنانچہ بعض مورخین
نے لکہا ہے کہ جب حاتم طائی اس دارفانی سے فنا ہو گیا تو حاتم طائی کے بہائی نے
اوسکا طریقہ اختیار کیا اور اوسکے قدم بقدم چلنے لگا جبکہ اوسکی مان نے یہہ حال

سنا تو اوسے پاس بلا کے کہا کہ اے فرزند یہہ زحمت تو نے کیون اختیار
کی ہے اوسکی پیروی سے ہاتہہ اوٹھا ہر ایک کی بات اوسیکے ساتہہ ہے سے
ہر کسی را بہر کاری ساختند* یہہ سنکے طائی کے بہائیکو غصہ آیا اور جہنجلا کے
اوسنے کہا کہ میرے بہائیکے سر پر کیا ہر خاب کا پر تہا ایک ہی باپ ایک ہی مان
جو وہ کرتا تہا مجہسے کیون نہ انجام پائیگا اوسکی مان نے کہا کہ بیٹا ابہی تمہین اتنا
تجربہ نہین ہم بڑے جہان دیدہ ہین کچہہ کہو کے سیکہو گے سے طلب مکن
زجوانان کمال پیرانرا* کہ ہست خواستن میوہ از بہار غلط* کہان تم کہان وہ
سے چہ نسبت خاک را با عالم* جب تم کمسنی مین دودہ پیتے تہے تو تمہارے
دودہ پیتے مین جو اتفاقا کوئی لڑکا آجاتا تہا تو تم اس ڈرسے کہ مبادا دودہ
تمہارا شریک ہوجائے اتنا روتے تہے کہ روتے روتے ہچکیان بند ہجاتی
تہین اور چیختے چیختے سارا گہر سر پر اوٹہا لیتے تہے کسیطرح چپ ہوتے تہے
جبتک کہ وہ بچارا اوماسنے ہٹا نہ دیا جائے اور حاتم نے کبہی دودہ نہین پیا
جبتک کہ کوئی اور لڑکا اوسکے ساتہہ شریک نہین ہوا

# الحاصل

حضرت کو منظور تشبیہ دینا قاتل کا ہے عاقر سے اور لازم ہے اوسی تشبیہ
مقتول کی معقور سے پس فقرہ مذکورہ مین دو تشبیہین ہین پہلی تشبیہ تو
منطوق کلام مین ہے اور تفصیل اوسکی مقتضی ہے بحث کو ارکان تشبیہ
مذکور سے پس پوشیدہ نہ ہے کہ مشبہ ابن ملجم الجمہ اللہ بلجام النار قاتل
حیدر کرار غیر فرار ہے اور مشبہ بہ قدار غدار ہے کہ جسنے ناقہ ثمود کو پے
کیا تہا اور ابہی اوسکا قصہ بیان کیا گیا اور وجہ شبہ کئی امر ہین پہلے
یہہ کہ عاقر عرب عاربہ مین سے تہا اور قاتل عرب مستعربہ مین سے تہا

دوسرے یہہ کہ قدار ثمود کیطرح ابن ملجم ملعون بہی ولد الزنا تہا
دلیل اول وہ احادیث ہین کہ قصہ قدار مین گذرین اور دلیل ثانی عنقریب
آتی ہے اور وہ یہہ اوسکے [illegible] ابن ملجم کا ہے کہ جو اسپر دلالت کرتے
ہین کہ [illegible] تیسرے یہہ کہ فقط قدار نے
ناقہ کو پے نہین کیا بلکہ [illegible] شخص بانی اس امر عظیم کے ہوئے
اور قدار کو اوسکی عورت نے [illegible] اوسیطرح یہان بہی فقط ابن ملجم بانی اس ظلم عظیم کا
تنہا بلکہ معاویہ [illegible] نے اوسے بہڑکایا تہا خصوصاً قطام ملعونہ نے
چنانچہ شب ضربت بہی [illegible] اسی ملعونہ کے گہر مین تہا اور نہایت
فریفتہ اور دلدادہ اوسکا تہا اور مدت دراز سے طالب وصل تہا اور وہ
ہمیشہ اسی لطائف الحیل [illegible] ٹالتی تہی آخر الامر اوس ملعونہ نے مہر اپنا
سر مبارک حضرت امیر المومنین علیہ السلام قرار دیا **الحاصل**
بعض روایات مین وارد ہے وَکَانَ ابنُ مُلجم اللعینُ قد بات
فی تلکَ اللیلۃِ علی فراشہ یفکّرُ فی نفسِہ اِذ اَتتہُ قطامُ الملعونۃ
ونامت معہٗ فی فراشہ وقالت یا ہٰذا من یکونُ علی ہٰذا العزم
ایتبلّد قال الملعونُ واللہِ اتیتُہٗ لکِ الساعۃ خلاصہ یہہ کہ شب ضربت
ابن ملجم ملعون اپنے بستر پر پیش و پیش کر رہا تہا کہ ایسے امر عظیم کو کیونکر انجام
دونگا اور شیر خدا صفدر صف شکن کو کسطرح تہ تیغ بیدریغ کرونگا کہان
وہ کہان مین اونکے رعب سے شیر کا زہرہ آب ہوتا ہے قاف سے قاف تک
اونکی شجاعت کا شہرہ ہے علاوہ یہہ کہ وہ میرے محسن ہین کس حال خراب سے
اونکے پاس آیا اور اب اونکی بدولت خلق مین کیسا عزت و اعتبار پایا مجہے

اونہون نے خاک سے پاک کیا تھا و وقت خوف وخطر ہر طرح کے ضرر سے
بیباک کیا یہہ کس دین و مذہب یا ملت سے ہے کہ مین اونسے خطا کرون اونکی [illegible]
احسانون کو بھلا دون اسی تشویش مین تھا کہ قطام اوسکے پاس آئی اور جب
قریب دیکھا کہ اسکی تو بحالت ہی بدل گئی اور سر جھکائے ہوئے ہے تو اوسنے اوس سے
اختلاط شروع کیا اور یہہ شخص غیرت [illegible] اوسکے خیال [illegible] ہو گیا
ہوگیا شعر وعدہ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیزتر گردد
جب اسطرح سے اوس مکارہ نے اس لعین کا اشتیاق بڑھایا اور اوسنے
اور زیادہ ہوس کی تو اوسنے کہا آگاہ ہو اب کیا ارادہ رکھتا ہے وعدہ پر
تو نے وفا کی مجھ سے کہا ہیکی تجھ سے [illegible] ہے خوشی سے کہا کہ جو ایسا ارادہ
رکھتا ہو اوسکے لیئے [illegible] کب روا ہو گیا اور [illegible] سے کہا کہ تو خاطر
جمع رکھ اور تھوڑی دیر مین حضرت کو تیری خاطر سے شہید کرتا ہون
اونکا سر تجھے ایکدم مین لا دونگا تجھ سے جو قول کر چکا ہون اوسے
ضرور پورا کرونگا فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ع وَثَبَ وَقَالَ
هَلُمِّی اِلَیَّ بِالسَّیْفِ الْمَسْمُوْمِ فَاَخَذَهٗ وَخَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَوَقَعَ
عَلٰی فِرَاشِهٖ کَاَنَّهٗ نَائِمٌ پس جب اوس نے حضرت کی آواز کی سنی تو
دفعۃ جست بھر کے اوچھل پڑا اور قطام سے کہنے لگا کہ جلد مجھے زہرآلود
تلوار اوٹھا دے کہ اب تیرے مطلب بر آنیکا موقع ہے جبتک مین مسجد
جاؤنگا وہ جناب مشغول نماز ہونگے اور مین سن چکا ہون اونہین
فرماتے ہوئے کہ ہر وقت بدن شریف آہن و سنگ سے بھی زیادہ سنگلاخ
ہوتا ہے مگر نماز مین خوف بے نیاز سے موم ہو جاتا ہے پس یہی تلوار کو

اثر کرنیکا وقت ہے یہہ کہکے تلوار ہاتہہ مین لی اور کعبۂ دین ڈہانے کو
مسجد کی راہ لی چوتہے محو کرنا ایسے مخلوق شریف کا کہ جو دلیل وجود
وجود خدا او معجزہ رسول خدا ہو پانچوین خون ناحق کرنا دوسری تشبیہ
مفہوم کلام معجز الانام سے مفہوم ہوتی ہے اور اوسکے ارکان کا بیان بہی
مناسب ہے پس مشبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین وہ امام ہمام
کہ جنکے فضائل و مناقب بحر مواج کیطرح موجزن ہین اور کوئی جن و انس
اونکی تہا نہین پا سکتا اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
منقول ہے یہہ مَا عَرَفَ اللّٰهَ اِلَّا اَنَا وَ عَلِیٌّ وَمَا عَرَفَنِیْ اِلَّا اللّٰهُ وَ عَلِیٌّ
وَمَا عَرَفَ عَلِیًّا اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَا نہین پہچانا خدای عزوجل کو مگر مینے
اور علی نے اور نہین پہچانا مجہے مگر خدا نے اور علی نے اور نہین پہچانا علی
کو مگر خدا نے اور مینے لَوْ کَانَ الْاَشْجَارُ اَقْلَامًا وَالْاَبْحُرُ مِدَادًا
وَالْجِنُّ کُتَّابًا وَالْاِنْسُ حُسَّابًا مَا اَحْصَوْا فَضِیْلَۃً مِنْ فَضَائِلِ
عَلِیٍّ اگر دنیا میں جتنے سب درخت قلم ہوکے قلم ہوجائین اور سب دریا سیاہی
بن جائین اور جن لکہین اور انسان شمار کرین تو بہی احاطہ نکر سکینگے کسی فضیلت
پر جناب امیر علیہ السلام کی فضیلتون مین سے اور جناب مفتی صاحب فرماتے ہین

قلم باید کہ از اشجار باشد ✤ مداد از ابحر ذخار باشد
شود عمر خلائق صرف مدحش ✤ رقم آنگہ شود یک حرف مدحش

اور مشبہ بہ ناقۂ ثمود ہے کہ ابہی جسکا حال بیان ہوا اور وجہ شبہ
کئی امر ہین پہلی یہہ کہ قاتل حضرت مثل عاقر ناقہ ولد الزنا تہا دوسری
اون دونون کا خون ناحق کرنا جیسا کہ یہہ دونون امر سابق مین بہی گزرے

نتیجہ یہہ کہ باتفاق عقلا حیوان جنس انسان ہے پس تشبیہ حضرت
ناقہ سے بہت چسپت و درست ہوگی جو تھے یہہ کہ حضرت اپنی نوع مین اکمل
تھے اسیطرح وہ ناقہ اپنے ہمجنسون سے یعنے تمام حیوانات سے افضل تہا
پانچوین سب ناقون مین سے ولادت اوسکی نئی طور پر ہوئی تہی کہ سب تو شکم
مادر سے متولد ہوتے تھے اور وہ پتھر سے پیدا ہوا اوسیطرح ہمارے
حضرت کی ولادت با سعادت سب مولودون کے برخلاف ہوئی کہ جب انکی
والدہ ماجدہ کو دردزہ عارض ہوا تو بالہام خدا وہ اوسی حالت مین مضطربانہ
کعبہ کیطرف روانہ ہوئین اور یزید بن قعنب وغیرہ کے سامنے خدا نے دیوار
کعبہ کو شق کیا اور وہ داخل کعبہ ہوئین اور بعد عرصہ دراز کے کہ بنابر بعض
روایات تین دن کا زمانہ تہا پہر وہ خانہ کعبہ سے برآمد ہوئین جناب امیر علیہ السلام
کو دست مبارک پر رکھے ہوے اور فرماتی جاتی تہین کہ شکر ہے اوس خدا کا
کہ جسنے مجھے آسیا زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران پر ترجیح دی کہ اونہون نے
بہشت کے میوے بعد وفات پائے اور مین نے حیات مین کہائے چھٹے
جیسا کہ ایذا رسانی پر ناقہ خدا کے تمام امت حضرت صالح ع نے اتفاق کر لیا تہا
اوسیطرح نافرمانی و ایذا رسانی جناب امیر المومنین علیہ السلام پر سب امت
جناب رسالتمآب ص نے اتفاق کر لیا تہا چنانچہ آخر خطبہ قاصعہ مین فرماتے ہین
الا وقد قطعتم قید الاسلام وعطلتم حدوده وامتّم احکامه
الا وقد امرنی الله بقتال اهل البغی والنکث والفساد فی الارض
فاما الناکثون فقد قاتلت واما القاسطون فقد جاهدت
واما المارقة فقد دوّخت واما شیطان الردهة فقد کفیته

بصيحة سمعت لها وجبة قلبه ورجة صدره وبقيت بقية من اهل البغی
ولئن اذن الله فی الكرة عليهم لاذيلن منهم ما يتشذر فی اطراف
الارض تشذرا انا وضعت بكلاكل العرب وكسرت نواجم قرون
ربيعة ومضر وقد علمتم موضعی من رسول الله صلی الله عليه
واله وسلم بالقرابة القريبة والمنزلة الخصيصة وضعنی فی حجره
وانا وليد يضمنی الی صدره ويكنفنی فی فراشه ويمسنی جسده
ويشمنی عرفه وكان يمضغ الشیء ثم يلقمنيه فما وجد لی كذبة
فی قول ولا خطلة فی فعل ولقد قرن الله به من لدن كان
فطيما اعظم ملك من ملائكته يسلك به طريق المكارم ومحاسن
اخلاق العالم ليله ونهاره ولقد كنت اتبعه اتباع الفصيل
اثر امه يرفع لی فی كل يوم علما من اخلاقه ويامرنی بالاقتداء
به ولقد كان يجاور فی كل سنة بحراء فاراه ولا يراه غيری
ولم يجمع بيت واحد يومئذ فی الاسلام غير رسول الله و
خديجة وانا ثالثهما اری نور الوحی والرسالة واشم ريح النبوة
ولقد سمعت رنة الشيطان حين نزل الوحی عليه فقلت يا
رسول الله ما هذه الرنة فقال هذا الشيطان قد ايس من
عبادته انك تسمع ما اسمع وتری ما اری الا انك لست
بنبی ولكنك لوزير وانك لعلی خير الی اخر كلامه خص بصلوات الله
وسلامه آگاہ ہو تحقیق کہ قطع و برید کیا تمنے قید و بند اسلام کو اور معطل
کر دیا حدود خدا کو یعنے اوسکے حلال و حرام کو بالای طاق نسیان رکھدیا

اور مثل مردہ کے احکام خدا کو بیکار کر دیا آگاہ ہو کہ حکم دیا مجھے خدا نے
مقاتلہ و محاربہ کا باغیون سے مثل اہل شام شوم یعنے معاویہ عمرو کے
اور خدا نے مجھے مامور جہاد اہل نکث کیا یعنے وہ لوگ کہ جنہوں نے بیعت
شکنی کی مثل لشکر جمل یعنے طلحہ و زبیر ہوا انکے تبعہ ہلاک ہوئے اور انکے
پیرو و نکو اور [illegible] جدل کا ان لوگون سے [illegible] فساد [illegible] ہین
ردی [illegible] مراد اس سے مارقین ہین کہ [illegible] خارج ہو گئے
مثل خوارج [illegible] کے لیکن بیعت شکنی کرنیوالے [illegible] مقاتلہ [illegible] کیا مینے
اونسے اور لیکن قاسطین پس جہاد کیا مینے [illegible] لیل و
خوار کیا مینے اونہین لیکن دیو ردہہ پس بد رستیکہ [illegible] کیا [illegible] ساتہہ
اوسکے اور محفوظ رہا اوسکے شر سے بسبب آواز [illegible] کہ سنا
مینے بسبب اوسکے اضطراب قلب اوسکا اور ہلنا اوسکے دل کا بعض احادیث
معتبرہ مین وارد ہے کہ بوقت حرب ضرب حضرت ایسی آواز مہیب سے
پہنچے اور ذو الثدیہ کو اسطرحسے ڈانٹا کہ اوسکا دل ہل گیا اور بید کی طرح
[illegible] لگا اور بیتاب ہو کے کوہ بے شکوہ [illegible] مین فرار کر گیا اور
لوگون نے اوسے وہان بیجان پایا اور اب بہت کم [illegible] باقی رہگئے ہین
یعنے معاویہ اور عمر عاص وغیرہ اور اگر پھر حکم دیا مجھے خدا نے اونپر حملہ
کرنیکا تو مین دولت و ثروت دنیا اونکی اونسے دفعۃً پھیر لونگا مگر یہہ کہ
متفرق ہو جائین اطراف عالم مین خلاصہ یہہ کہ اونہین متفرق
و پراگندہ کرکے حکومت وطن سے دور کر دونگا مین وہی علی ہون کہ پست
کر دیا مینے بڑے بڑے عالی رتبہ اور [illegible] عرب کو اور توڑ دیا مینے سرونکو

قبیلہ ربیعہ و مضر کے اور اون سبکو زیر وزبر کردیا اور بخوبی تم جانتے ہو
کہ پیغمبر کے نزدیک میری کیسی قدر و منزلت تہی بسبب قرابت قریبہ کے
اور کیا میرا رتبہ عالی تہا اور کیا مجہے اونسے خصوصیت تہی کہ وہ مجہے اپنا
فرزند جانتے تہے جب مین متولد ہوا تو اونہون نے مجہے اپنی گود مین لے لیا
اور سینہ سے لگایا اور گود مین لیکے اور چہاتی سے لگا کے مجہے سلاتے
تہے اور اپنی چہاتی پر لٹاتے تہے اور میرا بدن اپنے جسم مبارک سے مس کیا
کرتے تہے اور مجہے اپنی مہک و رلپٹ سنگہاتے تہے اور اکثر ایسا ہوا کہ
حضرت نے اپنے موںہہ سے نوالہ چبا کے میرے موںہہ مین دیا اور باوجود
اس قرب کے کبہی کوئی بدفعلی یا دروغگوئی میری نہین دیکہی اور خدا نے
لڑکپن سے ایک فرشتے کو اونکا مصاحب گردانا تہا یعنے جبرئیل امین کو
کہ وہ کہاتا تہا وہی فرشتہ راہ بزرگیون کی اور سکہاتا تہا اخلاق پسندیدہ
اونہین روز و شب اور مین اونکے پیچہے پیچہے پہرتا تہا اور اونکے ساتہہ
اسطرحسے لگا رہتا تہا کہ جیسے ناقہ کا بچا اونٹکے ساتہہ ہر وقت پڑا پہرتا ہے
اور ہر روز وہ جناب بلند فرماتے تہے میرے واسطے ایک نشان اپنے
اخلاق حمیدہ سے اور حکم کرتے تہے مجہے اپنی پیروی کا اور جب تشریف
فرما ہوتے تہے وہ جناب ہر سال کوہ حرا مین یعنی پوشیدہ جاجا کے
وہان بیٹہا کرتے تہے اور مشغول عبادت خدا رہا کرتے تہے پس اوسوقت
بہی مین حضرت کو دیکہتا تہا اور بجز میرے اور کوئی نہ دیکہہ سکتا تہا کہ وہ راز
بجز میرے سب سے پوشیدہ تہا خلاصہ یہہ کہ کسی گہر مین کوئی شخص اوس
زمانہ مین مسلمان نہ تہا بجز پیغمبر اور ام المومنین حضرت خدیجہ کے اور مین

اون دونون کا تیسرا تہا یعنے یا وہ مسلمان تہے یا مین اوس زمانی مین
مین بچشم خود دیکہتا تہا نور وحی کو اور مہک نبوت کے خوشبوکی سونگہتا
اور سنی مینے آواز اندوہناک شیطان اپنے کان سے جبکہ وحی خدا نازل
ہوئی پیغمبر پر مین نے پوچہا کہ یہہ کیسی آواز ہے حضرت نے فرمایا آواز
شیطان ہے از بسکہ اب وہ مایوس ہوا اپنی پرستش ہونے سے پس
ہوکے رونے لگا اے علیؑ تو سنتا ہے جو کچہہ مین سنتا ہون اور دیکہتا
تو جو کچہہ مین دیکہتا ہون مگر یہہ کہ تو نبی نہین لیکن تو وزیر و نائب میرا ہے
اور تیرا آغاز و انجام بخیر ہے سا تو ین سب قائل حضرت کے اصل مین
بت پرست تہے جیسا کہ عاقر ناقہ کے بت پرست و مشرک تہی آٹہوین
وہ ناقہ اونہین کسیطرح کی زحمت نہ دیتا تہا فقط ایکدن پانی مین اونکا شریک
ہوتا تہا وہی حال ہمارے حضرت کا تہا کہ دنیا کی دون مین سے
لوگون کے کسی چیز سے سروکار نہ رکہتا تہا فقط نان جو اور نمک کو بیدہ وجامہ
کہنہ پر اکتفا کرتی تہی سبحان اللہ جسکے زیر حکم ایسے فوج ظفر موج اور ملک
وسیع و فسیح ہوا اور پہر با اینہمہ وہ بالون کے کپڑون مین بسر کرے ایک کپڑا
لنگ کیطرح باندہ لی اور دوسرا سر سے اوڑہے نوین وجود اوس ناقہ کا
از بسکہ بطرز عجیب و غریب ہوا تہا تو وہ زیادہ تر دلالت رکہتا تہا وجود وجود
جناب باری پر بطور برہان انی کے کہ ہمیشہ سب عقلا اور حکما وجود خدا کو
اوسکی صنعتون سے اور عجیب و غریب مخلوقون سے ثابت کرتے چلے آئے
ہین اور اسیطرح وجود فائض الجود حضرت امیر عجیب و غریب طور پر ہوا تہا
اور جامع اضداد صفات کا تہا اور دلیل واجب الوجود تہا دسوین

وہ ناقہ بنص قرآن معجزہ حضرت صالح پیمبر تہا اور ہمارے حضرت باقرار مخالف وموالف معجزہ جناب رسالتمآب پیمبر عرب کے تہے چنانچہ کلام فاضل معتزلی سے متعدد مقامون پر ثابت ہوتا ہے اور اسقدر مشہور ہے کہ عصمۃ اللہ نے بہی شرح خلاصۃ الحساب مین اوس جناب کو معجزات سرور کائنات سے شمار کیا ہے گیارہوین وہ ناقہ تمام قوم کے صغیر وکبیر کو اپنے شیر سے سیر کرتا تہا اور کبھی شیر کنایہ ہوتا ہے علم سے چنانچہ حدیث مین ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار خواب مین دیکہا کہ کاسہ شیر تناول فرماتے ہین پس جب لوگون نے تعبیر پوچہی تو حضرت نے شیر کی تاویل علم سے فرمائی اور اوسی ناقہ کیطرح جناب امیر علیہ السلام علم سے ہر صغیر وکبیر کو سیر وسیراب فرماتے تے چنانچہ فاضل معتزلی وغیرہ نے لکہا ہے کہ سب علما اپنے علم کا سلسلہ اوسی جناب تک منتہی کرتے ہین اور عاصمی ناصبی وغیرہ نے بتفصیل اون واقعون کو لکہا ہے کہ جنمین خلفای ثلثہ نے مسائل مشکلہ مین حضرت کیطرف رجوع کی ہے اور اس سے کیا زیادہ فیاضی ہوگی کہ کبہی قاتل سے بہی حضرت نے اپنا علم پوشیدہ نہین کیا دم واپسین تک وہی چشمہ جاری رہا چنانچہ حدیث مین ہے فَلَمَّا فَرَغَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ الْاَذَانِ وَنَزَلَ مِنَ الْمَنَارَۃِ جَعَلَ یُسَبِّحُ اللہَ وَیُقَدِّسُہٗ وَیُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس جبکہ فارغ ہوئے جناب امیر علیہ السلام اذان سے اور منار مسجد پر سے اوترے تو تسبیح وتقدیس خدا مین مشغول ہوئے اور بہت کثرت سے درود بہیجتے تہے نبی وآل نبی پر وَکَانَ مِنْ اَکْرَمِ اَخْلَاقِہٖ اَنَّہٗ یَتَفَقَّدُ النَّائِمِیْنَ

فِی الْمَسْجِدِ وَیَقُوْلُ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ الْمَکْتُوْبَةِ بِنِدَاءٍ اَنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ فَفَعَلَ ذٰلِكَ کَمَا کَانَ یَفْعَلُهٗ مِنَ النَّائِمِیْنَ فِی الْمَسْجِدِ اور حضرت کے اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ سے یہ امر تہا کہ وہ تفقد حال فرماتے تہے اون لوگون کا کہ جو مسجد مین سوتے ہوتے تہے پس ہر ایک پاس جاکے بیدار کرتے تہے اور فرماتے تہے کہ اوٹھو اور متوجہ ہو اوس نماز کیطرف کہ جو تیرے ذمہ لکھی گئی ہے نماز باز رکھتی ہے بدباتون سے پس اوس روز بھی حضرت نے حسب معمول قدیم ایسا ہی کچھہ مسجد کے سونیوالوں سے فرمایا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ ابْنَ مُلْجِمِ اللَّعِیْنَ رَاٰهُ نَائِمًا عَلٰی وَجْهِهٖ قَالَ لَهٗ یَا هٰذَا قُمْ مِنْ نَوْمِكَ هٰذَا فَاِنَّهَا نَوْمَةٌ یَمْقُتُهَا اللّٰهُ وَهِیَ نَوْمَةُ الشَّیْطَانِ وَنَوْمَةُ اَهْلِ النَّارِ بَلْ نَمْ عَلٰی یَمِیْنِكَ فَاِنَّهَا نَوْمَةُ الْعُلَمَاءِ اَوْ عَلٰی یَسَارِكَ فَاِنَّهَا نَوْمَةُ الْحُکَمَاءِ فَتَحَرَّكَ الْمَلْعُوْنُ کَاَنَّهٗ یُرِیْدُ اَنْ یَقُوْمَ وَهُوَ مِنْ مَکَانِهٖ لَا یَبْرَحُ فَقَالَ لَهٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقَدْ هَمَمْتَ بِشَیْءٍ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ عَنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ وَلَوْ شِئْتُ لَاَنْبَاْتُكَ بِمَا تَحْتَ ثِیَابِكَ ثُمَّ تَرَکَهٗ وَعَدَلَ عَنْهُ اِلٰی مِحْرَابِهٖ وَقَامَ قَائِمًا یُصَلِّیْ یہانتک کہ جب لوگون کو جگاتے ہوئے وہ حضرت پہونچے ابن ملجم ملعون پاس تو دیکہا کہ وہ مونہہ کے بہل اوندہا پڑا سوتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اسطرح کے سونے سے بیدار ہو اسلیے کہ مونہہ کے بہل سونا خدای پاک کو بہت ناپسند ہے اور یہہ خواب شیطان و خواب اہل جہنم ہے بلکہ داہنی کروٹ سے سو کہ یہہ طریقہ خواب

**علما کا ہے مؤلف کہتا ہے** [illegible] کو
تعلق خاص قلب سے ہے اور الہام واشراق مین اوسے دخل تمام ہے
اور داہنی کروٹ سے لیٹنا باعث آسائش و فرحت قلب کے ہوتا ہی اور
بائین کروٹ مین لیٹنے سے دل دبتا ہے اور تکلیف پاتا ہے واللہ اعلم
پھر فرمایا بائین طرف سے سو کہ یہہ طریقہ خواب حکما کا ہے اور اوسکی وجہ
بھی ظاہر ہے اسلیئے کہ بائین کروٹ لیٹنے مین کبد یعنے کلیجا معدے پر آ کر
متصل ہو جاتا ہے اور بسبب اوسکے حرارت زیادہ ہو کے بہت جلد ہضم
تمام ہوتا ہے پھر طور جب حضرت یہہ فرما چکے تو اوسنے مکر سے اسطرح پر حرکت
کی کہ یہہ معلوم ہو کہ اوٹھا چاہتا ہے حالانکہ اپنے مقام سے نہ اوٹھا
اور اپنے نزدیک وہ ملعون حضرت کو دہوکا دیتا تہا پس حضرت نے اوسکا
مافی الضمیر دریافت کرکے فرمایا کہ ای شخص تونے ایسے امر کا ارادہ کیا ہے کہ
قریب ہے کہ آسمان و زمین شق ہو جائین اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہون
اور مین ابہی چاہون تو بتا دون کہ تو لباس مین کیا چہپائے ہے پھر
اوسے اوسکے حالپر چہوڑکے وہان سے اٹھکر آکے محراب عبادت مین سجادہ پر
جا کھڑے ہوئے اور مشغول نماز بے نیاز ہوئے **بارہوین** ازبسکہ
تمام حیوانات مکلف نہین تو ظاہر یہہ ہے کہ وہ ناقہ بہی بیگناہ تہا اور
اسیطرح ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے عصمت انبیا و ائمہ یقیناً ثابت ہے پہر
جناب امیرؑ نے بہی اول عمر سے آخر عمر شریف تک کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ
عمداً یا سہواً نہین فرمایا تہا **تیرہوین** اوس ناقے پر ایک ضربت
کارگر نہین ہوئی بلکہ دوسری ضربت مین اوسے قدار غدار نے پے کیا

اعتراض

اوسیطرح جناب امیر علیہ السلام کے فرق پر دو ضربتین لگین ایک دوسری
سے شہید ہوے پہلی ضربت دست عمرو بن عبد ود عامری سے سر مبارک پر
لگی تھی اور تفصیل اوسکی بوجہ طول صحبت فروگذاشت ہوئی اور دوسری
ضربت یہی تھی کہ جس سے وہ جناب شہید ہوے چنانچہ حدیث مین ہے وکان
یُطِیْلُ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فِی الصَّلٰوۃِ کَعَادَتِہٖ فِی الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ
حَاضِرًا قَلْبُہٗ فَھَبَّتْ رِیْحٌ عَاصِفٌ وَاَطْفَتِ الْقَنَادِیْلَ فَقَالَ ع
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھٰذَا اَثَرٌ مِنْ اٰثَارِ قَتْلِیْ یعنے اور بہت طول دیتے
تہے وہ جناب رکوع وسجود کو نماز مین جیسا کہ اونہین عادت تہی سب
فریضون اور نافلون مین کہ نہایت حضور قلب سے اونہون ادا فرماتے
پس ناگاہ ہوا کا ایک ایسا جہوکا آیا کہ سب فانوسین جہلملا جہلملا کے گل
ہوگئین پس حضرت نے بیساختہ کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہہ ایک علامت ہو
میری شہادت کی علامتون سے فَلَمَّا اَحَسَّ الْمَلْعُوْنُ اَنَّہٗ مُشْتَغِلٌ
بِالصَّلٰوۃِ نَھَضَ مُسْرِعًا وَاَقْبَلَ یَمْشِیْ حَتّٰی وَقَفَ بِاِزَاءِ الْاُسْطُوَانَۃِ
الَّتِیْ کَانَ الْاِمَامُ یُصَلِّیْ بِحِذَائِھَا فَاَمْھَلَہٗ حَتّٰی صَلَّی الرَّکْعَۃَ الْاُوْلٰی
وَرَکَعَ وَسَجَدَ السَّجْدَۃَ الْاُوْلٰی مِنْھَا وَرَفَعَ رَاْسَہٗ پس جب اوس
شقی کو آہٹ سے ثابت ہوا کہ حضرت نے نماز شروع کر دی تو جلد سے
اوٹھ کے دبے پاؤن جا کے ستون مسجد کے پیچہے چہپ رہا اوسی ستون کو
آڑ مین کہ جسکے پاس وہ جناب نماز پڑہ رہے تہے اور اتنا تامل کیا کہ ایک
رکعت پڑہ کے اوسکے پہلے سجدہ سے حضرت نے سر مبارک اوٹھایا
فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَخَذَ السَّیْفَ وَھَزَّ ثُمَّ ضَرَبَہٗ عَلٰی رَاْسِہِ الْمُکَرَّمِ

پس اوسوقت اوس شقی نے تلوار تولکر سر مبارک پر لگائی فَوَقَعَتِ الضَّرْبَةُ عَلٰی ضَرْبَةِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدِّ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ اَخَذَتِ الضَّرْبَةُ مِنْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ اِلٰی مَوْضِعِ السُّجُوْدِ پس وہ ضربت اوسی مقام پر لگی کہ جہان عمرو بن عبدود نے ضربت لگائی تھی پس وہ پیشانی مین مقام سجدہ تک لگی تو اِنِّیْ تَدَبَّا الْحَسَنُ الْاِمَامُ بِالضَّرْبَةِ لَمْ یَتَاَوَّهْ وَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ وَوَقَعَ عَلٰی وَجْهِهٖ قَائِلًا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَةِ پس حضرت نے جبکہ معلوم فرمایا کہ اوسکی ضربت لگی تو اُف تک نہ کی اور صبر کیا اور مونہہ کے بہل جہک گئے فرماتے ہوئے بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ یعنے خدا کی مدد سے اور دین نبی پر بنام خدا فائز ہوا مین درجہ شہادت پر برب کعبہ اور سر مبارک سے خون پرنالے کیطرح بہتا تہا اور حضرت اپنے مونہہ پر اور ریش مبارک پر ملتے تہے اور خاک پاک مسجد اوٹہا اوٹہا کے زخم پر چہڑکتے تہے اور یہہ آیہ تلاوت فرماتے تہے مِنْهَا خَلَقْنَاکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی اوسی خاک مین سے پیدا کیا ہمنے تمہین اور اوسمین پہر لیجاینگے تمہین اور اوسی سے پہر نکالین گے ہم تمہین ایکبار مرتبہ حشر ونشر کے لیے مؤلف کہتا ہے کہ یہہ آیہ جامع تر ہے اوس آیہ سے کہ جو سفر برشیت مین توریت سے مرقوم ہے כי עפר אתה ואל עפר תשוב اسلیئے کہ عافار یعنے خاک ہے تو اور طرف خاک کے بازگشت کریگا تو پس دروازے مسجد کے باہم ٹکرانے لگے اور فرشتون مین طلاطم پڑ گیا اور ایک بہت تیرہ و تار آندہی چلی

وَنَادیٰ جِبْرَئِیْلُ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ بِصَوْتٍ یَسْمَعُہٗ کُلُّ مُسْتَیْقِظٍ تَہَدَّمَتْ وَاللّٰہِ اَرْکَانُ الْھُدیٰ وَانْطَمَسَتْ وَاللّٰہِ نُجُوْمُ السَّمَاءِ وَاَعْلَامُ التُّقیٰ اور ندا کی حضرت جبرئیل نے درمیان آسمان زمین اوس آواز سے کہ سنے ہر ایک بیدار سنتا تھا بخدا منہدم ہوگئے رکن ہدایت کے اور بے نور ہوگئے ستارے آسمانون کے اور سرنگون ہوگئے نشان پرہیزگاری کے وَانْفَصَمَتْ وَاللّٰہِ الْعُرْوَۃُ الْوُثْقیٰ اور بریدہ ہوگئی رسن مضبوط قُتِلَ ابْنُ عَمِّ الْمُصْطَفٰی قُتِلَ الْوَصِیُّ الْمُجْتَبیٰ شہید ہوگئے ابن عم پیمبر کے اور وصی برگزیدہ اونکے قُتِلَ عَلِیُّ الْمُرْتَضیٰ ہائے افسوس شہید ہوئے علی مرتضیٰ قُتِلَ وَاللّٰہِ سَیِّدُ الْاَوْصِیَاءِ قَتَلَہٗ اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ بخدا قتل ہوا وہ وصی کہ جو سردار سب وصیون کا تھا اور قتل کیا اوسکو اوس شقی نے کہ سب شقیون سے شقی تر تھا جو وہ ہوئین جب وہ ناقہ بے پے ہوگیا تو اوسکا بچا بیتاب و مضطرب بھاگتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اور عجب یاس و حسرت سے آسمان کیطرف سونہہ اوٹھا اوٹھا کے دیکھتا تھا اور خدا سے فریاد و استغاثہ کرتا تھا اوسیطرح اس سانحہ جانگزا مین حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام اور حضرت زینب و رقیہ روتے پیٹتے تھے اور خاک اوڑاتے تھے اور خدا سے شکایت اس ظلم بے انتہا کی کرتے تھے اور ممکن ہے کہ ہم حضرت محسنؑ کو بجای فصیل ناقہ ثمود تصور کرین کہ جب اوسی اوس قوم مورد لوم نے شہید کیا اوسیطرح حضرت محسنؑ کو بھی ظالمون نے صغر سن مین ہلاک کر دیا چنانچہ علمائی اہلسنت سے شہرستانی نے کتاب ملل و نحل مین لکھا ہے قَالَ النِّظَامُ اِنَّ عُمَرَ ضَرَبَ

بطن فاطمۃ حتی القت المحسن وکان تسبیحا ان یخترق الدار

وما کان فیہا الا فاطمۃ وعلی والحسن والحسین

محسن کش نے جناب سیدہ کے بطن مبارک پر ایسا صدمہ پہنچایا کہ

محسن علیہ السلام ساقط ہوگیا اور بآواز بلند کہتا تہا کہ اس گہر کو جلا دو

مع اون لوگون کے جو اسمین ہین حالانکہ اور کوئی اوسمین نہ تہا بجز جناب

سیدہ و حضرت امیر و حسنین علیہم السلام کے اور ممکن ہے کہ فصیل

حضرت [illegible] علی اصغر ہون یا یہہ کہ اوس صالح المؤمنین کہ [illegible] حضرت

صالح قرار دین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو [illegible] ناقہ صالح اسلیئے

کہ [illegible] حضرت کا بہی مثل اوسکے معجزہ سے کم نہ تہا اور حضرت علی اصغر

اونکے فصیل ہون لیکن یہہ تقریب سابق کے موافق نہین ہے اولی یہہ ہے

کہ حضرت علی اصغر کو اگرچہ بالواسطہ خود جناب امیر کا فصیل قرار دین اور

بہرکیف موید اوسکے وہ روایت مشہور ہے کہ جسمین وارد ہے کہ جب حضرت

شدت عطش حضرت علی اصغر کی دیکہی کہ اوس کمسنی پہ وہ نرم نرم ہونٹ

جیسے گلاب کی پتی پیاس کی شدت سے بالکل مرجہا گئے ہین اور زبان کا دودہ

بہی بالکل خشک ہوگیا ہے تو اضطرار ہین اس خیال سے کہ سب فرقون مین

لڑکے بے گناہ تصور کیئے جاتے ہین شاید وہ ظالم اسی شیرخوار کی کمسنی پر

رحم کہائین پانی لینے پر سے تو نیزا اوٹہا لائے کہ شاید یہہ لوگ میرا کلام باور

نکرین تو جب اپنے آنکہہ سے اتنا کم سن بچا ایسا نڈہال دیکہین گے تو عجب نہین

رحم کرینگے اور سیدانیہ لا کر سامنے فوج شام شوم کے ہاتون پر رکہہ کے

اسقدر بلند کیا کہ بغل مبارک کی سفیدی نمایان ہوگئی اور اتنا بلند کر کے جیسے

مصلحت یہی تھی کہ کوئی روز بازپرس یہ عذر نکر سکے کہ ہمنے نہیں دیکھا نہیں تو ہم پانی دیتے بلکہ ہر ایک پیادہ و سوار بخوبی علی اصغر کو دیکھ لین اور اتمام حجت بخوبی ہو جاے الغاصل حضرت نے علی اصغر کو دست مبارک پر بلند کیا اِذْ رَمَاهُ حَرْمَلَةُ بْنُ كَاهِلِ الْاَسَدِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ بِسَهْمٍ ذِی ثَلَاثِ شُعَبٍ فَذَبَحَهُ فِی حِجْرِ اَبِیْهِ الْمَظْلُوْمِ ناگاہ ایک تیر مارا اوس مظلوم کو حرملہ شقی نے اور وہ تیر سہ پہلو اور زہر آلودہ تھا پس ذبح کیا اوسنے اونہیں کنار پدر مظلوم مین بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ تیر گلوی نازنین علی اصغر کو چھیدکے بازوی حضرت کے پار ہوگیا فَنَظَرَ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الرَّضِیْعَ لَا يَقْصُرُ عِنْدَكَ مِنْ فَصِيْلِ نَاقَةِ صَالِحٍ وَقَدْ قَتَلُوْهُ لِاَنَّ الْقَوْمَ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا پس بعد شہادت اوس کے حضرت نے آسمان کیطرف دیکھا اور کہا کہ خداوندا تو ہی جانتا ہے کہ یہ شیرخوار تیرے نزدیک بچہ ناقہ ثمود سے کم نہیں حالانکہ قتل کیا اوسے اس قوم جفاکار نے محض ظلم و ستم کی راہ سے پس حضرت نے اوس خون ناحق سے چلو بھرکے چاہا کہ زمین پر پھینکیں زمین نے اوسے قبول نکیا اور فریاد کی کہ یا حضرت اگر ایک قطرہ اسکا مجھپر ٹپکیگا تو کبھی کوئی دانا مجھ مین سے نہ اوگیگا پھر حضرت نے چاہا کہ آسمان کیطرف پھینکے اوسنے بھی قبول نکیا او استغاثہ کیا کہ اگر میری طرف کوئی قطرہ اسکا آیا تو پھر کبھی ایک قطرہ پانیکا نہ برسیگا الامام آخر حضرت نے مجبور ہوکر وہ سب روی انور اور ریش منور مین مل لیا اور فرمایا کہ اسی طرح سے مین ملاقات کرونگا روز قیامت اپنے نانا رسول خدا سے

یا اللہ

نادِ علیاً مظهر العجائب

تجده عوناً لک فی النوائب

کل هم و غم سینجلی

بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی

الفقیر المذنب ... علی رضا

# موعظہ اکیسوان

جو اکبر پور مین بہی پڑہا گیا حال مین ولادت حضرت امیرؑ کی خانہ کعبہ

مین اور عربی فقرات نثر واعظ بیان حال شہادت جناب امیرؑ مین

اور روایت مشہور ضعیفہ سی مشک لینی کی اور نقادی واعظ کے

بیانمین چند فائدونکی کہ جو متعلق اس روایت سی ہین اور تحقیق واعظ

اس مسئلہ مین کہ پیمبرون اور اامون کو علم غیب ہوتا ہے یا نہین

اور بیان معنی صحیح بے غائلہ تاویل حدیث نزلونا عن الربوبیۃ

کی اور روایت نابینا وغیرہ اور خاتمہ مصائب کربلا اور

اسیری اہلبیتؑ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِلّٰہِ لَکَ فِی الْاُخْرٰی عَیْنَانِ تَجْرِیَانِ فَلْیَکُنْ لَکَ لِلّٰہِ فِی الْاُوْلٰی عَیْنَانِ تَجْرِیَانِ یعنی عقبیٰ مین خدا نے تیرے واسطے دو چشمے جاری کیے ہین پس چاہیے کہ تو اُسکی راہ مین اپنے دونون چشمین جاری کرے حضرات اس سے بڑہ کے کون محل و موقع تمہین خاک اوڑانے اور آنسو بہانیکا ملے گا کہ خاصانِ خدا کی مصیبت پر رو و پیٹو خصوصًا حالِ سرو فتر اصفیار و فخر انبیار و او صیار وصیِ مصطفیٰ خانہ زاد خدا قَالَ یَزِیْدُ بْنُ قَعْنَبٍ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَفَرِیْقٍ مِنْ عَبْدِ الْعُزّٰی بِاِزَاءِ بَیْتِ اللّٰہِ الْحَرَامِ یزید بن قعنب کہتا ہے کہ مین بیٹھا تھا عبّاس عمّ نبی کے ساتھہ اور کچھہ لوگ بھی تھے اولاد عبد العزّیٰ سے مقابل خدا کے گھر یعنے کعبہ کے اِذَا اَقْبَلَتْ

فاطمۃ بنت اسد ام امیر المؤمنین وکانت حاملاً بہ لتسعۃ
اشہر وقد اخذھا الطلق کہ ناگاہ آگئین فاطمہ بیٹی اسد کی والدہ
شیر خدا حضرت امیر علیہ السلام کی اور اوس دن حضرت کے حمل کے
پورے دن ہو چکے تھے اور درد زہ شروع ہو گیا تھا فقالت
رب انی مؤمنۃ بک وبما جاء من عندک من رسل وکتب
وانی مصدقۃ بکلام جدی ابراہیم الخلیل وانہ بنی
بیت العتیق فبحق ھذا الذی بنی ھذا البیت وبحق المولود الذی
فی بطنی لما یسرت علی ولادتی پس کہا اونہون نے کہ خداوندا
میں تیرا اور جو کچھہ کہ تونے بہیجا ہدایت خلق کے لیے پیغمبرون یا کتابون
سے اون سب پر ایمان لائی اور تصدیق کرتی ہون اپنے جد امجد حضرت
ابراہیم خلیل کے کلام کو اور اس امر کو کہ اونہون نے یہہ تیرا خانہ قدیم
جو آزاد کرتا ہے گناہگارون کو جہنم سے بنایا پس واسطے اوس
بزرگوار کے کہ جسنے یہہ گہر بنایا اور واسطے اوسکے کہ جو میری پیٹ میں
ہے مجہپر سہل و آسان کر کر وضع حمل کو قال یزید بن قعنب
فرأینا البیت قد انفتح عن ظہرہ ودخلت فیہ والتزق
الحائط راوی کہتا ہے کہ دیکہا ہمنے کہ ناگاہ پشت کیطرف سے
دیوار کعبہ شق ہوئی اور وہ جناب اوسمین سما گئین اور پہر دیوار آپسی
برابر ہو گئی کہ کچھہ نشان تک شگاف کا باقی نہ تہا فرمنا ان ینفتح
لنا قفل الباب فلم ینفتح پس جا کے ہمنے لاکہہ چاہا کہ قفل درخانہ
کعبہ کا کہلے تا کہ یہہ راز بستہ ہمپر کہلے مگر ہرگز نہ کہلا فعلمنا ان ذلک

ذٰلِكَ اَمْرٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ پہر تو پہر بجلی کہل گیا کہ اسمین کوئی
بڑا بہید ہے خدا کیطرف سے ثُمَّ خَرَجَتْ بَعْدَ الرَّابِعِ وَبِیَدِہَا
اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ پہر جو تہے روز حضرت امیر علیہ السلام کو ہاتہون پر لیے
برآمد ہوئین ثُمَّ قَالَتْ اِنِّیْ فُضِّلْتُ عَلٰی مَنْ تَقَدَّمَنِیْ مِنَ النِّسَاءِ
لِاَنَّ اٰسِیَةَ بِنْتَ مُزَاحِمٍ عَبَدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سِرًّا فِیْ مَوْضِعٍ لَا
یُحِبُّ اَنْ یُّعْبَدَ اللّٰهُ فِیْهِ اِلَّا اضْطِرَارًا وَاَنَّ مَرْیَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ
هَزَّتِ النَّخْلَةَ بِیَدِهَا حَتّٰی اَكَلَتْ مِنْهَا رُطَبًا جَنِیًّا وَاِنِّیْ دَخَلْتُ
بَیْتَ اللّٰهِ الْحَرَامَ فَاَكَلْتُ مِنْ اَوْرَاقِ الْجَنَّةِ وَثِمَارِهَا پہر فرمایا کہ
خدا نے مجہے فضیلت دی سب اگلی عورتون پر اسلیے کہ آسیہ دختر
مزاحم نے خدا کی عبادت ایسے مقام پر کی کہ جو پسندیدہ نہ تہا عبادت
کے لیئے مگر حالت اضطرار مین اور مریم نے ہلا ڈالا خرمے کے درخت کو جب
جا کے ترو تازہ رطب اور خرمے پائے اور مین خانہ خدا مین گئی اور
بے زحمت بہشت کے میوے کہائے عجیب غریب جنت کے پہل
پائے واقع مین اوس جناب کو خوش نصیبی کا ایسا ثمرہ ملا کہ حضرت امیر سا
فرزند پایا عجب بخیر ان پہولا پہلا پہل پایا فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَخْرُجَ هَتَفَ
بِیْ هَاتِفٌ یَا فَاطِمَةُ سَمِّیْهِ عَلِیًّا فَهُوَ عَلِیٌّ وَاللّٰهُ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی
یَقُوْلُ اِنِّیْ شَقَقْتُ مِنْ اِسْمِیْ وَاَدَّبْتُهٗ بِاَدَبِیْ وَاَوْقَفْتُهٗ عَلٰی
غَامِضِ عِلْمِیْ وَهُوَ الَّذِیْ یُکَسِّرُ الْاَصْنَامَ فِیْ بَیْتِیْ وَهُوَ الَّذِیْ
یُؤَذِّنُ فَوْقَ ظَهْرِ بَیْتِیْ وَیُقَدِّسُنِیْ وَیُمَجِّدُنِیْ فَطُوْبٰی لِمَنْ اَحَبَّهٗ
وَاَطَاعَهٗ وَوَیْلٌ لِمَنْ اَبْغَضَهٗ وَعَصَاهُ پہر جب مینے چاہا کہ کعبہ سے

متکلون تھی ناگاہ ایک ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے فاطمہ تم اس مولود
مسعود کا نام علی رکھو اسلیئے کہ وہ علی اور بزرگ مرتبہ ہے اور خدا کہ جو سب سے
بڑا ہے فرماتا ہے کہ مینے مشتق کیا اوسکے نام کو اپنے نام سے اور اونہین
ادب سکھائی اپنے ادب سے اور اونہین واقف کیا اپنے علم دقیق و باریک سے
اور یہی وہ شخص ہوگا کہ بت شکنی کریگا میرے گہر مین اور اذان کہیگا اوسپر
اوسکی تسبیح و تقدیس و تعظیم و تکریم کریگا میری پس طوبی ہو اوسکے دوست و مطیع کے لیے
اور ویل ہے اوسکے دشمن و نافرمان کیواسطے طوبی ایک درخت ہے
جنت مین کہ جڑ اوسکی توخانۂ رسولخدا مین ہے اور ایک ایک شاخ
ہر مومن کے گہر مین پہونچیگی اور جس قسم کے لذت اوسکی دلمین آئیگی
بے تکلف و زحمت وہی ہاتھ ہلائے ہوئے سر دست وہ شاخ اوسکے
سونہہ مین پہونچائیگی اور ویل ایک وادی پرخار و وحشت خیز و وحشت
انگیز جہنم ہے مومنین جیسا آغاز حضرت امیرؑ ہوا ویسا ہی انجام ہوا
خانۂ خدا مین پیدا ہوئے خانۂ خدا مین بسر کی خانۂ خدا مین جان بحق
تسلیم کی مصائب کے بیان کی کب حاجت ہے محض تصور ہی کافی
ہی مگر توجہ اہلبیت کے لیئے ان چند فقرون پر اکتفا کافی ہے کہ جو ماخوذ
احادیث معتبرہ سے ہین اور متامل کے لیئے ایک ایک فقرہ انمین سے
ایک دفتر مصیبت کا ہے هٰذَا يَوْمٌ تَهَدَّمَتْ فِيهِ أَرْكَانُ الْهُدَىٰ
وَانْفَصَمَتِ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَىٰ یہہ وہ دن ہے کہ جسمین منہدم ہوگئے
ہدایت کے ستون اور گسستہ و شکستہ ہوگئے اوسمین رسن مستحکم
وَفَقَدَ فِيهِ الْأَيْتَامُ وَالْأَرَامِلُ خَيْرَ مُعِينٍ وَمُغِيثٍ وَمُحَامٍ وَكَافِلٍ

اور یہہ وہ دن ہے کہ اسمین یتیم بچون اور بیوہ عورتون کا وہ حامی و
مددگار اوٹھہ گیا کہ جو والد شفیق سے زیادہ اونپر مہربان تہا اسیطرف اشارہ ہے
اس حدیث مشہور کیطرف کہ اوس جناب نے ایکروز ایک ضعیفہ کو دیکہا کہ وہ
باوجود کمال ضعف و ناتوانی کندہے پر اپنے ایک مشک پانیکی اوٹہاے
چلی جاتی تہی پس حضرت کو بڑا رحم آیا مشک اوسکی اپنے اپنے کندہے پر اوٹہا کے
منزل مقصود تک پہونچائی اور بڑی شفقت سے اوس بیکس کا حال زار
پوچہنے لگے فَقَالَتْ بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ صَاحِبِیْ اِلٰی بَعْضِ الثُّغُوْرِ
فَقُتِلَ وَتَرَكَ عَلَیَّ صِبْيَانًا يَتَامٰى وَلَيْسَ عِنْدِیْ شَیْءٌ فَقَدْ اَلْجَاَتْنِیْ
الضَّرُوْرَةُ اِلٰی خِدْمَةِ النَّاسِ اوسنے کہا کہ ای شخص تو مجہہ دکھیا کا کیا
حال پوچہتا ہے علی نے میرے والی کو جہاد کے لئے ایک قلعہ سر کرنیکو
بہیجا وہ وہان کام آیا اور ننہے ننہے کئی بچے مجہپر ڈال کے چین سے پاؤن
پہیلا کے سو رہا اور میرے پاس ایک حبہ بہی نہین ناچار مجہے ان یتیمو نکی
خاطر کے لئے پریشان سرگردان دربدر پہرنا پڑا جب ایک ایک کی خوشامد
کرتی ہون دن بہر لوگون کی خدمت کرتی پہرتی ہون تو شام کو بہزار
خرابی رزق بقدر سد رمق بیکسون کو پہونچتا ہے بقول شخصے ہر روز روزی
نہین تو روزہ فَانْصَرَفَ وَبَاتَ طُوْلَ لَيْلَتِهٖ قَلِقًا یہہ سنکے حضرت
دولتسرا پر تشریف لائے مگر رات بہر اوسکی فکر مین تڑپ تڑپ کے
قلق کے مارے کروٹین بدل بدل کے صبح کی فَلَمَّا اَصْبَحَ حَمَلَ زَنْبِيْلًا
فِيْهِ طَعَامٌ جب صبح ہوئی تو ایک زنبیل لبالب کہانے سے بہر کے
اوسکے پاس لیگئے فَقَالَ بَعْضُهُمْ اَعْطِنِیْ اَحْمِلْ عَنْكَ فَقَالَ مَنْ يَحْمِلُ

وِزْرِی عَنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بعض مومنین سے نہ رہا گیا کہا کہ حضرت
یہہ کیا غضب ہے کہ آپ خود اپنے نفس نفیس پر زحمت گوارا کرتے ہین لائیے
یہہ بار گران مجھے دیجئے کہ مین لیچلون حضرت یہہ سنکے فرمانے لگے کہ ہائی
روز قیامت کون میرا بار بٹانے آئیگا یہہ فرماکے خود لیگئے وَاَتَاھَا
وَقَرَعَ الْبَابَ اور اوسکے سکانیرجاکے کنڈی کھٹکھٹائی فَقَالَتْ
مَنْ ھٰذَا قَالَ اَنَا ذٰلِكَ الْعَبْدُ الَّذِیْ حَمَلَ مَعَكِ الْقِرْبَۃَ فَافْتَحِیْ
بَابَ دَارِكِ فَاِنَّ مَعِیَ شَیْئًا لِلصِّبْیَانِ اوس بیوہ نے کہا کہ تم کون
ہو جواب مین فرمایا کہ مین وہی تو بندہ ناچیز ہون جو کل تیری مشک
اوٹھا لایا تھا پس اب دروازہ کھول کہ مین کچھہ تیرے بچون کے لیے
لایا ہون قَالَتْ رَضِیَ اللہُ عَنْكَ وَحَکَمَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ
اوسنے کہا کہ خدا تجھے جزاے خیر دے اور قیامت کو علی سے سمجھے
فَدَخَلَ وَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ اِکْتِسَابَ الثَّوَابِ فَاخْتَارِیْ بَیْنَ اَنْ
تَعْجِنِیْنَ وَتَخْبِزِیْنَ وَبَیْنَ اَنْ تُعَلِّلِیْنَ الصِّبْیَانَ وَاَخْبِزُ اَنَا
پھر اوسکے گھر کے اندر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ مجھے اکتساب ثواب
بہت اچھا معلوم ہوا پس اب تجھے اختیار ہے چاہ چولا پھونک اور
روٹی پکا اور بچونکو کھانا کھلا یا بچون کو کھلا اور مین روٹی پکاؤن
فَقَالَتْ اَنَا بِالْخُبْزِ اَبْصَرُ وَعَلَیْہِ اَقْدَرُ وَلٰکِنْ شَاْنَكَ وَالصِّبْیَانَ
پھر اوس عورت نے کہا کہ خانہ داری کی بات تو یہ سنیے ہم عورتین زیادہ تر
واقف ہین اب آپ جانین اور یہہ لڑکے فَعَلِّلْھُمْ حَتّٰی اَفْرَغَ مِنَ الْخُبْزِ
انہیں بہلا بہلا کے کھیل مین لگا و یہانتک کہ روٹی تیار ہوجاے

قَالَ فَعَمَدْتُ اِلَی الدَّقِیْقِ فَعَجَنْتُهٗ راوی کہتا ہے کہ پھر متوجہ ہوئی
وہ ضعیفہ اور آٹا گوندہا وَعَمَدَ عَلِیٌّ اِلَی اللَّحْمِ فَطَبَخَهٗ اور حضرت نے
کمال توجہ گوشت پکایا وَجَعَلَ یُلْقِمُ الصِّبْیَانَ مِنَ اللَّحْمِ وَالتَّمْرِ وَغَیْرِہٖ
فَکُلَّمَا نَاوَلَ اَحَدًا مِنَ الصِّبْیَانِ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ یَا بُنَیَّ اجْعَلْ عَلِیًّا
فِیْ حِلٍّ مِمَّا صَنَعَ فِیْ اَمْرِكَ اور اثنا میں بچا نیکے نمک چکھانے کی طور پر کبھی
کچھ گوشت اونھین کہلاتے تھے کبھی خرما وغیرہ کہلاکے بہلاتے تھے
اور جب لڑکون کو کچھہ کہلاتے تو فرماتے تھے ای فرزند آزاد و رہا کر علی کو
کہ اوسنے کوتاہی تیری خبرگیری مین کی فَلَمَّا اخْتَمَرَتِ الْعَجِیْنُ قَالَتْ
یَا عَبْدَ اللّٰہِ اسْجُرِ التَّنُّوْرَ فَبَادَرَ بِالسَّجْرِ جب وسنے آٹا گوندہا اور
چنگیرون کو بڑہا کے رفیدی پر روٹیان ڈالین تو حضرت سے کہا ای بندہ
خدا تنور سلگا فورًا حضرت نے تنور سلگایا فَلَمَّا اشْتَعَلَهٗ وَلَفَحَ وَجْهَهٗ
جَعَلَ یَقُوْلُ ذُقْ یَا عَلِیُّ ھٰذَا جَزَاءُ مَنْ ضَیَّعَ الْاَرَامِلَ وَالْیَتَامٰی
پھر جب حضرت نے تندور سلگایا اور وہ شعلہ دینے لگا اور وہ بڑہ بڑہ کر جلنے لگا
اور لپک سے مونہہ جلنے لگا تو فرمایا اپنے نفس سے اشارہ کرکے کہ اے علی
یہی سزا ہے اوسکی کہ ضایع وتباہ کرے اور خبر نہ لے بیوہ اور یتیمون کی
فَرَاٰتْهُ امْرَاَۃٌ تَعْرِفُهٗ فَقَالَتْ وَیْحَكِ ھٰذَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَبَادَرَتِ
الْمَرْاَۃُ وَھِیَ تَقُوْلُ وَاحَیَائِیْ عَنْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ بَلْ وَاحَیَائِیْ
مِنْكِ یَا اَمَۃَ اللّٰہِ فِیْمَا قَصَّرْتُ فِیْ اَمْرِكِ پس حضرت کو ایک عورت نے
جو پہچانتی تھی پس وہ متحیر ہوکے کہنے لگی وای تجھپر یہہ حضرت امیرالمؤمنین
ہین وہ کانپنے لگی اور لرزتی ہوئی دوڑی اور دست بستہ سامنے کھڑی

ہو کے عذر کرنے لگی کہ بڑی بیحیائی اور بے ادبی کی بینے آپ سے اسکے میرے مولا حضرت نے فرمایا کہ تیرا کیا قصور ہے حقیقت مین بیحیائی میری تھی کہ مینے تیری خبرگیری مین کمی کی پوشیدہ نرہے کہ اس حدیث مین کئی امر قابل تعرض ہین پہلے یہہ کہ پہلا فقرہ اسمین یہہ ہے نظر الی امرأۃ یعنے ایک عورت کو حضرت نے دیکھا حالانکہ اجنبیہ کیطرف نظر کرنا جائز نہین جواب یہہ ہے کہ عورت کو مشک اوٹھائے دیکھنا مستلزم اسکا نہین کہ غور سے اور تفصیل سے بعزم و ارادہ نظر ڈالی ہو اون مقامات پر اور اوس طور سے جو خلاف شرع ہو اور جب آحاد مسلمین و مومنین کا فعل محمول صحت پر ہوتا ہے تو امیر المومنین معصوم کا کیا ذکر ہے ظاہر یہہ ہے کہ لاعن قصد نظر پڑ جانا عورت پر اگرچہ مکرر بھی ہو حرام نہین مثلاً چلنے مین ضرور ہے کہ آدمی آنکھین بند کرکے اندہا ہو کر نہ چلے بلکہ راہ کو دیکھتا چلے اور ظاہر ہے کہ جو چیز سامنے پڑ جائے گی ضرور نظر آئیگی درخت ہو یا دیوار آدمی ہو یا جانور مرد ہو یا عورت اور اسطرح کی نظر تحریم سے علی الاظہر مستثنیٰ ہے گو کہ تعدد و تکرار کی بھی نوبت پہونچے ہان اگر بقصد و ارادہ تخصیص زن تعمد نظر کرے تو بھی بغرض صحیح مثل ضرورت شرعی یا نکاح یا متعہ ناجائز ہو مگر ایک پہلی نظر کو بعضے مطلقاً استثنا کرتے ہین اور خالی تامل سے نہین اور احوط اجتناب ہے اور یہہ بھی اسی مقام خاص مین محتمل گو کہ خلاف ظاہر و مستبعد ہے کہ حضرت کو اوس سے متعہ وغیرہ مقصود ہو اس باعث سے حضرت نے نظر فرمائی ہو دوسرے یہہ کہ حضرت کا مشک لینا مستلزم مس کرنے

بدن نامحرم کو نہین بلکہ ہوسکتا ہے کہ ایک مقام سے اوسنے تسمہ مشک کا
اور وہان تھا کہ کہا ہوا اور حضرت نے دوسرے مقام سے تہا نب کے مشک کو
لیا ہو یا پہلے اوسنے کاندہے سے اوتار کے رکہدی ہوا ور پہر حضرت نے اوٹھا
لی ہو تیسرے یہہ کہ حضرت نے زن اجنبیہ سے کلام کیون کیا اور اوسکی آواز کو
کیون سنی جواب یہہ ہے کہ عند الضرورۃ کلام کرنا اجنبیہ سے اور اوسکا
اجنبی سے سے جائز ہے وگرنہ بڑا عسر و حرج بلکہ تکلیف مالایطاق لازم آئے
اور سب معاملات باطل و فاسد ہو جائین چوتھے ہوسکتا ہے کہ اطفال
ممیز ہون تاکہ کلام اوس سے لازم نہ آئے کہ جو اہلیت تخاطب کہتا ہو
اور کمال ہضم نفس بہی مقصود ہو اسلئے کہ اطفال سے خاکساری بڑی دلیل
بے نفسی کی ہے چنانچہ انجیل متداول مین بہی وارد ہے کہ کوئی شخص ملکوت خدا
مین عزت نپائیگا تاوقتیکہ بچون سے بہی اپنے تئین چہوٹا اور حقیر نہ سمجہے اور
ارضاء اطفال اکثر باعث مزید ارضاء والدین خصوصًا والدہ کے ہوتا ہے
اسلئے کہ وہ مہربان تر اونکے حالپر ہوتی ہے پس راضی کرنا اطفال کا درحقیقت
راضی کرنا اونکی مان کا ہوا اور اونکی ہم کلامی سے اوسکا سنانا اور متنبہ کرنا
مقصود ہوا اور یہہ بہی ممکن ہے کہ یہہ ایک نوع کا تذلل درگاہ باری مین ہو
جیسے دعای وداع ماہ صیام مین تخاطب ماہ صیام سے ظاہر ہوتا ہی پانچوین
اعتذار حضرت کا ترک اولی سے تہا امر ناجائز سے نعوذ باللہ منہ اسلئے
کہ عصمت حضرت اولۂ قطعیہ سے ثابت ہے چہٹے مذہب مشہور منصور
یہہ ہے کہ بالفعل ائمہ کو استحضار و علم فعلی سب کائنات کا ضرور نہین
گو کہ بطور مجاز بالمشارفہ و قوت قریبہ علم کل بلکہ اکثر کا حاصل ہو پس اگر حضرت سے

حال ضعیفہ مشہور ہے مستور رہا تو مقام عجب و خلافِ شان امامت نہ تھا
جیسا کہ پوشیدگی ملک و ملکہ سبا وغیرہ حضرت سلیمان وغیرہ سے قادح اونکی
نبوت مین نہوا خلاصہ یہ کہ بجز مستثنیات کے مثل علم ذات باری
تعالی بطور علم بالکنہ و کنہہ کے اور علم تعیین قیامت و اسم اعظم وغیرہ کے
اور جسقدر چیزین ہین وہ نہیں حال سے خالی نہین یا متعلق احکام شرع
کی او تحدی نبوت و ثبوت امامت منوط اونکے علم پر ہو تو ضرور ہے کہ
خدا اونکا علم انبیا و ائمہ کو دے قطع اعذار ملحدین کے لئے اور جسکی تعلیم
مفسدہ ہو مثلا کوئی اوسکے اخبار بالکوائن سے اونہین خدا کہنے لگے
تو ضرور ہے کہ اوسکا علم اوسنے مسدود کرے یا اگر اونہین بذات خود
اوس علم سے کوئی انتفاع خفی ہو تو اونہین تعلیم تو کرے مگر منع اظہار
و اجہار سے کرے جیسا شب قدر مین بعض اخبار سے ثابت ہوتا ہے
کہ حضرات جانتے تھے مگر مصلحت سے بے رغبتی کی اور شیعون مین عبادت
کیطرف یا امر قبیح کے لئے دعا کرینگے اوسمین الی غیر ذلک تصریح اونکی
شیعون سے نہ فرماتے تھے اور جو خالی ان دونون شقوں سے ہین اونہین
تقریر مجاز بالاشارۃ اقرب بصواب ہے نہ عموما جیسا کہ کلام بعض اعاظم
اوسکا موہم ہے والحق احق بالاتباع اور ممکن ہے کہ عجز و اقتدار
دونونکا اظہار ایک موضع خاص مین جمع کر دیا جائے باختلافِ زمان و حیثیت
جیسا کہ حال اصحابِ کہف مین ہوا کہ جب منکرین نبوت نے امتحانا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اونکا حال پوچھا تو حضرت نے وعدہ کیا کہ مین
تین دن مین جواب دونگا پس اس کلام سے جو ایہام فی الجملہ ناشیت کا ہوا کہ

حضرت نے اپنی نفس کیطرف اسناد جواب دینے کا کیا کہ مین جواب دونگا تو خدا کو یہ بھی پسند
نہ آیا کہ مین کیا معنی فقط تمہارا نفس کب جواب پر قدرت رکھتا تھا اگر ہم نہ بتاتے پس
بسبب اس ترک اولی کے عتاب ہوا اور مدت مدید تک وحی روک دی گئی اور حضرت اور
اصحاب حضرت کو طعنے مخالفون کے سہنا پڑے پھر جب نوبت یہہ پہونچی کہ سائل
تنگ ہوے اور بازماندہ ہو کر پھر جائین اور انکی تحدی مین خلل اور اونکی تعدی بڑھی
اور اعزا ابا الجہل کی نوبت پہونچی تو لطف و کرم نے اوسکے جوش مارا اور وحی ہوئی کہ اے نبی تمنے
انشاء اللہ کیون نہ کہا تم بے مشیت ایزدی کیا کر سکتے ہو جب کسی کام کی نسبت کل کا وعدہ
کرو تو اوسے مشیت ایزدی سے مقرون کرو اسمقام پر زبانی اعتراض ہوا جمع وعظ مین
ایک شخص کیطرف سے کہ حدیث مین ہے نزلونا عن الربوبیۃ وقولوا فینا ما شئتم کہ ہمین خدائی کے
درجہ تک تو البتہ نہ پہونچاؤ اور باقی جو چاہو ہمارے بارے مین کہو و اغلب فی البدیعۃ کہا کہ
اس حدیث کے کئی جواب ہین پہلے یہ کہ صحت سند اس حدیث کی پایہ ثبوت کو نہین پہونچی دوسرے
بر تقدیر صحت سند یہ اخبار احاد مین سے ہے اور مسائل قطعیہ علم کلام مین کچھ اخبار احاد کا
اعتنا نہین اور بے شبہہ بعض عقائد قطعیہ اصول مخالف اسکے عموم کے ہین پس یہ قابل
اعتنا بقدر ذرہ بھی نہوگی تیسرے یہ نص نہین بعمومہ مطلوب پر دلالت رکھتی ہے پس
اسکی دلالت ظنی ہوگی کہ جو ہمارے فن مین معتبر نہین چوتھے علم غیب مستقل اور علم جمیع اشیا
بالفعل بھی لوازم ربوبیت سے ہے پانچوین حدیقہ سلطانیہ مین ہے جسکا محصل یہ ہے کہ بسبب تعارض
ادلہ قطعیہ کے تخصیص اس حدیث کی مادون النبوۃ سے بھی واجب ہے جیسے مادون الالوہیت سے
ہوئی اور چھٹا یہ ہے کہ یہہ دلیل مستغنی عنہا سلطی ہے کہ نزلونا اور فینا مین ضمیر جمع سے تمام اہلبیت
مراد ہین نہ خاص ائمہ اور اہلبیت مین جناب [illegible] بھی شرف و فضل اہلبیت ہین پس اونمین وہ
معصوم ہین کہ کوئی ظاہری و باطنی فضیلت اور کوئی عالم نہ بشری ہمارے گھرانے سے نہین بچا

نبوت و امامت سب ہمارے خاندان پر ختم ہوئی تو ہمیں خدا تو نہ کہو کہ یہ کفر کی بات ہے باقی جو چاہو کہو کہ
وہ سب سچ ہے پس جو چاہو کہو یعنی ہم میں سے نبی کو نبی اور امام کو امام نہ خلط مبحث کہ جو بیچ مطابق
واقع ہو جیسا کہ غلاۃ مفوضہ لعنہم اللہ تو ہم کیا کہتے ہیں اور ظاہر و کنایہ ان معنوں کہ جو ظاہر
متبادر ہیں بیت کچھ جناب کسی تکلف کی باقی نہیں رہتی فافہم و استقم تمام ہوئی اور یہی مقام
منشا نعل حضرت کی ترک اولی ہونیکا ظاہر ہوتا کہ شان و کمال عرفت حضرت کے موافق مزید تفحص و
تجسس نہ تھا گو واقعی شرع شریف کے حسب وہ جناب معتقد و پابند تھے اسلئے کہ مدار اوسکا
ظاہر پر ہے نہ نفس الامر پر پس اگر نفس الامر میں کوئی شخص رعیت میں سے ایسا کہ ہم سے مخفی رہا اور اوسکی
خبرگیری کی اسوجہ سے نوبت نہ آئی تو کچھ حرج نہیں بوجہ عدم ظہور اوسکے ہاں البتہ اوسی اظہار حال کی
سلطان عادل و حاکم شرع پر واجب تھا بقول شخصے پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا اور کنواں پیاسے
کے پاس نہیں جاتا ایس لیے اوسکا خدمت حضرت میں حاضر نہونا خود اوسیکا قصور تھا اور اوسکا اوسی پر
الزام تھا نہ حضرت پر ہاں اگر مالک و حاکم حال سنکے پھر پہلو تہی کرے اور خبر نہ لے ضروری طور پر بھی
تو البتہ ظلم کی بات ہے جیسا ابونواس کہتا ہے واذا ولیت امور قوم مرۃ + فاعلم بانک عنہم لمسئول
یعنی جبکہ اختیار پائے تو انجام دینے پر کسی قوم کے امور ضرور کے تو اچھی طرح سے سمجھ بوجھ لے کہ تجھ پر بھی
محیط اور مسلط ایک ایسا حاکم حقیقی ہے کہ روز بازپرس وہ تجھ سے پرسش کریگا کہ تو نے اون بیکسوں سے
کیا سلوک کیا اے زبردست زیردست آزار + گرم تا کی بماند این بازار + واذا حملت الی القبور
جنازۃ + فاعلم بانک بعدہا محمول اور جب کسی قبرستان میں کوئی جنازہ لیجا تو سمجھنا کہ
اسکے بعد تیرا بھی جنازہ کو یونہیں کسی تکیہ میں لیجائینگے یا صاحب القبر المنقش سطحہ و لعلہ
من تحتہ مغلول حاصل یہ کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ ظاہر میں تو اونکی قبر پر عجب فضا کا عالم
ہے رنگارنگ کے گل بوٹے ہیں اور باطن میں اونکے قبر کے اندر انواع و اقسام طرح کے صدمے گزرتے
ہیں خدا روا رکھے [illegible] تم کو بیڑیوں میں ہتکڑیوں میں جکڑے پڑے رہتے ہیں اور مبتدا و الکلام یجر

الی الکلام یہانتک بات مین بات نکلتی چلی آئی اب ہم پھر مضامین حضرتکو بیان کرتے ہین جسکے ہیں ثم یسبق للترمی البائس الفقیر المسکین من یفتقدہ ویسلی لوعتہ تلہیۃ الحزین اور ہی قیامت کا دن ہی کہ جسمین ان بیچارے مسکینونکا خبر لینی والا شہید ہوا اگرچہ بستر زمین پرپڑا صرد سعین وتسلی دہندہ قلب حزین پڑی تڑپا کرتے تہی ایساکون خدا پرست تہا کہ بطلب خوشنودی ایسے لوگون کی خبر لے کہ جو بیکس ہو کے پڑے رہتے ہین مکہیان بہنکا رہی ہین کوئی ٹہوکر بھی مارتا کہین جو تا خراب ہوا ایسے اندہے لولی لنگڑے تو بہت ہین مگر بیخبر خدا کا اونکا پوچہنے والا کہان سے بنادہ عیبناک کس خرد ٭ او بین علیہا خریدہ مرا ٭ یا حسن یا خدا انکو دخدا ہنگام تو فیق دے چنانچہ منقول ہے کہ جب حسنین علیہما السلام حضرت امیر المومنین ع کو دفن کرکے پہرے تو ایک آواز نہایت ضعیف ودردناک الم کہراتی آواز انکے کانون مین آئی از بسکہ ہی مصیبت دیدہ والم رسیدہ تہے اور تعزیہ رسیدہ تہے خود بھی مصیبت کا مزہ چکہے ہوے تہے وہ آواز سنتے ہی انکاوں کا دل پہٹا اور اپنی مصیبت بہول گئے نشان پا اوس آواز کی روانہ ہو کہ دیکہین یہ کون الم رسیدہ مصیبت زدہ ہماری طرح کرا رہا ہے دوسرے دل پر دہ بسر رہا ہے آخرش تہوڑی دور جا کر دیکہا کہ ایک بڈہا نہایت لاغر و نزار تشنہ لب بیمار زمین پر پڑا ایڑیان رگڑ رہا ہے پیچھی کو مارے اودہر ادہر کروٹین بدلتا ہے ہائے اب کسطرح پڑا رہتا ہے سرہانے ایک اینٹ رکہی ہوتی تہی دونون نے اوس سے پوچہا کہ تو کون ہے اور کیونکر بسر اوقات کرتا ہے اوسنے کہا کہ مین مرد نابینا ہون اور تشنہ لب بیمار ہون دو برس کے بعد گزر رہا ہے کہ مین صاحب فراش ہو گیا ہون یا دل پاش پاش فرش زمین پر پڑا رہتا ہون سو نہ سوکر نہ تشنگی سے سہہ دارم ٭ غم جگر یہ کہ گویم عجب دارم ٭ انہون نے فرمایا کہ اے شیخ خدا تجہی رزق کس حیلہ اور وسیلہ سے دیتا ہے حالانکہ تو ایسا بیمار ہے کہ تجہسے فکر معاش کی نہین ہوسکتی وہ زار زار رویا اور کہنے لگا کہ ای صاحبزادو بہت مدت سے یہ ایک خدا کا ولی ہر روز میرے پاس آتا تہا اور کچہہ کہانا لاتا تہا وہ میرے پاس بیٹھ کر بے تکلف زمین پر بیٹھ کر اپنے ہاتھ سے نوالی بنا بنا کر مجہے کہلاتا تہا اور مثل والد شفیق میری دلجوئی کرتا تہا اور سب سے ہی نازبرداری فرماتا تہا بیچارا

مزاج داری اوٹھاتا تھا آندھی پانی زلزلہ طوفان مین بھی کبھی کسی فصل مین کوئی رات ایسی نہین گزری کہ
ہر حال مین وہ اپنی تئین مجھ تک نہ پہونچاتی ہو کیسی ہی کڑی بیماری ہو حضرت امام حسن ع و حضرت امام حسین ع نے پوچھا کہ اے شخص
تو کچھ اونہین پہچانتا ہی کہ وہ کون ہے اوسنے کہا کہ اے صاحبزادو مین نابینا ہون کسیکو دیکھکے پہچان نہین سکتا
نہ کسیکی شکل و شمائل جان سکتا ہون حضرت نے فرمایا کہ کچھہ اونکی عادات یا کلام بیان کرو اوسنے کہا کہ وہ بزرگوار میرے
پاس آکر بے تکلف زمین پر بیٹھ جاتے تھے اور جبتک بیٹھے رہتے تھے برابر تسبیح و تحمید خدا مین مصروف رہتے تھے کبھی عبث
نہ بیٹھتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے مسکین جالس مسکینا و فقیر جالس فقیرا یعنی ایک مسکین و فقیر
دوسرے مسکین و فقیر پاس بیٹھتا ہے دونون بزرگوارون نے پوچھا کہ تو نے اونسے کبھی نام بھی پوچھا تھا یا نہین اوسنے کہا
کہ ہان مگر بہت اصرار سے پوچھا مگر کبھی اونھون نے نہین بتایا بلکہ فرمایا کہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے تم اپنا کام کرو
انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا یعنی ہم نہین کہلاتے تمہین مگر محض
واسطے خوشنودی خدا کے اور نہین چاہتے تمسے بدلا یا شکرگزاری معلوم نہین کہ کیا اتفاق پڑا کہ وہ دو دن سے نہین آئے
وگرنہ کبھی کسی حال مین اونھون نے تشریف لانا ترک نہ کیا تھا یہ سنکر حسنین ع بہت روئے بیٹھ گئے سر و سینہ پر خاک اوڑائے
اور کہا کہ اے شخص وہ والد ماجد ہمارے وصی مصطفے علی مرتضے تھے دو روز کا عرصہ ہوا کہ ابن ملجم مرادی ملعون نے بے
قصور اونکے سر مبارک پر ضربت لگائی اور وہ تیغ لگ مبتلا کرب ضرب مین تھے چنانچہ ابھی ہم اونکو دفن کرکے ہوئے
چلے آتے ہین یہ سنکر اوسنے ایک چیخ ماری اور ماہی بے آب کیطرح لوٹنے لگا حسنین ع نے بہت تسکین دی اور خبرگیری کا
اوسیطرح وہ شور کیا اور تڑپکے کہا کہ اب حیف ہے زندگی دنیا پر جب ایسا آقا اور مولا اوٹھ جائے آپکو واسطہ دلاتا
ہون اوس صاحب کی روح حقوق پدری کا کہ جو آپ پر لازم ہین کہ مجھے قبر شریف تک اونکی پہونچا دیجئے یہ سنکر حضرت
حسنین ع نے اوسکے بغلون مین ہاتھ دیا اور وہ بزاری کشان کشان لاتے تھے افتان و خیزان گرتا پڑتا لڑکھڑاتا ڈھاڑین مارتا
قبر مطہر کیطرف واتے اور وہان پہونچکر قبر پر بیٹھ گیا اوسنے اپنی تئین گرا دیا اور اس قدر شور سے رویا کہ روتے
روتے بیہوش ہو گیا اور جب ہوش مین آیا تو اوسنے بکمال گریہ و زاری درگاہ باری مین عرض کی کہ خداوندا مین
واسطہ دلاتا ہون تجھے اس قبر پاک کا اور اوسکا کہ جو اس مین مدفون ہے کہ ابھی میری روح قبض کرلے اب ایسے آقا اور مولا کے بعد دنیا کی

فاقی پر تیغہ ہوا پس زہر اوسکی کارگر ہوئی اور بعد تین دن کے اوسکی روح پرواز کر گئی اور حسنینؑ نے غسل دیکر تجہیز و
تکفین کیا وَضَجَّتْ بِالنَّحِيبِ وَالْعَوِيلِ وَالْبُكَاءِ جَمِيعُ سُكَّانِ السَّمَاءِ اور فرشتگان آسمان جمع ہوئے اور نوحہ و بکا
کرنے لگے سب فرشتے آسمانوں کے رَوَى الصَّدُوقُ فِي ... عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ
عَنِ النَّبِيِّ چنانچہ صدوق علیہ الرحمۃ باسناد معتبر جابر انصاری سے روایت کی ہے قَالَ رَأَيْتُ فِي السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ تِمْثَالَ
عَلِيٍّ اوس جناب نے شب معراج پانچویں آسمان پر شبیہ حضرت امیرؑ کی دیکھی پس تعجب سے فرمایا کہ اے اخی جبرئیل یہ
اخی علی بن ابیطالب مجھسے بھی پہلے آسمان پر پہنچے اونہوں نے کہا یا حضرت یہ علی نہیں بلکہ اونکی صورت ایک فرشتے
کی تسکین ملائکہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے جبکہ اونہوں نے شکایت کی کہ خداوندا جناب امیر کی صورت دیکھتے ہیں تو اونسے
انس حاصل ہوتا اور غیبت بڑھ جاتی ہے اور ہر دم ہم زمین پر جا نہیں سکتے پس کیا کریں تو خدا نے شبیہ حضرت امیرؑ پیدا
کردی و جبکہ ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ نے سر پاک پر ضرب لگائی اور انہیں شہید کیا تو اوس شبیہ حضرت کا بھی سر مجروح
ہوگیا اور وہ شبیہ قتیل ہو گئی پس یہ حال دیکھ کے ملائکہ بہت مضطر و غمگین ہوئے اور قاتل حضرت پر لعنت کی
اور اسیطرح حضرت امام حسینؑ کی بھی شبیہ فلک پر تھی اور اونکی شہادت کے بعد وسیطرح خاک و خون میں تڑپ کے
فنا ہوئی اور سب فرشتوں نے یہ حال دیکھ کے سب قاتلان حضرت خصوصاً یزید پلید پر لعنت کی اور ابن ملجم کو ساتھ
تُوُفِّيَ فِيهِ عَلِيٌّ الْمُرْتَضَى وَصِيُّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى یہ وہی دن ہے کہ جسمیں وفات فرمائی حضرت امیرؑ نے بزخم عدو
مَلْعُونٍ وَوَاهِبٌ قَاتِلَهُ مَا بَقِيَ مِنْ لَبَنِهِ وہ علی کہ جنہیں اپنے قاتل پر بھی رحم آیا جب دیکھا کہ اوسکی
آنکھوں میں گڑھے پڑے ہیں اور سر برہنہ سراسیمہ کھڑا ہے سامنے حضرت کے تو حضرت امام حسنؑ سے فرمایا بیٹا
ارْفِقْ بِأَسِيرِكَ اے فرزند سختی نکرو اپنے قیدی پر دیکھتے نہیں کیا حال اوسکا متغیر ہے پس حضرت امام
حسنؑ نے فرمایا کہ اے والد بزرگوار وہ تو آپکو شہید کرے اور آپ اوسپر رحم کھائیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے
حضرت نے فرمایا کہ ہم اہلبیت عصمت و طہارت معدن حلم و مروت ہیں اور اوسکو پاس بٹھلا کے دودھ بھیجا هَذَا
يَوْمٌ فَرِحَ فِيهِ أَهْلُ الْعُدْوَانِ وَاسْتَرَاحَ بِهِ مُعَاوِيَةُ وَمَرْوَانُ یہی دن ہے کہ جسمیں خوشی
حاصل ہوئی ستمگاروں کو اور راحت پا گئے معاویہ و مروان خوف سے حضرت کے وَأَضْحَى أَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ

بِالوُجُوہِ لاطِمَاتٌ وَعلی فقدہٖ فَادِبَاتٌ اور سب اہلبیت حضرت کی جدائی پر روتے تھے اور مونہہ طمانچے مارتے تھے وَلِلشُّعُورِ عَلَی الخُدُودِ نَاشِرَاتٌ وَلِلْعُیُونِ اَعْیُنٍ نَاقِداً حَامِی مدد گار اونکا اوٹھہ گیا تھا اسلیے مونہہ پر بال بکھرائے روتے تھے بلک بلک کر جان کہوتے تھے حتیٰ اَن قُتِلَ هٰذَا الی اَن سُمَّ الحَسَنُ وَبَقِیَ الحُسَینُ الشَّهِیدُ عَلی الغَبرَاءِ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ مَطرُوحاً بِلَا غُسلٍ وَکَفَنٍ انکا انجام حضرتکی اس شہادت کا یہہ ہوا کہ حضرت امام حسنؑ کو بے حامی مددگار پاکے ظالموں نے زہر دلوایا اور ٹکڑے جگر کے اور لخت جگر علی و بتول کی اشتہ فراغ میں دہن مبارک سے گرے اور مسافر غریب امام حسین علیہ السلام کو پاش پاش لاش تین دن تک زمین گرم کربلا پر بے گور و کفن پڑی رہی ان سب ظلموں کی بنیاد گویا اوسی روز قائم ہوئی کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے دنیا سے سفر کیا وَسِیقَ بِاُمِّ کُلثُومٍ وَزَینَبَ کَالجَوَارِی + وَاُطِیفَ بِهِنَّ فِی القِفَارِ وَالبَرَارِی اور اوسی روز بنیاد اس بیداد کی قائم ہوئی کہ صحرا او بیابانوں میں دختر فاطمہ کنیزوں کی طرح بے مقنعہ و چادر پھرائی جائیں عَلی اَقتَابِ المَطِیَّاتِ وَتَلفَحُ وُجُوهَهُمْ حَرُّ الهَاجِرَاتِ بے کجاوہ و عماری شتران برہنہ پر ایسی دہوپ کی شدت میں کہ قریب تہا کہ مونہہ اونکا جلجائے اور دہوپ کے مارے مونہہ کی کہالین گر پڑین اور لو کی شدت سے چہرے جہلس کے اولما جائین اَیدِیهِمْ مَغلُولَةٌ اِلَی الاَعنَاقِ یُطَافُ بِهِمْ فِی الاَسوَاقِ ہاتھہ اونکے اونکی گردنوں میں پکڑ کے جکڑ دئے تہے اور اسی حال زار سے اونہیں شہر شہر دیار بدیار پہراتے تہے وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَنقَلِبُونَ

(۱۰۰-۱۸۰۰-۱)

# بائیسوان موعظہ

تفسیر مین سورۂ انا انزلناہ کے اور بیان مین شب قدر
و اعمال ضروری شب قدر کے اور بیان
مسئلہ تقدیر و تدبیر و مسئلہ
بدا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ الْبَاقِرُ مَنْ قَرَأَ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ فَجَهَرَ بِهَا کَانَ کَالشَّاهِرِ سَیْفَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تعالیٰ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص پڑھے سورۂ انا انزلناہ شب قدر مین باواز بلند تو ہوگا وہ از راہ ثواب برابر اوس مجاہد کے کہ شمشیر برہنہ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے راہ خدا مین وَمَنْ قَرَأَهَا سِرًّا کَانَ کَالْمُتَشَحِّطِ بِدَمِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور جو باواز پوشیدہ پڑھے تو وہ بمنزلہ اوس شہید کے ہے کہ جو راہ خدا مین اپنے خون مین لوٹتا ہو وَمَنْ قَرَأَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ مَحَا اللّٰهُ عَنْهُ اَلْفَ ذَنْبٍ مِنْ ذُنُوْبِهٖ اور جو مومن اوسے دس بار پڑھے تو محو کرتا ہے خدا اوس سے اوسکے ہزار گناہون کو واعظ کہتا ہے کہ پس مناسب ہے کہ مومنین معنے بھی اس

سورہ شریف کے سمجھکے اوسے تلاوت کرین کہ باعث مزید اجر و ثواب ہو انشاء اللہ تعالے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تفسیر اس آیہ وافی ہدایہ کی مشہور و معروف ہے طول دینے کی اوسمین کچھہ حاجت نہین خلاصہ یہہ کہ ابتدا کرتا ہون مین ساتھہ نام خدا کے ایسا خدا کہ جو مہربان و کریم ہے اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ یعنے بے شبہ نازل کیا ہمنے اوس قرآن کو اور احتمال ہے کہ ضمیر راجع لفظ منزل کی طرف ہو کہ جو انزلنا سے مستفاد ہے جیسا کہ اِعۡدِلُوۡا ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی مین ضمیر ہو کی عدل کی طرف پہری ہے فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ شب قدر مین یعنے نزول قرآن شب قدر مین ہوا عَنۡ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ قَالَ قَالَ لِیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ یَا عَلِیُّ اَتَدۡرِیۡ مَا مَعۡنٰی لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ حضرت امیر نے فرمایا کہ فرمایا مجہسے جناب رسالتمآب نے کہ یا علی تمہین کچھہ معلوم ہے کہ شب قدر کے کیا معنے ہین فَقُلۡتُ لَا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ مینے عرض کیا کہ نہین ای رسول خدا فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُقَدِّرُ فِیۡہَا مَا ہُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ خلاصہ یہہ کہ حضرت نے فرمایا کہ لیلۃ القدر سے مراد شب تقدیر ہے یہہ وہ رات ہے کہ اسمین مقدر اور مقرر کرتا ہے خدا جو کچھہ کہ ہونے والا ہے روز قیامت تک فَکَانَ فِیۡمَا قَدَّرَ وِلَایَتُکَ وَوِلَایَۃُ الۡاَئِمَّۃِ مِنۡ وُلۡدِکَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اور منجملہ اون مقدرات کے تمہاری ولایت ہے اور ائمہ دین کی اولاد امجاد سے تمہاری قیام قیامت تک وَسُئِلَ مُحَمَّدُ بۡنُ مُسۡلِمٍ اَحَدَہُمَا عَنۡ عَلَامَۃِ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ اور محمد بن مسلم نے سوال کیا حضرت امام

ثم باقر یا حضرت امام جعفر صادق ع سے علامت شب قدر سے پوچھا گیا
ہم کہا مِنْہَا اَنْ یَطِیْبَ رِیْحُہَا وَاِنْ کَانَتْ فِیْ بَرْدٍ دَفِئَتْ وَاِنْ کَانَ
فِیْ حَرٍّ بَرَدَتْ فَطَابَتْ پس حضرت نے فرمایا کہ علامت اوسکی
یہ ہے کہ ہوا اوس شب کو خوشبو اور گوارا ہوا اور سردی ہو تو گرم
ہوتی ہے اور گرمی ہو اوسکی ہوا سرد ہوکی پاک و پاکیزہ
ہوتی ہے وَسُئِلَ عَنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَقَالَ تَنَزَّلُ فِیْہَا الْمَلٰئِکَۃُ
وَالْکَتَبَۃُ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَکْتُبُوْنَ مَا یَکُوْنُ فِیْ اَمْرِ السَّنَۃِ وَ
مَا یُصِیْبُ الْعِبَادَ وَاَمْرُہٗ عِنْدَہٗ مَوْقُوْفٌ وَفِیْہِ الْمَشِیَّۃُ
یُقَدِّمُ مِنْہُ مَا یَشَآءُ وَیُؤَخِّرُ مِنْہُ مَا یَشَآءُ وَیَمْحُوْ وَیُثْبِتُ وَ
عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اور سوال کیا گیا اوسے جناب سے حال شب
قدر سے پس فرمایا کہ نازل ہوتے ہین اوسمین ملائکہ اور لکھنے والے
فرشتے آسمان اسفل پر پس لکھتے ہین وہ جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے
سال بھر مین اور جو کہ پہونچتا ہے بندون کو اور کچھ امر نزدیک
خدا کے ہین اور موقوف اوسی پر ہین اور اونمین پر مشیت ایزدی
جاری ہوتی ہے پس اونمین سے جسے مناسب جانتا ہے مقدم کرتا
اور جسے مناسب جانتا ہے موخر کرتا ہے اور محو کرتا ہے اور ثابت
رکھتا ہے اور اوسکے پاس ام الکتاب یعنے لوح محفوظ ہے وَسُئِلَ
الصَّادِقُ کَیْفَ تَکُوْنُ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرًا مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ اور
پوچھا گیا حضرت امام جعفر صادق ع سے کہ کیونکر ایک شب قدر بہتر ہوتی
ہے ہزار مہینے سے قَالَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْہَا خَیْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ

فِی اَلْفِ شَھْرٍ لَیْسَ فِیْھَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ حضرت نے فرمایا کہ عمل نیک اوس شب مین بہتر ہوتا ہے عمل نیک سے اون ہزار مہینون مین کہ جنمین شب قدر نہو عَنْ حُمْرَانَ اَنَّہٗ سَاَلَ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ قَالَ نَعَمْ ھِیَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ یا اور حمران سے ہے کہ اونھون نے پوچھا حضرت امام محمد باقر سے تفسیر قول باریتعالی کی اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ بے شبہ نازل کیا ہمنے اوسکو یعنے قرآن شریف کو مبارک رات مین پس فرمایا کہ ہان وہی شب قدر ہے فرمایا خدا نے فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ اوسی شب مین جدا کیا جاتا ہے ہر امر مضبوط و محکم قَالَ یُقَدَّرُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ کُلُّ شَیْءٍ یَکُوْنُ فِیْ تِلْکَ السَّنَۃِ اِلٰی مِثْلِھَا مِنْ قَابِلٍ مِّنْ خَیْرٍ وَّ شَرٍّ وَّ طَاعَۃٍ وَّ مَعْصِیَۃٍ وَّ اَجَلٍ اَوْ رِزْقٍ فرمایا کہ مقدر ہوتی ہے اس شب مین ہر وہ چیز کہ جو اوس سال مین ہونے والی ہوتی ہے نیکی یا بدی عبادت یا معصیت اجل یا رزق جو کچھ ہونے والا ہو سال آیندہ تک فَمَا قُدِّرَ فِیْ تِلْکَ السَّنَۃِ وَقُضِیَ فَھُوَ الْمَحْتُوْمُ وَلِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْہِ الْمَشِیَّۃُ پس جو کچھ مقدر ہوا ہے اوس سال مین اور نافذ کردیا گیا ہے پس وہ محتوم یعنے قطعی ہے اور مشیت خدا کو اوسمین دخل ہے قَالَ قُلْتُ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ اَیُّ شَیْءٍ عُنِیَ بِذٰلِکَ راوی کہتا ہے کہ مینے عرض کی شب قدر کے ہزار مہینہ سے بہتر ہونے سے کیا معنے ہین فَقَالَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھَا مِنَ الصَّلٰوۃِ

وَالزَّکوٰۃِ وَاَنْوَاعِ الْخَیْرِ خَیْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ فِی اَلْفِ شَھْرٍ لَیْسَ فِیْھَا
لَیْلَۃُ الْقَدْرِ یس فرمایا کہ عمل نیک اوقسمین مثل نماز وزکوۃ وغیرہ
سے اور باقی جو نیکیون کی قسمین ہین بہتر ہین عمل سے اون ہزار
مہینون مین کہ جنمین شب قدر نہو ولولا یضاعف اللّٰہ لہم لما بلغوا
ما بلغوا ولکن اللّٰہ یضاعف لھم الحسنات اور اگر خدا دوچند
وزیادہ نکرتا مومنون کے لئے اجر وثواب کو تو وہ اس مرتبہ تک
نپہنچتے لیکن وہ دوچند کرتا ہے اونکے لئے نیکیون کو وَعَنْ
اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ مَنَامِہٖ بَنِیْ اُمَیَّۃَ
یَصْعَدُوْنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَیُضِلُّوْنَ النَّاسَ عَنِ الصِّرَاطِ
الْقَھْقَرٰی فَاَصْبَحَ کَئِیْبًا حَزِیْنًا اِلٰی اَنْ قَالَ فَاَنْزَلَ جَبْرَئِیْلُ اِنَّا
اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ
لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ
لِنَبِیِّہٖ خَیْرًا مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مُلْکِ بَنِیْ اُمَیَّۃَ اور حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواب مین دیکھا جناب رسالت
مآب نے کہ بعد اونکے اونکے منبر کے زینون پر بوزینون کی طرح
بنی امیہ چڑہتے ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین راہ راست سے
اور اوسکو الٹے پاؤن پہیری دیتے ہین پس صبحکو بہت رنجیدہ وملول
پیدا ہوئے تا آنکہ معصوم فرماتے ہین پس نازل کی گئی اون پر
اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ اور گردانا خدا نے شب قدر کو بہتر اپنے نبی کے لئے
ہزار مہینون سے سلطنت بنی امیہ کے وَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ شَدَّ الْمِئْزَرَ وَاجْتَنَبَ النِّسَاءَ وَ أَحْيَى اللَّيْلَ وَ تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ اور اوسی جناب نے فرمایا کہ جب آخر دہیہ ماہ رمضان کا آتا تھا تو جناب رسالت مآبؐ اپنی لنگی کس لیتے تھے یعنے اجتناب و پرہیز کرتے تھے عورتوں سے اور راتوں کو جاگتے تھے اور سب کاروبار سے فارغ البال ہو بیٹھتے تھے عبادت کے لیے وَعَنْهُ أَيْضًا لَيْلَةُ الْقَدْرِ أَوَّلُ السَّنَةِ وَ آخِرُهَا اور اوسی جناب سے ہے کہ شب قدر اول سال ہی ہے اور آخر سال ہی وَعَنْهُ أَيْضًا رَأْسُ السَّنَةِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يُكْتَبُ فِيهَا مَا يَكُونُ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ اور اونہیں حضرت سے ہے کہ ابتدای سال شب قدر ہی لکھا جاتا ہے اوسمیں جو کچھہ کہ ہوتا ہے ایک سال سے دوسرے برس تک وَعَنْ حَسَّانَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْهُ ع أَيْضًا قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ الْتَمِسْهَا فِي لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ أَوْ لَيْلَةِ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ اور حسان بن مہران سے ہے کہ اونہوں نے پوچھا اوس جناب سے تعیین شب قدر سے پس فرمایا کہ تفحص و تجسس کر اوسکا اکیسوین شب یا تیئیسوین شب مین اور جناب شیخ حر عاملی عامله الله بلطفه الخفی والجلی نے کتاب مستطاب وسائل الشیعة الی احکام الشریعة مین جناب شیخ صدوق سے نقل کیا ہے کہ اوس جناب نے فرمایا اتَّفَقَ مَشَايِخُنَا عَلَى أَنَّهَا لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ یعنے اتفاق کیا ہے ہمارے اساتذہ نے اس امر پر کہ شب قدر تیئیسوین شب ہے

اور احتمال ہے کہ مراد اس کلام سے دعوی اجماع ہو تعیین شب مذکور
پر اور بعض علما کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے اتفاق و اجماع اس پر
کہ شب قدر ان تین مشہور شبوں سے خارج نہیں اور احوط یہ ہے
کہ احیای شب زندہ داری وغیرہ ترک نہ کرے کسی شب میں ان تین
میں سے اور صاحب عذر کے لیئے دور نہیں کہ اکتفا فقط تیسویں
شب پر انشاء اللہ کافی ہو وقال ابو عبد اللہ التقدیر فی لیلۃ
تسعۃ عشر والابرام فی لیلۃ احدی وعشرین والامضاء
فی لیلۃ ثلث وعشرین اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے کہ معین و مقرر و اندازہ کرنا انیسوین شب میں ہوتا ہے اور مضبوط
اور مستحکم کرنا اوسکا اکیسوین شب اور جاری اور نافذ کرنا اوسکا
تیئیسوین شب میں وعن ابی حمزۃ الثمالی قال کنت عند ابی عبد اللہ
فقال لہ ابو بصیر جعلت فداک لیلۃ التی یرجی فیھا ما یرجی فقال فی
لیلۃ احدی وعشرین او ثلث وعشرین قال فان لم اقو
علی کلتیھما فقال ما ایسر لیلتین فیھما تطلب قال قلت
فربما رأینا الھلال عندنا وجاءنا من غیرنا بخلاف ذلک
من ارض اخری فقال ما ایسر اربع لیال تطلبھا فیھا قلت
جعلت فداک لیلۃ ثلث وعشرین لیلۃ الجھنی فقال
ان ذلک لیقال اور ابو حمزہ ثمالی سے ہے کہ میں حاضر خدمت بابرکت
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تھا پس عرض کی ابو بصیر نے کہ میں
فدا ہوں آپ پر سے وہ کون شب ہے کہ جسمیں امیدیں کیجاتی ہیں

پس حضرت نے فرمایا کہ وہ اکیسوین شب ہے یا تئیسوین عرض کی
پس اگر مجھے قوت ان دونون شبون کے اعمال خیر کی نہو حضرت نے
فرمایا کہ وہ شبین بہت کم ہین اور نہایت سہل ہے طلب فضیلت
شب قدر کے لئے راوی کہتا ہے پس عرض کی مینے کہ اکثر ہم
اپنے لوگون سے کہ روایت کچھہ ہوئی ہے اور اور شہرون کے باشندون
سے کچھہ اور سنا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ کسقدر سہل ہے
کہ دو شبون مین فضیلت اس شب عالی شان کی طلب کیجائے
مینے عرض کیا کہ تئیسوین شب جہنی ہے حضرت
نے فرمایا کہ ہان اسیطرح کہا جاتا ہے قَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ
اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ خَالِدٍ رَوٰى فِىْ تِسْعَ عَشَرَةَ يُكْتَبُ وَفْدُ الْحَاجِّ
فَقَالَ لِي يَا اَبَا مُحَمَّدٍ وَفْدُ الْحَاجِّ يُكْتَبُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمَنَايَا
وَالْبَلَايَا وَالْاَرْزَاقُ وَمَا يَكُوْنُ اِلٰى مِثْلِهَا فِي قَابِلٍ فَاطْلُبْهَا
فِي لَيْلَةِ اِحْدٰى وَثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ عرض کی مینے کہ سلیمان
بن خالد نے روایت کی ہے کہ انیسوین شب مین قافلے حاجیون
کے لکھی جاتے ہین فرمایا کہ ای ابو محمد شب قدر مین لکھی جاتے
ہین اور امیدین اور آفتین اور رزق اور جو کچھہ عرض سال مین
ہونے والا ہوتا ہے پس تفحص کر اوسکا اکیسوین اور تئیسوین
مین وَصَلِّ فِىْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِائَةَ رَكْعَةٍ وَاَحْيِهِمَا اِنِ
اسْتَطَعْتَ اِلَى النُّوْرِ وَاغْتَسِلْ فِيْهِمَا اور اون دونون مین سے
ہر شب کو سو رکعت نماز پڑہ اور شب زندہ داری کر اگر طاقت

ہو نور سے کے ترجمے تک اور غسل بھی کران دونون مین قال قلت
فان لم اقدر علی ذلک وانا قائم کہا عرض کی مینے پس اگر
اٹھنے سے ہو سکے نہ مجھکو سکون قال فصل وانت جالس فرمایا
مجھے بیٹھے پڑھ قلت فان لم استطع قال فعلی فراشک عرض
کی مینے کہ اگر یہ بھی نہو سکے تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے بستر پر لیٹے
لیٹے نماز پڑھ قلت فان لم استطع قال لا علیک ان تکتحل
اول اللیل بشیء من النوم عرض کی مینے کہ اگر یہ بھی نہو سکے
فرمایا تو کچھ مضایقہ نہین کہ اول شب کسیقدر تو سورہے وان
ابواب السماء تفتح فی رمضان وتصفد الشیاطین وتقبل
اعمال المؤمنین نعم الشہر رمضان کان یسمی علی عہد
رسول الله المرزوق اور سب شب آسمانون کے دروازے
کھل جاتے ہین ماہ رمضان مین اور جکڑ لیے جاتے ہین اور
قید ہو جاتے ہین شیطان اور قبول کیئے جاتے ہین مومنون
کے عمل کیا اچھا مہینا ہے ماہ رمضان اوسکا نام عہد جناب
رسالت مآب مین مرزوق تھا وروی ان ابا جعفر اذا کان
لیلۃ احدی وعشرین ولیلۃ ثلث وعشرین اخذ فی
الدعاء حتی یزول اللیل فاذا زال اللیل صلی اور منقول
ہے کہ حضرت امام محمد باقر عم اکیسوین شب اور تیئیسوین نصف
شب تک دعائین پڑھتے تھے اور بعد نصف شب نمازون مین
مصروف ہوتے تھے وروی انہ سئل ابو عبد الله

عن لیلۃ القدر کانت او تکون فی کل عام اور منقول ہے کہ سوال کیا گیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر سے کہ آیا وہ سابق ہی مین تھی یا اب بھی ہر سال ہوتی ہے فقال لو رفعت لیلۃ القدر لرفع القرآن فرمایا کہ اگر شب قدر اوٹھہ جاتی تو قرآن بھی اوٹھہ جاتا وفی مضمرۃ اسحٰق بن عمار قال سمعتہ یقول و ناس یسألونہ یقولون الارزاق تقسم لیلۃ النصف من شعبان قال فقال لا واللہ ما ذلک الا فی لیلۃ تسع عشرۃ من شھر رمضان واحدی وعشرین وثلث وعشرین اور اسحاق بن عمار سے ہے کہ سنا مینے اونھین کہ فرماتے تھے اور کچھ لوگ اونسے سوال کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رزق تقسیم ہوتا ہے پندرھوین شبکو شعبان کی پس حضرت نے فرمایا کہ نہین بخدا نہین ہے وہ شب مگر اونیسوین اور اکیسوین اور تیئیسوین ماہ مبارک رمضان کی فان فی لیلۃ تسع عشرۃ یلتقی الجمعان پس اونیسوین شب باہم ملجاتی ہین دو لون جماعتین وفی لیلۃ احدی وعشرین یفرق کل امر حکیم اور اکیسوین شب مین جدا کیا جاتا ہے ہر امر مستحکم وفی لیلۃ ثلث وعشرین یمضی ما اراد اللہ من ذلک وھی لیلۃ القدر التی قال اللہ عزوجل خیر من الف شھر اور تیئیسوین شب کو نافذ اور جاری کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے خدا اوسمین سے اور وہی شب قدر ہے کہ جسے خود خدا نے بہتر ہزار مہینون سے فرمایا قال قلت وما معنی قولہ یلتقی الجمعان قال یجمع اللہ فیھا

مَا اَرَادَ مِنْ تَقْدِیْمِہٖ وَتَاْخِیْرِہٖ وَاِرَادَتِہٖ وَقَضَائِہٖ راوی کہتا ہے کہ باہم ملاقات سے دو جماعتوں کی کیا مراد ہے کہا مراد اوس سے یہہ ہے کہ خدا جمع کرتا ہے اوسمین جسکی تقدیم یا تاخیر اور منظور ہوتی ہے اور جسکا ارادہ یا امضا و انفاذ ملحوظ ہوتا ہے قُلْتُ فَمَا مَعْنٰی یُمْضِیْہِ فِیْ ثَلٰثٍ وَعِشْرِیْنَ قَالَ اِنَّہٗ یَفْرُقُہٗ فِیْ لَیْلَۃِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ وَاِمْضَائِہٖ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْہِ الْبَدَاءُ فَاِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ ثَلٰثٍ وَعِشْرِیْنَ اَمْضَاہُ فَیَکُوْنُ مِنَ الْمَحْتُوْمِ الَّذِیْ لَا یَبْدُوْلَہٗ فِیْہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی میں نے کہا تئیسوین مین انفاذ کرنے کے کیا معنے ہین فرمایا کہ خدا جدا کرتا ہے اکیسوین کو لیکن اوسمین گنجایش بدا رہتی ہے اور تئیسوین کو بالکل اجرا اور انفاذ ہوجاتا ہے پس وہ امور ایسے حتم ہوجاتے ہین کہ اونمین بدا کی گنجایش نہین رہتی وَقَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ فِیْ لَیْلَۃِ تِسْعَۃَ عَشَرَ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَلتَّقْدِیْرُ وَفِیْ لَیْلَۃِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ الْقَضَاءُ وَفِیْ لَیْلَۃِ ثَلٰثٍ وَعِشْرِیْنَ اِبْرَامُ مَا یَکُوْنُ فِی السَّنَۃِ اِلٰی مِثْلِھَا وَلِلّٰہِ جَلَّ ثَنَاؤُہٗ اَنْ یَفْعَلَ مَا یَشَاءُ فِیْ خَلْقِہٖ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادقؑ نے کہ اونیسوین شب کو ماہ رمضان کی تقدیر اور تعیین امور ہوتی ہے اور اکیسوین کو انفاذ اور تئیسوین کو استحکام اون چیزون کا کہ جو سال آئندہ تک ہونے والی ہین اور خدا کو پہونچتا ہے یہہ کہ جو چاہے کرے اپنی مخلوقون کے بارہ مین وَعَنْ سُفْیٰنَ بْنِ السَّمْطِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ اللَّیَالِی الَّتِیْ یُرْجٰی

رِثَيْعًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ اور سفیان بن سمط سے منقول ہے کہ خدمت اقدس حضرت امام جعفر صادق میں مینے عرض کیا کہ کون ہیں وہ راتیں ماہ صیام کی کہ جنمین خدا سے ہر طرح کی امید ہوتی ہے پس فرمایا کہ ۱۹ و ۲۱ و ۲۳ قُلْتُ فَاِنْ اَخَذَتْ اِنْسَانًا الْفَتْرَةُ اَوْ عِلَّةٌ فَمَا الْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ مینے عرض کیا کہ سوا اگر آدمی کو کوئی بیماری یا سستی کا ہلی ہووے تو پھر کس شب پر زیادہ اعتماد کرے فرمایا کہ تیئیسویں شب پر پوشیدہ نرہے کہ علم ائمہ برابر ہے اور سبکو یہہ حال معلوم تھا مگر اکثر حدیثوں میں جو تعیین و تصریح نہ فرمائی گئی تو اس لحاظ سے کہ شاید اوس شب کسی بڑے امر کی امید خدا سے کریں جیسا کہ اسم اعظم کے اخفا میں یہی امر باعث ترک تصریح و اظہار ہوا اور اس راہ سے بھی کہ محض شب قدر یا اسم اعظم پر اکتفا کرے اور شبوں میں عبادت ترک کردیں یا اور اسموں کا پڑھنا چھوڑ دیں اور جب احتمال شب قدر و اسم اعظم کا ہر شب و ہر اسم میں ہوگا تو طمع شب مذکور اور اسم مسطور سے سب کے اشتیاق رہیں گے وَعَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ هِيَ لَيْلَةُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ اور زرارہ سے منقول ہے کہ پوچھا مینے حضرت امام محمد باقرؑ سے حال شب قدر سے پس فرمایا کہ ۲۱ یا ۲۳ شب ہے قُلْتُ اَلَيْسَ اِنَّمَا هِيَ لَيْلَةٌ وَاحِدَةٌ مینے عرض کیا کہ کیا وہ ایک شب نہیں

قَالَ بَلٰی قُلْتُ فَاَخْبِرْنِی بِھَا فرمایا کہ کیون نہین عرض کیا سینے پس بتائیے مجھے وہ شب قَالَ مَا عَلَیْکَ اَنْ تَفْعَلَ خَیْرًا فِی لَیْلَتَیْنِ حضرت نے فرمایا کہ آخر اسمین کیا حرج ہے کہ تم دو شبون مین امر خیر بجالاؤ وَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ فِی کُلِّ سَنَۃٍ وَیَوْمُھَا مِثْلُ لَیْلَتِھَا اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ شب قدر ہر سال ہوتی ہے اور اوسکا دن بہی مثل اوسکے روز قدر ہے وَقَالَ اَبُوْجَعْفَرٍؑ اِنَّ الْجُھَنِیَّ اَتَی النَّبِیَّ صلعم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِی اِبِلًا وَغَنَمًا وَعَمَلَۃً فَاُحِبُّ اَنْ تَاْمُرَنِی بِلَیْلَۃٍ اَدْخُلُ فِیْھَا فَاَشْھَدُ الصَّلٰوۃَ وَذٰلِکَ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان مین جہنیّ حاضر خدمت بابرکت جناب رسالتمآب ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت کچھ اونٹ اور بکریان اور بہت سے لوگ میرے ساتھ ہین خلاصہ یہہ کہ بڑا اٹھالا میرے ساتھ رہتا ہے مگر آپکی خدمت مین حاضر نہین ہو سکتا ایک شب مقرر کر دیجیے کہ مین نماز جماعت مین حاضر ہون فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَسَارَّہٗ فِی اُذُنِہٖ یہہ سنکے حضرت نے اوسے قریب بلاکے کچھ چپکے سے اوسکے کان مین کہدیا فَکَانَ الْجُھَنِیُّ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ ثَلٰثٍ وَعِشْرِیْنَ دَخَلَ بِاِبِلِہٖ وَغَنَمِہٖ وَاَھْلِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ اوس روز سے جہنی نے یہہ معمول باندہا کہ جب ۲۳ تاریخ ہوتی تہی تو وہ مدینہ مین مع اپنی باربرداری کے آموجود ہوتا تہا وَعَنْ حُمْرَانَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ مَا

قَالَ هِيَ لَيْلَةُ ثَلٰثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ اور حمران سے ہے کہ پوچھا
مینے حضرت امام جعفر صادق عؑ سے شب قدر سے پس اوس جناب نے
فرمایا کہ وہ ۲۳ یا ۲۴ ماہ صیام کی ہے قُلْتُ أَفْرِدْ لِيْ أَحَدَهُمَا
مینے کہا کہ انمین سے ایک فرما دیجیے قَالَ وَمَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ
فِي اللَّيْلَتَيْنِ وَهِيَ أَحَدُهُمَا فرمایا کہ کیا حرج اگر دونوں دونون شبوں
مین نیک عمل ہو کہ جنمین سے ایک شب قدر ضرور ہے وَعَنْ أَبِيْ بَصِيْرٍ
عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سُوْرَتَيِ الْعَنْكَبُوْتِ
وَالرُّوْمِ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ فَهُوَ وَاللّٰهِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مِنْ أَهْلِ
الْجَنَّةِ لَا أَسْتَثْنِيْ فِيْهِ أَحَدًا أَبَدًا وَلَا أَخَافُ أَنْ يَكْتُبَ اللّٰهُ
عَلَيَّ فِيْ يَمِيْنِيْ إِثْمًا فَإِنَّ لَهَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ مِنَ اللّٰهِ مَكَانًا اور ابو
بصیر نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جو شخص ماہ
مبارک رمضان مین سورہ عنکبوت اور سورہ روم پڑھے ۲۳ شب
کو پس بخدا وہ اہل جنت سے ہے نہین استثنا کرتا مین اوس سے
کسی کو کبھی اور کچھ مجھے ڈر نہین کہ مجھپر گناہ لکھا جاوے اسلئیے کہ ان
سورون کا خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَ لَوْ قَرَأَ
رَجُلٌ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ أَلْفَ
مَرَّةٍ لَأَصْبَحَ وَهُوَ شَدِيْدُ الْيَقِيْنِ بِالْاِعْتِرَافِ بِمَا يُخْتَصُّ
فِيْنَا وَمَا ذٰلِكَ إِلَّا لِشَيْءٍ عَايَنَهُ فِيْ نَوْمِهِ اور فرمایا حضرت امام
جعفر صادق عؑ نے کہ اگر پڑھے کوئی شخص ۲۳ ماہ رمضان کو سورہ قدر
ہزار بار تو صبح کرے گا یا وجو دیکہ بہت بڑا الیقین حاصل ہوگا اوسکو

ہمارے خاص رتبون کا اور نہوگا یہہ مگر بوجہ کسی امر کے کہ اوسے
خواب مین دیکھے گا وہ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
یَا عَلِیُّ اَتَدْرِیْ مَا مَعْنٰی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَقُلْتُ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
حضرت امیر سے ہے کہ جناب رسالت مآب نے مجھہ سے فرمایا کہ
یا علی تمہین معنی شب قدر کے معلوم ہین یا نہین مینے عرض کی کہ
نہین فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُقَدِّرُ فِیْھَا مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
فَکَانَ فِیْمَا قَدَّرَ وِلَایَتُکَ وِ وِلَایَۃُ وُلْدِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
پس فرمایا کہ خدا مقدر کرتا ہے اوس شب مین جو کچھہ کہ ہونے والا
ہے روز قیامت تک اور منجملہ اون امور کے ولایت تمہاری اور
ائمہ دین کی ہے تمہاری اولاد امجاد سے اور یہہ جو اکثر روایات مین
وارد ہوا ہے کہ نزول قرآن شب قدر مین ہوا ہے تو اسکی تفصیل
مین علمانے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ ابتدای نزول
قرآن اوس شب سے ہوئی اور بعضون نے کہا کہ نیچے والے آسمان
پر نازل ہوا قرآن بقدر اوسکے کہ جسکی حاجت سال بہر تک ہوا اور
وہان سے بتدریج زیر آسمان آیا اور ایک قول یہہ ہے کہ پہلے تو دفعتہً
شب قدر مین تمام وکمال آسمان زیرین پر نازل ہوا پہر جناب رسالت
مآب پر بتدریج حسب مصالح بیس برس کے عرصہ مین آیا اور یہی منقول
ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اسی مقام سے
معلوم ہوتا ہے منشا اسکا کہ ایک بار تو قرآن کے باب مین انزال
کا اطلاق ہوا اور دوسری دفعہ تنزیل کا جیسا کہ اس آیہ وافی ہدایہ

مین ہے وَنَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہمین نے تو بھیجا
تذکرہ یعنے قرآن شریف اور ہمین اوسکے حافظ و محافظ ہین حالانکہ
تنزیل خاص مطلق ہے بہ نسبت انزال کے اسلیے کہ تنزیل دلالت کرتا
ہے نزول تدریجی پر اور انزال عام ہے اس سے وَمَا اَدْرٰىكَ
مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ اور تم کیا جانو کہ کیا چیز ہے شب قدر یعنے کسی کو
اوسکی قدر نہین مگر خدا کے نزدیک بڑی قدر و منزلت ہے اوسکی
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کہ وہ اوسکے نزدیک ہزار مہینون
سے بہتر ہے عَنِ الصَّادِقِ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ فِىْ مَنَامِهٖ
بَنِىْ اُمَيَّةَ يَصْعَدُوْنَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ يُضِلُّوْنَ النَّاسَ
عَنِ الصِّرَاطِ الْقَهْقَرٰى فَاَصْبَحَ كَئِيْبًا حَزِيْنًا حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سے ہے کہ جناب رسالتمآبؐ کو خواب مین
دکھایا گیا کہ بعد اونکے بنی امیہ اونکے منبر کے زینون پر بوزنیون
کی طرح چڑھتے ہین اور راہ راست سے لوگون کو اولٹے پاؤن
پھیرتے ہین پس صبح کو حضرت رنجیدہ بیدار ہوئے تو آئے
عَلَيْهِ جَبْرَئِيْلُ فرمایا کہ پھر نازل ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِىْ اَرَاكَ كَئِيْبًا حَزِيْنًا اور عرض کی خیر تو
ہے کیا وجہ کہ مین آپ کو رنجیدہ پاتا ہون قَالَ اِنِّىْ رَاَيْتُ بَنِىْ اُمَيَّةَ
فِىْ لَيْلَتِىْ هٰذِهٖ يَصْعَدُوْنَ مِنْبَرِىْ مِنْ بَعْدِىْ وَيُضِلُّوْنَ
النَّاسَ عَنِ الصِّرَاطِ الْقَهْقَرٰى حضرت نے وہی رات کا خواب
جبرئیل کے سامنے دوہرایا فَقَالَ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا

اِنِّی مَا اَطَّلَعْتُ عَلَیْہِ پس اونھون نے عرض کی کہ قسم اوس خدا
کی جسنے آپکا سچا نبی بھیجا کہ مجھے ابتک کچھہ خبر اس خبر وحشت اثر کی نھین
فَعَرَجَ اِلَی السَّمَاءِ فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ نَزَلَ عَلَیْہِ بِاٰیٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ
یُؤَنِّسُہٗ بِھَا پس فوراً آسمان پر اوڑ گئے اور تھوڑی سی دیر مین
تسکین حضرت کے لیئے چند آیتین لیکے آگئے قَالَ اَفَرَاَیْتَ اِنْ
مَتَّعْنَاھُمْ سِنِیْنَ ثُمَّ جَاءَھُمْ مَا کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ
مَا اَغْنٰی عَنْھُمْ مَا کَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ کہا کہ آیا دیکھا تمنے
کہ اگر عیش و عشرت مین رکھا ہمنے اونھین چند روز پھر آپھونچا اونپر
وہی عذاب کہ جو اونسے وعدہ کیا گیا تھا تو کچھہ فائدہ نہ بخشا اونھین
اونکے اگلے اوس عیش و عشرت نے اور اِنَّا اَنْزَلْنَا بھی نازل ہوا
کہ جسمین یہہ ذکر آیا کہ شب قدر بہتر ہے اوس نبی کے لیے ہزار مہینون
سے بنی امیہ کے اور کئی روایتون مین اوسکے بعد یہہ زیادہ کیا
ہے کہ نھو اوسمین شب قدر وَ رُوِیَ اَنَّہٗ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلٰی
عَاتِقِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْفَ شَھْرٍ اور حسب اتفاق جناب رسالت
مآب کے روبرو ذکر آیا ایک شخص کا بنی اسرائیل مین سے کہ وہ اپنے
ہتھیار لگائے رہا راہ خدا مین ہزار مہینے فَعَجِبَ مِنْ ذٰلِکَ عَجَبًا
شَدِیْدًا وَتَمَنّٰی ذٰلِکَ فِیْ اُمَّتِہٖ یہہ سنکے حضرت کو بڑا تعجب ہوا
اور تمنا کی اس امر کی اپنی امت کے بارہ مین فَقَالَ رَبِّ جَعَلْتَ
اُمَّتِیْ اَقْصَرَ الْاُمَمِ اَعْمَارًا وَاَقَلَّھَا اَعْمَالًا اور مناجات کی بگریہ

زاری درگاہ باری مین اور بطور تاسف عرض کیا کہ خداوندا سب امتون
سے زیادہ تو نے میری امت کو عمر اور عمل قلیل دیا فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ
لَيْلَةَ الْقَدْرِ پس خدا نے اپنے حبیب کو شب قدر دی وَقَالَ لَيْلَةُ
الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ الَّذِيْ حَمَلَ الْاِسْرَائِيْلِيُّ السِّلَاحَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لَكَ وَلِاُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ اور فرمایا
کہ ایک شب قدر تنہا تمہارے لیئے اور بعد تمہارے تمہاری امت
کے لیئے ہر ماہ رمضان مین قیام قیامت تک بہتر ہے اون ہزار مہینو
سے کہ جنمین وہ اسرائیلی راہ خدا مین ہتھیار لگائے رہا وَرُوِيَ
بِطُرُقِ الْعَامَّةِ اَنَّهَا لَا حَارَّةٌ وَّلَا بَارِدَةٌ تَطْلَعُ الشَّمْسُ فِيْ صُبْحِهَا
لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ اور اہلسنت نے روایت کی ہے کہ شب قدر نہ گرم
ہوتی ہے نہ سرد بلکہ معتدل ہوتی ہے اور اوسکی صبحکو آفتاب بے شعاع
کے طلوع کرتا ہے وَسُئِلَ الْبَاقِرُ تَعْرِفُوْنَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ كَيْفَ
لَا نَعْرِفُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَطُوْفُوْنَ بِنَا فِيْهَا اور کسی نے حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے استفسار کیا کہ شب قدر کو آپ پہچانتے ہین فرمایا کہ
کیون نہ پہچانین گے حالانکہ فرشتے گرد ہمارے پھرتے ہین اوسمین
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ نازل ہوتے
ہین فرشتے اور روح فرشتہ اوسمین اجازت سے اپنے پروردگار کی
ہر ایک امر کے بارے مین اَلْقُمِّيُّ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَرُوْحُ الْقُدُسِ
عَلٰى اِمَامِ الزَّمَانِ وَيَدْفَعُوْنَ اِلَيْهِ مَا قَدْ كَتَبُوْا اُترتے ہین فرشتے
اور روح القدس اوسوقت کے امام پر اور حاضر کرتے ہین اونکی خدمت

ہین جو کچھہ کہ لکھتے ہین وعن الصادق قال اذا کان لیلۃ القدر نزلت الملائکۃ والروح والکتبۃ الی السماء الدنیا فیکتبون ما ہو کائن من قضاء اللہ ما یکون فی تلک السنۃ اور حضرت امام جعفر صادق سے ہے کہ شب قدر کو اوترتے ہین فرشتے اور روح اور لکھنے والے تقدیرون کے پہلے آسمان پر پس لکھتے ہین قضا و قدر الہی سے جو کچھہ ہونیوالا ہوتا ہے فاذا اراد اللہ ان یقدم شیئا او یؤخرہ او ینقص شیئا امر الملک ان یمحو ما یشاء ثم اثبت الذی اراد پس جب چاہتا ہے خدا کہ کوئی امر مقدم یا موخر کرے یا کمی فرمائے تو فرشتے کو حکم کرتا ہے کہ اپنی تحریر محو کرے اور خود ثابت کرتا ہے جو کچھہ چاہتا ہے واخذ کہتا ہے کہ قریب اسکے اور بہی حدیثین بکثرت گذرین اور اس مقام پر دو اشکال عویص الدفع ہین اور از بسکہ متعلق عقائد مذہبی ہین تو تعرض اونکی حل پر ضرور ہے پہلی یہہ دقت ہے کہ اس قسم کی حدیثون سے ثابت ہوا کہ شب قدر مین جو کچھہ عرض سال مین ہونے والا ہوتا ہے مثل نیکی یا بدی وغیرہ کے وہ سب لکھا جاتا ہے اور امضا اور انفاذ بہی اوسکا ہو جاتا ہے پس یہہ ظاہر ہے کہ تقدیر ٹل نہین سکتی اور کوئی تدبیر اوسکے سامنے چل نہین سکتی ؎ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ ٭ اور اگر ایسا ہو تو بلاشبہہ علم الٰہی مبدل جہل سے ہو جائے پس بندہ کا کیا قصور بلکہ وہ مجبور ہے جیسا کچھہ اوسکی تقدیر مین لکھا گیا ہے وہی ناچار کرتا ہے اور اس شبہہ پر فخر رازی نے بڑا فخر کیا ہے اور کہا کہ اگر دنیا بہر کے علماے شیعہ جمع ہو کر اسکا جواب دین تو بہی

تھا اور اسکے جواب پر نسونگے اور مین کلام رازی سے راضی نہین ہون اور
گوکہ مین اس قابل نہین کہ خدام علماء شیعہ مین محسوب ہون لیکن باوجود
اسکے کئی کتابون مین اپنی بتفصیل مختلف العنوان جواب دندان شکن
اس شبہ بارنیہ امام المشککین کہ جسے سنی امام کہتے ہین لکھہ چکا ہون
اور اس مقام پر بوجہ غرابت مقام اور طول صحبت اونمین سے بعض اجوبہ
کا خلاصہ ولب بیان کرتا ہون پوشیدہ نرہے کہ اگر اس تحریر
بے سر کا یہہ بے سروپا شبہ بجا ہو تو لازم آتا ہے کہ خدا بھی مجبور ہو جاے
باین تقریر کہ خدا ازل الآزال سے عالم و دانا جمیع امور کا ہے تو ضرور
خدا کو علم ہوگا ازل مین ہر اپنے فعل کا کہ جو ابد مین اوس سے صادر
ہوا پس دو حال سے خالی نہین یا تو خدا کو اوس فعل کا ترک کرنا ممکن
ہوگا یا نہین بر تقدیر اول علم باری تعالے مبدل جہل سے ہو جائیگا
کہ جو اوسکے علم مین گذرا وہ نہوا اور بر تقدیر ثانی خدا خود مجبور ہو جائیگا
کہ اپنے علم کے برخلاف نکر سکے حالانکہ وہ بالاتفاق قادر و توانا
ہے جیسا کہ عالم و دانا ہے رہی یہہ تشکیک کہ فعل بندے پر اور اوسکے
علم و قدرت پر صفات خدا کا قیاس باطل ہے اسلیئے کہ اوسکی صفات
قدیم ہین اور بندہ کے حادث تو یہہ خلاف قیاس ہے اسلیے کہ اگرچہ
قدرت و علم خدا قدیم ہے مگر تعلق اونکا حادث ہے پس وہ جو
اوسکا جواب دیگا وہی ہم سے اپنے شبہ کا جواب لیگا یہہ تو
جواب الزامی ہے اور جواب تحقیقی یہہ ہے کہ علم ہر چیز کا حکایت
اوس چیز کی ہے اور تابع اوسکا ہے نہ یہہ کہ وہ چیز خود اوسکی تابع

ہوجائے تو ایسا نہین کہ ازبسکہ مقدر ہوا تہا اور علم الٰہی مین گذرا تہا
تو اس سبب سے ضرور واقع ہوگا بلکہ بالعکس اسکے ہے یعنے ازبسکہ
ضرور ہونے والا تہا تو اس علم و تقدیر الٰہی مین گذرا مثلاً ہم جو یہہ جانتے
ہین کہ بعد ماہ صیام عید فطر ہوگی تو اسلیئے کہ بحسب عادت ہمیشہ ایسا ہوا
کیا نہ یہہ کہ ہمین جو یہہ علم ہوا تو یہہ باعث عید ہے بلکہ ہمین اگر ذہول
بہی ہوتا یا کسی وجہ سے حال عید نہ معلوم ہوتا تو بہی ضرور اپنے موقع
پر عید ہوتی خلاصہ یہہ کہ تقدیر کے عرف مین دو اطلاق ہے ایک
علم اور دوسری مشیت اور ان دونون کا حکم جدا ہے تقدیر بمعنی
اول ہر چیز سے متعلق ہے لیکن وہ موثر نہین مثلاً جو چیز جس سبب سے
واقع ہونے والی ہوگی ضرور علم الٰہی مین گذرے گی لیکن یہہ نہین کہ علم
الٰہی اوسمین مؤثر ہو بلکہ علم الٰہی محض مظہر امر واقعی ہے نہ سبب اوسکا
اسلیئے کہ مسبب سبب نہین ہوسکتا اور سابق مین ہمنے بیان کیا کہ علم
مسبب ہے نہ سبب اور اسی سے علم کے لیئے ایک متعلق ضرور ہے یعنی
وہ شے کہ جسکا علم ہو پس اگر کوئی چیز نہوتی یا ہونے والی نہوتی تو خدا
کو علم کاہے کا ہوتا پس ظاہر ہوا کہ تقدیر ان معنون کی راہ سے کسی چیز
مین کبہی مؤثر نہین ہوتی اور ہر امر وجودی و عدمی ایک علت و سبب
سے واقع ہوتا ہے اور خدا کو علم سبب اسباب کا سب ہوتا ہے
محض علم مثلاً دنیا مین احراق پایا گیا علت اوسکی آگ ہوئی تو احراق
سبب لازم و نتیجہ تقدیر کا نہین بلکہ آگ کا ہے اور مقرون علم الٰہی سے ہے
نہ معلول اوسکا پس ہر کام اور ہر چیز ایک سبب سے ہوگی خواہ محض

مشیت خدا سے ہو یا تاثیر ملک سے یا جن سے یا البشر سے یا دعیہ یا دوا
سے اور علی ہذا القیاس اور راز لبسکہ خدا عالم ہر ذرہ سے ذرات عالم
کے ہے تو اسلیئے انمین سے کوئی چیز او سپر پوشیدہ نہوگی مگر علم کو
تاثیر سے کچھہ علاقہ نہین البتہ تقدیر بمعنے ثانی یعنے مشیت کی شان سے
بے شبہ تاثیر ہے لیکن یہہ تقدیر ہر چیز سے متعلق نہین بالفعل اور
تفصیل سبب اسکا یہہ ہے کہ علم کلام مین ادلہ قطعیہ سے ثابت ہوا ہے
کہ خدا فاعل ہر چیز کا نہین اور مذہب حق مین نہ بندے مجبور ہین باین
معنے کہ سب خدا کرتا ہو اور نہ تفویض ہے کہ خدا نے سب دنیا بھر کی
باتین بندون کو سپرد کرکے خود بیکار ہو گیا ہو بلکہ امر واقعی بین بین ہے
یعنے درمیان مین دونون درجون کے اور قول تفصیل باین طور ہے
کہ خدائی کارخانہ مین خود خدا موثر ہے اور بندہ مجبور اور بندون کے
امور خانگی مین گوکہ خدا دخل و تصرف پر قادر ہے لیکن دخل و تصرف
نہین کرتا اسلیئے کہ بندہ دار تکلیف مین معرض امتحان مین ہے پس
اونہین نیک و بد پر طاقت بہی دی ہے اور عقل کو شناخت نیکی و بدی
کی لیاقت بہی دی ہے اور پہر اون سبکو مطلق العنان کردیا کہ اپنی
خوشی سے جو چاہین کرین مگر جیسا عمل مین لاوینگے ویسا ہی پائینگے
سودا بخوشی ہے پس انہین بہی ایسے امور مین موثر و مختار کیا تاکہ حجت
اونپر تمام ہو اور اسیطرح بہت چیزون مین خاص طرح کی تاثیر دی ہے
اپنی مصلحت و حکمت سے املتاس کو مسہل بنایا کنین کو بالخاصہ دافع
بخار پیدا کیا اور علی ہذا القیاس بندون کو طرح طرح کی دستکاریون پر

قادر کیا کہ وہ سیکڑون طرح کی نفع اوٹھائین اور اوسکی قدرت زیادہ
ظاہر ہو کہ جب اوسکے ادنے ادنے بندے ایسے کارکن ہین تو وہ اون
سب کا خالق و مالک کیسا کارساز ہوگا اور ایک علامت اور فی الجملہ
نظیر اپنی خلاقی کی اوسکے صنائع و بدائع کو گردانا کہ لوگ تعجب نکرین اور
زیادہ متحیر نہون کہ خلقت کیونکہ ہوتی ہے اور اسطرح کی خلاقی پر کوئی
قادر ہوسکتا ہے بلکہ جب دیکھہ لین کہ دنیا کی کاریگریون سے کیسی
کیسی چیزین بنتی ہین مثل تار اور ریل اور گھڑی وغیرہ کے
لیجائین اسطرف کہ اسیطرح سے یہہ خلقت بھی بے بنائے
نہین بنی اور ضرور ہے کہ اوس ازلی کاریگر کی کاریگریان
سب سے زیادہ ہون خلاصہ یہہ کہ اوس مسبب الاسباب نے
دار اسباب کو ہر طرح کے علل و اسباب سے مملو فرمایا پس تاثیر اسباب
مذکورہ کا بالکل انکار گویا کہ حکمت و قدرت الٰہی کا انکار ہے اسلیے
کہ اوسی نے تو اونمین طرح طرح کی تاثیرین اور خاصیتین خلق فرمائی ہین
اور اگر ہر اونے و اعلے کا جاعل و فاعل خود خدا ہوتا تو رتبہ مسبب الاسباب
و ربّ الارباب اور شاہنشاہی کا کب اوسے حاصل ہوتا خلاصہ
یہہ کہ نفی تاثیر سب اشیا سے اور سلب اختیار بالکل بندون سے خلاف
مشاہدہ و حس ہے اور محض سوفسطائیت ہے اور کیونکر منصف تجویز
کرے گا اسے کہ حکیم علی الاطلاق پہلے تو کسیکو بے بس کر دے اور پھر
اوسی سے فرمائشین کرے اور نافرمانے سے اوسپر ظلم و ستم کرے
البتہ از بسکہ موثریت ممکنات غیر مستقل اور انتہا اونکی اوسی کی طرف ہے

تو اس وجہ سے کبھی اخراج کلام غیر مقتضی ظاہر پر کرتے ہین اور کبھی
اسناد اوسکی طرف کرتے ہین بطور مجاز کے پس ظاہر ہوا کہ تعلق مشیت
محض اونہین امور سے بالفعل ضروری ہے کہ جو کارخانہ خدائی میں متعین
ہون نہ وہ جزئیات کہ جو متعلق بندون کے کردیے گئے ہون اور
ظاہر ہے کہ حکام مجازی جو عدالت مجازی کا دم بہرتے ہین وہ بھی
اپنی نظر مقصور انتظام شاہی پر رکھتے ہین نہ یہہ کہ امور خانگی رعایا کے
متعلق ہین ہر ایک اپنے گھر کا بادشاہ ہے جو چاہے کرے پس جیسا
باری نے معرض امتحان و اختیار و دار تکلیف میں کیونکہ بندون کو مجبور
کردیا اور تدبیر نام ہے اسباب بہم پہونچانے کا اور اونسے اصل
مسبب کے حاصل کرنے کا بقدر اپنی طاقت و لیاقت کے اور بالکلیہ
انکار تاثیر تدبیر کا خلاف عقل قطعی اور راجع انکار قدرت خدا کی
طرف ہے جسطرح کہ سابق مین بیان کیا گیا اور تقدیر و علم الٰہی مخالف
اس تاثیر و تدبیر کے نہین ہو سکتی جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا پس یہہ
نادانی ہے کہ انسان علم الٰہی کو قوی تر اسباب کی تاثیر و تدبیر سے
جانے اسلیے کہ وہ معارف اسکے نہین بلکہ بالکل اوسمین تاثیر کی
شان ہی نہین بدلیل سابق البتہ تدبیر کے معارض مشیت ایزدی
ہوتی ہے اور غالب آتی ہے لیکن تعلق مشیت ہر چیز سے بالفعل
نہین گو کہ سب سے امکان ذاتی رکھتا ہو خلاصہ یہہ کہ تمام چیزین
تین قسم سے باہر نہین ایک وہ امور ہین کہ سب بندے اونمین عاجز
ہین اور وہ کارخانہ خدائی مین مثل قضاء محتوم و گرانی و ارزانی اشیا

سے کے اور موت و حیات و صحت و مرض اور سب آفات آسمانی اور ہر ایک بلاے ناگہانی سے کہ ایسے امور مین ضرور مشیت باری تعالی پر مدار ہے اور جو بندہ بر خلاف اوسکے حیلہ جوئی کرے گا تو بجز زحمت و ندامت کے اور کچھہ حاصل نہوگا اسلیئے کہ خدا کے کارخانہ مین کسیکو کیا دخل دوسرے وہ چیزین ہین کہ مشیت ایزدی کا تعلق اونسے خلاف دلیل قطعی ہے مثل معاصی وغیرہ کے اسلیے کہ دلیل قطعی عقلی اور شرعی سے ثابت ہے کہ وہ فعل بد نہین کرتا چنانچہ قرآن مجید مین ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ یعنے بے شبہ حکم کرتا ہے خدا تمھین ساتھہ عدل و انصاف کے اور احسان کرنے کے اور عزیزون کے صلہ رحم بجالانے کے اور منع کرتا ہے فحش اور بدی اور بغاوت سے نصیحت کرتا ہے کہ شائد یاد رکھو تم اوسے یہہ محال ہے کہ ظاہر مین تو بد باتون کی ممانعت کرے اور باطن مین مشیت اوسکی متعلق اوس سے ہو بلکہ مدار ایسے امور کا فعل عباد پر ہے تیسرے وہ امر ہین کہ نہ کارخانہ خدا مین سے ہین اور نہ شر بلکہ اوسمین گنجایش تعلق مشیت کی ہے تو اونمین البتہ تعارض تدبیر و تقدیر بمعنی مشیت ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اختیار بندے سے باہر نہین کہ وہ عند الحاجت اوسکی تدبیر کرے اور تعلق مشیت اوسمین ممکن بسبب مصلحت خفی کے اور ازبسکہ تعلق مشیت امر خفی ہے اور مدار شرع ظاہر پر ہے تو اس سے عموماً بندے کو حکم تدبیر کا

ان امور مین سے ہے اور یہہ بہی مصلحت ہے کہ انسان عاجزی اپنی اور اپنی تدابیر دنیوی کے مقابل مشیت ایزدی ظاہر ہوجاے اور بغیر مقام تعارض مین بلکہ غیر توافق مین بہی تاثیر تدبیر ظاہر ہو اور اوسکے ذریعہ سے بہی قدرت نمائی خدا کی ظاہر ہو کہ کیا کیا تاثیرین اوسنے اپنی بنائی ہوئی چیزون مین وہی ہین اور ایسا نہین کہ بسبب تقدیر کے کوئی امر تابع تدبیر نہو جیسا عوام کالانعام اور خواص اہلسنت وجماعت واقف ہم ہے ورنہ سب تدبیرین مثل دعا اور دوا اور فکر معاش اور شفا کو دروازہ بند کرنا اور جہاد کرنا اور دفاع کرنا سپر باندہنا تلوار لگانا چور زنگ لگانا تو دون پر تیر مارنا پہرنا سپر اور ڈہال سے دشمن کی چوٹ ٹالنا ایکلچ کرنا قرب نسوان اور اسیطرح سے صدہا باتین بالکل عبث ہوجائین بلکہ ناجائز ہون حالانکہ عقل قطعی اور سنت قطعی اور اجماع محقق اور صدہا آیتین اور روایتین اس خیال خام کو باطل کر رہے ہین پس نہ یہہ ہے کہ جو بات ظاہر ہو وہ تقدیر سے ہے نہ یہہ کہ بعد کوشش جو نہو سکے وہ تقدیر سے ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ تدبیر یا سور تدبیر یا معارضہ تدبیر قوی سے ہو جیسا کہ اکثر سانحون مین کربلا کے معلے کے ہوا اور تدبیر کا عموماً تاثیر نہ کرنا دلیل اسکی نہین ہوسکتا کہ تقدیر اوسکی معارض ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ معارض اوسکے کسی اور زیادہ قوی کی تدبیر ہو آدمی کی یا جن کی یا ملک کی اور یہہ بہی ممکن ہے کہ سوی تدبیر سے کوئی امر فاسد ہو نہ مشیت ایزدی سے گو کہ علم ایزدی ان سب شقوق مین ضرور ہونا چاہیے اور فی الجملہ یو سا لنظر رجوع کرنا ہر شے کا مشیت ایزدی کی

ظروف حقیقی نہین بلکہ مجازی ہے اور جو حدیثین خلاف پر اسکے ظاہرین
دلالت کرین نا چار اونکی تاویل لازم آئیگی اسلیئے کہ یہہ سب نشئے علم و
تبیین ہوے عدل و انصاف کی ترازو مین تلا ہوا بیان کیا کہ تنزل کو
اوسکے تعلق نہین اور اس تحقیق دقیق کے ضمن مین یہہ بھی بخوبی ظاہر
ہوگیا کہ علم باری کا معارض تیسیر فعل عبد ہونا ممکن نہیں پس فخر رازی
کا قول محض نخوت سے صادر ہوا اور اگرچہ دقت ہوتی ہی تو مشیت
کے مسئلہ مین اور تحقیق مذکور سے ہماری پوشت گندہ حل ہو جاتی ہے
اور اگر غرابت مقام ہوتی اور شرح مین مخالفت زیادہ غور و فکر کرنے
سے انسان کو بوجہ اوسکی قلت ادراک کے محسوسات مین چہ جائی کہ
غیوب محضہ مین ہوتی تو ایک موعظہ مفردہ مین زیادہ تفصیل مسئلہ قضا
و قدر کے کرتی **دوسری دقت** اس قسم کی احادیث مین یہہ ہے کہ
ان سے فی الجملہ علم الٰہی مین تغیر و تبدل اور بدا اکا واقع ہونا ثابت ہوتا
ہے حالانکہ وہ علم الٰہی مین محال ہے جیسا کہ اہلسنت و جماعت اصرار
کرتے ہین **پوشیدہ نرہے** کہ انکار مسئلہ بدا پر اصرار مخالفین خالی
جہل یا تجاہل سے نہین اور میرا گمان یہہ ہے کہ ایسے مسائل جلیہ و اضحہ
مین زیادہ درپے تفصیل ہونا از قبیل تحصیل لاحاصل ہے اور بوجہ کمال
شہرت تفصیل کی حاجت نہین اور مجمل یہہ ہے کہ بدا ندامت یعنی ارادہ
سے علم کا پلٹ جانا خدا کے بارہ مین ممکن نہین اسلیئے کہ یہہ نقص ہے اور
وہ مبرا النقص سے ہے اور نہ کبھی کوئی عالم علماے شیعہ سے اسکا قائل
ہوا البتہ اکابر اہلسنت نے مثل شیخ عزیز کریم وغیرہ کے اتہام اسکا شیعون

پر کیا ہے وَلَیْسَ بِاَوَّلِ قَارُوْرَةٍ کُسِرَتْ فِی الْاِسْلَامِ لیکن خالی اتہام
سے کیا کام نکلتا ہے دعواے بے دلیل قبول نہین ہو سکتا ہان
علم الٰہی مین باتفاق امامیہ بدا بمعنی مجاز صحیح و مجاز ہے اور اوسکا ثبوت بحجانہ
سے اکثر آیات و روایات مین فریقین کے چارہ نہین چنانچہ خود شاہ جی
صاحب نے اپنے کشکول مشہور مین یعنے تحفہ مین کہ صواقع سے ٹکر کے
کر کے سب اپنا مایہ و بساط ادرج یونجی بہر لی ہے صحیح بخاری کی حدیث بدا
کو معنی مجازی پر محمول فرمایا ہے وَنِعْمَ الْوِفَاقُ خلاصہ یہہ کہ بدبدا ثابت
ہے نہ بدا مجازی اسلیئے کہ دونون فریق اکثر حدیثون کو مجاز پر محمول
کرتے ہین بہر طور جسطرح کہ نسخ بمعنی اصطلاحی احکام خدا مین صحیح و جائز
و واقع ہے باتفاق فریقین اور معنی لغوی ناجائز اوسی طرح بعینہ
بدا ہے باتفاق امامیہ بلکہ قبل موجودگی وقت عمل کے کسی حکم پر اوس
حکم کو منسوخ کر دینا جسکی سند قصۂ ذبح حضرت اسمٰعیلؑ ہے اور آیۂ
نجویٰ اور رجوع کرنا پچاس نمازون کا پانچ نمازون کی طرف یعنی
بدا اصطلاحی ہے پس تعجب ہے کہ اکثر اشاعرہ بے شعور نسخ مذکور کا
اقرار اور بدا مذکور سے انکار رکھتے ہین وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ خلاصہ یہ
لغوی معنی بدا کے یہہ ہین کہ بسبب ناوانستگی کے ایک رای قرار دی
اور جب ظہور مصلحت از سر نو ہو تو نادم ہو کے برخلاف اوسکے دوسری
راے اختیار کرے اور جناب باری ازل سے ابد تک جمیع جزئیات و
کلیات سے بضرورت مذہب بلکہ اسلام واقف و عالم و دانا ہے لیکن کیونکہ
ممکن ہے کہ کوئی مصلحت اوس سے ایک زمانے مین پوشیدہ ہو اور دوسرے

دیا ہے مین اوس پر ظاہر ہوا البتہ یہہ ہو سکتا ہے کہ جو علم باری مین مشروط
کسی شرط سے ہو وہ بسبب مفقود ہونے اوس شرط کے متغیر ہو جاوے
اور یہہ معنی اصطلاحی بدا کے ہین اور علم غیر مشروط و معلق کی تحریر کے لیے
کا مقام لوح محفوظ ہے اور علم معلق کی ترقیم کا لوح محو و اثبات ہے
اور وجود ان دونون لوحون کا احادیث معتبرہ اہل حق سے ثابت
ہے اور توضیح علم ثانی کی تقریب فہم کے واسطے یہہ ہے کہ عالم طبیب حاذق
ساتھ بقا سے عمر عمرو کے عمر طبیعی تک بشرط عدم حوادث منافی اسکو
نہین کہ باوجود حوادث مثل استعمال سم وغیرہ و علم ہو جاوے اور
اوس حکیم کو قواعد طبیہ اور تکرار تجربہ سے حال اوس کلی کا معلوم ہو
مثلاً پس ان مین سے ایک علم منافی دوسرے کے نہین اور بالفرض
اگر یہہ طبیب کسی کتاب مین حال ان دونون عمرون کا لکھہ جاوے تو
تناقض نہوگا بلکہ عقلا کے نزدیک وہ طبیب ممدوح ہوگا اور اہل علم
اوسکی کتاب دیکھکے نفع یاب ہونگے اور جو چیزین کہ باعث نقصان
عمر ہین اونہین ترک کرینگے بلکہ جاہل بھی بذریعہ علم اوسکے افادات سے
منتفع ہونگے پس یہی فائدہ لوح محو و اثبات مین بھی متصور ہے کہ ملائکہ
و انبیا دریافت حال کرین کہ علم الٰہی مین کیا کیا چیزین نافع یا مضر حیات
و رزق وغیرہ کے باب مین ہین اور بذریعہ اونکے اور مخلوقات کو انتفاع
ہو اور عصمت ملائکہ مضر مطلوب نہین بسبب اسکے کہ اونکے گروہ مین
جن بھی شریک ہین چنانچہ شاہد صدق مدعا حال بد مآل ابلیس ہے
اور قطع نظر ضرورت مذہب اور اجماع اہلبیت بطور دلیل اشارہ ہم

ثابت کرسکتے ہین شرکت جن کی ملائکہ مین باین تقریب کہ کریمہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یعنے جب کہ کہا ہمنے ملائکہ سے کہ سجدہ کرو تم آدم کو ابلیس پر بھی اطلاق ملک آیا اگرچہ تغلیبی ہو اور ما بعد مین استثنا اگرچہ منقطع کیا جاوے اور پھر دوسرے مقام پر فرمایا وَکَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ یعنے شیطان از انسکہ جنہ مین سے تھا اسلیئے اوسنے مخالفت کی حکم پروردگار سے اپنے پس ان دونون آیتون کے جمع کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ جن پر بھی اطلاق ملک آیا ہے اور عصمت انبیا لطف ہے اور بہ الجابہ فائز نہین تاکہ ثمرہ لوح محو و اثبات کا بہ نسبت اونکے اثبات نہ کیا جائے اور ممکن ہے کہ لوح محو و اثبات سے اظہار عجز ملائکہ بھی مقصود ہو اور یہہ مصلحت ملحوظ ہو کہ اونھین اعتماد کلی اپنے علم و ماخذ پر نہو سکے اور قدرت و توانائی قادر مختار ظاہر و اشکار ہو اور اسیطرح کے اور بھی مصالح کتب مبسوطہ مین مرقوم ہین علاوہ یہہ کہ یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر امر کی مصلحت و غرض و غایت عقل ناقص بشری پر ظاہر ہو افعال جناب باری کا پایہ بہت عالی ہے اور غیوب سے عقل ظاہر بین کو کیا علاقہ اکثر مشاہدات و محسوسات اور بدیہون کے کامون مین عقل لغزش کہتی ہے اور نیر نجات اور شعبدون سے اکثر عقل عاجز آتی ہے اور ناقہ شبکور کی طرح ٹاپک ٹوئیان مارتی ہے پس یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی عاقل منصف راے ناقص بشری پر کارخانہ غیب مین اعتماد کرے اور بیانات صادقہ انبیا و ائمہ معصومین صلوات اللہ

علیہم تو ممکن ہے [illegible] ہے حالانکہ سابق میں بیان ہوا کہ
صدق و اصابت اوس کی [illegible] ان قطعیہ سے ہے اور مبنی اون کا
تطلع و یقین اور مشاہدہ و حس پر تھا نہ محض راے پر جسمین بالکل گنجایش
اشتباہ و خطا کی [illegible] سکے وقوع بدا اور ادلہ [illegible] لیکن
قرآن مجید میں بہت [illegible] وقوع بدا پر دلالت کرتے ہیں مثل
آیہ وافی ہدایہ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ
یعنے محو کرتا ہے خدا جو کچھ کہ چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اوسکے
پاس ہے ام الکتاب [illegible] اور اسیطرح آیات قصہ یونس اور آیہ میقات
کلیم وغیرہ کے اور لیکن [illegible] احادیث میں مثل حدیث [illegible]
یہود کی اور خبر دینے بادشاہ کے قبر مرگ سے اور اسیطرح اور بہت سی
حدیثین اور لیکن اجماع [illegible] تحریرات و افادات علماے اعلام
سے ظاہر و آشکار ہے اور لیکن عقل میں بوجہ متضمن ہونے بدا کے
مصالح مذکورہ وغیرہ پر اور لیکن یہ توہم کہ بنا بر بدا اخبار بالکوائن انبیا
و اوصیا کا کچھ اعتبار نہ رہیگا پس ہرچند کہ بعض اخبار احاد سے ہم اوسکی
ہیں لیکن علامہ مجلسی وغیرہ نے [illegible] جواب اوسکے تحریر فرمائے ہیں اور
وہ کتب معتبرہ میں مذکور اور اہل علم میں مشہور ہیں اور مقتضای سلیقہ
[illegible] یہ ہے کہ ہم تفرقہ کرین مقامات میں پس جن مقامون پر کہ تحدی ہو
ہو علم کوائن پر اور مقصود بدا ہیت رسالت یا امامت کی جانب ہو
تو ضرور ہے کہ وہ مطابق علم لوح محفوظ واقع ہوتا کہ اغرا بالجہل لازم
نہ آئے اور جس جگہ اظہار نفع و ضرر عمل نیک و بد مقصود ہو یا یہ خیال

کہ کوئی شخص انبیا و ائمہ کی غیب دانی کا قائل نہو جائے تو اسے
مقام پر اونہیں تعلیم لوح محو و اثبات کا محل ہے بقی العالم بکینونۃ
الاستادۃ والجاھل لا یجد بہ و آنت عیانا فی وعملہ الروح
اعظم من جبرئیل وان جبرئیل من الملائکۃ وان الروح ھو
خلق اعظم من الملائکۃ اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول
ہے کہ روح جبرئیل سے بھی زیادہ بڑا ہے اور جبرئیل ملائکہ میں
ہیں تو ثابت ہوا کہ روح ملائکہ سے بڑا ہے الیس یقول اللہ تبارک
وتعالیٰ تنزل الملائکۃ والروح آیا نہیں فرمایا باری تعالیٰ نے
کہ نازل ہوتے ہیں ملائکہ اور روح پس معلوم ہوا کہ روح سوا
ملائکہ کے ہے اور بعض مفسروں نے تفسیر میں آیہ وانی ہذا یوم
یقوم الروح والملائکۃ صفا یعنے جس روز کہ صف باندہے
کھڑے ہونگے فرشتے اور روح لکھا ہے کہ ان الروح ملک عظیم
من ملائکۃ اللہ یعنے روح ایک بڑا فرشتہ ہے خدا کے فرشتوں
سے لہ الف وجہ فی کل وجہ الف لسان یسبح اللہ سبحانہ
بسبعین الف لغۃ اوسکے ہزار موہنہ ہیں ہر موہنہ میں ہزار
زبانیں ہیں ہر ایک زبان سے وہ تسبیح خدا کرتا ہے ستر ہزار لغت
لو تسمعھا اھل الارض لخرجت ارواحھا اگر اہل زمین اوسکی آواز
سنیں تو اونکی جان نکل جائے مارے ڈر کے ولو سلط علے
السموات والارض لابتلعھا من احد شفتیہ اور اگر وہ مسلط
کر دیا جائے آسمانوں اور زمینوں پر تو ایک ہی ہونٹ سے اونہیں

نکل جائے دوسرے ہونٹ لگانے کی اوسکو نوبت بہی نہ آسکے
خلاصہ یہہ کہ ساری دنیا سے اوسکی ایک ڈاڑہ بہی نہ گرم ہو
اِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَرَجَ مِنْ فِیْہِ قِطَعٌ مِنَ النُّوْرِ کَاَمْثَالِ الْجِبَالِ
الْعِظَامِ اور جب وہ ذکر خدا کرتا ہے تو بڑے بڑے ٹکڑے نور کے
بڑے بڑے پہاڑون کے برابر اوسکے موںہہ سے نکلتے ہین مَوْضِعُ
قَدَمَیْہِ مَسِیْرَۃُ سَبْعَۃِ اٰلَافِ سَنَۃٍ اوسکے دونون پاؤن کے
درمیان کا فاصلہ سات ہزار برس کی راہ کے برابر ہے اَلْفُ جَنَاحٍ
یَقُوْمُ وَحْدَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالْمَلٰئِکَۃُ صَفًّا اور اوسکے ہزار پر ہین
روز قیامت ایک طرف تو وہ اکیلا کہڑا ہوگا اور ایک طرف اور سب
فرشتے صف در صف سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ یعنے وہ رات
سلامتی ہے طلوع صبح صادق تک یا یہہ کہ اوسمین ملائکہ صبح تک امام
پر تحیہ وسلام کرتے ہین جیساکہ قمی نے فرمایا وَفِیْ دُعَائِہٖ لِدُخُوْلِ شَھْرِ
رَمَضَانَ سَلٰمٌ دَائِمُ الْبَرَکَۃِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ
بِمَا اَحْکَمَ مِنْ قَضَائِہٖ یعنے دعای صحیفہ کاملہ مین ہے جسے حضرت امام
زین العابدین ماہ صیام کے داخل ہونے کے وقت پڑہتے تہے کہ وہ
شب باعث سلامتی ہے جسکی برکت برابر رہیگی طلوع صبح تک جس پر
کہ خدا چاہے اپنے بندون مین سے بسبب
محکم فرمانے اپنی
قضا وقدر
کے فقط

# تئیسوان موعظہ

نماز حماد رضی اللہ عنہ اور نماز ابو حنیفہ کوفے اور اشعار
مرزا فصیح صاحب مرحوم کے بیان
مین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کافی میں منقول ہے حماد بن عیسےٰ سے قَالَ قَالَ لِی اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمًا یَا حَمَّادُ تُحْسِنُ اَنْ تُصَلِّیَ یعنی حماد کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے حماد آیا تم اچھی طرح نماز پڑھ سکتے ہو یعنی برعایت شرائط و آداب مقررہ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ حماد حمیدہ صفات راوی ہیں علماء رجال میں مشہور ہیں حماد بن عیسےٰ جہنی کے ہیں منسوب جہینہ کی طرف بضم جیم کہ ایک مشہور قبیلہ عرب میں سے ہے اور وہ بڑے ثقہ اور معتمد ہیں شیعوں میں حضرت امام جعفر صادق ع اور حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام علی رضا علیہم السلام

کی خدمت سے مشرف ہوئے ہین بلکہ حضرت امام موسی کاظم نے اونکے لیئے دعا مکان اور زوجہ اور فرزند اور خادم اور پچاس حجون کی دی پس وہ سب امر انہین حاصل ہوئے فضل خدا سے اور جب پچاسواں حج کرنے کو گئے اخیر مین حجفہ مین ڈوب گئے غسل احرام بجالاتے ہین اور سن شریف اونکا کچھ اوپر ستر برس کا ہوا تھا قال فَقُلْتُ یَا سَیِّدِی اَنَا اَحْفَظُ کِتَابَ حَرِیْزٍ فِی الصَّلٰوۃِ حماد کہتے ہین پس عرض کیا مینے خدمت مین کہ اے آقا میرے حریز کی کتاب مجھے یاد ہے اور نماز کے بارے مین اوسکی پابندی کرتا ہون پوشیدہ نرہے کہ حریز سجستانی ثقات اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہین اور کئی کتابین انکی تصنیف سے ہین فَقَالَ لَا عَلَیْکَ یَا حَمَّادُ قُمْ فَصَلِّ پس حضرت نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اوٹھو اور نماز پڑہو حماد کہتے ہین پس اوٹھا مین سامنے اوس جناب کے اور قبلہ رو ہو کے نماز شروع کی اور رکوع و سجود بجالایا فَقَالَ یَا حَمَّادُ لَا تُحْسِنُ اَنْ تُصَلِّیَ پس حضرت نے فرمایا اے حماد تم اچھی طرح نماز نہین پڑہتے مَا اَقْبَحَ بِالرَّجُلِ مِنْکُمْ تَاْتِیْ عَلَیْہِ سِتُّوْنَ سَنَۃً اَوْ سَبْعُوْنَ سَنَۃً فَلَا یُقِیْمُ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً بِحُدُوْدِھَا کیا بری بات ہے کہ آدمی تم مین سے ہو یعنے باوجودیکہ ہمارے شیعون مین ہو اور ساٹھہ ستر برس کی عمر کرے اور پہر ایک نماز بہی آداب و شرائط سے نہ پڑھ سکتا ہو حماد کہتے ہین یہہ زجر و توبیخ سنکے مجھے بڑی ذلت و خفت ہوئی اور عرض کی مینے کہ فدا ہون مین آپ پر سے اب آپ مجھے

جو وہ مجھے نماز تعلیم فرمایئے فَقَامَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ مُنْتَصِبًا فَاَرْسَلَ يَدَيْهِ جَمِيعًا عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَدْ ضَمَّ اَصَابِعَهُ وَقَرَّبَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ حَتّٰى كَانَ بَيْنَهُمَا قَدْرَ ثَلٰثِ اَصَابِعَ مُنْفَرِجَاتٍ وَاسْتَقْبَلَ بِاَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ لَمْ يُحَرِّفْهُمَا عَنِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ بِخُشُوعٍ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پس اوٹھہ کھڑے ہوئے وہ جناب قبلہ رو ہوکے اور سیدہے تنکے کھڑے ہوئے پھر دونون ہاتھہ زانوؤن پر لٹکا دیئے اور انگلیان ہاتھون کی آپسمین جوڑکے اور دونون پاؤن کو اتنا فاصلہ دیا کہ تین اونگل کشادہ کا اونمین فرق تہا اور پاؤن کی اونگلیون کو قبلہ رو کر دیا اور نہایت خضوع اور خشوع سے فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ یعنے خدا بڑا ہے اور خشوع کے معنے خاکساری و خوف کے ہین جیسا کہ زمحشری نے آیہ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کی تفسیر مین لکھا ہے یا آنکھہ نیچی کرنے کے معنی ہین جیسا کہ صحاح مین ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ اوس جناب نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مین اپنی ڈاڑہی سے کہیلتا ہے اور عبث عبث اوسے ہلاتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اعضا و جوارح مین بہی ضرور ہوتا صاحب مجمع البیان فرماتے ہین کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز مین خشوع دل سے بہی ہوتا ہے اور اعضا سے بہی دل کا تو خشوع یہہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو بالکل متوجہ نماز کردے تمام دنیا و مافیہا سے روگردانی کرکے سوا عبادت یا معبود کے اور کسی کی طرف التفات نہو اور خشوع

یہہ ہے کہ آنکھہ بند رکھے اور متوجہ عبادت ہی کی طرف رہے اور کسی طرف رمق بھر بھی التفات نکرے اور کوئی بات بیکار نکرے تو قرأ الحمد بترتیل وقل ھو اللہ احد پھر حضرت نے سورہ حمد و سورہ توحید ترتیل سے ساتھہ پڑہا یعنے ٹھہر ٹھہر کے اسطرحسے کہ خلط و ملط نہوا اور سب حرف الگ الگ گن لیے جائیں اور حضرت امیر المومنین ع سے منقول ہے کہ ترتیل سے یہہ مراد ہے کہ وقفوں کا لحاظ رہے یعنے وقف تام اور وقف حسن کا جیسا کہ شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے **واعظ کہتا ہے** مگر مستثنے کرنا چاہیے اوس سے وہ وقف کہ جسپر فقط اہلسنت منفرد ہوں اور وہ خلاف معصومیہ ہو اور خلل انداز معنی صحیح آیت میں ہو جیسا کہ وقف اسم جلالہ پر آیہ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ میں اور بجالانا حرفوں کا صفات مستبرہ سے اونکے یعنے بلحاظ ہمس و جہر و استعلا و اطباق و غنہ وغیرہ اور بطور ترتیل نماز میں مستحب ہے ہاں اگر ترتیل سے معنے یہہ لیں کہ حرفوں کو مخرج سے نکالیں بلا خلط و ملط کے تو البتہ اون معنوں کے راہ سے ترتیل واجب ہو جائیگی **واعظ کہتا ہے** کہ اصل مقصود یہہ ہے کہ حروف مخصوص عرب بطور عرب ادا ہوں اور وجوب رعایت مخرج توصلّی ہے مثل اور مقدمات موقوف علیہا واجب کے پس اگر مخرج غیر مقرر سے تلفظ مقرر ادا ہو تو کچھہ مضائقہ نہیں جیسا کہ شیخ مثانی میں ہے باقی جو حرف مشترک عرب اور اہل ہندمیں ہیں اونمیں کچھہ تجوید کی حاجت نہیں ہاں تفخیم رے اور لام کی جب وہ یا ما قبل اونکا غیر مکسور ہو اور اسیطرح مد واجب کا اور لحاظ قاعدہ

سیر ملون کا اوسکے واسطے احوط ہے اور تفصیل اسکی عنقریب اپنے فارسی رسالہ
مین علم تجوید کے لکھی ہے اور ترجمہ نماز کا چونکہ رسالہ اردو مطبوع و مشہور
مین ہم لکھ چکے ہین تو طالب کو اوسمین دیکھ لینا چاہیئے ثُمَّ صَبَرَ
هُنَيَّةً بِقَدْرِ مَا يَتَنَفَّسُ وَ هُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ وَجْهِهِ
وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ هُوَ قَائِمٌ پھر کھڑے کھڑے تھوڑا توقف فرمایا بقدر
ایک سانس لینے کے پھر اوٹھاکر کھڑے ہاتھ اوٹھائے مقابل موتھہ کے
اور فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ رَكَعَ وَ مَلَأَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ مُنْفَرِجَاتٍ
وَ رَدَّ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى خَلْفِهِ ثُمَّ سَوّٰى ظَهْرَهُ حَتّٰى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ قَطْرَةٌ
مِنْ مَاءٍ اَوْ دُهْنٍ لَمْ تَزُلْ لِاسْتِوَاءِ ظَهْرِهِ وَ مَدَّ عُنُقَهُ وَ غَمَّضَ
عَيْنَيْهِ ثُمَّ سَبَّحَ ثَلٰثًا بِتَرْتِيْلٍ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ
پھر رکوع فرمایا اور کف دست یعنے ہاتھون کو گھٹنون سے بھر لیا
یعنے فقط اونگلیان نہین رکھین بلکہ بھرپور ہاتھون کو گھٹنون پر رکھا
اور دونون گھٹنے آپسمین ملے نرکھے بلکہ الگ الگ رکھے اور اسیطرح
اونگلیان گھٹنون پر الگ الگ رکھین اور پنڈلیون کو پیچھے وار دیا یعنی
گھٹنون کو خوب تان دیا اور پیٹھہ کو ایسا سیدھا اور ہموار کر دیا کہ اگر
پانی یا تیل بوند بھر اوسپر ڈالدیا جاتا تو بیچ ہی مین رہجاتا کبھی ہلکے
ادہر اودہر نہ آتا اور گردن بڑہا دی اور آنکھین بند کرلین اور تین بار
ترتیل سے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰى
قَائِمًا فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنَ الْقِيَامِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ وَ
رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ وَجْهِهِ پھر تنکے سیدھے کھڑے ہوگئے اور

فرمایا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ پہر تکبیر فرمائی ہاتھون کو مونہہ کے سامنے
تک بلند کرکے ثُمَّ سَجَدَ وَبَسَطَ کَفَّیْہِ مَضْمُوْمَتَیِ الْاَصَابِعِ بَیْنَ یَدَیْ
رُکْبَتَیْہِ حِیَالَ وَجْہِہٖ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ ثَلٰثَ
مَرَّاتٍ وَلَمْ یَضَعْ شَیْئًا مِّنْ جَسَدِہٖ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْہُ وَسَجَدَ عَلٰی
ثَمَانِیَۃِ اَعْظُمِ الْکَفَّیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَنَامِلِ اِبْہَامَیِ الرِّجْلَیْنِ
وَالْجَبْہَۃِ وَالْاَنْفِ وَقَالَ سَبْعَۃٌ مِّنْہُنَّ فَرْضٌ یُسْجَدُ عَلَیْہَا وَ
ہِیَ الَّتِیْ ذَکَرَہَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہٖ فَقَالَ تع وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ
لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا وَہِیَ الْجَبْہَۃُ وَالْکَفَّانِ وَالرُّکْبَتَانِ
وَالْاِبْہَامَانِ وَوَضْعُ الْاَنْفِ عَلَی الْاَرْضِ سُنَّۃٌ پہر سجدہ فرمایا اور
ہاتھہ زمین پر پہیلا دیئے یعنے ہتیلیان اور اونگلیان آپسمین ملی ہوئی
تہین اور ہاتھہ سامنے گہٹنون کے مقابل مونہہ کے رکہے تہے پہر
فرمایا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ تین دفعہ اور کسی عضو کا بار
پر ندیا بلکہ سب الگ الگ رکہے اور سات آٹہہ عضو پر سجدہ فرمایا دونون
ہتیلیان اور دونون گہٹنے اور پاؤن کے دونون انگہوٹہے اور
ماتہا اور ناک اور فرمایا کہ سات انمین سے واجب ہین جنکا ذکر اللہ
آیہ مین ہے وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ الآیہ اور وہی پیشانی ہے اور دونون
کفدست اور دونون چپنیان دونون گہٹنون کی اور دونون انگوٹہی
اور سجدہ مین ناک کا زمین پر رکہنا سنت ہے ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ
السُّجُوْدِ فَلَمَّا اسْتَوٰی جَالِسًا قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَعَدَ عَلٰی فَخِذِہِ
الْاَیْسَرِ قَدْ وَضَعَ قَدَمَہُ الْاَیْمَنَ عَلٰی بَطْنِ قَدَمِہِ الْاَیْسَرِ وَقَالَ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پہر سر مبارک سجدہ سے اوٹھایا
اور جب سیدہے ہو بیٹہے تو اللہ اکبر کہا پہر بائین ران پر زور دیکے
بیٹہے اور داہنے پاؤن کی پیٹہہ بائین پاؤن کے پیٹ تلے بائین تلوے
سے ملا دی اور کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ
وَھُوَ جَالِسٌ وَسَجَدَ السَّجْدَۃَ الثَّانِیَۃَ وَقَالَ کَمَا قَالَ فِی الْاُوْلٰی
لَمْ یَضَعْ شَیْئًا مِّنْ بَدَنِہٖ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْہُ فِیْ رُکُوْعٍ وَّلَا سُجُوْدٍ وَّکَانَ
مُجَنِّحًا وَّلَمْ یَضَعْ ذِرَاعَیْہِ عَلَی الْاَرْضِ پہر تکبیرین رباعی میں بیٹہے اور
دوسرا سجدہ کیا اور ذکر اوسمین مثل پہلے کے فرمایا اور رکوع وسجود
سب مین کسی عضو کا بار دوسرے عضو پر نہین دیا اور کہنی زمین سے
اوٹہائے ہوئے تہے اور پرون کی طرح بازوؤن کو پہیلائے ہوئے
تہے خلاصہ یہہ کہ ہاتہون کو یعنے کلائی وغیرہ زمین سے نہ ملائی بلکہ
ہاتہہ اونچے رکہے فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ عَلٰی ھٰذَا وَیَدَاہُ مَضْمُوْمَۃُ
الْاَصَابِعِ وَھُوَ جَالِسٌ فِی التَّشَھُّدِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ التَّشَھُّدِ سَلَّمَ
وَقَالَ یَا حَمَّادُ ھٰکَذَا صَلِّ پس اسیطرح دونون رکعتین پڑہین اور
ہاتہون کی اونگلیون کو باہم متصل رکہا اور تشہد پڑہا اور بعد تشہد
کے سلام پہیرا اور فرمایا کہ اے حماد اسیطرح سے نماز پڑہنا چاہئے
پوشیدہ نرہے کہ بالاتفاق جز اخیر نماز تسلیم ہے لیکن ازبسکہ متصل
نماز تعقیب کا حکم ہے اور ابتداے تعقیب تین تکبیرون سے مستحب ہے
تو ان تکبیرون نے شائبہ جزئیت نماز کا شدت اتصال سے بہم
پہونچایا ہے تا بلکہ اگر کوئی بضرورت ترک تعقیب ہی کرے تاہم

بعد نماز ضرور تکبیرین کہتا ہے متصل سلام اور بعد تکبیرات بلا تعقیب تعقیب
وسجدہ شکر انجاح ضرورت کے لئے جاتا ہے اور دور نہین کہ یہہ کاشف
ارادہ جزئیت سے ہو اور مؤید اوسکی تصحیح بعض عوام کالانعام بلکہ بعض
خواص کالعوام کی ہے ساتھہ اس امر کے کہ جز اخیر نماز تکبیرات ہین اور نماز
بلکہ جملہ عبادات توقیفی ہین کہ زیادتی اور کمی اونمین قرارداد شارع
مقدس سے جائز نہین بلکہ مبطل اصل عمل ہین پس علما اور وعاظ کو
لازم ہے کہ قول وفعل سے منکر اعلام عوام کرین کہ یہہ شبہ اونکے دل سے
زائل ہو اور تمرین تفریق حاصل ہو چنانچہ تخیف نے منکر وعظ مین
بیان کیا اور اکثر آخر نماز مین تکبیرون کو بفاصلہ کہا یا رفع ید سے منکشف
ہوا **توضیح** جو افعال نماز ضمن حدیث مذکور مین مذکور ہوئے مرد و عورت
دونون کے لئے مشترک ہین مگر چند امر مستحب ہین کہ اونمین فرق رہا ہے
**پہلے** حالت قیام مین ہاتون کا لٹکا دینا رانون پر کہ یہہ خاص مرد کے
لئے ہے اور عورت کو سنت ہے کہ دونون ہاتھہ سینے پر رکھے داہنی
پستان پر داہنا اور بائین طرف بانیا **دوسرے** پاؤن مین فاصلہ
رکھنا حالانکہ عورت کو دونون کا باہم متصل رکھنا چاہیئے **تیسرے**
تجافی یعنے اعضا مین سے کسی کا دوسرے پر بار نہ ڈالنا اور عورت کو برخلاف
اوسکے چاہیئے **چوتھے** بازؤن کا پرون کی طرح کھلے رکھنا اور عورت
کو برخلاف اسکے **پانچوین** تورک کرنا دونون سجدون مین اسلیئے
کہ عورت کو زانوؤن کو باہم ملاکے اور گھٹنون کو اوٹھاکے اوٹھ کی طرح
بیٹھنا چاہیئے **چھٹے** مرد کو رکوع مین گھٹنون پر ہاتھہ رکھنا چاہیئے اور

دونوں گھٹنوں تک برابر ہو واجب بموجب روایت زرارہ کے لیکن جھکنا
اسقدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ جاویں اسیقدر ہر مرد کو واجب ہے اور بعض علما نے
احتمال کیا ہے کہ عورت مرد سے کم جھکنا چاہیے بقدر اسکے کہ ہاتھ
اوسکے اسیقدر گھٹنوں کے اوپر رانوں پر پہونچ جاویں اور مؤید اوسکی
عمومیت حدیث بھی ہے لِئَلَّا تَطَأْطَأَ كَثِيرًا فَتَرْتَفِعَ عَجِيزَتُهَا
یعنی تاکہ مقام قدر کہ بیٹے تاکہ زیادہ اوسکا نہ جھکے یہانتک کہ
سرین اوسکے بہت بلند ہو جائیں اور یہہ جو حدیث مذکور میں وارد ہوا
کہ حالت نماز میں حضرت چشم ہاے مبارک بند کیے رہے تو منافی روایت
زرارہ ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازگذار رکوع میں نظر اپنی کو
درمیان اپنے دونوں قدموں کے رکھے اور مؤید اسکی شہرت بھی ہے
اور شیخ علیہ الرحمہ نے نہایہ میں جمع بین الخبرین اسطرح سے فرمایا کہ ان
دونوں کو مستحب جانا ہے مگر افضل نظر کرین ازراہ کثرت ثواب آنکھہ
بند رکھنے کو گردانا ہے اور محقق نے فقط روایت حماد کو تعبیر میں ذکر
کیا ہے اور دوسری روایت پر لحاظ نہیں فرمایا اور شہید علیہ الرحمہ نے
ذکری میں فرمایا کہ صورت راکع بوجہ رکوع مشابہ آنکھہ بند کرنے والے کی
ہوتی ہے اسلیے مجازاً آنکھہ بند کرنے کو فرمایا اور یہہ مستبعد ہے اور شیخ
بہاء الدین علیہ الرحمہ قائل تخییر ہیں اور یہی قول اقرب بصواب ہے اور
یہہ جو اس حدیث میں گذرا کہ حضرت نے بیٹھے مبارک پر سجدہ کیا تو
مستحب ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہہ علاوہ ارغام کے ہے
کہ جو نماز میں مستحب ہے دو وجہ سے ایک یہہ کہ سجدہ ہر ایک پر تمام صحیح

لیکن بعض شارح نے اوسے سجدہ کے نیچے مقرر فرمایا ہو بخلاف ارغام
کے اور اسکے یہ معنی ہین کہ رغام بالفتح یعنی خاک پر ناک رکھے پس ارغام
مین تخصیص خاک کی ہے اور دوسرے یہ کہ بنیاد سجدہ کرنے سے یہ ہے
کہ ناک پر کسی چیز کو رکھ بھی دے بخلاف ارغام کے کہ اوسمین فقط متصل
ہو جانا ناک کا خاک سے کافی ہے پس یہ دونون ایک نہ ٹھہرے بلکہ
انمین عموم اور خصوص من وجہ کے نسبت ہوئی یا دو اجتماع ہو جیسے
کہ خاک پر ناک پر بار دے تو وہ سجدہ بھی ہے اور ارغام بھی اور اگر غیر
خاک پر بار دیا تو سجدہ ہے لیکن ارغام نہین اور جو خاک پر ناک بے بار
دیا فقط ناک کے خاک سے ملیا تو یہ افتراق کی جہت سجدہ و ارغام نہین بلکہ فقط
ارغام ہے اور شیخ شہید علیہ الرحمۃ کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ یہ دونون
باتین ایک ہی ہین حالانکہ اونھون نے خود بعض مولفات مین اسے
ہر ایک کو جداگانہ سنت لکھا ہے اور تفسیر ارغام بطور مذکور بیان فرمائی
اور بہر کیف جو ثواب ارغام مین ماثور ہے وہ ناک کے متصل کرنے سے سا
تھ خاک کے حاصل ہوتا ہے یا نہین بعض علماء نے مطلق اتصال پر کفایت
کی جاتی ہے اگرچہ اتصال خاک کو افضل گردانا ہے لیکن شیخ بہاء الدین
نے اوسمین تامل فرمایا ہے اور دور نہین کہ مطلق اتصال کافی ہو لیکن
قول شیخ بہائی اولیٰ و احوط ہے حدیث مذکور مین رکعت اولیٰ مین بعد
حمد سورۂ توحید کا کہنا اور دوسری رکعت مین بجز الحمد رکعت اولیٰ یہ کہنا
کہ اسیطرح حضرت نے دوسری رکعت پڑہی اس سے صاف ظاہر ہے
کہ دوسری رکعت مین بھی حضرت نے وہی سورہ پڑھا اور یہ بدا اوسکی دلالت

ترک استفصال سے ہے عموم پر جیسا کہ بعض اصولیون کا قول ہے اور بطور
سید خلاف قول مشہور ہے کہ دونون رکعتون مین ایک ہی سورہ پڑہنا
مکروہ ہے باوجود قدرت کے دوسرا سورہ پڑہنے پر جیسا کہ علی بن جعفر
علیہ السلام نے اپنے برادر بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے نقل کیا ہے
اور مؤیداوسکی روایت زرارہ ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
کہ جناب رسالت مآبؐ نے دو رکعتین پڑہین اور دونون مین سورۂ توحید
پر اکتفا فرمائی اور دور نہین کہ محمول کرنا اس حدیث کا اظہار جواز تکرار پر
دور از صواب ہو اور شاید کہ منشا اس سورہ کے مستثنے ہونے کا کراہت
تکرار سے مزید فضیلت و شرف اسکا ہو پس بدرستیکہ روایت کی ہے
شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ جسپر
پورا ایکدن گذر جائے اور پانچون وقت کی نماز وہ پڑہے اور اوسمین سورۂ
توحید نہ پڑہے تو اوس سے کہا جاتا ہے کہ ای شخص تو نماز گذارون مین
سے نہین اور ابودردا نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ اوس جنابؐ نے فرمایا کہ تم مین سے ایک شخص کیا
ایکشب مین ایک ثلث قرآن بہی نہین پڑہ سکتا ہے عرض کی کہ ای رسول خدا
کسی اتنی طاقت ہوسکتی ہے حضرت نے فرمایا کہ پڑہو تم سورہ توحید اور بعض
علما نے سبب مقابلہ سورہ توحید کا ثلث قرآن سے یہہ لکہا ہے کہ مطالب
قرآن مجید تین امرون کی طرف رجوع کرتے ہین ایک معرفت خدا دوسرے
معرفت سعادت و شقاوت اخروی تیسرے جاننا اون چیزون کا کہ جو
سعادت تک پہونچائین اور شقاوت سے بچائین اور سورہ توحید شامل ہے

پہلے امر پر یعنے معرفت خدا اور توحید خدا پر اور اوسکے منزہ ہونے پر مخلوق سے بسبب صمدیت و پاکیزگی کے اور نفی پر اصل یعنے والدین اور فرع یعنے فرزندی کے اور نفی ہمسری پر اور جسطرح کہ نام سورہ فاتحہ کا ام القرآن ہوا بوجہ اوسکے مشتمل ہونے کے ان تینون امرون پر اوسیطرح یہ سورہ ثلث قرآن قرار دیا گیا بوجہ شمول کے ایک امر پر اون تینون امرون مین سے واقعی کہ نماز کا کیا پاک و پاکیزہ طریقہ تھا کہ جو اس حدیث مین ماثور ہوا کہ خود اوسکو دیکھنے سے رغبت عبادت حاصل ہوتی ہے اور خوشا بحال شیعون کے کہ اونکی نماز ایسی سرفراز و ممتاز ہے بلکہ فرقہ حنفی کی نماز کا تو حال قابل استغفار و لاحول حیوۃ الحیوان مین دمیری نے لکھا ہے کہ لکھا ہے کہ ابتدا مین سلطان محمود سبکتگین کو میلان کلی مذہب ابو حنیفہ کی طرف تھا اور یہ بادشاہ بہت انصاف پسند تھا اور اسکے روبرو روایت و سماع احادیث کا بہت چرچا رہتا تھا اور اثناے سماع مین معانی احادیث پوچھتا جاتا تھا اور اکثر احادیث مؤید شافعی پاتا تھا پس متحیر ہوا کہ مذہب حق کون ہے اور علماے فریقین کو اسنے جمع کر کے چاہا کہ ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دین آخر الامر سب کی راے نے اس امر پر قرار لیا کہ جانب ہر مذہب کے ان دونون مذہبون مین سے اوسکے سامنے نماز پڑھی جائے پس جس فریق کی نماز اوسے پسند آئے اوسیکا مذہب اختیار فرمائے پس قفال مروزی نے طہارت کامل اور شرائط معتبر کے ساتھ بر عایت طہارت و ستر عورتین و استقبال قبلہ دو رکعت نماز پڑھی اور تمام ارکان و ہیأت و اجزا و آداب کو کامل طور بجا لایا اور شافعی بجز ایسی نماز کے

اور کسی طرح کی نماز جائز نہجانتا تھا ثُمَّ صَلّٰی رَکعَتَینِ عَلیٰ مَا یَجُوزُ اَبُو حَنِیفَۃ
پھر دو رکعت نماز پڑہی جو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہی فَلَبِسَ جِلدَ کَلبٍ مَدبُوغٍ
اس طور سے کہ پہلے تو جلد دباغت کی ہوئی کتے کی پہن لی وَلَطَّخَ رُبعَہُ بِالنَّجَاسَۃِ
اور اسیطرح پہلے اوس کتے کی کہال کو جو زیب بدن کی تہی بقدر ایک
ربع کے نجاست اور فضلہ مین لت پت کیا وَتَوَضَّأَ بِنَبِیذِ التَّمرِ وَکَانَ
ذٰلِکَ فِی صَمِیمِ الصَّیفِ فَاجتَمَعَ عَلَیہِ الذُّبَابُ
شیرہ خرما سے کیا اور اتفاق سے گرمی کی فصل تہی
[illegible] کی دہنا یا ہوئی نمازی سے بہت سی بہڑین
وَضُوءُہُ مُنَکَّسًا مُنعَکِسًا اور اولٹا پلٹا وضو کیا پہر بیاوجود
کے قبلہ رو ہوکے بغیر نیت وضو تکبیرۃ الاحرام کہی زبان فارسی
یعنے خدا سے بزرگ کہدیا پہر دونون سورون کو اوڑا کر قائم مقام
ترجمہ [illegible] کی یعنی دو برگ سبز واعظ کردیا
کرا دے اسپنے [illegible] اور چیلون کو خوب باغ سبز دکہایا گیا
پہر جہک پڑا رکوع وسجود پیرا اور بیفاصلہ جلد جلد رکوع وسجود کیا جیسے
فضلہ پر کوا ٹہونگین مارتا ہے پہر تشہد پڑہ کے سلام ریح سے بدلا اور اپرا
زور مار کے ضرط ظاہر کیا اور کہا کہ ای بادشاہ یہہ نماز ابو حنیفہ ہے بادشاہ
نے کہا کہ ایسی نماز تو کوئی دیندار تجویز نکرے گا اگر یہہ مذہب حنفی مین جائز
نہوئی تو مین تجہے قتل کرون گا اور ابو حنیفہ والے منکر ہوئے کہ یہہ مسائل
انکے مذہب کے نہین پس قفال نے انکی کتابین منگوا کے ایک
نصرانی صاحب علم سے پڑہوائین پس بادشاہ نے بموجب اوسکے نماز

مذکور ابو حنیفہ کے نزدیک جائز پائی پس وہ شافعی ہوگیا اور ابو حنیفہ
کے پیرو بالکل چپ ہوگئے گویا قفال نے اونکے مونھہ پر قفل لگا دیا
اب غور سے دیکھیے بی مبالاتی سواد اعظم اہل سنت کے واجبات مین اور
اہتمام انکا مستحبات مین اپنے مذہب کے یعنے تراویح مین کہ جسکو حضرت عمر
نے ... گو اونکے ایجاد کرنے سے اونکے نزدیک بدعت حسنہ ہو ...
فرق استقدر ہے کہ نماز خدا کی مقرر کی ہوئی تھی اور جسمین اہتمام نہوا اور
تراویح تو خلیفہ صاحب کی ہے اور جسمین اہتمام ہوا ... ہے مین ...
... اور رسول سے کیا کام فقط سنت عمر قائم ...
... بعض ظرفا اہل علم نے لکھا ہے کہ ایک عالم سنی سے ایک ...
پوچھا کہ حالت رکوع مین ہم آنکھین بند رکھین یا کشادہ اوسنے کہا اگر
شیعہ بند رکھتے ہون تو کھولو اور جو کھولتے ہون تو بند کرو سائل نے
کہا کہ بعضے شیعہ کھولتے ہین اور بعضے بند رکھتے ہین جب تو وہ ...
سوچکے کہنے لگا کہ پھر تم ایک آنکھہ بند رکھو دوسری آنکھہ کھولدو اگرچہ ...
مین یہ مطائبہ ہے مگر حقیقت مین مقام تعجب ہے ... نظر ... وہ بائین
ہاتھہ مین انگوٹھی پہنتے ہین مخالفت اہل حق کے لیئے حالانکہ ... شرع
سے اونکے مذہب مین بھی داہنے ہی ہاتھہ مین سنت ہے رہا اہتمام اونکا
قائم کرنے مین سنت عمر کی پس ظاہر ہے جسکا جی چاہے ماہ رمضان
مین جاکے اونکی مسجدون مین جاکے دیکھے کہ راتون کو تراویح مین کیا
زحمت اوٹھاتے ہین یا معصوم گر گر پڑتے ہین بیشمار لقمہ کہاتے ہین
کیا مؤدب ہاتھہ باندہ کے کھڑے ہوتے ہین کہ ظاہر مین اونکی صورت دیکھئے

بیساختہ شرکت کو جی چاہے چنانچہ بعض تعلیقات قرآن مجید مین ابراہیم خان صاحب بیاض مشہور نے لکھا ہے کہ ایک شخص کسی ضرورت شدید سے جاتے تھے اثنای راہ مین اونھون نے ایک مسجد پر ہجوم اہلسنت کا دیکھا کہ بڑے خضوع وخشوع سے ہاتھہ باندہے ہوئے تراویح پڑھ رہے ہین یہہ بھی بڑی خوشی سے شریک ہوگئے اتفاق سے پیشنماز نے بعد سورۂ حمد سورہ بقر پڑہا قریب صبح کے نماز تمام کی یہان بالکل صبح ہوگئی اون بچارے کے کار ضروری مین حرج ہوگیا پس بہت آزردہ ہوئے اور عہد کیا کہ اب تمام عمر کسی سے اقتدا نکرینگا اگر ایسا ہی قرآن پڑہنا ہے تو ہم اسلام سے درگذرے ایسے اسلام کو سلام سے گر تو قرآن باین نمط خوانی * ببری رونق مسلمانی چنیدروز اتفاق سے یہہ اوس حکایت کو بہول گئے اور ایک پیشنماز سے اقتدا کی حسب اتفاق اوسنے بعد سورۂ حمد کے سورۂ فیل شروع کیا جو ہین انہون نے نام فیل سنا انکی ہوش اوڑ گئے ہاتی کا نام سنتے ہی بہاگ کہڑے ہوئے وہی حکایت انکی یاد آگئی ایک ماموم نے جو انکی پاس کہڑا تہا بعد نماز انسے سبب فرار پوچہا انہون نے کہا کہ ایک بار سورۂ بقر پڑہا گیا تہا اوسمین تو یہہ بلا ہوگیا میری ضرورت فوت ہوگئی آج فیل کا نام سنکے میرے بالکل ہوش وحواس جاتے رہے کہ آج تو بطریق اولے توقع ختم نماز نہین اسلیئے کہ عظمت فیل بہ نسبت بقر ظاہر ہے سفینہ من رہ از کجاست تا بکجا * اور جناب میر باقر مرحوم ومغفور کہ تلامذہ جناب غفران مآب سے تہے اور بڑے واعظ ظریف تہے ایک روز جناب غفران مآب سے بیان کرنی لگے کہ قبلہ وکعبہ آج عجب اتفاق ہوا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تہا چوک مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک میانہ مین ایک غدار پاٹہر کتا چلا آتا ہے مینے کہار ونسے کہا کہ تعنسر

پہر وہ جب قریب پہونچا تو دیکہا کہ اوسمین مولوی بیٹہے ہین سلام کیا اور کہا کہ آپ اوسمین کہان تشریف لاتی ہین اونہون نے کہا کہ واہ سبحان اللہ مین ایک عالم مذہب اما جناب کا تہا آپکو اتنا بہی معلوم نہین کہ تراویح رات کو ہوتی ہے یا دن کو سوے خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم مینے کہا کہ جب ایجاد پر آگئے تو اوسمین رات کیا اور دن کیا اندہیر کر نیکو سب یکسان ہین اونہون نے کہا آہا تو معلوم ہوا کہ آپ ہمپر اعتراض کرتے ہین مینے کہا معاذ اللہ آپسے کیا کام حسینی ایجاد کیا اوسی پر اعتراض ہے اور مناسب مقام یہہ ابیات حق سمات نان و نمک ہین

## ابیات

ہان ولا پہر سوی مطلب کر رجوع ۔ مدح زین العابدین کی کر شروع
زاہدون کا پیشوا ہے وہ امام ۔ عابدون کا مقتدا ہے وہ امام
حق طاعت ختم ہے سجاد پر ۔ ہے وہ سالک مسلک اجداد پر
کب نگاہ قہر سے واقف تہی چشم ۔ رحم کرتا تہا بجاے غیظ و خشم
اوسنے پائی لذت صوم و صلوٰۃ ۔ تہا فنا فی اللہ وہ حین حیات
کشف غمہ مین لکہی ہے یہہ خبر ۔ ایک شب وہ سید والا گہر
باحضور قلب پڑہتا تہا نماز ۔ بندگی کرتا تہا با عجز و نیاز
سانپ بنکر آیا شیطان دغل ۔ تا حضور قلب مین ڈالے خلل
پر نہ حضرت نے کیا مطلق خیال ۔ بسکہ تہے محو جمال ذو الجلال
ناگہان وہ بےحیا آیا قریب ۔ پہن اوٹہاے اپنا با شکل مہیب
مونہہ مین پکڑی زور سے انگشت ۔ پر نہ حضرت کو ہوئی مطلق خبر
جب تشہد پڑہ چکے پہیرا اسلام ۔ تب ہوئے آگاہ ای یارو امام
اوسکو فرمایا کہ ملعون دور ہو ۔ اپنی بدذاتی پہ مت مغرور ہو
کہکے یہہ کرنے لگے پہر بندگی ۔ کیسی شیطان کو ہوئی شرمندگی

یون صدا اپنے سے آتی نہین ہائی
سے نمازی ہے تو بھی لو اے نفس شوم
تو بھی پانچون وقت پڑہتا ہی نماز
سچ بتا اس وقت مت کہنا دروغ
تو نے اتنی عمر مین اپنی کبھی
کیون نہو حق کی عبادت مین تو سست
لب پہ تو تکبیرۃ الاحرام ہے
استغفار کے سمجھے معنی بتا
پہلے بسم اللہ ہی جب ہو غلط
حمد و سورہ پڑہتا ہے تو مگر
وقف و وصل و مد نہین مطلق عیان
دالعون مین تو نہووے گا رقم
واقعی کیا سجدہ کرتا ہے تو ٹھیک
یہ جبین ہے یا ہے منقار کلاغ
تیرگی ہے تیرے مونہہ کے روسیاہ
سجدہ کرتا ہے کہ سر ہے پھوڑتا
اتنی کیون کرتا ہے جلدی ای پلید
کیون عبادت مین خلل ہے ڈالتا

ہے تو زین العابدین ای نادان
ہے ترے ماتھے پہ گھٹنون کا ہجوم
بے نمازون پہ ہے کرتا فخر و ناز
کذب کو ہرگز نہووے گا فروغ
کوئی رکعت با حضور قلب کی
ای شقی کب ہے تری نیت درست
دل ترا خلوت گہ اصنام ہے
تو تو خود شیطان ہے ای بے حیا
کیا عجب طاعت اگر سب ہو غلط
کاٹتا ہے گھاس یا ای خیرہ سر
رتل القرآن ترتیلا کہان
بوجھ سے عصیان کے کوبڑا ہے تو
دانہ چنتا ہے زمین سے جیسے زاغ
سچ بتا وے آدمی ہے یا کہ زاغ
ہے جلی ٹکیا کی صورت سجدہ گاہ
سجدہ گہ بیفائدہ ہے توڑتا
ہے مگر نعمان ثابت کا مرید
تو تو سر کا بوجھ سا ہے ٹالتا

وقت فرصت ہاتھ سے جب جائیگا
دیکھ ای غافل بہت پچتائیگا

# چوبیسواں وعظ

## توبہ کے باب میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنۡ تَابَ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ بِسَنَۃٍ قَبِلَ اللّٰہُ تَوۡبَتَہٗ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایکسال پیشتر انتقال سے توبہ کرے تو بھی خدا اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے زبان عرب مین معنی توبہ کے رجوع کے ہین پس بندہ کی جانب توبہ اسطور پر ہوتی ہے کہ وہ گناہ سے باز آکے فرمان برداری باری کی طرف رجوع کرے اور خدا کی جانب مین یہہ ہے کہ عذاب سے وہ رجوع فرمائے لطف وکرم کی طرف اور اصطلاح مین توبہ کے معنے یہہ ہین کہ گناہ کو گناہ سمجھکے اوس پر نادم ہو نہ اور کسی وجہ سے مثلاً شرابخواری سے پشیمان ہونا بوجہ ضرر اور گزند شراب کے کہ یہہ توبہ نہین ہان اگر بلا ضرر محض رضای الٰہی کے لیئے شراب سے باز آئے

توبہ توبہ ہے اور بعض علما نے تعریف توبہ کی یون کی ہے کہ نادم ہونے کے
ساتھ یہی شرط بڑھائی ہے کہ عزم بالجزم کرے کہ آیندہ کبھی اسکا مرتکب
نہونگا اور بعضا ہے یہ عزم لوازم ندامت سے ہے اور یہ بات
یعنے جو گناہ کو گناہ سمجھے اور خدا سے شرم کرے گا پھر
کبھی کا ہے کو اوسمین مبتلا ہونا پسند کرے گا اور یہ کلام جامع جمیع
وقیود اس باب مین وہ ہے کہ جسے بعض علما و اولیا نے تحریر کیا ہے
کہ توبہ بدون حصول تین امرون کے حاصل نہین ہوتی پہلے یہہ کہ
آدمی بخوبی پہچان لے ضرر گناہون کا اور یہہ سمجھ لے کہ یہہ پردے
طرح حائل ہوجاتے ہین بندہ مین اور اوسکے پروردگار محبوب مین
اور مثل سم قاتل وزہر ہلاہل کے ہین اوسکے حق مین کہ جو جسے چھو ہی
جائین پس جب اوسے اس بات کا یقین واثق ہو گا تو ایک دوسری
حالت طاری ہو گی اوسپر اور وہ یہہ ہے کہ اوسے کمال درجہ تالم ہو گا جدائی
محبوب کا اور نہایت تاسف ہو گا گناہون کے مرتکب ہونے سے اور
یہی معنی ہین ندامت کے اور جبکہ یہہ صدمہ جانکاہ اوسے حاصل ہو چکیگا
تو ایک اور تیسری حالت اوسپر طاری ہو گی اور وہ یہہ ہے کہ وہ شخص
تین امرون کا ارادہ کرے گا کہ جنمین تعلق زمانہ گذشتہ یا زمانہ حال
یا استقبال سے ہو گا زمانہ حال سے متعلق تو یہہ امر ہے کہ بالفعل وہ
جن گناہون کا مرتکب ہو گا اونسے باز رہے گا اور آیندہ کے متعلق
یہہ ہے کہ وہ عزم بالجزم کرے گا کہ پھر کبھی تمام عمر ویسی حرکت نہ کرے اور
متعلق زمانہ گذشتہ سے یہہ ہے کہ جن امرون کی تلافی اوسے ممکن

ہوگی اونکی تلافی کریگا مثلاً جو عبادتین فوت ہوئی ہین اونکی قضا کریگا
اور حقوق سے لوگون کے خارج ہوگا اور رد مظالم کریگا اور یہی
تینون امر یعنے پشیمانی گناہون سے گذری اور ندامت اونپر اور عزم
بالجزم اوسکے ترک پر مترتب وار مقرر ہین اوران سب کو بہ ہیئت مجموعی توبہ
کہتے ہین اور بعض علما فقط امر ثانی یعنے ندامت کو توبہ کہتے ہین اور
گناہون کی شناخت مقدمہ اور پیش خیمہ توبہ کا جانتے ہین اور تیسرے
امر کو یعنے قصد مذکور کو ثمرہ توبہ گردانتے ہین اور کبھی مجموع ندم اور عزم پر
اطلاق توبہ آیا ہے وَقَدْ عَرَّفَهَا بَعْضُ اَهْلِ الْقُلُوْبِ بِاَنَّهَا رُجُوْعٌ
[illegible] السَّابِقِ اور بعض اہل دل نے توبہ کے یہہ معنی کہے
ہین کہ بندہ نادمانہ والہانہ اپنے جرم سابق سے باز آوے وَبَعْضُهُمْ بِاَنَّهَا
الاِحْتِشَاءُ لِمَا سَلَفَ مِنَ الْجَفَاءِ اور بعضون نے اوسکے معنے کہے
ہین کہ ندامت گناہ مین اپنا بدن گھلا دے اور دل وجگر پگھلا دے
وَبَعْضُهُمْ بِاَنَّهَا خَلْعُ لِبَاسِ الْجَفَاءِ وَبَسْطُ بِسَاطِ الْوَفَاءِ اور بعضون
کا یہہ قول ہے کہ لباس جفا کا اوتار پھیکنا اور فرش وفا کا بچھانا توبہ
ہے اور یہہ جو اس فقرے مین گذرا کہ خدا اوسکی توبہ قبول کرتا ہے
تو مراد اوس سے یہہ ہے کہ جو عذاب اوس گناہ پر من جانب اللہ مقرر
ہوتا ہے وہ زائل کردیا جاتا ہے اور اسپر اتفاق اہل اسلام اور
سب طرحکا کلام نہین البتہ بحث اسمین ہے کہ بعد توبہ ساقط کردینا عذاب
کا خدا پر واجب ہے یا نہین باین معنی کہ اگر تائب پر عذاب ہو تو ظلم
ہو یا یہہ کہ خلاف عدالت تو نہین مگر مقتضاے فضل وکرم ہے اول

مذہب معتزلہ ہے اور ثانی مذہب اشاعرہ اور یہی مسلک شیخ ابو جعفر
طوسی کا ہے کتاب اعتقاد مین اور اسیکو پسند کیا ہے علامہ حلی علیہ الرحمہ
نے بعض تصنیفات مین اپنی اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے توقف فرمایا ہے
اور جناب شیخ بہاؤالدین رح کے نزدیک قول شیخ اقوی سب ہے اور
دلیل وجوب محل بحث ہے لیکن دور نہین کہ قول اول اوسے ہو
اور بحث مذکور مخدوش اور تفصیل اس اجمال کی کتب کلامیہ سے
دریافت کرنا چاہیئے ثُمَّ قَالَ اِنَّ السَّنَةَ لَكَثِيْرٌ مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ
بِشَهْرٍ قَبِلَ اللّٰهُ تَوْبَتَهُ پھر حضرت نے فرمایا کہ سال پھر تو بہت ہے اگر
ایک مہینہ پیش از مرگ بھی توبہ کرے تو خدا قبول کرے گا توبہ اوسکی ثُمَّ
قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ لَكَثِيْرٌ مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِجُمُعَةٍ قَبِلَ اللّٰهُ تَوْبَتَهُ
پھر فرمایا کہ ایک مہینہ بھی بہت ہے جو ایک ہفتہ پہلے مرنے سے توبہ
کرے تو بھی خدا اوسکی توبہ قبول کرے گا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْجُمُعَةَ لَكَثِيْرٌ
مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِيَوْمٍ قَبِلَ اللّٰهُ تَوْبَتَهُ پھر فرمایا کہ جمعہ یعنے ایک ہفتہ
بھی بہت ہے جو ایک دن مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اوسکی بھی توبہ
خدا قبول کرتا ہے ثُمَّ قَالَ اِنَّ يَوْمًا لَكَثِيْرٌ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ يُعَايِنَ
قَبِلَ اللّٰهُ تَوْبَتَهُ پھر فرمایا کہ ایکدن بھی بہت ہے جو شخص کہ توبہ کرے
قبل معائنہ اور مشاہدہ کے تو بھی توبہ اوسکی مقبول درگاہ باری ہوگی
اور مراد مشاہدہ سے دیکھنا ملک الموت کا ہے جیسا کہ ابن عباس سے
منقول ہے اور ایک احتمال ہے کہ مراد معائنہ سے یہہ ہو کہ یقین
ہو جائے اوسے موت کا اور زندگی سے ایسی قطع امید ہو کہ گویا وہ

موت کو بچشم خود دیکھ رہا ہے یا یہ کہ مراد مشاہدہ درجہ آخروی ہے چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے لَنْ يَخْرُجَ اَحَدُكُمْ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ مَصِيْرُهُ وَحَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ اَوِ النَّارِ یعنے تم میں سے کوئی شخص دنیا سے نجات نہ پاوے گا جب تک وہ نجانے کہ کدہر کو ہے بازگشت اوسکی اور تا وقتیکہ نہ دیکھے وہ نشست اپنی بہشت یا دوزخ سے یا یہ کہ مراد مشاہدہ سے مشاہدہ حضرت رسالت پناہ جناب ولایت مآب ہو اسلیے کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ یہ بزرگوار ہر شخص کے پاس جان کندنی کے وقت آتے ہین اور اوسکا انجام کار بتا دیتے ہین کہ سعادت ہے یا شقاوت اور درجہ آخرت اوسکا اوسے دکھا دیتے ہین چنانچہ کتاب کافی مین ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اِذَا حِيْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ اَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَيَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمَّا مَا كُنْتَ تَرْجُوْا فَهُوَ ذَا اَمَامَكَ وَاَمَّا مَا تَخَافُ فَقَدْ اٰمِنْتَ مِنْهُ ثُمَّ يَفْتَحُ لَهُ بَابًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ هٰذَا مَنْزِلُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ رَدَدْنَاكَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَكَ فِيْهَا ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ فَيَقُوْلُ لَا حَاجَةَ لِيْ فِي الدُّنْيَا الْحَدِيْثَ جبکہ حائل ہو جاتی ہے موت مختصر او راوسکے کلام مین تو تشریف فرما ہوتے ہین اوسکے پاس جناب رسالت مآب اور جسے خدا چاہتا ہے یعنے جناب امیر اور اجمال بوجہ تقیہ ہے جیسا کہ شرح اربعین مین ہے یا اسلیے کہ شامل اور ائمہ کو بھی ہو جیسا کہ

محتمل ہے پس کھینچتے ہین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو
اپنی طرف اور دوسرا اپنی گوارا [illegible] طرف پس جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا [illegible] اوس سے کہ حسکا تو امیدوار تھا
آگاہ ہو کہ وہ بہشت [illegible] اور جس سے تو اندیشہ ناک تھا پس
بے شبہ تو اوس سے [illegible] گیا پھر اوسکے واسطے ایک دریچہ بہشت کی
طرف کو [illegible] کہ یہ منزل تیری جنت مین ہے پھر اگر اسکے دیکھنے
کے بعد [illegible] دنیا کی طرف رغبت ہو تو ہم تجھے وہان [illegible] بھیجین اور
[illegible] کہے گا کہ مجھے پھر دنیا کی حاجت
نہین [illegible] کہتا ہے کہ [illegible] توبہ [illegible] فی الفور واجب
ہونے مین [illegible] کہ گناہ [illegible] جسطرح [illegible] بدن کے لیے
مضر ہوتا ہے اور جیسا کہ زہر کھانے والے پر جلد استفراغ کرنا چاہیے
تدارک صحت مین اوس بدن مین جو مشرف بہلاکت ہے اسیطرح
گناہگار پر بعجلت تمام گناہون سے باز آنا اور توبہ کرنا واجب و لازم
ہے تدارک [illegible] اوسکے اوس دین کے جو مستعد تغیر و ضعف و اضمحلال
ہے [illegible] اور اوسے ٹالتا چلا گیا ایک
وقت سے دوسرے وقت تک پس دو بڑے خطرون مین وہ بالکل
ہے کہ اگر اوسے ایک سے [illegible] ہے تو دوسرا اوسکی جان کب چھوڑتا
ایک تہلکہ یہ ہے کہ دفعۃً موت گلوگیر ہو جائے پس نہ متنبہ ہو وہ اور
خواب غفلت سے نہ چونک پڑے مگر اوس حال مین کہ جب موت
اوسکے سر پر آ کھڑی ہو اور وقت تدارک سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اوراق

بالکل مسدود ہو جائین اور وہی وقت آ لگے کہ جسکا اشارہ خود
خدا نے کیا ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ اور موت بیچ مین
اوسکی خواہشون کے آ کھڑی ہو اور یہہ کیفیت بہم پہونچی کہ وہ
[illegible] دا اور ایکدن بلکہ ایک ساعت کی بہی مہلت نہ ملے جیسا کہ
خدا [illegible] مِنْ قَبْلِ اَنْ يَاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا
اَخَّرْتَنِي [illegible] قَرِيبٍ قبل اسکے کہ تم مین سے کسیکی موت آجائے پس
وہ کہے [illegible] ن نہ دیر کی تو نے میری موت مین تہوڑی ہی سی
میعاد [illegible] ون نے تحریر فرمایا ہے کہ جان کندنی کے وقت جب
[illegible] جاتے ہین تو آدمی کہتا ہے اے ملک الموت ایک
ہی دن کی [illegible] ہے کہ مین اپنے خدا سے توبہ و استغفار کر لون اور
[illegible] ون کا [illegible] لیلون پس وہ کہینگے کہ سب دن تیرے زندگی کے
گئے [illegible] اچھا گھڑی ہی بہر کی مہلت ملے پس وہ کہین گے
گھڑیان بہی [illegible] تمام ہوئین پس اوسوقت بند ہو جائے گا در توبہ
اور [illegible] لگجائے گا [illegible] اور اوسکی روح جہنم مین جہونکدیجائیگی اور غصہ
[illegible] اور حسرت ندامت [illegible] بربادی عمر کی اوسے گلا گہونٹ گہونٹ کر اوتارنا
پڑیگا اور ایسے [illegible] مین معاذ اللہ اصل ایمان ہی تشریف لیجاتا ہے
اور دوسرا [illegible] ہے کہ تاریکی گناہون کی تہ بتہ دل پر اور اوسکے
جمتی جاتی ہے یہانتک کہ [illegible] زنگ بہم پہونچائے اور پہر کسی صقلی گر کے
اہتمام سے صفائی پر نہ آئے اسلیئے کہ گناہ سے دل پر اس طرح کی تاریکی چہا
جاتی ہے جیسے بہاپ سے آئینہ پر کدورت آجاتی ہے اور جب تہ بتہ میل جم

جاتی ہے تو آخرش زنگ جم جاتا ہے آئینہ کی طرح اور پھر جب زنگ بہی دیر یا ہو جاتا ہے تو جرم آئینہ مین اوتر جاتا ہے اور کبہی صاف نہین ہو سکتا سے کہ سینے را کہ مور جانہ بخورد ❊ نتوان بردازو بصیقل زنگ ❊ اور ایسے ہی دل کو قلب معکوس اور قلب سیاہ کہتے ہین چنانچہ محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اَنَّهٗ قَالَ كَانَ اَبِیْ یَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ اَفْسَدُ لِلْقَلْبِ مِنَ الْخَطِیْئَةِ اِنَّ الْقَلْبَ لَیُوَاقِعُ الْخَطِیْئَةَ فَلَا تَزَالُ بِهٖ حَتّٰی تَغْلِبَ عَلَیْهِ فَیَصِیْرُ اَعْلَاهُ اَسْفَلَهٗ اوس جناب نے فرمایا کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ گناہ سے زیادہ کوئی چیز دل کو خراب نہین کرتی ہیشہ دل اور گناہ مین لڑائی ہوا کرتی ہے یہانتک کہ جب گناہ غالب آجاتا ہے تو دل کو اولٹ پلٹ کر دیتا ہے اور اوپر والے کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر اور ایسی کتاب مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَ فِیْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ بَیْضَاءُ فَاِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا خَرَجَ فِی النُّكْتَةِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَاِنْ تَابَ ذَهَبَ ذٰلِكَ السَّوَادُ وَ اِنْ تَمَادٰی فِی الذُّنُوْبِ زَادَ ذٰلِكَ السَّوَادُ حَتّٰی یُغَطِّیَ الْبَیَاضَ فَاِذَا غُطِّیَ لَمْ یَرْجِعْ صَاحِبُهٗ اِلٰی خَیْرٍ اَبَدًا وَ هُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ یعنے اوس جناب نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہین کہ اوسکے قلب مین ایک سفید نورانی نکتہ نہو جب وہ گناہ کرتے ہین تو اوس سفید نکتہ مین ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے پس اگر توبہ کی تو وہ سیاہی زائل ہو جاتی ہے اور اگر گناہون مین پہنسا رہا

تو وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے سفیدی کو ڈہانپ لیتی ہے اور جب سفیدی
پوشیدہ ہوجاتی ہے تو پہر ایسے دل کا آدمی کبہی نیکی کی طرف رجوع
نہین کرتا اور یہی مطلب ہے قول جناب باری کا کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی
قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ برحق و بیشک زنگ ہوالدیا
اونکے دلون پر اونکے کامون نے پس یہہ فرمانا معصوم کا کہ کبہی وہ نیکی
کی طرف متوجہ نہین ہوتا صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ ایسا آدمی گناہون
سے باز نہین آتا اور کبہی توبہ نہین کرتا اور اتفاقاً اگر ذکر توبہ و استغفار
اوسکی زبان پر آجاتا ہے تو یہہ زبانی جمع خرچ ہوتا ہے نہ دل سے پس
وہ بے اثر ہوتا ہے جیسا کہ دہوبی کا فقط یہہ کہدینا کہ مین کپڑے دہو ڈالا
کپڑون کو میل کچیل سے صاف نہین کرتا اور ایسے ہی آدمی کا یہہ انجام
ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی الٰہی سے وہ لاابالی ہوجاتا ہے اور دین و مذہب
سے سہل انکاری کرنے لگتا ہے اور حکم خدا کی وقعت اوسکے دل مین
باقی نہین رہتی اور قبول کرنے سے اونکے اوسکی طبیعت نفرت کہا جاتی ہے
اور اعتقاد مین اوسکے خلل آجاتا ہے اور ایمان سلب ہوجاتا ہے اور
غیر ملت و مذہب پر اوسے موت آتی ہے اور اوسکا خاتمہ بخیر نہین ہوتا
خدا بچائے شر نفس اور بدکاری و بدکرداری سے **یادداشت** توبہ مین
اتنا ضرور ہے کہ اسکا عزم بالجزم ہو کہ تمام عمر پہر کبہی ایسی حرکت نہ کرونگا
مگر اسمین اختلاف ہے کہ آیا یہہ بہی شرط ہے یا نہین کہ صدور گناہ اوس سے
ممکن ہو مثلاً کسینے زنا کیا اور بعد اوسکے وہ نامرد یا خواجہ سرا ہوگیا اور
ہنوز دیکی زنی پر قادر ہی نرہا اور اوسنے توبہ کی اور یہہ ارادہ کیا کہ مین اگر

قادر رہی ہونگا عورت پر بطور فرض محال کے تو بھی کبھی اوس سے زنا نہ کرون گا پس ایسی توبہ قبول ہوگی یا نہین اکثر کا قول یہی ہے کہ یہ توبہ صحیح ہے بلکہ متکلمون نے اجماع سلف اسپر نقل فرمایا ہے اور بنا برآن یہ توبہ بطریق اولی قبول ہوگی اوس شخص کی کہ جو ایسے مرض مین توبہ کرے کہ جسمین گمان غالب ہلاکت کا ہوگیا ہو البتہ جب موت سرہی پر آ کھڑی ہو اور یقین مرگ ہوجاوے تو پھر کسیطرح توبہ قبول نہین چنانچہ قرآن مجید مین ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا نہین ہے توبہ اون لوگون کی جو برے کام کرتے ہین یہانتک کہ جب اونمین سے کسی کی موت سرپر آ کھڑی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابتو مین توبہ پر موجود ہون اور نہ اون لوگون کے لیے ہے کہ جو حالت کفر مین مرجاتے ہین یہی وہ لوگ ہین کہ جنکے لیئے ہمنے مہیا کیا ہے رنج دینے والا عذاب اور حدیث صحیح مین جناب رسالت مآب سے ہے إِنَّ اللهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ خداوند کریم قبول کرلیتا ہے اپنے بندے کی توبہ جبتک کہ وہ غرغرہ نکرے غرغرہ کے معنے حلق مین ترچیز کے گردش دینے کے ہین اور یہان پر مراد اوس سے گردش روح حلق مین اور محدثین شیعہ نے کثرت سے معتبر روایتین رقم فرمائی ہین اس بیان مین کہ جب ظہور علامات مرگ ہوجائین اور ہول و وحشت مرگ طاری ہو اور موت آجائے تو توبہ مقبول نہین اور سبب اسکا یہ ہے کہ ایسے وقت مین ایمان برہانی نہین رہتا بلکہ عیانی ہوجاتا ہے

اور امتحان کا وقت ہاتھہ سے جاتا رہتا ہے اور اس تشنے سے تکلیف
آخرت مین بھی ساقط ہے اسلیئے کہ معارف حقہ جلی اور روشن ہوجاتے
ہین بعض مفسرون نے فرمایا ہے کہ ایک خدا کا لطف بندون کے حال
پر یہہ ہے کہ اوسنے حکم دیا ہے ملک الموت کو کہ وہ قبض روح کرین پاؤن
کے انگوٹھون سے اور بتدریج آگے بڑھتے جائین یہانتک کہ سینے تک
پہونچین اور بعد اوسکے حلق تک تاکہ وہ اتنی مہلت مین اپنے دل سے
خدا کی طرف لو لگا سکے اور وصیت و توبہ کر سکے قبل معائنہ کے اور
روح اوسکی اوسکے بدن سے اوس حال مین نکل سکے کہ حبیب ذکر خدا
اوسکی زبان پر ہو اور اس باعث سے امید پڑے اوسکے خاتمہ بالخیر ہونے
کی خدا اسکو نصیب کرے ہدایت پوشیدہ نرہے کہ توبہ نصوح کا
قرآن شریف مین حکم آیا ہے چنانچہ سورہ تحریم مین ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ای مؤمنو توبہ نصوحا کرو درگاہ
باری مین اور مفسرون نے توبہ نصوح کے معنے لکھے ہین ایک یہہ
کہ وہ توبہ نصیحت کرنے والی ہے یعنے ایسے نیک آثار اور ثمرہ اوسکے ظاہر
ہوتے ہین کہ وہ لوگون کو نصیحت و ہدایت کرتے ہین توبہ کرنے کی طرف
یا وہ توبہ ہدایت کرتی ہے تائب کو یعنے گناہون سے اوسے باز رکھتی ہے
ہمیشہ کے لیئے چنانچہ کتاب کافی مین منقول ہے کہ ابو صباح کنانی نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی قول خدا یٰٓاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیہ سے تو حضرت نے فرمایا کہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ توبہ
کرے آدمی گناہون سے پس کبھی نہ عود کرے اونکی طرف دوسرے

یہہ کہ نصوح کے معنے خالص کے ہین پس جو توبہ خالصاً لوجہ اللہ ہو تو وہ
نصوح ہے پس توبہ مین ترک گناہ کا عہد محض رضای خدا کے لیے ہو اور
گناہون کی بدی کی وجہ سے تا نہ پاداش ونتائج آن اور دہشت جہنم کا بھی دخل
پائے تیسرے یہہ کہ نصوح کو نصاحت سے مشتق لین یعنے خیاطت
اور سینا باین معنی کہ وہ توبہ سے دیتے ہین اعتقاد و مذہب جیسا کہ گناہ
نے اوسے پارہ پارہ کیا تھا اور اوسکے دین مین بخیہ کرد یتی ہے یا تائب
کا پیوند لگا دیتی ہے نیکوئی مین چوتھے یہہ کہ نصوح درحقیقت تائب
کی صفت ہے اور نسبت اوسکی خود توبہ کی طرف مجازی ہے
اور مقصود یہہ ہے کہ ویسی توبہ وہی کرتا ہے کہ جو اپنے نفس کو نصیحت
کرے اس بات کی کہ بہت اچھی طرح پر اوسے بجا لائین یہانتک کہ وہ
دل سے بالکل گناہون کا اثر دہو ڈالے باین طور کہ حسرت کے مارے
دل پگھلا دے اور گناہون کی تاریکی کو نیکیون کے نور سے بالکل محو
کردے چنانچہ شیخ علی طبرسی نے اس آیت کی تفسیر مین جناب امیر سے
روایت کی ہے اِنَّ التَّوبَةَ یَجمَعُهَا سِتَّةُ اَشیَاءَ پوری توبہ جب ہوتی
ہے کہ جب چھہ باتین ظاہر ہون عَلَی المَاضِی مِنَ الذُّنُوبِ النَّدَامَةُ
اگلے گناہون پر تو ندامت ہو وَلِلفَرَائِضِ الاِعَادَةُ اور فرائض خدا کا
اعادہ ہو دوسرے المَظَالِمِ یعنے حقوق ناس واپس دے وَاستِحلَالُ
الخُصُومِ اور دشمنون سے حق حلال اور مباح کرا لے وَاَن تَعزِمَ اَن
لَا تَعُودَ اور عزم بالجزم کرے کہ پھر ایسا کام نکرونگا وَاَن تُذِیبَ
نَفسَکَ فِی طَاعَةِ اللّٰهِ کَمَا رَبَّیتَهَا فِی المَعصِیَةِ اور پگھلانا نفس کا

عبادت خدا مین جیساکہ اوسی گناہگاری مین خوب بالا ہوسا تہا واذق
تذیقها مرارة الطاعات کما اذقتها حلاوة المعاصی اور تلخی عبادت
کی اوسے چکہا جیساکہ لذتین گناہون کی چکہائی تہین اور سید رضی
رضی اللہ عنہ نے نہج البلاغۃ مین روایت کی ہے اَنَّ قائلًا قال بحضرته
اَستغفر اللّٰہ کہ ایک شخص نے خدمت جناب امیر مین کہا استغفر اللّٰہ فقال
لہ ثکلتک امک اتدری ما الاستغفار پس حضرت نے اوسے فرمایا کہ
تیری مان تجہے بے کرے کچہہ سمجہتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے اِنّ
الاستغفار درجة العلیین وهو اسم واقع علی ستة معان بیشک
استغفار ایک بڑا درجہ بہشت کا ہے اور اوسکے چہ معنے ہین یعنی چہ چیزین
شرطین اوسمین چاہیے اولها الندم علی ما مضی پہلی ندامت
اگلے گناہون پر الثانی العزم علی الترک العود الیه ابدًا دوسری عزم
بالجزم ہو کہ پہر کبہی نہ عود کرونگا اونکی طرف الثالث ان تؤدی الی المخلوقین
حقوقهم حتی تلقی اللّٰہ سبحانه املس لیس علیک تبعة تیسری یہ
کہ ادا کرے تو مخلوقون کی طرف اونکے حقوق یہانتک کہ جب ملاقات کرے
تو خدا سے تو گناہون سے بالکل پاک وصاف ہو اور کسی کا حق اوسکے
ذمہ پر نہو الرابع ان تعمد الی کل فریضة علیک ضیعتها فتؤدی حقها
چوتھی یہہ کہ متوجہ ہو طرف ہر فریضہ کے کہ جسے ضائع کیا ہو پس ادا کرے
تو حق اوسکا الخامس ان تعمد الی اللحم الذی نبت علی السحت فتذیبه
بالاحزان حتی یلصق الجلد بالعظم وینشأ بینهما لحم جدید
پانچوین یہہ کہ متوجہ ہو اوس گوشت کی طرف جو حرام سے اوگا ہے

پس کہلا دے اوسے رنج وغم سے یہانتک کہ پوست و استخوان رہجائے
اور از سر نو نیا گوشت حلال سے پیدا ہو اَلسَّادِسُ اَنْ تُذِیْقَ الْجِسْمَ اَلَمَ
الطَّاعَۃِ کَمَا اَذَقْتَہٗ حَلَاوَۃَ الْمَعْصِیَۃِ چھٹے یہہ کہ چکہا دے بدن کو رنج
عبادت جیسے چکہائی تہی اوسے حلاوت معصیت اور بعض بزرگان دین
نے تحریر فرمائی ہے کہ جس آئینہ پر بہاپون سے کثافت جمگئی ہو جیسا کہ اوسکی
صفائی کے لئے فقط بہاپ اور سانس روک لینا کافی نہین بلکہ صیقل کرنا
ضرور ہے اوسیطرح قلب کو جو گنا ہون سے تاریکی حاصل ہوئی ہے اوسکے
لئے فقط ترک گناہ کافی نہین بلکہ ضرور ہی محو کرنا اوس تاریکی کا نور عمل نیک
سے اسلئے کہ جس طرح قلب مین ہر ایک گناہ سے تاریکی حاصل ہوتی ہے
اوسیطرح ہر ایک عبادت سے نور پیدا ہوتا ہے اور زائل کرنا ہر معصیت
کی تاریکی کا اوسکے مقابل کے نور عبادت سے اولے ہے باین طور کہ تائب
مفصل اپنے گنا ہون پر نظر کرے اور ہر گناہ کے بدلے اوسیقدر اوسکے
مقابل نیکی کرے پس جسنے فضول باتین مثل غنا وغیرہ کے سنی ہون وہ اوسیقدر
قرآن و حدیث و مسائل دین سنے اور اگر حالت حدث مین قرآن مجید چہوا
ہو تو اوسیقدر اوسکا اعزاز و احترام و تلاوت کرے اور باوضو اوسے
چومے اور جسنے جنابت سے مسجد مین مکث و توقف کیا ہو وہ اوسی کثرت
سے اعتکاف و عبادت اوسکے گوشون مین کرے اور علے ہذا القیاس
اور اسیطرح حقوق ناس مین کرے پس جسکا مال اسکے ذمہ ہے وہ اوسے
پہونچا دے یا مباح کرالے اور جسے ایذا دی ہو اوسپر احسان کرے اور
جسکا مال غصب کیا ہو اوسپر مال حلال سے اپنے صدقہ دے اور جسکی

غیبت کی ہو مومنین میں سے اوسکی تعریف کرتا پہرے اور اوصاف حمیدہ
اوسکے ظاہر کرے اور اسی طرح ہر گناہ کا تدارک اوسکے خلاف سے کرے
جیسا کہ حکیم علاج بالضد کرتا ہے اور بیماری کا برودت سے اور رطوبت
کا یبوست سے اور بالعکس ارشاد علامہ مین مشہور ہے کہ غسل
توبہ مستحب ہے خواہ وہ توبہ کفر سے ہو یا فسق و فجور سے اور دلیل پہلی
دعوے کی وہ روایت ہے کہ جس مین جناب رسالتمآبؐ سے منقول
ہے کہ ابو ثمامہ حنفی و قیس بن عاصم مسلمان ہوئے تو حضرت نے اونکو
غسل کا حکم دیا اور دوسرے دعوے کی دلیل یہہ ہے کہ حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَیْهِ فَقَالَ
لَهُ اَنَّ لِي جِيرَانًا وَلَهُمْ جَوَارٍ يَتَغَنَّيْنَ وَيَضْرِبْنَ بِالْعُودِ فَرُبَّمَا دَخَلْتُ
الْمَخْرَجَ فَاُطِيلُ الْجُلُوسَ اِسْتِمَاعًا مِنِّي لَهُنَّ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ وَاللّٰهِ
مَا هُوَ شَيْءٌ اٰتِيهِ بِرِجْلِي اِنَّمَا هُوَ سَمَاعٌ اَسْمَعُهُ بِاُذُنِي فَقَالَ الصَّادِقُ
تَاللّٰهِ اَنْتَ اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ
اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا فَقَالَ الرَّجُلُ كَاَنِّي لَمْ اَسْمَعْ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ
مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَرَبِيٍّ وَلَا عَجَمِيٍّ لَا جَرَمَ اَنِّي قَدْ تَرَكْتُهَا
وَاَنِّي اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فَقَالَ الصَّادِقُ قُمْ فَاغْتَسِلْ وَصَلِّ مَا
بَدَا لَكَ فَقَدْ كُنْتَ مُقِيْمًا عَلٰى اَمْرٍ عَظِيْمٍ مَا كَانَ اَسْوَءَ حَالَكَ لَوْ مُتَّ
عَلٰى ذٰلِكَ اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَسَلْهُ التَّوْبَةَ مِنْ كُلِّ مَا يَكْرَهُ فَاِنَّهُ لَا يَكْرَهُ
اِلَّا الْقَبِيْحَ وَالْقَبِيْحُ دَعْهُ لِاَهْلِهِ فَاِنَّ لِكُلٍّ اَهْلًا ایک شخص
اونکی خدمت بابرکت مین آیا اور اوسنے عرض کی کہ کچھہ لوگ میرے

ہمسایہ مین رہتے ہین اور اونکی لونڈیان گاتی بجاتی ہین اور اکثر مین
بیت الخلا مین جاکے اونکا گانا سننے کو دیر تک بیٹھا رہتا ہون پس
حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسی حرکت نکرنا اوسنے کہا کہ کچھہ مین سننے کو
اپنے پاؤن سے تو جاتا نہین ہون وہ آواز خود ہی میرے کان مین آتی ہے
اسی مین کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ کیا تونے نہین سنا کہ خدا فرماتا
ہے بیشک کان اور آنکھہ اور دل ان سب سے سوال کیا جائیگا
سے اوسکے لیئے بندہ کے اوس شخص نے عرض کی کہ مین ایسا اجنبی تھا
کہ گویا یہہ آیت قرآن کی کسی عرب اور عجم سے نہین سنی تھی لاجرم مجھے اوسکا
ترک بھی کرنا پڑا اور مین توبہ اور استغفار کرتا ہون پس حضرت نے
فرمایا کہ اوٹھہ اور نہا اور نماز پڑہ جسقدر دل تیرا چاہے کہ تجھے ایسے
امر عظیم پر بھی کیا برا حال ہوتا تیرا اگر تو اسی حال پر مرجاتا توبہ اور استغفار
کر خدا سے ہر اوس گناہ سے کہ جسے وہ مکروہ رکھتا ہے اسلیئے کہ وہ
کراہت نہین رکھتا مگر بد بات سے اور بدی بدون کو مبارک رہے
کہ وہی اوسکے قابل ہین اور ہرچند یہہ خبر مرسل ہے مگر مستحبات وغیرہ
مین ایسی حدیثین معمول بہا ہین اور جیساکہ اس حدیث سے استحباب غسل
توبہ مستفاد ہوا اسیطرح سے نماز پڑہنا بعد غسل لیکن اکثر علمانے فقط
استحباب غسل ہی بیان فرمایا ہے اور یہہ بھی مشہور ہے کہ ہر توبہ کے
لیئے غسل ہے خواہ توبہ گناہ صغیرہ سے ہو یا گناہ کبیرہ سے اور شیخ
مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ غسل مخصوص اوسے توبہ سے ہے کہ جو
کبائر سے ہو اور محقق ثانی نے اوسپر یہہ اعتراض کی ہے کہ حدیث مذکور

اسکے خلاف ظاہر ہوتا ہے اور توضیح اوسکی یہہ ہے کہ مفاد حدیث فقط یہی ہے کہ اوس شخص نے غنا سے توبہ کی تھی حالانکہ غنا گناہ کبیرہ نہین لیکن پہر بہی امام نے اوسے حکم غسل دیا اور جناب شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ نے اوسمین یہہ بحث فرمائی ہے کہ یہہ اعتراض جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ پر وارد ہی نہین ہوتا اسلیئے کہ حدیث سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص اصرار رکہتا تہا گانا سننے پر اور بکثرت مرتکب اسکا ہوتا تہا جیسا کہ خود اعتراف کیا کہ ربما دخلت المخرج ۱۲ اور مغنی مین ہے کہ ربّ اکثر تکثیر کے لیئے آیا ہے بلکہ یہی اوسکے معنے حقیقی ہین اور معنی تقلیل قلیل الاستعمال اور گویا کہ معنی مجازی محتاج قرینہ ہین پس خلاصہ یہہ ہوا کہ مین اکثر بیت الخلا مین جاکے تادیر اونکی آواز سنا کرتا تہا اور شہید علیہ الرحمہ کے بیان سے یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اصرار کی یہہ بہی صورت ہے کہ بکثرت گناہ صغیرہ بدون توبہ واقع کرے اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بہی گناہ کبیرہ مین داخل ہے اور فرمودہ امام کہ تو مرتکب امر عظیم تہا اگر اسی حال پر مرجاتا تو کیا برا انجام ہوتا تیرا تائید صریح کرتا ہے اس مضمون کی علاوہ یہہ کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ کل گناہ کبیرہ ہین اسلیئے کہ نافرمانی خدا سب مین مشترک ہی جیسا کہ حدیث مین ہے کہ اپنے برے کام کی طرف نظر نکرو ہان اوسکی بزرگی پر نظر کرو جسکی تو نافرمانی کرتا ہے پس واقع مین سب گناہ کبیرہ ہین البتہ بہ نسبت ایک دوسرے کے صغیرہ و کبیرہ کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً تقبیل زن اجنبیہ صغیرہ ہی ہے بہ نسبت مباشرت اور کبیرہ بہ نسبت بہ نظر کے

اور بعد غور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اوس شخص سے تین قسم کا گناہ صادر ہوتا تہا ایک اجنبی عورتون کی آواز سننا دوسرے عود کی آواز تیسرے غنا کا سننا پس بوجہ اجتماع ان گناہون کے وہ کبیرہ ٹھہرا بلکہ خود غنا و عورتون کا سننا یہہ خود کبیرہ ہے بضمیمہ اونکی آواز سننے کے اور اسی تحقیق پر اعتراض بہی دفع ہوا جو شہید علیہ الرحمہ نے اون لوگون پر کیا ہے جو اس توبہ کو جسمین غسل مستحب ہے مخصوص اوسی گناہ سے کرتے ہین کہ جو موجب کفر یا فسق ہو باین طور کہ مقتضی اس قول کا یہہ ہے کہ جو گناہ صغیرہ شاذ و نادر صادر ہو جائے کسی سے کہ جو شرعاً موجب فسق و مخل عدالت نہین تو چاہیئے کہ غسل کی حاجت نہو اوسے توبہ کرنے مین حالانکہ حدیث مذکور اوسکے خلاف دلالت کرتی ہے اور وجہ دفع ظاہر ہے کہ فعل مذکور بوجوہ مذکورہ کبیرہ تہا نہ صغیرہ کہ حکم اوسکا صغائر تک سرایت کرے علاوہ یہہ کہ بنا بر تحقیق مذکور صغائر بہی بعض وجوہ سے کبائر ہین واعظ کہتا ہے کہ شرح وجیزہ مین ہمنے یہہ تحقیق کی ہے کہ حقیقت شرعیہ صغیرہ و کبیرہ کی ثابت نہین بقرینہ اختلاف احادیث تقسیم صغیرہ و کبیرہ مین پس احوط بلکہ اظہر یہہ ہے کہ جس گناہ مین شرعی یا عقلی یا عرفی عظمت ہو اوسے کبیرہ سمجہین مثل شرک یا سرقہ کرلی اوس مال کے کہ جسکا مالک جان بلب گرسنگی سے ہو یا دخول زن مرد اور موید اسکی تہدید شدید جناب رسالت مآب کا ہے بہلول تائب پر اور یہہ فرمانا کہ ہٹ جا میرے پاس سے ای فاسق کہ مین تیری آگ مین نہ جل جاؤن اور بنا بر اس تحقیق کے بہی کوئی شبہہ نہین کہ فعل اوس

شخص کا گناہ کبیرہ تھا قطع نظر اوسکے استبداد و استمرار کے جیسا کہ
اس فقرہ سے حدیث کے ظاہر ہے کہ لَقَدْ کُنْتَ مُقِیْمًا عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ
اَلْفَقْرَۃَ یعنے تو گناہ عظیم پر مقیم و مصر تھا یس عظمت نفس گناہ ثابت
قطع نظر اقامت و استواری سے کے اوس گناہ پر فافہم فتمہ الله
**تتمہ** جو گناہ مستلزم کسی ایسے امر کو ہو کہ جس کا بجالانا شرعًا
ضرور ہو تو فقط اوسپر نادم ہی ہونا اور یہہ عزم بالجزم کرنا کہ پھر کبھی
ایسی حرکت نکرونگا کافی ہے اونکی توبہ مین اور سواے اسکے
اور کوئی بات تائب پر واجب نہین مثل لباس حریر پہننے کے اور اگر وہ
گناہ موقوف کسی اور پر حقوق خدا یا حقوق ناس سے ہو متعلق
مال ہو یا نہو باوجود توبہ اوسکا بھی بجالانا واجب ہے اور بسا
اوقات مکلف کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے اوس کام کو کرے اور
چاہے تو فقط اوسی گناہ سے توبہ کرے کہ جو اوس امر پر موقوف ہے
اور مثال حق مالی خدا آزاد کرنا بندہ کا ہے کفارے مین کہ فقط گناہ
سے توبہ کافی نہین تا وقتیکہ بندہ آزاد نکرے باوجود قدرت کے اسکے
کے اور غیر مالی حق حق تعالی سکے دو قسمین ہین اگر وہ حدود و تعزیرات
مین نہین تو باوجود امکان بجالانا اونکا لازم ہے مثلاً قضای نماز
و روزہ کفارہ کے اور اگر حدود و تعزیرات مین ہو تو مکلف کو اختیار
ہے چاہے حاکم شرع پر اوسے ظاہر کر دے تاکہ اوسپر حد جاری کرے
اور چاہے اوسے پوشیدہ رکھے حاکم شرع سے اور درمیان خود
و خدا اوس سے توبہ کرلے اور اس صورت مین اوسپر حد نہ جاری کی اور

اگر توبہ کرے قبل دوران مقدمے کے اور قبل ثبوت جرم کے بذریعہ گواہون کے بشرطیکہ توبہ اوسکی قبل دار وگیر ثبوت شرعی کو پہونچے حاکم شرع کے نزدیک اور اگر مندرجن کا حق مالی ہو تو اوسے حتے الامکان اپنے تئین بری الذمہ کر لینا چاہیئے ہر شخص کا مال اوسے پہونچا دے یا اوسکے وارثون کو اگرچہ بحضور امام کے اور کوئی وارث نسبی و نسبی موجود نہو یا ایسے ثقہ اجنبی کو کہ جو اپنے ذمہ پر لیلے حق رسانی کو اور اگر اتفاقاً قیام قیامت تک وہ حق اسکے ذمہ پر رہجائے تو علما مین اختلاف ہے کہ پھر روز قیامت کون اوسکا مستحق ہوگا ایک یہہ احتمال ہے کہ اصل صاحب مال کو وہ مال ملے دوسرے یہہ کہ اوسکے وارث اخیر کو تیسرے یہہ کہ وہ مال خدا ہے اول اولی و اصح ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے اور از بسکہ یہہ مسئلہ متعلق دار تکلیف سے نہین تو مزید بحث اسمین فضول ہے اور اگر غیر مال کے متعلق ہے پس اگر کسی کو گمراہ کیا ہے تو اوسکو ہدایت کرنا واجب ہے اور اگر از قسم قصاص ہے تو جو شخص اوسکا مستحق ہوا اوسے اوس سے مطلع کرے اور برضا و رغبت قادر کردے اوسکے بدلا لینے پر مثلاً کہے کہ مین ہی نے تو تیرے باپ کو قتل کیا بس تجھے اختیار ہے چاہ مجھے معاف کر اور اگر از قبیل تعزیر ہو مثل قذف کے پس اگر صاحب حق واقف صدور قذف سے ہو تو اوسے قدرت دینا چاہیئے تعزیر دینے پر اور اگر وہ ناواقف ہو تو اوسے واقف کرنا چاہیئے یا نہیں اسمین دو احتمال ہین ایک اوسے مطلع کرکے اوس سے عفو جرایم یا تعزیر چاہے

اسلیئے کہ اسکے ذمہ پر ایک آدمی کا حق ہی پس بلا اجازت اوسکے اوس سے بری الذمہ نہوگا و دوسرے یہہ کہ اوسے واقف نکرے اسلیئے کہ یہہ مستلزم اوسکی ایذا رسانی ہے ہی اور زیادتی بغض و عناد ہی اور غیبت مین بہی بعینہ یہی تقریر جاری ہوتی ہی اور محقق طوسی اور علامہ حلی علیہ الرحمہ نے تصریح فرمائی ہی کہ از خود اعلام و اظہار کچہہ ضرور نہین اور پوشیدہ نرہے کہ قضای نماز و روزہ و ادای حقوق مالی و غیر مالی خالق و خلق کو کرنا راسہ اور فی نفسہ اور سرخود واجب ہین مگر کچہہ توبہ مین شرط نہین کہ بے انکی توبہ قبول ہی نہو ہان البتہ باعث تکمیل و استحکام توبہ ہین اور لیکن توبہ مبعضہ اور موقتہ اور مجملہ پس اوسکی صحت مین خلاف ہی اور مذہب صحیح یہی ہے کہ توبہ مبعضہ صحیح ہی یعنے فقط بعض گناہون سے توبہ کرنا سب گناہون سے نہی اور اگر ایسا نہوتا تو اسلام فاسق قبول نہوتا حالانکہ نومسلم کا اسلام قبول ہوجاتا ہی اگرچہ فسق و فجور مین مبتلا رہے اور لیکن توبہ موقتہ یعنی زمانہ خاص مین توبہ کرنا مثلاً سال بہر کیلئے توبہ کرے نہ ہمیشہ کیلئے پس اسکی صحت مین علی الاحوط تامل ہی اسلیئے کہ سابق مین بیان ہوا کہ توبہ مین یہہ بہی شرط ہی کہ عزم بالجزم اسکا کرے کہ پہر کبہی تمام عمر ایسی حرکت نکرونگا ہان البتہ اگر توبہ کو عبارت لین محض نادم ہونیسے گناہ پر اور دوام ترک کو اوسکا ثمرہ فی الجملہ لین یعنی توبہ کامل و توبہ نصوح کا تو البتہ تحقق مسمی بندم صحت توبہ مین کافی ہو ثمرہ اوسکا ایک سال ہے خواہ کم ہو یا کم و زیادہ اور مقتضی یسر و عدم حرج کہ جو خصائص شریعت مصطفویہ سے ہی صحت توبہ موقتہ ہی اور لیکن توبہ اجمالی باین طور کہ مجمل طرح پر گناہون سے توبہ کرے بدون اسکے کہ تفصیل وار ایک ایک گناہ کو بیان کرے یا تصریح عموم کی کرے اور باطن مین تفصیل بہی اوسے مقصود ہو تو اسکی صحت مین محقق طوسی علیہ الرحمہ نے تامل فرمایا ہے اور دور نہین کہ وہ صحیح ہو اسلیئے کہ تفصیل کی شرط کسی دلیل سے ثابت نہین خصوصاً بضمیمہ یسر و عدم عسر و حرج کہ جو بسیرت قطعی شرع شریف سے ثابت ہے واللہ اعلم و علمہ اتم فقط تمت

# پچیسوان موعظہ

دم والپسین کے حال

مین ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ ابْنَ اٰدَمَ اِذَا کَانَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا وَاَوَّلِ یَوْمٍ مِّنْ اَیَّامِ الْاٰخِرَۃِ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب آدمی کا اخیر دن آتا ہے دنیا کے دنون سے اور پہلا دن آخرت کے دنون سے مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ وَعَمَلُہٗ تو مال واولاد وعمل اوسکا اوسکے سامنے مجسم ہوکے آتا ہے اور ہمکلام ہوتا ہے خلاصہ یہہ کہ مال واولاد وغیرہ کی صورت اوسکی آنکھون کے مین پہر اکرتی ہے وَیَجُوْزُ اَنْ یُّرَادَ بِالتَّمَثُّلِ خُطُوْرُ ھٰذِہِ الثَّلٰثَۃِ بِالْبَالِ وَحُضُوْرُ صُوَرِھَا فِی الْخَیَالِ وَحِ تَکُوْنُ الْمُخَاطَبَۃُ بِلِسَانِ الْحَالِ الَّذِیْ ھُوَ اَفْصَحُ مِنْ لِسَانِ الْمَقَالِ اور ممکن ہے کہ تمثل سے یہہ مراد ہو کہ یہہ چیزین دلمین جلوہ دکہاتی ہین اور خیال مین آتی ہین اور زبان حال سے جواب وسوال

درمیان مین لاتے ہین وہی زبان حال کہ جو زبان قال سے فصیح وبلیغ تر ہے خلاصہ یہ کہ بیمار انکا تصور کرکے دل مین انسے باتین کرتا ہے فیلتفت الی مالہ فیقول واللہ انی کنت علیک حریصا شحیحا فما لی عندک فیقول خذ منی کفنک یعنی متوجہ ہوتا ہے اپنے مال کی طرف پس کہتا ہے تجھ سے کہ مین تجھ سے بہت محبت رکھتا تھا نہایت حرص اور بخل کیا کرتا تھا بسبب تیرے پس اب اس وقت مین تو میرے کس کام آسکتا ہے پس وہ مال بزبان حال اسکی طرف سے صاف صاف کہدیتا ہے کہ مجھسے اور تو کچھ نہین ہوسکتا ہے بہت تیرا جی چاہے تو کفن اپنا مجھسے لے اور باقی اور کچھ مجھسے امید نرکھنا فیلتفت الی ولدہ فیقول واللہ انی کنت لکم محبا وانی کنت علیکم حامیا فماذا لی عندکم فیقولون نؤدیک الی حفرتک فنواریک فیہا جب ایسے رفیق غمگسار کی طرف سے مایوس ہوتا ہے تو پھر پھرتا ہے اپنی اولاد کی طرف اور کہتا ہے کہ اے اولاد قسم ہے خدا کی مین تمہین بہت دوست رکھتا تھا اور تمہاری حمایت کیا کرتا تھا تمہارا حامی تھا پس بتاؤ تم میرے کیا کام آؤگے اسی دن کے لیے تمہین پالا پوسا تھا پس اس برے وقت مین کچھ شرکت کرو میرے پس وہ جواب مین کہینگے کہ بیمار اکیا بس چلتا ہے ہمسے اور کچھ امید نرکھنا مگر اسکے کہ ہم تیرا گور کرلیا کرینگے اور وہان تک تیرا ساتھ دینگے مٹی مین دبا کر اپنے گھر چلے آوینگے قال فیلتفت الی عملہ فیقول واللہ انی کنت فیک لزاہدا ان کنت علی لثقیلا فما عندک پھر مجبور ہوکر متوجہ

ہوگا نیکی عمل کی طرف اور کہے گا کہ جب سے مجھے بڑی امیدین تھین وہ تو اسوقت
رفاقت سے نکل گئے اور تیری کبھی مجھے قدر نہوئی اور ہمیشہ تیری صورت
سے مجھے نفرت رہی اور ہمیشہ تو بار خاطر رہا پس سچ کہہ کہ اب اسوقت تو میرے
کس کام آوے گا ۞ تو آن کن کہ باشد زتو آن روا ۞ نہ آن کن کہ من
باشم او را سزا ۞ فَيَقُولُ اَنَا قَرِيْنُكَ فِي قَبْرِكَ وَيَوْمَ نَشْرِكَ حَتّٰى اَقِفَ
اَنَا وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ پس وہ کہے گا کہ تو خاطر جمع رکھہ مین برابر تیرے ساتھ
رہون گا تیری قبر مین اور روز حشر یہانتک کہ میرا تیرا سامنا ہو پروردگار
سے قَالَ فَاِنْ كَانَ لِلّٰهِ وَلِيًّا اَتَاهُ اَطْيَبُ النَّاسِ رِيْحًا وَاَحْسَنُهُمْ
مَنْظَرًا وَاَحْسَنُهُمْ ثِيَابًا حضرت نے فرمایا کہ پس اگر وہ شخص دوست
خدا ہوتا ہے تو قبر مین اوسکی اوسکے پاس آتا ہے ایک ایسا شخص کہ جسکی
لپٹ اور مہک سے ساری قبر بسجاتی ہے اور ایسا حسن وجمال اوسکا ہوتا
ہے کہ یہہ اوسے دیکھتے ہی اوسکا فریفتہ اور اسیر دام محبت ہوجاتا ہے
اور لباس فاخرہ اور عمدہ پہنے ہوتا ہے کہ جسے دیکھکے یہہ دم بخود ہوجاتا ہے
فَقَالَ اَبْشِرْ بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَجَنَّةِ نَعِيْمٍ وَمَقْدَمُكَ خَيْرُ مَقْدَمٍ
پس وہ قبر مین آکے اس مردہ سے کہتا ہے کہ خوش آمدی آئیے یہہ آپہی کا
گھر ہے کچھہ تکلف کا مقام نہین اور بشارت ہو تمہین راحت وآسایش یا
رحمت وحیات ابدی کی اور پاک وپاکیزہ رزق حلال کی کہ جو بو باس و
نفاست مین بے مثل وبے نظیر ہوگا اوس خوشبودار چیز کے کہ جو بوقت مرگ
سنگھائی جاتی ہے اور بہشت سے آتی ہے اور تسکین مسافر مسکین کے لیے
لخلخہ کا اثر دکھاتی ہے اور بشارت ہو تجھے بہشت عنبر سرشت کی فَيَقُولُ لَهُ

مَنْ اَنْتَ پس وہ کہتا ہے کہ ای بھائی تو ایسا کون مہمان نواز و کرم
فرما ہے کہ ایسی بے بسی اور بیکسی کے وقت مین ایسی خوشخبری مجھے
دیرہا ہے خدا تجھے جزای خیر دے فَیَقُوْلُ اَنَا عَمَلُکَ الصَّالِحُ
اُدْخِلَ مِنَ الدُّنْیَا پس وہ کہے گا کہ مین تیرا مونس و غمخوار اور رفیق
شبہای تار تیرا عمل نیک ہون اب تجھے کیا فکر ہے ایسا رفیق راہ
کہان سے پائے گا بس اب دیر نکر منزل کھوٹی ہوتی ہے جنت کو میرے
ہی ساتھہ چل کھڑا ہو وَاِنَّهُ لَیَعْرِفُ غَاسِلَهُ وَیُنَاشِدُ حَامِلَهُ
اَنْ یُعَجِّلَهُ پس یہہ شخص دنیا سے انتقال کرتا ہے اس حال سے کہ
بخوبی پہچانتا ہوتا ہے اپنے غسل دینے والے کو اور قسمین اور خدا کے
واسطے دیتا ہے جنازہ اوٹھانے والے کو کہ جلد اوسے دفن کرین
اور دنیا کے مخمصون سے چھٹکارا دین فَاِذَا دَخَلَ قَبْرَهُ اَتَاهُ
مَلَکَا الْقَبْرِ یَجُرَّانِ اَشْعَارَهُمَا وَیَخُدَّانِ الْاَرْضَ بِاَقْدَامِهِمَا
اَصْوَاتُهُمَا کَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ وَاَبْصَارُهُمَا کَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ
پس جب وہ داخل قبر ہوتا ہے تو آتے ہین اوسکے پاس دونون فرشتے
قبر کے اس طور سے کہ بڑے بڑے بال اونکے زمین پر لٹکتے جاتے ہین اور
پاؤن اونکی زمین کو شق کر کے اندر دھسی جاتی ہین بجلی کی طرح کڑک کر
باتین کرتے ہین اور آنکھین بھی اونکی بجلی کیطرح کوندتی ہین کہ جنکی تیزی
سے چکا چوندھ آجاتی ہے فَیَقُوْلَانِ لَهُ مَنْ رَبُّکَ وَمَا دِیْنُکَ
وَمَنْ نَبِیُّکَ پس وہ دونون کہتے ہین کہ تیرا پروردگار کون ہے
اور کیا دین ہے اور کون پیمبر ہے واعظ کہتا ہے کہ بوجہ شہرت

بخیال انکسار و هضم نفس حضرت نے اسکا ذکر نہ فرمایا کہ وہ فرشتے امام کو بھی پوچھتے ہین وگرنہ اکثر حدیثون سے کتاب کافی وغیرہ کی خوبی ثابت ہے کہ قبر مین امام سے بھی ضرور سوال ہوتا ہے چنانچہ باسانید معتبرہ منقول ہے کہ جب جناب رسالتمآب حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ اسد اللہ حضرت امیر علیہ السلام کو کفنا اور دفنا چکے تو بالائے قبر سے بطور تلقین فرمایا ابنک ابنک یعنے ای فاطمہ جواب ملائکہ مین تامل نکرو اور اپنا اپنے فرزند دلبند علی کو بتاؤ فیقول اللہ ربی وديني الاسلام و نبيي محمد پس مرد مومن اوسکے جواب مین کہے گا کہ خدا پروردگار ہے اور اسلام دین و آئین ہے میرا اور محمد مصطفے پیغمبر و ہادی و رہنما ہین میرے فیقولان ثبتك الله بالقول الثابت فيما تحب وترضى وهو قول الله عز وجل يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت في الحيوة الدنيا وفي الاخرة پس وہ دونون فرشتے کہینگے کہ ثابت قدم رکھے تجھے خدا اسی بات پر کہ جس سے وہ خود راضی اور خوش ہے اور یہی قول فرشتون کو مدلول ہے اس قول خدا کا یا مومن کا فرشتون کے جواب مین ثابت قدم رہنا حق بات پر مفاد ہے اس آیہ وافی ہدایہ کا کہ جو خود خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہے اور ثابت قدم رکھتا ہے خدا مومنون کو قول ثابت پر زندگی مین بھی اور آخرت مین بھی چنانچہ ایک اور روایت مین وارد ہے کہ جناب رسالتمآب نے بعد ذکر قبض روح مومن کے فرمایا ثم تعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه في قبره ويقولان له من ربك وما دينك

وَمَنْ نَبِیُّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ پہر واپس کیجاتی ہے روح اوسکی اوسکے بدن مین اور آتے ہین اوسکے پاس دو فرشتے پس بٹھاتے ہین اوسے قبر مین اور کہتے ہین اوسی کہ کون ہے پروردگار تیرا اور کیا ہے دین و آئین تیرا اور کون ہے پیمبر ہادی تیرا پس وہ کہتا ہے کہ پروردگار میرا خدا ہے اور دین و آئین میرا اسلام ہے اور پیمبر میرے محمد مصطفے ہین پس آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ سچ کہا میرے بندے نے پس یہی فرمودہ خدا ہے کہ ثابت قدم رکہتا ہے خدا مومنون کو قول ثابت پر وَمَا رُوِیَ اَنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ اور ایک روایت مین اونہین حضرت سے منقول ہے کہ بوقت سوال قبر جب مومن گواہی دیتا ہے وحدانیت خدا و نبوت رسول خدا کی تو یہی مراد ہے فرمودۂ خدا سے کہ ثابت قدم رکہتا ہے خدا ایمان دارون کو قول ثابت پر ثُمَّ یُفْسَحَانِ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ پہر جسقدر اور جہانتک اوسکی نظر کام کرسکتی ہے وہانتک اور اوسقدر وسعت و فسحت و گنجایش اوسکی قبر مین بڑہا دیتے ہین اور جناب رسالت مآب سے ماثور ہے کہ فَیُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ یعنے وسیع و فسیح

کردیجاتی ہے قبر اوسکی بقدر ۹۰۰ ہاتھ کے اور کتاب کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے کہ گنجایش قبر بقدر سات ہاتھ کے ہوتی ہے اور جناب شیخ بہاو الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان حدیثون مین کچھ منافات نہین اور اختلاف انکا بحسب اختلاف مدارج و مراتب اموات کے ہے پس ادنے درجہ سات ہاتھ مین اور اوسط ستر اور اعلے مدِ نگاہ اور احتمال ہے کہ اختلاف بہ نسبت نابینا کے اور بینا کے ہو بعض روایات مذکورہ مین اور مراد مدِ نظر سے امتداد عرفی ہے اور ممکن ہے کہ امتداد نفس الامری کیا جاے پس ہو سکتا ہے کہ کئی سے برس کی راہ تک مدِ نظر فرض کیا جائے بدلیل اسکے کہ شمس و قمر اور ستارے بہت دور و دراز ہین اور باوجود اسکے محسوس ہوتے ہین غایة الامر یہہ کہ کم روشن چیزین یا تاریک یا نہایت باریک قریب ہی سے نہ معلوم ہون تو یہہ بوجہ اونکے نقصان ذاتی کے تصور کیا جائے گا کہ شرطین محسوس ہونے کی اونمین نہین ورنہ نظر کی دوربینی ظاہر ہے اور اگر از راہ عرف و تبادر یہہ کلام مستبعد ہو مگر بنظر رحمت وسیع پروردگار کے محل نظر نہین سہ کرم او بہانہ مے خواہد ✤ کرم او بہا نمیخواہد ✤ ثُمَّ یَفْتَحَانِ لَهٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ پھر وہ اوسکے لیے ایک دروازہ کھولدیتے ہین بہشت عنبر سرشت کی طرف کہ قیامت تک برابر بہشت کی ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کے جھونکے اور وہان کے پہولون کے لپٹ اور مہک اوسکی قبر مین آیا کرتی ہے اور دل و دماغ اوسکا معنبر اور معطر رہتا ہے ثُمَّ یَقُوْلَانِ لَهٗ

نعرفہ یا العین لوہ الشاب الناعم پہر بڑی الفت ومحبت سے کہتے
ہین اوسے کہ اب تو ٹہنڈی آنکہون سے پاؤن پہیلا کے چین سے جوانی
کی نیند لے فان عزوجل یقول اصحاب الجنۃ خیر مستقرا و
احسن مقیلا یعنی بے شبہ خدا فرماتا ہے کہ اہل جنت کی آجکی دن بہت
اچہی قرارگاہ اور آرام گاہ ہے قال واذا کان لربہ عدوا
فانہ یاتیہ اقبح من خلق اللہ زیا وانتنہ ریحا اور جب میت
دشمن خدا ہوتا ہے یعنی کافر یا وہ فاسق کہ جو ہمیشہ فسق وفجور مین
مبتلا رہے جیسا کہ مقتضی اکثر ادلہ شرعیہ کا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے
کہ فقط کافر ہی مراد ہو جیسا کہ بعض روایات معتبرہ سے مستفاد ہوتا
ہے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے انہ
لا یسئل فی القبر الا من محض الایمان محضا او محض الکفر
محضا یعنی قبر مین سوال نکیا جائے گا مگر اوس شخص سے کہ جو ایمان
خالص یا کفر محض رکہتا ہوسے یا عامی عوام باشد ویا عارف خاص
یعنی بستہ بین ذلک خود را * بہر طور دشمن خدا کے پاس قبر مین ایک
ایسا شخص آتا ہے کہ ویسا بد قوارہ و بد صورت و بد ہیات خلق خدا مین
دوسرا شخص نہین ہوتا اور نہ ویسی بد بو جو اوسکے بدن مین ہوتی ہے
کبہی کسی چیز مین ہوئی وعن الامام ابی عبد اللہ جعفر بن محمد
الصادق فیقول لہ یا عبد اللہ من انت فما رایت شیئا
اقبح منک فیقول انا عملک السئ الذی کنت تعملہ ورأیک
الخبیث اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ وہ اوسوقت

گھبرا کے اوس سے پوچھنے لگتا ہے کہ ای بندۂ خدا تو کون شخص ہے
میں نے کبھی ایسی عجیب صورت نہین دیکھی ایسی صورت خدا دشمن کو بھی
نہ دکھائے پس وہ کہتا ہے کہ مین تیرا عمل بد اور اعتقاد خبیث ہون
فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِنُزُلٍ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّتَصْلِيَةِ جَحِيْمٍ اور حضرت امیر حدیث
طویل سابق مین فرماتے ہین کہ پس وہی گریہہ المنظر شخص اوس مردے
سے کہتا ہے کہ بشارت ہو اور مبارک ہو تجھے ضیافت مین کھولتا ہوا
پانی اور داخل جہنم ہونا وَاِنَّهٗ يَعْرِفُ غَاسِلَهٗ وَيُنَاشِدُ حَمَلَتَهٗ
اَنْ يَّحْبِسُوْهُ اور یہہ بھی پہچانتا ہے اپنے غسل دینے والے کو اور جنازہ
اوٹھانے والے کو اور سینکڑون قسمین اورواسطے دلاتا ہے اونھین
کہ اسے دنیا ہی مین روک رکھین اور قبر مین نہ جانے دین فَاِذَا دَخَلَ
الْقَبْرَ اَتَاهُ مُمْتَحِنَا الْقَبْرِ پس جب یہہ قبر مین جاتا ہے تو قبر مین امتحان
لینے والے دونون فرشتے اسکے پاس آتے ہین اور مراد ان فرشتون
سے منکر و نکیر ہین جیسا کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے اور بعض
اہل اسلام نے منکر و نکیر سے انکار کیا ہے بلکہ اونکے نزدیک سوال
و جواب کے وقت جو لجاجت و اضطرار ہوا اضطراب کلام کا قرسے ظاہر
ہوتا ہے اوسی کا نام منکر ہے اور جو سزا اوسکی یادداشت مین پاتے ہین
وہ نکیر ہے خلاصہ یہہ کہ یہہ لوگ منکر و نکیر کے فرشتے ہونے کے منکر ہین
اور احادیث کثیرہ سے اونکی تکذیب ہوتی ہے فَاَلْقَيَا اَكْفَانَهٗ ثُمَّ
يَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَّبِيُّكَ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ
يَقُوْلَانِ لَا دَرَيْتَ وَلَا هَدَيْتَ پس وہ آگ ہی غصہ کے مارے

ذلیل و رسوا کرنے کو کفن تو اوتار کے پھینکدیتے ہین اور مردیکو برہنہ
کر دیتے ہین پھر کہتے ہین کہ کون ہے پروردگار و پیمبر تیرا اور کیا ہے
دین و مذہب تیرا پس وہ کہتا ہے کہ مین نہین جانتا پس وہ کہتے
ہین کہ تو نے خاک بھی نجانا اور کچھہ بھی راہ راست پر نہ آیا فیضربانہ
یافوخہ بمرزبتہ معہما پس مارتے ہین وہ اوسکے تالو پر آہنی عصا
سے کہ جو اونکے ساتھہ ہوتا ہے ضربۃ ما خلق اللہ عز و جل من
دابۃ الا تذعر لہا ما خلا الثقلین ایسی شدید ضرب کہ بجز جن
انس کے اور سب چوپائے اوسکی آواز سے بھڑک جاتے ہین اور اچھل
پڑتے ہین اور جن و انس کا یہہ آواز نہ سننا اس مصلحت سے ہے کہ
وہ معرض تکلیف و امتحان مین ہے اگر ایسی آوازین سن پائین
تو ایمان برہانی نرہے گی بلکہ عیانی اور بدیہی ہو جائے اور مزا امتحان
کا اوٹھہ جائے اور لیکن حیوانات کا اس آواز کو سننا پس یہہ اور بھی کئی
معتبر حدیثون سے ثابت ہے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہے قال النبی انی کنت لانظر الی الابل و الغنم و
انا ارعاہا و لیس من نبی الا و قد رعی الغنم فکنت انظر الیہا
و ہی ممتلیۃ فی المکینۃ ما حولہا شیء یہیجہا حتی تذعر فتطیر
فاقول ما ہذا و اعجب حتی جاءنی جبرئیل فقال ان الکافر
یضرب ضربۃ ما خلق اللہ شیئا الا سمعہا و یذعر لہا
الا الثقلین کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ مین دیکھتا تھا اونٹون
اور بکریون کو جبکہ اونہین چراتا تھا اور کوئی بھی ایسا نہین کہ جسنے بکریان

کو نہ چرایا ہو لیس مین اونہین دیکہتا تہا کہ اطمینان سے وہ اپنی جگہ پر چررہے ہین اور گرد و پیش اونکے کوئی ایسی چیز نہین کہ جس سے اونہین ہیجان ہو یہانتک کہ خود بخود ڈر کے اوچہل پڑتے تہے پس مین تعجب سے اپنے دل مین کہتا تہا کہ یہہ کیا ماجرا ہے یہانتک کہ حضرت جبرئیل مجہہ پر وحی لائے کہ کافرون پر ایسی ضرب لگائی جاتی ہے کہ سب خلوق خدا اوسکی آواز سن کے ڈرا وٹہتے ہین بجز جن وانس کے **واعظ کہتا ہے** کہ یہہ جو اس حدیث مین وارد ہوا کہ کوئی نبی ایسا نہین گذرا کہ جسنے بکریٔان نہ چرائی ہون تو اوس سے یہہ مراد نہین کہ یہہ اونکا پیشہ تہا بلکہ یہہ مراد ہے کہ ازبسکہ عوام کالانعام بہائم خصلت ہوتے ہین اور انکی ہدایت موقوف انکی معاشرت اور ناز برداری پر ہے لہٰذا من جانب اللہ مقدمۃ الجیش ہدایت عوام کا یہہ قرار پایا کہ انکا ہادی کسیقدر معاشرت و موانست بہائم سے بہم پہونچا کے اونکی خو بو پہچان لے اور مزاجداری مین عوام کالانعام کے اچہا برتاؤ کر سکے اور انکی حرکات سے دلتنگ نہو اور اونہین ویساہی نادان اور بحیس جان لے وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ اِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ اَسْمَعُ مِنْهُ الْحَدِيْثَ اور زید بن ثابت سے منقول ہے

کہ کہا اوسنے کہ تہا مین اسکے کہ جناب رسالتمآبؐ خانہ باغ مین بنی نجار کے ایک بغلی پر سوار تہے کہ دفعتہً وہ بغلہ بھڑکا اور قریب ہوا کہ حضرتؐ کو بالائی زین سے زمین پر گرا دے پہر کیا ہم دیکہتے ہین کہ وہان پانچ چہہ قبرین ہین پس حضرتؐ نے پوچھا کہ تم مین سے کوئی ان قبر والون کے حال سے بہی واقف ہے پس ایک شخص نے کہا کہ ہان مین ان لوگون کو جانتا ہون حضرتؐ نے فرمایا کہ یہہ کب مرے اوسنے کہا کہ زمانہ شرک و کفر مین حضرتؐ نے فرمایا کہ یہہ امت مبتلا بعذاب قبر ہوتی ہے پس مجہے اگر یہہ خوف نہوتا کہ لوگ ڈر کے مارے دفن نا چہوڑ دینگے تو ضرور مین خدا سے دعا کرتا کہ تمہین بہی سنا وے وہی عذاب قبر کہ جسے مین بگوش خود سنتا ہون ثُمَّ یَفْتَحَانِ لَهُ بَابًا اِلَی النَّارِ ثُمَّ یَقُوْلَانِ لَهُ نَمْ بِشَرِّ حَالٍ جناب امیرؑ فرماتے ہین کہ پہر وہی دونون منکر و نکیر ایک دریچہ کہولدیتے ہین آتش جہنم کی طرف قبر مین اوس دشمن خدا کی اور اوس سے کہتے ہین کہ تو سویا کہ خراب و خستہ حال سے قیامت تک وَیُسَلِّطُ اللّٰهُ عَلَیْهِ حَیَّاتِ الْاَرْضِ وَعَقَارِبَهَا وَهَوَامَّهَا فَتَنْهَشُهُ حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ قَبْرِهِ اور مسلط کر دیتا ہے اوسپر خدا زمین کے سانپ اور بچہو اور زہردار کیڑے پس اوسے ڈستے اور اوسکو ایذا پہونچاتے ہین یہانتک کہ حشر کے لیئے خدا اوسے اوسکی قبر سے اوربنیاد اعتقاد مین ہے سے آتا ہے کو بہی یاد کرو منکر نکیر کا بہی ولا اعتقاد کرو آتے ہوے دیکرینگے دانتون سے شق زمین مشعل کی طرح آنکہین ہین اونکی چہکتی ہین

آواز ایسی جیسے کہ بجلی کی ہو لڑک ٭ صورت وہ جسکو دیکہہ کے دل جائے گا دہڑک ٭ پوچہین گے دین و قبلہ پیمبر کے نام کو ٭ پہر کہکے پہر بتائیو بارہ امام کو ٭ سب ہے مرحلہ یہ سخت سوال و جواب کا ٭ رکہہ خوف اوسکا وقت ہے وہ اضطراب کا ٭ رو یاد کر کے گوشۂ تاریک و تار قبر ٭ یہہ ناتوان جسم ترا اور فشار قبر ٭ ایسا ہے جیسے قبر میں اچہو تی ذات کو ٭ دولہا کو جیسے کہتا ہے شادی کی رات کو ٭ اور جو بد اعتقاد ہین یا ہین گناہگار ٭ آتش ہے اونکے واسطے اور گرز و مور و مار وفی کافی عن الصادق ان اللّٰہ یسلط علیہ تسعۃ و تسعین تنیناً لو ان تنیناً واحداً منہا نفخ علی الارض ما انبتت شجراً ابداً اور کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ خدا مسلط کر دیتا ہے اوسپر ننانوے اژدہے کہ اگر اونمین سے ایک بہی پہنکار مار دے زمین پر تو پہر کبہی اوسپر درخت نہ اوگے اور یہی تعداد اہلسنت نے بہی اپنی حدیثون مین روایت کی ہے اور کیا عجب کہ صفات ذمیمہ مثل کبر و ریا و حسد و عناد وغیرہ کے اقسام ننانوے تک پہونچ جاوین پس وہی قبر مین اژدہے بنجائین اور یہی منشا اس تعداد کے بیان کا حدیث شریف مین ہوا اور بعض محدثون نے لکہا ہے کہ حدیث مین وارد ہے کہ خدا کے ننانوے نام ہین پس جو شخص کہ احصا کرے اونکا وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوگا اور مراد احصا سے یہہ ہے کہ خدا کو ہر اسم سے اون اسمون سے موصوف جانے اور موید اوسکی وہ روایت ہے کہ جسمین جناب سالت مآب صلعم

سے منقول ہے کہ خدا کی سو رحمتین ہین کل ایک رحمت تو اوسنے دنیا
مین نازل کی ہے کہ جسمین سارے جن وانس و بہائم شریک ہو گئی
ہین اور ننانوے رحمتین اوٹھا رکھی ہین قیامت مین وہ خاص مؤمنون
کو عطا کریگا پس پہلی حدیث سے یہہ ثابت ہوا کہ خدا نے بندون
کو اس بات کی تکلیف دی ہے کہ وہ اوسے انہین ننانوے اسمون
اور مشتقون سے پہچانین اور دوسری حدیث سے یہہ ثابت ہوا کہ
اونکے لیئے ننانوے رحمتین آخرت مین قرار پائی ہین اور از بسکہ کافر
نے اوسے اونمین سے کسی نام سے نہین پہچانا تو اس لیئے ہر نام
اور ہر رحمت کے مقابل ایک اژدہا پیدا کیا گیا کہ وہ اوسے قبر مین
ڈسے پوشیدہ نرہے اگر کسی شخص کو یہہ شیطانی شبہہ و وسوسہ
ہو کہ ہم اکثر قبرون پر کھڑے رہتے ہین اور کبھی آواز عذاب قبر و صدائے
زار و نالی میت نہین سنتے بلکہ اکثر قبرون کو کھود کے دیکھا یا خود بخود
کہنہ قبرین کھودی ہوئین دکھائی دین اور ان اژدہون وغیرہ کا نام کو بھی نشان
نہ پایا پس یہ بات خلاف مشاہدہ کے ہوا اوسکی کیونکر تصدیق ہو سکے
اور جواب یہہ ہے کہ عالم ملک مین ویسی چیزون کا ادراک ہونا چشم
و گوش سے مقام عجب نہین اسلیئے کہ عذاب قبر متعلق عالم ملکوت ہین
اور اونکا دریافت کرنا اور ہی حواسون سے متعلق ہے اور آنکھہ و
کان کو وہان کچھہ دخل نہین بصیرت کامل اور ذہن ثاقب البتہ کچھہ
کام دے سکتا ہے جیسا کہ اصحاب نبی تصدیق کرتے تھے بے دیکھے
سنے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملائکہ کو دیکھنے

اور اوسنسے ہمکلام ہونے لگی پس اگر ہنوز اوسمین شک ہے تو اوسکی جانچ مقدم ہے اور نہین تو یہہ شبہ بیجا ہے اور اسی قبیل سے ہے یہہ امر کہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ کچھہ لوگون مین ایک آدمی سو رہا ہے مثلا بار ہی بردار چارون طرف جاگ رہے ہین اور چوکیدار چوکی پہرہ دے رہے ہین اور صاحب خانہ اونکے نزدیک چین سے پڑا سو رہا ہے حالانکہ روح پر اوسکی عجب طرحکا صدمہ گذر رہا ہے کہ وہ بدخوابی دیکھتا ہے کہ سانپ بچھو اوسسے لپٹے ہوئے کاٹ رہے ہین یا کچھہ لوگ ڈرانی صورتین اوسے دکھاتے ہین اور زور سے مارتے ہین اور ڈرانی آوازون سے چیخ رہے ہین کہ وہ ڈرا جاتا ہے اور سہما جاتا ہے چنانچہ کبھی برانے لگتا ہے یا لرز جاتا ہے یا اوچھل پڑتا ہے لیکن یہہ سب اتکلیفین اوسیکی روح اوٹھاتی ہے اور جاگتون کو کچھہ خبر بھی نہین ہوتی اور مطلب اس کلام سے فقط تشبیہ اور مثال ہے تفہیم کے لیئے اور یہہ مطلب نہین کہ عذاب قبر اور وہان کے سانپ وبچھو بلا ہے خیال سانپ اور بچھوون کی طرح اور خیالی اذیتا کی طرح ہین معاذ اللہ ایسا نہین بلکہ حق یہہ ہے کہ دنیا کی بیداری نیند سے بدتر ہے اور ساری دنیا خواب وخیال ہے اور مرنے ہی کے بعد آدمی خواب غفلت سے چونکتا ہے چنانچہ عرب مین مثل مشہور ہے کہ اَلنَّاسُ نِیَامٌ وَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا یعنے دنیا کے لوگ پڑے سو رہے ہین پس جب مرینگے تو چونک پڑینگے ؎ مردمان غافلند از عقبے ۞ ہمہ گوئی بخفتگان مانند ضرروغفلتے کہ مے ورزند ۞ چون بمیرند انگہے واغند ۞ ایام

وصال وصحبت سیم تنان * درعالم خواب احتلامی شد ورفت *
اور معلوم ہو کہ عذاب قبر کہ جو زمان برزخ مین حاصل ہوتا ہے یعنی
موت کے وقت سے قیام قیامت تک اوسمین کوئی شک وشبہ
نہین اور تمام اہل اسلام کا خلفا عن سلف اوسپر اتفاق اور اجماع
رہا بلکہ تمام اہل ملت کا یہی عقیدہ ہے بجز ایک جماعت قلیل کے اہل
اسلام مین سے اور اونکا اختلاف قابل اعتنا نہین اسلئے کہ خلاف
اجماع وخلاف احادیث معتبرہ ہے کہ جنھین محمد بن یعقوب کلینی نے
کتاب کافی مین اور صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی وغیرہ مین روایت
کیا ہے اور کتاب مشکوۃ ومصابیح مین بہت کثرت سے اس قسم کی
روایتین جمع کی ہین بلکہ بعض آیتون مین بہی اسکا اشارہ موجود ہے
ازانجملہ آیہ وافی ہدایہ ہے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا
فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ کیونکر کفران
نعمت خدا کرتے ہو تم حالانکہ تم مردہ تہے پس زندہ کیا تمہین پہر موت
دیگا تمہین پہر زندہ کریگا تمہین پہر تم اوسکی طرف رجوع کروگے پس
ذکر فرمایا خدا نے اپنی طرف رجوع کا کہ جس سے مراد مبعوث کرنا روز قیامت
مین ہے ثم سے عطف کرکے دو زندگیون پر یعنے آیت سے یہہ ثابت
ہوا کہ قبل قیامت دوبار زندگی ہوگی پس ایک زندگی دنیاکی ہوئی
اور دوسری قبر مین جیسا کہ فخر رازی اور ایک اور جماعت نے مفسرون
مین سے لکہا ہے اور جو شخص قائل ہوا زندگی قبر کا پس ضرور وہ قائل
عذاب قبر کا بہی ہوا ازانجملہ وہ آیت ہے کہ جسمین خدا نے حکایت

حال بد مآل فرمائی ہے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ یعنے آگ پر پیش کیے جاتے ہین صبح و شام اور جب قیام قیامت ہوگا تو حکم ہوگا کہ داخل کرو عیال فرعون کو شدیدترین عذاب مین اور عطف سے صاف ظاہر ہے کہ آگ پر عرض کیا جانا اونکا علاوہ عذاب قیامت کے ہے پس ضرور عذاب قبر ہوگا وعن الامام ابی عبداللہ جعفر بن محمد الصادق ان ھذا فی نار البرزخ قبل القیٰمۃ اذ لاغدو ولا عشیۃ فی القیٰمۃ ثم قال الم تسمع قولہ تعالیٰ ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا اٰل فرعون اشد العذاب اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ امر یعنی فرعونیون کا پیش کرنا یہ قبل قیامت برزخ کی آگ مین ہوگا اسلیئے کہ قیامت مین صبح و شام نہین پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تو نے قول خدا نہین سنا اور علاوہ اوس مآل کے حال قیامت جدا بیان کرتا ہے اور فرماتا ہی کہ روز قیامت حکم ہوگا کہ داخل کرو آل فرعون کو عذاب شدیدترمین اور از انجملہ یہ آیۂ کریمہ ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی اور جو شخص روگردانی کرے گا میری یاد سے تو اوسکی بسر اوقات تنگی سے ہوگی اور حشر کرون گا اوسکا روز قیامت نابینا اکثر مفسرون نے فرمایا ہے کہ تنگ بسری سے مراد عذاب قبر ہے بقرینہ ذکر قیامت کے بعد اوسکے اور تنگی معیشت دنیا مراد نہین ہوسکتی اسلیئے کہ یہان امر بالعکس ہے جیسا کہ حدیث

مین ہے الدنیا سجن للمؤمن وجنة للکافر یعنے دنیا قید خانہ
مومن ہے اور جنت باغ کافر اور از انجملہ یہ آیہ ہے کہ جو حال قوم
نوح مین آیا ہے مما غرقوا فادخلوا نارا یعنے ڈوبائے گئے پھر
داخل کیے گئے آگ مین اور محاورہ عرب مین فی تعقیب کے لیے بلا مہلت
استعمال ہوتی ہے پس یہ مطلب ہوا کہ پانی مین ڈوبتے ہی آگ مین
جھونکدیے گئے پس ضرور اس آگ سے مراد برزخ کی آگ ہے یعنی
ثم استعمال ہوتا کہ جو تراخی و تاخیر کے لیئے ہے اسلیئے کہ یہ ظاہر ہے
کہ مجرد ڈوبنے کے وہ لوگ داخل جہنم نہین ہوئے بلکہ برزخ مین رہیگے
اور یہین یہانتک کہ بعد قیام قیامت داخل جہنم کیے جاوینگے تتمہ
تتمہ علم کلام کی کتابون مین مشہور ہے اثبات عذاب قبر کی اس
آیہ دوانی ہدایہ سے کہ جسمین خدا نے کافرون کا قول نقل فرمایا ہے
اور وہ یہ ہے ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین
فاعترفنا بذنوبنا فهل الى خروج من سبيل یعنی اے رب ہمارے مارا تونے ہمکو دو بار
ہے اور جلایا دو بار پس اقرار کیا ہمنے اپنے گناہون کا
پس اب بھی نکلنے کی کیا راہ نکلے اور تقریر استدلال یہ ہے
کہ خدا نے نقل قول اسطرح پر کی جس سے تصدیق اس بات کی
ہے کہ انھون نے اقرار دو موتون اور دو حیاتون کا کیا
یا ہے اور دوسری قبر مین بعد سوال وجواب کے
اور ایک حیات قبر مین ہے سوال وجواب کے لیے دوسری قیامت
مین حساب و کتاب کے لیے پس حیات قبر ثابت اور زندگی دنیا کے

اسلیے اعتراض کیا کہ غرض اونکی وہ زندگی ہے جسمین اونہین تمتع
اسکی حاصل ہو [illegible] موت کرنے پر قادر ہے اور [illegible]
اونھون نے گویا تھا [illegible] فنا پیدا کو بنا پس اقرار کیا ہمنے [illegible]
کا یعنے وہی گناہ کہ جو بسبب انکار حشر و نشر کے حاصل ہوئے تھے
اور دنیا کی زندگی مین یہہ صفت اونہین حاصل نہین ہوئی یعنی
کہ وہ اقرار ایسے گناہون کا کرتے اور محقق سید شریف نے شرح
مواقف مین لکھا ہے کہ تفسیر اس آیت کی اسطور پر مشہور ہے [illegible]
مفسرون مین یہہ لکھا اور لیکن محمول کرنا پہلے موت کو اونکی اوس حالت
پر کہ جب نطفہ تھے اور مردے کی طرح بحس و حرکت تھے اور دوسرے
موت کا انتقال پر دار دنیا سے اور پہلے زندگی کا زندگانی دنیا پر اور
دوسرے کا زندگی محشر پر پس یہہ باطل ہے دو وجہون سے ایک تو یہہ
کہ موت بعد حیات ہوتی اور قبل نطفہ ہونے کے کسی طرح کی حیات
ثابت نہین تا کہ حالت نطفگی کا موت قرار دینا صحیح ہو دوسرے یہہ کہ
شاذ و نادر مفسر اسکے قائل ہین اور بنا اکثر کے قول پر ہے اور شرح
اربعین مین ہے کہ یہہ سہو قلم ہے اور حقیقت مین امر بالعکس ہے کہ جسے
اونھون نے شاذ لکھا ہے وہی قول مشہور ہے اسلیے کہ جن تفسیرون
پر بالفعل مدار ہے وہ یہی ہین ایک کشاف علامہ زمخشری کی دوسرے
مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر فخر رازی کی تیسرے معالم التنزیل بغوی
کی اور مجمع البیان و جمع الجوامع علامہ طبرسی کی اور تفسیر نیشاپوری
و تفسیر بیضاوی وغیرہ ہے اور انمین سے کسینے اوس تفسیر کو پسند نہین کیا

بعضون نے تو ذکر ہی نہین کیا اور بعضون نے رد اوسکی کی ہے
پس گمان سید شریف کا صحیح رہا اور نقل عبارات مین طول ہا ہے
ہو جاتا ہے وہ تفاسیر مذکورہ مین رجوع کرے اور توہم نہو کہ شاید
مشہور سکوت کفار حیات و موت قبر سے بلا وجہ وجیہ لازم آتا ہے
پس کیا سبب کہ انھون نے نہ کہا اَحْیَیْتَنَا ثَلٰثًا وَ اَمَتَّنَا ثَلٰثًا کذلک
یعنے تین بار تو نے ہمین مارا اور جلایا اسلیئے کہ زندگی قبر زندگی نا قص
ہے کہ جسپر کوئی اثر حیات بجز دریافت لذت و الم کے حاصل نہین ہوتا
چنانچہ شرح مقاصد مین ہے کہ اہل حق نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ
خدا مردے کو کسیقدر زندہ کرتا ہے قبر مین کہ اوسے الم و اذیت
ہو سکے لیکن علما نے تامل کیا ہے اوسمین کہ روح بھی اوسکے بدن
مین آتی ہے یا نہین اور یہہ جو توہم ہوتا ہے کہ بدون روح زندگی
غیر ممکن ہے تو یہہ جبھی ہے کہ جب کامل طرح کی زندگی ہم پہونچے کہ جس
افعال اختیاریہ پر قدرت حاصل ہو اور حق یہہ ہے کہ ضرور روح
تعلق کرتی اوسکے بدن سے نہین تو جواب پر فرشتون کے
قادر نہوتا ہان البتہ یہہ تعلق ضعیف و خفیف ہے جیسا کہ حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فَیَدْخُلُ عَلَیْہِ فِیْ قَبْرِہٖ
مَلَکَا الْقَبْرِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَلْقِیَانِ فِیْہِ الرُّوْحَ اِلٰی حَقْوَیْہِ پس آتے ہین اوسکے
پاس دونون فرشتے قبر کے منکر و نکیر پس اوس مین روح ڈالتے
ہین رانون تک اور کبھی یہہ تعجب ہوتا ہے کہ جسے درندہ کہا گئے
ہون یا جلگیا ہو اور راکھہ اوسکی ہوا کے جھونکون مین وہ منتشر ہا گئی

اوڑ گئی ہوا اوس مین کیونکر تعلق روح ہو سکے گا اور حل یہہ ہے کہ خدا قادر
ہے کہ اجزاے اصلی کو متفرق نہونے دے یا بعد پریشانی کے جمع کرے
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ
الْمَيِّتِ يَبْلَى جَسَدُهُ قَالَ نَعَمْ حَتَّى لَا يَبْقَى لَهُ لَحْمٌ وَلَا عَظْمٌ إِلَّا
الطِّينَةُ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا فَإِنَّهَا لَا تَبْلَى بَلْ تَبْقَى فِي الْقَبْرِ مُسْتَدِيرَةً
حَتَّى يُخْلَقَ مِنْهَا كَمَا خُلِقَ أَوَّلَ مَرَّةٍ ترجمہ کہ اوس جناب سے سوال ہوا آیا
بوسیدہ ہوتا ہے بدن میت پس فرمایا کہ ہان یہانتک کہ گوشت و پوست اور ہڈیان
سب فنا ہو جاتے ہین بجز اوس طینت اصلی کے کہ جس سے اصل خلقت
اوسکی ہوتی ہے کہ وہ فنا نہین ہوتی بلکہ مستدیر اور گول ہو کے قبر مین
رہجاتی ہے یہانتک کہ وہ آدمی اول ہی کی طرح پیدا کی جاوے واعظ
کہتا ہے کہ اس حدیث سے ایک اور جواب شبہہ اعادہ معدوم کا پیدا
ہوتا ہے علاوہ اوسکے کہ جو سابق مین ہم بیان کر چکے خاتمہ یہہ جو اس حدیث
شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی کا کردار مجسم ہوکے اوسکی رفاقت کرتا ہے قبر مین
اور حشر کے مقامات مین یہہ مضمون اکثر حدیثون سے فریقین کی ثابت ہے و
قَدْ رَوَى أَصْحَابُنَا رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ
وَفَدْتُ مَعَ جَمَاعَةٍ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ
وَعِنْدَهُ الصَّلْصَالُ بْنُ الدَّلَهْمَسِ اور علماے فرقہ ناجیہ نے قیس بن
عاصم سے روایت کی ہے کہ ایک جماعت بنی تمیم کے ساتھہ مین وارد
ہوا خدمت بابرکت جناب رسالت مآب مین پس جب اونکے پاس پہونچا
تو وہان صلصال بن دلہمس کو بھی حاضر پایا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ عِظْنَا

مَوْعِظَةً تَنْتَفِعُ بِهَا فَاِنَّا قَوْمٌ نَعْبُرُ فِي الْبَرِّيَّةِ پس عرض کی کہ
اے رسول خدا کہ ہمین ایسی نصیحت فرمائیے کہ جو ہمارے حق مین نافع اور
مفید ہو اسلیے کہ ہم لوگ جنگل جنگل سرگشتہ رہتے ہین اور آپکی خدمت مین
نہین پہونچ سکتے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم يَا قَيْسُ مَعَ الْعِزِّ ذُلًّا پس حضرت
نے فرمایا کہ اے قیس ہر عزت کے ساتھہ ضرور ایک ذلت ہے وَاِنَّ مَعَ
الْحَيٰوةِ مَوْتًا اور ہر حیات کے ساتھہ موت ہے وَاِنَّ مَعَ الدُّنْيَا
اٰخِرَةً اور دنیای فانی کے ساتھہ آخرت بھی دست وگریبان ہے وَاِنَّ
لِكُلِّ شَيْءٍ رَقِيْبًا ہر چیز کا ایک قادر و توانا نگاہبان اور واقف کار ہے
وَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا اور ہر چیز پر ایک محاسب [illegible] ہے وَاِنَّ لِكُلِّ
[illegible] ہر میعاد اور حد قلم قدرت [illegible] ہے وَاِنَّهٗ لَا بُدَّ لَكَ
[illegible] مِنْ قَرِيْنٍ يُدْفَنُ مَعَكَ وَ[illegible] وَتُدْفَنُ مَعَهٗ وَاَنْتَ مَيِّتٌ
[illegible] ضرور ہے کہ تیرے ساتھہ تیرا ایک ہمنشین دفن ہو کہ تو قبر مین مردہ پڑا ہو
اور وہ زندہ اوس خانۂ تاریک مین تیری رفاقت کرے فَاِنْ كَانَ كَرِيْمًا
اَكْرَمَكَ وَاِنْ كَانَ لَئِيْمًا اَسْلَمَكَ پس اگر وہ تیرا یار غار بزرگ ہوگا تو
تجھے بھی بزرگی دیگا اور اگر ہمنشین بد ہوگا تو تجھے دست آفت مین سپرد
کرے گا ثُمَّ لَا يُحْشَرُ اِلَّا مَعَكَ وَلَا تُحْشَرُ اِلَّا مَعَهٗ وَلَا تُسْاَلُ اِلَّا
عَنْهُ پھر بعد ان سب مرحلوں کے وہی تیرے ساتھہ رہے گا روز حشر اور
تم دونون کا آپسمین ایک دوسرے کے ساتھہ حشر ہوگا اور اوسی کا حال
تجھہ سے پوچھا جائے گا فَلَا تَجْعَلْهُ اِلَّا صَالِحًا فَاِنَّهٗ اِنْ صَلَحَ اَنِسْتَ
بِهٖ پس رفیق نہ کرنا مگر نیک کو اسلیے کہ اگر نیک ہوا تو تجھے اوس سے الفت

ہوگی اور اطمینان ہوگا وان فسد لا تستوحش الا منہ اور اگر وہ بد ہوا
تو تجھے وہشت و وحشت ہوگی مگر اوسیکی بدولت سے صحبت نا جنس عذاب
الیم ہے وھو فعلک اور یہ رفیق تیرا تیرا عمل ہے راوی کہتا ہے کہ مینے
عرض کی کہ اگر یہہ مضمون منظوم ہوجاتا تو ہم مین آیکا یادگار رہتا اور ہمارے
لیے عربون مین باعث افتخار ہوتا پس حضرت نے حسان کو بلوایا اور قبل اوسکے
آنے کے خود بخود فکر کرکے مینے اوسے نظم کر لیا اور عرض کی کہ مینے جو خیال
کیا ہے شاید وہ پسند خاطر دریا مقاطر ہو اگر اجازت ہو تو عرض کروں حضرت
نے اجازت دی پس مینے یہہ شعر پڑہا سے تخیر خلیطا من فعالک انما
قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل + اپنے کامون مین سے چن لے
ایک خلط کرنے والا رفیق اپنا اسلیئے کہ بجز عمل کے اور کوئی چیز قبر تیرہ و تار
مین آدمی کے بار غمخوار نہین ہوتی ولا بد بعد الموت من ان تعدہ
لیوم ینادی المرأ فیہ فیقبل + اور بعد مرنے کے ایسا رفیق ضرور ہے
کہ جسے آمادہ و مہیا کر رکہا اوس دن کے لیئے کہ جسمین پکارا جائے گا
آدمی تو بیساختہ متوجہ ہوکے دوڑ پڑے گا سے فان تک مشغولا بشئ
فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل + پس اگر تو مشغول ہو نیوالا
کسی چیز کا ہو تو بجز ایسے امر کے کہ جسمین خوشنودی خدا ہو اور کسی کام مین
مشغول و مصروف نہو ولن یصحب الانسان من بعد موتہ بعد
من قبلہ الا الذی کان یعمل + اور نہین رفیق بنتا آدمی بعد انتقال
اور قبل اوسکے بجز عمل کے یعنے کام سے زیادہ کوئی رفیق آدمی کا دین
و دنیا مین نہین سے در لحد با خود نمی گیری چرا + ہمرہے یا توشۂ یا مرکبے +

درشبستان لحد باخود ببر * از عمل شمعی چراغی کوبکے * مثنوی

| | |
|---|---|
| زفعل خویشتن بگزین انیسے | کہ باشند قبر را نیکو جلیسے |
| جلیس قبر نبود جز فعالت | کزان ظاہر شود حال مآلت |
| بود ناچار بعد از مرگ یارے | کہ باشند روز حسرت غمگسارے |
| پس ار کارے کنی باید چنان کرد | کہ راضی باشد از تو ایزد خود |
| مکن خود را بشغلے در جہان بند | بجز آن کش رضا دادہ خداوند |

کہ بعد از مرگ و پیش از مرگ یارش نباشد مرد را جز فعل و کارش

اور بعض اہل دل نے کہا ہے کہ سانپ اور بچھو بلکہ وہ آگ کہ جو قیامت
مین ظاہر ہوگی یہہ سب برُے کام اور برے اخلاق اور فاسد عقیدے
ہین کہ جو اس دار فانی مین اس صورت و لباس سے ظاہر ہوئے ہین
جیسا کہ لپٹ اور مہک بہشت کی اور خوشبودار پھول اور خوشجمال حورین
اور عمدہ عمدہ بامزے پھل بہی پاک و پاکیزہ چال چلن ہین اور نیک
عمل ہین اور سچے برحق عقیدے ہین کہ جو ہر عالم مین ایک نئے رنگ
سے ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ علم عالم خواب مین دودہ بنجاتا ہے
اور حالت بیداری مین دانش و بینش کا جلوہ دکہاتا ہے جیسا کہ جناب
شیخ بہاؤالدین رحمہ اللہ نے ۹ اور ۲۹ حدیث کی شرح مین تحریر
فرمایا ہے بلکہ یہہ بہی لکھا ہے کہ انہین اہل دل نے تحریر فرمایا ہے
کہ اسم فاعل اس آیۂ وافی ہدایہ مین وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَ
اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ یعنے جلدی کرتے ہین وہ کافر عذاب
کی حالانکہ جہنم محیط ہے اور گہیرے ہوئے ہین کافرون کو استقبال

سے کے معنوں میں نہیں بلکہ باین طور کہ اوس سے یہہ مراد ہو کہ جہنم گھیر لیگا اونہیں آخرت میں جیسا کہ اہل ظاہر سمجھے ہیں بلکہ مراد اون سے کہ منٹ حقیقی ہو سکتے ہیں یعنے زمانہ حال اور مطلب یہہ ہے کہ دار دنیا ہی میں بالفعل اونہیں جہنم گھیرے ہوئے ہے یعنے اعتقادات فاسدہ اور حرکات ناشائستہ اونکے اونکے گرد ہیں اور یہی آخرت منقلب ہو جائیگی بچھو اور سانپوں کی صورت پر اور یہی معنی سمجھنا چاہیئے ان آیتوں اور روایتوں کے آیہ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا یعنے جو لوگ مال یتیموں کا زبردستی کہا لیتے ہیں وہ آگ سے اپنا پیٹ پالتے ہیں یعنے یہی مال یتیم ایکدن ظالم کے پیٹ میں دہکتی ہوئی انگار ہی جہنم کی بنجائے گی حکم خدا سے ۲ آیہ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا یعنے اوسدن کہ جب ہر شخص پائے گا اپنے عمل نیک کو اپنے سامنے حاضر یعنے خود وہی عمل مجسم ہوکے اوسکے سامنے آکھڑا ہوگا نہ یہہ کہ اوسکی جزا کا سامنا ہو ۳ آیہ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنے آج کچھہ بھی کسی پر ظلم نہوگا اور جزا نہ ملیگی بجز عمل کے یعنے وہی جو عمل کئے ہیں وہی جزا یا سزا بنکے متشکل ہوکے آدمی کو ملینگے اور اس طرحکی بہت آیتیں ہیں اور روایت اَلَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ جَوْفِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ یعنے جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ جو سونے یا چاندی کی ظرف سے پانی پیتا ہے اوسکی پیٹ میں گرائی جائیگی جہنم کی آگ یعنے چمکتے ہوئے سنہری روپہلی برتن نہیں بلکہ دہکتی ہوئی جہنم کی آگ سے ہے

۲ روایت اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنے ظلم قیامت کی دن
قیامت کی تاریکیان ہین خلاصہ یہہ کہ دنیا مین جو بصورت ظلم ہے وہی
بعینہ آخرت مین گھٹا ٹوپ اندھیرا ہوجاویگا کہ ظالم اوسمین اندھا ہو
تا یک ٹوئیان مارے اور اوسکا دم گھٹ کر اوسکے لبون پر آ لگے
۳ روایت اَلْجَنَّةُ قِیْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ
یعنے بہشت ایک صاف و شفاف میدان ہے کہ اوسکی زراعت
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے خلاصہ یہہ کہ دنیا مین جو بصورت تسبیح
ہے بہشت مین بھی تخم بن کی باغ بہار اور لہلہے سرسبز اور خوشنما
چمن اور پیاری پیاری کیاری کی بہار دکھائیگی اور اسطرحکی اور بھی بہت
حدیثین ہین **واعظ کہتا ہے** کہ اسمین کچھہ شک و شبہہ نہین کہ
بسبب مصلحت و حکم حاکم حقیقی کبھی عمل مجسم ہوجاتے ہین یا مصلحت دین
کے لیئے یا مصلحت دنیا جیساکہ مثرم راہب کا عمل بصورت دو سانپون
کے ظاہر ہوکے اوسکے نعش کی حفاظت کرتا تھا جیساکہ روایت
طویل ولادت باسعادت حضرت امیرؑ مین حضرت ابوطالبؑ سے منقول
ہے البتہ کلام اسمین ہے کہ بہشت و دوزخ بجز ان اعمال و افعال
کے اور کچھہ نہو جیساکہ کلام مذکور سے مستفاد ہوتا ہے اسلیئے کہ یہہ خلاف
عقل اور نقل ہے اور تفصیل کا یہہ محل نہین اور مجمل یہہ ہے کہ بہشت و
دوزخ پیشتر سے مخلوق ہے کہ جب یہہ اعمال و افعال دنیوی نہ تھے
اور جب یہہ دنیا مین ہوئے تو اوس بہشت و دوزخمین کمی نہوئی یہہ جا
چلن دنیا پر تھا اور معراج مین پیمبرؐ نے بہشت و دوزخکو بھی بحال خود

موجود پایا علاوہ یہہ کہ بنابر اسکے آیات و روایات جزا و سزا معطل ہوجاتے ہین اور محض جرم ہی جرم باقی رہجاتا ہے حالانکہ نیک کامون کا دس گنا ثواب شرع مین مقرر ہے پس خلاصہ یہہ ہوا کہ عذاب و ثواب کی کئی قسمین ہین ایک طرز یہہ بھی ہے کہ عمل مجسم کر دیا جائے اور ایک قسم یہہ بھی ہے کہ محض نتیجہ عمل ہو نہ خود عمل مثل عذاب قوم عاد و ثمود و غیرہم کے کہ حالت موجودگی عقائد فاسدہ اور اعمال قبیحہ مین اونکے بصورت اصلی خود از سر تا اونکی سزا کردار کیلئے پیدا ہوا اور یہی طریقہ جمع کا ادلہ مختلفہ کا اس مقام پر ہے کہ بہدایت عقل سلیم اس سے بہتر ممکن نہین با سلیقہ محاورہ دانی کلام عرب سے صاف ظاہر ہے کہ اکثر آیات و احادیث عینیت پر محمول مجاز پر ہین چنانچہ بعض ادبا نے لکھا ہے کہ ایک روز مینے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت بدصورت و کریہہ المنظر و معیب و سیاہ فام و یک چشم اپنی زوجہ کو زدو کوب کر رہا ہے اور وہ نہایت نازنین و مہہ جبین و خوبصورت و خوب سیرت ہے پس ہمین رحم آیا اور ہمنے اوس شخص کو سمجہانا اور لعنت ملامت کرنا شروع کی پس اوس عورت سے کہا کہ جانے دو تم اس راز سے واقف نہین اسکی نیکی مجہہ مین مجسم ہوگئی اور میری بدی اسمین

فقط

تمت تمام

# چھبیسواں موعظہ

شرح خطبہ برزخیہ احوال موت وغیرہ

یہہ بڑا عبرت خیز موعظہ

ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ الْفَاضِلُ الْمُعْتَزِلِيُّ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعِظَ وَيُخَوِّفَ وَيُقَرِّعَ صِفَاتِ الْقَلْبِ وَيُعَرِّفَ النَّاسَ قَدْرَ الدُّنْيَا وَتَصَرُّفَهَا بِاَهْلِهَا فَلْيَاْتِ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَوْعِظَةِ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْكَلَامِ الْفَصِيْحِ وَاِلَّا فَلْيُمْسِكْ فَاِنَّ السُّكُوْتَ اَسْتَرُ وَالْعِيُّ خَيْرٌ مِّنْ مَنْطِقٍ يَفْضَحُ صَاحِبَهُ جو شخص چاہے وعظ و تخویف اور زد و کوب صفات قلب اور لوگون کو جتنوادینا قدر و منزلت دنیا کی دون کا اور اوسکی بیوفائیون کا اہل دنیا سے تو چاہے کہ وہ ایسا موعظہ اور اسطرحکی پند و نصیحت ایسے کلام فصیح مین ظاہر کرے وگرنہ مونہہ بند رکھے اور بالکل چپ رہے کہ سکوت پردہ انسان ہے اور بے زبانی بہتر ہے اوس زبان درازی سے جو تفضیح انسان کرے

زبان بریدہ بکنجی نشستہ صم و بکم * بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

وَمَنْ تَأَمَّلَ هٰذَا الْفَصْلَ عَلِمَ صِدْقَ مُعَاوِيَةَ فِيْ قَوْلِهٖ فِيْهِ وَاللّٰهِ
مَا سَنَّ الْفَصَاحَةَ لِقُرَيْشٍ غَيْرُهٗ اور جو شخص بغور تامل دیکھے اس
فصل کو تو وہ بخوبی جانے گا کہ معاویہ نے بابت باب مدینۂ علم علیہ السلام
بہت سچ کہا تھا کہ خدا اجر اوس جناب نے اور کسی نے نہیں سکۂ فصاحت
قریش جاری کیا وَيَنْبَغِيْ لَوِ اجْتَمَعَ فُصَحَاءُ الْعَرَبِ قَاطِبَةً فِيْ مَجْلِسٍ
وَتُلِيَ عَلَيْهِمْ اَنْ يَسْجُدُوْا لَهٗ اور اگر سب فصحای عرب ایک مجلس
مین جمع ہون اور اونکے سامنے یہہ خطبہ تلاوت کیا جاے تو ان پر لازم
ہے کہ مونھہ کے بل اسکے سجدہ کو گر پڑین كَمَا سَجَدَ الشُّعَرَاءُ لِقَوْلِ
عَدِيِّ بْنِ رِقَاعٍ قَلَمٌ اَصَابَ مِنَ الدَّوَاةِ مِدَادَهَا جیسا کہ گر
پڑے تھے سجدے کو اس مصراع عدی بن رقاع کے قَلَمٌ اَصَابَ
مِنَ الدَّوَاةِ مِدَادَهَا یعنے وہ ایک قلم ہے کہ اوسنے پالی اوسنے سیاہی
دوات مین سے فَلَمَّا قِيْلَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ پس جب اونسے اس باب
مین کہا گیا قَالُوْا اِنَّا نَعْرِفُ مَوَاضِعَ السُّجُوْدِ فِي الشِّعْرِ كَمَا تَعْرِفُوْنَ مَوَاضِعَ
السُّجُوْدِ فِي الْقُرْاٰنِ تو اونھون نے کہا کہ ہم اشعار مین اوسیطرح سجدے کے
محل وموقع پہچانتے ہین کہ جیسے تم قرآن مین سجدے کے مقام پہچانتے
ہو وَاِنِّيْ لَاُطِيْلُ التَّعَجُّبَ مِنْ رَجُلٍ يَخْطُبُ فِي الْحَرْبِ بِكَلَامٍ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ
طَبْعَهٗ مُنَاسِبٌ لِطِبَاعِ الْاُسُوْدِ وَالنُّمُوْرِ وَاَمْثَالِهَا مِنَ السِّبَاعِ
الضَّارِيَةِ اور پہرون مین دریای تعجب مین غوطہ زن رہتا ہون اوس
بزرگوار سے کہ جو جنگگاہ ومیدان رزم مین تو ایسا خطبہ پڑھے کہ جسکے
ہر لفظ سے جرأت وشجاعت ٹپکتی ہو اور یہہ معلوم ہو کہ وہ شخص

درندون کا اور شیر کا سا مزاج رکہتا ہے ثُمَّ يَخْطُبُ فِي ذٰلِكَ الْمَوْقِفِ
بِعَيْنِهٖ اِذَا اَرَادَ الْمَوْعِظَةَ پہر جب وعظ و پند کا خیال آجاے تو وہین
او تہکے دوسرے عنوان سے خطبہ پڑہنا شروع کر دے يَكَادُ يَدُلُّ
عَلٰى اَنَّ طَبْعَهٗ مُشَاكِلٌ لِطِبَاعِ الرُّهْبَانِ لَابِسِي الْمُسُوحِ الَّذِيْنَ لَمْ
يَاْكُلُوا الْحَمًا وَلَمْ يُرِيْقُوْا دَمًا اور نصیحت کرے ایسے کلام سے کہ جس سے
ظاہر ہو کہ اوسکا مزاج رہبانون کا سا ہے کہ جنکی ساری عمر کمل اور
کہالون کی کرتیان پہنتے پہنتے بسر ہو گئی کبہی گوشت کو ہاتھہ سے نہین چہوا
اور قطرہ بہر خون زمین پر نہین بہایا کہٹمل تک نہین مارا فَتَارَةً يَكُوْنُ
فِيْ صُوْرَةِ بُسْطَامِ بْنِ قَيْسٍ الشَّيْبَانِيِّ پس کبہی تو وہ صورت مین
بسطام بن قیس شیبانی کے ظاہر ہو وَعُتَيْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْيَرْبُوْعِيِّ
اور کبہی بصورت عتیبہ بن حارث یربوعی مین وَعَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ الْعَامِرِيِّ
اور کبہی شکل عامر بن طفیل عامری مین وَتَارَةً يَكُوْنُ فِيْ صُوْرَةِ سُقْرَاطَ
الْحَبْرِ الْيُوْنَانِيِّ اور کبہی ہمشکل سقراط عالم یونانی ہو وَيُوْحَنَّا الْمُعَمِّدَانِ
الْاِسْرَائِيْلِيِّ اور کبہی بصورت یوحنا ہو کہ جو بنی اسرائیل مین تعمید کرتا
تہا وَالْمَسِيْحِ بْنِ مَرْيَمَ الْاِلٰهِيِّ اور کبہی حضرت مسیح خدا پرست کا جلوہ دکہا
وَالْحَبْرُ يَصْدَعُ بِالْمَوَاعِظِ خَاشِعًا حَتّٰى تَكَادُ لَهَا الْقُلُوْبُ تَصَدَّعُ
اور وہ عالم ربانی کہ جب درپے ہوتا ہے کمال خضوع و خشوع سے موعظون
کے تو قریب ہوتا ہے کہ اوسکی باتین سنکے زہرے آب ہو جائین اور دل
ٹکڑے ٹکڑے ہون ایسی خدا پرستی اور ترک دنیا کی وہ باتین کرتا ہے
حَتّٰى اِذَا اسْتَغْرَلُوْا غَمًا مُتَلَظِّيًا ✦ شَرِبَ الدِّمَاءَ بِغُلَّةٍ لَا تَنْقَعُ

یہانتک کہ جب حرب و ضرب کی آگ بھڑک چلتی ہے اور اوسمین سے لوگ
اور تیر ارسے اوٹھنے لگتے ہین تو اوس جناب کو ایسی پیاس کی دہونی
ہوتی ہے کہ لا کہہ لا کہہ وہ ڈگڈگا کے خون دشمن پیتے ہین مگر کسیطرح نہین
نہین ہوتی سہ مُتَجَلِّبِیًا ثَوْبًا مِنَ الدَّمِ قَانِیًا + یَعْلُوہُ مِنْ نَقْعِ الْمَلَاحِمِ
بُرْقَعُ + خون دشمن مین رنگا ہوا لال چہا جوڑا زیب بدن کئے ہوے
کہ جنیر پردہ یا نقاب کی طرح تہ بتہ رن کی گرد جمی ہوئی تہی وَاُقْسِمُ بِمَنْ تُقْسِمُ
الْاُمَمُ کُلُّہَا بِہٖ اور مین قسم کہاتا ہون اوسکی کہ جسکی قسم ہمیشہ سے سب لوگ
کہاتے چلے آئے لَقَدْ قَرَأْتُ ہٰذِہِ الْخُطْبَۃَ مُنْذُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً
اِلَی الْاٰنِ کہ مین پچاس برس سے ابتک برابر یہہ خطبہ پڑہتا چلا آیا اَکْثَرَ
مِنْ اَلْفِ مَرَّۃٍ اور ہزارون دفعہ سے زیادہ نوبت تلاوت پہونچی مَا
قَرَأْتُہَا قَطُّ اِلَّا وَاَحْدَثَتْ عِنْدِیْ رَوْعَۃً وَخَوْفًا وَعِظَۃً اور کبھی
ایسا نہین ہوا کہ اسنے نہایت خوف و دہشت میرے دل مین نہ پیدا کردی
ہو اور میرے واسطے وعظ و نصیحت نہوا ہو وَاَثَّرَتْ فِیْ قَلْبِیْ
وَجِیْبًا وَفِیْ اَعْضَائِیْ رِعْدَۃً اور میرا دل اسے پڑہ کے نہ ہل گیا ہو
اور بند بند نہ لرز گیا ہو وَلَا تَأَمَّلْتُہَا اِلَّا وَذَکَرْتُ الْمَوْتٰی مِنْ اَہْلِیْ
وَاَقَارِبِیْ وَاَرْبَابِ وِدِّیْ اور کبھی غور نہین کیا مینے اسمین مگر یہہ کہ یاد
کیا ہو اون لوگون کو کہ جو میرے اہل و عیال یا عزیزون مین انتقال کر
گئے وَخَیَّلْتُ فِیْ نَفْسِیْ اَنِّیْ اَنَا ذٰلِکَ الشَّخْصُ الَّذِیْ وَصَفَ حَالَہٗ
اور یہہ نہ خیال مین آیا ہو کہ میرا ہی تو یہہ ذکر ہے اور جسکا حال حضرت نے
خطبہ مین لکہا وہ مین ہی تو ہون وَکَمْ قَدْ قَالَ الْوَاعِظُوْنَ وَالْخُطَبَاءُ

والفصحاء فی ھذا المعنی اورعت الجمہور واعظون اور خطیبون نے اس بارے مین لکہاہے ولو قد وقفت علی ما قالوا وتکررو قوعہ علیہ اور بکثرت اطلاع پائی تہی اونکے کلام پر اور بکرات اور مرات دیکہا اوسے فلم اجد لشیئ منہ مثل تاثیر ھذا الکلام اور کبہی کسی کلام مین ایسی تاثیر نپائی فاما ان یکون ذلک لعقیدتی فی قائلہ پس یہہ تاثیر یا بسبب فرط خوش اعتقادی کے میرے ہی بہ نسبت مصنف کلام کے او کان نیۃ القائل کانت صالحۃ ویقینہ کان ثابتا واخلاصہ کان محضا خالصا من تاثیر قولہ فی النفوس اعظم وسریان موعظتہ فی القلب ابلغ یا یہہ کہ نیت مصنف نیک تہی اور یقین اونکا کامل تہا اور خلوص نیت محض خدا کے لیئے تہا بدلیل کمال تاثیر کلام معجز نظام اور بقرینہ سرایت فقرات حق سمات قلوب خلق خدا مین اور جب یہہ ممہد ہوچکا تو اب محل شرح خطبہ شریف کا آیا فی نہج البلاغۃ ومن کلام لہ بعد تلاوتہ الہکم التکاثر کتاب نہج البلاغۃ مین سے بجملہ کلمات معجز سمات حضرت کے وہ کلام بلاغت نظام ہے کہ جسے وہ جناب بعد تلاوت سورۂ الہکم زبان معجز بیان پر جاری فرماتے تہے **واعظ لکہتا ہے** کہ مناسب مقام یہہ ہے کہ پہلے ہم مجمل و مختصر سی تفسیر اسی سورہ کی بیان کریں اور بعد اوسکے شرح کلام معجز نظام امام ہمام علیہ السلام کریں بسم اللہ الرحمن الرحیم بنام نامی خدای مہربان و رحیم الہکم التکاثر حتی زرتم المقابر لہو و لعب مین ڈالا

تمھین کثرت مال نے یہانتک کہ زیارت کی تمنے قبرون کی یعنے تا دم
واپسین اور تا لب گور تم ایسے نشہ مال مین رہے کہ مآل کی کچھ نہ سوجھی
کھیل کود سیر تماشے ہی مین بسر ہوئی یا کثرت قوم قبیلہ کے خیال نے
تمھین ایسا لہو و لعب مین پھنسایا کہ تم آپسمین بحث کرنے لگے ایک
کہتا تھا کہ ہماری قوم بڑی ہے اور دوسرا کہتا تھا کہ نہین ہم مین کثرت
زیادہ ہے یہانتک کہ زیارت کی تم نے قبرون کی قبرستان مین جا کے
اس قصد سے کہ قبرین گنین جسکی قبرین زیادہ ہون اونہین کی کثرت و
عظمت ثابت ہو اور یہہ مباحثہ بنی عبد مناف اور بنی سہم مین واقع
ہوا تھا حالانکہ یہہ دلیل بہی اونکی ناتمام تہی اسلیئے کہ کبہی کثرت معدوم مین
موجب قلت موجودین ہوتی ہے اور قلت معدومین باعث کثرت
موجودین اور بہر طور مؤید اس تفسیر اخیر کی ہے کلام معجز نظام حضرت
کہ جو عنقریب معرض عرض مین آویگا کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ الحق
وہ وقت قریب چلا آتا ہے کہ جسمین تم پر حق کہل جائیگا یعنے جب
تم قبرستان مین دفن ہوگے اور سوال نکیرین وغیرہ کی نوبت پہونچیگی
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پہر بعد اوسکے عنقریب تم پر حال کہلیگا
جب زمان برزخ کے بعد تمہارا قبرون سے اوٹھ کے خدا کے سامنے
جانا ہوگا كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ الحق تمہین
درجہ علم و یقین جب حاصل ہوگا کہ جب تم بچشم خود دیکہو گے جہنم ثُمَّ
لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ پہر تم اوسے خود بچشم یقین سے دیکھو گے
جبکہ پل صراط اوسپر لگایا جائیگا اور بحال خراب اوسپر سے عبور کا

تمھین حکم دیا جاے گا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ پھر تم
سوال کیا جائیگا اوس دن نعیم حقیقی یعنے معارف مذہبی
مثل ولایت علی بن ابی طالب اور نعیم عرفی ومجازی سے یعنے نعمات دنیا
سے مثلاً نیند بھر کے سونا اور سیر ہو کے لذیذ کھانا کھانا اور جھلک کے
ٹھنڈا پانی پینا اور سایہ دار مکانون مین اور ٹھنڈے ٹھنڈے تہخانون
مین رہنا اور معتدل الخلقت پیدا ہونا بعد تلاوت اس سورہ کے
جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے یالہٗ مراماً ما ابعدہٗ ای قوم
تامل کا مقام ہے کہ نظر تفاخر کسقدر دور و دراز ہے چشم بصیرت و نظر
حق بین سے وزوراً ما اغفلہٗ اور زیارت قبور اور زیارت کنندہ
کسقدر غافل ہین روز قیامت سے وخطراً ما افظعہٗ اور یہہ امر عظیم
یعنے غفلت آخرت سے کسقدر ہولناک امر ہے لقد استخلوا منھم
ای مدکر بیشک خالی رکھنا چاہا اونھون نے اور ترک کر دیا حال اہل
قبور سے بڑے ناصح عبرت دہندہ کو خلاصہ یہہ کہ عبرت حاصل نکی ایسے
وتنا وشوھم من مکان بعید اور سمیٹ لیا اونھین بڑے دور
دراز مقام سے خلاصہ یہہ کہ قبرون کے دیکھنے سے یہی پہلو ظاہر ہے
کہ آدمی عبرت حاصل کرے اور کثرت کے پہلو پر جانا یہہ ایک دور از
کار امر ہے تو اون احمقون نے جو پہلو صریح تھا وہ تو چھوڑ دیا اور دور
از کار اختیار کیا افبمصارع اٰبائھم یتفاخرون کیا ڈھاجانے
پر اپنے بزرگون کے فخر کرتے ہین ام بعدید الھلکی یتکاثرون
یا شمار و گنتی سے اون لوگون کی کہ جو ہلاک ہوگئے وہ اپنی جماعت

بڑہاتے ہین ویرتجعون منہم اجسادا خوت وحرکات سکنت
اور واپس لینا چاہتے ہین اون بدنون کو جو ڈہاگئے اور راہ عدم
کو چل بسے اور اون حرکتون کو جو ساکن ہو گئین ولاہن یکونوا
عیونا اخری من ان یکونوا مفتحا حالانکہ اون کا باعث عبرت ہونا
بہتر ہے موجب فخر ہونے سے ولان یھبطوا بھم جناب ذلة احب
من ان یقوموا بھم مقام عزة اور اوتار دینا اون لغشون کا
ذلت مین مناسب تر ہے چڑہانے سے اونکے فراز عزت پر خلاصہ یہہ
ان لوگونکے ذکر و فکر سے کیا حاصل کہ وہ سب فانی و بے نبس و بیکس
ہوگئے پھر ایسے ذلیل و خوار لوگون کا جہنڈے پر چڑہانا کیا ضرور
لقد نظروا الیھم بابصار العشوة وضربوا منھم فی غمرة
جہالة افسوس ہے کہ ان نادانون نے اونہین رتوندہی کی آنکہون
سے دیکہا اور تاریکی جہل و نادانی مین راہروی اختیار کی ولو استنطقوا
عنھم تلک الدیار الخالیة والربوع الخاویة حالانکہ اگر اون کا
حال پہ ملال پوچہتے اون ویران و سنسان و ڈنڈہار مکانون سے
اور اون ڈہی دیوارون سے کہ جنمین وہ ہمیشہ بسر اوقات کرتے تہے
لقالت ذھبوا فی الارض ضلالا وذھبتم فی اعقابھم جھالا
تو ضرور زبان حال سے وہ مکان اپنے مکینون کا حال اسطرحسے
بیان کردیتے کہ وہ بہی گمراہ گئے کہ اونہون نے اپنے بزرگون کو
نہ پہچانا اور تم بہی اوسیطرح جاہل رہے کہ تمنے انجام اپنے
بزرگون کا نہ جانا تطاؤن فی ھامھم ای تاخلفون تمہین کچہہ خبر نہین

کہ تمہارے بزرگ ہر جگہہ دفن ہین اونکی قبرون سے چھلنی کی طرح زمین مشبک ہوگئی ہے سہ نظرنا الی الارض ظہرا و بطنا + علیہا بقایا وفیہا خبایا + نظر غور سے جب ہمنے زمین کو اولٹ پلٹ کے دیکھا تو ایک سمت بقیہ جاندارون کا پایا اور دوسری سمت راز سربستہ بیجانون کے سہ اما کان فیکم وفی مترفیکم + ملوک صنادید ساسوا البرایا + کیا تم مین اور تمہارے اہل ثروت لوگون مین وہ عالی جاہ شاہنشاہ نہ تھے جنہون نے انتہای سیاست مین سب خلق خدا کو ذلیل ڈالا سہ فلم یعطہم باذل غیر کفن + وما ذبت الدود عنہا الرعایا + کوئی سخی ایسا نہ نکلا کہ جو اونہین بجز کفن کے اور کچھہ دیتا اور اونکی رعایا نے اونکی رعایت اتنی بہی نکی کہ اونکے پاس سے قبر کے کیڑون کو ہٹا دیتے سہ دنیا خرابی است کش عدم تعمیر ست صید اجل است گر جوان ور پیراست + ہم روی زمین پر ست ہم زیر زمین این صفحہ خاک پر ز دور و تصویر است + پہر تم جو چلتے پہرتے ہو تو اونکے سرون کو کچلتے ہو کہوپریون کو اونکی روندتے ہو تستنبتون فی اجسامہم گہاس اوگاتے ہو اور کہیتی بناتے ہو اونکے جسمون سے جسم خاک ہوتے ہین پہر اوسی خاک سے گہانس اور درخت اوگتے ہین تو حقیقت مین یہہ گہانس و درخت اونہین کے جسم اوگے ہوئے ہین بعد استحالے کے کہا تمک مناسبت و مجانست اصل نرہیگی خلاصہ یہہ کہ تمہارے بزرگ لوگ جو ہالے کے مارے بیہوش ہوگئے اور مر گئے کوڑے کرکٹ کی طرح بیحس ہوگئے خاک سیاہ مین ملے آخر شش گہانس بنکے اوگے تزرعون فیہا لفظوا جو کچھہ وہ اوس گلتے ہین

اوسے تم بے تکلف چرجاتے ہو گویا اونکے منہ کا اوگال تمہارے بیٹھے
کا اوہار ہے وَتَسۡكُنُوا فِيمَا خَرَّبُوا اور رہتے سہتے ہو تم اونہین کھنڈرون
مین کہ جنہین وہ ویران کر گئے سے چیست دنیا خاکدان کہنہ ویرانہ
عفصہ جائے محنت آباد ے ملامت خانہ ✣ گفتم آن کس را چہ گوئی دل برین
دنیا منہاد ✣ گفت یا کور ست یا مستست یا دیوانۂ ✣ یا مثال تو دہ برفست اندر
فصل بہار ✣ ہیچ عاقل اندرین جائے نسازد خانہ ✣ وَإِنَّمَا الاٰيَامُ
بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ نُوَاحٍ وَنَوَاكٍ عَلَيۡكُمۡ اور جسقدر دن تمہارے اور
اونکے درمیان مین حائل ہین یہہ فقط نوحہ گر اونکے ہین اور رونے پیٹنے
والے تمہارے ہین اُولٰئِكُمۡ سَلَفُ غَايَتِكُمۡ وَفُرَّاطُ مَنَاهِلِكُمُ
الَّذِينَ كَانَتۡ لَهُمۡ مَقَاوِمُ الۡعِزِّ وَحَلَبَاتُ الۡفَخۡرِ مُلُوكًا وَسُوَقًا
یہی لوگ تو تمسے ہی پیشتر تمہارا انجام دیکھہ چکے ہین یعنے جیساکہ تمہارا انجام
مرگ ہے ویسا ہی انکا بھی انجام تہا اور ذائقہ مرگ یہہ تمسے ہی پیشتر چکھہ چکے
ہین اور تمسے پہلے ہی جس گہاٹ تم پانی پیا چاہتے ہو وہین پہونچ گئے ہین
اب جنہین بے بس وبیکس پاتے ہو یہہ وہی تو ہین کہ جو مقام عزت وافتخار
پر پہونچ گئے تہے اور بڑے فخر وبزرگی کے لوگ تہے اور بڑے بڑے بادشاہ
سرکش تہے واعظ ابیات

| | |
|---|---|
| دلا یکدم از خواب بیدار شو | ز مستی گہی ہوشیار شو ✣ |
| بعبرت نظر کن سوی رفتگان | کہ فردا شوی عبرت دیگران |
| سکندر کہ صد سال عالم گرفت | جہان مرکش آخر بیکدم گرفت |
| نبینی کہ سوری بگردون سرش | نظر کن کہ چون خاک شد پیکرش |

زآغوش ہیچوا یہ شوخ و شنگ گرفتست گورش درآغوش تنگ

## ملک الشعرا اسیر

آہ از نیرنگی عالم کہ ہست اندر جہان
بی ثباتیہا بنای قصر چار ارکان بود
راہی انداز شہر ہستی ہر سحر سوی عدم
ہر کہ وارد گشتہ است امروز فردا رہگذر
حشمت اسکندر و سلطانی دارا تمام

ہر کمالی را زوالی ہر بہاری را خزان
بے نشانیہا مآل حسا...
ساکنان شہر ہستی کاروان
رہرو آنجا قطع منزل میکنند
شد شکار پنجۂ گرگ اجل نوشیروان

مایہ داران تمول تاجداران شکوہ
جملہ زیر خاک گردیدند گنج آسمان

سلکوا فی بطون البرزخ سبیلا یعنے وہ اموات راہ چلے شکم برزخ مین برزخ اوس زمانے کو کہتے ہین کہ جو وقت مرگ سے قیام قیامت تک ممتد ہے خلاصہ یہہ کہ تو مسافر ملک عدم موت کے منہ مین اور برزخ کے شکم مین اور زیر زمین قبر کی سرنگ مین چلے اور ایسی راہ تیرو تار مین رہروی اختیار کی سو سب ٹھہرا ٹھہرا رہجائے گا جب کوچ کریگا بنجارا سلطت الارض علیھم فیہ زمان برزخ مین زمین یا دیمک اون پر مسلط کردی گئی واکلت من لحومھم وشربت من دمائھم پس وہ گوشت و پوست اونکا کھا گئے اور خون اونکا لے گئے فاصبحوا فجوات قبورھم جمادا لا ینمون وضمارا لا یوجدون پس صبح ہوئی اونہین تاریک قبرون کے گوشون مین بمنزلہ جمادات کے کہ جنہین نمو و حس و حرکت سے کچھ سروکار نہین اور قبرون مین ایسے چھپے کہ لا

لاکھہ ان میں ڈھونڈ و تو بھی اونکا کہیں پتا نہیں خلاصہ یہہ کہ جانکندنی
و عذاب قبر سے ایسا سوکھہ کے کانٹا ہوگئے اور ایسے پھر نک ہوکے نکلے
کہ فرط لاغری سے نظر میں ہی نہیں آسکتے لاکھہ انہیں ٹٹول کے
دیکھو لا یفزعھم ورود ولا کنوالدواھی ینفع منکوا الاھوال
ذاب کسی امر ہولناک سے ڈرتے ہیں نہ کسی امر ناگوار کی پروا کرتے ہیں
دنیا میں تو یہہ نازک مزاجیاں تھیں کہ ذرا سی ہوا ہی تند و تمازت آفتاب
سے بھی بیچین ہوجاتے تھے اب کیسی ہی تیز و تار آندھیاں آئیں بارش
زلزلے اتیا اور دھاکھیں تڑاقے کی دہوپ برابر قبر پر رہے کسی چیز کی
تدا انہیں خبر ہے نہ مطلق کسی کا خوف و خطر ہے ولا یحفلون با
الرواجف ولا یاذنون للقواصف کسی آفت ارضی سے مثل
سیل بھونچال وغیرہ کے نہ تو اندوہناک ہوتے ہیں اور نہ کسی آفت آسمانی
اور بلائے ناگہانی کو مثل بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج اور آندھی کی سنسناہٹ
کو کان دھر کے سنتے ہیں غیبا لا ینتظرون و شھودا لا یحضرون
ایسے مسافر ہیں کہ کسیکو اونکا انتظار و امید واپسی نہیں اور ہمارے پاس
قبر و نہیں موجود ہیں مگر ہم تک آنہیں سکتے اپنے جاہوا نہیں مسافر
راہ عدم نباو در جاہو موجود غیر حاضر و ظاہر مخفی انو انما کانوا جمیعا
فتشتتوا و الافا فا فترقوا ابھی کل کی بات ہے کہ وہ سب اکٹھا تھے
پھر گردش زمانے سے متفرق ہوگئے اور ابتدا میں سب ملے جلے رہتے تھے
اب پراگندہ ہوگئے سہ ایام وصال و صحبت سیم تنان ✤ در عالم خواب
احتلامے شد و رفت ✤ و ما عن طول عھدھم ولا بعد محلھم

عَمِیَتْ اَخْبَارُھُمْ وَصَمَتَتْ دِیَارُھُمْ ابہی تو اتنا عرصہ نہ گذرا تہا اور نہ
اتنا دور جا پڑے تھے کہ اب بالکل اونکے نیک و بد کی سنگن نہین ملتی اور گہر
اونکے سنسان ویران اوجڑے پڑے ہین اونمین اب وہ چہل پہل نہین
اور کسیکی آہٹ اور حیاب بہی نہین سنائی دیتی وَلٰکِنَّھُمْ سُقُوْا کَاْسًا
بَدَّلَتْھُمْ بِالنُّطْقِ خَرَسًا وَبِالسَّمْعِ صَمَمًا وَبِالْحَرَکَاتِ سُکُوْنًا
لیکن اونھون نے ایسا جام پی لیا کہ بولتے بولتے اور چہکتے چہکتے اور چہچہا
چہچہاتے یکایک چپ ہوگئے نہ مونہہ سے بول سکتے ہین نہ کانون سے
سن سکتے ہین اور نہ اونمین کسیطرحکی حس و حرکت باقی ہے فَکَاَنَّھُمْ
فِی ارْتِجَالِ الصِّفَۃِ صَرْعیٰ سُبَاتٍ پس ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ چین سے وہ آنکھین بند کیئے خواب غفلت مین پڑے سو رہے ہین سو
ذرا دیکھہ عبرت سے سوتے ہین غافل ✤ مزارون مین پہنے کفن کیسے
کیسے ✤ مدت کے جاگے ہوئے قبرون کے تہخانے اور خلوتخانون مین
نہ نیند بہر کے سوئین تو پہر کہان سوئین **رباعی** رخ سے ہے بہرا کے منہ
دکہایا ہے تجہے ✤ مر مر کے مسافر نے بسایا ہے تجہے ✤ کیونکر نہ لپٹ کے
تجہسے سوئون اے قبر ✤ مینے بہی تو جان کھوکے پایا ہے تجہے ✤
لَا یَتَاْنَسُوْنَ وَاَحِبَّاءَ لَا یَتَزَاوَرُوْنَ ہمسایہ تو ہین لیکن محبت و الفت
نہین بہم پہونچا سکتے اور آپسمین دوست تو ہین مگر کسیکی ملاقات کو جا
آنہین سکتے بَلِیَتْ بَیْنَھُمْ عُرَی التَّعَارُفِ وَانْقَطَعَتْ مِنْھُمْ
اَسْبَابُ الْاِخَاءِ رشتہ محبت و تعارف کا بوسیدہ ہوگیا حالانکہ پہلے
سے وہ درمیان اونکے قوی و مستحکم تہا اور سب سبب دوستی اور بہائی چارے

سے کے قطع ہوگئے یعنے وہ لوگ یار باش اور جگت آشنا جو عادی اسکے تہے کہ آپسمین محبت و الفت رکہین اور شادی و غمی ہر حال مین شریک رہین وہ دفعتہ ایسے گرے کہ پہر نہ سنبہلے اور ایک کو دوسرے کی خبر نرہے اور آنکہہ بند ہوتی ہی اجنبی و غیر ہوگئے خلاصہ یہہ کہ کیسا ہی عزیز قریب و دوست ولی ہو مگر وہ مرتے ہی اجنبی ہوجاتا ہے او غیر نظر آتا ہے فَكَأَنَّهُمْ وَحِيدٌ وَهُمْ جَمِيعٌ وَبِجَانِبِ الْهَجْرِ وَهُمْ أَخِلَّاءُ پس یہہ عجیب بات ہے کہ وہ سبکے سب تنہا ہی ہین اور ایک جگہہ پر جمع بہی ہین یعنے دیکہنے مین تو سب پاس پاس ایک ہی تکیہ مین سب جمع بہی ہین اور الگ بہی ہین کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہین اور آپسمین دوست بہی ہین کہ ہمیشہ دوستی کا دم بہرا کیے اور پہر باوجود اس یہہ سب ایسے ہین کہ کچہہ دید و باز دید ہے او نہین سروکار نہین لَا يَعْرِفُونَ لِلَّيْلِ صَبَاحًا وَلَا لِنَهَارٍ مَسَاءً او نہین کچہہ خبر نہین کہ صبح کہان ہوتی ہے اور شام کہان ہوتی ہے أَيُّ الْجَدِيدَيْنِ ظَعَنُوا فِيهِ كَانَ عَلَيْهِمْ سَرْمَدًا وہی دن یا رات جسمین او نہون نے ملک عدم کی راہ لی قیامت تک او نپر محیط ہے مثلاً جو لوگ جمعہ کو فوت ہوئے قیامت تک وہی جمعہ او نپر چہایا رہے گا بجز روز قیامت کے اور کوئی دن او نہین دیکہنا نصیب نہوگا خلاصہ یہہ کہ جس روز وہ فوت ہوئے اوسکا فردا بجز فردای قیامت کے اور نہین شَاهَدُوا مِنْ أَخْطَارِ دِيَارِهِمْ أَفْظَعَ مِمَّا خَافُوا وَقَدَّرُوا وَمِنْ آيَاتِهَا أَعْظَمَ مِمَّا قَدَّرُوا اپنے گہر یعنے قبر کے ایسے خطرے دیکہے کہ وہ بدارج زیادہ تہے اون

دہشتون سے کہ جنکا وہ ہمیشہ تصور کیا کرتے تھے اور بچشم خود دیکھ لیا ایسے علامات و آثار خوفناک کو کہ جنہیں زندگی مین تجویز کیا کرتے تھے فَكِلَا الْغَايَتَيْنِ مُدَّتْ لَهُمْ إِلَى مَبَاءَةٍ فَاتَتْ مَبَالِغَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ پس دونون غایتین یعنے خوف ورجا کہ مستمر ہین اونکے لئے مدت مدیدتک یعنے تمام عمر اور پھر دفعۃً آگئے مقام خوف ورجا یعنے جو باتین ہمیشہ سے تمام عمر اونکے ساتھہ رہین اور جسکا خیال اونہین تھا وہ اب دفعۃً آگئین فَلَوْ كَانُوا يَنْطِقُونَ بِهَا لَعَيُّوا بِصِفَةِ مَا شَاهَدُوا وَمَا عَايَنُوا پس اگر وہ کلام کرسکتے تو ہرگز نہ بیان کرسکتے جو کچھہ کہ معائنہ اور مشاہدہ کیا اونہون نے اہوال قبر سے وَلَئِنْ عَمِيَتْ آثَارُهُمْ وَانْقَطَعَتْ أَخْبَارُهُمْ لَقَدْ رَجَعَتْ فِيهِمْ أَبْصَارُ الْعِبَرِ اور اگر ناپدید وناپید ہوئے آثار و علامات اونکے اور منقطع و مسدود ہوئین خبرین اونکی لاکھہ لاکھہ تجسس کرو مگر خاک نہین معلوم ہوتا کہ عدم کے مسافرون پر کیا گذری نہ بھلی معلوم ہو نہ بری یہہ تو سچ ہے لیکن باوجود این ہمہ پھر آئین اونمین بصیرتین عبرت کی وَسَمِعَتْ عَنْهُمْ آذَانُ الْعُقُولِ اور سنا اونسے گوشہاے عقول نے خلاصہ یہہ کہ اگر وہ آنکھون سے اوجھل ہوگئے تو کیا حرج کہ چشم بصیرت اور عبرت کی آنکھہ تو اونہین دیکھہ سکتی ہے اور اگر اونکی خبرین کانون سے نہین سن سکتے تو گوش دل وعقل سے تو اونکا حال سن سکتے ہین وَتَكَلَّمُوا مِنْ غَيْرِ جِهَاتِ النُّطْقِ اور کلام کرتے ہین غیر جہات نطق سے یعنے گوکہ وہ اپنی زبانون سے نہین بول سکتے لیکن زبان حال سے اپنا حال

بیان کرتے ہین فقالوا کلحت الوجوہ النواضر وخوت الاجسام النواعم یعنی
پس اونہی زبان حال سے کہتے ہین کہ ڈر کے مارے سہم گئے اور زرد ہوگئے
اور مرجہا گئے اور پہول کی طرح کمہلا گئے ہمارے وہ چہرے کہ خوبی اور
رعنائی سے تروتازہ تھے اور خاک مین مل گئے وہ جسم کہ جو نعمت و
ناز پرورده تھے رباعی افسوس کہ نازنینان کفن پوش شدند ✤ در خاطر
یک کہ فراموش شدند ✤ آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند ✤ آیا چہ شنیدند
کہ خاموش شدند ✤ ولبسنا اھدام البلی وتکاءدنا ضیق المضجع
اور کہنگی کا جامہ ہمنے لیا اور تنگی قبر نے فشار دیا ہین وتوارثنا
الوحشۃ اور ہمارے حصہ مین آگئی تنہائی وبیکسی وتھدمت علینا الربوع
الصموت اور محیط ہوئے ہمپر مقام ویران و سنسان و خاموش یعنے
بلند بلند مقبرے خالی ہوئے کہ خاک کے بڑے بڑے تودون اور اونچے
اونچے پہاڑون کے نیچے ہم دبگئے فانمحت محاسن اجسادنا وتنکرت
معارف صورنا پس محو ہوگئے حسن ہمارے بدنون کی اور بدل گئین
مورتین ہمارے وطالت فی مساکن الوحشۃ اقامتنا اور طول کھینچا
مقامات تیرہ تار وحشت ناک مین ہمارے اقامت بود و باش نے ✤
درلحد بانحود نگیری چرا ✤ ہمرہ بالوشہ یا مرکبے ✤ در شبستان
لحد باخود ببر ✤ از عمل شمعے چراغے کوکبے ✤ ولم نجد من کرب فرجا
ولا من ضیق متسعا اور نہ اس طرح کرب سے فرصت ہمنے پائی
اور نہ کسی تنگی سے وسعت و فراخی ہاتھ آئی فلو مثلتھم بعقلک او
کشف عنھم محجوب الغطاء لک پس اگر غور سے تصور کرے تو اونکا

اور اونکی صورت اسنے خیال مین نہ لائے یا عجب ہے کہ درپیان سے اوٹھہ جائین وَقَدْ اُنْشِفَتْ اَسْمَاعُهُمْ بِالْمَدَرَاةِ وَانْتَلَمَتْ حَالُ الکُہ بخوبی در آئے اور بہرے گئے کہ رہے اونکے کانون مین نہ رہے ہو گئے وہ بلکہ وہ کیڑے اونکا بھیجا تک کہا گئے وَاکْتُحِلَتْ اَعْیُنُهَا بِالتُّرَابِ فَخُسِفَتْ اور بجای سرمہ اونکی آنکھون مین ... گئین آنکھین اور گھل گئے ڈھیلے وَتَقَطَّعَتِ الْاَلْسِنَةُ بَعْدَ ذَلَاقَتِهَا اور قطع ہو گئین زبانین موبہہ مین ... تیزی کے خلاصہ یہہ کہ جو زبان زمان حیات مین مقراض کی طرح سے چلتی تھی اب وہی زبان گویا قطع ہو گئی ... فِی صُدُوْرِهِمْ بَعْدَ یَقْظَتِهَا اور مردہ اور ... سینون مین بعد بیداری کے وَعَاثَ فِی کُلِّ جَارِحَةٍ مِنْهُمْ بِلًی سَمِجَهَا اور خراب کر دیا اونکے ہر ایک عضو و اندام کو ... ایک جدید اور نئی کہنگی نے وَسَهَّلَ طَرِیْقَ الْاٰفَةِ اِلَیْهَا اور سہل اور آسان کر دیا گذر اوسکی جانب اور نئی نئی راہین نکال دین آفت و بلا کے لئے اوسکی طرف مُسْتَسْلِمَاتٍ فَلَا اَیْدٍ تَدْفَعُ وَلَا قُلُوْبٌ تَجْزَعُ اور حالت یہہ ہے کہ وہ آمادہ و مطیع آفات ہین پس نہ تو ایسے ہاتہہ ہین کہ وہ ان آفتون کو ہٹا سکین اور نہ ایسے دل ہین کہ جو جزع فزع ... مچا سکین لَرَاَیْتَ اَشْجَانَ قُلُوْبٍ وَاَقْذَاءَ عُیُوْنٍ ... کہ اگر اس حال مین تصور اموات کرے تو بجز رنج و الم دل و خس و خاشاک چشم اور کچہہ نپائے گا حزین سے آہستہ برگ گل بہ افشان بر مزار ما بس نازک است

شیشۂ دل در کنار ما ✤ واعظ سے تیرے غمین نہ لگ جائے کہین باد صبا
شیشۂ نازک دل کا مرے کچھ دھیان رہے ✤ اگرچہ ہیں کل قطاعۃ
صنۂ حالٍ لا تنتقل وعمرۃ لا تنجلی اور اوسکے واسطے ہر مذلت و
رسوائی سے ایسے صفت و حالت پاوے گا کہ کبھی وہ
تغیر نپاوے اور کبھی وہ منجلی نہو اور کبھی اون سے نجات و رہائی
ہاتھ نہ آوے فکم اکلت الارض من جسدٍ وانیقٍ لونٍ کان
فی الدنیا غذی ترفٍ وربیب شرفٍ پس اکثر زمین کہا گئی ہے خوبصورت
وخوشنما بدنون کو اور خوش آیندہ رنگتون کو کہ جو دار فانی مین غذا
خوردۂ ناز و نعمت و پروردہ شرف و رفعت تھے خلاصہ یہہ کہ ہزارون
نازک نازک بدن اور تر و تازہ رنگ و ناز پروردہ لوگ ایکدم مین بیدم ہوکے
پیوند خاک ہو گئے اور اسطرح زمین اونہین کہا گئی کہ گویا کبھی وہ پیدا
بھی نہوئے تھے یتعلل بالسرور فی ساعۃ حزنہ وہ نازک بدن
کہ غم کے وقت بھی فرحت و سرور ہاتھ سے نہ دیتے تھے ویفزع الی
السلوۃ ان مصیبۃ نزلت بہ اور جو تسلی ہوتے تھے اگر کسی
مصیبت مین پھنس جاتے تھے یعنی ایسے خوشحال تھے کہ اگر اتفاقاً
مصیبت مین بھی پھنسے تو اوسکی پروا نکی اور اسطرح اپنی تسلی کی کہ ع
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ✤ یا یہہ معنی سے لیے جائین کہ متوجہ تسلی
ہوتے تھے ہنگام مصیبت مین ضنًّا بغضارۃ عیشہ وشحاحۃ
بلھوہ ولعبہ بوجہ کمال بخل کے ساتھ اپنی زندگانی خوب لہو و لعب
مرغوب کی یعنی یہہ حیلے حوالے جو مصیبت مین کرتے تھے اور رنج کو اپنے

پاس نہ کہڑا ہونے دیتے تہے یہ محض بوجہ حرص و رغبت کے عیش و عشرت دنیا کے جانب تہا فبینا ھو یضحک الی الدنیا وتضحک الیہ فی ظل عیش غفول لیس اسی اثنا مین کہ وہ شخص زیر سایہ عیش و عشرت خواب غفلت مین کہلکہلائی دیتا تہا اور دنیا بہی ہنس ہنسکے اور ٹہٹہے مار مار کے اوسکا ساتھہ دے رہی تہی اور دل و جان سے اوسکی طرف سے مخاطب تہی اذ وطی الدھر بہ حسکہ کہ ناگاہ پایمال کر دیا اوسے زمانہ غدار اور فلک کجرفتار نے ونقضت الایام مرغواد اور توڑ دیا زمانہ نے زور و شور اوسکا ونظرت الیہ الحتوف من کثب اور بہت قریب سے زور پہ بہکے موت نے دانت جمائے اوس پر اور شیر کی طرح دیکہی لگا کے بہت غراکے ٹکٹکی باندھ کے اوس پر نظر ڈالی بقول حضرت بحر العلوم ؎ لا تنس ذکر ھادم اللذات ٭ ان لم تجئہ فہو جاء آت ٭ خبردار کبہی نہ بہولنا اوس دشمن کو کہ جو بیخ و بنیاد سب لذتون کی مسمار کر دیتا ہے اور اگرچہ تو اوسکے پاس نہین جاتا بلکہ اوسکے نام سے بہاگتا پہرتا ہے مگر وہ از خود تیری طرف دوڑا چلا آتا ہے

**حکایت** والد ماجد مغفور و مبرور سلطان العلماء جناب رضوان مآب اعلی اللہ مقامہ فرمایا کرتے تہے کہ آدمی کی بہی غفلت کا عجب حال ہے کہ صدہا واعظ اور باخدا ناصح اسی موت سے ڈرایا کرتے ہین اور یہہ کچھہ خیال مین نہین لاتا حالانکہ اگر غور سے دیکہیے تو موت ایسی بلا سر پر کہڑی ہے کہ اگر ہزارون واعظ و خطیب اسی مطمئن کرتے اور ڈہنڈورے ڈہنڈورا پیٹتے پہرتے اسکا کہ کبہی موت نہ آئے گی

تو بھی یاد نہ کرتا اور ہر وقت اوسکے تصور مین رہتا اور کسیطرح
چین نہ پڑتا ۔ تا کہ ہے اجل یانے نقد جان ، سونے والون جاگو
جاگو ۔ سے سوی قبرستان گذارہ کن کہ خوش یوم و بر بسیت ، سبزہ
ترسیہ ۔ گل رخ سیمین بر بسیت ، گوش ہوش مردمان از پنبہ
غفلت ۔ ۔ ورنہ ہر نقشے ۔ واعظ بر منبر بسیت

**حکایت**

ایک بادشاہ جم جاہ بادہ نخوت سے مخمور اور نشہ دولت مین چور تھا
قبول ۔ سے بادہ پر خوردن ہشیار نشستن سہل است ، گر بدولت
۔ ست نگردی مردی ، اور درہم و دینار کے خمار مین سرشار
تھا ایک روز ۔ لگا کہ لوگ کہتے ہین کہ راحت دنیای فانی رنج و
زحمت سے خالی نہین اور ہر لذت نوش کو گزند نیش در پیش ہے
مگر مجھے ۔ کا ۔ ہے آج رات کو جشن شاہانہ ہو اور کیساہی صدمہ
جانکاہ ۔ پیش ہو مگر مجھے اوسکی خبر نہ کی جائے اگرچہ ولیعہد بھی مرجائے
کہ ایک شب کی ۔ راحت و لذت بے غل و غش ہو جائے اور یہہ کلیہ
ٹوٹ جائے پس یہہ سب سامان مہیا کرکے مصروف رقص و سرود
ہوا اور جو جو رات گذرتی جاتی تھی اسکی امید مستحکم ہوتی جاتی تھی آخر
نوبت باینجا رسید کہ سحر کو وہ گائن کہ جسے بادشاہ دل سے چاہتا تھا
اور اسیر دام محبت تھا وہ رقص کرتے کرتے کہنے لگی کہ مجھے کچھہ اشتہا
ہے بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے انار کے دانے چھیل چھیل کے اوسے
کھلانا شروع کئے اتفاق سے کوئی انار کا دانہ اوسکے نرخرے مین
چڑھ کے ۔ مین پہونچا اور ایسا صدمہ ہوا کہ دفعتہً وہ مرگئی جب تو

بادشاہ کا نشہ ہرن ہو گیا اور زبان حال سے اونہون نے ان اشعار
سے ترنم شروع کیا ؎ یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِہٖ ۞ اِنَّ الْحَوَادِثَ
قَدْ یَطْرُقْنَ اَسْحَارًا ۞ خوشی خوشی غافل سونے والے اگلی رات مین
کچھ تجھے یہہ بھی خبر ہے کہ بہت آفتین پچھلے کو نازل ہوئی ہین ؎ لا تفرحن
بِلَیْلٍ طَابَ اَوَّلُہٗ ۞ فَرُبَّ اٰخِرِ لَیْلٍ اَجَّجَ النَّارَا ۞ خبردار کبھی اگلی رات پر
خوش ہو کر مت ناز کر اکثر پچھلی رات آفتون کی آگ بہڑکا دیتی ہے
عَادَتْ تُرَابًا اُلُوْفُ الْمَلِیْحَاتِ وَقَدْ ۞ کَانَتْ تُحَرِّکُنَا [illegible]
خاک مین مل گئے نرم نرم سرخ و سفید ہاتھ کہ [illegible]
دسجاتے سجاتے اِذْ اَتَاہُ بَتَّ لَا یَعْرِفُہٗ [illegible]
موت کے نظر جماتے ہی اسکا زہرہ آب ہو گیا اور [illegible]
ہاتھ پاؤن مارنے سے نڈھال ہو گیا اور چہپا لیا اوسے ایسا [illegible]
کبھی اوسے تصور بھی نہ تہا یعنے دفعۃً ایسی بلا ہی نا گہانی [illegible]
کر جو تصور مین بھی نہ تہی وَبَدَا لَہُمْ مَا کَانَ یَحْذَرُہٗ اور ایسے اندر
تنہائی مین پہنسا کہ کبھی اوسکا نام و نشان بھی اپنے بدن مین نہ پایا تہا
وَتَوَلَّدَتْ فِیْہِ اٰفَاتٌ عَلٰی یا تو بھلا چنگا تہا یا یکایک سستیان
بیماریون کی اوسکے بدن مین پیدا و ہویدا ہو گئین اَتٰی مَا کَانَ یَحْسَبُہٗ
ایک مدت مین النس بہم پہونچایا اوسنے اوس چیز سے کہ موافق اوسکی
صحت و تندرستی کے تہی خلاصہ یہہ کہ جب اوسنے اپنے تئین مبتلا
ان حالون مین پایا تو النس بہم پہونچایا اور چاہا اوس حال کو کہ جو
زمانہ صحت مین حاصل تہا پس اوسکے کرنے کے لیئے ناچار دست

دوا میں ہوا علاج معمولی اطبا کا جسکا ذکر یہہ ہے فَفَزِعَ اِلیٰ مَا کَانَتْ
تُعَوِّدُہُ الْاَطِبَّاءُ پس یہہ حال دیکھکے وہ گہبرا کے جھک پڑا اوس
طریقہ دوا کی طرف کہ جسکا اوسے عادی کردیا تھا طبیبون نے مِنْ
تَسْکِیْنِ الْحَادِّ بِالْقَارِّ بسبب برودت حرارت مین تسکین دینے سے
وَتَحْرِیْکِ الْبَارِدِ بِالْحَادِّ اور سرد مین حرکت دینے سے بسبب
گرم کے یعنے آخر کو وہ مجبور ہوکے صحت کے واسطے معمول قدیم اطبا
یعنے علاج بالضد کے جانب مائل ہوا کہ جسطرح بھی باعث شفا ہو
فَلَمْ یَنْطَفِ بِبَارِدٍ اِلَّا ثَوَرَ حَرَارَۃً پس تدبیر اوسکی اولٹ گئی کہ جب اوسنے
چاہا کہ وہ حرارت جو مرض سے اوسکے بدن مین بھڑک رہی تھی دوا سے
سرد سے سرد ہو تو وہ حرارت اور زیادہ ہوئی بسبب فرط برد مجمد کے
اور انسداد مسامات وغیرہ کے وَلَا حَرَّکَ بِحَارٍّ اِلَّا بَیَّجَ بُرُوْدَۃً اور نہ
حرکت دی مادہ کو دوا ئی گرم سے مگر یہہ کہ سردی اوس سے بڑہ گئی
بایں طور کہ وہ برودت غریبہ کو بسبب ضعف قوت دفع نہ کرسکے تا انکہ
طبیعت کمزور ہونے لگے اور وہ برودت غریبہ حرارت غریزیہ اصلی پر
بھی غالب آگئی وَلَا اَعْتَدَلَ بِمُمَازِجٍ لِتِلْکَ الطَّبَایِعِ اِلَّا اَمَدَّ مِنْهَا
کُلَّ ذَاتِ دَآءٍ اور نہ اعتدال بہم پہونچایا اوسنے ملانے سے اون سرد
وگرم طبیعتوں کے مگر یہہ کہ مدد کی اوسنے ہر صاحب مرض کی یعنے اگرچہ
لاکھہ اوسنے معتدل دواؤن کا بھی استعمال کیا جیسا کہ معمول اطبا ہے
علاج دق الشیخوخت وغیرہ مین ہے لیکن پھر بھی اوسکا مرض بڑہتا گیا
حَتّٰی فَتَرَ مُعَدِّلُہٗ یہانتک سست اور عاجز آگیا علاج کرنے والا

وَذَهَلَ مُمَرِّضُهُ اور غافل ہو گیا بیمار دار اوسکا وَتَعَايَا اَهْلُهُ
بِصِفَةِ دَائِهِ اور درماندہ اور عاجز ہو گئے اہل و عیال اوسکے
بیان سے اوسکے مرض کے وَخَرِسَ عَنْ جَوَابِ السَّائِلِيْنَ عَنْهُ
اور اسقدر لوگون سے کہ اونکا حال پوچھا کرتے تھے تھک
گئے اور گونگے ہوگئے وَتَنَازَعُوْا دُوْنَهُ اور اوسکے پاس آپس مین
جھگڑنا شروع کیا شَجِيَّ خَبَرٍ يَكْتُمُوْنَهُ اور کسی خبر وحشت اثر کہ مین تھی
فَقَائِلٌ هُوَ لِمَا بِهِ پس کوئی تو یہ کہے کہ سب آثار بگڑے ہوئے ہین
اب زیست کی کیا صورت وَمُمَنٍّ لَهُمْ اِيَابَ عَافِيَتِهِ اور کوئی آرزو
دلائے کہ یہ پھر اچھا ہو جائے گا تم کیون گھبراتے ہو وَمُصَبِّرٌ لَهُمْ
عَلٰى فَقْدِهِ اور کوئی صبر دلائے اونہین اوسکی جدائی پر يُذَكِّرُهُمْ اُسَى
الْمَاضِيْنَ مِنْ قَبْلِهِ اسطرح پر یاد دلائے پہلے اگلون کی اور یہہ کہ
موت کے پنجہ سے کون بچا ہے سبھی مرے کیا تم ہی ہمیشہ زندہ رہو
بے وجہ اپنی جان نہ کھوو فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ عَلٰى جَنَاحٍ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا
وَتَرْكِ الْاَحِبَّةِ پس اسی حال مین کہ وہ بازو پر یعنے قریب فراق دنیا و
ترک دوستان باوفا ہوا اور اوسکی اہر تہر لگ رہی ہو اِذْ عَرَضَ لَهُ
عَارِضٌ مِنْ غُصَصِهِ کہ ناگاہ طاری ہو جائے اوسپر ایک حالت
غصہ موت سے فَتَحَيَّرَتْ لَهُ نَوَافِذُ فِطْنَتِهِ پس متحیر ہو جاتین وہ تیز
عقلیان اوسکی کہ جو لفظ ذکر جاتی تہین ہر امر دقیق و باریک مین وَ
يَبِسَتْ رُطُوْبَةُ لِسَانِهِ اور خشک ہو جائے تری اوسکی زبان کی فَكَمْ
مِنْ مُهِمٍّ مِنْ جَوَابِهِ عَرَفَهُ فَعَيَّ عَنْ رَدِّهِ پس اکثر ایسے ضروری سوالون

کہ جو کچہہ کہ کر سکے اونکے بیان مین اور پہر مجبور ہوگئے نہ بیان کر سکے
اوسے وَدُعَاءٍ مُوالٍ لِقَلْبِهٖ سَمِعَهُ فَتَصَامَّ عَنْهُ اور کوئی ایسا
کو پکارے تو سنے کہ جسکی آواز سے دل بے چین ہو جائے مگر باوجود اسکے
کچہہ کہہ نسکے اور مجبوری اوسپر صبر کرنا پڑے مِنْ كَبِيرٍ كَانَ يُعَظِّمُهُ اور
صَغِيرٍ كَانَ يَرْحَمُهُ اور وہ آواز اوس بزرگ کی ہو کہ جسکی تعظیم ہمیشہ
ملحوظ ہو یا اوس خورد کی ہو کہ جسپر اوسے کمال شفقت ہو وَاِنَّ
لِلْمَوْتِ لَغَمَرَاتٍ هِيَ اَفْظَعُ مِنْ اَنْ تُسْتَغْرَقَ بِصِفَةٍ اَوْ تَعْتَدِلَ
عَلٰى عُقُولِ اَهْلِ الدُّنْيَا اور بیشک موت کی کچہہ ایسی سختیان ہین
کہ وہ بدترین اور اس سے بڑہ کے ہین کہ بیان مین آسکین یا درست
و برابر ہو اہل دنیا کی عقلون پر واقعی جانکندنی کے ایسے شدائد
ہین کہ خدا ہی اونپر ثابت قدم رکہے اور اصل ایمان کو متزلزل ہونے
دے بقول حضرت بحر العلوم ؎ اعاننا الرحمن عند السوق حتی
نجئ الموت حب شوق ٭ یعنے بوقت جانکندنی خدا ہماری ایسی
اعانت کرے کہ ہم نہ ڈگمگائین اور راضی بقضای الٰہی اور مشتاق
مرگ رہین جیسا کہ حضرت امیر سے منقول ہے کہ شیر خوار کو جسقدر
پستان مادر سے انس ہوتا ہے اوس سے بہی زیادہ مجہے موت سے
انس ہے پس بنا سے حضرت ہر شخص کو چاہیئے کہ موت سے مانوس رہے
اور زندگی سے مایوس نہ یہ کہ دنیا مین ملوث اور لذتون مین منہمک
رہے سید سندا اشعار ؎ دنیا مین چین کرنے کی کیا تجہکو چاہ ہے ٭ گہر تو
ترا اپنے جو تو وہان تیری ہی راہ ہے ٭ گذرگاہ ہے یہان تو ویرانہ ہو تو تو ٭ رہتی ہی اپنی جا پہ نہ تہا بسیرا کر

پہنا ہے آج تو نے مکلف لباس عید
کل بن چکے ہوں تھان کفن کا تو کیا بعید

دنیا پکارتی ہے کہ یارو سرا ہوں میں
کہتی ہے قید خانہ رنج و بلا ہوں میں

ایک حال پر قرار نہیں ہے جہان کو
گردش ہمیشہ رہتی ہے اس آسمان کو

جو آج پہلوان ہے کل ناتوان ہے
ہے شب کو تندرست سحر نیم جان ہے

کیا کیا جہان میں گلرخ سیمین عذار تھے
چشم چراغ وقت تھے باغ و بہار تھے

کیا لکھیے حال انکی لحد کے مزار کا
رکھا نہ کچھ اثر بھی صبا نے غبار کا

تجھ کو ملا ہے آج زر و مال باپ کا
تقسیم ہوگا غیر پہ کل ترکہ آپ کا

دیکھا بہت ہے آج تو شادی کی رات ہے
ہوتا ہے ناچ رنگ خوشی کی برات ہے

ان حور کو عروس بنا کر بٹھاتے ہیں
افشاں چنتے ہیں کہیں اور نہلاتے ہیں

دولہا کے سر پہ طرہ و دستار دھرتے ہیں
محفل میں ہنستے بولتے ہیں عیش کرتے ہیں

مانند ہالہ گرد ہیں اوس رشک ماہ کے
منہدی لگی ہے ہاتھوں میں کپڑے ہیں بیاہ کے

آئی خبر یہ اتنے میں نوشاہ مر گیا
افسوس [illegible] رات کی بیاہی کو کر گیا

شادی کے گھر میں ہو گئے ماتم الٰہی غضب
نوبت کی جا پہ سینہ زنی کر رہی ہیں سب

ہنستا ہی دیکھ کے ملک الموت انکا حال
یعنے کہ اپنی موت کا انکو نہیں خیال

کرتے ہیں یہہ تو لاشہ داماد پر بکا
وہ بھی کسی عزیز پہ اک روز رو چکا

ان سب پہ ایک روز کوئی اور روئیگا
اوسکے لیے بھی نوحہ گر اک اور ہوئیگا

# ستائیسواں موعظہ

خطبۂ مشہورہ کی شرح اور ردّ طبعیت

میں فرقۂ

نیچریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عن امیر المؤمنین قال ان رسول اللہ خطبنا ذات یوم
جناب امیرؑ سے ہے کہ نصیحت فرمائی ہمیں پیغمبر خدا نے ایک روز اور وہ روز
اوس ہفتہ آخری جمعہ ماہ شعبان کا ہے جیسا کہ بعض روایات سے
ثابت ہوتا ہے فقال ایہا الناس قد اقبل الیکم شہر اللہ بالبرکۃ
البرکۃ والرحمۃ والمغفرۃ پس فرمایا کہ ایہا الناس بے شبہ توجہ ہوا
ہے تمہاری طرف خدا کا مہینا ساتھ برکت و رحمت و بخشش کے
بظاہر مقتضی ظاہر کا یہ تھا کہ قد کے کہنے سے تاکید نہ کیجاتی متوجہ ہونے
کی ماہ صیام کے اسلیئے کہ سامعین میں سے نہ کوئی متردد تھا او سمعین اور نہ کوئی
منکر لیکن اخراج کلام غیر مقتضی ظاہر پر کیا اس لحاظ سے کہ از بسکہ سامعین
پر آثار انکار پائے جاتے تھے بوجہ سامان مہمانی ماہ رمضان مہیا نکرنے کے

مثل توجہ کے عبادت کی طرف اور مہیا کرنے قوت لایموت کے افطار و سرگینی کے لیئے اور فرحت و بشاشت ہونے کے ایسے بزرگ مہمان کے آنے پر اور برادرت نجاہونے کے حقوق ناس سے اور علے ہٰذا القیاس جیساکہ شقیق منکر اسکا نہ تھا کہ بنی عم اوسکے تلوار اور نیزے باز نہین لیکن جب اوسنے اونکی طرف بے پروائی سے رخ کیا کہ سید ہا نیزہ بھی گھوڑے پر لیکے نہ بیٹھا بلکہ گھوڑے پر بیٹھا پر چھا آگے رکھے ہوئے ڈہیلی چال نہایت بے پروائی و بے اعتنائی سے چلا جاتا تھا تو اسوجہ سے شاعر نے بموجب ان حالات کے اوسے بمنزلہ منکر قرار دیکے یہ شعر لکھا ہے ؎ جَاءَ شَقِیْقٌ عَارِضًا رُمْحَہٗ ٭ اِنَّ بَنِیْ عَمِّکَ فِیْھِمْ رِمَاحٌ ٭ آیا شقیق عرض مین نیزہ لیئے ہوئے لگانے کو اپنے بنی عم سے ضرور تیرے بنی عم مین نیزے اور نیزے باز ہین پس اس اطمینان و غفلت سے آنا ایسے جیہ او مکی سے ہے کہ بہ اخراج کلام مقتضے ظاہری پر لیا جائے اسلیئے کہ فقط جینے کا آنا تو مقصود نہین بلکہ بر فاقت خیر و برکت اور بعنوان خاص کہ جسکی شرح ذیل خطبہ مین آئیگی اور کیا بعید کہ واقع مین کوئی او سکا منکر ہو یہ مخاطبین مین سے یا متردد ہو اور نہین بلکہ قرب زمانہ کفر وغیرہ شاہد صدق ہے تردد یا انکار واقعی کا پس اونہین لوگون کے لیئے تاکید حکم فرمائی گئی منتہا یہہ کہ حکم متردد و منکر مین غیرون کو بھی بوجہ قلت بعنوان تغلیب شریک کر کے سب سے تاکیدی خطاب دیا اور کسب ثواب فوت ہونے کی طرف نجات غفلت سے ہے اور یہہ بھی احتمال ہے

کہ مجاز فی الطرف مقصود ہو نہ مجاز فی النسبۃ اور تجاز فی الطرف
یا تو اسطرح پر کہ توجہ سے مراد قرب لین مجازاً یا مسند الیہ میں بطور
استعارہ بالکنایہ کے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ رو گردانی کیجائے مجاز
مفرد سے اور اعتبار ہو تشبیہ تلبس غیر فاعلی کا تلبس فاعلی سے اور
استعمال کیا جائے اوسمین وہ کلام کہ جو موضوع ہو افادہ تلبس
فاعلی کے لیئے تاکہ ہو جائے کلام استعارہ تمثیلیہ جیساکہ اراک تقدم
رجلاً و تؤخر اخریٰ مین ہے اور نسبت مہینے کی خدا کی طرف مشعر ہے
طرف کمال خصوصیت اس مہینے کے خدا سے کہ جو مفہوم ہوتی ہے
اوس حدیث قدسی سے کہ جسے شیعہ و سنی نے روایت کیا ہے کہ
جناب باری نے فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے ہی
لیئے ہے اور مین لائق ہوں ساتھ اوسکے بوجہ اوسکے دوری
ریا وغیرہ سے یہہ حسب ہے کہ اجزی بہ جار و رار جملہ سے پڑہین جیسا
احتمال بعید ہے یا یہہ معنے ہین کہ روزہ میرے ہی لیئے ہے اور مین
جزا دونگا اوسکی اور یہہ حسب ہے کہ اجزی بہ صیغہ معروف بہا
جیسم جزا سمجھکے پڑہین اور اگر اس بنا پر اجزی بہ صیغہ مجہول پڑہین
تو یہہ معنے ہونگے کہ مین خود جزا ہوں اوسکی لیئے قرب و منزلت میری
اونہین دونوں احتمالوں کو علامہ مجلسی نے معنوں مین اس حدیث
کے ذکر فرمایا ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ یہہ نسبت اسلیئے ہو کہ
معلوم ہو جائے کہ رمضان اسمارالٰہی سے ہے جیساکہ اوسے
روایت کیا ہے محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب کافی مین چند اصحاب سے

اسنے احمد بن محمد سے احمد بن ابو نصر سے ہشام بن سالم سے سعد بن سالم سے قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ فَذَكَرْنَا رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَقُولُوا هٰذَا رَمَضَانُ وَلَا ذَهَبَ رَمَضَانُ وَلَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاِنَّ رَمَضَانَ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ وَهُوَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَجِيئُ وَلَا يَذْهَبُ وَلٰكِنْ قُولُوا شَهْرُ رَمَضَانَ الخ راوی کہتا ہے کہ ہم لوگ حاضر تھے خدمت بابرکت میں حضرت امام محمد باقر عم کی پس ذکر کیا ہمنے ماہ رمضان کا پس فرمایا کہ نہ کہو کہ یہ رمضان ہے اور نہ یہہ کہ گیا رمضان اور نہ یہہ کہ آیا رمضان اسلیے کہ رمضان ایک نام ہے خدا کے ناموں میں سے اور وہ خدا بزرگ و برتر نہ آتا ہے اور نہ جاتا ہے لیکن کہو کہ مہینا رمضان کا اور تفصیل مقام جلد اول میں کتاب مواعظ لکھنئیے تحفة الواعظین میں ہمنے تحریر کی ہے شَهْرٌ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْضَلُ الشُّهُوْرِ وَاَيَّامُهُ اَفْضَلُ الْاَيَّامِ وَلَيَالِيْهِ اَفْضَلُ اللَّيَالِيْ وَسَاعَاتُهُ اَفْضَلُ السَّاعَاتِ مہینا ہے ایسا کہ وہی بہتر ہے خدا کے نزدیک سب مہینوں سے اور دن اسکے افضل ہیں سب دنوں سے اور راتیں اسکی بہتر ہیں سب راتوں سے اور گھڑیاں اسکی بہتر ہیں سب گھڑیوں سے لیکن فضیلت ایسے مہینے کو اور دن کو بعض معین جزوں یا غیر معین کے سبب نہیں بلکہ ہر جز کی وجہ اور ہر جز کو ہر جز مقابل پر ترجیح ہر جز جز کی وجہ ہے اور جملے بعد القیاہ هُوَ شَهْرٌ دُعِيْتُمْ فِيْهِ اِلٰى ضِيَافَةِ اللّٰهِ وَجُعِلْتُمْ فِيْهِ مِنْ

اَهْلِ كَرَامَةِ اللهِ وہ ایسا مہینا ہے کہ مدعو اور مہمان ہوئے ہو تم اوسمین
ضیافت و مہمانی خدا کی طرف و گردانے گئے ہو لائق بزرگی خدا کے
اَنْفَاسُكُمْ فِيهِ تَسْبِيحٌ سانسین لینا تمہارا اوسمین بمنزلہ تسبیح کے ہے
ثواب مین وَنَوْمُكُمْ فِيهِ عِبَادَةٌ اور جین سے سونا قائم مقام ہے
عبادت اوٹھانے کی وَعَمَلُكُمْ فِيهِ مَقْبُولٌ وَدُعَاءُكُمْ فِيهِ مُسْتَجَابٌ
اوسمین عمل تمہارا قبول ہے اور دعا مستجاب ہے فَاسْئَلُوا اللهَ رَبَّكُمْ بِنِيَّاتٍ
صَادِقَةٍ وَقُلُوبٍ طَاهِرَةٍ اَنْ يُوَفِّقَكُمْ لِصِيَامِهِ وَتِلَاوَةِ كِتَابِهِ
پس سوال کرو خدا سے سچی نیتون سے اور پاک دلون سے کہ تمہین توفیق
دے اوسکے روزون کے اور اپنی کتاب کے تلاوت کی فَاِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ
حُرِمَ غُفْرَانَ اللهِ فِي هٰذَا الشَّهْرِ الْعَظِيمِ اسلیئے کہ شقی وہی ہے کہ محروم
رہے بخشش خدا سے اسی عالی رتبہ مہینے مین وَاذْكُرُوا بِجُوعِكُمْ وَ
عَطَشِكُمْ فِيهِ جُوعَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَعَطَشَهُ اور یاد کرو اپنی بہ
و پیاس پر اس مہینے مین بہوک اور پیاس روز قیامت کی وَتَصَدَّقُوا عَلٰى
فُقَرَائِكُمْ وَمَسَاكِينِكُمْ اور صدقہ دو اپنے فقیرون اور مسکینون کو
اور عطف سے جدائی فقیر و مسکین کی ثابت ہوتی ہے اور اکثر سب
عالمون کا اتفاق ہے کہ یہہ دونون اتنی بات مین یکسان ہین کہ مال اور
پیشہ انکا کافی انکے اور انکے عیال کی بسر اوقات کے لیئے نہو لیکن انمین
سے کون ایسا ہے کہ بالکل مال اوسکے پاس نہو اور نہ کسیطرح کچھ کما
رکھتا ہو اور یہی مآل ہے اس اختلاف کا کہ انمین سے زیادہ تنگدست و
بے حال و بے چیز کون سا ہے پس کہا فرا و تعلب و ابن سکیت نے کہ ان

دونون مین بدتر مسکین ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور ہمارے عالمون مین سے ابن جنید و سلار و شیخ طوسی کا کتاب نہایہ مین بدلیل اس آیہ کے او مسکینا ذا متربہ یا مسکین صاحب خاک یعنے خاکسار اور مراد خاکسار سے وہ ہے کہ شدت حاجت و فقر کی وجہ سے روے خاک پر پڑا ہو اور اسلیئے کہ شاعر نے فقیر کے لیئے کسیقدر مال ثابت کیا ہے ایک شعر مین اور اصمعی نے کہا کہ فقیر مسکین سے بھی بڑھکر محتاج ہوتا ہے اور یہی قول شافعی و محمد ابن ادریس و شیخ طوسی کتاب مبسوط و خلاف مین ہے باین وجہ کہ آیہ زکوۃ مین خدا نے مقدم فقیر ہی کا ذکر کیا ہے اور زیادہ اہتمام اوسکے بارہ مین زیادہ احتیاج پر اوسکی دلالت کرتا ہے اور پیغمبر نے فقر سے تو پناہ مانگی اور مسکینی کے حال زندگی و مردگی وغیرہ مین تمنا کی اور اسلیئے کہ فقر ماخوذ ہے کسر فقار سے یعنے خستگی اور ٹوٹنا پیٹھہ کی گریا کا شدت محتاجی کی وجہ سے اور اگر شاعر نے کسیقدر مال فقیر کے لیئے ثابت کیا تو خدا نے آیہ سفینہ مین کسیقدر مال مسکینون کے لیئے بھی ثابت فرمایا ہے اور موید اسکی روایت معتبر ابو بصیر بھی ہے اور ثمرہ اس اختلاف کا جب ظاہر ہوگا کہ جب تقسیم زکوۃ اصناف و اقسام ہشتگانہ پر کرے یا نذر و وصیت فقیر و مسکین دونون کی لیئے کرے و قیرو اکبا ذکرہ و احموا صغاذکم اور توقیر کرو اپنے بزرگون کی خواہ بزرگ از راہ سن ہون یا از راہ رتبہ مثل معلمون کے اور چھوٹون پر رحم کہاؤ ان روزون مین بچا آرحا مکم اور صلہ رحم بجالاؤ بعض عالمون نے ذی رحم اوسکو

دیا ہے کہ جسکا نکاح حرام ہو اور احوط یہہ ہے کہ جو معروف اوسکے نسب
سے ہو وہ ذی رحم قرار پائے اگرچہ دور کا رشتہ رکھتا ہو اور موید
اوسکی روایت علی بن ابراہیم قمی ہے تفسیر مین اس آیہ کے فَهَلْ عَسَيْتُمْ
إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ پس آیا توقع
ہے کہ اگر حکومت پاؤ تم تو مفسدہ پردازی کرو تم روی زمین پر یا قطع رحم
کرو کہ یہہ نازل ہوا بنی امیہ کے بارے مین اور اون حرکات ناشائستہ کے
جو اون سے صادر ہوئین بہ نسبت ائمہ علیہم السلام کے اور ظاہر ہے کہ اقل مرتبہ
ہے عرف مین نیکی و احسان کہین اوسکے بہی صادر ہونے سے صلہ رحم
ہو جائے گا وَعَنِ النَّبِيِّ صِلُوا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ اورم صلہ رحم بجا لاو
اگرچہ سلام کرکے وَاحْفَظُوا أَلْسِنَتَكُمْ اور بچاؤ زبانین اپنی عناو
فحش وغیبت و کلام ناجائز سے وَغُضُّوا عَمَّا لَا يَحِلُّ النَّظَرُ إِلَيْهِ
أَبْصَارَكُمْ اور بچاؤ اوس چیز سے کہ نہ حلال ہو نظر اوسکی طرف اپنی آنکہون
کو وَعَمَّا لَا يَحِلُّ الْاسْتِمَاعُ إِلَيْهِ أَسْمَاعَكُمْ اور اوس چیز سے کہ نہ حلال
ہو بگوش دل سننا اوس کا اپنے کانون کو وَتَحَنَّنُوا عَلَى أَيْتَامِ النَّاسِ
يُتَحَنَّنْ عَلَى أَيْتَامِكُمْ اور رحم کرو یتیمون پر کہ رحم کیا جائے بعد تمہارے
تمہارے یتیمون پر وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ ذُنُوبِكُمْ اور توبہ کرو بسوی
خدا گناہون سے اپنے وَارْفَعُوا إِلَيْهِ أَيْدِيَكُمْ بِالدُّعَاءِ فِي
أَوْقَاتِ صَلَوَاتِكُمْ اور دعاؤن کے لئے ہاتہہ اوٹہاؤ اوسکی طرف
نمازکے وقتون مین آج کل یہہ جو اعتراض نیچیرون کا مشہور ہوا ہے
کہ با اعتقاد اہل اسلام خدا تو ہر جگہہ ہے پہر آسمان کی طرف ہاتہہ اوٹہانا

یعنے جو دعا مانگنے مین ہتھیلیان زمین کی طرف کیون نہین کرتے یہ قدیم شبہ ملحدون کا ہے اور مکرر جواب اسکے ہوچکے ہین ازبسکہ مقربان بارگاہ احدیت یعنے ملائکہ جہت فوق یعنی بالاے آسمان ہین اور اسیطرح مقامات برگزیدہ وحی و تقدیر تو اسلیے ہاتھ بلند کیجاتے ہین اور انکار کرنا نیچریون کا ملائکہ وجن کا قابل اعتنا نہین کہ خیالی وہمی باتون سے حسیات و مشاہدات راستبازون کے کہ جنکی صدق وراستی ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے باطل نہین ہوسکتی یہ قطعیات معقول ومنقول سے ہی کہ تشکیک مقابل مین قطعیات کے قابل اعتنا نہین علاوہ یہہ کہ ادلہ عقلیہ ونقلیہ سب بالاتفاق دلالت کرتے ہین کہ خداے کامل الذات صفات علو سے موصوف اور انحطاط درجہ سے بری ہے پس بلندی مقام کہ ازراہ عرف عمدہ صفت ہے صفر ورہ بہ قول وفعل وتصریح واجمال اوسکے لیئے ثابت کیجائیگی پس رفع یدکی وجہ بیان ہے اور خفض یدبلے وجہ ہے مگر اونہون نے جو انصاف سے ہاتھ اوٹھالیا تو کچھ نہین سوجھتا ہر فروع ہر مذہب کی کسیقدر تقلیدی ہوتی ہے اوسمین بحث یعنے جو اصل بحث مذہب مین چاہیئے جب وہ ثابت ہوجائیگی تو ماجاء بہ النبی سب واجب الاذعان ہوگا فانہا افضل الساعات ینظر اللہ تعالی فیہا بالرحمۃ الی عبادہ اسلیے کہ وہی وقت نماز بہترین ساعات ہین خدا نظر رحمت کرتا ہے بندون یجیبھم اذا ناجوہ ویلبیھم اذا ناداوہ جواب دیتا ہے اونکا جب مناجات کرتے ہین اوس سے اور لبیک اجابت

فرماتا ہے جب آواز دیتے ہین اوسے وَيَسْتَجِيبُ لَهُمْ إِذَا دَعَوْهُ
اور مستجاب کرتا ہے اونکو لیئے جبکہ دعا مانگتے ہین وہ اوس سے أَيُّهَا
النَّاسُ إِنَّ أَنْفُسَكُمْ مَرْهُونَةٌ بِأَعْمَالِكُمْ فَفُكُّوهَا بِاسْتِغْفَارِكُمْ
ای لوگون تمہاری جانین گرو ہوگئی ہین تمہارے کامون کے ہاتھ
پس چھڑالو اونہین اونسے بسبب استغفار کے یہ تشبیہ بلیغ ہے نہ استعارہ
بالکنایہ تخییل کے ساتھہ اور اوسیطرح وَظُهُورُكُمْ ثَقِيلَةٌ مِنْ أَوْزَارِكُمْ
فَخَفِّفُوا عَنْهَا بِطُولِ سُجُودِكُمْ اور بوجھا گناہون کا تمہاری پیٹھہ
بہت بڑہ گیا ہے پس ہلکا کر ڈالو اوسے سجدہ مین طول دیکے
اسلیئے کہ جھکنے بار مذمومہ کا سامنے آرہتا ہے اور پشت خالی اور ہلکی
ہو جاتی ہے وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ تَعَالَى ذِكْرُهُ أَقْسَمَ بِعِزَّتِهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ
الْمُصَلِّينَ وَالسَّاجِدِينَ اور یقین باور کرو کہ خدا نے اپنی عزت کی قسم
کھائی ہے کہ وہ عذاب نکرے گا نمازیون پر اور سجدہ کرنے والون پر
وَلَا يُرَوِّعَهُمْ بِالنَّارِ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ
اور نہ دہمکاویگا اونہین آگ سے جسدن تمام عالم کا خدا سے سامنا
ہوگا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ فَطَّرَ مِنْكُمْ صَائِماً مُؤْمِناً فِي هٰذَا الشَّهْرِ
كَانَ لَهُ بِذٰلِكَ عِنْدَ اللهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ وَمَغْفِرَةٌ لِمَا مَضَىٰ مِنْ ذُنُوبِهِ
ای لوگون جو کسی مومن کا روزہ کھلوا دیئے اس مہینے مین تو خدا
کے نزدیک اوسنے ایسا کام کیا کہ گویا بندہ آزاد کر دیا اور جتنے اوسکے
گناہ گذرے ہین وہ سب اسوجہ سے بخشدیے جائینگے فَقِيلَ
يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ پس عرض کیا گیا

کہ اے پیمبر خدا بھلا ہر شخص ہم میں سے کہاں روزہ کھلوانے کی
قدرت رکھتا ہے فَقَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اتَّقُوا النَّارَ
وَلَوْ بِشَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ پس حضرت نے جواب میں فرمایا کہ بچو آگ سے
اگرچہ ایک کرچ چھواری کی کھلا کر بچو آگ سے اگرچہ ایک گھونٹ پانی
پلا کے اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ خَفَّفَ مِنْكُمْ فِي هٰذَا الشَّهْرِ عَمَّا مَلَكَتْ
يَمِيْنُهُ خَفَّفَ اللّٰهُ عَلَيْهِ حِسَابَهُ اے لوگو جو تم میں سے جو کم کرے
مشقت خدمت اس مہینے میں اپنی کنیز و غلام سے تو کم کرے گا
خدا اوسکے حساب کو وَمَنْ كَفَّ فِيْهِ شَرَّهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ غَضَبَهُ
يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جو باز رکھے بدی اپنی تو باز رکھے گا اوس سے خدا
اپنے غیظ و غضب کو اوسکی ملاقات کے دن وَمَنْ اَكْرَمَ فِيْهِ
يَتِيْمًا اَكْرَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جو بزرگی دے اوسمیں
کسی یتیم کو تو بزرگی دے گا اوسے خدا اپنی ملاقات کے دن وَ
مَنْ وَصَلَ فِيْهِ رَحِمَهُ وَصَلَهُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَمَنْ قَطَعَ
فِيْهِ رَحِمَهُ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْهُ رَحْمَتَهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جو صلہ رحم کرے
اوسمیں تو خدا اوسے صلہ دے گا اپنی رحمت کا خلاصہ یہ کہ اوہر اپنے
قرابتی رحم کا صلہ رحم کیا اور اودہر رحمت کا صلہ ملا وَمَنْ قَطَعَ فِيْهِ
رَحِمَهُ قَطَعَ اللّٰهُ رَحْمَتَهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جسنے قطع رحم کیا تو اوس سے
رحمت اپنی قطع کرے گا خدا اپنی ملاقات کے دن وَمَنْ تَطَوَّعَ
فِيْهِ بِصَلٰوةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ اور جو اپنی خوشی
سے اوسمیں نماز پڑھے تو خدا اوسکے لیے براءت آتش جہنم سے

لکھد تیا ہے وَمَنْ اَدّٰی فِیْہِ فَرِیْضَۃً کَانَ لَہٗ ثَوَابُ مَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الشُّھُوْرِ اور جو ایک فریضہ بجا لائے اسمین تو گویا وہ ستر فریضہ بجالایا اور مہینون مین وَمَنْ اَکْثَرَ فِیْہِ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ ثَقَّلَ اللّٰہُ مِیْزَانَہٗ یَوْمَ تَخِفُّ الْمَوَازِیْنُ اور جو اوسمین مجھپر زیادہ درود بھیجے تو نیک عمل ... اوسکی ترازو کا پلہ ... اوسدن کہ ہلکے ہونگے سب ... وَمَنْ تَلَا فِیْہِ اٰیَۃً مِنَ الْقُرْاٰنِ کَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فِیْ غَیْرِہٖ مِنَ الشُّھُوْرِ اور جو تلاوت کرے اوسمین ایک آیت قرآن مجید کی تو اوسے ثواب برابر اوسکے ملیگا کہ جو اور کسی مہینے مین پورا قرآن شریف ختم کرے اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اَبْوَابَ الْجِنَانِ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ مُفَتَّحَۃٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّکُمْ اَنْ لَّا یُغَلِّقَھَا عَلَیْکُمْ اے لوگون دروازے بہشتون کے کھلے ہوئے ہین اس مہینے مین قرآن ہوا اور نیکی چلی آتی ہے پس عرض کرو اپنے پروردگار سے کہ کبھی نہ بند کرے اونہین وَاَبْوَابُ النِّیْرَانِ مُغَلَّقَۃٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّکُمْ اَنْ لَّا یُفَتِّحَھَا عَلَیْکُمْ اور دروازے آتش جہنم کے تیغا کیے ہوئے ہین پس عرض کرو اپنے پروردگار سے کہ کبھی نہ کھولے اونہین تمہارے لئے وَالشَّیَاطِیْنُ مَغْلُوْلَۃٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّکُمْ اَنْ لَّا یُسَلِّطَھَا عَلَیْکُمْ اور شیطان جکڑے ہوئے ہین آجکل پس عرض کرو کہ کبھی اونہین مسلط نہ کرے خدا تمپر معنے اسکے پہلے اور دوسرے موعظہ مین بتفصیل تمام مذکور ہوئے اس جگہہ صاحب ذہن وقاد و طبع نقاد مناظر لاجواب ریاست ...

ماده اسکا ... جو اوسیمیانہ ... جلیل ... وزن ... عبارت سے ...

جناب نواب سید محمد سعید خان صاحب بہادر شاگرد رشید جناب واعظ نے خدمت بابرکت واعظ مین عرض کیا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں فرقہ ہے کہ انہین بالکل شیاطین کے وجود سے انکار ہے کچھ اونکے بارے مین زیادہ تفصیل فرمایئے مدرکا تشفی بخش ہو۔ جناب واعظ نے فی البدیہہ فرمایا کہ یہ اونکی شیطنت کی باتین ہین مشاہدات و حسیات و تجارب تقیہ… ہے جو وجود جن و شیطان کا ثابت ہو کر کتب آسمانی مین منصوص ہو مقابلہ مین قیاسی اور اجتہادی امرون کی تشکیک کیونکر مسموع ہو سکتی ہے خلاف اسکے یہ بھی ہے کہ شیطانیت اونکی ہی کون عاقل باور کرسکتا ہے کہ جو آگ باعث ہلاکت کا کل ذی حیات کی ہے اور جو جاندار چیز اوسمین گرے وہ جل بھن کے کباب ہوجائے وہی آگ کسی ذی حیات کی باعث زندگی و راحت و فرحت ہو مگر جب سمندر کو دیکھا تو وہ تعجب جاتا رہا اور جنہون نے نہین دیکھا اونہون نے بھی متواتر سنکے یقین بہم پہنچایا یہی اسیطرح یہ لوگ اپنی عقل ناقص سے وجود جن مین چون و چرا کرتے ہین استبعاد عقلی پر بنا رکھکے لیکن صادق اللہجہ نبیؐ نے اور اماموں نے اونہین بکرات مرات دیکھا اور مجالست اور معاشرت فرمائی بلکہ خود خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب معجز مین بیان کیا بلکہ اور تجربہ کارون سے معلوم ہوا اوسکے سنا تو یقین کرنا اوسکا محل تامل نرہا کہ آگ سے ایک اور خلقت نے خلعت ہستی پہنا ہے کہ وہ قدرت خدا سے شکلین بدلتے رہتے ہین اور لوگون کو اذیت پہونچاتے ہین اور نیچرون کے خیالات خام

کا کیا ذکر کہ وہ لوگ خوش ہوتے ہین اور متبع دعویٰ ہوتے ہین اگر جہ اونکی
اوس مائے تدلیس و تلبیس پر نہین پہونچتے کہ بسیر اسکے کہ ہلسے ہوتے تھے
اور مقدمات غیب مین کہ جنکا مدار مشاہدہ ہے و جس سے پیغمبرون اور
اماموں اور ملائکہ سے بہت کچھ اون لوگون نے خیالی پلاؤ
پکائے تھے اور وہم کے کباب لگائے تھے لیکن ہمارے متکلمون
نے بیخکنی اون کے خیالات سوداوی کی فرمائی ہے خصوصاً
عماد الاسلام مین حضرت جدامجد نے بخوبی تمام بطلان و فساد ان
مذہب باطل کا ظاہر و آشکار کالشمس علی رابعۃ النہار فرمادیا ہے
اور ہمنے بھی بہت کچھ انکی تردید مین اپنی مبسوط کتابون مین کلام
و تفسیر کے لکھا ہے اور یہان تسہیل فہم مخاطبین سے اسیقدر
کافی ہے کہ ان لوگون کے سامنے اگر بدر چاچ کی ایک مشکل
یا کسیکا کوئی غیر مشہور معمے یا لغز یا پہیلی رکھدیجائے اور اوسکا مطلب
پوچھا جائے تو دیکھیے کہ دریائے حیرت مین یہہ کیسے غوطے کہاتے
ہین اور خاک بھی انکی رائے اوسمین کام نہین دیسکتی اور اسیطرح
انسے اگر اکثر رذیل پیشون اور کاریگریون کی ملین پوچھی جائین جیسے
بہانمتی کے تماشے ہوتے ہین تو پہر تماشا انکی عقل رسا کا دیکھیے کہ
کیسی ٹہاپک ٹوئیان مارتی ہے پس جب یہہ آدمیون کا کارخانہ سمجھنے
مین بانگل ہین تو یہہ خدا کے کارخانے مین کیا عقل کو دخل دیسکتے
ہین کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمے را * کچھہ بھی نہین سب
کہنے کی باتین ہین فقط بات اتنی ہے کہ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ

زندقہ ✣ اور انکا انکار کرنا وجود آسمان کا ویسا ہی باطل و لغو ہے
کہ جیسا انکے بزرگون کو مدت مدید تک یہہ جہل مرکب راسخ رہا کہ خرق
والتیام فلک ناجائز ہے اور اسیطرح خیال تعدد آدم وغیرہ اور
اگر بالکل آزادی اچھی ہوتی تو بہر نادانون اور دیوانون کے
لیئے دانایان فرنگ کالج اور پاگل خانے کا ہے کو بنا کے اونہین
پابند تعلیم و تربیت کرتے ہیں تعلیم و تربیت مذہب حق مین کہ جسکا
مدار عقل قطعی پر ہے کہ بہتر عقل ظنی کے سے ہے جو مبنا حکما کا ہے
چون و چرا کرنا بر بناے آزادی یعنے جو ہم بات کا تباہا تو جب جانین
کہ جب وہ لوگ ظاہر بظاہر عقل کی بیڑیان اور ہتکڑیان اپنے ہاتھہ
اور پاؤن سے نکال کے پھینکدین دانش کے کاٹے سے پاؤن
کھینچلین اور رستے تنکے سے چننے لگین اور یہہ بخیر ہے پھر شریعت
کی پابندی پر اونکا معترض ہونا کہ جو سراسر عقل سلیم سے لبریز ہے
کیا فائدہ علم کلام مین بخوبی ثابت ہوا ہے کہ حسن و قبح اشیاء
عقلی ہے اور یہہ بھی حدیث معتبر مین وارد ہے کہ حضرت آدم نے
ہدیئہ عقل ہی پسند کیا اور دین و حیا کو واپس دیا پس اونہون نے
ساتھہ عقل کا نچھوڑا اسوجہ سے کہ اپنے تئین تابع وجز لاینفک
عقل سمجھے اور اسی سے مدار تکلیف عقل پر ہے اور اطفال خورد
سال و مجنونون پر اسیطرح تکلیف شرع نہین منتجے یہہ کہ حکما اور
اتباع اونکے عقل ظنی پر بھی عمل کرتے ہین اور ہمارے مذہب مین
بنا عقل قطعی پر ہے اور عقل ظنی معتبر نہین فان الظن لا یغنی من الحق

سمجھنا اور یہی مابہ الاختلاف ہے ہمارا اور حکما کا جیسا کہ جناب
رضوانمآب اعلے اللہ مقامہ نے فوائد محمدی جواب پادری میں تفصیل بیان فرمایا ہے خلاصہ یہ کہ ہمارے اعتقاد
کافر نہیں ہیں اور جس مسلمان نے ایسے فاسد عقیدے
ہوں وہ مرتد ہے اگرچہ کلمہ شہادتین لفظاً زبان پر جاری کرے
اسلیئے کہ کفر کے لیئے فقط انکار ضروریٔ اسلام کافی ہے
مثلاً کوئی شخص انکار وجود آسمان و ملائکہ و جنت وغیرہ
کرے یا منخنقہ وغیرہ کو حلال جانے تو وہ محکوم بکفر
ونجاست ہوگا اور ایسے لوگوں کو کچھ ادعای اسلام یا ایمان نفع
مفید نہوگا اور اعانت و محبت اونکی اور اکل و شرب اونکے
ساتھہ اور سیکھنا اونکے فاسد عقیدوں کا اور نا مربوط دلیلوں کا
جائز نہوگا مگر اہل کمال پر واجب کفائی ہے کہ اونکی کتابوں سے
اونکے خیالات معلوم کرکے رد کریں اور لوگوں کو اونکے ضلال و
اضلال سے بچائیں تاوقتیکہ بسبب تقیہ معذور نہوں قال امیر
المؤمنین ع جناب امیر فرماتے ہیں فقمت و قلت یا رسول اللہ
ما افضل الاعمال فی ھذا الشھر کہ میں اوٹھا میں اور عرض کی
میں نے کہ اے رسول خدا کون سا کام بہتر سب کاموں سے ہے اس
مہینے میں فقال یا ابا الحسن افضل الاعمال فی ھذا الشھر
الورع عن محارم اللہ عزوجل ثم بکی پس فرمایا کہ اے ابوالحسن بہترین
اعمال اس مہینے میں پرہیزگاری اون چیزوں سے ہے کہ جنہیں حرام

گرداناہے خداتعالے نے یہہ فرماکے رونے لگے **پوشیدہ** نرہے کہ ورع و پرہیزگاری کی چار مرتبے ہین **پہلی** پرہیزگاری توبہ کرنے والون کی ہے اور وہ اوسقدر پرہیزگاری ہے کہ جسکے حاصل ہونے سے آدمی فسق وتخورشے خارج اور درجہ عدالت پر فائز ہوا ور گواہی اوسکی شرع مین قابل قبول ہو **دوسری** پرہیزگاری نیکون کی ہے اور وہ بچناہے مشتبہ اور دہبے کی چیزون سے اسلیئے کہ جوکرد کسی احاطہ کے گہومے گا اور چرتا پہرے گا تو ضرور لگاتو سے دور ہوگا کہ یہہ گہومتے گہومتے کہین اوسکی اندر نہ چلاجائے قال صلی اللہ علیہ والہ دع مایریبک الی مالا یریبک فرمایا جناب رسالت مآب نے کہ ترک کرا وسے کہ جو دہوکا دے تجہے اوس چیز تک کہ جو دہوکا نہ دے **تیسری** پرہیزگاری خدا سے ڈرنے والون کی اور وہ یہہ ہے کہ حلال بات بہی چہوڑدے خوف سے اسکے کہ شاید یہہ حرام تک پہونچا وے جیساکہ جناب رسالتمآب نے فرمایاکہ لایکون الرجل من المتقین حتی یدع مالا باس بہ مخافۃ مابہ باس نہ شمار کیا جائے گا کوئی خداترسون مین جبتک کہ نہ ترک کرے اون چیزون کو بہی کہ جنمین کچہہ مضائقہ نہو ڈرسے اوس چیز کے کہ جسمین مضائقہ ہوا اور مثال اوسکی یہہ ہے کہ بالکل لوگون کا ذکر کرنا ہی چہوڑدے اس خوف سے کہ مبادا وہ منجر بغیبت ہو **چوتھے** پرہیزگاری صدیقون اور راستبازونکی اور وہ یہہ ہے کہ سوائے خداکے اورسب سے روگردانی کریئے بخوف اسکے

کہ کوئی گھڑی عمر کی ایسی بات مین صرف نہو جائے کہ جسمین مزید قرب خدا مقصود نہو اگرچہ یہ یقیناً معلوم ہو کہ وہ منجر کسی امر حرام کی طرف نہوگی اور مراد حضرت پرہیزگاری سے اس خطبہ مین پہلا درجہ ہے اور ہوسکتا ہے کہ دوسرا و تیسرا بھی داخل سمجھا جائے فَقُلْتُ مَا یُبْکِیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حضرت امیرؑ فرماتے ہین کہ مینے عرض کی کہ یہ سب صحیح آپ کیون روئے اے رسول خدا فَقَالَ اَبْکِیْ لِمَا یُسْتَحَلُّ مِنْکَ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ حضرت نے فرمایا کہ مین رویا دہیان مین لاکر اوس مصیبت عظیم کو کہ جو تمپر گذرنے والی ہے اس مہینے مین کَاَنِّیْ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ لِرَبِّکَ مین بچشم خود گویا تمھین دیکھ رہا ہون کہ تم مشغول نماز ہو وَقَدِ انْبَعَثَ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اور ضرور آمادہ ہوا بدترین خلق خدا شَقِیْقُ عَاقِرِ نَاقَۃِ ثَمُوْدَ مان جایا اوس شقی کا جسنے ناقہ ثمود کو پے کیا فَضَرَبَکَ ضَرْبَۃً عَلٰی قَرْنِکَ اور اوسنے سرِ مبارک پر تمھارے ضربت لگائے فَخَضَبَ مِنْھَا لِحْیَتَکَ پس سرخ ہوگئی خضاب خون سے ڈاڑھی تمھاری فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَذٰلِکَ فِیْ سَلَامَۃٍ مِّنْ دِیْنِیْ مینے عرض کی کہ اے رسول خدا دین تو میرا اوس وقت صحیح و سالم ہوگا فَقَالَ فِیْ سَلَامَۃٍ مِّنْ دِیْنِکَ فرمایا کہ ہان تم ثُمَّ قَالَ یَا عَلِیُّ مَنْ قَتَلَکَ فَقَدْ قَتَلَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَکَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ لِاَنَّکَ مِنِّیْ کَنَفْسِیْ وَطِیْنَتُکَ مِنْ طِیْنَتِیْ وَاَنْتَ وَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ پھر فرمایا کہ یا علی جسنے تمھین قتل کیا اوسنے مجھے قتل کیا جسنے تمسے بغض کیا اوسنے مجھسے بغض کیا اسلیئے کہ تم بمنزلہ

تم تو ایک سے ہے تمہاری میری طینت ہو کے روح ور جان میری

میری امت کے جانشین ہو اور میرے وصی ہو میرے

امت پر خلیفہ

تمت بالخیر

## موعظه شریح کو مکان کا بیع و قبالہ

عن ... بن ... انه قال قال لی شریح القاضی اشتریت دارا بثمانین
دینارا وکتبت کتابا واشهدت شهودا عدولا ... موعظه شریح
... مجھسے قاضی شریح اپنی یہ حکایت بیان کرنے لگے کہ مینے
ایک گہر اسی دینار کو مول لیا اور اوسکا قبالہ لکہا اور چند گواہونکی
گواہیان لکہائین فبلغ ذلک امیر المؤمنین فبعث الیّ مولاه قنبرا فاتیته
پس اسکا خبر ہوا جناب امیر کو تو ... بلایا پس حضرت نے قنبر اپنے
غلام کو مجھے بلانے ... فرمایا ... مین ... فلما اتیته
علیه قال یا شریح اشتریت دارا پس جب مین داخل دولتکدۂ معصوم
ہوا تو مجھسے فرمانے لگے کہ کیون شریح کیا تمنے کوئی حویلی لی وکتبت کتابا
اور اپنے خیال خام مین پختگی کے لیئے قبالہ بہی لکہوا ڈالا واشهدت عدولا
اور معتمد لوگون کو گواه بہی کر دیا ووزنت مالا اور مول تول کر کے قیمت
بہی حوالے کر دی فقلت نعم مینے عرض کی کہ یہہ خبر بے کم وکاست صحیح
و راست ہے سر مو اسمین فرق نہین قال یا شریح اتق الله فانه سیاتیک
من لا ینظر فی کتابک ولا یسئل عن بینتک فرمایا کہ خدا سے ڈرو کس ہر وجہ
تمنے یہہ طول امل کیا تم خاک نہ سمجھے کہ اس سرای فانی مین رہنے والی ہو یا یہان سے
عنقریب کوچ کرنیوالے کیا تمہین یہہ خبر نہین کہ بہت جلد ایک بیباک دشمن
زور آور آنیوالا ہے کہ وہ نہ تو تمہارا قبالہ دیکھیگا اور نہ تمہارے گواہون کی
سنیگا اور نہ تمہین موہہ لگائیگا حتی یخرجک من دارک شاخصا ...

گردنین ہاتھہ دیکے تمہین گھر سے باہر نکالدیگا یعنے آنکھین تو کھلی رہجاینگی اور تم مرجاوگے اور حمالون کے کندہون کندہون روانہ ہوگے وَیُسْلِمُكَ إِلَىٰ قَبْرِكَ خَالِصًا اور یوہین ہاتھہ جہاڑکے اوٹھہ کھڑے ہوگے اور وہ خالی ہاتھہ تمہین قبرین سپرد کردیگا فَانْظُرْ أَنْ لَا تَكُونَ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الدَّارَ مِنْ غَيْرِ مَالِكِهَا پس خوب غور سے دیکہہ بہال لو کہین ایسا تو نہو کہ گھر والے کے ولیین سے تمنے گھر نہ کیا ہو اور دوسرے کو دہوکا دیکر وہ مول لیا ہو دروازہ غصب کا کھولدیا ہو وَوَزَنْتَ مَالًا مِنْ غَيْرِ حِلِّهٖ اور مول تول مین مال حرام صرف کیا ہو فَإِذًا أَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ الدَّارَيْنِ جَمِيعًا الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ اور ایسی حرکت ناشائستہ کرکے اپنے دونوں گھرون کا یعنے دنیا و آخرت کا گھر کھو ج کھویا ہو تم قَالَ ع يَا شُرَيْحُ فَلَوْ كُنْتَ عِنْدَ مَا اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الدَّارَ أَتَيْتَنِي فَكَتَبْتُ لَكَ كِتَابًا عَلَىٰ هٰذِهِ النُّسْخَةِ إِذَنْ لَمْ تَشْتَرِهَا بِدِرْهَمٍ پہر فرمایا کہ اے شریح اگر کہین مول لیتے وقت مجہسے کہدو تو پہرمین ایک ایسا قبالہ لکھدیتا کہ اوسے دیکہہ کے تم اسی وکوڑی کو بہی نہ پوچہتے قَالَ قُلْتُ وَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ شریح کہتے ہین کہ مینے عرض کی کہ کیا لکھدیتے آپ مجھے اے بادشاہ مومنوں کے قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ لَكَ هٰذَا الْكِتَابَ فرمایا کہ مین تجھے یہہ قبالہ لکھدیتا بسم اللہ الرحمن الرحیم باسمہ سبحانہ هٰذَا مَا اشْتَرَىٰ عَبْدٌ ذَلِيلٌ مِنْ مَيِّتٍ أُزْعِجَ بِالرَّحِيلِ منکہ شریح بندۂ خاکسار بیٹا بندۂ ذلیل کا ہون از بسکہ مول لیا مینے اوس مردے سے کہ جسے جڑسے اوکھیڑکے پہینکدیا عدم کے سفر نے اشْتَرَىٰ مِنْهُ دَارًا فِي دَارِ الْغُرُورِ مول لی ایک حویلی کہ جو واقع سرزمین پر غرور و فریب کے ہے

مِنْ جَانِبِ اٰفَاتٍ اِلیٰ عَسٰکِرِ الْهَلَاکِیْنَ پہلو مین فنا ہونیوالون کے
لشکر تک ہلاک ہونیوالے کے وَیَجْمَعُ هٰذِهِ الدَّارَ حُدُوْدٌ اَرْبَعَۃٌ اور محیط ہین
اس گہر کے گرد چار حدین فَالْحَدُّ الْاَوَّلُ مِنْهَا یَنْتَهِیْ اِلیٰ دَوَاعِی الْاٰفَاتِ
پہلی حد اوسکی تو جا ملی ہے آفتون سے وَالْحَدُّ الثَّانِیْ اِلیٰ دَوَاعِی الْعَاهَاتِ
اور دوسری حد ملی ہوئی ہے بیماریون سے وَالْحَدُّ الثَّالِثُ مِنْهَا یَنْتَهِیْ اِلیٰ
دَوَاعِی الْمُصِیْبَاتِ اور تیسری حد کی انتہا مصیبتون پر ہے وَالْحَدُّ الرَّابِعُ
مِنْهَا یَنْتَهِیْ اِلیٰ الْهَوَی الْمُرْدِیْ وَالشَّیْطَانِ الْمُغْوِیْ وَ فِیْهِ یُشْرَعُ الْبَابُ
اور چوتھی حد کی سو ٹھہ بیٹہ اوس ہوا و ہوس سے ہے کہ جو ہلاک کر دینے والی ہے
اور اوس شیطان سے کہ جو گمراہ کرنے والا ہے اور اسی طرف دروازہ ہے
پس یہ شیطان گویا اوسکا دربان ہے اِشْتَرٰی هٰذَا الْمَفْتُوْنُ بِالْاَمَلِ
مِنْ هٰذَا الْمُزْعَجِ بِالْاَجَلِ جَمِیْعَ هٰذِهِ الدَّارِ مول لیا اس فریفتہ طول امل نے
اوس ہدف تیر اجل سے تمام و کمال یہہ مکان بِالْخُرُوْجِ عَنْ عِزِّ الْقُنُوْعِ
وَالدُّخُوْلِ فِیْ ذُلِّ الطَّلَبِ اسی قیمت پر کہ خارج ہوجاوے عزت قناعت
سے ذلت طمع مین فَمَا اَدْرَکَ هٰذَا الْمُشْتَرِیْ مِنْ دَرْکٍ فَعَلیٰ مُبَلْبِلِ اَجْسَامِ الْمُلُوْکِ
وَسَالِبِ نُفُوْسِ الْجَبَابِرَةِ پہر جو کچہ آئندہ خسارا یا مظلمہ خریدنے والے پر
عائد ہوگا اوسکا ذمہ دار وہ ضامن ہے کہ جسنے بوسیدہ کردیا تر و تازہ جسمونکو
شاہنشاہون کے اور فنا کر دیا جانون کو سرکشون کے مثل کسری و قیصر
وَتُبَّعٍ وَحِمْیَرَ یعنی مثل خسرو عجم اور قیصر روم اور تبع یمن کے اور حمیر کے یعنی قدیم
سلاطین یمن وَمَنْ جَمَعَ الْمَالَ اِلیٰ الْمَالِ فَاَکْثَرَ اور جو امیر لوگ کہ حرص کے
مارے تلے اوپر مال جمع کرتے ہی چلے گئے کہ صندوق پٹے پڑتے تہے وَبَنیٰ فَشَیَّدَ

اور قہقہہ دیوار ونکو گچکاری دہولنے کاری سے مضبوط ہی کرتے چلے گئے
وَتَخِذَ فَرَخْرَف اور عالیشان عمارتین بنا بنا کے ہمیشہ اونہین چست گیرین
اور دیوار گیرین اور مسند تکیون سے اور بچہاتے پر دونون سجتے ہی رہے
اور اونپر طرح طرح کی رنگا میزی کرتے رہے اور گل بوٹے بناتے ہی
رہے اور کلسون وغیرہ پر دمکتا ہوا کندن چڑہا یا کئے بلکہ گویا گنگا جمنی دیوارین
اور تھالین تہین وَادَّخَر بِهِمِ الْمُوَالِكِ اور اپنے گمان ناقص مین بہت کچھہ
لیئی پونجی اپنے بال بچون کے لیئے بٹور کے رکہہ گئے تہے پس جس ہوتے نے
کہ ایسے ایسے لوگون کو دیکہہ بہال ڈالا وہی اس مقدمہ مین ضامن ہی اور
اوسکی گردن پر ہے اشخاصهم جميعًا الى موقف العرض لفصل القضاء
وَحَبَسَهُمْ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ اون سبکا اصالۃً حاضر کر دینا کچہری مین حاکم
حقیقی کی اور واجب ہے کہ شان لاکے اونہین اوسکے سامنے
کہڑا کر دینا اور اوسی محکمہ مین تو پہونچا لینے کی کو یو پہنچینگی ناحق کوشش شہد ملک
عَلَى ذَالِكَ الْعَقْلُ اِذَا خَرَجَ مِنْ اَسْرِ الْهَوَى گواہ شد عقل بری قید وبند
ہوا و ہوس سے واعظ کہتا ہے کہ شاید اکتفا ایک ہی گواہ پر اس لحاظ
سے ہی کہ تن تنہا اس گواہ کا قول مفید یقین سکے اور بنا بر ایک قول کے بلکہ
ہمارے مختار کے یقین جسطرح حاصل ہو اگرچہ طریقہ معہود شرع کی سواہی
ہوتا تہا نہی لو اوس سے عدول جائز نہین پس اگرچہ ضابطہ کی بات یہی ہی کہ دو گواہ ہون مگر جہان
ایک ہی کی قول سے یقین واثق ہو جاتو وہی کافی ہوگا اگرچہ عادل یا مسن بہی نہو اور یہی احتمال
ہی کہ از بسکہ حیا اور ایمان خبر لاینفک اور خادم عقل کہ مین تو یہہ ایک ایسا گواہ ہو کہ سکا سکا اسکے ہوجانے
بہی شریک گواہی مین ہون نظر بعین الزوال لاهل الدنیا اور وہ عقل کہ دنیا کی ہستی کی خوب دنیا کو کوئی دیکہہ بہال چکا ہی

وَسَمِعَ مُنَادِی الزُّهْدِ يُنَادِی فِی عَرَصَاتِهَا اور زہد کے ڈھنڈوریئے سنے
جوکلی کوچون مین دنیا کی منادی پھیری ہو وہ یہہ کہان دہرے کرسنگرہو
اسطرحکی عقل گواہ ہے اور وہ منادی کی صدا بسیر زہد ڈھنڈورا
پیٹتا پھرا وہ یہہ ہے مَا أَبْيَنَ الْحَقَّ لِذِي عَيْنَيْنِ إِنَّ الرَّحِيلَ أَحَدُ الْيَوْمَيْنِ
یعنے جسکے مونہہ پر آنکھین ہون وہ یہہ تماشا دیکھے کہ حق آفتاب کی طرح چمک
رہا ہے اور وہ یہہ ہے کہ دنیا سے کوچ کا مقام دو دنون سے ایک ہی
یعنے ایکدن تو وہ تھا کہ یہہ پیدا ہوا اور سرا سے فانی مین آکے بسا اور ایکدن
یہہ ہے کہ سرا کو سونا کرکے کمر کستے تین چڑہا پانچین اوٹھا لیور ہا ہے اسنبھال
مردون کی سیندہی کے ساتھہ چل کہڑا ہوا تَزَوَّدُوا مِنْ صَالِحِ الْأَعْمَالِ
وَقَرِّبُوا الْآمَالَ بِالْآجَالِ ہان بہائیو چلنے کو تو چلو لیکن یہہ خوب سمجھہ لوکہ
یہہ راہ بڑی کٹھن ہے توشہ نیک کامون کا اور کوتہ آرزوئی کا خوف سوت
ہمراہ لینا ضرور ہے کچھہ نہین تو کچھہ کجھورین رزق حلال کی کہ سے باندہ لو اور تھوڑا
پانی بلکہ تھن تلے کا دودھہ چہپا لگو نہین بھر لو مگر چاندنی کے فریب پر نجاؤ نور
معرفت کے آفتاب کو چمک لینے دو تو قدم بڑہانا ابھی ہماری بات کی قدر
نہین جب رخت سفر اوٹھاؤگے راہ مین پانی کی بھی بوند نپاؤگے ٹہری
بگڈنڈی گہاٹیون مین بھٹکوگے تنگ و تاریک کوٹھری ہت سے سراکے بستر
لگاؤگے تو اوس وقت ہمارے ڈھنڈوری کو یاد کرکے بہت پچتاؤگے
کہ ہائے ہمنے یہہ کیا کیا کوئی راحت کا سامان ساتھہ نہ لیا **اشارہ** جناب
شیخ فرماتے ہین کہ شاید گھر سے مراد یہہ بدن کا ڈہانچا ہے اور خریدنے والا
نفس انسان ہے کہ جورات دن اسی اندہیری کوٹھری مین جما بیٹھا ہے اور اوسیمین

ایسا ہوا ہے کہ عالم نور اور باغ و بہار گویا ایوان بہشت کے بھی غافل ہے اور بیچنے والے گویا والدین ہین کہ اوسکے نکلنے سے اس سبب نجات گور کی نہو جسمی پس وہ دو گویا راج اس چوہا نگری کی اندہی راج کے ہین اور جیسے ابتدا اس گہر کی فانیوں کی جانب سے ہے انتہا بھی مرنے والون کی تنگی پر ہے اور ہمیشہ قوتین اور پیروی ہوا و ہوس شیطان ہمیشہ نفس کی آفتون اور ہلاکتون اور مصیبتون کی ہین کہ جو چارون طرف سے اوسکو گہیرے ہین چار دیواری کی طرح اور دوستی خدا سے باہر ہو جانا اور دوستی کشش مین ڈرانا از بسکہ سبب پیروی ہوا و ہوس و ابلیس پر تلبیس کا ہوتا ہے تو اسلئے اس گہر کی آمد و رفت و نکاس کا پھاٹک اوسی رخ مناسب ہوا اور ذلت و رسوائی نفس کی اور نکلجانا اوسکا اپنی استغنائی ذاتی سے کہ جو عالم نور مین اوسی حاصل تہا اسی اندہیری کوٹھری مین آنے سے اور اوسکے خریدنے سے حاصل ہوا تو اسلئے کلام حضرت مین بمنزلہ قیمت قرار پایا کہ جو لوازم سے خریدنے کی ہے اور از بسکہ موت ہی کھینچکے محکمہ احکم الحاکمین مین اسکی پہونچانے والے تو اسلئے ...... بمنزلہ اوس ضامن کے قرار دیا کہ جو کوتوالی کے پیادہ .... کو پکڑ دہکڑ کے کچہری مین فیصلے کے لیئے پہونچا دیگا اور ممکن ہے کہ حضرت کی مراد اور کچھ ہو کہ وہان تک عقل رسا کی رسائی نہین

واللہ اعلم واعظ کہتا ہے کہ صورت اس قبالہ کی حسب رواج
زمان شاہی کے یہہ ہوئی

# یافتاح

## باسمہ سبحانہ

فانی کا ہون
خاک آلہ ابی
یا شندہ
ملک عدم کا

سنکہ ہدف تیر مرگ جیتا فوت شدہ بموت زدہ اور ابد الکریم

جوکہ مینے ایک قطعہ نا مرو تا تمام اسیر چنگل موت کے ہاتھہ بیچا اور یہہ گہروندا سرزمین
غرور و فریب پر واقع ہے ایک سرا اسکا فنا ہونیوالون سے چلا ہے اور
دوسرا کونا شکر سے ہلاک ہونیوالونکے ملا ہے اور یہہ گہروندا محدود باین
حدود اربعہ ہے حد شمالی متصل سر حد بیماریون کے والیہ المیزاب حد جنوبی متصل سر حد پیری کے والیہ الباب حد شرقی متصل قوت لینے کے سمت بیرون
حد غربی منتہی بسر حد ہوا و ہوس والیہ الباب یہہ سب بیچے برضا و رغبت بدون اجبار حالت
والبیس یکبیس
عقل و ہوش مین مومی الیہ کے ہاتھہ بیچا اور بہرپور قیمت اوسکی رائج الوقت
یعنے نکلجانا عزت قناعت سے اور داخل ہونا ذلت طمع مین جسکا سکہ اس
اس چہوٹ نگری اور اندہیری راج مین بیٹہا ہوا ہے اور جسکا حد سے زیادہ
یہان چلن ہے خریدار مذکور سے بہرپائے اگر آیندہ میرے وارثون مین سے
کوئی طالب مکان ہو تو اوسکی سماعت نہو اور پیش حاکم عذر اوسکا مسموع
نہو اور بنا بر مزید احتیاط مینے اپنی طرف سے ابلیس زبردست ضامن دیا کہ
جسنے بادشاہ اور احمد شاہ وغیرہ کو جہوٹا چٹا بنایا یا دونوکو تو [illegible]

بھی حکومت کو لنگڑا کرکے چھوڑا عالمگیر کے سر پر آفت ڈہائی تانا شاہ کی
تانا شاہی خاک مین ملائی نہ اکبر اول کی سنی نہ اکبر ثانی کی مانی غدر و بہادری
بہادر شاہ کی بھی نہ جانی منصور خان پر بھی فتح و نصرت پائی سعادت خان کی
بھی آتش جنگ بجھائی الماس علی کی رسائی کو کب مانا سعادت علیخان کو باین
ہوشیاری طفل مکتب جانا نصیر الدین حیدر کی رعنائی کچھہ اسکے خیال مین نہ آئی
وہ ناز و نعمت پروردہ صورت زیبا خاک مین ملائی ثریا جاہ کی دینداری و
پارسائی بھی اسے نہ بھائی بڑے بڑے لشکرون کا اسی نے بکھیڑا پاک کیا
ایک لمحہ مین سبکو پیوند خاک کیا پتھور اکا محل ویران کیا تاج بی بی کا روضہ بسایا
اونکا محلسرا سنسان کیا موتی محل کے آب و تاب کھودی چھتر منزل کی عزت
گومتی مین ڈبودی قیصر باغ کے وہ مجمع پھر کبھی کسیکو خواب مین بھی نہ دکھائے
رہس نحس کے جلسے کیا جلد خاک مین ملائے خلاصہ یہہ کہ کبھی کسیکو جسکے ظلم سے
نجات نہین آئی ہے اوسی ظالم کو مینے ضامن کیا کہ اگر کسی طرح کا خرخشہ
نکلے تو یہہ ہم سبکو حاکم حقیقی کی بھری کچہری مین کھینچ لیجائے کردار بد کی
سخت سزا دلوائی اور زہد کے ڈھنڈوری سے بھی اسکی قینچنہ گلی گلی ڈہونڈا
پھروایا سبکو یہہ سنوایا کہ مکان تو پایا مگر کچھہ ہاتھہ نہ آیا آج تو اسنے اسی بسایا
ہے کل سنسان و ویران کردیگا عدم کی راہ لیگا کاش نیک عمل سے کچھہ فکر زاد راہ
کرتا آج ہی کل کا انجام سوچ کے دل سے آہ بھرتا خاک ایسی جگہہ گھر بنایا
کہ جہان اسے دم بھر قرار نہین ایک لمحہ دیر کرنے پر اختیار نہین فقط

العبد
ہدف تیر اجل بقلم خود

# موعظہ ۲۹ انتیسواں

## احکام میں زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکثر علماء کو التزام ہے کہ اخیر کی تاریخون مین ذکر زکوۃ فطرہ احکام نماز
عید و طریقہ وداع ماہ صیام بیان فرماتے ہین بناءً علیہ ذکر زکوۃ
فطرہ وغیرہ مناسب حال ہے عن ہشام بن الحکم عن الصادق ع
فی الحدیث قال نزلت الزکوۃ ولیس للناس اموال وانما کانت الفطرۃ
ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذیل مین ایک
حدیث کے روایت کی ہے کہ اوس جناب نے فرمایا کہ جب زکوۃ کا حکم آیا تو
لوگون کے پاس مال نہ تھا فقط اوس زمانہ مین زکوۃ فطرہ دیجاتی تھی وعنہ
علیہ السلام الفطرۃ واجبۃ علی کل من یعول اور اوسی جناب سے
ہیکہ زکوۃ فطرہ ہر عیالدار پر واجب ہی وعنہ ان امیر المومنین قال
من ادی زکوۃ الفطرۃ تمم اللہ بہا ما نقص من زکوۃ مالہ اور وہ

جناب نے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ اگر اتفاقاً کسی کے زکوۃ مال مین کچھ نقص ہی ہوجاے تو زکوۃ فطرہ اوسکی تکمیل کر دیگی وعنہ علیہ السلام من تمام الصوم اعطاء الزکوۃ یعنی الفطرۃ کما ان الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم من تمام الصلوۃ لانہ من صام ولم یؤد الزکوۃ فلا صوم لہ اذا ترکہا متعمدا ولا صلوۃ اذا ترک الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ قد بدأ بہا قبل الصلوۃ فقال قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی اور اوسی جناب سے روایت ہے کہ تتمہ روزہ دینا زکوۃ یعنی فطرہ کا ہے جیسا کہ درود بھیجنا جناب رسالتمآب پر تتمہ نماز سے ہے اسلیے کہ روزہ معتبر نہین اوسکا جسنے فقط روزہ تو رکھا لیکن فطرہ ندیا عمداً اور دیدہ و دانستہ اور نماز معتبر نہین اوس شخص کی کہ جو درود بھیجنا ترک کرے بے شبہہ مزید اہتمام کے لئے خدا نے ابتداء زکوۃ ہی سے کی قبل نماز کے یعنے نماز پر بہی اوسے مقدم رکہا پس فرمایا قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی بے شبہہ رستگار ہوا جسنے کہ زکوۃ فطرہ کو دیا اور یاد کیا اپنے مربی کے نام کو پس نماز پڑہی یعنی نماز عید وعنہ من ختم صیامہ بالقول الصالح والعمل الصالح تقبل اللہ عنہ صیامہ فقیل یا ابن رسول اللہ ما القول الصالح والعمل الصالح قال القول الصالح شہادۃ ان لا الہ الا اللہ والعمل الصالح اخراج الفطرۃ اور اوسی جناب سے ہے کہ جو ختم کرے اپنے روزے نیک بات اور نیک کام پر تو خدا اوسکے روزے قبول کریگا کہا گیا کہ اے فرزند

رسولخدا وہ نیک بات اور نیک کام کیا ہے فرمایا کہ نیک بات لا الٰہ الا اللہ
کی گواہی دینا ہے اور نیک کام فطرہ نکالنا وَعَنْہُ اَیْضًا فِی قَوْلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ
اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ قَالَ ھِیَ الْفِطْرَۃُ الَّتِیْ افْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
اور اوہی جناب سے منقول ہے تفسیر اقیموا الصلوٰۃ الآیہ مین یعنے برپا
کرو نماز اور دو زکوۃ فرمایا کہ وہ زکوۃ فطرہ ہے کہ جسے خدا نے مومنین پر
فرض کیا وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ سَاَلْتُہٗ عَمَّا یَجِبُ عَلَی الرَّجُلِ
فِیْ اَھْلِہٖ مِنْ صَدَقَۃِ الْفِطْرَۃِ قَالَ تَصَدَّقُ عَنْ جَمِیْعِ مَنْ تَعُوْلُ اور محمد بن
مسلم کہتا ہی کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا مینے کہ مرد پر کیا
فطرہ واجب ہے اپنے اہل وعیال کیطرف سے حضرت نے فرمایا کہ عیال
مین ہر شخص کیطرف سے فطرہ دینا صاحب عیال کو لازم ہے وَرُوِیَ اَنَّہٗ
خَطَبَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْفِطْرِ فَقَالَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ
یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاَدُّوْا فِطْرَتَکُمْ فَاِنَّھَا سُنَّۃُ نَبِیِّکُمْ وَفَرِیْضَۃٌ وَاجِبَۃٌ
مِنْ رَبِّکُمْ اور منقول ہے کہ روز عید فطر حضرت امیر علیہ السلام نے خطبہ
مین فرمایا یاد کرو خدا کو تا کہ وہ یاد کرے تمہین اور دعا مانگو اوس سے تا کہ
مستجاب کرے وہ اور ادا کرو فطرا اپنا کہ وہ طریقہ ہے تمہارے نبی کا اور
فریضہ واجب ہے تمہارے خدا کیطرف سے وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مَنْ صَامَ شَھْرَ رَمَضَانَ وَخَتَمَہٗ بِصَدَقَۃٍ وَغَدَا اِلَی الْمُصَلّٰی بِغُسْلٍ
رَجَعَ مَغْفُوْرًا لَہٗ اور فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
جو روزہ رکھے ماہ رمضان کا اور تمام کرے اوسے صدقہ دینے پر اور جاے
مصلی اور محراب عبادت مین باغسل تو وہان سے واپس آئیگا حالانکہ سب گناہ

اوسکے بخشش ہو گئے ہوں وعن ابراھیم ابن عبد الحمید قال سألت ابا الحسن
عن صدقۃ الفطرۃ واجبۃ ھی بمنزلۃ الزکوۃ فقال ھی مما قال اللہ
اقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ وھی واجبۃ اور ابراہیم بن عبد الحمید نے
حضرت امام موسی کاظم سے پوچھا کہ صدقہ فطرہ بھی زکوۃ مالی کے طرح واجب ہے
یا نہیں پس فرمایا کہ فطرہ بھی داخل ہے خدا کے اس قول میں کہ برپا کرو نماز
اور ادا کرو زکوۃ اور وہی فطرہ واجب ہے واعظ کہتا ہے کہ یہ طرح کی حدیثین
مشعر ہین اسکے کہ امر وجوب کے لیے ہے جیسا کہ اکثر اصولیین کا قول ہے
اور یہی اظہر ہے وسئل ابو عبد اللہ عن رجل یاخذ من الزکوۃ
علیہ صدقۃ الفطرۃ قال لا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
پوچھا گیا کہ جو شخص خود زکوۃ لیتا ہو یعنے بسبب استحقاق شرعی تو آیا اوسپر
لازم ہوگا صدقہ فطرہ دینا یا نہیں حضرت نے فرمایا نہیں وعن الباقر ع
لیس علی من لا یجد ما یتصدق بہ حرج اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے ہے کہ جو صدقہ فطرہ وغیرہ کو محتاجی کے سبب کچھ نہ پاوے تو اوسے کچھ
حرج نہین وسئل ابو ابراھیم عن الرجل المحتاج علیہ صدقۃ الفطرۃ
فقال لیس علیہ فطرۃ اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا
کہ محتاج پر فطرہ ہے یا نہیں حضرت نے فرمایا نہیں وعن یزید بن فرقد
قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام علی المحتاج صدقۃ الفطرۃ
قال لا اور یزید بن فرقد کہتا ہے کہ عرض کی مینے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے کہ آیا محتاج پر صدقہ فطرہ لازم ہے یا نہیں فرمایا کہ نہیں
وقیل لابی عبد اللہ قال لمن تحل الفطرۃ قال لمن لا یجد ومن حلت

لہ لم تحل علیہ ومن حلت علیہ لم تحل علیہ اور حضرت امام جعفر صادق ع
سے عرض کیا کہ کسکے لیئے حلال ہے فطرہ یعنے کسے فطرہ لینا حلال ہے اور کون وسکا
مستحق ہے فرمایا کہ جو کچھہ پائے یعنے محتاج ہو اور جسکے لیئے حلال ہوگا فطرہ
اوسپر حلال نہوگا اور جسپر حلال نہوگا اوسکے لئے حلال ہوگا وقال فضیل بن یسار
لابی عبد اللّٰہ علی من قبل الزکوٰۃ زکوٰۃ فقال اما من قبل زکوٰۃ المال فان
علیہ زکوٰۃ الفطرۃ ولیس علیہ لما قبلہ زکوٰۃ ولیس علی من یقبل الفطرۃ
فطرۃ اور فضیل بن یسار نے عرض کی خدمت بابرکت حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام میں کہ جو زکوٰۃ لے اوسپر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا نہیں حضرت نے
فرمایا کہ جو زکوٰۃ مال لے اوسپر زکوٰۃ فطرہ ہوتی ہے اور جو حصہ اوسنے زکوٰۃ میں سے
قبول کیا ہے اوسکی زکوٰۃ مالی اوسپر نہیں یا یہہ کہ قبل قبول جو فطرہ دے دین
وہ اوسپر عائد نہونگے اور فقر کے سبب فطرونکا قضا کرنا لازم نہوگا اور جو فطرہ قبول
کرے اوسپر فطرہ نہیں واعظ کہتا ہے کہ حر عاملی علیہ الرحمہ نے اس حدیث
کے دو محمل بیان کیئے ہین ایک یہہ کہ محمول استحباب پر ہو دوسرے
یہہ کہ اسقدر تمول حاصل ہو سہم زکوٰۃ پانے سے اور یہہ احتمال ثانی خالی
رجحان سے نہیں جیسا کہ ظاہر عبارت حدیث اوسکی مشعر ہے وقال ابو عبد اللّٰہ
تحرم الزکوٰۃ علی من عندہ قوت السنۃ وتجب الفطرۃ علی من عندہ
قوت السنۃ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حرام ہے
زکوٰۃ اوس شخص پر کہ جسکے پاس قوت سال بھر کی ہے اور فطرہ بھی اوسی پر
واجب ہے وعنہ صدقۃ الفطرۃ علی کل راس من اھلک الصغیر والکبیر
والغنی والفقیر والحر والمملوک اور اوسی جناب سے ہو کہ فطرہ ہر شخص پر ہے

تیرے اہل وعیال سے چھوٹا ہو یا بڑا تونگر ہو یا محتاج اور آزاد ہو یا مملوک
وَقَالَ اِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَلرَّجُلُ لَا یَکُوْنُ عِنْدَہٗ شَیْءٌ مِنَ الْفِطْرَۃِ
اِلَّا مَا یُؤَدِّیْ عَنْ نَفْسِہٖ مِنَ الْفِطْرَۃِ وَحْدَھَا اَیُعْطِیْہِ غَرِیْبًا عَنْھَا اَوْ بِہٖ
یَاکُلُ ھُوَ وَعِیَالُہٗ قَالَ یُعْطِیْ بَعْضَ عِیَالِہٖ ثُمَّ یُعْطِیْ الْاٰخَرَ عَنْ نَفْسِہٖ
یُرَدِّدُوْنَھَا فَتَکُوْنُ عَنْھُمْ جَمِیْعًا فِطْرَۃً وَّاحِدَۃً اور اسحاق بن عمار نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کی کہ جسکے پاس فقط اسیقدر
ہو کہ وہ فقط اپنی طرف سے فطرہ دے سکے تو اوسمین سے کسی غریب کو دے
یا خود وعیال اوسکے اوسمین سے کہائین فرمایا کہ وہی ایک فطرہ بعض عیالکے
ہاتہہ مین دے اور وہ دوسرے کے ہاتہہ مین دے اور یونہین سب دست بدست
اور ہاتون ہاتہہ اوسے پہرائین کہ وہ ایک ہی فطرہ سب کیطرف سے کافی ہوگا اور سبکو
ثواب ملیگا پوشیدہ نرہے کہ یہ حدیث وجوب پر نص نہین بلکہ استحباب
پر جیسا کہ شیخ علیہ الرحمہ نے بہی افادہ فرمایا ہے وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ تَجِبُ الْفِطْرَۃُ
عَلٰی کُلِّ مَنْ تَجِبُ عَلَیْہِ الزَّکٰوۃُ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے
فرمایا کہ فطرہ واجب ہوتا ہے ہر اوس شخص پر کہ جسپر زکوۃ واجب ہوتی ہی
وَقَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا زَکٰوۃَ عَلَی الْیَتِیْمِ حضرت امام رضا علیہ السّلام نے
فرمایا کہ یتیم پر زکوۃ نہین پوشیدہ نرہے کہ بعض علما کی کلام سے ثابت
ہوتا ہے کہ عرفاً حقیقی اطلاق یتیم کا زمان بلوغ تک ہے اور وہی مراد اس
حدیث مین ہے اور عدم وجوب بسبب عدم تعلق تکلیف کے ہے کما لا یخفے
وَعَنْہُ عَ فِیْ مَمْلُوْکٍ یَمُوْتُ عِنْدَہٗ مَوْلَاہُ وَھُوَ عَنْہُ غَائِبٌ فِیْ بَلْدَۃٍ اُخْرٰی
وَفِیْ یَدِہٖ مَالٌ لِمَوْلَاہُ وَیَحْضُرُ الْفِطْرَۃُ اَیُزَکِّیْ عَنْ نَفْسِہٖ مِنْ مَالِ مَوْلَاہُ

وَقَدْ صَارَ لِلْبَنَاتِ قَالَ نَعَمْ اور اوسی جناب سے منقول ہے اوس مملوک کے بارے مین کہ جسکا مالک جسے جدا انتقال کرے اور وہ غلام اوس سے دوسرے شہر مین غائب ہوا اور اوسکے قبضہ مین اوسکے مالک کا کچھ مال ہوا اور فطرہ کا وقت آپہونچے آیا وہ اپنا فطرہ بہی اوسی مال آقا سے دیگا حالانکہ وہ خود منتقل ہو گیا ہی ملک مین چند تیمیون کے حضرت نے فرمایا کہ ہان شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہہ حدیث محمول ہے عرک ولی پر بعد ہلال شوال کے اوسی وجہ سے کہ جسکا سابق مین ذکر ہوا وَعَنْ صَفْوَانَ الْجَمَّالِ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ ع عَنِ الْفِطْرَةِ فَقَالَ عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ عَنْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ صَاعٌ مِنْ حِنْطَةٍ اَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٌ مِنْ زَبِيبٍ اور صفوان جمال سے منقول ہے کہ پوچہا مینے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے باب مین پس فرمایا کہ فطرہ نکالنا چاہیئے ہر خورد و بزرگ و آزاد و مملوک کیطرف سے فی کس ایک صاع یعنے پونے تین سیر سیر شاہی سے ایک چہٹانک تین سیر تقریبًا سیر انگریزی سے گیہون مین سے یا خرمے یا منقے مین سے وَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ يَزِيدَ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ عِنْدَهُ الضَّيْفُ مِنْ اِخْوَانِهِ فَيَحْضُرُ يَوْمَ الْفِطْرِ يُؤَدِّي عَنْهُ الْفِطْرَةَ فَقَالَ نَعَمْ اَلْفِطْرَةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مَنْ يَعُولُ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى صَغِيرٍ اَوْ كَبِيرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوكٍ اور پوچہا عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اوس شخص کے بارے مین کہ جسکے پاس کوئی مہمان آیا ہوا اوسکے بہائیون مین پس وہ آموجود ہو روز عید فطر اوسکا بہی دیا جائیگا یا نہین حضرت نے فرمایا کہ ہان فطرہ ہر عیالدار پر عیال کیجانب سے ہے مرد کیطرف سے یا عورت کی صغیر سے یا کبیر سے

اژ اوسکو یا مملوک سے وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ
الرِّضَا عَنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلٰى رَجُلٍ لَيْسَ مِنْ عِيَالِهِ اِلَّا اَنَّهُ يَتَكَلَّفُ لَهُ نَفَقَتَهُ
وَكِسْوَتَهُ اَتَكُوْنُ عَلَيْهِ فِطْرَتُهُ قَالَ لَا اِنَّمَا تَكُوْنُ فِطْرَتُهُ عَلٰى عِيَالِهِ صَدَقَةً
دُوْنَهُ وَقَالَ الْعِيَالُ الْوَلَدُ وَالْمَمْلُوْكُ وَالزَّوْجَةُ وَاُمُّ الْوَلَدِ اور عبدالرحمن
بن حجاج سے منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا
کہ ایک شخص نفقہ بھیجے کسی دوسرے شخص کے پاس غیر عیال میں سے بطور
تبرع آیا اسپر اوسکا فطرہ ہوگا یا نہیں فرمایا کہ نہیں بلکہ عیال ہی کا فطرہ اوسپر
ہوگا نہ اوس دوسرے شخص کا اور فرمایا کہ مراد عیال سے فرزند ہے اور
مملوک اور زوجہ اور صاحب ولادہ حرم شیخ حر علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ یہہ
جب ہی کہ وہ دوسرا شخص عیال مین داخل نہو بلکہ بطور ہدیہ و تحفہ کے کچھ اوسکو
پاس بھیجا ہو **واعظ کہتا ہے** کہ یہہ عبارت حدیث سے ظاہر ہے بقید
لَيْسَ مِنْ عِيَالِهِ مین تعرض چندان ضرور نتھا بلکہ محض مزید تفہیم کے لیے
لکھا گیا وَعَنْ اِسْحَاقِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْفِطْرَةِ
اِلٰی اَنْ قَالَ الْوَاجِبُ عَلَيْكَ اَنْ تُعْطِيَ عَنْ نَفْسِكَ وَاَبِيْكَ وَاُمِّكَ
وَوَلَدِكَ وَامْرَأَتِكَ وَخَادِمِكَ اور اسحاق بن عمار سے منقول ہے کہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کا سوال کیا یہانتک کہ حضرت نے
فرمایا کہ تجھپر واجب اسقدر ہے کہ تو اپنا اور اپنے مان باپ اور اولاد و ملازم کا
فطرہ دے **واعظ کہتا ہے** کہ یہہ اوس ملازم اور خدمتگار کے متعلق
ہے کہ جو داخلِ عیال ہو اور کہانا اوسکا ساتھہ ہو اور جو بطور نوکری و مزدور
کام کردیتا ہو ایکی اجرت و مزدوری پر تو ظاہرا اوسکی طرف سے فطرہ دینا لازم

نہیں گو کہ احوط ہے وقال ابو عبد اللہ ع لمعتب اذہب فاعط عن عیالنا
الفطرۃ وعن الرقیق واجمعہم ولا تدع منہم احدا فانک ان ترکت
منہم انسانا تخوفت علیہ الفوت قلت وما الفوت قال الموت اور
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے معتب سے کہ جو کہ زندہ داروغہ خرچ کا
تھا فرمایا کہ جا سب کی عیال و اطفال و مملوکین کی طرف سے فطرہ دے
اور سبھوں کو شامل کر کوئی چھٹنے پاوے نہیں تو اوسپر اندیشہ فوت و موت کا ہے
وقال ابو عبد اللہ ع من ضممت الی عیالک من حر او مملوک فعلیک
ان تؤدی الفطرۃ عنہ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے
جسے تو اپنے عیال میں شریک کرلے خواہ وہ آزاد ہو یا مملوک پس لازم ہے
تجھپر اوسکا بھی فطرہ دینا وقال علیہ السلام یؤدی الرجل زکوۃ الفطرۃ
عن مکاتبہ ورقیق امرأتہ وعبدہ النصرانی والمجوسی وما اغلق علیہ
بابہ اور اوسی جناب سے منقول ہے کہ ادا کریگا ہر شخص زکوۃ فطرہ اپنے اوس
غلام کیطرف سے بھی کہ جس سے لکھا پڑھی ہوگئی ہو کہ جب اسقدر مال تو حاصل
کر کے پہونچا دیگا تو آزاد ہو جائیگا اور زوجہ کے غلام کیطرف سے بھی و عیسائی
و مجوسی غلام کیطرف سے بھی اور جسپر کہ وہ اپنا دروازہ بند کرے یعنے گھر کے
اندر جو جو لوگ ہوں اون سبکی طرف سے فطرہ دینا پڑیگا وقال یؤدی الرجل
زکوۃ الفطرۃ عن مکاریہ ومکاتبہ اور اوسی جناب نے فرمایا کہ آدمی
اپنی مکاری یعنے کرایہ دینے والیکا مثل جمال وغیرہ کے اور غلام کا بھی
فطرہ دینا پڑیگا واعظ کہتا ہے کہ یہ حدیث مکاری کے باب میں
محمول استحباب پر ہے یا اس امر پر کہ اوسے داخل عیال کرلیا ہو اور

معاہن مین کہانا اوسکا حق اجرت مین اپنے ذمہ پر عائد کرایا ہو وقال
ابو عبد اللہ ان الفطرۃ عن کل حر و مملوک فان لم تفعل خفت
علیک الفوت قلت وما الفوت قال الموت قلت اقبل الصلوۃ او
بعدھا قال ان اخرجتھا قبل الظھر فھی فطرۃ وان اخرجتھا بعد
الظھر فھی صدقۃ ولا تجزیک قلت فاصلی الفجر و اعزلھا فیمکث
یوما او بعض یوم اخر ثم تصدق بھا قال لا باس ھی فطرۃ اذا
اخرجتھا قبل الصلوۃ قال وھی واجبۃ علی کل مسلم محتاج او
موسر یقدر علی الفطرۃ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے کہ فطرہ میرا اور میرے لوگ کیطرف سے ہے اگر اوسکو نہ نکالا تو تجھپر اوسکے
فوت کا ہوگا ڈر یہی کہتا ہے مین نے عرض کیا کہ فوت کیا ہے فرمایا کہ موت
مینے عرض کی کہ قبل نماز یا بعد نماز فرمایا اگر قبل نماز ظہر روز عید تو نے
اوسے نکالا ہے تو وہ فطرہ ہے اور بعد نماز ظہر کے وہ صدقہ مین داخل ہے
اور فطرہ مین محسوب نہین اور برات ذمہ مین کافی نہوگا مینے عرض کی کہ
نماز صبح پڑھکے جدا کرون فطرہ کو فطرہ دینے کی نیت سے پس وہ ایکروز
یا زیادہ رکھا رہے پھر وہ مستحق کو دیدون فرمایا کچھ مضائقہ نہین بلکہ وہ داخل
فطرہ ہے جبکہ قبل نماز تو نے اوسے اس نیت سے نکالا ہے اور فرمایا کہ
وہی فطرہ واجب ہے ہر مسلمان پر محتاج ہو یا تونگر جبکہ فطرہ پر قدرت رکھتا ہو
یعنی ایسا محتاج نہو کہ بالکل فطرہ پر اوسے قدرت ہی نہو اور سزاوار ہے
کہ فقیر سے مراد وہ شخص لینا چاہیے کہ معتدبہ اجارت نرکھتا ہو گو کہ مالک
مؤنۃ سنہ کا بقدر ضرورت ہو یا یہ کہ بطور استحباب فطرہ دینا عائد فرمایا ہو

وَقَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ رَوَى اَصْحَابُنَا اَنَّ مَنْ اَضَافَ اِنْسَانًا طُولَ شَهْرِ رَمَضَانَ
وَتَكَفَّلَ بِعِيَالِهِ لَزِمَتْهُ فِطْرَتُهُ اور فرمایا شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف
مین کہ روایت کی ہے ہمارے اصحاب نے یہ کہ اگر تمام مہینے رمضان کے
رکھے کوئی شخص ضیافت کرے ... اور کفالت کرے
اوسکے عیال داری کی تو لازم ہوگا اوسپر فطرہ اوسکا اور وَسُئِلَ اَبُو الْحَسَنِ
الرِّضَا عَنِ الْفِطْرَةِ كَمْ يُدْفَعُ عَنْ كُلِّ رَاْسٍ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ
وَالزَّبِيبِ قَالَ صَاعٌ بِصَاعِ النَّبِيِّ ص اور پوچھا گیا حضرت امام رضا علیہ السلام
سے کہ کس قدر فطرہ دیا چاہیے گیہوں اور جو اور خرمے اور منقے مین سے
فرمایا ایک صاع بقدر صاع نبی کے وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْفِطْرَةُ صَاعٌ
مِنْ حِنْطَةٍ وَصَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَصَاعٌ مِنْ تَمْرٍ وَصَاعٌ مِنْ زَبِيبٍ وَاِنَّمَا
خَفَّفَ الْحِنْطَةَ مُعَاوِيَةُ اور اوسی جناب سے منقول ہے کہ فطرہ بقدر ایک
صاع کے ہے گیہوں مین سے اور اوسیقدر جو اور خرمے اور منقے مین سے
اور نہین تخفیف کی گیہوں مین مگر معاویہ نے مؤلف کہتا ہے پس
جن روایتوں مین یہ وارد ہے کہ گیہوں سے بقدر نصف صاع کے فطرہ
واجب ہے پس وہ محمول تقیہ پر ہی بقرینہ تخفیف معاویہ کے جیسا کہ گزرا یا
تخفیف عثمان کے جیسا کہ اور ایک روایت مین حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے ماثور ہے وَعَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ اخْتَلَفَتِ
الرِّوَايَاتُ فِي الْفِطْرَةِ فَكَتَبْتُ اِلَى اَبِي الْحَسَنِ صَاحِبِ الْعَسْكَرِ اَسْاَلُهُ عَنْ
ذٰلِكَ فَكَتَبَ اَنَّ الْفِطْرَةَ صَاعٌ مِنْ قُوتِ بَلَدِكَ عَلَى اَهْلِ مَكَّةَ وَالْيَمَنِ
وَالطَّائِفِ وَاَطْرَافِ الشَّامِ وَالْيَمَامَةِ وَالْبَحْرَيْنِ وَالْعِرَاقَيْنِ وَفَارِسَ

وَالْاَهْوَازِ وَكِرْمَانَ تَمْرٌ وَعَلٰى اَهْلِ اَوْسَاطِ الشَّامِ زَبِيبٌ وَعَلٰى اَهْلِ الْجَزِيرَةِ وَالْمَوْصِلِ وَالْجِبَالِ كُلِّهَا بُرٌّ اَوْ شَعِيرٌ وَعَلٰى اَهْلِ طَبَرِسْتَانَ الْاَرُزُّ وَعَلٰى اَهْلِ خُرَاسَانَ الْبُرُّ اِلَّا اَهْلَ مَرْوٍ وَالرَّيِّ فَعَلَيْهِمُ الزَّبِيبُ وَعَلٰى اَهْلِ مِصْرَ الْبُرُّ وَمَنْ سِوٰى ذٰلِكَ فَعَلَيْهِمْ مَا غَلَبَ قُوتُهُمْ وَمَنْ سَكَنَ الْبَوَادِيَ مِنَ الْاَعْرَابِ فَعَلَيْهِمُ الْاَقِطُ وَالْفِطْرَةُ عَلَيْكَ وَعَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ

اور ابراہیم بن محمد ہمدانی سے منقول ہے کہ مختلف ہوئی روایتین فطرہ کے باب مین پس مینے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا اور مین سوال کیا تہا اسی امر سے پس لکہا حضرت نے کہ فطرہ بقدر ایک صاع کے ہے قوت شہر سے تیرے مکہ اور یمن اور طائف اور اطراف شام اور یمامہ اور بحرین اور عراقین اور فارس اور اہواز و کرمان کے باشندہ خرما ہے اور اوساط شام کے لوگونپر منقے ہین اور جزیرے اور موصل اور کل پہاڑون کے رہنے والونپر گیہون ہین یا جو اور طبرستان والونپر چانول ہین اور خراسان والونپر گیہون ہین مگر مرو اور ری کے باشندی کہ اونپر بہی منقے ہین اور مصریون پر گیہون ہین اور سوا انکے اور جو لوگ ہون اونکی جو قوت غالب ہو اور جو عرب دیہاتی ہین اونکا فطرہ پنیر ہے اور فطرہ دینا تجہپر بہی لازم ہے اور کل لوگونپر اور ظاہر ہے کہ یہہ تخصیص اسوجہ سے ہی کہ اجناس مذکورہ قوت غالب سی بلاد مسطورہ کے تہی اور شیخ حر علیہ الرحمہ نے اوسی استحباب پر محمول کیا ہے اور یہہ بہی محتمل ہے وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَ فِي حَدِيثٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرَةِ فَقَالَ التَّمْرُ اَحَبُّ اِلَيَّ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ تَمْرَةٍ نَخْلَةً فِي الْجَنَّةِ اور عبد اللہ بن سنان نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ذیل مین ایک حدیث کے کہ سوال کیا گیا حضرت سے بابت فطرہ کے باب مین پس فرمایا کہ خرما دوست ہے نزدیک میرے پس بدرستیکہ تیرے لئے ہر خرمے کے بدلے ایک درخت ہے بہشت عنبر سرشت مین وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَاَنْ اُعْطِيَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْطِيَ صَاعًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْفِطْرَةِ وَفِي رِوَايَةٍ مِنْ بُرٍّ فِيهَا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک صاع خرمے کا دینا بہتر ہے میرے نزدیک ایک صاع سونے کے دینے سے یا ایک صاع گیہون کے دینے سے جیسا کہ دوسری روایت مین ہے اور احتمال ہے کہ بسبب قوت غالب ہونے کے خرمے کے مدینہ مین یا یہہ کہ بوجہ کثرت فضیلت خرما مستثنیٰ اوس حکم عام سے ہے اور جہان پر گیہون قوت غالب ہو وہان بھی فضیلت خرمے کی غالب ہیگی ہر قوت غالب سے جیسا کہ شیخ حر وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے اور غالب یہ ہے کہ احتمال ثانی اولے ہو بقرینہ ذکر ذہب کے فافہم اور احوط یہہ ہے کہ خرمے اور گیہو نمین جو بیش قیمت زیادہ ہو اوسکے حساب سے فطرہ مین ایک صاع کی قیمت دے تاکہ دوسرا اوسمین مندرج ہو جائے اور ایسے مقام مین عین جنس فطرہ ندے اور جس مقام پر خرما قوت غالب ہو گیہون سے وہان بلا تامل اکتفا خرمے پر ہر چند کم قیمت بھی گیہون سے ہو کافی ووافی ہے اور موید شق ثانی وہ روایت ہے کہ اوسی جناب سے ماثور ہے اَلتَّمْرُ فِي الْفِطْرَةِ اَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ لِاَنَّهُ اَسْرَعُ مَنْفَعَةً وَذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا وَقَعَ فِي يَدِ صَاحِبِهِ اَكَلَ مِنْهُ یعنے خرما فطرہ مین دینا سب سے بہتر ہے کہ بہت جلد نفع اوسکا او

بیان کتب احادیث

تحریر شریف ہے کہ مستحق کو دیوے یا قیمت اوسکی دیوے جیسا اوپر گزرا ہے اور جو
باین مضمون بہت سی حدیثین آئمہ طاہرین سے منقول ہین اور حدیثین اسکے عموما
ہین کہ جو فضیلت شیر کی حدیثون مین وارد ہوئی ہے کہ زینت اوسکی واجب ہوئی تا
ایمان سے ہے علاوہ یہہ کہ انمین تفرقہ نہین کیا گیا ہے کہ جو چیز ہو نہین
اوسکی قوت غالب یا غیر غالب ہو نہین اور ترک استفصال دلیل عموم ہے
اور بعض اجناس کے بدلے اونکی قیمت کا کافی ہونا بلکہ افضل ہونا بلکہ روایات
کثیر معتبرہ سے ثابت ہے عن محمد بن اسمعیل الرازی قال بعثت الی
الی ابی الحسن الرضا ع بدراہم لی و لغیری و کتبت الیہ اخبرہ
انہا من فطرۃ العیال فکتب بخطہ قبضت چنانچہ محمد بن اسمعیل رازی
کہتا ہے کہ مینے خدمت بابرکت حضرت امام رضا علیہ السلام مین کچھ درہم
اپنی طرف سے اور اورون کیطرف سے بھیجے اور بذریعہ عرضداشت یہہ خبر
تحریر کی کہ وہ میرا اور میرے عیال کا فطرہ ہے پس حضرت نے قبضت اوسپر
اور رسید اوسکا اپنے دست حق پرست سے لکھ بھیجی وعن علی بن راشد
قال سألته عن الفطرۃ لمن ہی قال للامام قال قلت له فاخبر
اصحابی قال نعم من اردت ان تطهرہ منهم وقال لا بأس بان
تعطی وتحمل ثمن ذلک ورقا اور ابوعلی بن راشد سے منقول ہے
کہ سوال کیا مینے اونسے کہ فطرہ کسکے لئے ہے فرمایا امام کے لئے مینے کہا کہ
پہر مین اسکی خبر دون اپنے اصحاب کو یعنے شیعونکو فرمایا ہان جسے مناسب
جان اور فرمایا کہ قیمت دینے مین کچھ حرج نہین مراد امام کے لئے ہونے سے
یہہ ہے کہ فطرہ امام کے پاس حاضر کرنا چاہئے کہ وہ موافق شرع مستحقون کو

پہونچاے اسلیے کہ وہ اعرف احکام شرعیہ سے ہے وعن ایوب بن نوح
قال کتبت الی ابی الحسن ان قوما یسئلونی عن الفطرۃ ویسئلونی ان
یحملوا قیمتہا الیک وقد بعثت الیک ھذا الرجل عام اول سالنی ان
اسالک فانسیت ذلک وقد بعثت العام عن کل راس من عیالہ بدرھم
علی قیمۃ تسعۃ ارطال بدرھم فرایک جعلنی اللہ فداک فی ذلک
فکتب الفطرۃ قد کثر السوال عنہا وانا اکرہ کل ما ادی الی الشہرۃ
فاقطعوا ذکر ذلک واقبض ممن دفع لہا وامسک عمن لم یدفع اور
ایوب بن نوح سے منقول ہے کہ لکہا مینے حضرت ابوالحسن علیہ السلام
کو کہ ایک گروہ پوچہتا ہے مجہسے حال فطرہ کا اور اوسکی قیمت آپکی پاس
بہیجنے کو اور بہیجا تہا مینے آپ کے پاس اوس شخص کی طرف سے پہلے سال کہ
درخواست کی تہی اوسنے آپ سے پوچہنے کی لیکن مین بہول گیا اور امسال
بہیجا مینے اوسکے عیال مین سے ہر شخص کیطرف سے ایک درہم نو رطل کی قیمت
مین بہیجا ہے پس جیسی آپکی رای ہو فدا ہون مین آپ پر سے پس حضرت نے
تحریر فرمایا کہ فطرہ کے متعلق شیعون کے بہت درخواستین گذری ہین اور
مشہور ہونا اور نام آوری کی بات مجہے مکروہ معلوم ہوتی ہے پس ایسا ذکر قطع کرنا
چاہیے اور جو شخص برضا ورغبت دیگا مین لے لونگا اور جو نہ دیگا اوس سے
اعراض کرونگا وعن اسحق بن عمار الصیرفی قال قلت لابی عبد اللہ
علیہ السلام جعلت فداک ما تقول فی الفطرۃ یجوز ان اودیہا
فضۃ بقیمۃ ھذہ الاشیاء التی سمیتہا قال نعم ان ذلک انفع
لہ یشتری ما یرید اور اسحاق بن عمار صیرفی سے منقول ہو کہ مینے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ پر سے مین فدا ہون حسن نامی نے ذکر کیا
آپ نے نام لیا اگر اوس کی قیمت بھر مین چاندی فطرہ مین دون تو کیسا فرمایا
کہ ہان یہ زیادہ نافع ہے مستحق کے حق مین کہ وہ جو چیز چاہیگا مول لیگا
وَقَالَ لَا بَاسَ بِالْقِيمَةِ فِي الْفِطْرَةِ اور ایک حدیث مین اوسی جناب سے
فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین فطرہ مین قیمت وغیرہ سے وَعَنْهُ اِعْطَاءُ
الْفِطْرَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ وَبَعْدَهَا صَدَقَةٌ اور اوسی جناب سے ہو
کہ فطرہ دینا قبل نماز عید افضل ہے اور بعد اوسکے داخل صدقہ ہے وَاَيْضًا
عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْفِطْرَةِ مَتٰى هِيَ فَقَالَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ قُلْتُ
فَاِنْ بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ بَعْدَ الصَّلٰوةِ قَالَ لَا بَاسَ نَحْنُ نُعْطِي عِيَالَنَا ثُمَّ
يَبْقٰى فَنَقْسِمُهُ اور اوسی جناب سے منقول ہے کہ سوال کیا گیا وقت فطرہ سے
کہ وہ کب ہے پس فرمایا کہ قبل نماز روز فطر راوی کہتا ہے مینے عرض کیا
کہ اگر کچھ بچ رہے بعد نماز کے تو کیسا پس فرمایا کہ کچھ حرج نہین ہم اپنی عیالکو
ہاتھ مین فطرہ دیتے ہین پھر وہ تا دیر رکہا رہتا ہے پھر ہم اوسے تقسیم کرتے
ہین شیخ حر نے فرمایا کہ عیال کے دینے سے مراد جدا کر رکھنا ہی فطرہ کا وفی
مُضْمَرَةِ اِسْحٰقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنِ الْفِطْرَةِ فَقَالَ اِذَا عَزَلْتَهَا فَلَا يَضُرُّكَ
مَتٰى اَعْطَيْتَهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَوْ بَعْدَهَا اور حدیث مضمر اسحاق بن عمار مین
ہی کہ اوسنے پوچھا مینے حال فطرہ پس فرمایا کہ جب تو اوسے علحدہ کر رکھے تو
کچھہ مضر نہین جب چاہے مستحق کو دی قبل نماز کے یا بعد اوسکے وَقَالَ الزَّكٰوةُ
الْفِطْرَةُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ زکوۃ فطرہ واسطے فقیرون اور مسکینون کے ہے یعنی جو کہ قادر قوت

سال پر ہوں اور واجب بالفطرہ ہوں جیسا کہ سابق میں بھی گزرا وقال ع لا ینبغی ان تعطی زکوتک الا مؤمنا یعنی اور فرمایا اوسی جناب نے کہ زکوۃ غیر مومن کو نہ دینا چاہیے وکتب الرضا ع الی المامون زکوۃ الفطرۃ فریضۃ الی ان قال ولا یجوز دفعہا الا الی اہل الولایۃ اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے مامون ملعون کو لکھا کہ زکوۃ فطرہ کی واجب ہے یہاں تک کہ فرمایا نہ دینا چاہیے وہ مگر شیعوں کو وعن مالک الجہنی قال سألت ابا جعفر ع عن زکوۃ الفطرۃ فقال تعطیہا المسلمین فان لم تجد مسلما فمستضعفا واعط ذا قرابتک منہا ان شئت اور مالک جہنی سے منقول ہے کہ پوچھا میں نے حضرت امام محمد باقر سے حال زکوۃ فطرہ پس فرمایا کہ اہل اسلام کو دے اور اگر وہ ہم نہ پہونچے تو مستضعفین دینی غیر متعصبوں کو اور اگر جی چاہے تو عزیزوں کو دے سکتا ہے وقال الصادق علیہ السلام ہی لاہل الولایۃ الا ان لا تجدہم فلمن لا ینصب ولا تنقل من ارض الی ارض اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فطرہ شیعوں کے لیئے ہے اور اگر اونہیں نپاوے تو سنیوں غیر ناصبی کے لئے یعنے جو اہلبیت سے دشمنی نہ کرتا ہو اور متعصب نہو اور فطرہ کو ایک مقام سے دوسرے مقام کیطرف نقل نکرو وقال ع الامام اعلم یضعہا حیث یشاء ویضع فیہا ما رای اور اوسی جناب نے فرمایا کہ امام واقفتر ہے دیگا اوسے جسے چاہیگا اور موافق اپنی رای عالم آرا کے جو اوسمیں مناسب سمجھیگا ویسا کریگا پس حضوری امام میں خود اوسکے پاس یا نائب خاص پاس فطرہ پہونچانا چاہیئے جیسا کہ زمان

غیبت مین اوسکے نائب عام یعنے مجتہد کے پاس پہونچانا چاہیے
جیسا کہ آخوند صاحب نے زاد المعاد مین تحریر فرمایا ہے اور بعض روایات
مستفاد ہوتا ہے کہ مستحق فطرہ مین عدالت شرط ہے پس احوط یہہ ہے
کہ اگر غیر عادل شیعونکو یا مستضعف سنیون کو دینے کی ضرورت ہو اور
ثقات مومنین موجود نہون تو لڑکون کو جو غیر بالغ اور
غیر رشید ہون فطرہ دے بلکہ ثقات مومنین
کی اولاد غیر ممیزین کو اونکے بدلے
بہی دینا مزید احتیاط
ہے

واللہ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ الفقیر المذنب میر علی رضا

# موعظہ تیئسوان

شرح مین فقرات دعای وداع کے اور بحث روح اللہ کے معنو مین اور قصۂ نزول مائدہ کا اور کچھ احکام نماز عید کے اور وداع ماہ رمضان عنوان لطیف سے اور یہہ موعظہ از بسکہ اوس روز پڑہا گیا کہ جس روز جناب عالم عامل مولوی شاہ ارشاد حسین صاحب قبلہ پادشہ بخیر نے پاتراب سفر کربلای معلّی کا کیا تو اسمین ایک لطیف اشارہ اونکی ترخیص کا بہی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل پہلے دو امرون سے ذکر کا وعدہ کیا تہا ایک وداع اہ صیام دوسرے
عید کا بیان اور وداع مین تو اتنا کہا گیا کہ تم نے ذوی العقول سے
باتین کرنا اونکا طلب کرنا انہین افعال عقلا سے ہے اور ماہ رمضان ذوی العقول مین
نہین پہر ماہ صیام سے وداع اور اسکی بدایت حضرت نے کیون فرمائے
اور جواب اسکا کئی طرح سے ہوسکتا ہے عرب مین بہت رواج ہے
کہ کہین التزامی معنی مراد لیتے ہین اور زبان اردو مین بہی ایسا ہی ہوتا ہے
چنانچہ کہتے ہین فلان شخص حاتم ہے اور یہہ وسے مراد نہین کہ حقیقت مین
وہ حاتم طائی ہے بلکہ عرفاً جو امر حاتم کو لازم تہا وہ اسمین بہی پایا جاتا ہے
یعنی سخاوت لہذا مجازاً اوسے حاتم کہتے ہین حاتم مین اسدرجہ سخاوت تہے
کہ جب وہ مرا تو اوسکے بہائی نے اوسکی وضع کو نباہنا چاہا لیکن اوسکی مان نے

کہا کہ ہرگز تو اسکی فکر نہ کر اوسنے کہا کہ جو حاتم کا باپ تہا وہی اوس شخص کا باپ ہے اور اوسکی ماں میری ماں ہے پہر مجہہ مین اور اوسمین کیا فرق ہے اوسیکی طرح مین بہی سخاوت کرسکتا ہون پس اوسکی ماں نے کہا کہ حال حاتم کا یہہ تہا کہ جب مین چاہتی تہی کہ اوسے دودہ پلاؤن تو وہ ہرگز دودہ نہ پیتا تہا جبتک کہ دوسرا لڑکا شریک نہ کیا جاسے اور تیرا یہہ حال تہا کہ اگر دوسرا لڑکا تیرے دودہ پینے کے وقت اتفاق سے گہر میں آجاتا تہا تو ایسی شورش کرتا تہا اور غل مچاتا تہا کہ جبتک وہ ہٹا نہ لیا جاوے جبتک تو چین نہ لیتا تہا اور یہہ مضمون تاریخی بالعرض مذکور ہوا اور مقصود اس سے یہہ ہے کہ وداع ماہ صیام کو لازم ہے انہار بشاشت بسبب انتقال الہی یعنے صوم سے اور خرن و ملال اوس برکت کے اوٹہہ جانے سے پس وہی یہان مقصود ہے نہ اصل توديع وترخیص ماہ صیام اور عمدہ طریقہ ترخیص ماہ صیام کا پڑہنا دعاے وداع صحیفہ سجادیہ کا ہے اسلئے کہ کَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْکَلَامِ اور مناسب مقام یہہ ہے کہ مختصر طور پر چند فقرون کا اوس دعا کے ترجمہ پڑہین تاکہ مومنین بالاجمال کسیقدر معانی سے بہی واقف رہین اور دعا پڑہنے کیوقت انہین مضامین کا تصور رکہین تاکہ زیادہ حضور قلب اور توجہ دل ہو معصوم فرماتے ہین اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ جَعَلْتَ مِنْ صَفَایَاتِلْكَ الْوَظَائِفِ وَخَصَائِصِ تِلْكَ الْفُرُوضِ شَهْرَ رَمَضَانَ خداوندا اور تونے گردانا انہین برگزیدہ وظیفون سے اور خاص فریضون سے یعنے جسکی وجہ خاصیت نہی کو فضیلت بہی ہو انہون پر روزہ ماہ مبارک رمضان ہے رمضان مشتق ہے رمض سے بالتحریک سے اور شدت تمازت آفتاب کو لغت

عرب مین رمض کہتے ہین جیسا کہ قاموس وغیرہ مین ہے وجہ تسمیہ مین دو
احتمال ہین یا یہہ کہ جیسا شدت تمازت آفتاب مین پیاس کا غلبہ
ہوتا ہے اسی طرح اس مہینے مین روزون کے سبب سے پیاس کی شدت
ہوتی ہے پس اس وجہ سے اسکا نام رمضان رکھا یا یہہ کہ عرب نے
مہینونکا نام رکھتے وقت لحاظ فصل موجود کا کیا تھا اور یہہ مہینہ اسلئے اوس
سال گرمیکی شدت مین پڑا تہا اسلیئے اسکا نام حسب حال فصل رمضان کہا
بعض احادیث معتبرہ امامیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان نام خدا کا ہے
پس یہہ نہ کہو کہ رمضان آیا یا رمضان گیا اسلیئے کہ یہہ رجوع کرتا ہے طرف
کہ خدا آیا اور خدا گیا حالانکہ آنا جانا مخصوص جسمانیات سے ہے اور خدا مبرا
لوازم جسم سے ہے وہ سب کہین ہو یعنے اوسکی قدرت اور یہہ نہین ہے
یعنے بطور جسمانیات چنانچہ بعض روایات مین وارد ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس
ایک فرشتہ آیا انہون نے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہے اوسنے کہا مشرق
خدا کے پاس سے پھر دوسرا آیا اور اوس سے جو انہون نے پوچھا تو اوسنے
کہا کہ مین مغرب سے خدا کے پاس سے آتا ہون پھر ایک ساتوین آسمان پر سے
اور ایک ساتوین طبقے سے زمین کے اور سبنے ایسا ہی بیان کیا پس حضرت
موسیٰ ع نے فرمایا کہ تسبیح کرتا ہون مین خدا کی کہ جسکی قدرت ہر جگہہ ہے کسی مقام کو
اوس سے خصوصیت نہین بلکہ سب جگہہ یکسان وہ موجود ہے یعنے اوسکی قدرت
اور پھر وہ کہین نہین یعنی اوسکی ذات کی شان سے کوئی مکان خاص نہین اسلیئے کہ وہ
لامکان ہے اور جسمونکی طرح محتاج اور مکین کسی مکان کا نہین ہوتا الحاصل
احادیث مین یہہ منع ہے کہ کوئی کہے کہ رمضان یعنے خدا آیا یا گیا بلکہ یہہ کہو کہ

شہر رمضان یعنی خدا کا مہینہ آدیا گیا اور ہر چند کہ سب مہینے مقرر کیئے ہوئے
خدا کے ہین مگر تخصیص اسکی نسبت کرنا اور اضافت دینا خدا کیطرف اسکی فضیلت
کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ ادنی ادنی کاریگرون کی تعریف کے
وقت اونکی عمدہ ہی کاریگری بیان ہوتی نہ ادنی چہ جائیکہ صناع کن فکان
کہ جسکی صناعی سب سے بہتر و بالاتر ہے اور اسی لیئے کہتے ہین پروردگار آسمان
و زمین اور یہ کوئی نہین کہتا کہ پروردگار سگ و خوک کو کہ وہ پروردگار کل کا ہے
اور ہر چند کہ یہ محاورہ سب بانون مین مروج ہے لیکن زبان عربی اور
عبرانیہ مین تو نہایت متعارف و مروج ہے اور اسکی بہت نظیرین ہین مثلاً
سب گہر خدا کے ہین مگر مسجد کہ جو سب گہرون سے افضل و اعلی ہے لہذا اوسکی نسبت
خدا کیطرف دیتے ہین او خانۂ خدا کہتے ہین اور اسی طرح کعبہ کو بیت اللہ او خانۂ
خدا کہتے ہین اور باوجودیکہ تمام جانور چرندہ و پرندہ اور درندہ خدا کے بنائے
ہوئے ہین مگر ناقۂ صالح از بسکہ عجیب و غریب طور پر اور بعنوان اعجاز پیدا ہوا تہا
اور اکمل و افضل افراد سے تہا تو اسلیئے اوسکی نسبت خود خدا کیطرف کی گئی
قرآن مجید مین اور ناقۃ اللہ کا اوسپر اطلاق ہوا اور ہر چند سب و حیوان خدا کے
پیدا کیئے ہوئے ہین مگر حضرت عیسی کی پیدایش جو سنئے طور پر ہوئی اور نئے طور
اونکے بدن مین اونکی روح جاگزین ہوئی لہذا عیسے کو روح اللہ کہتے ہین لیکن
اس سے یہہ مطلب نہین کہ معاذ اللہ عیسی ہین روح خدا کی ہے بلکہ فقط
اظہار شرف کے لیئے نسبت ہو خدا کیطرف اور انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ
بدنون کو مس کر کے باعجاز اونمین سے ارواح خبیثہ او جنون کو حضرت
عیسے خارج کرتے تھے اصبع اللہ یعنی انگشت خدا سے اور طور کو جبل اللہ

اور بیت المقدس کو بیت اللہ کہاہے اور ید اللہ و وجہ اللہ اور ابن شیطان
وغیرہ مجازات شائعہ توریت وانجیل سے ہے اور اول کتاب ۶ باب ۲ سے
مستفاد ہوتا ہے کہ جبکہ اولاد ادم یعنے آدم یعنے حضرت آدم کے بیٹون سے یعنے دختران
قابیل سے خدا کے پسرون نے یعنے اولاد شیث نے قرب کیا اور دختران کے شکم سے
یعنے جبار پیدا ہوئے عظمت و برتری و سرداری و عالی ہمتی اونمین خدا کی
طرف سے آئی اور بدی اور سرکشی قابیل کیجانب سے پس نیکون کو پسر خدا سے تعبیر
کیاہے اور بدون کو پسر آدم سے **حکایت** ایکبار عجب اتفاق ہوا کہ
پادری نگرس صاحب اور پادری ریبیر صاحب لکھنؤ مین میری ملاقات کو آئے
اور وہ دونون صاحب باتون باتون مین اونکے یہہ بہی ذکر آیا کہ عیسی پسر خدا ہیں مینے
کہا کہ سفر تکوین سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ لقب کل اولاد شیث کا ہے بمقابلہ
اولاد آدم کا ہے حضرت عیسی کی کیا خصوصیت ہے بسبب ادری ہونے حضرت شیث کیطرف
ہونے کے پسر ایلٰہ ہونا اور لقب مذکور موافق محاورہ قدیم کے عبارت ہوئی یہ
نہ اس بات سے کہ یہہ حقیقی بیٹے خدا کے تھے نعوذ باللہ من ذالک اور اگر ایسا ہی
ہو کہ حضرت عیسی خدا کے بیٹے ہون تو پہر مریم خدا کی کون ہونگی **حکایت**
ایکبار مین عیسائی صاحب اتفاق پادری فک صاحب بہادر جواب بنارس مین
مقیم ہین میری عیادت کو آئے اور بعد استفسار حال و اخبار خیرات معمولی کے
مزاحاً کہنے لگے کہ اگر آپ عیسی پسر خدا پر ایمان لاوین تو بیماریان آپسے بہت دور
رہین مینے کہا کہ جب ہم باپ کا ایمان لائے تو پہر بیٹو نکی کیا حاجت باپ کا
ساتھہ چھوڑ کے کس مونہہ سے ہم بیٹے کا ساتھہ دین اتنے میں جسکے ہو رہو اوسیکے
ہوئے حضرت فرماتے ہین اَلَّذِی اخْتَصَّتَهُ مِنْ سَائِرِ

وتخيرته من جميع الأزمنة والدهور يعنى وہى ماہ رمضان کہ تخصیص کرلیا ہے
تونے اوسکو تمام مہینوں میں اور انتخاب کرلیا ہے یعنی پسند کرلیا ہو تمام
زمانوں اور وقتوں سے وآثرته بما انزلت فيه من القرآن والنور نصا
فيه من الايمان وفرضت فيه من الصيام ورغبتنا فيه من القيام واجللت
فيه من ليلة القدر التى هى خير من الف شهر اور چیدہ کرلیا تونے اوس
بسبب نازل فرمانے قرآن شریف کے اوسمیں وہ قرآن کہ جو نور مجسم ہے
اور دوچند کرنے ایمان کے اور واجب گردانی روزون اور رغبت دلائی
نماز کیطرف اور اوسکی بزرگی دینی کی بسبب اوس شب جلیل القدر کے کہ جو ہزار
مہینون سے بہتر ہے ثم آثرتنا به على سائر الامم واصطفيتنا
بفضله دون اهل الملل پھر ترجیح دی تونے ہمین بسبب اوس مہینے کے
اگلی سب امتوں پر اور برگزیدہ کیا ہمین ساتھ اوسکی فضیلت کے بجز اور امتون کے
یعنے اگلے وقت کے لوگ اس شرف سے محروم تھے کہ اونکے لئے عام طور پر
ماہ رمضان کے روزے نہ تھے بلکہ خاص نبیّون پر واجب ہوتے تھے
اور نہ سابق مین شب قدر تھی بلکہ خاص ہمین لوگونکو خدا نے اس شرف سے
مشرف فرمایا فصمنا بامرك نهاره وقمنا بعونك ليله متعرضين
بصيامه وقيامه لما عرضتنا له من رحمتك وتسببنا اليه من
مثوبتك وانت الملئ بما رغب فيه اليك الجواد بما سئلت من فضلك
القريب الى من حاول قربك پس روزہ رکھا ہمنے بسبب تیرے حکم کے
اوسکے دنوں مین اور تیری مدد سے برپا کی نماز ہمنے راتون کو اور ان
سب عبادتون سے مقصود اصلی ہمارا وہی امر تھا کہ جسکی طرف بڑھایا تو نے

ہمین یعنے رحمت تیری اور جسکی طرف وسیلہ جوئی کی تہی ہمنے یعنے ثواب تیرا اور
حال یہہ ہے کہ تو قادر و توانا ہے ساتہہ اوس متاع کے کہ جسمین رغبت کی گئی
ہی تیری طرف اور بڑا سخی ہے ساتہہ اوس چیز کے کہ سوال کیا گیا تجہہ سے تیری
فضل وکرم سے اور بہت قریب ہے اوس شخص سے کہ جو ارادہ کرتا ہے تیرے
قرب کا اس فقرہ مین اشارہ ہے کریمہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
یعنے ہم قریب ہین اوس سے یعنے انسان سے رگ جان سے بہی زیادہ
حکایت ایکبار صحبت رشید نا رشید مین کچہہ لوگ علمای اہلسنت سے جمع
ہوئے اور مقابل امام رضا علیہ السلام مین اونہون نے فضیلت ابوبکر اس
حدیث سے ثابت کی کہ جبرئیل امین پیغمبر خدا کے پاس آئے اور کہا کہ جناب
اقدس الہی بعد ہدیہ درود وسلام فرماتا ہے کہ مین تو ابوبکر سے راضی ہون
مگر تم ابوبکر سے دریافت کرو کہ وہ مجہہ سے راضی ہے یا نہین حضرت نے
وہ جواب فرمایا کہ جسکا یہہ خلاصہ تہا کہ باتفاق فریقین جو حدیث مخالف کتاب
خدا ہو وہ قابل قبول نہین قرآن مین تو یہہ ہے کہ ہم بندہ سے قریب رگ
جان سے ہین پس باوجود ایسے قرب کے اور عالم الغیبی کے کیونکر خدا کو لاعلمی
خوشنودی وآزردگی خلافت مآب سے ہوئی کہ اسنے اتنی دور و دراز راہ سے
یعنے لامکان سے بذریعہ ملک و پیمبر حال خلیفہ صاحب کا دریافت کر بہیجا
فَقَدْ أَقَامَ فِينَا هٰذَا الشَّهْرُ مَقَامَ حَمْدٍ وَصَحِبَنَا صُحْبَةَ مَبْرُورٍ اور جیندی
بہت اچہی طرح یہہ مہینا ہمارے پاس مقیم رہا اور قابل تعریف کے اور بہت
اچہی طرح اسنے ہماری مصاحبت و رفاقت کی وَأَرْبَحَنَا أَفْضَلَ أَرْبَاحِ
الْعَالَمِينَ اور سب سے زیادہ ہمین اسنے نفع اور فائدہ دیا ثُمَّ قَدْ فَارَقَنَا

حکایت

عِنْدَ تَمَامِ وَقْتِہٖ وَانْقِطَاعِ مُدَّتِہٖ وَوَفَاءِ عَدَدِہٖ ۔ اور اپنا وقت اور مدت
اور مقدار پوری کرکے وہ ہمین چھوڑ چلا اور اوسنے سفر کی راہ لی فَنَحْنُ مُوَدِّعُوْہُ
وَدَاعَ مَنْ عَزَّ فِرَاقُہٗ عَلَیْنَا وَاَوْحَشَنَا انْصِرَافُہٗ عَنَّا وَلَزِمَنَا لَہُ الذِّمَامُ
الْمَحْفُوْظُ وَالْحُرْمَۃُ الْمَرْعِیَّۃُ وَالْحَقُّ الْمَقْضِیُّ پس ہم رخصت کرتے ہین اوسے
اوس مہمان کیطرح کہ جسکی جدائی ہمپر بہت شاق ہو اور جسکے واپس جانے سے
نہایت وحشت ہو اور جسکے عہد و پیمان پر وفا لازم ہو اور جسکی [illegible]
بڑا لحاظ ہوا و حقوق کا اوسکی بجالانا ضروری ہو فَنَحْنُ قَائِلُوْنَ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا شَہْرَ اللّٰہِ الْاَکْبَرَ وَیَا عِیْدَ اَوْلِیَائِہٖ پس ہم کہتے ہین کہ سلام تجھپر
اے مہینے خدا کے کہ جو بزرگ ہے اور اے عید دوستان خدا تجھے ہم خدا کو
سونپتے ہین واعظ کہتا ہے کہ عید کو عید اسلیئے کہتے ہین کہ بندے
عود کرتے ہین اوسمین مناجات و دعا کیطرف اور خدا عود کرتا ہے [illegible]
اونکی رحمت کیجانب اور اس راہ سے اطلاق عید اس مہینہ پر ظاہر ہے
علاوہ یہہ کہ اہل ایمان کو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ فرمائش خدا کو انجام دین
اور اوسکی عبادت وطاعت مین مصروف رہین پہر اس سے بڑھ کے کون
عید ہوگا مرضی مولی بہمہ اولی چنانچہ حضرت [illegible] نے
فرمایا کہ مجھے ایکساعت مسجد کوفہ مین بیٹھنا بہتر ہے ایکساعت بہشت مین
بیٹھنے سے اسلیئے کہ بہشت مین رہنا میری راحت وخوشی کا سبب ہے اور مسجد مین
بیٹھنا خوشنودی خدا کا باعث ہے اور یہی امر نیکون کو عید سے مقصود
ہوتا ہے نہ بہائم کیطرح خوش فعلی کرنا یا لباس پر تکلف پہننا کہ جسمین چندان
مصلحت عقلی ونقلی نہین اور اعیاد مشہورہ اہل اسلام سے عید فطر ہے کہ جو

کل انشاء اللہ ہوگا جو الٰہی ہے پس مناسب حال یہ ہے کہ کچھ اسکا حال اس مقام
پر بالعرض مذکور ہو منجملہ عبادات کے روز عید ایک زکوٰۃ فطرہ کا دینا ہے
کہ جسکا حال کل بیان کیا گیا اور اسیقدر بعض ضروری باتیں آج بیان ہوتا ہے
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ
رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ اور یاد کروا ے نبی اسوقت کو
جبکہ کہا حواریوں نے کہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے آیا قدرت رکھتا ہے پروردگار
تیرا نازل کرنے پر ایک خوان نعمت کو آسمان سے قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ خدا سے ڈرو خدا کا امتحان کرو اگر تم ہو مومن
قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا
وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ حواریوں نے کہا کہ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ ہم
اوسمین سے کہائین اور دل ہمارے مطمئن ہوجائے اور ہم جانین معلوم کرلین کہ
آپ نے ہمسے سچ وعدہ کیا ہے کہ جو کچھہ خدا سے [illegible]
تاکہ ہون اوسپر گواہی دینے والون مین سے ابن عباس سے
منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہ مطلب ہے تو تم تیس
روزہ رکھو پہر خدا سے مائدہ مانگو کہ وہ تمہاری دعا قبول کریگا پس شمعون نے
تیس روزہ رکھے حضرت عیسیٰ سے عرض کی کہ اسقدر ہم اگر کسی بشر کی
مزدوری کرتے تو وہ ضرور ہمین سیر و سیراب کرتا لہذا آپ خدا سے
دعا نزول مائدہ کی فرمایئے پس حضرت عیسیٰ نے بالون کے کپڑے پہنکر بکمال
گریہ وزاری درگاہ باری مین عرض کیا چنانچہ قرآن مجید مین ہے قَالَ عِيْسَى ابْنُ
مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ یعنے عرض کی عیسیٰ نے جو مریم کا بیٹا تھا اَللّٰهُمَّ یعنی خداوندا

بعض روایات مین وارد ہے کہ اس کلمۂ بزرگ کے بیچ مین ستر نام اسمائ حسنی الٰہی سے پوشیدہ ہین اور فقط اس ایک کلمہ کا تلفظ کرنا گویا اون سبکی ذریعے سے دعا مانگنا ہے الحاصل حضرت عیسیٰ نے اسطرح دعا کی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ یعنی ای خدا ای مربی ہمارے نازل کر ہمپر ایک خوان نعمت آسمان سے کہ ہووے وہ ہمارے لیے عید و سرور ہمارے اگلے اور پچھلے سب کے لیئے علامت تیری طرف سی تیری وحدت و یکتائی پر اور عیسیٰ کے صدق و راستی و نبوت پر اور حوار یونکی مقبولیت دعا پر اور روزی دے تو ہمین کہ تو بہت اچھا روزی دینے والا ہے قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُہٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ جناب اقدس الٰہی سے فرمایا کہ مین خوان نعمت تمپر نازل کرتا ہون پس جو کفران نعمت کرے گا من بعد تم مین سے تو مین اوسپر عذاب کرونگا کہ کبھی کسی پر مینے نہین کیا خلاصہ یہہ کہ مائدہ اوسے فائدہ تھو تھا بلکہ نشر و ضرر ہوگا پھر دو ٹکڑے ابر کے نمودار ہوے کہ درمیان مین اون دونون کے ایک سرخ دسترخوان نہایت وہ روی زمین پر آئے یہانتک کہ وہ دسترخوان اونمین سے نکلکر روبرو اوس جماعت کی ٹھرا پس حضرت بہت روے اور کہا کہ خداوندا مجھے شکر گزارون مین محسوب کر اور خوان نعمت کو رحمت گردان اور زحمت و عذاب نگردان پہر وضو کیا اور نماز پڑہی اور خوب روئے اور بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ کہکے دسترخوان اوس خوان نعمت سے ہٹایا نہایت پر تکلف و آراستہ و پیراستہ

اوسی پایا اور بریان بے کانٹے کی مچھلی گہی ترتراتا ہوا اوسمین رکہی دیکہی اور
سرہانے اوسکے ایک پیالے مین نمک تہا اور پائنتی وار دم کے پاس سرکہ
تہا اور گرد اوسکے انواع واقسام طرحکے شاداب وسبز بقولات مثل گندنی
وغیرہ کے رکہی تہی اور پانچ روٹیان بہی اوسمین تہین ایک پر روغن زیتون
رکہا تہا اور دوسری پر شہد سفید اور تیسرے پر روغن اور چوتہی پر پنیر اور
پانچوین پر قدید یہہ حال دیکہکے شمعون اوٹہہ کہڑے ہوے اور عرض کرنے
لگے کہ اے روح اللہ یہہ کہانا دنیا کا ہے یا آخرت کا حضرت نے فرمایا کہ
دونون مین سے کچہہ نہین بلکہ از سر نو خدا نے اسے تمہارے لیئے پیدا کیا ہے
اسے کہاؤ اور شکر خدا بجالاؤ تا کہ نعمت خدا زیادہ ہو حواریون نے عرض کی کہ یا
حضرت اس معجزہ مین اور کوئی معجزہ ظاہر فرمائے کہ باعث مزید ایمان وعرفان
کا ہمارے ہو پس حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس مچہلی کو حکم کیا کہ تو باذن خدا کے
زندہ ہوجا فوراً ایک حرکت اوسمین پیدا ہوئی اور وہ زندہ ہوگئی پہر حضرت نے
حکم کیا کہ پہر ہیئت اصلی پر عود کر پس وہ پہلی کیطرح بریان ہوگئی پس حواریین
تہدید الٰہی سے ڈرے اور خوان نعمت سے کچہہ بہی نکہایا اور حضرت عیسے علیہ السلام
نے فرمایا کہ فقیرون اور بیمارون کو لائین پس اونسے فرمایا کہ یہہ تمہارے لیئے
عطا ہے اور اونکے لیئے بلا ہے پس ایکہزار تین سو شخصون نے کہایا اور کسیطرح
اوسمین کمی نہوتی تہی اور جس فقیر نے کہایا وہ امیر ہوگیا اور جس بیمار نے کہایا
وہ صحیح وتندرست ہوگیا پہر وہ آسمان پر اوٹہہ گیا اور دوسرے روز پہر نازل
ہوا اور امیر وغریب سب نے اوسے تناول کیا اور خوب چنگی پہر وہ آسمان کو اوٹہہ گیا
اور ایکدن بیچ آیا اگیا یہانتک کہ ایک چلے کے بعد موقوف ہوگیا اور بعضون نے

لکھا ہے کہ حضرت عیسی کو حکم آیا کہ فقط محتاجوں کو اسکا استحقاق ہے پس امرائے
اوسمین شک کیا اور اوسے محمول جادو پر کیا اور تین سو اسی آدمی یا تین ہی
تیس آدمی سور کی صورت پر مسخ ہو گئے واعظ کہتا ہے پس تمنے
بھی تیس روزے رکھے ہین دروازہ استجابت دعا کی مفتوح ہین دعا
کرو کہ تمہارا انجام خدا بخیر کرے اور انیا مین وسعت معاش بے منت
خلق عطا کرے اور روز عید عبادت خدا کرو خلوص نیت سے اور شکر کرو
اوسکی نعمتونکا اور قدر کرو اونکی خصوصًا نعمت محبت اہلبیت کا کہ یہہ سب
نعمتونسے بڑہکے ہے اور بہائم کیطرح خلاف عقل و شرع معاصی
نکرو کہ بہیمیت باطنی بدتر بہیمیت ظاہری سے ہے پس اگر بظاہر احترام
نبی سے مسخ نہوسے اور باطنًا مسخ ہو گئے تو اور بدتر ہے اور معلوم ہو کہ
نماز عید نمونہ قیامت ہے پس لوگون کا لباس سفید پہننا خوشبو لگا کے
عیدگاہ مین جانا مشابہ ہے مُردون کے قبر زمین سے کفن پہنے اوٹھنے
سے اور بوی کافور بدن مین ہونے سے اور موذن کا باآواز بلند روز عید
الصّلوٰۃ کہنا مشابہ نفخ صور ہی پہر نماز کے لیئے صف بستہ ایستادہ ہونا اشبہ
روز قیامت خدا کے سامنے کہڑے ہونے سے عرض اعمال کیوقت ہے
اور قنوت پڑہنا نامہ عمل کے پڑہنے سے اور رکوع و سجود مین جانا اوس
تذلل و خاکساری سے کہ جو جناب باری کے سامنے حاصل ہوگی اور موسمہ
سہل لوگ خوف خدا سے گرینگے اور گریہ و زاری درگاہ باری مین کرینگے اور واپس
آنا عیدگاہ سے بحالات مختلفہ کوئی سوار اور کوئی پیادہ کوئی لباس تکلف
پہنے کوئی چہتری لگائے کوئی خوشحال کوئی افسردہ خاطر مشابہ ہی مجمع جنت کے

مستغرق ہوئے سے کوئی کامیاب اور کوئی ناکام فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ
فِي السَّعِيرِ ایک جماعت خوشی خوشی بہشت کیطرف اور کوئی گروہ مغلول و مسلسل
جہنم کی طرف پس ان حالات پر نظر کرکے عبرت حاصل کرنا چاہیئے نہ لہو و لعب
اور ارتکاب معاصی اور عمدہ وظائف عید سے نماز عید فطر ہے اور اقوی
استحباب و سکات ہے اور احوط بجالانا اور سکا نیت قربت سے ہے اور
قول وجوب ہی کا شاذ ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَكْرَمَ مَصْحُوبٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ
وَيَا خَيْرَ شَهْرٍ فِي الْأَيَّامِ وَالسَّاعَاتِ سلام ہو تجہپر ای رفیق بزرگ تمام
وقتوں مین اور اے نیک مہینے سب دنوں اور ساعتوں مین اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ مِنْ شَهْرٍ قَرُبَتْ فِيهِ الْآمَالُ وَنُشِرَتْ فِيهِ الْأَعْمَالُ سلام
ہو تجہپر ای وہ مہینے کہ جسمین قریب ہوگئین امیدین اور منتشر ہوگئے عمل
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ قَرِينٍ جَلَّ قَدْرُهُ مَوْجُودًا وَأَفْجَعَ فَقْدُهُ مَفْقُودًا
وَمَرْجُوٍّ آلَمَ فِرَاقُهُ سلام ہو تجہپر ای ہمنشین وہ ہمنشین کہ جسکی بہت قدر و منزلت
تہی اوسکی موجودگی مین یعنے گو کہ قدر نعمت بعد زوال ہوتی ہے مگر یہ مہینہ
ایسی نعمت ہے کہ اسکی قدر حالت موجودگی مین اور قبل زوال بہی تہی
اور وہ ہمنشین کہ جسنے جاتے وقت ہمین بڑا صدمہ جانکاہ دیا اور وہ ہمنشین
کہ بڑی بڑی امیدین اوسکی ہمین تہین اور اوسکی جدائی نے بڑا صدمہ دیا
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ أَلِيفٍ آنَسَ مُقْبِلًا فَسَرَّ وَأَوْحَشَ مُنْقَضِيًا
فَمَضَّ سلام ہو تجہپر ای میرے چہیتے آتے وقت تو تو نے ملکے ہمین
خوش کیا لیکن جاتے وقت اکیلا عالم وحشت مین چہوڑکے رنج دیا اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ مِنْ مُجَاوِرٍ رَقَّتْ فِيهِ الْقُلُوبُ وَقَلَّتْ فِيهِ الذُّنُوبُ سلام ہو

اوس ہمسایہ پر کہ جسمین بہت رقت قلب اور نرم دلی حاصل ہوئی اور گناہ
بہت کم ہوگئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ نَاصِرٍ اَعَانَ عَلَى الشَّيْطَانِ وَصَاحِبٍ
سَهَّلَ سُبُلَ الْاِحْسَانِ سلام ہو تجھپر اے مددگار کسقدر اعانت کی ہے تونے
ہماری شیطان پر کہ گویا وہ قیدی اور بے بس ہوگیا تیری برکتون سے
اور اے مصاحب کیا خوب سہل و ہموار کردیا تونے نیکی کی راہون کو
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَا اَكْثَرَ عُتَقَاءِ اللّٰهِ فِيْكَ وَمَا اَسْعَدَ مَنْ رَعٰى
حُرْمَتَكَ بِكَ سلام ہو تجھپر کسقدر آزاد ہوئے بندے جہنم سے تجھ مین
اور کسقدر سعید و نیک ہوا تیرے سبب سے جسنے تیری آبرو کا پاس کیا
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَا كَانَ اَمْحَاكَ لِلذُّنُوْبِ وَاَسْتَرَكَ لِاَنْوَاعِ الْعُيُوْبِ
سلامت رہ کتنا بڑا گناہونکا تو محو کرنیوالا تھا اور کتنا بڑا عیبونکا پردہ
پوش تھا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَا كَانَ اَطْوَلَكَ عَلَى الْمُجْرِمِيْنَ وَاَهْيَبَكَ
فِيْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ زندہ باش کیا ہے بڑا معلوم ہوتا تھا تو مجرمونکو
اور کیسی تیری ہیبت چھائی ہوئی تھی مومنونکی دلون پر کہ دیکھئے کیونکر
ہم عہدہ برا ہوسکتے ہین اسکے شرائط و آداب سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ
شَهْرٍ لَا تُنَافِسُهُ الْاَيَّامُ سلامت رہ اے مہینے سب دنون کو نفسا
و ہمسری کی تجھ سے لیاقت نہ تھی کیا دخل کہ کوئی مہینا تیرے سامنے
پہنچنے کو دخل دیسکے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ شَهْرٍ هُوَ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ
سلام ہو اوس مہینے پر کہ جو ہر حال اور ہر بات مین ہر طرح سے جان بخشی
اور راحت رسانی کرتا تھا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ غَيْرَ كَرِيْهِ الْمُصَاحَبَةِ وَلَا
ذَمِيْمِ الْمُلَابَسَةِ سلام ہو تجھپر کبھی تیری مصاحبت ہمین بری نہین لگی

اور کبھی تیرا خاطر کرنا قابل مذمت نہیں ہوا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ كَمَا وَفَدْتَ عَلَيْنَا بِالْبَرَكَاتِ وَغَسَلْتَ عَنَّا دَنَسَ الْخَطِيئَاتِ زندہ باش اے میرے مہمان جب تو ہمارے یہاں اوترا تو عجب طرح کی بہت بہار برکتوں کی اپنے ساتھ لایا تھا اور میل کچیل گناہوں کی ہمسے دہو دہلا کے چندن کیطرح پاک وصاف ہمیں کر دیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ غَيْرَ مُوَدَّعٍ بَرَمًا وَلَا مَتْرُوكٍ صِيَامُهُ سَأَمًا سلامت رہ ہمنے تجھسے سیر ہو کے تجھے رخصت نہیں کیا اور تنگ آکے تیرے روزوں کو نہیں چھوڑا بلکہ ہم اوسیطرح تیرے مشتاق ہیں اور تیرے روزوں کے دلسے بھوکے ہیں جیسے ابتدا میں تھے مگر کیا کریں کہ ہماری تقدیر ہی میں تیرا ہجر و فراق بدا تھا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ مَطْلُوبٍ قَبْلَ وَقْتِهِ وَمَحْزُونٍ عَلَيْهِ قَبْلَ فَوْتِهِ زندہ باش پہلے تو تیرے انتظار ہی میں تیرے استقبال کے لیے اونپر دم آگیا تھا اور ابھی تو نہیں گیا لیکن فقط تیری جدائی کے خیال سے جان نکلتی ہے دم گھٹا جاتا ہے تیرے رخصت کرنے سے روپوش ہو کے تجھسے سونہہ چھپاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ كَمْ مِنْ سُوءٍ صُرِفَ بِكَ عَنَّا وَكَمْ مِنْ خَيْرٍ أُفِيضَ بِكَ عَلَيْنَا سلامت رہ کیسی کیسی آفت اور برائی تیرے بدولت ہمسے ہٹائی گئی اور کیا کیا نعمت اور رحمت و نیکی ہمپر لنڈہائی گئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى لَيْلَةِ الْقَدْرِ الَّتِي هِيَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ میرا اسلام پہونچے تجھے اور تیری شب قدر کو بھی کہ جو ہزار مہینے پر بھی بھاری ہے اور دولہن کیطرح تیرے گھونگھٹ میں سونہہ چھپائے رہی تو نے جان کے طرح اوسے دلمیں چھپایا تھا تجھکو

پتلی کا نور بنایا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ مَا کَانَ اَحْرَصَنَا بِالْاُنْسِ عَلَیْکَ وَاَشَدَّ شَوْقَنَا غَدًا اِلَیْکَ زندہ باش کل کی بات ہے کہ تیرے آنیکا کیا کیا سامان ہمنے کیا تھا اور چشم براہ تیرے منتظر تھے کیا کیا خوشیان تیرے آنیکی کر رہے تھے بلکہ مارے خوشی کے پھولون نہ سماتے تھے اب کل تک تیری صورت ہماری آنکھون سے اوجھل ہوجائیگی تو پہرے تیرے کیونکر راحت آئیگی شوق کے مارے روح قالب سے پرواز کرجائیگی آنکھونمین تیری صورت پہرتی رہیگی آنسوونکی ندیان آنکھونسے بہینگی تیرے لیئے لاکھہ ٹکراونگا خاک اوڑاونگا لیکن کہان پاونگا اے یار غمگسار اور اے مونس دل زار تو روان دوان بلکہ پران اپنی راہ لیتا ہے رہ لتے تم جدائی دیتا ہے یہہ شرط وفا نہین کہ تو ہمین بیتاب غیرت سیماب تڑپتا چہوڑکے چلا جائے خود سفر کرے ہمین رونے پیٹنے کو یہان چہوڑے بیقصور ہمسے مونہہ موڑے تیری وفاداری سے کبہی ہمین یہہ امید نہ تہی مگر یہہ سب اپنی تقدیر کا پہیر ہے مرضی خدا سے کیا چارہ تجہہ سے کچہہ شکایت کی جگہہ نہین فقط ہمین اپنے نصیب سے شکایت ہے ہمارے ایسے نصیب کہان تہے کہ ایسا مہمان نوان جان ناتوان ہمارے یہان ٹکتا ابہی دل بہرکے اوسکی صحبت سے مستفید نہونے پائے تہے کہ اوسکی چل چلاؤ کی ٹہری لی پونجی سنبہالکر وہ سفر کو تیار ہوا ابہی کل ہین کوچ کیا چاہتا ہے ؎ اگر بماند شبی ماند شبی دیگر نماند بقول اوستاد ؎ یہہ مہینہ بہی ہوگیا آخر ؎ دو دن اور ایک رات باقی ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی فَضْلِكَ الَّذِیْ حُرِمْنَاهُ

وعلیٰ ما مضیٰ من برکاتک سلبتناہ خیر اب آخری سلام ہو میرا ہمیرا او
تیری اون بزرگیون پر کہ اب جنسے ہم محروم رہے اور اون اگلی برکتون
تیری کہ جو بسبب کم نصیبی کے ہمسے چہین لی گئین افسوس اب وہ ہونیکا
باہم جمع ہونا اگلے پچھلے کو آپس کی ہیل میل رہنا کہان مسجدین سنسان اوجاڑ ہی
بجہڑی پڑی رہینگی نہ پہر وہ نمازی آئینگے نہ قرآن ... ختم کی آواز
کان تک کاہیکو پہونچیگی قرآن گردمین اسلئے رحلون پر ...
لوگون کو یہہ عبادت کی چوپٹ کیون رہنے لگی کل تک تو یہ دو پانچ ہو جائیگا
پہر کاہیکو نظر آئیگا ہر چند ہم یہ سب صدمے جہیل لین بلکہ تیری جدائی مین
مشتاقون نالفت و بالا ہلال عید کیطرح کاہیدہ و تپیدہ ہو جاسنے
تاہم ہمین تیری خوشی سے سروکار ہے اور ہم ہر طور تیرے شکرگزار
اور امیدوار ہین بقول اوستاد کے سال آیندہ روزہ کینینگے ہم اگر ہماری
حیات باقی ہے ؂ خیر ہر طور خدا حافظ حافظ حقیقی کو تجہے سونپ دیا

جیسے جاتے وقت تونے ہمین پیٹھ دکھائی اوسیطرح
خدا آتے وقت پہر ہمین تیرا منہ دکھائے

اللّٰہ معک اینما کنت

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

تمت

کتبہ المذنب الی المفتقر الی رحمۃ ربہ السید رضا بن یوسف الحسینی

## غلط نامہ کتاب چودھویں [illegible] جلد

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۶ | ۹ | ہمزہ استفہام | ہمزہ |
| ۵۳ | ۸ | مینے | یعنے چہ |
| ۵۴ | ۴ | مکروہ ہے | مفطر ہے |
| ۶۸ | ۱۹ | اسکلے کے | گئی ہیں |
| ۹۹ | ۲۰ | فلمہ | فکہ |
| ۱۰۷ | ۴ | مالکتہٖ | مَلکتہٗ |
| ۱۱۲ | ۱۰ | ضَعِیفاً | صَغِیراً |
| 〃 | ۱ | غسق | غرق |
| ۱۱۳ | ۴ | اُرزِقَی | اُغرِقَی |
| 〃 | ۱۷ | حِیْنَ الحِیْنِ | حِیْنَ الحِیْن |
| ۱۳۰ | ۱۸ | مَاوَکل | مَاذَکل |
| ۱۳۳ | ۴ | یادگار | یادیار |
| ۲۱۱ | ۱۰ | نندے کو | مجھکو |

ملتمس

سید عابد علی عفی عنہ مہتمم و مالک مطبع

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج مین باہتمام سید کمترین سید عابد علی کی تاریخ پندرہوین
ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۹ھ مین چھپی

[illegible] مصطکی رومی [illegible] سنبل [illegible]

کرفس [illegible] تخم [illegible] تخم [illegible] تخم گزر تخم شلجم

تخم پیاز [illegible] نبات سفید همه را با یک [illegible] سائیده بقدر [illegible] باشد

هر روز صبح و شام [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible] عفاه الله